

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاریخ العرب و خلدون

جلد سولہ حصہ یازدہم

جدید پابلیشنگ آفیس، پونٹ نمبر ۸-۷۱

شمالی افریقہ میں بربر قبائل

اول

ان کے حکمرانوں کے حالات

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبد الرحمن ابن خلدون

(۷۳۲-۸۰۸)

ترجمہ و تہذیب: مولانا اختر فتح پوری

نفس اک اُردو بازار کراچی طبعی

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوک التریغنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت نامی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوہدری طارق اقبال گاہنری
مالک نفیس اکیڈمی - اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: _____ تاریخ ابن خلدون
مصنف: _____ رئیس المورخین علامہ عبد الرحمن بن خلدون
ناشر: _____ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: _____ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: _____ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

عرضِ ناشر

ابن خلدون اپنے دور کا جید عالم اور بامثال مورخ تھا۔ اس کو اپنے معاصرین میں اس لحاظ سے برتری اور فضیلت حاصل ہے کہ اس نے تاریخ کو ایک علم اور سائنس کی حیثیت سے روشناس کرایا اور جدید فلسفہ تاریخ کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کا اصل نام ابو زید عبد الرحمن بن محمد المقلب بدولی الدین تھا۔ یکم رمضان ۷۳۲ھ کو اس کی ولادت تونس میں ہوئی تھی۔ اس نے حفظ قرآن کے بعد ابتدائی تعلیم اپنے والد اور پھر اپنے وطن کے نامور علماء سے تحصیل کی۔ ابھی وہ تعلیمی مراحل سے گزر رہا تھا کہ اس کی ذہانت، ذکاوت اور قابلیت کا شہرہ دور دور پھیل گیا چنانچہ جب اس کی عمر صرف اکیس سال تھی تونس کے سلطان نے اس کو اپنے دربار میں طلب کر کے اپنا کاتب مقرر کیا۔ اس کے بعد اس نے تونس اور بعض دوسرے علاقوں کی سیاحت کی۔ ابن خلدون کی طبیعت مہم جو و تنوع پسند تھی چنانچہ اس نے شاہی ملازمت پر قناعت کرنے کی بجائے غرناطہ کے کئی سلاطین کی مصاحبگی کی اور قاضی کے عہدوں پر کام کرتا رہا۔ ۸۴۳ھ میں وہ حج بیت اللہ کے لئے جا رہا تھا کہ راستہ میں اسے اسکندریہ اور قاہرہ میں بھی قیام کرنا پڑا۔ قاہرہ کے قیام کے دوران اس نے جامع ازہر میں درس بھی دیے۔ ۸۵۳ھ میں اس نے سلطان الناصر کے ہمراہ دمشق میں تیمور کے خلاف جنگ بھی لڑی۔ یہی نہیں بلکہ اسے دوبار تیمور سے ملاقات کے لئے بھی روانہ کیا گیا۔

ابن خلدون کو تونس اور مصر میں قیام کے دوران شمالی افریقہ کی سیاست میں حصہ لینے اور وہاں کے مختلف ملوک اور امراء کو قریب سے دیکھنے کا ان کے حالات کو سمجھنے کا خاصا موقع ملا۔ بالآخر اس نے ۲۵ رمضان ۸۵۸ھ میں قاہرہ ہی میں وفات پائی۔ وفات کے وقت اس کی عمر ۶۷ سال کچھ مہینے تھی۔

ابن خلدون کی زندگی بڑی صبر آزما اور انقلاب انگیز تھی۔ اگرچہ اس کو بعض اوقات عسرت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اور بعض اوقات دولت و اقبال کے سائے اس پر چھائے رہے اور یوں بھی ہوا کہ ایک مرتبہ اسے قید و سلاسل کی زحمت سے بھی دوچار ہونا پڑا اس کے باوجود اس نے تصنیف و تالیف سے غفلت نہیں برتی۔ اس کے حالات و واقعات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہر سانحہ اور ہر حادثہ اس کے شوقِ تحریر پر مہم جو کام کرتا تھا اس نے کتنا لکھا ہوگا اور کیا کیا لکھا ہوگا اس کا اندازہ اس کے سوانح نگاروں کو مطلق نہیں ہے۔ البتہ یہ بات متعدد دیکھائیوں اور روایتوں سے ثابت ہو چکی ہے کہ اس نے پُر

آشوب زندگی میں کم سے کم سینتالیس کتابیں مختلف موضوعات پر لکھی تھیں لیکن دو تین کتابوں کے علاوہ سب کی سب گمنامی کے اندھیرے میں جا پڑیں، پھر زمانے نے اس کے کسی قدر داں مربی اور سرپرست کو نہ چھوڑا کہ وہ اس کی کتابوں کو محفوظ کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم تک اس کی صرف ایک وہی کتاب پہنچی ہے جو دنیا بھر میں مقدمہ تاریخ اور تاریخ ابن خلدون کے نام سے جانی اور پہچانی جاتی ہے۔

تاریخ اسلام کے موضوع پر جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں اس میں ابن خلدون کے مقدمہ تاریخ اور تاریخ ابن خلدون کو جو مقام اور اہمیت حاصل ہے وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آیا اس کی وجہ کئی ہیں۔ اگر ہم اس سے پہلے اور اس کے بعد لکھی جانے والی تاریخوں پر نظر ڈالیں تو یہ وجہ خود بخود ظاہر ہو جائیں گی۔ محمد جریر ابن طبری کی تاریخ الرسل الملاک صرف ۳۰۲ھ تک کے حالات کا احاطہ کرتی ہے۔ مسعودی کی مروج الذهب سے صرف ۳۲۶ھ تک کے واقعات کا علم ہوتا ہے۔ ابن مسکویہ کی تاریخ تجارب الامم سے ۳۶۹ھ تک کے واقعات کی نشاندہی ہوتی ہے ابو القدر کی تاریخ البشر میں ۴۱۷ھ تک کے واقعات ملتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان تاریخوں کو مکمل نہیں کہا جاسکتا۔ یہ تاریخیں ضروری ماخذات اور خوالوں کی موجودگی اور استناد کے باوجود بہت کم زمانے پر محیط ہیں۔ اس کے برعکس ابن خلدون کی تاریخ پہلی تاریخ ہے جس میں اسلام کی پہلی آٹھ صدیوں کے حالات تفصیل اور صراحت کے ساتھ قلم بند کئے گئے ہیں۔ اس میں ابن خلدون نے تقدیم زمانی ہی کو برقرار نہیں رکھا ہے بلکہ مختلف ملکوں اور حکمرانوں اور ان سے متعلقہ قوموں کے حالات بھی تاریخی تسلسل کے ساتھ بیان کئے ہیں جن کی وجہ سے حقائق کو جاننے اور سمجھنے میں کسی بھی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے۔

ابن خلدون کے مقدمہ تاریخ اور تاریخ کو دنیا میں اس قدر مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی کہ اب اس کے ترجمے دنیا کی کئی زبانوں میں ملتے ہیں۔ اردو میں مقدمہ خلدون بار بار شائع ہوتا اور تاریخ کے طالب علموں سے خراج لیتا رہا ہے ہم نے ابتداء میں اس کو دو جلدوں میں شائع کیا تھا۔ بعد میں ضروری معلوم ہوا کہ اس کی تاریخ کی مجلدات بھی یکے بعد دیگرے شائع کر دی جائیں کیونکہ ان کے مطالعہ کے بغیر تاریخ اسلام کا صحیح علم ہونا ممکن نہیں چنانچہ ہم اب تک اس کی دس جلدیں شائع کر چکے ہیں جو مختلف حکومتوں اور ادوار کا احاطہ کرتی ہیں۔

والد مرحوم نے کوشش کی تھی کہ ابن خلدون کی مکمل تاریخ اردو پڑھنے والوں تک پہنچائیں۔ انہوں نے ابن خلدون کے تمام معلومہ مجلدات کو گراں داموں میں حاصل کیا اور ملک کے ممتاز اسکالروں اور دانشوروں سے اس کو اردو میں منتقل کروا کے شائع کیا اس کے باوجود ابن خلدون کی تاریخ کے بعض نامعلوم مجلدات کے حصول کے لئے بھی کوشاں تھے اگرچہ ان کو اپنی زندگی میں کامیابی نہیں ہو سکی لیکن کسی نہ کسی طرح سے میں نے ابن خلدون کی ان مجلدات کا پتہ چلا یا جن کا علم بہت کم لوگوں کو ہے۔ یہ مجلدات بربر قبائل اور ان کی اقوام سے متعلق ہیں۔

میں نے ان مجلدات کو حاصل کرنے کے بعد اسے ترجمہ کے لئے مولوی اختر فتح آبادی کے حوالے کیا۔ وہ عربی کے ماہر اور بہترین مترجم ہیں۔ انہوں نے انتہائی دلجمعی اور دلچسپی سے اس کا ترجمہ کیا جو پہلی مرتبہ اردو میں منتقل ہو رہا ہے۔

جیسا کہ میں نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ ابن خلدون نے اپنی زندگی کے آخری شب و روز مصر اور افریقہ کے دوسرے علاقوں میں بسر کئے تھے اور وہیں فوت ہوا تھا یہ تاریخ وہاں کی قوموں اور حکمرانوں کے حالات و واقعات سے عبارت ہے۔ اس میں ان تمام خاندانوں اور حکمرانوں کے احوال مندرج ہے جنہوں نے اپنی حکومتیں شمالی افریقہ کے مختلف علاقوں میں قائم کی تھیں اگرچہ یہ حکمران اور قبائل دوسرے اسلام حکمرانوں کی طرح پُر شکوہ اور پر حشم نہیں تھے لیکن ان کے ہاتھوں بعض ایسے کارنامے انجام پائے جو اسلامی دور کی عظمت کی یاد دلاتے رہیں گے۔

اس حصہ میں ابن خلدون نے جو کچھ لکھا ہے اس میں اس کا اپنا مشاہدہ، تجربہ اور تحقیق شامل ہے۔ اسی لئے اس کی اہمیت دوسرے حصوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔

آخر میں مجھے آپ سے صرف اتنا کہنا ہے کہ اس تاریخ کو آپ تک پہنچانے میں میرے والد مرحوم کی سعی کو بڑا دخل ہے اور ان ہی کی دعاؤں کے طفیل میں اس قابل ہو سکا ہوں کہ ان کے مشن کو احسن طریقہ پر پورا کر سکوں۔ اب ابن خلدون کی تاریخ کے اس گم شدہ اور بازیافتہ حصہ کا ترجمہ آپ کے سامنے ہے۔ اور چاہتا ہوں کہ آپ اس کا خیر کے لئے میرے والد مرحوم کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ یاد رکھیں۔

چوہدری طارق اقبال گاہندری

۱۲/ دسمبر ۱۹۸۵ء، کراچی



Handwritten text in a cursive script, likely a letter or document. The text is written in dark ink on a light background. The first line is partially obscured by the stamp. The text appears to be a formal or semi-formal communication, possibly a letter of introduction or a report. The handwriting is fluid and characteristic of the late 19th or early 20th century.

Very truly yours,

Handwritten signature or name.

Handwritten text at the bottom of the page, possibly a date or a reference.

فہرست

حصہ یازدہم

صفحہ	فہرست مضامین	صفحہ	فہرست مضامین
	بن عامر سے ہیں اور چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں	۱۷	<u>باب ۱: عرب مستعجمہ</u> عرب مستعجمہ کا چوتھا طبقہ جو اس عہد کی اس نئی پود سے تعلق رکھتا تھا جو اسلامی حکومت کے عرب حکمرانوں کا بقیہ تھی۔
۵۱	یحییٰ کی وفات، موسیٰ کی وفات		آل فضل اور بنی مھار کے حالات اور شام و عراق میں ان کی حکومت
۵۳	ابن عتواء۔ سبا بن شہل کی وفات	۲۱	
	اولاد سبا کی سرداری	۲۷	<u>باب ۲: بنو عامر بن صعصعہ</u> چوتھے طبقے کے عربوں یعنی بنی ہلال اور سلیم کے داخلے کے حالات و واقعات
۵۴	سعید کی سردای۔ فادمہ	۲۸	اشج اور ان کے بطون کے حالات جو ہلال بن عامر سے ہیں اور چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں
	نجور۔ زناتہ۔ اخضر	۳۸	<u>باب ۳: بنو جشم</u> الخلۃ جشم میں سے ہے بنو جابر بن جشم عاصم اور مقدم اشج میں سے ہیں
۵۵	بلادہ بط میں اترنے والے ریاچی	۴۴	
	ریاح کے عالم بالنتہ سعادت کے حالات اور اس کا انجام اور گردشی احوال	۴۸	<u>باب ۴: بنو ریاہ کے بطون ہلال بن عامر</u> ریاح اور اس کے ان بطون کے حالات جو ہلال
۵۷			
۵۹	<u>باب ۵: زغبہ اور اس کے بطون</u> زغبہ اور اس کے بطون کے حالات جو ہلال بن عامر سے ہیں اور چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں		
	زناتہ کا مغرب اوسط پر قبضہ بنو یزید		
	<u>باب ۶: بنو حصین</u> اولاد حصین		
۶۳		۵۰	
۶۵	بنو مالک بن زغبہ		
۶۶	ابو تاشقین		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۴	ذباب بن سلیم	۶۷	سلطان ابو عنان
		۶۸	حرث بن مالک
۱۰۸	<u>باب: ۱۲: بربر اقوام</u>		
	بربر اور اہل مغرب کی دوسری قوم کے حالات	۷۰	<u>باب: ۷: بنو عامر بن زغبہ</u>
	وغیرہ		
۱۰۹	برائس کے قبائل	۷۶	<u>باب: ۸: عروہ بن زغبہ</u>
۱۱۰	المستبر کے قبائل		
	لوالا کبر۔ منفردہ	۷۸	<u>باب: ۹: تین قبائل</u>
	دلہا صہ۔ وحیہ۔ ضربہ		
۱۱۱	تمصیف۔ مکنا سہ		ذوی عبد اللہ ذوی منصور ذوی حسان
	سمسکان۔ زوانہ	۸۰	ذوی عبیدہ الخراج
۱۱۷	<u>باب: ۱۳: بربر افریقہ اور مغرب میں</u>	۸۱	المعراج
	افریقہ اور مغرب میں بربریوں کے موطن کے	۸۲	ثعالبہ
	متعلق دوسری فصل	۸۳	ذوی منصور
		۸۵	درعہ
۱۲۳	<u>باب: ۱۴: بربر اقوام کے فضائل</u>	۸۶	احلاف
	اس قوم کے قدیم و جدید لوگوں کے شریفانہ	۸۷	بنو مختار
	خصائص کا تذکرہ وغیرہ		
۱۲۴	فضائل انسانی	۹۰	<u>باب: ۱۰: ابنی سلیم و بنی منصور</u>
	بربر اقوام کے حالات میں چوتھی فصل۔ اس میں		چوتھے طبقے سے بنی سلیم و بنی منصور کے حالات
	فتح اسلامی سے قبل اور اس کے بعد میں اعناب تک	۹۱	زغب۔ ذباب بیب
۱۲۶	کا بیان		عرف
۱۳۴	کتابہ		ہراج
	<u>باب: ۱۴: اتمری بربر اور ان کے قبائل</u>	۹۶	سلطان ابو یحییٰ
۱۳۵	<u>کے حالات</u>	۱۰۰	<u>باب: ۱۱: القاسم بن مرا بن احمد</u>
	اور سب سے پہلے نفوسہ اور اس کی گردش احوال		سلیم کے عالم بالسنۃ کے حالات
		۱۰۱	بنو حصن بن علاق

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۹	باب: ۱۱۸ ابرانس و ہوارہ	۱۳۶	باب: ۱۵۰ انفرادہ اور ان کے بطون
۱۶۰	بربریوں میں سے ابرانس کے حالات وغیرہ الخ بطون ہوارہ	۱۳۸	اور ان کی گردشی احوال کا بیان
۱۶۳	ہوارہ کے موطن مغرب میں ہوارہ کے قبائل	۱۳۹	بطون انفرادہ کا انجام
	ابرانس کے بطون میں سے ازواجہ مسطاسہ اور عجیبہ کے حالات کا بیان		باب: ۱۶۰ الواط قوم
۱۶۴	عجیبہ ابرانس کے بطون میں سے ارویہ کے حالات اور	۱۴۱	تبری بربریوں میں سے لواتہ کے حالات اور ان کی گردشی احوال
۱۶۵	ان کے ارتداد و انقلاب اور ان کے متعلق اور یس اکبر کی دعا	۱۴۳	خریہ کے بنی فاتن کے حالات جو تبری بربریوں کا
۱۶۷	ابرانس کے بطون میں سے کتامہ کے حالات الخ سد دیکش اور ان کے موطن میں کتامہ کے بقایا	۱۴۵	ایک بطن ہیں اور ان کی گردشی احوال
	لوگوں کے حالات	۱۴۶	مصغہ
۱۶۹	کتامہ کے بقایا لوگوں میں سے بنی ثابت کے حالات الخ	۱۴۷	لمایہ
۱۷۰	بطون کتامہ میں سے زوادہ کا کچھ تذکرہ	۱۴۸	قبائل لمایہ
	ابرانس کے بطوان میں سے ضہاجہ کے حالات الخ	۱۵۰	مطماط
۱۷۱	انجھہ		موطن منداس
۱۷۳	ضہاجہ کا پہلا طبقہ اور ان کی حکومت		مغلیہ
	آل زیری بن مناد کی حکومت الخ		مدیونہ - کومیہ
۱۷۵	بلکین بن زیری کی حکومت		باب: ۱۶۰ اقوام زوادہ اور رداغہ
۱۷۶	منصور بن بلکین کی حکومت		تبری بربریوں میں سے زوادہ اور رداغہ کے
۱۷۷	بادیس بن منصور کی حکومت		حالات جو بطون خرسہ میں سے ہیں اور ان کے
	المعز بن بادیس کی حکومت		بعض احوال کا بیان
			زوادہ - بنی یراین
			مکناسہ اور بنی ورصطف کے دیگر بطون کے
			حالات الخ
			مکناسہ میں سے ماوک تسول بنو العافیہ
			کی حکومت کے حالات الخ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۹	باب: ۲۲: مرابطین بن غانیہ کی حکومت	۱۷۸	تمیم بن المعز کی حکومت
	مرا بطین کے باقی ماندہ لوگوں میں ابن غانیہ کی حکومت کے حالات اور قریش الغزی کا اس کی حکومت کی مدد کرنا	۱۷۹	یحییٰ بن تمیم کی حکومت
۲۱۲	ابن غانیہ کے حالات کی طرف رجوع		حسن بن علی کی حکومت
۲۱۴	میورقہ کے حالات		باب: ۱۹: بنو خراسان
	محمد بن عبدالکریم کے حالات	۱۸۲	ضہاجہ بنو خراسان کے حالات
۲۱۶	ابن نخیل کی حکایت		جنہوں نے عربوں کے ذریعے میں اضطراب کے وقت تونس میں آل بادیس پر حملہ کیا
	باب: ۲۳: ملوک سوڈان	۱۸۴	ملوک قفصہ بنی الرند کے حالات
۲۱۹	ہلشین سے پرے مغرب کے پڑوس میں رہنے والے ملوک سوڈان کے حالات اور ان کا مختصر بیان		ہلال بن جامع کے حالات جو ضہاجہ کے عہد میں قابس کے امراء تھے اور افریقہ میں عربوں کی جنگ کے وقت تمیم کو جو وہاں سلطنت حاصل تھی اس کا بیان
	بنی بھکی کے لمطہ، کزولہ اور ہسکورہ کے حالات جو ہوارہ اور ضہاجہ کے بھائی ہیں	۱۸۵	طرابلس میں رافع بن مکن مطروح کا حملہ
۲۲۳	لمطہ	۱۸۶	افریقہ میں عربوں کی جنگ اور موحدین کا ان کے اثرات کو ختم کرنا
۲۲۴	ہسکورہ	۱۸۷	قلعہ میں آل حماد کی حکومت کے حالات
	اتشیف	۱۸۹	باب: ۲۰: بنو حیوس بن ماکسن
۲۲۵	بنو نفال	۱۹۷	بنو حیوس بن ماکسن کے ملوک کے حالات جو غرناطہ اندلس سے تعلق رکھتے تھے
	فطواکہ		باب: ۲۱: ہلشین
۲۲۶	ضہاجہ کا تیسرا طبقہ	۲۰۰	ضہاجہ کا دوسرا طبقہ، ہلشین اور انہیں مغرب میں جو حکومت حاصل تھی اس کا بیان
۲۲۷	قبائل بربر میں سے مصادہ کے حالات	۲۰۱	ملٹونہ میں سے مرابطین کی حکومت کے حالات
۲۲۸	مصادہ میں سے برغوالہ اور ان کے حکومت		
۲۳۰	مصادہ کے بطون میں سے غمارہ کے حالات		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۶۶	اس کے جہاد کے واقعات	۲۳۲	<u>باب: ۲۴: سبیتہ کے حکمران</u>
۲۶۷	ابن فرس کی بغاوت		سبیتہ کے حالات اور بنو عصام کی حکومت
۲۶۸	مستنصر بن ناصر کی حکومت	۲۳۵	غمارہ کے حامیم بنی کے حالات
	منصور کے بھائی مملوک کی حکومت کے حالات	۲۳۶	ادارہ کی حکومت کے حالات
	عادل بن منصور کی حکومت کے حالات	۲۴۰	<u>باب: ۲۵: جمود اور ان کے موالی</u>
۲۷۰	<u>باب: ۲۹: مامون بن منصور</u>		سبیتہ اور طنجہ کی حکومت کے حالات الخ
	بجی بن کی مزاحمت	۲۳۳	<u>باب: ۲۶: قبائل مصادہ</u>
۲۷۱	رشید بن مامون کی حکومت کے حالات		بطون مصادہ میں سے مغرب اقصیٰ کے اہل عیال
۲۷۴	سعید بن مامون کی حکومت کے حالات		درن کے حالات
	منصور کے بھتیجے المر قنطی کی حکومت کے حالات	۲۳۵	<u>باب: ۲۷: جمال درن میں مہدی</u>
۲۷۹	<u>باب: ۳۰: ابی دیوس کی بغاوت</u>		موحدین کا بنی عبدالمؤمن کے ذریعہ افریقہ کی
	مراکش پر غلبہ مرتضیٰ کی وفات		حکومت قائم کرنا
	ہسکورہ	۲۵۰	<u>باب: ۲۸: عبدالمؤمن کی حکومت</u>
۲۸۳	مصادہ کے بقیہ قبائل		مہدی کے خلیفہ عبدالمؤمن کی حکومت کے حالات
۲۸۵	<u>باب: ۳۱: موحدین کے باقی ماندہ قبائل</u>	۲۵۵	فتح اندلس کے حالات
	جمال درن میں مصادہ میں سے موحدین کے	۲۵۷	فتح افریقہ کے حالات
	باقی ماندہ قبائل مراکش میں ان کی حکومت کے	۲۵۸	بقیہ اندلس کی فتح
	خاتمہ کے بعد کے حالات وغیرہ	۲۵۹	بقیہ افریقہ کی فتح
	ہرنہ		شرف اندلس کے باغی ابن مروفیشی کے حالات
۲۸۶	تیممل	۲۶۰	خلیفہ یوسف بن عبدالمؤمن کی حکومت
	ہناتہ		غمارہ کا فتنہ
	کدمیوہ	۲۶۲	قفوصہ کی بغاوت اور اس کے رجوع کے حالات
۲۹۰	وریکہ		بار بار جہاد کرنا
۲۹۱	<u>باب: ۳۲: بنی بدرہ کے حالات</u>	۲۶۳	شان ابن غافیہ کے حالات
	بنی عبدالمؤمن کے خاتمہ کے بعد بنی بدرہ کے		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲۰	ابن سلطان کا جہاد کے لئے فوجوں کی قیادت کرنا		کے حالات جو موحدین میں سے سوس کے امراء میں وغیرہ
۳۲۱	ابوعمارہ دعی کے ظہور اور اس کے عجیب و غریب حالات کا بیان	۲۹۳	موحدین میں سے بنی حفص ملوک افریقہ کے حالات اور ان کا آغاز انجام
۳۲۲	سلطان ابواسحاق نے بجایہ جانے اور دعی بن ابی عمارہ کے تونس میں داخل ہونے کے حالات	۲۹۷	معمرہ تاہرت اور اس میں ابو محمد غنایم حاصل کرنا
	امیر ابو فارس کے دعی سے جنگ کرنے اور شکست کھانے کا بیان اور ان کے باپ سلطان ابو اسحاق کی وفات وغیرہ	۲۹۸	شیخ ابو محمد بن شیخ ابو حفص کی وفات اور اس کے بیٹے عبدالرحمن کی حکومت کے حالات
۳۲۳	دعی کے خروج اور رجوع کے حالات اور سلطان ابو حفص کا اپنے ملک پر قابض ہونا	۲۹۹	سلطان ابو عبداللہ المستنصر کی بیعت کے حالات اور اس کے دور کے حالات
۳۲۵	باب ۳۴۰: امیر ابو بکر زکریا	۳۰۰	سلطان کے کارناموں کا تذکرہ
۳۲۷	امیر کا قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے حالات اور اس کا آغاز و انجام	۳۰۳	الجوہر کے آغاز و انجام کے حالات
	اہل جزیرہ کی مخصوص حکومت	۳۰۵	اہل اندلس کے دعوتِ حفصی میں شامل ہونے اور اشبیلیہ اور اس کے بہت سے شہروں کی بیعت کے حالات
	ابوالحسن بن سید الناس حاجب بجایہ کی وفات اور اس کی جگہ ابن جی کی حکومت	۳۰۶	مسیلہ کی طرف سے سلطان کے خروج کے حالات
۳۳۰	الزباب کا امیر ابو حفص کی اطاعت سے خروج کر کے امیر ابو زکریا کا اطاعت کرنا	۳۰۸	طاغیہ افرنجہ اور تونس کے نصرانیوں سے اس کی جنگ کے حالات
۳۳۱	شیخ الموحدین عبداللہ الغازی اور حاجب ابو القاسم بن الشیخ رؤسائے حکومت کی وفات کے حالات	۳۱۳	اہل جزائر کی بغاوت اور ان کی فتح کے حالات
۳۳۲	سلطان ابو حفص کی وفات کے حالات اور اس کی حکومت کی وصیت	۳۱۴	الواثق یحییٰ بن المستنصر مخلوع کی بیعت کے حالات اور دیگر احوال کا تذکرہ
۳۳۳	سلطان ابو عسیدہ کی حکومت کے حالات	۳۱۶	باب ۳۴۱: سلطان ابواسحاق
	عبدالحق بن سلیمان کی مصیبت کا حال اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کا حال	۳۱۷	سلطان ابواسحاق کے اندلس جانے اور اہل بجایہ کے اس کی اطاعت میں داخل ہونے کے حالات
۳۳۴		۳۱۸	الحضرہ پر سلطان ابوسلطان کے غلبہ کے حالات
			امیر ابو فارس بن سلطان ابواسحاق کا اپنے باپ کے زمانے میں بجایہ کا حکمران بننا اور اس کا سبب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۳۵	الحضرۃ پر سلطان ابوالبقاء کے قبضہ کرنے اور دعوت حضری میں منفرد ہونے کے حالات ابویعقوب	۳۳۵	سلطان بنی یوسف بن یعقوب کے مراسلہ اور اس کے تحائف کا بیان
۳۳۶	ابن حزن یحییٰ بن خالد کی بیعت اور اس کے انجام کے حالات	۳۳۸	ہرج کے قتل اور کعبہ کے فتنہ پیدا کرنے کے حالات وغیرہ
۳۳۷	قططنیہ میں حاجب ابن عمر کے ہاتھ پر سلطان ابوبکر کی بیعت کے حالات اور اس کی اولیت	۳۳۹	اہل جزائر کی بغاوت اور وہاں پر ابن علان کا حکومت کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کرنا
۳۳۸	بجایہ پر سلطان کے غالب آنے اور ابن مخلوق کے قتل ہونے کے حالات	۳۴۰	امیر ابو زکریا کی وفات وغیرہ
۳۳۹	سلطان ابوالبقاء خالد کی وفات اور الحضرۃ پر سلطان ابویحییٰ بن اللہیان کے قبضہ کرنے کے حالات	۳۴۱	قاضی الغیون کی سفارت اور اس کے قتل کے حالات
۳۴۱	باب: ۳۷ ابن عمر کا حاکم بجایہ مقرر ہونا	۳۴۲	باب: ۳۵ سلطان ابوالبقاء
۳۴۲	ابن عمر کے سلطان کے پاس بجایہ میں آنے اور ابن ثابت اور ظافر الکبیر کی مصیبت کے حالات	۳۴۳	حاجب بن ابی حمی کے تونس کی طرف سفارت کرنے اور اس کے بعد اس کے ساتھ سلطان کے بگڑنے اور معزول کرنے کے حالات
۳۴۳	بجایہ میں بنی عبدالواد کی فوجوں کے مقابلہ کے حالات اور اسی دوران میں ہونے والے واقعات	۳۴۴	ابو عبدالرحمن بن عمر کی حجابت کے حالات اور اس کا انجام
۳۴۴	سلطان ابویحییٰ کے قابس کی طرف سفر کرنے اور خلافت سے الگ ہونے کے حالات	۳۴۵	باب: ۳۶ ابن الامیر کی بغاوت
۳۴۵	سلطان ابوبکر کے الحضرۃ پر حملہ کرنے اور قططنیہ کی طرف واپس آنے کے حالات	۳۴۶	قططنیہ میں ابن الامیر کی بغاوت اور سلطان ابو عصیدہ کی بیعت کے حالات پھر سلطان ابوالبقاء خالد کا اسے قتل کرنا اور قتل ہونا
۳۴۶	الحضرۃ پر سلطان ابوبکر کے قبضہ کرنے اور ابو فریہ پر حملہ کرنے اور اس کے باپ کے طریق سے مشرق کی طرف بھاگ جانے کے حالات	۳۴۷	سلف کے حالات اور تونس اور بجایہ کے حکمرانوں کے درمیان اس کی شروط
۳۴۷	بجایہ میں حاجب بن عمر کی وفات اور حاجب محمد بن القانون کی ولایت اور اس سے ابن سید	۳۴۸	تونس سے شیخ الدولہ ابن اللہیان کے جربہ کے محاصرہ کے لئے سفر کرنے اور وہاں سے حج کے لئے جانے کے حالات
		۳۴۹	سلطان ابو عصیدہ کی وفات اور ابوبکر شہید کے حالات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۵۸	حاجب ابن سید الناس کی مصیبت اور ابن عبدالعزیز اور اس کے بعد ابن عبدالحکیم کی حاکمیت کے حالات	۳۵۸	الناس کو حکومت ملنے کے حالات
۳۵۹	قفصہ کی فتح اور امیر ابوالعباس کی ولایت کے حالات	۳۵۹	قططنیہ پر امیر ابو عبداللہ کی امارت اور بجایہ پر اس کے بھائی امیر ابو زکریا کی امارت اور اس کی حجابت پر ابن القانون کی تقرری کے حالات
۳۶۰	امیر ابوالفارس عزوز اور ابوالبقاء خالد کی سوسہ پر حکمرانی کے حالات پھر مہدیہ کا ان کے ساتھ الحاق	۳۶۰	ابن القانون کی آمد اور بجایہ میں ابن سید الناس اور قططنیہ میں ظافر الکبیر کو حکومت کا ملنا
۳۶۱	باب: ۳۹: میر ابی عبداللہ کی امارت	۳۶۱	ابن ابی عمران کے غلبے اور ابن قانون کے اس کی طرف فرار کرنے کے حالات
۳۶۲	صاحب قططنیہ امیر ابی عبداللہ کی امارت اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی امارت کے حالات	۳۶۲	مولا ہم بن عمر اور اسکے اصحاب کا قتل
۳۶۳	عربوں کے حالات، حمزہ کی وفات پھر اس کے بیٹوں الحضرہ پر چڑھائی اور شکست اور معزز بن ہمر کا قتل اور اس کے ساتھ ملتے جلتے واقعات	۳۶۳	ابن اللحیمان اور زناتہ کے ساتھ جنگ رغیس اور ابن ابی عمران کے ساتھ جنگ الشقہ کے حالات
۳۶۴	حاجب بن عبدالعزیز کی وفات اور اس کے بعد ابو محمد بن تافراکین کی امارت اور ابن الحکیم کی مصیبت کے حالات	۳۶۴	حمزہ کے ابن شہید کو لانے اور اس کے الحضرہ پر قبضہ کرنے کے حالات
۳۶۵	الجرید اور اس کی مکمل فتح اور جزیرہ جربہ پر احمد بن مکی کی ولایت کے حالات	۳۶۵	حمزہ کے محاصرہ تیز زدکت کی تعمیر اور سلطان کی فوجوں کی شکست کے حالات
۳۶۶	وزیر ابوالعباس بن تافراکین کی وفات کے حالات	۳۶۶	حاجب الحمزدار کے وفات پانے اور اس کی جگہ ابن سید الناس کے حاکم بننے اور ابن قانون کے قتل ہونے کے حالات
۳۶۷	بجایہ کے حاکم ابو زکریا کی وفات اور اس کے بعد اس کے بھائی امیر ابو حفص کے خلاف اہل بجایہ کی بغاوت اور اس کے بیٹے امیر ابو عبداللہ کی ولایت کے حالات	۳۶۷	بونہ پر فضل کی حکومت کے حالات
۳۶۸	مولانا سلطان ابوبکر کی وفات اور اس کے بیٹے امیر ابو حفص کی امارت کے حالات	۳۶۸	جنگ ریاس اور اس سے قبل سلطان کے بھائی امیر ابو فارس کے قتل ہونے کے حالات
۳۶۹		۳۶۹	بنی عبدالواد کے خلاف کمک طلب کرنے کے متعلق غرب کے بادشاہ کا مراسلہ اور اس کے بعد ہونے والی رشتہ داری
۳۸۳		۳۸۳	باب: ۳۸: بنی عبدالواد کا فرار
۳۸۵		۳۸۵	سلطان کی مغرب کی طرف چڑھائی اور بنی عبدالواد کے فرار اور تیز زدکت کی تباہی کے حالات

صفحہ	عنوان	صفحہ	نواں
۳۹۸	کے حالات حاکم قسطنطنیہ کی چڑھائی اور ابن کمی کی جماعت کے حالات اور گردش احوال حاکم بجایہ کے ابو غسان کے پاس جانے اور اس پر اس کے شہر پر اپنے مقصود قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے	۳۸۶	ولی عہد امیر ابو العباس کے اپنے مقام امارت الجرید سے الحضرة پر چڑھائی کرنے اور قتل ہونے اور اس کے دونوں بھائیوں امیر ابو فارس عزوز اور اس کے ابو البقاء خالد کے قتل ہونے کے حالات
۳۹۹	کے حالات جنگ طرابلس کے واقعہ اور نصاریٰ کے اس پر غلبہ اور پھر ابن کمی کی طرف اس کی واپسی کے حالات	۳۸۷	افریقہ پر سلطان ابو الحسن کے غالب آنے اور امیر ابو حفص کے وفات پانے اور اس کے بیٹوں کے بجایہ اور قسطنطنیہ سے مغرب کی طرف جانے اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات
۴۰۲	کے حالات موسیٰ بن ابراہیم کے واقعہ اور اس کے بعد ابو غسان کا قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات	۴۰۴	بونہ پر امیر ابو العباس فضل کی امارت اور اس کے آغاز و انجام کے حالات عربوں کے ابن دہوس کی بیعت کرنے اور قیروان میں سلطان ابو الحسن کے ساتھ ان کے جنگ کرنے اور اس کے ساتھ ہونے والے سب واقعات کے حالات
۴۰۶	اطاعت کو خیر باد کہنے اور گردش احوال کے حالات بجایہ پر سلطان ابو اسحاق کے قبضہ کرنے اور دعوت قصصی کے دوبارہ بجایہ کی طرف آنے کے حالات جر بہ کی فتح اور اس کے الحضرة کے حاکم سلطان ابو اسحاق کی دعوت میں شامل ہونے کے حالات	۴۰۷	تونس میں قصبہ کے محاصرہ کرنے پھر قیروان اور قصبہ کو چھوڑ جانے اور اس کے درمیان کے واقعات کے حالات بجایہ اور قسطنطنیہ پر امیر فضل کے قبضہ کرنے اور پھر ان کے امراء کے حکومت کو درست کرنے کے حالات
۴۰۹	مغرب کے امراء کی دعوت اور سلطان ابو العباس کے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے حالات امیر ابو زکریا کے تونس سے پہنچنے اور بونہ کو فتح کرنے اور اس پر غلبہ پانے کے حالات	۴۱۰	سلطان ابو الحسن کے مغرب کی طرف سفر کر جانے کے بعد فضل کے تونس کی طرف چڑھائی کرنے کے حالات فضل کی وفات ابو محمد بن تافراکین کی کفالت اور اختیار کے تحت اس کے بھائی ابو اسحاق کی بیعت
۴۱۰	امیر ابو عبد اللہ کے بجایہ اور اس کے بعد تونس پر قبضہ کرنے کے حالات حاجب ابو محمد بن تافراکین کی وفات اور اس کے		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۲۶	اولاد ابواللیل کی بغاوت اور پھر ان کے اطاعت کی طرف رجوع کے حالات	۴۱۱	بعد اس کی حکومت کے خود مختار ہونے کے حالات
۴۲۷	ابن یملول کے بیٹے کا توز پر غلبہ اور توز کا امن سے واپس ہونا	۴۱۲	بجایہ پر سلطان ابوالعباس کے غالب آنے اور اپنے عم زاد کو اس کا حاکم بنانے کے حالات
۴۲۷	امیر زکریا بن سلطان کا توز کا والی ہونا	۴۱۳	بجایہ پر محمود اور بنی عبدالواد کے حملہ کرنے اور اس پر مصیبت ڈالنے اور اس کے بعد ان کے ہاتھوں اندلس کے فتح ہونے کے حالات
۴۲۸	حاکم بجایہ امیر عبداللہ کی وفات	۴۱۴	الحضرۃ کے حاکم سلطان ابواسحاق کی وفات اور اس کے بعد اس کے بیٹے کی ولایت کے حالات
۴۲۹	الزب پر سلطان کی چڑھائی	۴۱۵	تونس پر سلطان کے قبضہ کرنے اور افریقہ کی دیگر عمل داریوں اور مالک میں خود مختار اندرگ میں دعوت خفصی دینے کے حالات
۴۳۰	قابس کی طرف سلطان کی چڑھائی	۴۱۶	منصور بن حمزہ کی بغاوت کرنے اور چچا ابو یحییٰ زکریا کے ساتھ چڑھائی کرنے اور اس کے بعد ابن تافراکین کی مصیبت کے حالات
۴۳۱	المختصر کا توز میں اپنی حکومت کی طرف واپس آنا اور اس کے بھائی زکریا کا نقطہ اور نفرزادہ کا حکمران ہونا	۴۱۷	سوسہ اور مہدیہ کی فتح کے حالات
۴۳۲	قسطظنیہ کے حاکم امیر ابراہیم کی زوائدہ کے ساتھ جنگ اور یعقوب بن علی اور امیر ابراہیم کی وفات	۴۱۸	جرہ کی فتح اور سلطان کی حکومت میں شامل ہونے کے حالات
۴۳۳	افرنجی نصاریٰ کی مہدی سے جنگ	۴۱۹	غربی سرحدوں کی ولایت پر امرائے انبار کی خود مختاری کے حالات
۴۳۴	قفصہ کی بغاوت اور اس کا محاصرہ	۴۲۰	قفصہ اور توز کی فتح اور قسطظنیہ کے مضافات کے سلطان کی اطاعت میں آنے کے حالات
۴۳۵	عمر بن سلطان کی ستاقس پر حکمرانی اور وہاں سے قابس اور جزیرہ جرہ پر اس کا قبضہ کرنا	۴۲۱	اہل قفصہ کی بغاوت اور ابن خلف کی وفات کے حالات
۴۳۶	سلطان ابوالعباس کی وفات اور اس کے بیٹے ابوالعباس کی وفات اور اس کے بیٹے ابوفارس عزور کی حاکمیت	۴۲۲	قابس کی فتح اور اسکے سلطان کی سلطنت میں شامل ہونے کے حالات
۴۳۷	امرائے بکرہ بنی مزنی اور الزب کے حالات	۴۲۳	
۴۳۸	باب: ۴۰ بنی یملول بنی خلف بنی ابی المنج	۴۲۴	
۴۳۹	توز میں بنی یملول اور نقطہ میں بنی خلف اور الحامہ میں بنی ابی المنج کی امارت کے حالات	۴۲۵	
۴۴۰	قابس طغورس کے مضافات کے روسائے بنی مکی کے حالات	۴۲۶	
۴۴۱		۴۲۷	
۴۴۲		۴۲۸	
۴۴۳		۴۲۹	
۴۴۴		۴۳۰	
۴۴۵		۴۳۱	
۴۴۶		۴۳۲	
۴۴۷		۴۳۳	
۴۴۸		۴۳۴	
۴۴۹		۴۳۵	
۴۵۰		۴۳۶	
۴۵۱		۴۳۷	
۴۵۲		۴۳۸	
۴۵۳		۴۳۹	
۴۵۴		۴۴۰	
۴۵۵		۴۴۱	
۴۵۶		۴۴۲	
۴۵۷		۴۴۳	
۴۵۸		۴۴۴	
۴۵۹		۴۴۵	
۴۶۰		۴۴۶	
۴۶۱		۴۴۷	
۴۶۲		۴۴۸	
۴۶۳		۴۴۹	
۴۶۴		۴۵۰	
۴۶۵		۴۵۱	
۴۶۶		۴۵۲	
۴۶۷		۴۵۳	
۴۶۸		۴۵۴	
۴۶۹		۴۵۵	
۴۷۰		۴۵۶	
۴۷۱		۴۵۷	
۴۷۲		۴۵۸	
۴۷۳		۴۵۹	
۴۷۴		۴۶۰	
۴۷۵		۴۶۱	
۴۷۶		۴۶۲	
۴۷۷		۴۶۳	
۴۷۸		۴۶۴	
۴۷۹		۴۶۵	
۴۸۰		۴۶۶	
۴۸۱		۴۶۷	
۴۸۲		۴۶۸	
۴۸۳		۴۶۹	
۴۸۴		۴۷۰	
۴۸۵		۴۷۱	
۴۸۶		۴۷۲	
۴۸۷		۴۷۳	
۴۸۸		۴۷۴	
۴۸۹		۴۷۵	
۴۹۰		۴۷۶	
۴۹۱		۴۷۷	
۴۹۲		۴۷۸	
۴۹۳		۴۷۹	
۴۹۴		۴۸۰	
۴۹۵		۴۸۱	
۴۹۶		۴۸۲	
۴۹۷		۴۸۳	
۴۹۸		۴۸۴	
۴۹۹		۴۸۵	
۵۰۰		۴۸۶	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب : ۱

عرب مستعجمہ کا چوتھا طبقہ

عرب مستعجمہ کا چوتھا طبقہ جو اس عہد کی اس نئی پود سے تعلق رکھتا تھا جو اسلامی حکومت کے عرب حکمرانوں کا بقیہ تھی: جب مصر اور اس کے شہسواروں اور ان کے یمنی انصار نے اپنے ربیعی اطاعت شعار بھائیوں اور ان کے ساتھ موافقت رکھنے والے یمنی قبائل میں اپنی علیحدہ اسلامی حکومت قائم کر لی اور اقوام و ملل پر غالب آ گئے اور شہروں کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور ان کی حالت صحرائی درشتی اور خلافت کی سادگی کو چھوڑ کر حکومت کی قوت اور شہری آسودگی میں بدل گئی تو وہ خیموں کو چھوڑ کر اسلامی ممالک سے دُور دراز علاقوں اور سرحدوں میں بکھر گئے اور وہاں پر فروکش ہو کر انہوں نے انفرادی اور اجتماعی طور پر حفاظتی فوجی چوکیاں قائم کر لیں اور بادشاہت، ایک قوم سے دوسری قوم اور ایک گھرانے سے دوسرے گھرانے میں منتقل ہوتی رہی اور بنو امیہ اور ان کے بعد بنو عباس کی حکومت میں ان کی بادشاہت عراق میں مضبوط ہوتی گئی۔ پھر اندلس میں بنو امیہ کی دوسری حکومت قائم ہو گئی اور وہ خوش حالی اور شان و شوکت میں اس مقام تک جا پہنچے کہ اس سے پہلے عرب و عجم کی کوئی حکومت اس مقام تک نہ پہنچی تھی، پس وہ دنیا میں بٹ گئے اور ان کی پود عیش و آرام کو ترجیح دینے اور پسند کرنے لگی اور بلا خانوں میں سلامتی کے سائے تلے لمبی تان کر سو گئی۔ یہاں تک کہ شہری زندگی سے مانوس ہو گئی اور صحرائی زندگی کو بھول گئی اور حکومت کے ذریعے انہوں نے بادشاہت کو حاصل کیا تھا۔ وہ ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور وہ صحرائی اخلاق اور سخت گیری اور تلوار کی چمک سے اقوام پر غالب آئے تھے پس اگر ثقافت فوجی جو ان اور شہری زندگی نہ ہوتی تو شدت کے سوار عیت اور محافظ برابر ہو جاتے اور انہوں نے مجد اور نسب میں سلطان کی مشارکت کا انکار کر کے عشائر و قبائل کے ان سرداروں کی ناک کاٹ دی جو اس کی طرف گردنیں اٹھائے ہوئے تھے اور ان کی حرص و آز کو کم کر دیا اور عجمیوں کے غلاموں اور حکومت کے پیروں سے اپنا دلی تعلق قائم کر لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان سے مل کر اپنے اس عرب قبیلے پر حملہ کر دیا۔ جس نے حکومت

کو قائم کیا تھا اور ملت کی نصرت کی تھی اور خلافت کی مدد کی تھی اور بزور قوت انہیں فریب کاری کا مزا چکھایا اور انہیں ذلیل و خوار کر دیا اور انہیں عزت و مجد کی لذت فراموش کروادی اور ان سے عصیت کی نصرت سلب کر لی یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو گئے اور خواص کے غلام بن گئے اور امت میں متفرق پارٹیاں بن گئے اور انہوں نے اپنے اغیار کو جو موالی اور پروردہ تھے اور باپ حل و عقد اور جوڑ توڑ کرنے والا بنا دیا پس ان میں عزت کا خیال جا گزین ہو گیا اور وہ بادشاہت کے متعلق باتیں کرنے لگے اور انہوں نے خلفاء کا انکار کر دیا اور امر و نہی کے صدر مقام پر بیٹھ گئے اور حمایتی عرب غلبہ میں شامل ہو گئے اور عوام الناس کے ساتھ مل جل گئے لیکن انہوں نے صحرائی حالات کو ان سے دوری کی وجہ سے اور عہد انساب کو اس کو مٹ جانے کی وجہ سے یاد نہ کیا اور انہوں نے اپنے سے پہلے اور بعد کے لوگوں کے احوال کو بھلا دیا یہ اللہ تعالیٰ کی وہ سنت ہے جو پہلے لوگوں میں جاری ہو چکی ہے اور تو اللہ تعالیٰ کی سنت کو تبدیل ہونے والا نہیں پائے گا۔

اور مولدین حکومت کے قواعد کی تیاری اور اس کی اساس کی تعمیر میں دین اسلام کے آغاز سے ہی لگے ہوئے تھے اس کے بعد وہ خلافت اور بادشاہت کے لئے کام کرتے رہے عرب کے ان قبائل کی تعداد بہت زیادہ تھی پس انہوں نے ایمان و ملت کی مدد کی اور خلافت کے بازوؤں کو مضبوط کر دیا اور اقلیم و امصار کو ختم کیا اور وہاں کی حکومتوں اور اقوام پر غلبہ پا لیا اور مصر میں سے جو قبائل شامل تھے وہ یہ تھے قریش، کنانہ، خزاعہ، بنو اسد، ہذیل، تمیم، غلفان، سلیم اور ہوازن اور ان کے بطون میں سے ثقیف، سعد بن بکر اور عامر بن صعصعہ اور ان کے ساتھ جو شعوب و بطون اور عشائر و قبائل اور خلفاء اور موالی تعلق رکھتے تھے۔ وہ بھی شامل تھے اور ربیعہ میں سے بنو تغلبہ بن وائل اور بنو بکر بن وائل اور بنی شکر، بنی حنیفہ، بنی عجل، بنی ذبل، بنی شیبان اور تیمم اللہ کے سب قبائل پھر قاسط سے بنو مریر عبد القیس اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے قبائل تھے اور یمنی قبائل میں سے اور پھر کہلان بن سبار میں سے بھی ان میں کچھ قبائل شامل تھے اور اللہ کے مددگار اوس اور خزرج، جو شعوب، غسان اور دیگر قبائل ازد کے سرداروں کے بیٹے تھے پھر ہمدان، خثعم اور بحیلہ اور مدحج اور اس کے سب بطون عیس، مراد، زبید، نخع اور اشعری اور بنی حرث بن کعب پھر لکھی اور اس کے بطون اور لخم اور اس کے بطون پھر کندہ اور اس کے بادشاہ اور حمیر بن سبار میں سے قضاہ اور اس کے سب بطون اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے عشائر و قبائل اور ان کے اخلاف ان سب کو عربی اسلامی حکومت نے بھجوا دیا پس ان سے دور دراز کی سرحدیں پڑ ہو گئیں اور دور دراز علاقوں نے ان کو اپنا کھا جانا لیا اور مشہور جنگوں نے ان کو مار دیا پس ان میں سے کوئی قبیلہ باقی نہ رہا اور نہ ہی کوئی قابل ذکر چھوٹی سی جماعت باقی رہی اور نہ ہی کوئی دیت دینے والے باقی رہے جو جرم کا بار برداشت کریں اور نہ ہی کوئی داد خواہ گروہ باقی رہا۔ ہاں ان کے ناموں کا تذکرہ ان کی اولاد کے انساب میں سنا جاتا رہا جو ان شہروں میں پھیل چکی تھی جنہیں انہوں نے تباہ کر دیا تھا پس وہ ملکوں میں پھیل گئے اور لوگوں کے درمیان داخل ہو کر ذلیل ہو گئے اور حکومت کے غلاموں اور نکیہ لگانے والوں کے لئے بے چینی اور جنگ کے لانے کا باعث بن گئے اور ان کے غیر اسلام اور ملت کے نگران بن گئے اور حکومت دوسروں کے ہاتھ میں چلی گئی اور متاع علوم و فنون ان کے غیر کے بازاروں میں آنے لگی اور مشرق کے عجمی یعنی دہلیم کے لوگ غالب آ گئے اور ہمیشہ ہی اس زمانے تک حکومتیں ان میں منتقل ہوتی رہی ہیں اور ان میں جن قبائل کو حکومت حاصل تھی ان میں سے اکثر قبائل ختم ہو گئے ہیں اور ان کا

ذکر تک باقی نہیں رہا اور اس طبقہ کے قبائل کے بقیہ لوگ جنگلوں میں چلے گئے اور جنگلوں میں رہنے لگے انہوں نے غیموں اور صحرائی زندگی اور خشونت کو خیر باد نہ کہا پس نہ وہ آسودگی کی ہلاکت میں پڑے اور نہ ہی آسائش کے سمندر میں غرق ہوئے اور نہ ہی شہروں اور شہریت کے اندھیروں میں گم ہوئے اسی وجہ سے ان کے شاعر نے کہا ہے:

”تو ہم بادیہ نشینوں کو کیسے پاتا ہے جنہوں نے حیرت زار شہریت کو چھوڑ دیا ہے۔“

اور متنبی سیف الدولہ کی مدح کرتے ہوئے اور ان عربوں کے ذکر پر یہ تعریف کرتے ہوئے جن سے اُسے ان کی آسودگی اور خار کی وجہ سے نبرد آزما ہونا پڑا ہے کہتا ہے:

”اور وہ بادشاہوں کو اپنی صحرائی نشینی سے ڈرایا کرتے تھے اور اب وہ پانی میں کائی کی طرح اُگے ہوئے ہیں پس انہوں نے تجھے برا سمجھتے کیا جو جنگل میں اس کے ستاروں سے بھی زیادہ راہ پانے والا ہے اور شتر مرغ کے انڈوں سے بھی زیادہ جنگل میں گھر بنانے والا ہے۔“

اور یہ قبائل افریقہ کے مشرق و مغرب کے جنوبی صحراؤں، مصر، شام، حجاز، عراق اور کرمان میں اقامت پذیر ہو گئے۔ جیسے جاہلیت کے زمانہ میں ان کے اسلاف میں سے ربیعہ، مضر اور کھلان اقامت پذیر ہو گئے تھے اور انہوں نے سرکشی اختیار کر لی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہوا اور عربی اسلامی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا اور حکومتوں کو کمزوری نے آ لیا اور اس پود کے بعض لوگوں نے مشرق و مغرب میں عزت حاصل کر لی اور حکومتوں نے انہیں عامل بنا دیا اور ان کے قبیلوں پر انہیں امارت دے دی اور شہروں اور مضافات میں اور ٹیلوں میں انہیں جاگیریں دے دیں اور وہ حاکم کے لئے ایک نئی قوم بن گئے اور ان کے عجمی ساتھی بھی بہت ہو گئے اور اس امارت میں انہیں حکومت حاصل تھیں پس وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے حالات و واقعات کا تذکرہ کیا جائے اور انہیں عرب قبائل کے ساتھ ملا دیا جائے جن کی زبان میں قرآن کا نزول ہوا اور معجزے کا ظہور ہوا پس وہ ان میں ٹھہرا رہا اور اس کے اعراب بدل گئے۔ پس وہ عجم کی طرف مائل ہوئے اور اعراب ہونے کی وجہ سے وہ عجمہ کہلانے کے مستحق ہوئے اسی لئے ہم نے انہیں عرب مستعجمہ کہا ہے اب ہم مشرق و مغرب میں اس طبقہ کے بقیہ قبائل کا ذکر کرتے ہیں اور خصوصاً چراگا ہوں کے متلاشی اور شریفانہ اقدار والے قبائل کا ذکر کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں میں مل جانے والوں کا تذکرہ نہیں کرتے پھر ہم اس طبقہ کے ان لوگوں کا ذکر کریں گے جو افریقہ اور مغرب میں نقل مکانی کر گئے پس ہم ان کے مکمل حالات کو بیان کریں گے کیونکہ گزشتہ زمانوں میں مغرب، عربوں کا وطن نہ تھا بلکہ پانچویں صدی کی وسط میں بنی ہلال اور سلیم سے کچھ لوگ وہاں منتقل ہو گئے اور وہاں کی حکومتوں میں مل جل گئے ان کے حالات ان حکومتوں کے حالات میں شامل ہیں جنہیں ہم نے مکمل طور پر بیان کیا ہے اور عربوں کی دیگر جنگیں برقعہ میں ہوئیں۔ جہاں پر بنو قریہ بن ہلال بن عامر قیام پذیر تھے اور ان کے حالات اور زیب و زینت کی حکایات عبیدیوں کی حکومتوں میں حاکم کے زمانہ اور اندلس میں بنو امیہ کے ابورکوبہ کی بیعت کے زمانے میں مشہور ہیں اور ہم نے عبیدیوں کی حکومت میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے اور جب بنو ہلال اور سلیم مغرب کی طرف گئے تو یہ ان جنگوں میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے پھر ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلے گئے۔ جیسا کہ ہم افریقہ میں غزلوں کے دخول میں اس کا تذکرہ کریں گے اور اس زمانے میں برقعہ بن جعفر کے قبائل اپنے موطن میں باقی رہے اور آٹھویں صدی کے وسط میں ان کا سردار ابو ذئب اور اس کا بھائی حامد بن حمید تھا اور مغرب میں کبھی وہ عرب قبیلہ کی

طرف منسوب ہوتے اور خیال کرتے کہ وہ بنو کعب بن سلیم سے ہیں اور کبھی سبب اور خزارہ کی طرف منسوب ہوتے اور ان کے نسب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ ان کے سرداروں میں سے ایک بطن ہوارہ ہے اور یہ بات میں نے ان کے بہت سے نسابوں اور ان کے بعد برقہ اور عقبہ کبیرہ کے درمیان رہنے والے اسلام کی اولاد اور عقبہ کبیرہ اور اسکندر یہ کے درمیان رہنے والے مقدم کی اولاد سے سنی ہے اور یہ دو بطن ہیں۔ اولاد ترکیہ اور اولاد قائد اور مقدم اور سلام بیک وقت لبید کی طرف منسوب ہوتے ہیں پس بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ لبید بن لعدہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر اور بعض مقدم کے متعلق کہتے ہیں کہ مقدم بن عزار کعب بن سلیم اور جسے اولاد ترکیہ کے شیخ سلام نے بتایا کہ مقدم کی اولاد ربیعہ بن نزار سے ہے اور ان قبیلوں کے ساتھ جو آل جعفر کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ ایک لڑنے والا قبیلہ ہے کہتے ہیں کہ وہ جعفر بن کلاب کی اولاد سے ہیں۔ جو رواحہ کہلاتے ہیں اور آل زبید کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ابن جعفر کے متعلق بھی یہی بات کہی جاتی ہے اور ان قبائل میں سے چراگا ہوں کے متلاشی تمام قبائل بلاد قبلہ کے میدانوں کی جانب اپنے حالات کو منسوب کرتے ہیں اور ابن سعید کہتا ہے کہ رقعہ غطفان میں سے اور مہیب اور رواحہ اور خزارہ رہتے ہیں۔ پس اس نے ان قبائل کو غطفان میں سے قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی صحت کو سب سے بہتر جاننے والا ہے اور اسکندر یہ اور مصر کے درمیان کچھ خانہ بدوش قبائل رہتے ہیں جو بحیرہ کے نواح میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور وہاں کی زمین کو رہائش اور کھیتی باڑی سے آباد کرتے ہیں اور سردیوں میں عقبہ کے نواح کی طرف چلے جاتے ہیں اور برقہ مراہہ حوارہ سے ہے اور زناہہ لوانہ کا ایک بطن ہے اور ان پر کھیتی باڑی کا ٹیکس بھی لگتا ہے اور ان کے ساتھ غلو ط عرب اور بربر شامل ہو جاتے ہیں جن کا کثرت کے باعث شمار نہیں ہو سکتا اور صغیر کے نواح میں بنی ہلال اور بنی کلاب جو ربیعہ میں ہیں کے کچھ قبائل رہتے ہیں یہ بہت سے قبائل ہیں جو گھوڑوں پر سوار ہوتے ہتھیار اٹھاتے اور کھیتی باڑی سے زمین کو آباد کرتے ہیں اور بادشاہ کی طرف سے خراج وصول کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں اس کے باوجود ان کے درمیان آپس میں جنگیں اور فتنے برپا ہوتے رہے ہیں جو جنگی قبائل کے درمیان نہیں ہوتے اور آوان سے صعید اعلیٰ اور اس کے پیچھے ارض توبہ سے بلاد حبشہ تک متعدد متفرق قبائل آباد ہیں جو سب کے سب جہینہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو قضاء کا ایک بطن ہے انہوں نے ان جنگلات کو پر کیا ہوا ہے اور اپنے موطن و ملک میں توبہ پر غالب آ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ملک میں حبشہ سے پھیر چھاڑ کی ہے اور انہیں اس کی اطراف میں شریک کیا ہے اور جو لوگ آوان کے قریب رہتے ہیں وہ اولاد کنز کے نام سے مشہور ہیں اور ان کا دادا کنز الدولہ تھا اور حکومتوں کے ساتھ وہ مذکورہ مقامات میں قیام کرتا تھا اور وہ آوان سے قوص تک ان جنگوں میں ان کے ساتھ رہا اور جب بنو جعفر بن ابی طالب پر مدینہ کے نواح میں بنو الحسین غالب آ گئے تو انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا یہ ان کے درمیان شرفائے جعفریہ کے نام سے مشہور تھے اور تجارت پیشہ تھے اور نواح مصر میں جہت قبلہ سے عقبہ ایلہ تک بھی قبائل آباد تھے جن کی اکثریت عامہ سے تعلق رکھتی تھی اور عقبہ ایلہ کے پیچھے سے قلم تک قضاء کے قبائل آباد تھے اور قلم سے منع تک جہینہ کے قبائل آباد تھے اور منع سے بدر اور اس کے نواح میں زبید قبیلے کے لوگ آباد تھے۔ جو مذجج کا ایک بطن ہے اور وہ مکہ کے امراء بنی حسن کے حلیف اور ان سے مواخات رکھتے ہیں اور مکہ اور مذجج جو یمن کے قریب ہے کے درمیان بنی شعبہ کے قبائل آباد ہیں جو کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں

اور کرد سے غزہ تک مشرق کی طرف جذام کے قبائل آباد ہیں۔ جو قضاہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بہت بڑی تعداد میں ہیں اور ان کے طاقتور امراء کو بادشاہ فوج پر افسر مقرر کرتا ہے اور راستوں کی حفاظت کا کام ان کے سپرد کرتا ہے اور سردیوں میں وہ معان اور اس کے آس پاس کے نشیبوں میں جو قیاد کے قریب چلے جاتے ہیں اور ان کے بعد ارض شام میں بنو حارثہ بن سنس اور آل مرأہ بن ربیعہ کے ماموؤں نے شام عراق اور نجد کے جنگلات میں بادشاہوں کو عربوں پر ترجیح دی ہے اور مجھے حارثہ بن سنس کے بعض امراء نے بطون کے متعلق بتایا ہے اب ہم شام و عراق کے ان امراء کا ذکر کرتے ہیں جو فضل کی اولاد ہیں اور طی سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز شام کے سب اعراب کی مضاحت کرتے ہیں۔

آل فضل اور بنی محصار کے حالات اور شام و عراق میں ان کی حکومت۔ یہ عرب قبیلہ آل فضل کے نام سے معروف ہے یہ لوگ شام جزیرہ اور ارض حجاز کے نجد کے جنگل میں گھومتے رہتے ہیں ان علاقوں میں یہ دو سفر کرتے ہیں اور طی میں جا رہتے ہیں اور ان کے ساتھ زبید کلب ہر دوع اور مذحج کے قبائل بھی ہوتے ہیں۔ جو ان کے حلیف ہیں اور ان میں سے بعض قبیلہ آل مرأہ سے طاقت اور تعداد میں مختلف ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ فضل اور مرأہ آل ربیعہ سے ہیں۔ نیز ان کا یہ خیال بھی یہ ہے کہ فضل کی اولاد آل مہنا اور آل علی میں تقسیم ہے اور سب آل فضل ارض حوران میں رہتے تھے کہ ان پر آل مرأہ غالب آگئے اور انہوں نے وہاں سے انہیں نکال دیا اور وہ وہاں سے نکل کر حمص اور اس کے نواح میں فروکش ہو گئے اور ان کے حلیفوں میں سے زبید نے حوران میں اقامت اختیار کر لی اور وہ اب تک وہیں آباد ہیں اور وہ اس جگہ کو نہیں چھوڑتے، مؤرخین کہتے ہیں کہ پھر آل فضل لد کے ساتھ سلطنت میں شامل ہو گئی اور انہوں نے ان کو عرب قبیلوں کا حکمران بنا دیا اور انہیں شام اور عراق کے درمیان راستوں کی اصلاح کا کام سپرد کیا پس وہ اپنی سرداری میں آل مرأہ پر غالب آگئے اور سرما کے موسم میں بھی ان پر غالب آگئے اور ان کا عام سفر حد و شام میں ٹیلوں اور بستیوں کے قریب ہوتا وہ نہایت ہی کم تعداد میں جنگل کی طرف جاتے اور ان کے ساتھ اعراب کے کئی قبائل بھی ہوتے جو ان کی دوستی میں مذحج عامر اور زبید کے حلف میں شامل ہوتے جیسا کہ وہ آل فضل کے ساتھ شامل ہوتے تھے ہاں آل مرأہ کے اکثر لوگ انہی قبائل سے تھے اور ان میں سب سے زیادہ تعداد بنو حارثہ کی تھی۔ جو طی کا ایک بلند مرتبہ بطن تھا۔ یہی بات ان کے ثقہ آدمیوں نے بیان کی ہے اور اس زمانے میں بنو حارثہ شام کے ٹیلوں پر غالب تھے اور وہ وہاں سے صحراؤں کی طرف آگئے نہیں جاتے تھے اور طی کے ٹھکانے نجد میں بہت وسیع تھے اور وہ یمن سے اپنے پہلے خروج کے موقع پر آجا اور سلمیٰ کے پہاڑوں میں اترے اور ان دونوں پہاڑوں پر بنی اسد غالب آگئے اور یہ ان کے پڑوس میں آگئے اور سمیر اور مید جو حاجیوں کی منازل میں سے ہیں۔ وہاں بھی ان کے ٹھکانے تھے پھر بنو اسد کا خاتمہ ہو گیا اور طی ان کے علاقوں پر کرخ کے پرے تک جو ارض غفر سے ہے وارث ہو گئے اور اسی طرح وہ منازل تمیم کے وارث ہو گئے جو ارض نجد بصرہ کوفہ اور یمامہ کے درمیان واقع ہیں اور اسی طرح وہ غطفان کی اس وادی کے وارث ہوئے جو وادی القرئی کے قریب ہے یہی بات ابن سعید نے کہی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اسی وقت ان میں مشہور حجازی بنو لام اور بنو بھان ہیں اور حجاز میں عراق اور مدینہ کے درمیان بنو لام کو سطوت حاصل ہے اور وہ مدینہ کے امراء بنی الحسین کے حلیف ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ ان میں سے بنو صخر تیار کی جہت میں رہتے ہیں۔ جو شام اور خیبر کے درمیان ہے

اور غربہ جو طلی میں سے ہیں یعنی بنو غربہ بن اخلت بن معبد بن معن بن عمر بن نفیس بن سلمان وہ اپنے علاقوں کے بعد انمر اور اساور تک غزہ سے وارث ہوئے ہیں اور اس زمانے میں ان کی منازل موسم گرما میں الکلیات میں اور موسم سرما میں بنی لام کے ساتھ ہوتی تھی جو بنی طلی میں سے تھے اور وہ شام و عراق کے درمیان صاحب سطوت اور غارت گری کرنے والے تھے اور ان کے بطون میں سے اجداد اور بطین اور ان کے بھائی زبید تھے جو موصل میں فروکش تھے۔ ابن سعید نے انہیں طلی کے بطون سے قرار دیا ہے اور انہیں بنی مذحج سے قرار نہیں دیا اور اس دور میں آل فضل کی ریاست بنی مہنا میں تھی اور وہ اسے کنانہ مالج بن مدسہ بن عصیہ بن فضل بن بدر بن علی بن مغرج بن بدر بن سالم بن قصبہ بن بدر بن سمیع کی طرف منسوب کرتے تھے اور سمیع کے پاس ٹھہر جاتے تھے اور ان کے لیڈر کہتے تھے کہ یہ سمیع وہ ہے جسے ہازون الرشید کی بہن عباسہ نے جعفر بن یحییٰ برکی سے جنم دیا تھا، رشید اور اس کی بہن اور طلی کے بڑے آدمیوں کی بیٹیوں سے لے کر بنی برکک کے موالیٰ، عجم اور ان جیسے لوگوں کے متعلق ایسی بات کہنے سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں پھر یہ کہ اس قبیلے پر ان جیسے لوگوں کو جوان کے قبیلے میں سے نہیں ہیں سرداری ملتی ہے اور اس قسم کی باتیں مقدمات الکتاب میں بیان ہو چکی ہیں اور ان کی سرداری کی ابتداء بنی یعقوب کی حکومت کے آغاز سے ہوئی عماد اصہبانی کہتا ہے کہ عادل اعراب کے شیخ عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ کی معیت میں بہت سی فوج کے ساتھ مرج دمشق میں اتر اور فاطمیوں کے عہد سے ان میں سرداری بنی جراح کو حاصل تھی جو طلی میں سے تھے اور ان کا سردار مغرج بن دغفل بن جراح تھا اور وہ بھی فوج کی ان کی ٹکڑیوں میں شامل تھا جو اس کے ساتھ تھیں اور یہ وہی شخص ہے جس نے بنی بویہ کے غلام ”اسکی“ کو اس وقت گرفتار کیا، جب اس نے اپنے آقا مختار کے ساتھ عراق میں شکست کھائی تھی اور وہ ۳۶۴ھ میں شام کی طرف آیا اور دمشق پر قابض ہو گیا اور قرامطہ کے ساتھ مل کر عزیز بن معز صاحب مصر سے جنگ کی پس عزیز نے انہیں شکست دی اور اقلین بھاگ گیا پس مغرج بن دغفل اُسے ملا اور اسے عزیز کے پاس لے آیا اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اپنی حکومت میں بلند مرتبہ دیا اور مغرج ہمیشہ شان و شوکت کے ساتھ رہا اور ۴۰۴ھ میں وفات پا گیا اور اس کے چار بیٹے تھے حسان، محمود علی اور جرار۔ اس کی وفات کے بعد حسان حکمران بنا اور اس کی شہرت بہت بڑھ گئی اور اس کے اور فاطمی خلفاء کے درمیان بہت اچھے تعلقات تھے اور اسی نے رملہ اور ان کے قائد باروق ترکی کو شکست دی اور اسے قتل کیا اور اس کی بیویوں کو قیدی بنایا اور اسی کی تہامی نے مدح کی ہے اور چیدہ آدمیوں کا ذکر کیا ہے اور عبید یوں کی حکومت کی راہ حسان بن معرج کی قرابت میں ہموار ہوئی یہ فضل بن ربیعہ بن حازم اور اس کا بھائی بدر بن ربیعہ ہے اور دونوں بدر کے بیٹے ہیں اور شاید ہی فضل آل فضل کا جد ہے ابن اثیر کہتا ہے کہ فضل بن ربیعہ بن حازم کے آباء بیت المقدس کے ساتھی تھے اور فضل کبھی فرع کے ساتھ اور کبھی خلفائے مصر کے ساتھ ہوتا تھا اور طغرکین اتابک دمشق نے اس کی اس بات کو ناپسند کیا اور بنی بنتی کا سر پرست بنا اور اسے شام سے نکال باہر کیا اور وہ صدقہ بن وتر کے ہاں مہمان اتر اور اس کا حلیف بنا اور صدقہ نے اسے نو ہزار دینار دیئے اور جب صدقہ بن مزید نے سلطان محمد بن ملکاب کی ۵۵۵ھ میں اور اس کے بعد مخالفت کی اور ان کے درمیان جنگ ہوئی تو یہ فضل اور قرواس بن شرف الدولہ جو قریص سے تھا اور موصل کا حاکم اور بعض ترکمانی امراء اکٹھے ہوئے یہ سب کے سب صدقہ کے مددگار تھے پس وہ ہر اول دستوں سے جنگ میں گیا اور وہ سلطان کی طرف بھاگ گئے تو اس نے

ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خلعت دیئے اور فضل بن ربیعہ کو بغداد میں صدقہ بن مزید کے گھرا تارا اور جب سلطان صدقہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے چلا تو فضل نے اس سے جنگ کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تاکہ صدقہ کے ایک حصہ کو پکڑے اس نے اجازت دے دی اور خود وہ انبار کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اس سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ یہاں ابن اثیر کی عبارت ختم ہوئی ابن اثیر اور مسیحی کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ بلاشبہ یہ فضل اور بدر آل جراح میں سے تھے اور ان کے سلسلہ کلام سے ان کا نسب معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فضل ان کا جد ہے کیونکہ وہ اسے فضل بن ربیعہ ابن الجراح کی طرف منسوب کرتے ہیں اور شاید ان لوگوں نے ربیعہ کو اس مغرب کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو بعد زمانہ اور اس جیسے بے آباد جنگل میں قلت محافظت کی وجہ سے بنی الجراح کا بڑا آدمی تھا اور آل فضل بن ربیعہ بن فلاح کے اس قبیلے کی نسبت جو مغرب سے ہے طی میں ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ طی میں سرداری ایاس بن قبیضہ کو حاصل تھی جو بنی بن سبا بن عمر بن الغوث میں سے تھا جو طی قبیلے میں سے تھا اور ایاس وہ شخص ہے جسے کسریٰ نے آل منذر کے بعد حرہ کا بادشاہ بنایا کیونکہ نعمان بن منذر قتل ہو گیا تھا اور اسی نے خالد بن ولید سے حرہ کے متعلق جزیہ پر صلح کی تھی اور اسلامی حکومت کے اوائل سے طی پر بنو قبیضہ کی حکومت رہی اور شاید بنی الجراح اور آل فضل ان کی اولاد میں ہوں اور ان کی اولاد ختم ہو چکی ہے تو یہ ان کے قریب ترین قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ قبائل و شحوب پر سرداری کرنا اہل عصبیت و نسب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ کتاب کے شروع میں بیان ہو چکا ہے اور ابن حزم طی کے انساب کے تذکرہ کے موقع پر بیان کرتا ہے کہ جب وہ یمن سے بنی اسد کے ساتھ نکلے تو اُجا اور سلطی کے دو پہاڑوں میں فروکش ہو گئے اور ان دونوں پہاڑوں اور ان کے درمیانی علاقے کو انہوں نے اپنا وطن بنا لیا اور بنو آمدان کے اور عراق کے درمیان فروکش ہو گئے اور ان سے بہت سے لوگوں یعنی بنو حارث نے اپنی ماں کی طرف نسبت دینے کو ترجیح دی اور ان کے بھائی تیم اللہ ہمیش اور اسد جنگ کے فساد میں میلین چلے گئے اور حلب گئے اور حاصر طی چلے گئے اور انہوں نے بنی رومان بن جندب بن خارجہ بن سعد کے سوا ان علاقوں کو اپنا وطن بنا لیا۔ پس انہوں نے دونوں پہاڑوں میں اقامت اختیار کر لی اور وہ حلبی بن گئے اور اہل حلب اور حاصر طی کے لئے جو خارجہ سے تھے سہلی بن گئے اور شاید انہی قبائل کے لوگوں کے متعلق جو بنی الجراح اور آل فضل میں سے شام میں رہتے ہیں اور بنی خارجہ میں سے ہیں۔ ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ وہ حلب اور حاصر طی کی طرف منتقل ہو گئے تھے کیونکہ یہ ٹھکانہ اس عہد میں بنی الجراح کے فلسطینی ٹھکانوں سے اُجا اور سلطی کے پہاڑوں کی نسبت ان کے ٹھکانوں سے زیادہ قریب تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے انساب کے متعلق ان میں سے کون سی بات درست ہے اور وہ فرات کے نواح میں ابن کلاب بن ربیعہ بن عامر کی پناہ میں قبائل عامر بن صھصھ کے ساتھ نجد سے جزیرہ میں داخل ہوئے اور جب بنو عامر ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے تو انہوں نے حلب کے نواح اور اس کی حکومت کو اپنے لئے خاص کر لیا۔ ان لوگوں میں بنو صالح بن مرداس بھی تھے جو بنی عمر بن کلاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر ان کی حکومت ختم ہو گئی تو وہ قبائل کی طرف واپس آ گئے اور فرات میں طی کے ان سرداروں کی پناہ میں اقامت پذیر ہو گئے اور شام و عراق میں عربوں پر ان کی سرداری کی ترتیب بنی ایوب العادل کی حکومت کے آغاز سے ۶۹۷ھ کے آخر تک رہی ہے اور ہم نے اس کا ذکر ترکوں کی حکومت اور مصر و شام کے بادشاہوں میں کیا ہے اور ہم نے بالترتیب ایک کے بعد ایک

کا ذکر کیا ہے اور ہم عنقریب اس ترتیب کے مطابق آگے بھی ذکر کریں گے پس ہم کہتے ہیں کہ بنی ایوب کے عہد میں عادل کے زمانے میں عیسیٰ بن محمد بن ربیعہ امیر تھا جیسا کہ اس کے بعد مصر اور شام میں حسام الدین مانع بن حارثہ امیر تھا اور ۶۳۰ھ میں اس کے بعد اس کے بیٹے مہنا کو حکمران بنایا گیا اور جب قطر بن عصیہ بن فضل نے جو مصر میں ایک ترک بادشاہ تھا۔ شام کو تاتاریوں سے واپس لیا اور انہیں عین جالوت پر شکست دی تو سلمیہ نے مہنا بن مانع کو جاگیر عطا کی اور منصور بن قطر بن شالعثاہ حاکم حماہ کی عملداری سے اُسے چھین لیا۔ مجھے مہنا کی تاریخ وفات کے متعلق پتہ نہیں چل سکا۔ پھر اس نے شام میں عرب قبیلوں پر ترکوں کی حکومت کے مضبوط ہو جانے پر الظاہر کو حکمران بنایا اور وہ حاکم خلیفہ کی مشایعت کے لئے دمشق کی طرف چلا اور مستصم نے بغداد کی عیسیٰ بن مہنا کو سردار بنا کر بھیجا اور راستوں کی حفاظت کے لئے اُسے جاگیریں دیں اور ان کے عم زاد زامل بن علی بن ربیعہ کو جو آل فضل میں سے تھا۔ چنچلی اور تادان کے باعث قید کر لیا اور وہ ہمیشہ ہی عرب قبائل پر غارت کرتا رہا اور انہوں نے اس کے زمانے میں صلح کر لی کیونکہ اس نے ان پر سختی کر کے اپنے باپ کی مخالفت کی تھی اور ۹۷ھ میں سقر الاسفر بھاگ کر اس کے پاس آ گیا اور انہوں نے ناپسندیدگی کے ساتھ مکاتبت کی اور اُسے شامی حکومت کے خلاف برا بیچتے کیا اور ۸۴ھ میں عیسیٰ بن مہنا فوت ہو گیا اور اس کے بعد منصور قلا دن نے اس کے بیٹے مہنا کو حاکم بنایا۔ پھر اشرف بن قلا دن شام کی طرف گیا اور حمص میں فروکش ہوا۔ تو مہنا بن عیسیٰ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اس کے بیٹے موسیٰ اور اس کے بھائیوں محمد اور فضل کو جو دونوں مہنا کے بیٹے تھے گرفتار کر لیا اور انہیں مصر بھجوا دیا جہاں انہیں قید کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ جب عادل ۹۴ھ میں تخت پر بیٹھا تو اس نے ان کو قید سے رہا کیا اور وہ دوبارہ اپنی امارت پر قائم ہو گیا اور ناصر کے زمانے میں اسے نصرت واستقامت حاصل تھی اور وہ عراق میں تاتاری بادشاہوں کی طرف میلان رکھتا تھا اور اسے غازی کی جنگوں کی کوئی بات یاد نہ تھی اور جب اسفر اور داقوش الاخرم اور ان کے ساتھی ۱۰۷ھ میں بھاگے تو اُس سے آٹے اور اس کے پاس سے خرشد کی طرف گئے اور وہ سلطان سے خوفزدہ ہو گیا اور وہ منقبض ہو کر بادشاہ کے پاس جانے سے اپنے قبائل میں اقامت پذیر ہو گیا اور اس کا بھائی فضل ۱۲ھ میں بادشاہ کے پاس گیا۔ تو اس نے اس کے آنے کی رعایت کی اور اُسے اس کے بھائی مہنا کی جگہ حکمران بنا دیا اور مہنا دھککارا ہوا باقی رہ گیا پھر وہ ۱۶ھ میں تاتاریوں کے بادشاہ خرشد سے ملا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور عراق میں اسے جاگیر عطا کی اور خرشد اسی سال فوت ہو گیا تو مہنا اپنے قبائل میں واپس آ گیا اور اس کا بیٹا احمد اور موسیٰ اور اس کا بھائی محمد بن عیسیٰ ناصر کو رضا کرتے ہوئے اور سوالی بن کر اس کے پاس گئے تو اس نے ان کی قدر کی اور انہیں قصر اہلق میں ٹھہرایا اور ان سے بہت حسن سلوک کیا اور اس نے مہنا کو راضی کیا اور اسے دوبارہ امارت اور جاگیریں دے دیں یہ ۱۷ھ کا واقعہ ہے اور اسی سال اس کے بیٹے عیسیٰ اور بھائی محمد اور آل فضل کے کی ایک جماعت نے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ حج کیا اور پھر مہنا تاتاریوں کی طرف میلان کرنے لگا اور شام جانے لگا اس بات کا پتہ سلطان کو چلا تو وہ اور اس کی ساری قوم اس پر ناراض ہو گئی اور اس کی حج سے واپسی کے بعد ۲۰ھ میں وہ شام کے دروازوں کی طرف آیا اور آل فضل کو شہروں سے نکال دیا گیا اور ان میں سے مالک کو اس کی انصاف پسندی کی وجہ سے حکومت دی گئی اور عرب قبائل پر اس نے ان میں سے محمد کو حکمران بنایا اور مہنا اور اس کے بیٹوں کی جاگیریں محمد کو دے دی

گئیں۔ مہنا ایک مدت تک اسی حالت میں رہا اور ۳۱ھ میں حاکم حماة افضل بن مؤید کے وسیلہ سے سواہی بن کر سلطان کے پاس گیا۔ تو اس نے اُسے اس کی جاگیریں اور امارت واپس کر دی اور مجھے مصر میں بعض بڑے بڑے امراء نے جو اس کی آمد کو جانتے تھے یا اس کی آمد کے متعلق ان کے پاس بیان کیا گیا تھا بتایا کہ وہ اس دفعہ سلطان سے کسی بھی چیز کو قبول کرنے سے الگ رہا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس دو دھیل اونٹنیاں اور خالص عربی گھوڑے سے لے کر آیا اور وہ ارباب حکومت میں سے کسی کے ایک کے دروازے پر بھی نہ گیا اور نہ ہی اپنی حاجات کے متعلق ان سے کوئی چیز مانگی پھر وہ اپنے قبائل کی طرف واپس آ گیا اور ۸۴ھ میں فوت ہو گیا۔ پس اس کا بیٹا مظفر الدین موسیٰ حکمران بن گیا اور ناصر کے مرنے کے بعد ۴۲ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی سلیمان حکمران بنا پھر سلیمان ۴۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ شرف الدین عیسیٰ جو اس کے چچا فضل بن عیسیٰ کا بیٹا تھا حکمران بنا پھر وہ ۴۴ھ میں فرس میں وفات پا گیا اور خالد بن ولید کی قبر کے پاس دفن ہوا اور اس کی جگہ اس کا بھائی سیف بن فضل حکمران بنا پھر اسے مصر کے سلطان کامل بن ناصر نے ۴۶ھ میں معزول کر دیا اور اس کی جگہ احمد بن مہنا بن عیسیٰ کو حکمران بنایا پھر سیف بن فضل نے فوج اکٹھی کی اور فیاض بن مہنا بن عیسیٰ نے اس سے جنگ کی اور سیف شکست کھا گیا۔ پھر سلطان حسن ناصر نے اپنی پہلی حکومت میں جبکہ وہ سعادوس کی کفالت میں تھا احمد بن مہنا کو حکمران بنایا اور وہ ۴۹ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی حدار بن مہنا حکمران بنا اور حسن ناصر نے اپنی دوسری حکومت میں اسے حکمران بنایا پھر وہ ۶۵ھ میں باغی ہو گیا اور دو سال تک مصر میں نافرمانی کی حالت میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ اس کے متعلق یہ خبر پھیل گئی کہ وہ حماة کا نائب ہے۔ پس اسے دوبارہ امارت دے دی گئی پھر وہ ۷۷ھ میں باغی ہو گیا تو سلطان اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاذامل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکمران بنادیا اور وہ حلب کے نواح میں آیا تو بنو کلاب وغیرہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور شہروں میں فساد کرنے لگے ان دنوں حلب پر قشمر مستوری حکمران تھا وہ ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے خیموں تک پہنچ گیا اور ان کے اونٹوں کو ہانک لایا اور خیموں کو پامال کر دیا۔ پس انہوں نے کمک مانگی اور اسے شکست دی اور اس معرکہ میں قشمر نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور الگ تھلگ ہو کر جنگل کی طرف چلا گیا تو اشرف نے اس کی جگہ اس کے عم زاد معقل بن فضل بن عیسیٰ کو حکمران بنایا اور پھر ابن معقل نے اپنے ساتھی کو ۷۷ھ میں جبار کے لئے امان طلب کرتے ہوئے بھیجا تو اس نے اسے امان دی پھر ۷۷ھ میں حیار بن مہنا سلطان کے پاس گیا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے دوبارہ اس کی امارت دے دی پھر وہ ۷۷ھ میں فوت ہو گیا۔ تو اس کا بھائی مالک حکمران بنا یہاں تک کہ وہ ۸۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ معقل بن موسیٰ بن عیسیٰ اور ابن مہنا دونوں اکٹھے حکمران بنے پھر یہ دونوں ایک سال کے لئے معزول ہو گئے اور بغیر بن جابر مہنا حکمران بنا اس کا نام محمد تھا اور وہ اس زمانے میں آل فضل اور شام کے تمام قبائل طی کا سردار ہے اور سلطان الظاہر اس کے عہد میں حجر بن محمد ابن قاری کے ذریعے اس سے چھپڑ چھاڑ کی یہاں تک کہ وہ ناراض ہو گیا۔ پھر وہ سلطان کی مخالفت اور بغاوت تک پہنچ گیا اور سلطان اپنے غلام پر اور پھر محمد بن قاری پر غالب آ گیا پس اس نے اسے ناراض کر دیا اور اس نے ان دونوں کی جگہ ان کے عم زاد محمد بن کوکتیس اور اس کے عم زاد موسیٰ بن عساف بن مہنا کو حکمران بنایا اور اس نے عربوں کے انتظام کو سنبھال لیا اور بغیر جنگل میں الگ تھلگ رہ گیا اور مال کی کمی کی وجہ سے خوراک سے بھی عاجز

ہو گیا اور اس کے حالات خراب ہو گئے اور اس زمانے تک اسی حالت میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی امور کا منصرم ہے اور اس کے
سوا کوئی رب نہیں۔

محمد بن قاری فیاض زاصل
موسیٰ بن عساف موسیٰ بن مہنا
موسیٰ بن عیسیٰ بن مہنا بن مانع بن حداد
زاصل بن علی احمد عیسیٰ سفیان بن فصل

باب : ۲

بنو عامر بن صعصعہ

اب ہم اس طبقہ کے بقیہ قبائل کی طرف لوٹتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ بنو عامر بن صعصعہ سب کے سب نجد میں رہتے تھے اور بنو کلاب، خنصرہ اور ہزہ میں رہتے تھے جو مدینہ کے مضافات میں واقع ہیں اور کعب بن ربیعہ، تہامہ، مدینہ اور ارض شام کے درمیانی علاقہ میں رہتے تھے اور بنو ہلال بن عامر طائف کی ان کھلی زمینوں میں رہتے تھے جو اس کے اور جبل غزوان کے درمیان تھیں اور نمیر بن حامد بھی ان کے ساتھ تھے اور جشم بھی نجد میں انہی میں محسوب ہوتے ہیں اور یہ سب کے سب اسلامی زمانہ میں جزیرہ خراتیہ میں منتقل ہو گئے جو دریائے حران اور اس کے نواح کا راستہ ہے اور بنو ہلال شام میں اقامت پذیر ہو گئے یہاں تک کہ مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور ان بقیہ لوگوں میں جبل بن ہلال میں باقی رہ گئے۔ جو ان کی وجہ سے مشہور ہے ان میں سے اکثر آج کل کھیتی باڑی کرتے ہیں اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بنو کلاب بن ربیعہ نے ارض حلب اور اس کے شہر پر قبضہ کر لیا اور بنو کعب بن ربیعہ شام چلے گئے اور عقیل قصر حریش اور جعدہ ان کے قبائل میں سے ہیں ان میں سے تین قبائل اسلامی حکومت کے زمانہ میں ختم ہو گئے اور بنو عقیل کے سوا کوئی باقی نہ رہا اور ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ ان کی تعداد تمام مصر کی تعداد کی برابر تھی پس ان میں سے بنو مالک، بنی حمدان اور تغلب کے بعد موصل اور اس کے نواح اور اس کے ساتھ حلب پر قابض ہو گئے پس ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور صحرا میں واپس آ گئے اور ہر جانب میں عربوں کے ٹھکانوں کے وارث ہو گئے پس ان میں سے بنو المنفق بن عامر بن عقیل بھی ہیں اور بنو مالک بن عقیل نجد کی ارض یتیم میں اقامت پذیر تھے اور آج کل وہ بصرہ کی جہات میں ان جھینگوں میں رہتے ہیں۔ جو اس کے اور کوفہ کے درمیان بطارح کے نام سے مشہور ہیں اور ان کی امارت بنی معروف کے ہاتھ میں ہے اور مغرب میں بنو المنفق کے وہ قبائل ہیں جو ہلال بن عامر کے ساتھ آئے تھے۔ جو خلط کے نام سے معروف ہیں اور ان کے ٹھکانے مغرب اقصیٰ میں فاس اور مراکش کے درمیان اور جر جانی کہتا ہے کہ سب کے سب بنی المنفق خلط کے نام سے معروف ہیں اور بصرہ کے جنوب میں ان کے قریب ان کے بھائی بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف بن عامر رہتے ہیں اور عوف المنفق کا بھائی ہے۔ یہ لوگ بحرین اور عمارہ پر غالب آ گئے اور ابو الحسن الاصغر بن تغلب کی مدد سے اس کے مالک ہوئے حالانکہ یہ ٹھکانے ازد بنی تمیم اور عبدالقیس کے لئے تھے۔ پس یہ ان کی زمینوں اور گھروں کے وارث بن گئے ابن سعید بیان کرتا ہے کہ اسی طرح بنی کلاب

سے یہ ارض یمامہ کے مالک بن گئے اور ۱۵۱ھ میں اس سرزمین میں ان کے بادشاہ عصفور تھے اور بنی عقیل سے خفاجہ عمر بن عقیل بھی تھا یہ لوگ عراق میں منتقل ہو کر وہیں اقامت پذیر ہو گئے اور اس کے مضافات کے مالک بن گئے ان لوگوں کے مراتب اور تذکروں کا بہت چرچا پایا جاتا ہے اور یہ بہت صاحب سطوت و کثرت تھے اور آج کل دجلہ و فرات کے درمیان پائے جاتے ہیں اور عقیل میں سے بنو عبادہ بن عقیل بھی ہیں اور ان میں سے اجافل ہیں۔ کیونکہ عبادہ اجفل کے نام سے مشہور تھا اور اس زمانے میں یہ لوگ بنی المشرق کے ساتھ عراق میں اور بصرہ، کوفہ اور واسطہ کے درمیان بطائخ میں رہتے ہیں اور ہماری معلومات کے مطابق آج کل ان کی امارت میاں بن صالح کے پاس ہے جو بہت طاقتور اور بڑی تعداد والا ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بنی معروف میں سے ہے جو بنی المشرق کے بطائخ کے امراء ہیں۔ یا عبادہ الا جافل سے ہے یہ بنی عامر بن صعصعہ اور ان کے کہلانی، ربیعہ اور مصری عربوں کے ٹھکانوں پر قابض ہونے کے حالات ہیں۔ بنو کہلان کے متعلق سنا جاتا ہے کہ ان کے قبائل باقی نہیں رہے اور ربیعہ اور فارس اور کرمان سے گذر گئے ہیں اور وہ کرمان اور خراسان کے درمیان چراگاہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور عراق میں ان کا ایک گروہ باقی رہ گیا ہے۔ جو کوفہ کی طرف آتے ہوئے بطائخ اور سبب میں اترتا ہے اور ان میں بنو صباح بھی ہیں اور ان کے ساتھ اوس اور خزرج کے مخلوط لوگ بھی ہیں اور ربیعہ کے امیر کا نام شیخ ولی ہے اور اوس اور خزرج کا امیر طاہر بن خضر ہے اس عہد میں دیار مشرق میں عربوں کے طبقہ ثالثہ میں سے یہ قبائل امکانی حد تک پائے جاتے ہیں۔

بربری قوم جو یہاں رہتی تھی نے افریقہ میں بنو ضبیح سے جنگ کی اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور پھر واپس چلا آیا اور حمیر کے قبائل سخامہ اور ضہاجہ کو وہاں چھوڑ آیا۔ پس وہ بربریوں کی طرف مائل ہو گئے اور ان میں شامل ہو گئے اور ان میں عربوں کی بادشاہی جاتی رہی پھر ملت اسلامیہ کا دور آ گیا اور عرب دین کے غالب آنے سے دوسری قوموں پر غالب آ گئے اور مغرب میں چلے گئے اور اس کے دیگر شہروں کو فتح کر لیا اور انہوں نے بربریوں کے ساتھ جنگوں میں بڑی شدت محسوس کی اور اس سے قبل ابن ابی یزید نے بیان کیا ہے کہ وہ بارہ دفعہ مرتد ہو گئے۔ پھر اسلام ان میں رائج ہو گیا اور وہ اپنی قوم کے ساتھ خیموں میں نہ رہے اور نہ ہی قبائل کی صورت میں اترے کیونکہ جو حکومت انہیں حاصل ہوئی تھی وہ انہیں مضافات میں رہنے سے مانع تھی اور انہیں شہروں کی طرف لے جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ ہم نے کہا ہے کہ عربوں نے بلاد مغرب کو وطن نہیں بنایا پھر وہ پانچویں صدی کے نصف میں مغرب میں آئے اور اس کو اپنا وطن بنالیا اور اپنے قبائل کے ساتھ اس کی اطراف میں پھیل گئے جیسا کہ اب ہم اس کے اسباب کو مکمل طور پر بیان کریں گے۔

جو تھے طبقے کے عربوں یعنی بنی ہلال اور ابو سلیم کے داخلے کے حالات و واقعات: ہلال اور سلیم کے بطون مضر سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ہمیشہ ہی صحرائین رہے ہیں اور کبھی کبھی حجاز کے بعد نجد میں ان کے مقامات چراگا ہیں ہوتے تھے اور بنو سلیم مدینہ کے پاس رہتے تھے اور بنو ہلال طائف کے پاس جبل غزدان میں قیام پذیر تھے اور بسا اوقات وہ گرمیوں اور سردیوں کے سفر میں عراق و شام کی اطراف میں گھومتے تھے اور مضافات پر غارت گری کرتے تھے اور راستوں میں فساد کرتے تھے اور جماعتوں کو لوٹتے تھے اور بعض اوقات بنو سلیم حج کے ایام میں مکہ میں اور زیارت کے ایام میں مدینہ

حصہ یازدہم

میں حاجیوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اور ہمیشہ ہی خلافت کی جانب سے بغداد میں ان پر حملہ کرنے کے لئے اور حاجیوں کو ان کے حملہ سے بچانے کے لئے فوجیں بھیجی جاتی تھیں پھر بنو سلیم اور ربیعہ بن عامر کے بہت سے لوگ قرامطہ کے ظہور کے وقت ان کے ساتھ مل گئے اور بحرین اور عمان میں ایک فوج بن گئے اور جب ابن عبید اللہ مہدی کے شیعہ مصر و شام پر غالب آئے تو قرامطہ امصار شام پر غالب تھے۔ پس عزیز نے ان سے امصار کو چھین لیا اور ان پر غالب آ گیا اور انہیں ایڑیوں کے بل بحرین میں ان کے ٹھکانے کی طرف واپس کر دیا اور بنی ہلال اور سلیم میں سے جو عرب ان کے پیروکار تھے۔ اس نے ان کو اٹھا کر صعید اور دریائے نیل کے مشرقی کنارے پر اتار دیا اور یہ وہیں اقامت پذیر ہو گئے اور یہ شہروں کو نقصان پہنچاتے تھے اور ضہاد کا بادشاہ ۴۰۸ھ میں قیروان سے معز بن بادیس بن منصور کے پاس گیا تو الظاہر الدین اللہ علی بن الحاکم بامر اللہ منصور بن العزیز الدین اللہ نے اپنے آباء کے طریق کے مطابق اُسے افریقہ کی حکومت دے دی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے اور وہ اس کے عہد ولایت میں آٹھ سال کا نو عمر بچہ تھا۔ چونکہ امور کا تجربہ کار تھا اور نہ سیاست سے آگاہی رکھتا تھا اور نہ ہی اس میں عزت و غیرت تھی پھر ستائیسویں سال میں الظاہر فوت ہو گیا اور المنصور باللہ مغر الطویل نے امر خلافت کو اس طرح سنبھالا کہ خلفائے اسلام میں کوئی بھی اس کے مقام کو نہ پہنچ سکا کہتے ہیں کہ وہ ۷۵ سال اور بعض کہتے ہیں کہ ۹۵ سال حکمران رہا اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ ۷۳ سال حکمران رہا کیونکہ اس کی وفات پانچویں صدی کے سرے پر ہوئی ہے اور ان دنوں معز بن بادیس اہل سنت کے مذاہب کی طرف بہت میلان رکھتا تھا پس اس نے یحییٰ بن ابی بکر اور عمر کی مدد کے لئے آواز دی۔ تو عام لوگوں نے اس آواز کو سن کر رافضہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور سچے اعتقاد کا اعلان کیا اور شعائر ایمان کا چرچا کیا اور اذان سے جی علی خیر العمل کے الفاظ ختم کر دیئے اور الظاہر نے اس سے چشم پوشی کی اور اس کے بعد اس کے بیٹے معز المنصور نے عوام کے بارے میں معذرت کی جو اس نے قبول کر لی اور وہ مسلسل اقامت دعوت اور مصالحت کے لئے کوشاں رہا حالانکہ وہ اس دوران میں ان دونوں کے وزیروں اور ان کی حکومتوں کے حاجب ابو القاسم احمد بن علی جر جانی سے جو ان دونوں کے امور کا بہت بڑا ماہر تھا خط و کتابت کرتا رہا اور اسے مائل کرتا رہا اور بنی عبید اور ان کے پیروکاروں سے اعتراض کرتا رہا اور جر جانی کا لقب اقلع تھا۔ اس لئے کہ حاکم نے کسی جرم کے سرزد ہونے کی وجہ سے اس کا قطع کر دیا تھا اور المنصور کی پھوپھی سیدہ بنت الملک اس سے جنگ کرنے کے لئے کھڑی ہو گئی اور جب وہ فوت ہو گئی تو اس نے ۴۴ھ میں حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا یہاں تک کہ وہ چھتیسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ابو محمد الحسن بن علی الیاردزی نے وزارت سنبھالی اس کا اصل فلسطین کی بستیوں تھیں اور اس کا باپ وہاں پر طالع تھا جس جب وہ وزیر بنا تو اطراف کے لوگوں نے اسے مخاطب کیا لیکن اسے محبت نہ دی تو یہ بات اسے گراں گزری اور صاحب حلب شمال بن صالح اور صاحب افریقہ معز بن بادیس اس سے ناراض ہو کر اس سے منحرف ہو گئے اور معز نے قسم کھائی کہ وہ ان کی اطاعت کو چھوڑ دے گا اور بنی عباس کی طرف دعوت کو پھیر دے گا اور بنی عبید کے نام کو اپنے مناد سے مناد دے گا اور وہ اس کام میں مشغول ہو گیا اور اس نے کپڑوں اور جھنڈوں سے ان کے نام مناد دیئے اور القاسم ابو جعفر بن القادر کی بیعت کر لی جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا اور اس کا خطبہ دیا اور سینتیسویں سال میں منبروں پر اس کے لئے دعا کی اور بیعت کے ساتھ آدمی کو بغداد بھیجا اور ابو الفضل بغدادی نے اس سے حسن سلوک

کیا اور خلیفہ سے تقرری اور علیحدگی کے پروانے لئے اور جامع قیروان میں اس کے خط کو پڑھا گیا اور سیاہ جھنڈے بلند کئے گئے اور اسماعیلیہ کے ہیڈ کو ارٹر کو گرا دیا گیا اور معز الخلیفہ نے جو قاہرہ میں تھا اس نے المنصر کو اور کتامہ کے شیعوں اور حکومت کے کارکنوں کو اطلاع دی تو انہوں نے غم کے باعث خاموش اختیار کر لی اور ہر کس و ناکس ان کی طرف متوجہ ہو گیا اور ان کے معاملہ میں پھنس گیا اور ہلال کے یہ قبائل 'جشم' 'ایثر' 'زعیہ' 'ریاح' 'ربیعہ' اور عدی میں سے تھے اور صعید میں اپنی جگہوں پر مقیم تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ان کی ضرر عام ہو گیا اور ان کے شرارے نے ملک و حکومت کو جلا کر رکھ دیا۔ پس ابو محمد الحسن بن علی الیاردزی وزیر نے ان سے نیک سلوک کرنے اور ان کے مشائخ کو مقدم کرنے اور انہیں افریقہ کے مضافات کی ولایت دینے اور ان کے احکام کی تقلید کرنے کی طرف اشارہ کیا اور اس نے ضہاجہ سے بھی حسن سلوک کیا تاکہ وہ شیعوں کی مدد اور حکومت کے دفاع کا ذریعہ بنیں اگر معز اور ضہاجہ پر ان کی کامیابی کا خیال درست ثابت ہو جاتا تو وہ دعوت کے مددگار اور ان دور دراز علاقوں کے عامل ہوتے اور ان کا ظلم، خلافت کے صحن سے اٹھا اگرچہ جو کچھ بعد میں ہوا وہ دوسری خلافت نے کیا اور صحرائی عربوں کا معاملہ ضہاجہ کے معاملہ سے زیادہ آسان تھا جو بادشاہ تھے۔ پس وہ ہدایہ اور شورانہ پر غالب آ گئے اور بعض کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ اشارہ اور فعل کیا اور عربوں کو افریقہ میں داخل کیا۔ وہ ابو القاسم جرجانی تھا۔ مگر یہ بات درست نہیں پس المستنصر نے اکتالیسویں سال میں ان قبائل کی طرف اپنے وزیر کو بھیجا اور ان کے امراء کو کچھ مال دیا اور ان کے عوام میں ہر آدمی کو ایک ایک اونٹ اور ایک ایک دینار ملا اور انہیں نیل پر آنے کی اجازت دی اور انہیں کہا کہ میں نے تمہیں مغرب دیا اور مغرور غلام معز بن ملکین کو بادشاہ بنایا پس تم غریب نہ ہو گے اور الیاردزی نے مغرب کی طرف لکھا 'اما بعد ہم نے تمہاری جانب نہ گھوڑوں پر ادھیڑ عمر آدمیوں کو سوار کروا کر بھیجا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا فیصلہ کر دے جو ہو کر رہنے والی ہے پس عربوں نے اس وقت طمع سے کام لیا اور نیل سے گزر کر برقہ چاہنے لگے اور وہاں اتر پڑے اور اس کے شہروں کو فتح کیا اور انہیں لوٹا اور نیل کے مشرق میں رہنے والے اپنے بھائیوں کو ان شہروں میں رغبت دلاتے ہوئے خطوط لکھے پس وہ ان کو دو دو دینار دینے کے بعد ان کے پاس چلے گئے اور جو کچھ انہوں نے لیا تھا۔ اس سے انہوں نے کئی گناہ زیادہ حاصل کیا اور شہروں کے متعلق قرعہ ڈالا تو تسلیم کو مشرق اور ہلال کو مغرب ملا اور انہوں نے الحمراء اجدبیہ اور اسرار کے شہروں کو برباد کر دیا اور تسلیم اور اس کے حلیفوں رواحہ ناصرہ اور عمرہ کے دلوں میں برقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور دیاب، عرف اور زغب کے قبائل اور ہلال کے تمام بطون، منتشر ٹڈی کی طرح افریقہ کی جانب چل پڑے اور یہ جس چیز کے پاس سے گزرے اس کا خاتمہ کر دیتے یہاں تک کہ تینتالیسویں سال میں افریقہ پہنچے اور سب سے پہلے ان کے پاس جو آدمی پہنچا وہ ریاح کا امیر موسیٰ بن یحییٰ ضربی تھا، معز نے اسے اپنی طرف مائل کر لیا اور اسے اپنے لئے چن لیا اور اس سے رشتہ داری کی اور وہ اپنے عم زادوں کے نواح پر قوت کرنے کے لئے اپنے وطن کے اطراف سے آئے ہوئے عربوں کو بلانے میں اس کا جانشین بن گیا۔ پس اس نے بستیوں سے مدد مانگی اور انہیں بلایا تو انہوں نے شہروں میں خرابی پیدا کر دی اور زمین میں فساد برپا کر دیا اور خلیفہ مستنصر کے شعار کا نعرہ لگایا اور اس نے ضہاجہ کے دوستوں کو ان کی طرف بھیجا تو ان پر ٹوٹ پڑے اور معز اپنے بڑھاپے کی وجہ سے لڑکھڑا گیا اور غصے سے بھڑک اٹھا اور اس نے موسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر لیا اور قیروان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا اور داد خواہ کو اپنے عم

زاد صاحب القلعہ قائد بن حامد یلکین کی طرف بھیجا۔ پس اس نے اسے ایک ہزار سوار فوج کے متعلق لکھا جو اس نے اس کی طرف بھیج دی پس وہ زناتہ سے الگ ہو گئے اور مستنصر بن حذور المغرادی اپنی قوم کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا اور وہ افریقہ کے صحرائیں زناتہ کے مسافروں کے ساتھ رہتا تھا اور وہ ان کے بڑے سرداروں میں سے تھا اور مشرف نے اس فوج اور اس کے اتباع و حشم اور مددگاروں اور فتح کرنے والے عربوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ کوچ کیا۔ نیز اس نے زناتہ اور بربریوں کو اکٹھا کیا اور لا تعداد لوگوں کے ساتھ ان کی جانب گیا۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تیس ہزار تھی اور ریاح، زعنبہ اور عدی حیدر ان فارس کی جانب تھے جب فریقین آپس میں گٹھ گٹھ کرنے والے عربوں میں سے باقی رہ جانے والے لوگ کھسک گئے اور قدیم عصبیت کی وجہ سے ہلاکیوں کی طرف چلے گئے اور زناتہ اور ضہاجہ نے بھی اس سے غداری کی اور معز کو شکست ہوئی اور وہ خود اپنے خواص کے ساتھ قیروان کی طرف بھاگ گیا اور عربوں نے اس کے تمام مال و متاع ذخائر، خیموں اور جھنڈوں کو لوٹ لیا اور لا تعداد لوگوں کو قتل کر دیا کہتے ہیں کہ ضہاجہ کے مقتولوں کی تعداد تین ہزار تین سو تھی اس بارے میں علی بن رزق الریاحی کہتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اشعار بن شداد کے ہیں جن کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

”وہاں پر ایم کے سوار حاضر ہوئے اور سوار یوں کے ساتھ ساتھیوں کے ساتھ جلدی کر رہے تھے اور ابن بادیس بہترین مالک تھا مگر میری زندگی کی قسم اس کے پاس جو ان نہیں تھے۔ ان میں سے تیس ہزار کو تین ہزار نے شکست دے دی اور یہ ایک تباہی کی بات ہے۔“

پھر انہوں نے قیروان میں اس سے مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ لمبا کر دیا اور قیروان کی بستیاں اور مضافات عربوں کی خرابی ڈالنے ان کے پرورش پانے کی وجہ سے سلطان کے انتقام لینے کے باعث تباہ و برباد ہو گئے اور لوگ قیروان میں پناہ لینے لگے پس انہوں نے لوٹ مار کو زیادہ کر دیا اور محاصرہ میں شدت کر دی تو اہل قیروان تونس کی طرف بھاگ گئے اور زعنبہ اور ریاح قیروان میں گھر گئے اور مویٰ شہر کے میدان کے قریب اتر اور آل زیر میں سے قربت اور اعیاص بھاگ گئے پس مویٰ نے ان کو قابض وغیرہ کا حکمران بنا دیا پھر انہوں نے قسطنطینہ کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا اور عامل بن ابی سے جنگ کی اور زناتہ اور مغرادیہ کو لوٹا اور واپس آ گیا اور چھیا لیسویں سال میں عربوں نے افریقہ کے شہروں کو تقسیم کر لیا اور زعنبہ کو طرابلس اور اس کے مضافات کا علاقہ ملا اور مرداس بن ریاح کو باجہ اور اس کے مضافات حصہ میں آئے اور پھر دوبارہ انہوں نے شہروں کو تقسیم کیا تو ہلال کو تونس سے غرب تک کا علاقہ ملا اور یہ لوگ ریاح، زعنبہ، محفل، شمش، قرہ، شیخ اور سفیان سے تعلق رکھتے تھے اور المر کے ہاتھ سے حکومت چلی گئی اور عائد بن ابی الغیث تونس شہر پر غالب آ گیا۔ اور اس نے اسے چھین لیا اور ابو مسعود نے ان کے شیوخ میں سے مومہ کو بادشاہ بنایا اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے معز کو گورنر بنایا اور اپنی بیٹیوں کے ذریعے تین امراء عرب کا سر یعنی فارس بن ابی الغیث کا اور اس کے بھائی عائد کا اور فضل بن ابی علی مرادی کا اور اس کا بیٹا عسیم اڑتالیسویں المہدیہ کی طرف آیا اور اس کے بعد نویں سال بھی آیا، اسے عرب دامادوں کی طرف بھیج دیا گیا تھا وہ ان کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا اور قیروان میں ان کے ساتھ جاملتا اور انہوں نے اس کی اتباع کی اور اس نے بحر اور ساحل

تاریخ ابن خلدون

پرسوار ہو کر اہل قیروان کی اصلاح کی پس انہیں اس کے بیٹے منصور نے اپنے باپ کے حالات بتائے تو وہ حبشیوں اور منصور کو ساتھ لے کر چلے اور عرب بھی آگئے اور شہروں میں داخل ہو گئے اور اسے لوٹ لیا اور عمارتوں کو تباہ کر دیا اور اس کے حسن و جمال کے نشانات کو برباد کر دیا اور اس کی کمائی کے مقامات کا صفایا کر دیا اور آل بلکین کے محلات کا نام و نشان مٹا دیا اور دیگر حرمت والی چیزوں کو لوٹ لیا اور اس کے باشندے علاقوں میں منتشر ہو گئے اور مصیبت بڑھ گئی اور بیماری پھیل گئی اور علاج مشکل ہو گیا پھر وہ المہدیہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں اتر کر انہوں نے نافع چیزوں کو روک کر اور راستوں میں خرابی پیدا کر کے شہر کا ناطقہ بند کر دیا پھر وہ ضہاجہ کے بعد زناتہ سے لڑے اور مضافات میں ان پر غالب آ گئے اور جنگ ان کے درمیان جاری رہی اور صاحب تلمسان نے جو محمد بن خزر کی اولاد سے تھا اور اس کی فوج نے انہیں اس کے وزیر ابی سعدی خلیفہ المیرنی کے ساتھ جنگ کے لئے تیار کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور طویل جنگوں کے بعد اسے قتل کر دیا اور افریقہ کے حالات خراب ہو گئے اور بے آبادی ہو گئی اور راستے کے حالات بگڑ گئے اور زناتہ اور بربریوں سے مضافات کی سرداری بفرق مغرۃ بنی ماند اور بنی تلوامان کے لئے تھی۔ عرب اور زناتہ ہمیشہ اسی کیفیت میں رہے یہاں تک کہ ضہاجہ اور زناتہ افریقہ کے مضافات اور الزاب پر غالب آ گئے اور ضہاجہ افریقہ پر غالب آ گئے اور جو بربری وہاں رہتے تھے۔ انہیں دھمکایا اور انہیں غلام اور خادم بنا کر باجہ لے گئے اور ان عربوں میں وہ جوان بھی تھے۔ جو افریقہ میں داخل ہونے کے وقت یہاں آئے تھے۔ ان میں سب سے بڑا آدمی حسن بن سرخان اور اس کا بھائی بدر اور افضل بن ناہض بھی تھے اور یہ لوگ ورید بن اشج ماضی بن مقرب، یونس بن قرہ اور سلامہ بن رزق کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو بنی کبیر میں سے تھا اور کوفہ بن اشج کے بطون سے تھا اور شاقہ بن اجمر اور اس کے بھائی صدیل کو انہوں نے بنی عطیہ کی طرف نسبت دی ہے جو کوفہ اور دیاب بن غانم سے تھے اور وہ اسے بنی ثور اور موسیٰ بن یحییٰ سے منسوب کرتے ہیں اور وہ اسے مرداس ریاہ نہ کہ مرداس سلیم سے نسبت دیتے ہیں پس اس بارے میں غلطی سے بچے، حالانکہ وہ بنی صغیر میں سے ہے جو مرداس ریاہ اور زید بن زید ان کا بطن ہے اور وہ اسے ضحاک اور ملیحان بن عباس سے نسبت دیتے ہیں اور وہ اسے حمیر اور زید العجاج بن فاضل سے نسبت دیتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ ان کے افریقہ میں داخل ہونے سے تھوڑا عرصہ قبل فوت ہو گیا تھا اور فارس بن ابی الغیث اور اس کے بھائی عامر اور فضل بن ابی علی کو مورخین نے مرداس المہدی سے منسوب کیا ہے یہ سب لوگ اپنے اشعار میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں اور زیاد بن عامر افریقہ میں داخل ہونے میں ان کا پیشرو تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اس کا نام ”ابوالخیر“ رکھتے ہیں اور اس عہد میں جیسا کہ ہم نے نقل کیا ہے۔ ان کے قبائل زغبہ، ریاہ، اشج اور قرہ تھے اور سب ہلال بن عامر سے تھے بعض اوقات بنو عدی کا بھی ان میں ذکر کر دیا جاتا ہے مگر ہم ان کے حالات سے آگاہ نہیں ہوئے اور نہ ہی اس عہد میں ان کا کوئی مشہور قبیلہ موجود ہے۔ شاید وہ معدوم ہو گئے ہیں اور قبائل میں منتشر ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ربیعہ کا بھی ان میں ذکر کیا گیا ہے مگر ہم اس عہد تک ان سے واقف نہیں ہوئے۔ ہاں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ان کا نسب بڑا گنجلک ہے اور ان میں ہلال کے علاوہ فزارہ اور اشج کے بہت سے لوگ شامل ہیں جو غطفان، جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن اور سلول بن مرة بن صعصعہ بن معاویہ کے بطون سے ہیں اور مفضل، یمنی اور عمرہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار اور بنی تور بن معاویہ بن عبادہ بن ربیعہ البکا دین عامر بن صعصعہ اور

عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان کے بطون سے ہے اور طرد فہم بن قیس کے بطن سے ہے۔ مگر یہ سب کے سب ہلال اور خصوصاً اشج میں شامل ہیں۔ کیونکہ ان کے دخول کے وقت سرداری اشج اور ہلال کو حاصل تھی پس یہ ان میں داخل ہو گئے اور انہیں میں شمار ہونے لگے اور ان ہلالیوں میں سے ایک فرقہ ان لوگوں میں شامل نہ تھا جنہوں نے الیازوی یا الحجر جانی کے عہد میں نیل کو پار کیا تھا یہ لوگ اس سے قبل عبیدی کے زمانہ میں برقہ میں تھے اور برقہ میں ضہا جیوں کے ساتھ ان کے بہت سے واقعات ہیں اور انہیں عبد مناف بن ہلال کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے جیسا کہ ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

”ہم نے ان کا قرب طلب کیا اور بلا عیب جزیل ان عربوں میں سے ہے جن کا بجا ہوا بادل بہت برسنے والا ہے اور ایک گھرانے کا معاملہ واضح ہو گیا ہے اور اس کے درمیان طرد ہے جو اس کے قریب ہے ایک دفعہ تین ہزار آدمی مر گئے اور ہم میں سے چار ان کے جگروں کا علاج کر رہے ہیں۔“

اور ایک دوسرا شاعر ان میں سے کہتا ہے کہ

”اے میرے رب مخلوق کو سخت مصیبت سے پناہ دے مگر تھوڑے لوگوں نے جنہیں کوئی پناہ نہیں دیتا۔ پناہ لے لی ہے اور قرہ ضاف اور اس کے اصل دیم کو ان جنگلوں میں جانے کے لئے خاص کر جن کی طرف تو اشارہ کرتا ہے۔“

پس اس نے ان کے نسب کو ضاف میں بیان کیا ہے ہلال ضاف ہیں یہ صرف عبد مناف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور حاکم کے زمانے میں ان کا شیخ مختار بن قاسم تھا اور جب حاکم نے یحییٰ بن علی اندلسی کو فلفور بن سعید خرورق کی مدد کے لئے ضہاجہ کے خلاف طرابلس میں بھیجا جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ بنی خرورق کے حالات میں کریں گے تو اس نے انہیں اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کیا اور وہ طرابلس پہنچ گئے اور یحییٰ بن علی کو شکست دی اور برقہ کی طرف واپس آ گئے اور اس نے ان کے متعلق پیغام بھیجا مگر وہ محفوظ ہو گئے۔ پھر اس نے انہیں امان بھیجی تو ان کا وفد اسکندر یہ پہنچا اور ۳۹۴ھ میں سب کے سب قتل کر دیئے گئے اور ان کے ساتھ قرآن پاک کا معلم ولید بن ہشام بھی تھا جو بنی اُمیہ کے مغیرہ بن عبد الرحمن کی طرف منسوب ہوتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اس کے پاس ایسا موروثی علم ہے جو اس کے آباء کی حکومت کے اختیار میں ہے اور اس کی اس بات کو مراہمہ زناتہ اور لواتہ کے بربروں نے قبول کر لیا اور اس کی شان کے متعلق باتیں کرنے لگے اور بنو قرہ اور اس کے لوگوں نے اسے پچانوئیں سال خلیفہ مقرر کر دیا اور برقہ شہر پر غالب آ گئے اور حاکم کی فوج ان کے مقابلہ میں لگی تو اس نے انہیں شکست دی اور ولید بن ہشام اور ان کا ترکی لیڈر قتل ہو گیا اور پھر وہ اسے مصر لے آئے اور شکست کھائی اور ولید سوڈان کے ملک میں الحاکم کے علاقے میں گیا پھر انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور مصر لا کر قتل کر دیا اور بنی قرہ کا یہ گناہ انہیں معاف کر دیا گیا اور جب ۴۰۵ھ کا سال آیا تو انہوں نے ضہاجہ کے بادشاہ بادیس بن منصور کو ہدیہ کو افریقہ سے مصر آ رہا تھا روک کر لے لیا اور برقہ پر چڑھائی کی اور وہاں کے عامل پر غالب آ گئے اور وہ سمندر میں گزرا اور یہ برقہ پر قابض ہو گئے اور برقہ میں ہمیشہ ان کی یہی کیفیت رہی اور جب ان کے ہلالی بھائیوں نے جوزغبہ ریح اور اشج سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی اتباع نے افریقہ پر چڑھائی کی تو چڑھائی کرنے والوں میں ان کا شیخ ماضی بن مقرب بھی تھا۔ جس کا ذکر ہلال کے واقعات میں بیان ہوا ہے اور ان ہلالیوں کے افریقہ میں داخلہ کے بارے میں کئی طرق سے خبریں بیان ہوئی ہیں ان کا خیال ہے کہ شریف بن ہاشم

جو حجاز کا حکمران تھا اور جسے شکر بن ابی الفتوح کہتے تھے اس نے حسن بن سرحان کو اپنی بہن جازیہ دے کر مصاہرت کی اور اس سے اسے بیاہ دیا اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد تھا اتنے شریف اور ان کے درمیان ناراضگی اور جنگ ہو گئی تو انہوں نے تو نجد سے افریقہ جانے کا ارادہ کر لیا اور انہوں نے جازیہ کو واپس لینے کے لئے اس کے خلاف جیلہ بازی کی پس جازیہ نے اپنے والدین کی ملاقات کے متعلق اس سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے ان کی ملاقات کروائی اور اس کو ساتھ لے کر ان کے خیموں کی طرف گیا۔ پس وہ اسے اور جازیہ کو لے کر کوچ کر کے اور اس سے اس سفر کو پوشیدہ رکھا اور اسے جھوٹ موٹ کہہ دیا کہ وہ صبح شکار کے لئے جا رہے ہیں اور شام کو گھر واپس آ جائیں گے پس اسے ان کے سفر کر جانے کا پتہ نہ چلا یہاں تک کہ وہ اس کی حکومت کی جگہ کو چھوڑ گئے اور اسی جگہ چلے گئے جہاں اس کا حکم ان پر نہ چل سکتا تھا پس وہ اسے چھوڑ گئے اور وہ مکہ میں اپنی جگہ واپس آ گیا اور اس کے دل میں جازیہ کی محبت کی بیماری سرایت کر گئی اور وہ بھی اس کے بعد اس کی محبت میں دکھ برداشت کرتی رہی۔ یہاں تک کہ فوت ہو گئی اور اس کے واقعات کو لوگ ایسے رنگ میں نقل کرتے ہیں جس سے قیس اور کثیرہ کے واقعات بھی ماند پڑ جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اس کے واقعات کو محکم طور پر بیان کرتے ہیں مگر ان میں مصنوعی اور جھوٹے واقعات بھی ہیں جن میں بلاغت کی کسی بات کو نہیں چھوڑا گیا حالانکہ واقعہ کو بلاغت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی کتاب اول میں بیان کیا ہے ہاں شہروں کے خاص اہل علم اس کی روایت سے بے رغبتی کرتے ہیں اور اسکے اعراب کی خرابی کی وجہ سے اس سے برا مناتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اعراب بلاغت کی اصل ہے اور یہ روایت اعراب بلاغت کی اصل ہے اور یہ روایت اعراب کے مطابق نہیں اور ان اشعار میں بناوٹ کا بہت دخل ہے اور ان میں صحت روایت کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور اگر اس کی روایت درست ہوتی تو اس میں زمانہ کے ساتھ ان کی جنگوں کے واقعات اور ان کے جوانوں کے ناموں کا ضبط اور ان کے بہت سے احوال کے شواہد موجود ہوتے لیکن ہم اس کی روایت پر اعتماد نہیں کرتے اور بعض اوقات غلطی سے ہی یہ بات سمجھ جاتا ہے کہ اس میں کچھ واقعہ مصنوعی ہے اور اس پر بناوٹ کی تہمت لگاتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ لوگ جازیہ اور شریف کے اس واقعہ کے متعلق سلف سے خلف تک اور ایک نسل سے دوسری نسل تک متفق ہیں اور شاید اس واقعہ پر کوئی نکتہ چینی کرنے والا اور اس تک کی نگاہ سے دیکھنے والا ان کے نزدیک جنون اور غلغل مفرط سے متہم ہو جائے۔ کیونکہ یہ واقعہ ان کے درمیان تو اتر سے ثابت ہے اور یہ شریف جس کے متعلق لوگ اشارے کرتے ہیں ہواشم میں سے تھا اور اسے شکر بن الفتوح الحسن بن ابی جعفر بن ہاشم محمد بن موسیٰ بن عبید اللہ ابی اکرام بن موسیٰ الجوان بن عبد اللہ بن ادریس کہتے ہیں اور ابو الفتوح وہ شخص ہے جس نے حاکم عبیدی کے زمانے میں اپنے نام کا خطبہ دیا اور بخواراج نے جو شام میں طی کے امراء ہیں۔ اس کی بیعت کی اور اس کے متعلق انہوں نے آدمی بھیجے اور یہ ان کے قبائل تک پہنچا اور سب عربوں نے اس کی بیعت کر لی پھر ان پر حاکم عبیدی کی فوجیں غالب آ گئیں اور یہ مکہ واپس آ گیا اور ۳۳۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا شکر حکمران بنا اور ۵۳ ویں سال فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا جس کے متعلق ہلاویوں کا خیال ہے کہ وہ جازیہ کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور یہ بات علویوں کے حالات میں پہلے بیان ہو چکی ہے اور ابن حزم نے بھی اس کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ وہ سلیمان بن داؤد بن حسن بن الحسن البیط کی اولاد میں سے ہے جس کی بیعت ابوالزب شیبانی نے ابن طباطبا کے بعد کی تھی اور اسے الناض بھی کہتے ہیں یہ مدینہ میں آیا اور جاز پر قابض ہو گیا اور اس کے ملک کی امارت اس کے بیٹوں میں قائم رہی۔ یہاں تک کہ یہ ہواشم غالب آ گئے اور جو حسن و حسین کے قریبی جد ہیں اور ہاشم اعلیٰ دیگر شرفا کے درمیان مشترک ہے پس اس کا نام ایک دوسرے کو تمیز دینے کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا اور اس کے عہد کے ہلاویوں میں سے میں جس پر اعتماد کرتا ہوں اس نے مجھے بتایا ہے کہ اسے شریف شکر کے علاقے سے واقفیت حاصل ہے اور وہ ارض نجد میں فرات کے نزدیک ایک علاقہ ہے اور اس عہد میں اس کا ایک بیٹا بھی وہاں پر مقیم ہے۔ واللہ اعلم۔

اور ان کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ جب جاز یہ افریقہ کی طرف چلی گئی اور شریف سے جدا ہو گئی تو اس نے اس کے پیچھے آدمی بھیجے جن میں ماضی بن مقرب بھی تھا جو رید کے جوانوں میں سے ہے اور مستنصر نے جب انہیں افریقہ کی طرف بھیجا تو اس نے افریقہ کے شہروں اور سرحدوں پر اس کے جوانوں کو مقرر کیا اور ان کے امور کو ان کے سپرد کیا اس نے موسیٰ بن یحییٰ مرداسی کو قیروان اور باجہ پر اور زغیبہ کو طرابلس قابس پر اور حسن بن سرحان کو قسطنطنیہ پر مقرر کیا اور جب ضہاجہ شہروں پر غالب آ گئے تو رعایا کو شہروں میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ عربی نسل کو جب سے یہ موجود تھی کوئی مرتب و منظم کرنے والا نہ تھا پس انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہروں سے نکال باہر کیا اور وہ مضافات میں جا کر قابض ہو گئے اور رعایا نے لوٹ مار اور فساد اور راستوں کی خرابی کی وجہ سے بڑی تکلیف اٹھائی اور جب ضہاجہ غالب آئے تو زمانہ نے ان کی مدافعت کی کوشش کی کیونکہ وہ صحرائی ہونے کی وجہ سے بہت جنگجو اور بہادر تھے۔ پس انہوں نے ان سے جنگ کی اور افریقہ اور مغرب الاوسط سے ان کی طرف لوٹ آئے اور صاحب تلمسان نے بنی خزرج سے اپنے قائد ابوسعہدی فتری کو تیار کیا پس ان کے اور اس کے درمیان جنگیں ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے اسے الزاب کے نواح میں قتل کر دیا اور تمام مضافات پر قابض ہو گئے اور زناتہ افریقہ اور الزاب میں ان کی مدافعت سے عاجز آ گئے اور ان کے درمیان جبل راشد اور مصاب کے مضافات میں جو مغرب الاوسط کے علاقے سے تعلق رکھتا ہے رن پر اور جب انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور جنگ نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے۔ تو ضہاجیوں نے ان سے نہایت ذلت کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اکیلے ہی مضافات کے مالک ہوں گے اور ان کا کچھ تعلق بھی نہ ہوگا اور ان میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور انچ نے ریاح اور زغیبہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور قلعہ کے حاکم قاصر بن عباس نے ان کی مدد کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور زناتہ کو بھی اکٹھا کر لیا ان لوگوں میں معز بن زیری فاس کا حاکم بھی شامل تھا جو مغرادرہ میں سے تھا ان سب لوگوں نے اس میں پڑاؤ کیا اور اس کی وجہ سے ریاح اور زغیبہ بھی ان سے آٹے اور معز بن زیری مغرادی نے قاصر اور ضہاجہ کے ساتھ دسیسہ کاری سے ایک چال چلی اور انہوں نے انہیں تمیم بن تمیم سے خیال کیا اور معز بن بادیس حاکم قیروان نے انہیں شکست دے دی اور عربوں اور زناتہ نے قاصر اور اس کے خیموں کو لوٹ لیا اور اس کا بھائی قاسم قتل ہو گیا اور قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا اور ریاح اس کے تعاقب میں تھا پھر وہ قلعہ میں چلا گیا تو انہوں نے وہاں اس کا مقابلہ کیا اور اس کی دیواروں اور چھتوں کو خراب اور برباد کر دیا اور وہاں کے شہروں کو لوٹ لیا۔ پھر طنبہ اور مسیلہ کو برباد

کیا اور وہاں کے باشندوں کو خوفزدہ کیا اور پھر گھروں، بستیوں اور شہروں کو چٹیل میدان بنادیا اور انہوں نے پانی کو زمین میں جذب کر دیا اور درختوں کا ایندھن بنادیا اور زمین میں فساد کیا اور افریقہ اور مغرب میں ضہاجہ کے بادشاہوں اور شہروں کے منتظمین کو چھوڑ دیا اور ان کو حاکم بنادیا جو ان کی جوانب کی نگرانی کرتے اور ان کی گھات میں بیٹھتے اور ان کے وطن میں ان سے خراج لیتے اور مسلسل ان کا یہی رویہ رہا یہاں تک کہ قاصر بن علناس نے قلعہ کی سکونت چھوڑ دی اور اس کے ساحل پر بجایہ شہر کی حد بندی کی اور وہیں اپنا ذخیرہ بھی لے گیا اور اس نے اسے اپنی رہائش کے لئے تیار کیا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا منصور اس قوم کے ظلم اور فساد سے بھاگ کر پہاڑوں کی رکاوٹ اور راستوں کی دشواری کے باوجود اپنی سوار یوں پر مصافات میں آ گیا اور انہوں نے وہیں اقامت اختیار کر لی اور قلعہ کو چھوڑ دیا اور وہ باقی ماندہ ایام میں ان قبائل میں سے آج کو سرداری کے لئے مخصوص کرتے تھے پھر اشج کی جمعیت پر اگندہ ہو گئی اور ضہاجہ کے جانے سے ان کی حکومت بھی جاتی رہی اور جب مغرب کی دوسری حکومتوں پر انھوں نے موحدین غالب آ گئے اور موحدین کے شیخ عبدالمومن نے افریقہ کی طرف دھیرے دھیرے چڑھائی کی اور الجزائر میں اس عہد کے دو امیر ابوالجلیل شاہراش اور حباس بن مسغیر جو چشم کے جوانوں میں سے تھے اس کے پاس گئے۔ پس یہ ان دونوں کو اچھی طرح ملا اور انہیں اپنی قوم کا سردار بنادیا اور خود سیدھا آگے چلا گیا اور انھوں نے سال میں بجایہ کو فتح کر لیا پھر ضہاجہ کی دعوت پر ہلالی عربوں نے گڑ بڑ کر دی اور ان میں ریاہ کا امیر معزز بن زناد بن بادخ بھی تھا۔ جو بنی علی بن ریاہ کے ایک بطن سے تھا پس موحدین کی فوجیں انہیں ملیں اور ان کا لیڈر عبد اللہ بن عبدالمومن تھا اور انہوں نے آپس میں موافقت کر لی اور موت کے گھاٹ میں بھی ان کے پاؤں ثابت قدم رہے پھر چوتھی بار ان کی جمعیت باغی ہو گئی اور موحدین ان پر غالب آ گئے اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور ان کے مردوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور حصن سبتہ تک ان کا پیچھے کیا پھر اس کے بعد انہیں ہوش گیا اور وہ موحدین کے غلبہ کے سامنے بے بس ہو گئے اور ان کی دعوت پر شامل ہو گئے اور ان کی اطاعت میں لگ گئے اور عبدالمومن نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں قائم رہے اور موحدین انہیں ہمیشہ اپنے اندلس کے جہاد میں لے جاتے رہے اور بعض اوقات انہیں شعروں میں مخاطب کرتے پس انہوں نے عبدالمومن کے ساتھ اس کے بیٹے یوسف کو بھی انعامات دیئے۔ جیسا کہ ان کی حکومت کے واقعات میں یہ بات بیان ہوئی ہے اور ہمیشہ اسی حال پر قائم رہے یہاں تک کہ بنو غانیہ المسوفیون نے جو میورقہ کے امراء تھے حکومت خروج کیا اور اپنے جنگی جہازوں کے بیڑوں میں سمندر پار کر کے بجایہ کی جانب چلے گئے اور ۵۸۱ھ میں منصور کی حکومت کے آغاز میں اسے حاصل کر لیا اور موحدین کی اطاعت ترک کرنے سے پردہ اٹھایا اور عربوں کو بھی اس کی دعوت دی اور وہ اپنی عادت پر جمے رہے اور چشم اور ریاہ کے قبائل اور جمہور اشج کے نے جو ان ہلالیوں میں سے تھے۔ اس کی بات کو بہت جلد قبول کیا اور جب موحدین کی فوجوں نے ان کے ظلم کو روکنے کے لئے افریقہ کی جانب حرکت کی تو زغبہ کے قبائل ان سے آٹے اور وہ بھی انہیں میں شامل تھے اور بنو غانیہ فاس چلے گئے اور ان کے ساتھ سب چشم اور ریاہ کے لوگ تھے اور ان کے ساتھ ان کی تمام مسوقی قوم اور ان کے لتونی بھائی مختلف علاقوں سے آٹے اور اس دعوت عباسی سے متمسک ہو گئے جس کے امراء مغرب میں بنو تاشفین تھے (انہوں نے اس دعوت کو اپنے نزدیک قبائل میں قائم کیا اور

فاس میں اتر کر بغداد میں خلیفہ مستنصر سے اپنے لئے تجدید عہد کا مطالبہ کیا اور انہوں نے اپنے کاتب عبدالبر بن فرسان کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے ابن غانیہ کو سردار مقرر کر دیا اور اسے موحدین کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دے دی اور اس کے پاس بنی سلیم بن منصور کے قبائل جمع ہو گئے اور وہ ہلائیوں کے اجازت ملنے پر افریقہ آئے اور قراقوش ارمنی نے اس معاملے میں اس کی مدد کی اور ہم اس کے حالات کو المیر وقی کے حالات میں بیان کریں گے اور علی بن غانیہ کے لئے عرب و عجم اور ملہین کی سب فوجیں جمع ہو گئیں اور اس نے مضافات پر غلبہ پالیا اور بلاد جرید کو فتح کر لیا اور قفصہ، نور اور نفطہ پر قابض ہو گیا اور مراکش سے منصور، مغرب کی قوموں، زناتہ، مصادہ اور زغبہ کو جو ہلائیوں سے تعلق رکھتی تھیں اور جمہور اشج کو مقابلہ کے لئے کھینچ لایا۔ پس یہ لوگ محض عمرہ میں جو قفصہ کی جہات سے ہے اس کے ہراول دستے پر ٹوٹ پڑے پھر وہ تونس سے ان کی طرف دھیرے دھیرے بڑھا تو انہیں شکست ہوئی اور اس کی فوج مات کھا گئی اور اس نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ انہیں برقہ کے صحراؤں کی طرف بھگا دیا اور بلاد قسطنطنیہ ناسی اور قفصہ کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور ہلائیوں میں سے ششم اور رریاح کے قبائل نے دوبارہ اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کی دعوت کی پناہ لے لی پس اس نے انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف جلا وطن کر دیا اور ششم کو بلاد تامننا اور رریاح کو بلاد ہبط اور ازغامیں اتارا۔ جو سواصل طنجرہ سلا تک کے علاقے کے قریب قریب ہے اور جب سے ہلائی افریقہ اور اس کے مضافات پر غالب آئے ہیں لحم بلاد تانہ میں ہے اور مصاب کا علاقہ، صحرائے افریقہ اور صحرائے مغرب الاوسط کے درمیان جہاں پر حملات ہیں جن کو نئے سرے سے تعمیر کیا گیا ہے اور ان کے قبائل میں سے جو شخص اس خطہ کا والی ہوا ہے اس کے نام پر ان کا نام رکھا گیا ہے اور بنو یادین اور زناتہ جو بنو عبدالواد ہیں اور تو جین اور مصاب اور بقور اور دال اور بنو راش موحدین کی حکومت کے آغاز ہی سے ان کے پیروکار تھے اور اپنے امثال بنو مرین وغیرہ سے ان کے زیادہ قریب تھے۔ جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا اور وہ مغرب الاوسط کے سبزہ زاروں اور ٹیلوں کے مالک تھے۔ جہاں زناتہ کا کوئی آدمی قریب نہ رہتا تھا اور وہ گرمی کے سفر میں ان کے درمیان گھومتے رہتے تھے۔ کیونکہ ان کے سوا کسی آدمی کو وہاں پھٹکنے کی اجازت نہ تھی گویا وہ موحدین کی فوج اور حامیوں میں شمار ہوتے تھے اور ان دنوں ان کے معاملات صاحب تلمسان کی طرف لوٹتے تھے جو قرابہ کا سردار تھا اور زغبہ کا یہ قبیلہ بنی یادین کے ساتھ اس وقت اتر تھا جب وہ اپنے ہلائی بھائیوں سے الگ ہوئے تھے اور ان کے گروہ کی طرف آ گئے تھے اور یہ سب کے سب مصاب سے جبل راشد تک مغرب الاوسط کا مقصود بن گئے حالانکہ اس سے قبل ان کے حصہ میں قابلس اور طرابلس آئے تھے اور اولاد حذروق جو طرابلس کے حکمران تھے۔ ان کے ساتھ ان کی جنگیں ہوئیں اور انہوں نے سعید بن عزرون کو قتل کر دیا اور یہ اس دوسرے وطن میں مشہ بن غانیہ کے ساتھ آئے اور اس سے موحدین کی طرف منحرف ہو گئے اور ان کے اور بنی یادین کے درمیان ہمسائیگی، وطن کے دفاع اور دشمن کی تکلیف اور اس کے اچانک حملہ کرنے سے اسے بچانے کے لئے عہد و پیمان ہوا اور وہ ایک دوسرے کے پڑوس میں رہے اور زغبہ صحراؤں میں اور بنو یادین ٹیلوں اور مضافات میں اقامت پذیر ہو گئے، پھر رریاحیوں کا امیر مسعود بن سلطان بن زمام بلاد ہبط سے بھاگ کر بلاد طرابلس میں آ گیا اور قبائل بنی سلیم میں سے زغبہ و ذباب کے ہاں مہمان اتر اور مراکش بن رریاح کے پاس پہنچا اور جب اس نے

طرابلس کو فتح کیا تو اس کے ساتھ گیا اور وہیں فوت ہو گیا اور المیر ونی کے مقابلہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گیا اور اسے شکست دی اور اس کی قوم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور محمد بن مسعود کی قوم میں سے ایک گروہ نے بھی شکست کھائی جن میں اس کا بیٹا عبداللہ اور اس کا عم زاد حرکات بن ابی الشیخ بن عساکر بن سلطان اور قرہ کے شیوخ میں سے ایک شیخ بھی تھا پس انہیں قتل کر دیا گیا اور یحییٰ بن غانیہ صحرا میں اپنے گرنے کی جگہ کی طرف بھاگ گیا اور ہلال اور سلیم کے ان قبائل اور ان کے اتباع کے یہ حالات مسلسل ایسے ہی رہے۔ اب ہم ان کے حالات اور ان کے امور کے عواقب کا تذکرہ اور ان کے ایک ایک فرقہ کا شمار کریں گے اور خاص طور پر اس کا ذکر کریں گے جو اس زمانے میں اپنے قبیلے اور اثر کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے اور جو قبیلے ان میں سے ختم ہو چکے ہیں۔ ہم ان کے تذکرے کو سمیٹ دیں گے اور اشج کے ذکر سے ابتداء کریں گے کیونکہ انہیں ضہاجہ کے زمانے میں سب سے پہلے سرداری حاصل تھی۔ جیسا کہ ہم اس کے تذکرہ میں بیان کر چکے ہیں پھر اس کے بعد ہم ششم کا ذکر کریں گے۔ کیونکہ یہ بھی انہیں میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر ریح اور زغبہ اور معقل کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ہلال کے دشمنوں میں سے ہیں۔ پھر اس کے بعد ہم سلیم کا ذکر کریں گے کیونکہ یہ ان کے بعد آئے ہیں۔ اور خلق قدیم اللہ ہی کے لئے ہے۔

اشج اور ان کے بطون کے حالات جو ہلال بن عامر سے ہیں اور چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں:
 اور ہلالیوں میں سے اشج زیادہ تعداد اور زیادہ بطون والے تھے اور انہیں ان سب پر تقدم حاصل تھا اور ان میں سے ضحاک عیاض، مقدم، طیف، ورید اور کرفہ وغیرہ تھے۔ جو ان کے نسب میں نمایاں ہوتے رہے اور ورید میں بطنان اور عتر تھے اور وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے تھے کہ اشج، ابن ابی ربیعہ ابن نہیک بن ہلال ہے اور کرفہ اشج کا بیٹا ہے اور ان کی بڑی جمعیت اور طاقت تھی اور یہ افریقہ میں داخل ہونے والے تمام ہلالیوں سے زیادہ قبائل والے تھے اور ان کے ٹھکانے جبل کے قبائل والے تھے اور ان کے ٹھکانے جبل کے مقابل یا سرقیہ کی کسی چوٹی پر تھے اور جب افریقہ میں اشج کی حکومت قائم ہو گئی تو ضہاجہ نے مضافات پر غلبہ پالیا اور ان کے درمیان جنگ برپا ہو گئی اور واقعہ یوں ہوا کہ حسن بن سرحان جو ورید قبیلے سے تھا اس نے شبانہ بن حمیر کو دھوکے سے قتل کر دیا جو کرفہ قبیلے میں سے تھا تو کرفہ اس کے پیچھے پڑ گئے پھر اس کی بہن جازیہ نے اپنے خاوند ماضی بن مقرب بن قرہ کو ناراض کر دیا اور اپنے بھائی کے ساتھ آ علی اور بھائی نے اسے خاوند سے روک دیا۔ پس قرہ اور کرفہ، حسن اور اس کی قوم سے جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور عیاض نے ان کی مدد کی اور یہ جنگ حسن بن سرحان کے قتل ہونے تک جاری رہی اسے شبانہ بن حمیر کی اولاد نے قتل کیا اور اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے لیا۔ پھر اس کے بعد ورید کو کرفہ اور عیاض اور قرہ پر غلبہ حاصل ہو گیا اور جنگ مسلسل ان کے درمیان جاری رہی اور ان کی حالت ابتر ہو گئی اور موحدین کی حکومت آ گئی اور وہ اسی پر اگندہ حالی اور جنگی کیفیت میں تھے اور ان کے بطون کی ضہاجہ کے ساتھ دوستی تھی پس جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کر لیا۔ تو ان میں سے عاصم، مقدم اور قرہ اور جسم میں سے ان کے پیروکار مغرب کی طرف منتقل ہو گئے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اور ان کے بعد ریح کو افریقہ میں غلبہ حاصل ہو گیا اور انہوں نے قسطنطنیہ کے نواح پر قبضہ کر لیا اور ان کا شیخ مسعود بن زمام مغرب سے ان کی طرف واپس چلا گیا۔ پس زواودہ امراء

اور حکومتوں پر غالب آگئے اور ان کا ان پر برا اثر پڑا اور یہ بقایا اناج بھی غالب آگئے اور الزاب کی بستیوں میں اتر گئے اور جنگ سے رک گئے اور انہوں نے بستیوں اور قلعوں کو اپنا وطن بنالیا اور جب بنو ابی حفص نے زواوادیہ سے عہد شکنی کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا تو بنی سلیم کو ان پر بہت غصہ آیا اور انہوں نے انہیں قیردان میں اتار دیا اور اناج کے بطون میں سے کرفہ کو چن لیا۔ جو ریاح سے برسر پیکار تھے اور اس وجہ سے حکومت نے انہیں مشرقی جانب کا ٹکس دیا جو اور اس اور الزاب کے بہت سے مشرقی شہروں کا تھا جہاں پر ان کے سرمائی محل تھے اور جب حکومت کی ہوا اکھڑ گئی اور اس کی جدت کہنہ ہو گئی اور ریاح کو ان پر غلبہ حاصل ہو گیا اور وہ میدانوں میں لڑنے والوں پر غالب آگئے تو کرفہ جبل اور اس پر آ اترے اور جہاں پر ان کی جاگیریں تھیں اور وہ زچ ہو کر متفرق طور پر یہاں پر پھرنے لگے اور انہوں نے اسے وطن بنالیا اور بسا اوقات ان کے بعض آدمی الزاب کی سرحدوں کی طرف چلے جاتے۔ جیسا کہ ہم ان کے بطون کے متعلق بیان کریں گے اور ان کے بہت سے بطون ہیں۔ ان میں سب سے اول بنو محمد بن کرفہ ہیں اور یہ کلیہ کے نام سے معروف ہیں اور سعید بن محمد بن کرفہ بن کلیب کی اولاد۔ الشبہ کے نام سے معروف ہے اور صلیح بن فاضل بن محمد بن کلیب کی اولاد الصبہ کے نام سے معروف ہے اور سرحان بن فاضل کی اولاد السرحانیہ کے نام سے معروف ہے یہ لوگ اصیل ہیں اور وہ جبل اور اس کو جو الزاب کے قریب ہے یہودی بن کروطن بنائے ہوئے ہیں پھر نافث بن فاضل کی اولاد ہے جنہیں کرفہ میں سرداری حاصل ہے اور انہیں سلطان نے جاگیریں دی ہوئی ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور ان کے تین قبیلے ہیں اولاد مساعد اولاد دظافر اور اولاد قطیعہ اور سرداری اولاد مساعد کے ساتھ مخصوص ہے جو علی بن جابر بن فتاح بن مساعد بن ثابت کی اولاد میں ہے اور بنو محمد اور مردانہ اولاد ثابت کے ٹھکانوں کے مقابلہ میں جنگوں میں گھومنے پھرنے والے ہیں اور اپنی خوراک کے لئے اہل جبل اور اولاد ثابت سے غلہ تول کر لیتے ہیں اور بسا اوقات صاحب الزاب انہیں اپنے فوجی کاموں اور دیگر اغراض کے لئے استعمال کر لیتا ہے اور ورید اشع سے زیادہ معزز اور بلند شان ہیں یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں داخل ہوتے وقت تمام اشع پر حسن بن سرحان بن دیرہ کو سرداری حاصل تھی جو ان کا ایک بطن ہے اور ان کے ٹھکانے ولد العباب سے قسطنطنیہ اور طارف مصلحہ اور اس کے سامنے کے جنگوں تک تھے اور ان کے اور کرفہ کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں حسن بن سرحان قتل ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہیں پر اس کی قبر بھی موجود ہے اور یہ بہت سے بطون ہیں جن میں اولاد عطیہ بن ورید اولاد دسر بن ورید اولاد جارا اللہ جو عبد اللہ بن ورید کی اولاد میں سے ہے اور توبہ جو عبد اللہ کی اولاد سے ہے اور وہ توبہ بن عطف بن جبر بن عطف بن عبد اللہ ہے اور انہیں ہلال کے درمیان بڑی سرداری حاصل تھی اور ان کے شعراء نے ان کی مدح کی ہے ان میں سے ایک شاعر کا قول یہ ہے:

”ورید کو جنگل کی سرداری حاصل ہے اور وہ سخاوت سے تر ہے۔ جیسے پانی سے تر ہر زمین بہترین ہوتی ہے
اے جو ان تو مرہ کے اوطان کا مشتاق ہے لیکن ان کے ساتھ درید کے سب آدمی بھی ہیں جنہیں وہ چھپائے
ہوئے ہے۔ انہوں نے اعراب کو عرب بنادیا ہے یہاں تک کہ وہ بلند شان کاموں کی وجہ سے عرب بن گئے
ہیں اور وہ ان کے چھوٹے سے کام کی بھی نفی نہیں کرتا اور انہوں نے کچھ دیر کے لئے آگ کا طریق چھوڑ دیا
ہے حالانکہ ان کی سواریاں پتھروں سے قوت حاصل کرتی تھیں۔“

اور اولاد عطیہ کی سرداری، اولاد بنی مبارک بن حباس میں تھی اور ارض قسطنطنیہ میں ان کا سردار تلتہ بن حلف تھا پھر وہ مٹ مٹا گئے اور توبہ تلتہ بن حلف پر غالب آ گئے اور وہ اپنے ٹھکانے طارق مصفلہ سے اپنے بادشاہوں کے ساتھ دھیرے دھیرے ان کی طرف گئے پھر وہ جنگل کے سفر سے عاجز آ گئے اور انہوں نے اونٹوں کو چھوڑ کر بکریوں اور گائیوں کو پال لیا اور قرض دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے اور بسا اوقات سلطان نے ان سے فوجی مدد مانگی اور وہ اپنی فوج سے اس کی مدد کرتے اور ان کی سرداری وشاح بن عطیہ بن کمون بن قزح بن توبہ کی اولاد اور مبارک بن عابر بن عطیہ بن عطیہ کی اولاد میں تھی اور اس زمانے تک یہ سرداری انہی میں ہے اور ان کے پڑوس میں اولاد سرور اور اولاد جبار اللہ اپنے طریق پر چل رہی ہے اور اس عہد میں اولاد وشاح کی سرداری نجم بن کثیر بن جماعت بن وشاح اور احمد بن خلیفہ بن رشاش بن وشاح کے درمیان منقسم ہے اور اسی طرح مبارک بن عامر کی اولاد کی سرداری بھی ماج بن محمد بن منصور کے درمیان منقسم ہے اور اولاد جبار اللہ کی سرداری عتار بن سلام کے بیٹوں میں ہے اور عاصم اور مقدم اور ضحاک اور عیاض مشرف بن اشج کی اولاد ہیں اور لطیف جو ہے وہ ابن سرخ بن شرف ہے اور انہیں اثنا عشر کے درمیان قوت اور تعداد حاصل ہے اور عاصم اور مقدم موحدین کی اطاعت سے منحرف ہو کر ابن غانیہ کی طرف چلے گئے تھے پس یعقوب بن منصور نے انہیں مغرب کی طرف بھجوا دیا اور تارما منانے ان کو ہشتم کے ساتھ اتارا اور ان کے حالات آگے بیان ہوں گے اور عیاض اور ضحاک افریقہ میں ہی اپنے ٹھکانوں پر قائم رہے پس عیاض کے لوگ جبل کے قلعہ پر اترے جو بنی حماد کا قلعہ ہے اور اس کے قبائل پر قابض ہو گئے اور انہوں نے انہیں ان کی حکومت پر غالب کر دیا اور وہ اپنا ٹیکس لینے لگے اور جب رباح کی مدد سے حکومت ان پر غالب آ گئی تو یہ رعایا کا دفاع کرنے لگے اور ان کا ٹیکس سلطان کے لئے ہوتا تھا اور یہ اس پہاڑ میں سکونت پذیر ہو گئے جس کا طول مشرق سے مغرب تک اتنا ہے جتنا ثنیہ غنیۃ اور قصاب کا بنی یزید بن زغبہ کے وطن تک ہے اور ان کی سرداری اولاد دیفیل میں ہے اور ان کے ساتھ ان کا ایک بطن بھی ہے جنہیں الزبر کہتے ہیں اور اس کے بعد مرتفع اور خراج بھی ان کے بطون میں سے ہیں۔ مرتفع کے تین بطون ہیں۔ اولاد بیتلادان کی سرداری محمد بن موسیٰ کی اولاد میں ہے۔ اولاد خیاش ان کی سرداری بنی عبدالسلام ہیں اور اولاد عبدالوس ان کی سرداری بنی صالح میں ہے اور اولاد جبار اور اولاد خیاش سب کے سب اولاد خیاش کی حفاظت کرتے ہیں اور خراج کی سرداری اولاد ذائدہ بنی عباس بن خصی کو حاصل ہے اور وہ غربی جانب سے خراج اولاد صحر کا پڑوسی ہے اور اولاد رحمت بطون عیاض میں سے ہے اور یہ ہلالی اثنا عشر کے آخری وطن تک بنی یزید بن زغبہ کے پڑوسی ہیں اور ضحاک کے بہت سے بطون ہیں اور ان کی سرداری ان کے دو سرداروں کے درمیان تقسیم ہے اور وہ یہ ہیں ابو عطیہ اور کلب بن مہج اور کلب بنو عطیہ پر موحدین کی حکومت کے آغاز میں اپنے دونوں قبیلوں کی سرداری پر غالب آ گیا پس وہ ان کے خیال میں مغرب کی طرف چلا گیا اور صحر بجلماسہ میں سکونت پذیر ہو گیا اور وہاں اس نے کارنامے کئے یہاں تک کہ موحدین نے اسے قتل کر دیا یا اسے اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا ان کے واقعات بیان کرنے والے اسی طرح نقل کرتے ہیں اور الزاب میں ان کی خوراک باقی رہ گئی یہاں تک کہ مسعود بن زمام اور زواودہ ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان کو اپنے لوگوں میں شامل کر لیا پھر یہ جنگ سے عاجز ہو گئے اور بلاد

تاریخ ابن خلدون

الزباب میں اتر کر انہوں نے وہاں پر شہر بنائے اور یہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہیں اور لطیف کے بھی بہت سے بطون ہیں جن میں ایسی بھی ہیں جو کسلان بن خلیفہ بن لطیف بیروزی طرف اور ذوی ابی الحلیل اور ذوی حلال بن معانی کی اولاد ہیں اور ان میں سے اللقمانہ بھی ہیں جو لقمان بن خلیفہ لطیف کی اولاد ہیں اور ان میں سے اولاد جریر بن علون بن محمد بن لقمان اور نزار بن معن عیا بھی ہے اور اسی کی طرف بنی مری کا نسب لوٹتا ہے جو اس عہد میں الزباب کے حکمران ہیں انہیں بڑی کثرت اور تازگی حاصل ہے پھر یہ جنگ سے عاجز آ گئے اور جب ان کی جمعیت کم ہو گئی اور ان کے بادشاہ منتشر ہو گئے تو ان کے بعد زواوہ نے مضافات میں ان پر غلبہ پالیا اور جمہور انچ میں سے جو لوگ مغرب کی طرف جاسکتے تھے وہ مغرب کی طرف چلے گئے اور ذلیل ہو گئے اور ریاح اور زواوہ ان پر غالب آ گئے پس یہ بلاد الزباب میں اتر گئے اور وہاں انہوں نے درن اور عرسدا کی طرح قلعے اور شہر بنائے اور بادیں اس عہد میں اس رعایا میں شامل ہے جو الزباب کے امیر کوٹیکس دیتا ہے اور ان کی قدیم سرداری کے زمانے سے ان کے کھجوروں کے درخت ہیں جن کو انہوں نے خیر باد نہیں کہا اور وہ اس عہد تک اسی طرح رہ رہے ہیں اور ان کے محلات میں الزباب میں پڑوس میں رہنے والوں کے ساتھ مسلسل جنگیں ہوتی رہتی ہیں اور الزباب کا گورنر بعض کے ذریعے بعض کا دفاع کرتا ہے اور ان سب سے اپنا خراج پورا کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر وارث ہے اور ان انچ کے ساتھ القصور آ ملتے ہیں اور غالب ظن یہ ہے کہ وہ عمرو بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں اور وہ عمرو بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال کی اولاد سے نہیں کیونکہ ریاح زغبہ اور انچ بن ابی ربیعہ کے درمیان ہم کوئی نسبت نہیں پاتے اور ہم ان کے اور قرہ وغیرہ بطون ہلال کے درمیان نسبت کو پاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ وہ عمرو بن عبد مناف کی اولاد سے ہیں یا وہ عمرو بن روینہ بن عبد اللہ بن ہلال سے ہوں گے اور یہ سب لوگ معروف نہیں اس کا ذکر ابن الکلبی نے کیا ہے واللہ اعلم بذلک اور یہ دو بطن ہیں قرہ اور عبد اللہ اور انہیں ہلال کے کسی آدمی پر سرداری حاصل نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی چراگاہ ہے یہ اپنی قلت تعداد اور جماعت کے افتراق کے باعث سفر کرتے رہتے ہیں اور یہ پہاڑوں میدانوں کے رہنے والے ہیں ان میں سوار بھی ہوتے ہیں مگر اکثر پیادہ ہوتے ہیں اور ان کا ٹھکانہ جبل اور اس سے مشرق میں جبل راشد تک ہے اور یہ سب کا سب مضہ اور صحرا کی جانب ہے اور تلول ان سے اپنی قلت اور حکومتوں کے حامی بن کر گھومنے کی وجہ سے بلند ہیں اور ٹوا انہیں جنگل اور خشک جگہ کے زیادہ قریب پائے گا اور ان میں سے بنو قرۃ کلطن بڑا وسیع ہے مگر یہ قبائل اور شہروں میں اکیلے اکیلے بکھرے ہوئے ہیں اور ان میں بنو عبد اللہ کو سرداری حاصل ہے اور وہ عبد اللہ بن علی اور اس کے بیٹے محمد اور ماضی دو بطن ہیں اور محمد کے بیٹے عنان اور عزیز دو بطن ہیں اور عنان کے بیٹے شکر اور فارس دو بطن ہیں اور شکر کی اولاد سے یحییٰ بن سعید بن بسیط بن شکر اسی طرح اس کا ایک بطن ہے اور اولاد فارس اور اولاد عزیز اور اولاد ماضی کا وطن جبل اور اس کے دامن میں ہے جو الزباب کی بنیادوں کو جھانک رہا ہے اسی طرح مغرب کی طرف غمرہ کے ٹھکانوں تک ان کا وطن ہے اور یہ ریاح کے پڑوس میں ان کے ماتحت اور اس کی اولاد کے خادم بن کر رہتے ہیں۔ خصوصاً زواوہ کے جو ان کے میدان میں ٹھکانے کے متولی ہیں اور صاحب الزباب کے پڑوس کے قرب کی وجہ سے اور اس کی بادشاہت کی احتیاج کی وجہ سے ان پر اس کی اطاعت واجب ہے اس وجہ سے جب اسے قافلوں اور الزباب کے شہروں کی بغاوت کی خبریں فکر

مند کرتی ہیں تو وہ انہیں اپنی ضرورت کے تحت استعمال کر لیتا ہے۔ شکر کی اولاد ان میں سب سے بڑی سرداری کی حامل ہے اور وہ جبل راشد میں مقیم ہیں یہ دو فریق تھے جو یہاں اترے اور اولاد ذکر کر کے جنگ کی آگ بھڑکائی اور انہیں جبل راشد سے چلتا کیا پس یہ جبل کسال کی طرف چلے گئے جو مغرب کی جانب اس کے محاذ میں ہے اور اسے اپنا وطن بنا لیا اور بسا زمانہ گزرنے کے باوجود ان کے ساتھ ان کی جنگیں مسلسل ہوتی رہیں اور زغہ کے جوانوں نے انہیں کئی قسم کے ٹھکانے فتح کر دیئے پس اولاد سو بر بن زغہ اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل راشد کے رہنے والے بن گئے اور اولاد ذکر کر کے بنی عامر اور ان کے حلیفوں کے انتظام کے تحت جبل کسال کے رہنے والے بن گئے اور بسا اوقات یہ اپنے شہر حلیفوں کے ساتھ ان کی جنگ میں زغہ کے جنگل میں گھس جاتے جیسا کہ ہم زغہ کے حالات میں بیان کریں گے اور ان کا شیخ ہمارے قریبی زمانے میں اولاد یحییٰ میں سے عامر بن ابی یحییٰ بن یحییٰ تھا اور اسے ان میں بڑی شہرت حاصل تھی اور یہ عبادت اور حج کا طریق اختیار کئے ہوئے تھا اور یہ مصر میں اپنے زمانے کے شیخ الصوفیہ یوسف الکورانی سے ملا اور اسے علم و ہدایت حاصل کر کے اپنی قوم کی طرف لوٹ آیا اور اس نے ان سے معاہدہ کیا کہ وہ اس کے طریقہ اور مذہب پر چلے گئے اور اولاد ذکر کر کے شیخ پھور بن موسیٰ بن بوزیر بن ذکر کر کے تھا جو عامر کے برابر درجہ رکھتا تھا اور شرف میں اس سے بڑھ کر تھا ہاں عامر عبادت کا طریق اختیار کر کے اس سے زیادہ سیاہ رنگ ہو گیا تھا۔ واللہ مصروف الامور والخلق۔

باب: ۳

بنو حشم

اس عہد میں مغرب میں یہ قبائل موجود تھے جن میں قرہ، عاصم، مقدم، اشج، حشم اور خلط کے بطون تھے اور ان سب پر حشم کا نام غالب تھا اور اسی نام سے وہ معروف تھے اور وہ حشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھے اور مغرب میں ان کے آنے کا اصل باعث یہ ہے کہ جب موحدین افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ عرب قبائل ان کے مطیع ہو گئے اور ابن غانیہ کے فتنہ میں موحدین سے منحرف ہو گئے اور منصور کے زمانے کے ساتھ اطاعت کو وابستہ کر دیا تو ان حشم ان قبائل کو جن پر یہ نام بولا جاتا تھا یہاں لے آیا اور انہیں تامنا میں اتارا اور ریاچ نے ان کو السبط میں اتارا بس حشم تامنا السبط الافح میں اترا جو سلا اور مراکش کے درمیان اور مغرب اقصیٰ کے علاقے کے وسط میں ہے اور ان گھاٹیوں سے بہت دور ہے جو جبل درن کے احاطہ کے لئے جنگلات تک پہنچاتی ہیں اور اس کی چوٹی اس کے سامنے اپنا ناک بلند کئے ہوئے ہے اور اس کی جڑوں کی پیوستگی اس کے خلاف ایک روک ہے پس اس کے بعد انہوں نے جنگل کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی دور کا سفر کیا ہے اور وہ وہاں پر اترے ہوئے قبائل کی طرح اقامت پذیر ہو گئے اور ان کی فوجیں مغرب میں خلط تک پھیل گئیں اور سفیان اور بنی جابر میں سے موحدین اور باقی ماندہ دور میں سفیان کو اولاد جرمون میں سرداری حاصل رہی اور جب بنی عبدالمومن کی حکومت کمزور ہو گئی اور انہوں نے بزدلی دکھائی اور ان کی ہوا اکھڑ گئی تو ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی اور انہیں غالب آنے کا جوش آ گیا اور کثرت تعداد اور صحرائی زندگی کے قرب کی وجہ سے حکومت پر ان کا تسلط ہو گیا اور انہوں نے اعیاض کے درمیان جو کچھ تھا اسے برباد کر دیا اور خلافت کی مدد کی اور بہت فساد کیا اور ان کے دیگر آثار باقی ہیں اور جب بنو مرین نے بلاد مغرب میں موحدین پر چڑھائی کی اور فاس اور اس کی بستی پر قبضہ کر لیا۔ تو صحرائی زندگی کے قرب کی وجہ سے ان سے اور ریاچ سے بڑھ کر شدید جنگ کرنے والا ان کا کوئی حامی نہ تھا اور ان کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں جن میں بنو مرین نے ان کو پھنسا دیا یہاں تک کہ ان کا غلبہ ہو گیا اور بنو مرین کا غلبہ اور سطوت ماند پڑ گئی اور انہوں نے اس کی بیعت اطاعت کی اور بنو مرین بنت بن مہلہل کے ذریعے خلط کے سر بنے جو بنی مرین میں سے تھا اور انہیں حکومت کے لئے گھومنا پھرنا پڑتا تھا اور حشم کی سرداری مستحکم ہو گئی اور بنت مہلہل کی وجہ سے ان کی کثرت ہو گئی حالانکہ اس سے قبل موحدین کے زمانے میں یہ کثرت سفیان میں تھی پھر گردش زمانہ سے ان کی تیزی ختم ہو گئی اور انہوں نے بزدلی دکھائی اور ان کی ہوا اکھڑ گئی اور وہ

صحرائی زندگی اور چراگا ہیں تلاش کرنے کا دور بھول گئے اور ان قبائل میں شمار ہونے لگے جو ٹیکس اکٹھا کرنے کے ذمہ دار اور سلطان کے ساتھ جانے والے فوج میں ہوتے ہیں۔

اب ہم ان چاروں فرقوں اور ان میں سے ہر ایک کے قبیلوں کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے انساب کے متعلق حق بات بیان کرتے ہیں۔ پس جیسا کہ معلوم ہو رہا ہے یہ بات چشم کے متعلق نہیں ہوگی لیکن اس نسب کی شہرت اس کے متصل ہے اور اللہ تعالیٰ امور کے حقائق کو بہتر جانتا ہے یہ قبائل چشم میں شمار ہوتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں جو چشم موجود ہے وہ چشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ہے۔ یا شاید اس کے علاوہ بھی کوئی چشم ہو اور مامون اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں اس قبیلے کا مشہور شیخ جرمون بن عیسیٰ تھا اور بعض مؤرخین کے خیال میں موحدین کے زمانے میں اس کا نسب بنی قرہ میں تھا اور ان کے اور خلط کے درمیان مامون اور اس کے بیٹوں کے پیروکار موجود تھے پس اس وجہ سے سفیان یحییٰ بن ناصر کا پیروکار بن گیا اور اس کا مراکش میں خلافت کا جھگڑا تھا پھر رشید نے خلط کے شیخ مسعود بن حمید ان کو قتل کر دیا جیسا کہ بعد میں ذکر ہوگا۔ پس یہ یحییٰ ابن القاص کے پاس گئے اور سفیان رشید کے پاس گیا پھر مغرب میں بنو مرین غالب آگئے اور ان کی موحدین کے ساتھ مسلسل جنگیں ہوئیں اور اڑتیس میں جرمون رشید سے الگ ہو گیا اور اس فعل سے حیاء کے باعث جو اس نے اس سے روا رکھا تھا محمد بن عبدالحق امیر بنی مرین سے جا ملا اور وہ فعل یہ تھا کہ اس نے ایک شب اس کے ساتھ شراب نوشی کی یہاں تک کہ مست ہو گیا اور خوشی میں رقص کرتے ہوئے نشہ کی حالت میں اس پر حملہ کر دیا۔ پھر ہوش آنے پر شرمندہ ہوا اور محمد بن عبدالحق کے پاس بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۶۳۸ھ کا ہے اور اس کے بعد انتالیس میں یہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا کعب کا نون اس کے بعد سعید کے ہاں بلند مرتبہ ہو گیا اور انتالیس میں اس کے بنی مرین کی طرف جانے کی وجہ سے اس کا مخالف ہو گیا اور واز مور کی طرف واپس آ گیا اور سعید کی سرداری ہی میں اس پر قبضہ کر لیا پس یہ اپنی حرکت سے رک گیا اور کانوں بن جرمون نے اس کا قصد کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور تا مرکزت کے پاس گیا اور اس کے مرنے سے ایک روز قبل قتل ہو گیا اور اسے خلط نے ایک جنگ میں قتل کیا۔ جو ان کے درمیان اس کے محلہ سعیدہ میں ہوئی اور اس کے بعد سفیان کے حکم سے اُس کے بھائی یعقوب بن جرمون نے اُسے قائم کیا اور محمد نے اپنے بھائی کانون کے بیٹے کو قتل کر دیا اور سفیان کے حکم سے کھڑا ہو گیا اور مرتضیٰ کے ساتھ انچاس میں امان ایمولین کی تحریک میں حاضر ہوا اور سلطان کے پاس سے چلا گیا اور اس کی فوج میں فساد پیدا ہو گیا پس یہ واپس لوٹ آیا اور بنو مرین نے اس کا تعاقب کیا اور اسے شکست ہوئی پھر مرتضیٰ واپس آ گیا اور اُسے شکست کی معافی دے دی پھر اسٹھ میں مسعود نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے بھائی کانون کے دونوں بیٹوں کے ذمے ان کے باپ کا خون تھا اور وہ دونوں بنی مرین کے سلطان یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ جا ملے اور مرتضیٰ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو آگے کیا مگر وہ اس کی حاکمیت کو برقرار نہ رکھ سکا تو اس نے اپنے چچا عبید اللہ بن جرمون کو آگے کیا مگر وہ کچھ نہ کر سکا۔ پس اس نے مسعود بن کانون کو آگے کیا اور عبدالرحمن بن مرین کے ساتھ مل گیا۔ پھر مرتضیٰ بنی جابر کے شیخ یعقوب بن قیطون کے پاس گیا اور اس کے عوض میں یعقوب بن کانون سفیانی کو آگے کیا۔ پھر عبدالرحمن بن یعقوب نے پٹن (۵۴) میں دوبارہ بات کی تو اُسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور مسعود بن کانون نے سفیان پر ایک شیخ مقرر کیا

اور مسعود نے یعقوب سے اس کا مقام چھین لیا یہاں تک کہ چھیا سٹھ میں عبدالحق کا بیٹا فوت ہو گیا اور وہ مسکورہ سے جا ملا اور اس نے فتنہ اور جنگ کی آگ بھڑکا دی اور حطوں بن یعقوب کو اس کی جگہ کھڑا کیا گیا یہاں تک کہ وہ انہر میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی عیسیٰ حکمران بن گیا اور مسعود مسکورہ میں آشی میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا منصور بن مسعود سکیوی کے ساتھ جا ملا یہاں تک کہ اس نے یوسف بن یعقوب کے زمانے میں دوبارہ ملازمت دے دی اور ۶۷۱ھ میں تلمسان کے محاصرہ سے وہ اپنی فوج کے ساتھ اس کے پاس گیا اور ہمارے عہد تک مسلسل سرداری سفیان میں چلی آ رہی ہے جو بنی جرمون میں ہے اور میں نے ابی عنان یعقوب بن علی بن منصور بن عیسیٰ بن یعقوب بن جرمون بن عیسیٰ کے زمانے کے ایک شیخ کو دیکھا ہے اور سفیان کا قبیلہ اسفی کے نزدیک تامنا کے اطراف میں اتر ا ہوا تھا اور اس نے اس کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے حاکم خلط تھے اور قبیلوں میں سے حرث اور کلابہ باقی رہ گئے ہیں جو ارض شسوس اور اس کے جنگلوں میں چراگا ہوں کو اور بلاد و جاجہ جو مصادمہ میں سے ہے کے کھلے میدانوں کو تلاش کرتے پھرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان میں سختی اور جنگجوئی باقی رہ گئی ہے اور ان کے تیر انداز مطارع کی اولاد میں سے ہیں جو حرث میں سے ہے اور مراکش کے نواح میں ان کی خرابی اور فساد بہت لمبا ہو گیا ہے پس جب سلطان مراکش نے امیر عبدالرحمن بن ابی فلفوس کو ۶۷۱ھ میں سلطان اپنی علی کے پاس بھیجا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے تو اس نے انہیں پسند کیا اور ان کی عزت افزائی کی اور ایک روز اس نے گھوڑوں اور پیادوں کی نمائش میں دستور کے مطابق انہیں آگے کیا اور ان کا شیخ منصور بن یعیش تھا جو اولاد مطارع میں سے تھا اور اس نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور ان میں سے جو قتل ہو سکے انہیں قتل کر دیا اور دوسروں کو قید خانوں میں ڈال دیا پس یہ زمانے میں ایک عبرت بن گئے اور ان کی شوکت ختم ہو گئی اور اللہ تعالیٰ جو چاہے اُس کی قدرت رکھتا ہے۔

الخلطہ جسم میں سے ہے: یہ قبیلہ خلط کے نام سے معروف ہے اور یہ لوگ جسم میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ خلط بنو امشفق ہیں۔ جو بنی عامر بن عقیل بن کعب سے ہیں اور یہ سب کے سب بحرین میں قرامطہ کے پیروکار ہیں اور جب قرامطہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور شیعوں کی دعوت سے بحرین پر بنو سلیم غالب آ گئے پھر ان پر دعوت عباسیہ کے ذریعہ بنو ابی الحسین غالب آ گئے جو بطون تغلب میں سے تھے۔ بس بنو سلیم اور بنو امشفق ان خلط کہلانے والوں میں سے افریقہ کی طرف کوچ کر گئے اور دیگر بنو عقیل بحرین کے نواح میں باقی رہ گئے یہاں تک کہ ان میں سے بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف بن مالک بن عوف بن عامر بن عقیل جو ان خلط کے بھائی تھے۔ تغلبیوں پر غالب آ گئے۔ کیونکہ وہ مغرب میں عوام میں سے نسب کی تحقیق کرنے والے کے نزدیک تخیل نسب کی وجہ سے جسم کی طرف منسوب ہوتے تھے اور جب منصور نے انہیں مغرب میں داخل کیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو یہ تامنا کے کھلے میدانوں میں ٹھہر گئے یہ بڑی تعداد اور قوت والے تھے اور ان کا شیخ ہلال بن حمیدان بن مقدم بن محمد ہبیرہ بن عواج تھا ہم اس کے نسب کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے، پس جب عادل بن منصور حکمران بنا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی اور اس کی فوجوں کو شکست دی اور ہلال کو اس کی بیعت کے ساتھ پچیس میں مامون کے پاس بھیجا اور موحدین نے اس باب میں اس کی پیروی کی اور مامون آیا تو انہوں نے اس کی حکومت کی مدد کی اور ان کے دشمن سفیانی لڑائی کی وجہ سے یحییٰ بن العاص کی طرف چلے گئے اور ہلال ہمیشہ ہی

مامون کے ساتھ رہا یہاں تک کہ مامون اپنی بنائی ہوئی فوج میں فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹے رشید کی بیعت کی اور اُسے مراکش لے آیا اور سفیان کو شکست دی اور ان کو لوٹ لیا پھر بلال فوت ہو گیا اور اس کا بھائی مسعود حکمران بنا اور موحدین کی فوجوں کا سردار عمر بن اوقار یط رشید کا مخالف ہو گیا اور وہ مسعود بن حمیدان کا دوست تھا۔ پس اس نے بھی سلطان کے خلاف بھڑکا دیا۔ پس وہ مخالف بن گیا اور رشید نے اس کے خلاف حیلہ کیا یہاں تک کہ وہ مراکش آیا اور اُسے اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بتیس میں قتل کر دیا گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی بلال کا بیٹا یحییٰ خلط کا حکمران بنا اور اپنی قوم کے ساتھ یحییٰ بن القاص کے پاس گیا اور انہوں نے مراکش کا محاصرہ کر لیا اور ان کے ساتھ اوقار یط کا بیٹا بھی تھا اور رشید سبھاسہ کی طرف گیا اور وہ مراکش میں غالب آ گئے اور اس میں فساد کیا پھر رشید تینتیس میں آ کر وہاں غالب آ گیا اور اوقار یط کے بیٹے کو اندلس میں جا ملا اور علی بن ہود نے خلط کی بیعت کا اظہار کیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ اوقار یط کے بیٹے کی چال ہے اور وہ ہلاکت سے نجات پا گیا اور یحییٰ بن القاص نے انہیں قلعے کی طرف بھگا دیا اور انہوں نے رشید سے گفتگو کی پس اس نے ہلال کے دونوں بیٹوں علی اور وشاح کو گرفتار کر کے پینتیس میں باز مور میں قید کر دیا پھر انہیں رہا کر دیا۔ پھر اس نے اظہار انس و محبت کے بعد ان کے مشائخ سے غداری کی اور اس نے عمرو بن اوقار یط کے ساتھ ان سب کو قتل کر دیا اور اہل اشبیلیہ نے اُسے اس کے پاس بھیجا۔ پھر وہ سعید کے ساتھ اپنی فوج میں بنی عبدالواحد کے پاس گئے اور انہوں نے اس سے جنگ شروع کر دی یہاں تک کہ وہ ان دنوں سفیان کے ساتھ ان کی جنگ میں قتل ہو گیا اور مرتضیٰ ہمیشہ ہی ان کے بارے میں حیلہ بازی کرتا رہا یہاں تک کہ علی نے باون میں ان کے اشیاخ کو گرفتار کر لیا اور عواج بن ہلال بنی مرین کے ساتھ مل گیا اور مرتضیٰ نے ان سے علی بن ابی علی کو مقدم کر دیا جو ان میں سردار گھرانے کا آدمی تھا پھر عواج چون میں واپس آ گیا اور علی بن ابی علی نے اس سے جنگ کی اور وہ اس کی جنگ میں قتل ہو گیا۔ پھر ساٹھ میں مرتضیٰ کے خلاف ام الرحیلین کا واقعہ ہوا۔ تو علی بن ابی علی بنی مرین کی طرف واپس آ گیا۔ پھر سارے خلط بنی مرین کی طرف آ گئے اور اقتدار کے آغاز سے ان میں سرداری بن مرین مہملہ بن یحییٰ کے لئے تھی جو مقدم میں سے تھا اور یعقوب بن عبدالحق نے اس سے رشتہ داری کی اور اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیا جس سے اس کا بیٹا سلطان ابوسعید تھا اور اس کا بیٹا ابوالحسن تھا۔ اور اس نے اسے شاہ مصر سردار رہا پھر اس کا بیٹا عطیہ سردار بنا اور یہ سلطان ابوسعید کے دور میں تھا اور اس کا بیٹا ابوالحسن تھا۔ اور اس نے اسے شاہ مصر ملک ناصری کی طرف سفیر بنا کر بھیجا اور جب وہ فوت ہو گیا۔ تو اس کے بھائی عیسیٰ بن عطیہ نے اس کی حکومت سنبھال لی پھر ان دونوں کے بھتیجے زمان بن ابراہیم بن عطیہ نے حکومت سنبھالی اور عزت و شرف اور خوشحالی اور قرب سلطانی کے انتہائی مقام کو حاصل کیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کی حکومت اس کے بیٹے احمد بن ابراہیم اور پھر اس کے بھائی سلیمان بن ابراہیم اور پھر ان دونوں کے بھائی مبارک نے سنبھالی اور وہ سلطان ابوعنان کے زمانے اور اس کے بعد سلطان ابوسالم کے فوت ہونے کے بعد تک اسی حالت میں رہا اور مغرب پر اس کا بھائی عبدالعزیز قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوالفضل کو مراکش کی ایک جانب جا گیر دی اور یہ مبارک اس کے ساتھ تھا اور جب ابوالفضل گرفتار ہوا تو مبارک بھی گرفتار ہو گیا اور قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ یہاں تک کہ سلطان عبدالعزیز عامر بن محمد پر غالب آ گیا اور اسے قتل کر دیا اور اس

تاریخ ابن خلدون حصہ یازدہم

مبارک کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دیا گیا کیونکہ یہ اپنے ساتھیوں اور جنگوں میں شامل ہونے کی وجہ سے مشہور تھا جیسا کہ بنی مرین کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور خلط سے تھوڑا عرصہ قبل اس کا بیٹا حکمران بنا مگر آج کل خلط مٹ مٹا چکے ہیں گویا انہیں دو سو سال سے اس بسیط الافح میں کبھی سرسبزی اور خوشحالی حاصل ہی نہ ہوئی تھی پس زمانہ انہیں کھا گیا اور ان کی خوشحالی ختم ہو گئی۔ واللہ غالب علی امرہ

بنو جابر بن جشم: بنو جابر مغرب میں جشم ہوتے ہیں اور کبھی انہیں زمانہ کے ایک فرقہ سدرانہ سے بیان کیا جاتا ہے واللہ اعلم اور یحییٰ بن ناصر کی جنگ میں ان کا بہت اثر تھا کیونکہ یہ بھی اس کے دوستوں میں شامل تھے اور جب ۶۳۳ھ میں یحییٰ بن ناصر فوت ہو گیا تو رشید نے ان کے شیخ قائد بن عامر اور اس کے بھائی کے قتل کرنے کے لئے ایک جرنیل کو بھیجا اور اس کے بعد یعقوب بن محمد بن قیلون بھاگ گیا۔ پھر اسے موحدین کے جرنیل یغلو نے قید کر لیا جسے مرتضیٰ نے اس کام کے لئے بھیجا تھا اور یعقوب بن جرموق نے آ کر بنی جابر کے شیخ اسماعیل بن یعقوب قیطون کو حکمران بنا دیا پھر بنو جشم کے قبیلوں سے الگ ہو کر تیارلہ کے دامن کوہ میں آ گئے اور وہاں پر ان کے پڑوس میں مساکین کے عسا کر رہتے تھے جو بربروں میں سے فتنہ اور ہمتابہ میں تھے۔ پس کبھی وہ السبط کے میدانوں میں آ جاتے اور جب کبھی انہیں ان زمانوں میں دردیقہ میں سلطان یا کسی سردار کا خوف ہوتا تو یہ بربریوں کے معاہدہ کے مطابق پہاڑوں اور ان کے دیگر پڑوس کی جگہوں میں پناہ لیتے۔ میں نے سلطان ابو عنان کے زمانے میں حسین بن علی وردلیقی کو ان کا سردار پایا پھر وہ مر گیا تو اس کا بیٹا ناصر اس کا قائم مقام بنا اور جب حسن بن عمر ۶۷۰ھ میں سلطان سے سالم کی طرف گیا تو ان کے ساتھ مل گیا اور سلطان کی فوجیں ان کے مقابلہ میں گئیں۔ تو انہوں نے اسے اختیار دے دیا۔ پھر ابو الفضل بن سلطان ابی سالم مراکش سے فرار کے وقت ۶۸۸ھ میں ان سے جاملا اور سلطان عبدالعزیز نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے دبا لیا تو وہ اپنی قوم کے صنا کر اور بربریوں سے جاملا پھر انہوں نے اسے مال پر اختیار دیا تو وہ اسے ان کے پاس لے گیا اور امیر عبدالرحمن یغلوں کی جنگوں کے دوران وزیر عمر بن عبداللہ کے عہد میں جو مغرب پر قابض تھا ان کے ساتھ جاملا اور عمر نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اسے اپنے سے باہر نکال دیا اور اس جنگ کے ساتھ ناصر کی نبرد آزمائی لمبی ہو گئی تو حکومت نے اس بات کو ناپسند کیا اور ناصر کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ جہاں وہ کئی سال تک ٹھہرا رہا اور اس کے بعد حکومتیں اس سے الگ رہیں پھر اس کے بندن کھول دیئے گئے تو وہ مشرق سے واپس آ گیا تو وزیر ابو بکر بن غازی نے جو سلطان بن عبدالعزیز کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مغرب میں ترجیح دیتا تھا اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور سرداری ان سے جاتی رہی اور اللہ تعالیٰ رات دن کو بدلتا رہتا ہے اور بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ دردیقہ بنی جابر میں سے ہیں جشم میں سے نہیں اور یہ سدرانہ ایک بطن سے ہیں۔ جو بربریوں کے لوانہ کا ایک قبیلہ ہے اور بربریوں کے ٹھکانوں اور پڑوس میں ہونے کی وجہ سے لوگ ان کے بربری ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

عاصم اور مقدم اشج میں سے ہیں: جیسا کہ ہم نے انساب میں بیان کیا ہے کہ یہ قبیلہ اشج میں سے ہیں اور تامننا میں ان کے ساتھ اترے تھے اور انہیں عزت و شرف حاصل تھا مگر جشم کثرت کے باعث ان سے زیادہ معزز تھا اور ان کا

ٹھکانہ تامنا کی فراخ زمین میں تھا اور سلطان کو ان پر طاقت حاصل تھی اور اس نے ان پر ٹیکس لگایا ہوا تھا اور ان کے بھائی جشم میں سے تھے اور موحدین اور پھر مامون کے عہد میں عاصم کا سردار حسن بن زید تھا جس کا بھائی بن ناصر کی جنگ میں بہت اثر تھا اور جب یحییٰ تینٹس میں فوت ہو گیا تو رشید نے قائد اور عامر کے دونوں بیٹوں کے قائد جو بنی جابر کے شیوخ تھے کے ساتھ حسن بن زید کے قتل کا حکم دے دیا پس یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ پھر ابو عباد اور اس کے بیٹوں کو سرداری مل گئی جو ان کے درمیان عہد بن مرین عیاد بن ابی عیاد سے چلی آرہی تھی اور ابو عیاد کو الضرۃ میں برتری اور استقامت حاصل تھی اور وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ۶۹۰ھ میں واپس آیا اور توس کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ۷۰۷ھ میں واپس لوٹا اور ہمیشہ اس کا رویہ رہا اور اس سے قبل اُسے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ سرداری حاصل تھی اور جہاد میں اس کی تقاریر مشہور ہیں اور اس کی حکومت اس کے اور مقدم کی حکومت کے ختم ہونے تک اس کے بیٹوں میں رہی اور وہ مٹ مٹا کر رہ گئے۔ واللہ خیر الوارثین۔



باب : ج

بنو ریاح کے بطون

ہلال بن عامر

ریاح اور اسکے ان بطون کے حالات جو ہلال بن عامر سے ہیں اور جو تھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں: قبائل ہلال کے افریقہ میں داخل ہوتے وقت یہ قبیلہ ان سب سے زیادہ معزز اور زیادہ تعداد میں تھا اور جیسا کہ کلبی نے بیان کیا ہے یہ ریاح بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر تھے اور اس وقت ان کی سرداری موسیٰ بن یحییٰ الضمیری کو حاصل تھی اور جو مرداس بن ریاح کے بطون سے ہے اور اس کے عہد میں ان کے جوانوں میں سے ایک جوان فضل بن علی تھا۔ جس کا ذکر ان کی ان جنگوں میں پایا جاتا ہے جو ضہاجہ کے ساتھ ہوئی تھیں اور ان کے بطون عمر مرداس اور علی تھے جو سب کے سب بنو ریاح تھے اور سعید بن ریاح اور خضر بن عامر بن ریاح اخضر تھے اور مرداس کے بہت سے بطون ہیں۔ داؤد بن مرداس اور قنبر بن حواز بن عقیق بن مرداس اور ان کے بھائی مسلم بن عقیل اور اس کی اولاد میں سے عامر بن یزید بن مرداس ایک دوسرا بطن ہے جن میں سے بنو موسیٰ بن عامر اور جابر بن عامر ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لطیف میں سے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور سودان اور مشہور اور بنو محمد بن عامر تین بطون میں سے ہیں۔ اسمٰء سودان اور علی بن محمد سے ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشاہیر یعنی بنو مشہور ہلال بن عامر ریاح کے علاوہ کسی اور کی نسل سے ہیں واللہ اعلم اور ان سب بطون میں مرداس کو ریاح پر سرداری حاصل ہے اور افریقہ میں داخلہ کے وقت یہ سرداری ضمیر میں تھی پھر یہ سرداری زداددہ کو ملی جو داؤد بن مرداس بن ریاح کے بیٹے ہیں اور بنو عمر بن ریاح کا خیال ہے کہ ان کے باپ نے اس کی کفالت و تربیت کی ہے اور موحدین کے عہد میں ان کا سردار مسعود بن سلطان بن زمان بن وردی بن داؤد تھا جسے اس کی شدت و صلابت کی وجہ سے بلط کا لقب دیا گیا تھا اور جب منصور ریاح کو مغرب میں لایا تو مسعود کی فوجیں اپنی جماعتوں میں پیچھے رہ گئیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب سلطان نے ان کی اطاعت کی آزمائش کی اور اس نے مسعود اور اس کی قوم کو کتامہ کے محلات جو مقرر کیر کے نام سے مشہور ہیں کے درمیان سے لے کر از غار البیط الشح تک اتارا جو بحر اخضر کے ساحل تک چلا جاتا ہے پس یہ لوگ دنان ٹھہر گئے اور مسعود بن زمام اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ ۵۹۰ھ میں ان کے درمیان سے بھاگ گیا اور افریقہ چلا گیا اور اس کے پاس بنو عسا کرا کٹھے ہو کر

آئے اور طرابلس چلے گئے اور زغب و ذئاب کے مہمان بنے اور یہ ان کے درمیان گھومتے پھرتے تھے پھر وہ قراقش کی خدمت میں چلا گیا اور طرابلس کی فتح میں اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ شامل ہوا جیسا کہ ہم قراقش کے حالات میں بیان کریں گے پھر وہ ابن غانیہ المیر و قی کے پاس واپس آ گیا اور اس کی خلافت میں وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبھالی اور موحدین کے ساتھ میر و قی کی جنگ میں اسے سرداری اور نیابت حاصل تھی اور جب ابو محمد بن ابی حفص یحییٰ المیر و قی موحدین کے ساتھ اٹھارہ میں الحکمہ پر جو بلاد جرید میں سے ہے غالب آیا اور عربوں کو قتل کیا تو اس روز قتل ہونے والوں میں عبد اللہ بن محمد اور اس کا عم زاد ابو الشیخ بن حرکات بن عسا کر بھی تھا اور جب شیخ ابو محمد قتل ہو گیا تو محمد بن مسعود افریقہ میں واپس آ کر اس پر غالب آ گیا اور الشیخ کے حلیف اور ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس پر غلبہ پالیا اور درید اور کرخہ سے جنگ کرنے پر فخر کرنے لگے یہاں تک کہ ضحاک اور لطیف کے خانہ بدوش سفر کرنے سے در ماندہ ہو گئے اور الزاب اور صدرہ کی بستیوں میں منتشر ہو گئے اور محمد بن مسعود اپنے سفر میں لگا رہا اور اسے اور اس کی قوم کو افریقہ کے نواح میں قصیلہ الزاب، قیردان اور مسیلہ کے درمیان صحرائیوں کی سرداری حاصل ہو گئی اور جب یحییٰ بن غانیہ اکتیس میں بنی سلیم اور ریاح کے عربوں میں سے فوت ہو گیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے تو ان کی حکومت ختم ہو گئی اور ابو حفص کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان میں سے یحییٰ بن عبد الواحد مراکش کے انگوروں کے خراب ہونے کے وقت اپنا خطبہ دینے لگا اور یحییٰ بن غانیہ کے پیروکار جو بنی سلیم اور ریاح کے عرب تھے، منتشر ہو گئے، بس آل ابی حفص نے ان زوادہ کو اور وطن میں ان کے ستقام کو اپنے گزشتہ عناد اور ابن غانیہ کی مدد کرنے کی وجہ سے برا سمجھا جیسا کہ ان کے حالات و واقعات میں ہے اور انہوں نے انہیں حکومت کی مشالیت کے لئے جن لیا اور ان کے اور قبائل ریاح کے درمیان جنگ کرادی اور انہیں قیردان اور بلاد قسطلیہ میں اتارا اور یہ محمد بن مسعود کے لئے نشانی تھا ایک سال اس کے پاس مرد اس کا وفد ترازو طلب کرتا ہوا مہمان بن کر آیا اور وہ اس کی نعمتوں پر بہت حریص تھے اور وہ ان کے بارے میں ان سے لڑ پڑے اور انہوں نے محمد بن مسعود کے پچار زق بن سلطان کو کر دیا اور ان کے اور ریاح کے درمیان جنگیں ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے ان کو افریقہ کے مشرق کی جانب کوچ کر دیا اور انہیں اس کی غربی جانب میں بدل دیا اور بنو سلیم میں سے کعب اور مرد اس قابس سے لے کر بونہ اور مہطہ تک کے تمام مشرقی مضافات پر قابض ہو گئے اور زوادہ تلول کے علاقہ سے قسطنطنیہ اور بجایہ کے مضافات اور الزاب رلیغ دار کلد کے میدانوں اور ان کے درے بلد قبلہ میں جو جنگلات پائے جاتے ہیں ان کی ملکیت سے سرفراز ہوئے اور محمد بن مسعود فوت ہو گیا اور اس کی سرداری موسیٰ بن محمد نے سنبھالی اور اسے اپنی قوم میں دولت و ثروت اور شہرت اور حکومت پر غالب آنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یحییٰ کی وفات: اور جب یحییٰ بن عبد الواحد فوت ہو گیا۔ تو اس کے بیٹے محمد المنصر کی بیعت ہوئی۔ جس کا بہت شہرہ تھا اور اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے خلاف خروج کیا اور ان زوادہ کے ساتھ مل گیا اور انہوں نے جہات قسطنطنیہ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے سردار بنانے پر متفق ہو گئے اور ۶۶۶ھ میں المنصر کے مقابلہ میں گیا تو یہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کی جمیعت منتشر ہو گئی اور ان میں سے بنو عسا کر بن سلطان اس کے پاس آئے اور ان دنوں ان کی سرداری

مہدی بن عسا کر کے بیٹے کے پاس تھی، انہوں نے ابراہیم بن یحییٰ کا عہد توڑ دیا اور تلمسان چلے گئے اور وہ سمندر پار کے اندلس چلا گیا اور وہاں شیخ بن احمر کے پڑوس میں رہنے لگا۔

موسیٰ کی وفات: پھر موسیٰ بن محمد فوت ہو گیا تو اس کی سرداری اس کے بیٹے شبل بن موسیٰ نے سنبھالی اور اس نے حکومت پر بہت ظلم اور ان کا فساد بہت بڑھ گیا تو المختصر نے ان کے عہد کو توڑ دیا اور اپنی فوجوں کو جو موحدین اور بنی سلیم کے عربوں اور ان کے بھائیوں اولاد عسا کر میں سے تھیں ساتھ لے کر اس کے مقابلہ میں گیا اور اس کے ہراول میں شیخ ابو ہلال عباد محمد الہشانی تھا۔ جوان دنوں بجایہ کا امیر تھا۔ اس نے ان کے خلاف چال چلی تو ان کے روسا نے شبل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود کا استقبال کیا اور ان کے ساتھ ورید بن تازیہ بھی تھا جو کرخہ کی اولاد ثابت کا سردار تھا پس اس نے انہیں آتے ہی گرفتار کر لیا اور انہیں جلد ہی قتل کر دیا اور ابن رایہ کو پکڑ لیا۔ جہاں انہوں نے اس کے بھائی ابو اسحاق کی بیعت کی اور قاسم بن بوزیر بن حفص القازع ان کے پاس حکومت کے خلاف خروج کا مطالبہ کرتے ہوئے گیا اور ان کے دستے بکھر گئے اور اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور اس نے الزاب کے آخر تک ان کا تعاقب کیا اور شبل بن موسیٰ نے اپنے بیٹے سباع کو چھوٹی عمر میں چھوڑ دیا۔ جس کی کفالت اس کے چچا نے کی اور سرداری ہمیشہ انہی میں رہی اور سباع نے بھی اپنے بیٹے کے بچہ ہونے کی حالت میں چھوڑا جس کی کفالت اس کے چچا طلحہ بن یحییٰ نے کی اور یہ سب مغرب کے زمانہ کے بادشاہوں کے ساتھ مل گئے اور محمد کی اولاد فاس میں یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مل گئی اور سباع کی اولاد تلمسان میں غمیر اسن بن زیان کے ساتھ مل گئی پس انہوں نے ان کو پوشاک اور سواریاں دیں پس انہوں نے رشوت لی اور لڑے اور خیلہ بازی کی اور دھیرے دھیرے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے پس وہ الزاب کی اطراف پر جو دارکلا میں سے ہے اور رلیخ کے محلات پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان کو آپس میں تقسیم کر لیا اور انہیں موحدین کے لئے حاصل کر لیا اور یہ اس کی حکومت کا آخری زمانہ تھا۔

ابن عتواء: پھر یہ بلاد الزاب میں آ گئے اور ان کے عامل ابو سعید عثمان بن محمد بن عثمان نے جو موحدین کے سرداروں میں ابن عتواء کے نام سے مشہور تھا انہیں اکٹھا کیا اور اس کا ٹھکانہ مقررہ میں تھا۔ پس یہ الزاب میں ان کے ٹھکانے کی طرف گیا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے غلطادہ میں قتل کر دیا اور اس زمانے میں الزاب اور اس کے نواح پر غالب آ گئے۔ پھر یہ جبل اور اس کی طرف آئے اور وہاں کے تمام قبائل پر غالب آ گئے پھر یہ اتل کی طرف آئے اور ان کے مقابلہ میں تمام اولاد عسا کر اکٹھی ہو گئی اور موسیٰ بن ماضی بن مہدی بن عسا کر نے ان پر غلبہ پالیا اور اس نے اپنی قوم اور عیاض وغیرہ میں سے ان کے حلیفوں کو اکٹھا کیا اور جنگ کے لئے ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور اولاد مسعود ان پر غالب آ گئی اور اس نے ان کے سردار موسیٰ بن ماضی کو قتل کر دیا اور تمام چیزوں سمیت وطن کے حاکم بن گئے پھر حکومت نے حسن سلوک کے ذریعہ اس کی تلافی کی اور انہیں ان شہروں میں جاگیریں دیں جن پر انہوں نے بلاد جبل اور الزاب پر قبضہ کیا تھا اور پھر ان شہروں میں بھی جاگیریں دیں جو بسط غربی میں واقع ہیں اور جبل اور اس کے علاقے میں ہیں۔ جسے ان کے ہاں حصہ کہا جاتا ہے اور وہ نقاوس، مقررہ اور مسیلہ ہیں اور مسیلہ کی جاگیریں سباع بن شبل بن یحییٰ کے لئے مخصوص کی گئیں حتیٰ کہ وہ بعد میں علی بن سباع بن یحییٰ کے لئے مخصوص ہو گئیں اور وہ اس کے بیٹوں کے حصے میں آئی ہیں اور مقررہ کی جاگیریں احمد بن عمر بن محمد کے لئے

مخصوص ہوئیں جو شبل بن موسیٰ بن سباع کا عم زاد ہے اور نقاوس اولاد عساکر کے لئے مخصوص ہوا۔

سباع بن شبل کی وفات: پھر سباع بن شبل فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالا جو عساکر کے نام سے مشہور ہے پس سرداری کے متعلق اس کے چچا علی بن احمد بن عمر بن محمد بن مسعود کے بیٹوں اور سلیمان بن سباع بن یحییٰ نے جھگڑا کیا اور وہ اس زمانے میں ہمیشہ جھگڑتے رہے اور انہیں نواح بجایہ اور قسطنطنیہ اور وہاں کے سرڈیکش، عیاص اور ان کے امثال پر غلبہ حاصل تھا اور آج کل اولاد محمد کی سرداری یعقوب بن علی بن احمد کو حاصل ہے اور وہ اپنی عمر اور مرتبے کے لحاظ سے زواوہ کا بڑا آدمی ہے اور اسے بہت شہرت حاصل ہے اور سلطان کے ہاں اسے بڑا مقام حاصل ہے جو موردی چلا آتا ہے۔

اولاد سباع کی سرداری: اور اولاد سباع کی سرداری علی بن سباع کی اولاد میں ہے اور علی کی اولاد ان میں سے اشرف اور تعداد میں بکثرت ہے اور ان کی سرداری یوسف بن سلیمان بن علی بن سباع کی اولاد میں ہے اور یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد اس کی مددگار ہے اور اولاد محمد، قسطنطنیہ کے ساتھ خاص ہے اور حکومتوں نے وہاں کے بہت سے سبزہ زاروں میں انہیں جاگیریں دی ہیں اور اولاد سباع بجایہ کے نواح کے ساتھ خاص ہے اور وہاں پر ان کو بجایہ اور اس کے مضافات کو عربوں کے ظلم سے بچانے کے لئے تھوڑی سی جاگیریں حاصل ہیں تاکہ وہ ان شاندار پہاڑوں اور راستوں پر غلبہ نہ پاسکیں جو چراگا ہوں کے متلاشیوں کے لئے بڑے دشوار گزار ہیں اور ریخ اور دارکلا کی تقسیم ان کے اسلاف کے زمانے سے ہو چکی ہے جیسا کہ ہم بیان اور الزاب کی غربی جانب اور اس کا سب سے بڑا شہر، اولاد محمد اور اولاد سباع بن یحییٰ کے تصرف میں ہے اور پہلے یہ بھی ابو بکر بن مسعود کے پاس تھا پس جب اس کے کمزور ہو گئے اور مٹ مٹا گئے تو علی بن احمد نے جو اولاد عمر کا سردار تھا اور سلیمان بن علی نے جو اولاد سباع کا سردار تھا اسے خرید لیا اور اس کی وجہ سے ان کے درمیان مسلسل جنگیں ہوئیں اور وہ اولاد سباع بن یحییٰ کی جولانگا ہوں میں آ گیا اور سلیمان اور اس کے بیٹے اس پر غالب آ گئے اور انہوں نے وسطی جانب کو زیادہ آباد کیا اور اس کا بڑا شہر سکرہ میں اولاد محمد کے لئے ہے اور یعقوب بن علی کو اس کے باعث اس کے عامل پر غلبہ اور عزت حاصل ہے اور وہ اکثر اوقات اعراب کے فساد سے اپنی حکومت اپنے وطن اور اس کے نواح کو بچانے کے لئے یہاں سمت آتا ہے اور الزاب کی مشرقی جانب کے بڑے شہر یادس اور نومہ ہیں جو اولاد ثابت کے لئے ہیں۔ جو کرمہ کے رؤسا ہیں کیونکہ یہ مقام ان کی جولانگا ہوں میں شامل ہے اور ریاح کی جولانگا ہوں میں سے نہیں مگر الزاب کے گورنر اکثر اوقات اپنی فوج کے لئے ریاح کے مصائب میں ان کے بڑے سردار کی اجازت سے اس سے نامکمل ٹیکس لیتے ہیں اور یعقوب اور ریاح کے تمام بطون زواوہ کے پیروکار ہیں اور وہ ان کے ہاتھ کا دیا کھاتے ہیں اور علاقے میں ان کی کوئی حکومت نہیں جس پر وہ قابض ہوں اور ان میں سباع سے زیادہ طاقتور اور زیادہ جتھے والے سعید، مسلم اور اخضر کے بطون ہیں جو جنگوں اور ریگستانوں میں چراگا ہوں کی تلاش سے دور رہتے ہیں اور جب زواوہ آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں تو وہ ان سے مذاق کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے فریق سے معاہدہ کرتے ہیں۔ پس سعید تھوڑے وقت کو چھوڑ کر دیگر اوقات میں اولاد محمد کے حلیف ہوتے ہیں اور وہ عہد کو توڑ دیتے ہیں۔ پھر ان سے رجوع کر لیتے ہیں اور مسلم اور اخضر اولاد سباع کے حلیف ہیں اور

اسی طرح وہ ابی حائیں کے حلیف بھی ہیں۔

سعید کی سرداری: سعید کی سرداری ان میں سے اولاد یوسف بن زید میں ہے جو یمون بن یعقوب بن عریف بن یعقوب بن یوسف کی اولاد سے ہیں اور ان کے مددگار اولاد عیسیٰ بن رحاب بن یوسف ہیں اور وہ اپنے خیال میں بنی سلیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو اولاد قرس سے ہیں جو سلیم میں سے ہیں اور ان کے نسب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہ معاہدہ اور وطن کے لحاظ سے ریاچ میں سے ہیں اور عرب کے یہ گروہ اولاد یوسف کے ساتھ رہتے ہیں اور مخادمہ، عیوث اور فحور کے ناموں سے مشہور ہیں۔

مخادمہ: مخادمہ اور عیوث، مخدم کے بیٹوں میں سے ہیں اور مشرف بن اشج کی اولاد سے ہیں۔

فحور: اور فحور میں سے کچھ بربریوں لواتہ اور زناتہ میں سے ہیں۔ جو ان کا ایک بطن ہے اور ان میں بغات میں سے بھی ہیں اور بغات، بطون حرام میں سے ہیں اور عنقریب اس کا بیان آئے گا۔

زناتہ: یہ لوگ طور لواتہ میں سے ہیں جیسا کہ ہم نے بنی جابر اور تبادلہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگ بنی احمر کے دور کے سلطان الزنادی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ جس کے جہاد کے بہت سے کارنامے مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے بہت سے لوگ مصر اور سعید میں رہتے ہیں اور اولاد محمد کے زوادی حلیف، زکاب میں سودات بن عامر بن صحصہ کا ایک بطن ہیں۔ جو ریاچ میں شمار ہوتے ہیں اور یہ ان کے ساتھ سفر کرتے اور چراگاہیں تلاش کرتے ہیں اور ان کا ان کے حلیفوں اور مددگاروں میں ایک خاص مقام ہے اور اولاد سباع کے حلیف، مسلم اور اخضر میں سے ہیں اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسلم اولاد عقیل بن مرداس بن ریاچ میں سے ہے اور مرداس بن ریاچ کو بعض زبیر بن العوام کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر یہ غلط اور بعض ان پر نکیر کرنے والے کہتے ہیں کہ اُسے زبیر بن الہمائیہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جو بطون عیاض میں سے ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور اس کی سرداری جماعت بن مسلم بن حماد بن مسلم اور اولاد تسا کر بن حامد بن کسلان بن غیل بن جماعت اور اولاد زوادیہ بن موکی بن قطران بن جماعت کے درمیان ہے۔

اخضر: اور اخضر کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ خضر بن عامر کی اولاد میں سے ہیں اور یہ عامر بن صحصہ نہیں کیونکہ عامر بن صحصہ کے سب بیٹے نسابوں کے نزدیک مشہور ہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ اولاد ریاچ میں سے کوئی دوسرا عامر ہو اور شاید عامر بن زید بن مرداس ہو جس کا ذکر ان کے بطون میں آیا ہے۔ ان میں سے پہلے اخضر بن مالک بن طریف بن مالک بن حصہ بن قیس عیلان کے بیٹے میں جن کا ذکر صاحب الاغانی نے کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ان کا نام سیاہ ہونے کی وجہ سے اخضر رکھا گیا ہے اور عرب اس کو اخضر کہتے ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ مالک بہت گندم گوں تھا اور اس کے بیٹے بھی اس کے مشابہ تھے اور ان کی سرداری تامر بن علی بن تمام بن عمار بن خضر بن عامر بن ریاچ کی اولاد میں ہے اور مرین اولاد تامری سے مخصوص ہیں جو عامر بن صالح بن عمار بن عطیہ بن ناصر کی اولاد میں سے ہے اور ان میں زیادہ بن تمام بن عمار کا ایک اور بطن بھی ہے اور اسی طرح ریاچ میں عمرہ بن اسد بن ربیعہ کا ایک بطن ہے۔ جو زار میں سے ہے اور وہ لوگ بھی اونٹیوں کے

ساتھ سفر کرتے رہتے ہیں۔

بلاد ہبط میں اترنے والے ریاچی: اور بلاد ہبط میں اترنے والے ریاچیوں کو منصور نے جہاں اتارا وہ اپنے سردار مسعود بن زمام کے چلے جانے کے بعد وہیں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مامون کے زمانے میں ان کا سردار عثمان بن نصر تھا جسے اس نے ۶۳۰ھ میں قتل کر دیا اور جب مغرب کے مقامات میں بنو مرین کا غلبہ ہو گیا تو موحدین نے اپنی فوجوں کے ساتھ ریاچ کے خلاف ان کے جتھوں کو بھی بھیجا پس یہ ان کے نواح کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے اور بنو عسکر محمد بن محمد بھی جو بنی مرین میں سے ہیں جب اس عہد میں اپنے بھائیوں بنی حمامہ بن محمد کے ساتھ لڑتے جو ان کے سابقہ بادشاہوں میں سے ہیں تو یہ ان کے ساتھ آ ملتے اور ان کے درمیان ایک جنگ میں عبدالحق بن مجید بن ابی بکر بن جماعت ابوالملک اور اس کا بیٹا اور یس قتل ہو گئے پس انہوں نے بنی مرین سے خون کا بدلہ لینے کے لئے اپنے دلوں میں یہ بات بٹھالی اور کئی دفعہ ان کے خون بہائے اور انہیں قتل کیا اور قید میں پھنسا یا اور آخر میں سلطان ابوالثابت عامر بن یوسف بن یعقوب نے ۶۷۷ھ میں ان سے جنگ کی اور قتل کرتے ہوئے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ وہ گھائیوں اور مرج مستقر کے درمیانی ٹیلوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور ان کی تعداد کم ہو گئی اور وہ آنے والے قبائل سے مل گئے اور پھر ہر قوم کی طرح مٹ مٹا گئے اور اللہ ہی زمین اور اس کے اوپر بسنے والی چیزوں کا وارث ہے اور وہ سب سے بہتر وارث ہے اور اس کے سوا کوئی رب اور معبود نہیں ہے۔ وَهُوَ نِعَمُ الْمُؤَلَّى وَنِعَمُ النَّصِيرِ

ریاح کے عالم بالسنۃ سعادت کے حالات اور اس کا انجام اور گردش احوال: یہ شخص ریح کے ایک قبیلے مسلم سے تعلق رکھتا تھا پھر ان میں سے رحمان سے تعلق رکھتا تھا اور اس کی ماں کو نصیبہ کہتے تھے جو عبادت اور تقویٰ میں انتہائی بلند مقام پر تھی۔ اس کی پرورش بھی زہد و عبادت کے ماحول میں ہوئی اور یہ مغرب کی طرف چلا گیا اور تازہ کے نواح میں اس دور کے صالحین اور فقہاء شیخ ابواسحاق تسولی سے ملا اور اس سے علم حاصل کیا اور اس کا ہم صحبت رہا اور صحیح فقہ اور وافر تقویٰ کے ساتھ ریح کے وطن کی طرف واپس آیا اور الزاب کے شہر طولہ میں اتر اور خود ہی عزیز و اقارب اور دوستوں اور جان پہچان والوں کی بڑی باتوں کو بدلنے میں مصروف ہو گیا۔ پس وہ اس بات کی وجہ سے مشہور ہو گیا اور اس کی اپنی قوم اور دوسرے لوگوں میں سے بہت سے لوگ اس کے خادم بن گئے اور اس کے ساتھیوں میں سے جن بڑے لوگوں نے اس کے طریقے کو اپنانے کا عہد کیا ان میں سب سے مشہور ابو یحییٰ بن احمد تھا جو زواورہ میں سے بنو محمد بن مسعود کا شیخ تھا اور عطیہ بن سلیمان بن سباع جو اولاد بن سباع بن یحییٰ کا سردار تھا اور عیسیٰ بن یحییٰ بن اور لیس جو اولاد اور لیس کا شیخ تھا اور اولاد عسا کر انہی میں سے ہے اور حسن بن سلامہ جو اولاد طلحہ بن یحییٰ بن ورید بن مسعود کا شیخ تھا اور جبرس بن علی جو یزید بن زغبہ کی اولاد میں سے تھا اور عطف قبیلہ کے بہت سے آدمی بھی اس کے پیروکار تھے جو زغبہ قبیلہ سے ہے اور ان کی قوم کے بہت سے کمزور آدمی اس کے متبع تھے۔ پس اس طرح اس کے پیروکاروں کی کثرت ہوئی اور وہ آگے بڑھ کر اقامت سنت اور تغیر منکر کا کام کرنے لگا اور اس نے ڈاکوؤں پر سختی شروع کی جو صحرا کے شریروں میں سے تھے پھر اس نے ایک اور اچھائی کا قدم اٹھایا اور الزاب کے گورنر منصور بن فضل مزنی سے مطالبہ کیا کہ وہ رعایا کو ٹیکس اور تاوان وغیرہ معاف کر دے تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اس پر حملہ کرنا چاہا تو اس کے اصحاب درمیان میں حائل ہو گئے اور انہوں نے اقامت سنت اور موت پر اس کی بیعت کی اور ابن مزنی نے انہیں جنگ کی اجازت دے دی اور اپنی قوم میں ان کے ہم پایہ لوگوں کو اس کام کے لئے بلایا اس زمانے میں علی بن احمد بن عمر بن محمد اولاد محمد کا سردار تھا اور سلیمان بن علی بن سباع اولاد یحییٰ کا سردار تھا۔ انہوں نے زواورہ کی سرداری تقسیم کر لی اور سعادت اور اس کے اصحاب کی مدافعت کے لئے ابن مزنی کی مدد کی ان دنوں ابن مزنی اور الزاب کا معاملہ صاحب بجایہ سے تعلق رکھتا تھا۔ جو بنی حفص میں سے تھا اور وہ امیر خالد بن امیر ابو زکریا تھا اور اس کی حکومت کا گمران ابو عبد الرحمن بن عمر تھا ابن مزنی نے اس سے مدد مانگی تو اس نے فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کی اور اہل طولہ کو اشارہ کیا کہ وہ سعادت کو گرفتار کر لیں پس اس نے ان میں سے نکل کر ایک جانب ایک الگ مکان بنالیا اور وہ اور اس کے اصحاب وہاں رہنے لگے پھر اس نے اپنے ان اصحاب کو جمع کیا جو پڑاؤ کے ہوئے تھے اور وہاں انہیں سقیہ کہا کرتا تھا اور انہوں نے بسکرہ جا کر ۳۰۰ ھ میں ابن مزنی کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے وہاں کی کھجوریں کاٹ دیں اور اسے فتح نہ کر سکے تو وہ وہاں سے چل دیئے۔ پھر انہوں نے ۴۰۰ ھ میں دوبارہ اس کا محاصرہ کر لیا مگر پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے پھر سعادت کے زواوری اصحاب ۵۰۰ ھ میں اپنے سرمائی مقامات میں گئے اور سعادت نے اپنے زاویہ جوزات طولہ میں تھا چھاؤنی قائم کر لی اور املیلی اور ناجعہ سے جو فوجی پیچھے رہ گئے تھے ان کو اکٹھا کیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیا اور انہوں نے ابن مزنی اور شاہی فوج کے پاس جو بسکرہ میں ان کے پاس مقیم تھی فریاد کی تو اس نے ان کو اولاد حرب کے ساتھ جو زواورہ میں سے تھے رات کو سوار کرایا اور سعادت اور اس کے اصحاب پر املیلی میں حملہ کر دیا اور ان کے درمیان ایک معرکہ میں سعادت قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے

اصحاب مارے گئے اور اس کے سر کو ابن مزنی کے پاس لے جایا گیا اور اس کے اصحاب کو ان کے سرمائی مقامات میں یہ خبر پہنچی تو وہ الزاب کی طرف چل پڑے اور ان کے سردار ابو یحییٰ بن احمد بن عمر شیخ اولاد محرز اور عطیہ بن سلیمان شیخ اولاد سباع اور عیسیٰ بن یحییٰ شیخ اولاد عسا کر اور محمد بن حسن شیخ اولاد عطیہ سب کے سب ابی یحییٰ بن احمد کی طرف گئے اور بسکرہ میں مصروف پیکار ہو گئے اور اس کی کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے اور ابن مزنی کے درمیان خلیج وسیع ہوتی گئی اور ابن مزنی نے اپنے زواودی مددگاروں کو آواز دی تو علی بن احمد شیخ اولاد محمد اور سلیمان بن علی شیخ اولاد سباع اس کے پاس آ گئے اور یہ دونوں ان دنوں زواودہ کے بڑے آدمی تھے اور اس کا بیٹا علی شاہی فوجوں کے ساتھ نکلا اور ۳۱ھ میں صحرائیں جنگ ہوئی پس پڑاؤ کرنے والے ان پر غالب آ گئے اور علی بن مزنی قتل ہو گیا اور علی بن احمد گرفتار ہو گیا۔ تو وہ اسے قیدی بنا کر لے گئے۔ پھر عیسیٰ بن احمد نے اپنی بھائی ابو یحییٰ بن احمد کا لحاظ کرتے ہوئے اسے رہا کر دیا اور سنت کے ان پیروکاروں کی پوزیشن مضبوط ہو گئی پھر ابو یحییٰ بن احمد اور عیسیٰ بن یحییٰ فوت ہو گئے اور ان سنیوں میں سے اولاد محرز کے قبائل بھی گئے اور سنیوں نے احکام و عبادات کے متعلق فتویٰ دینے والے کے متعلق گفتگو کی اور ان کی نظر ابو عبد اللہ محمد بن ارزق پر پڑی اس نے بجایہ کے عظیم شیخ علی ابو محمد زواودی سے علم حاصل کیا تھا پس وہ اس کے پاس گئے اور اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ان کے ساتھ چلا آیا اور اولاد طلحہ کے شیخ حسن بن سلامہ کے ہاں مہمان اتر اور سنی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے انہیں اولاد سباع کے مقابلہ میں مضبوط کیا اور وہ الزاب میں اکٹھے ہوئے اور علی بن احمد سے لمبا عرصہ تک نبرد آزما رہے اور اس وقت سلطان ابوتاشفین موحدین کے اوطان میں ان کے عرب دوستوں کو لایا کرتا تھا جو ان سنیوں کو عطیہ بھیجتے تھے اس سے ان کا مقصد ان سے دوستی کرنا اور وہ ہر سال ان کے ساتھ ابو ارزق فقیہ کے لئے ایک معین عطیہ بھیجتے اور ابن ارزق مسلسل اس منصب پر قائم رہا یہاں تک کہ ان پر علی بن احمد شیخ اولاد محمد غالب آ گیا اور حسن بن سلامہ فوت ہو گیا اور ریاہ سے سنیوں کے کام کا خاتمہ ہو گیا اور ابن ارزق بسکرہ آیا تو یوسف بن مزنی نے اُسے سنیوں کے کام سے الگ کرنے کے لئے قضاء کی دعوت دی تو اُس نے اس کی بات مان لی اور اس کے ہاں اُترا۔ تو اس نے اسے بسکرہ کی قضاء سہرہ دردی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ پھر علی بن احمد کچھ وقت کے بعد سنیوں کی دعوت لے کر اٹھا اور اس نے ۴۰ھ میں ابن مزنی کے لئے فوج اکٹھی کی اور بسکرہ میں پڑاؤ ڈالا اور اہل ربیع نے بھی اُسے مدد دی اور اس نے کئی ماہ تک بسکرہ کا محاصرہ کئے رکھا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکا تو وہاں سے چلا آیا تو اس نے یوسف بن مزنی سے گفتگو کی اور وہ دوست بن گئے یہاں تک کہ علی بن احمد فوت ہو گیا اور سعادت کی اولاد میں سے زواویہ میں اس کے بیٹے اور پوتے باقی رہ گئے جن کی رعایت کرنے ابن مزنی پر واجب تھا اور ریاہ کے صحرائیوں نے انہیں پہچان لیا اور رہنماؤں کی جماعتوں نے انہیں گزرنے دیا اور یہ زواودہ باقی رہ گئے اور کبھی کبھی ان میں سے بعض لوگ اقامت دعوت کا اشتیاق ظاہر کرتے اور دین و تقویٰ کے بغیر اقامت دعوت کرنے لگتے اور اسے رعایا سے زکوٰۃ لینے کا ذریعہ بنا اور بُری باتوں کے بدلنے کا اظہار کرتے اور اس سے ارتقاء میں جو نقصان ہوتا اسے چھپاتے جس سے ان کی حقیقت معلوم ہو جاتی اور ان کی کوششیں ناکام ہو جاتیں اور حاصل شدہ مال پر آپس میں لڑتے اور بغیر کسی بات کے چودھری بننے اور اللہ تعالیٰ ہی امور کا متولی ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے اور وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

باب: ۵

زغبه

اور اس کے بطون

یعنی ریاہ کے بھائی

زغبه اور اسکے ان بطون کے حالات جو ہلال بن عامر سے ہیں اور چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے تھے: یہ قبیلہ ریاہ کا بھائی ہے ابن کلبی بیان کرتا ہے کہ زغبه اور ریاہ ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر کے بیٹے ہیں اور ان کا نسب بھی اسی طرح ہے اور وہ اس عہد کے ان لوگوں میں سے ہیں جن کا خیال ہے کہ عبد اللہ نے ان کو اکٹھا کیا ہے لیکن ابن کلبی نے اس بات کو بیان نہیں کیا اور عبد اللہ کو ہلال کے بیٹوں میں بیان کیا ہے اور شاید وہ اس کی طرف اس لئے منسوب ہو گئے ہیں کہ اس نے ان کی کفالت کی ہے اور وہ ان کے پہلے مشہور ہو گیا اور اس قسم کی باتیں عرب کے انساب میں اکثر واقع ہوتی رہتی ہیں یعنی بیٹے اپنے چچا یا کفالت کرنے والے کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم اور انہیں افریقہ میں داخل ہوتے وقت بڑا غلبہ اور کثرت حاصل تھی اور انہوں نے طرابلس اور تابلش پر غالب آ کر سعید بن خزرون کو جو مغرادہ کا بادشاہ تھا طرابلس میں قتل کر دیا اور وہ ہمیشہ اسی کیفیت میں رہے یہاں تک کہ موحدین افریقہ پر غالب آ گئے اور ابن غانیہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ہلال بن ریاہ اور حشم کے قبائل اس کے پاس آ گئے اور زغبه ابن غانیہ سے منحرف ہو کر موحدین کی طرف مائل ہو گئے اور ابن غانیہ اور اس کے اتباع کے مقابلہ میں مغرب الاوسط کی حمایت میں زناتہ کے بادس کے ساتھ متحد ہو گئے اور میلہ اور قبلہ تلمسان کے درمیان جنگوں میں اتنی مسلسل جنگیں ہوئیں اور بنو یادیں اور زناتہ کے کنول میں ان پر غالب آ گئے۔

زناتہ کا مغرب الاوسط پر قبضہ: اور جب زناتہ نے مغرب الاوسط کے علاقے پر قبضہ کیا اور اس کے شہروں میں گئے تو زغبه کنول میں داخل ہو گئے اور اس میں غلبہ حاصل کر لیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو معاہدے کی عصیت اور زناتہ کو اس

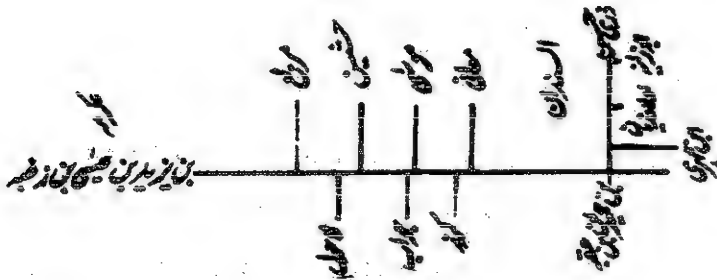
میں غلبہ حاصل کر لیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو معاہدہ کی عصبیت اور زناۃ کو صحرا سے اکٹھا کرنے کی وجہ سے تکلیف سے دوچار کیا اور ان کے جتھے اور حامی باہر نکل گئے پس معقل کے پڑوسی عرب مغرب کی جانب سے ان کے پاس آ گئے اور زغبہ کے جو لوگ ان جنگلوں میں پیچھے رہ گئے تھے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان پر ٹیکس لگا دیا۔ جو وہ ان کے اونٹوں سے حاصل کرنے اور ان سے جوان اونٹ لے لیتے پس انہوں نے اس بات سے برا منایا اور اس ذلت کو دور کرنے کے لئے باہمی معاہدہ کیا اور ان کے بطون میں سے بڑا حصہ ثوابہ بن جوشہ نے لیا جو سدید قبیلے سے ہیں ہے جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے پس انہوں نے ان کو اس صحرائی وطن سے نکال باہر کیا اور پھر زناۃ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور جب انہوں نے خرابی و فساد پیدا کرنا شروع کر دیا تو عربوں کو ان کے وطن تلول کے متعلق برا بیچتے کر دیا گیا پس وہ اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے اور حکومت نے ان پر تلول کے دروازے بند کر دیئے اور غلہ روک لیا۔ جس کا حصول بہت مشکل ہو گیا اور گھوڑے کمزور ان کی حالت بہت خراب ہو گئی اور فوجوں نے ان پر ٹیکس لگائے اور انہوں نے رشوت اور صدقہ دیا اور جب زناۃ کا رعب جاتا رہا اور ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور ملک کے قریب سے عاصیہ خوارج اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے تلول جانے کے لئے جنگوں کا راستہ اختیار کیا اور پھر اس میں غلبہ کی راہ ہموار کی تو پھر انہوں نے وہاں پر زناۃ سے جنگ کی اور اکثر اوقات ان پر غالب آ گئے اور حکومت نے ان سے مدد طلب کرنے کی وجہ سے انہیں مغرب الاوسط کے نواح اور شہروں میں بہت سی جاگیریں دیں۔ پس ان کی سواریاں اس میں چلنے لگیں اور وہ ہر طرف سے اس پر قابض ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور زغبہ کے یہ بطون یزید، حصین، مالک عامر اور عروہ سے بہت تعداد میں ہیں اور انہوں نے مغرب الاوسط کو آپس میں تقسیم کر لیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بنی یزید: اور ان بنی یزید کو زغبہ میں کثرت اور شرف کے لحاظ سے بڑا مقام حاصل تھا اور حکومتوں کو بھی اس کا خیال رہتا تھا یہی وجہ ہے کہ عربوں میں سے سب سے پہلے حکومتوں نے تلول اور ضوا جی انہیں جاگیر میں دیا اور موحدین نے انہیں ارض حمزہ میں جاگیر دی جو بجایہ کے ان ٹھکانوں میں سے ہے جو بلاد ریاح اور اثانج کے قریب ہیں پس یہ لوگ وہاں اتر گئے اور ان گھاٹیوں میں چلے گئے جو تلول حمزہ، ہوس اور ارض بن حسن اور اس کے ٹیلوں اور بقا اور صحرا تک پہنچاتی ہیں اور حکومت کو اس پروپیگنڈے کے ذریعے بجایہ پر غلبہ حاصل ہوا جو ضہاجہ اور زواودہ نے کیا اور جب بجایہ کی فوجیں ان کے ٹیکس سے عاجز آ گئیں تو انہوں نے ان کو جنگ کے لئے بھیج دیا۔ تو انہوں نے اس کام کو نہایت احسن رنگ میں سرانجام دیا اور اس وجہ سے حکومتیں ان کی زیادہ عزت کرنے لگیں اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے ان جگہوں پر جاگیریں حاصل کیں پھر موحدین زناۃ ان اوطان پر غالب آ گئے اور انہوں نے بجایہ کے اوطان میں جاگیریں حاصل کیں اور انہیں اپنے ممالک کی شکل میں بدل دیا اور جب زناۃ کی ہوا اکھڑ گئی اور عربوں کے ساتھ ان کے اختلاف کا سمندر موج زن ہوا تو بنو یزید نے ان اوطان کی ملکیت اپنے لئے مخصوص کر لی اور ان کی تمام جہات پر قبضہ کر لیا اور خراج اور اس کے ٹیکس کے مطالبے کو تقسیم کر دیا اور وہ اس عہد تک اسی طرح چلے آ رہے ہیں اور ان کے بہت سے بطن ہیں۔ پس ان میں سے حمیان بن عقبہ بن یزید اور جواب اور بنو کرز اور بنو موسیٰ اور دابو اور خشنہ ہیں اور یہ سب کے سب بنو یزید بن عیسیٰ بن زغبہ اور ان کے بھائی عکرمہ بن عیسیٰ ہیں جو ان

کے گشتی دستوں میں سے ہیں اور بنی یزید کی سرداری اور اولاد لاحق اور پھر اولاد معانی کے لئے تھی پھر یہ سعد بن مالک بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سعید بن محمد بن عبد اللہ بن مہدی بن یزید بن عیسیٰ بن زغبہ کے گھرانے میں آگئی اور ان کا خیال ہے کہ وہ مہدی بن عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق ہے اور یہ ایسا نسب ہے جس کی سرداری اپنے قبیلے کے سوا کسی کو نہیں مانتی اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے اور بعض اوقات دوسرے لوگوں نے سلول کی طرف منسوب کر دیا ہے اور وہ بنو مرہ بن عصصہ ہیں جو عامر بن عصصہ کا بھائی ہے مگر یہ بات درست نہیں ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی سلول اور بنی یزید بھائی بھائی ہیں اور ان سب کو اولاد فاطمہ کہا جاتا ہے اور بنو سعد کے تین بطن ہیں۔ بنو ماض بن رزق بن سعد بن منصور بن سعد اور بنو زعلی بن رزق بن سعد اور بنی زعلی کو مسافروں اور ذریہ داروں پر خاص طور پر سرداری حاصل ہے اور ہمارے علم کے مطابق وہ ریان بن زعلی کے لئے ہے پھر اس کے بعد اس کے بھائی دہفل کے لئے ہے اور ان دونوں کے بھائی ابو بکر کے لئے ہے اور پھر اس کے بیٹے ساسی بن ابی بکر کے لئے پھر اس کے بیٹے معنوق بن ابی بکر کے لئے ہے پھر موسیٰ کے لئے جو ان کے چچا ابو الفضل بن زعلی کے بیٹے موسیٰ کے لئے پھر اس کے بھائی احمد بن ابو الفضل کے لئے ہے اور وہ اس عہد میں ان کا سردار ہے اور وہ اکانوے میں وفات پا گیا ہے اور اس کی قوم میں اس کا بیٹا اس کا جانشین ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ان کے حلیفوں میں بنو عامر بن زغبہ بھی ہیں جو ان کے میدانوں میں ان کے ساتھ سفر کرتے ہیں اور ان کی جنگوں میں ان کی مدد کرتے ہیں اور مستنصر بن ابی حفص کے زمانے میں ریح اور زغبہ کے درمیان موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کے بیٹے شبل کے عہد میں طویل جنگ ہوئی اور بنو یزید نے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے اس میں بڑا حصہ لیا اور بنو عامر اس جنگ میں ان کے حلیف اور مددگار تھے اور مدد کرنے کی صورت میں انہیں کھیتی کا خرچ ملتا تھا۔ جسے قرارہ کہتے ہیں اور وہ کھیتی کے ہزار تھیلے ہوتے ہیں اور ان کے خیال میں اس کا سبب یہ ہے کہ ابو بکر بن زعلی کو ریح نے وطن حمزہ کے دھوس پر جنگ کے زمانے میں غالب کیا تھا پس اس نے بنی عامر سے مدد مانگی تو اولاد شافع، صالح بن بالغ کی سرکردگی میں اور بنو یعقوب داؤد بن عطف کی سرکردگی میں اور حمید، یعقوب بن معروف کی سرکردگی میں اس کے پاس آئے اور وہ اپنے وطن واپس چلا گیا اور اپنے وطن پر ان کے لئے کھیتی کے ہزار تھیلے مقرر کر گیا اور بنو عامر مسلسل اسی حالت میں رہے پس جب یغرا سن بن زیان، تلمسان اور اس کے نواح پر قابض ہوا اور زنانہ تلول اور سبزہ زاروں میں داخل ہوئے تو معقل نے ان کے وطن میں بہت خرابی پیدا کی اور یغرا سن بنی عامر کے ساتھ صحرائے بنی یزید میں ان جگہوں پر آیا اور انہیں ان کے پڑوس میں معقل کے متعلق تدبیر کرتے ہوئے صحرائے تلمسان اتار دیا پس وہ وہاں اتر پڑے اور بنی یزید کے بطون میں سے حمیان نے ان کی پیروی کی کیونکہ وہ وادیوں اور چراگاہوں کے متلاشی تھے اور ایک جگہ ڈیرے ڈالنے والے نہ تھے۔ پس وہ عہد میں بنی عامر میں شمار ہونے لگے اور بنو یزید نے سبزہ زاروں اور اس کی سرسبزی پر قبضہ کر لیا اور ان کے اکثر لوگوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا اور چراگاہوں کے متلاشیوں کا کہنا ہے کہ ان میں سے عکرمہ کے کچھ فریق اور عیسیٰ کے بعض بطون اولاد زعلی کے ساتھ ان کے جنگوں میں سفر کرتے رہتے ہیں اور انہوں نے تھوڑے سے آدمیوں کے سوا جنگل میں سفر کرنا چھوڑ دیا ہے اور ان کے حلیفوں کے ریح یا زغبہ کے سفر کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ اس عہد تک اسی پوزیشن میں ہیں اور بنی یزید بن عیسیٰ کے بطون میں سے بنو خشین، بنو موسیٰ، بنو معانی اور بنو لاحق

زغبہ ہیں اور انہیں اور بنی معانی کو بنی سعد بن مالک اور بنو جواب اور بنو کرز اور بنو مرہج جنہیں مرابعہ کہتے ہیں سے قبل سرداری حاصل تھی اور یہ اس عہد میں سب کے سب بنو حمزہ ہیں اور مرابعہ کا ایک قبیلہ اس عہد میں تونس کے مضافات میں چرگاہیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور زغبہ کے باعث ان پر غالب ہے۔

ابو الفضل بن موسیٰ بن زغلیٰ بن رزق بن سعد بن مالک بن
عبد القویٰ بن عبد اللہ بن سعید بن محمد بن عبد اللہ



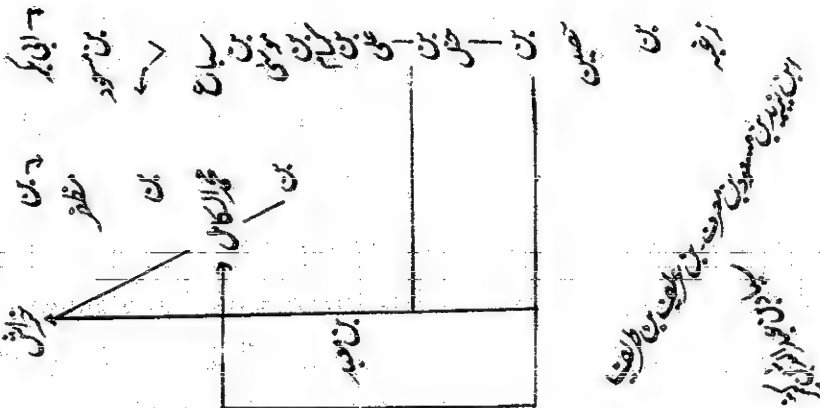
باب: ۶

بنو حصین

اولاد حصین: اور حصین بن زغبہ کی اولاد کے ٹھکانے بنی یزید کے پڑوس میں ان سے مغرب میں تھے اور یہ ایک قبیلہ تھا۔ جو وہاں پر اتر گیا تھا اور تیطری کے الجحامی کا سبزہ زار ان کے لئے تھا اور مدینہ کے نواح، ثعالیہ کے ٹھکانے تھے جو بلطون بعوث میں سے تھے اور وہ ان سے رشوت اور صدقات لیتے تھے اور جب مدینہ کے علاقے سے بنی تو حین کا اقتدار جاتا رہا اور بنو عبد الواد ان پر غالب آ گئے تو انہوں نے حصین کے ساتھ ذلت کا سودا کیا اور انہوں نے ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے اور انہوں نے قتل کے ذریعے ان کا پیچھا کیا اور انہیں مشقتوں سے توڑ کر رکھ دیا اور انہیں مقاومت کے ذریعہ قبائل کے شمار میں لے آئے اور تمام زاناتہ پر بنی مرین کا غلبہ تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور یہ ان کی حکومت کے دوران کے سب سے بڑھ کر اطاعت گزار تھے اور جب سلطان ابو عنان کی وفات کے بعد ابو جوموسیٰ بن یوسف کے عہد میں بنو عبد الواد کو دوبارہ اپنی حکومت تو عربوں کے غلبہ اور زاناتہ کی ناکامی کی ہوا چلی اور ان کی حکومت کو دوسری حکومتوں کی طرح کمزوری نے آ لیا اور حصین قبیلے کے لوگ تیطری میں اترے جو اشیر کا پہاڑ ہے وہ اس پر قبضہ کر کے محفوظ ہو گئے اور ابو زیان جو سلطان ابو جومو کا عم زاد تھا جب اس سے قبل بادشاہ بنا تو بنی مرین کے پھندے کو کاٹا ہوا تونس چلا گیا اور اپنے باپ کی حکومت کا مطالبہ کرتے ہوئے اور اپنے اس عم زاد سے جنگ کرتے ہوئے باہر نکلا اور ایک طویل واقعہ کے مطابق جس ہم بیان کریں گے۔ وہ قبائل حصین میں سے اعموج میں اتر اور جب حکومتوں کی بیعت توڑنے والوں اور ظلم و ستم کے طریقوں سے علیحدگی اختیار کرنے والوں نے اسے اپنے سے بہتر تیر انداز پایا تو انہوں نے اس کا مناسب احترام کیا اور اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کی بیعت کی اور اپنے بھائیوں اور رؤسائے زغبہ بنی سوید اور بنی عامر سے خط و کتابت کی اور انہوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی بیعت کر لی اور سلطان ابو جومو کی فوجیں اور بنی عبد الواد ان کی طرف گئے تو وہ جیل حیطری میں قلعہ بند ہو گئے اور وہ ان پر لوٹ پڑے اور سلطان ابو جومو اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس سے حکومت حاصل کر لی اور زغبہ نے بھی اس سے جو چاہا تھا حکومت کے آخری ایام تک حاصل کر لیا اور میلاد پر قبضہ کر کے جاگیریں حاصل کر لیں اور ابو زیان ریاح کی طرف واپس آیا اور اپنے عم زاد کے ساتھ مصالحت کر کے ان کے ہاں مہمان اتر اور حصین کے لئے عزت و منزلت کا نشان باقی رہ گیا اور مدینہ کے نواح اور بلاد ضہاجہ میں انہوں نے جن چیزوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ حکومت نے حصین کو

بطور جاگیر دے دیں اور ان کے دو عظیم بطن ہیں جندل اور خراش اور جندل سے اولاد سعد خضر بن مبارک بن فیصل بن سنان بن سباع بن موسیٰ بن کام بن علی بن جندل ہیں اور ان کی سرداری بنی خلیفہ بن سعد میں علی اور ان کے سردار شحہ بن جندل کے لئے ہے اور جندل پر خلیفہ کی اولاد سے قبل ان کو سرداری حاصل تھی اب ان کا سردار علی بن صالح بن دیاب بن مبارک بن یحییٰ بن مہملہ بن شکر بن عامر بن محمد بن شحہ ہے اور خراش میں سے مسعود بن مظفر بن محمد الکامل ابن خراش کی اولاد ہے اور اس عہد میں ان کی سرداری رحاب بن عیسیٰ بن ابی بکر بن زمام بن مسعود کو حاصل ہے اور خرج بن مظفر کی اولاد کو بنی خلیفہ بن عثمان بن موسیٰ بن خرج میں سرداری حاصل ہے اور طریق معبد بن خراش کی اولاد معاہدہ کے نام سے معروف ہے اور ان کی سرداری عریف کی اولاد میں ہے اور بعض اوقات خراش میں سے مظفر کی اولاد بنی سلیم کی طرف منسوب ہو جاتی ہے اور ان کا خیال ہے کہ مظفر بن محمد الکامل بنی سلیم میں سے آیا تھا اور ان کے ہاں مہمان اتر اٹھا اور اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

بن
عبدی بن
رجب بن
سنان بن
فیض بن
مبارک بن
منصور



بنو مالک بن زغبیہ بنو مالک بن زغبیہ تین بطون ہیں سوید بن عامر بن مالک اور عطف کے دو بطن ہیں جو عطف بن ردی بن حارث کے بیٹے کی اولاد ہیں اور دیالم دلم بن حسن بن ابراہیم بن ردی مالک سوید کی اولاد میں سے ہیں اور حکومت سے قبل بنی یادین کے اچڑ تھے اور انہیں بنی عبدالواد میں اختصاص حاصل ہے اور اس عہد میں انہیں ہراۃ اور بطحاء اور ہوارہ کا خراج حاصل تھا اور جب بنو یادین مغرب اوسط کے تلوار شہروں پر قابض ہوئے تو بنی توجین ایک حصہ کو تلوار قلی اور مغرب میں قلعہ سعیدہ کے درمیان سے مشرق میں مدینہ تک سرداری حاصل تھی اور انہیں قلعہ بن سلامہ اور منداس اور اتشریس اور درینہ اور ان کے درمیان کا علاقہ حاصل تھا پس تل اور جنگل میں ان کا پڑوس بنی مالک کے ساتھ مل گیا اور جب بنو عبدالواد تلمسان پر قابض ہوئے اور اس کے میدانوں اور مضافات میں اترے تو یہ سویدی دیگر زغبیہ کی نسبت ان کے خاص حلیف اور دوست تھے اور سوید کے بطون قلعہ شبابہ مجاہد اور جوشہ بیان کئے جاتے ہیں جو سب کے سب بنی سوید میں سے ہیں اور حساسہ شبابہ کا بطن ہے جو حسان بن شبابہ اور غفیر اور شافع اور ان کے ساتھیوں بنو سلیمہ بن مجاہد اور بوحمدہ اور بوکامل اور حمدان بنو مقررین مجاہد تک جاتا ہے اور ان کے بعض نسبوں کا خیال ہے کہ مقرران کا جد نہیں ہے اور اسے سب سے پہلے بوکامل نے چھوڑا ہے اور انہیں اپنے عہد میں اور یغیر اسن اور اس سے قبل اولاد عیسیٰ بن عبدالقوی بن حمدان میں سرداری حاصل تھی اور یہ تین آدمی تھے مہدی عطیہ اور طراد اور ان پر سرداری کے لئے مہدی مخصوص ہوا پھر اس کا بیٹا یوسف بن مہدی پھر اس کا بھائی عمر بن مہدی مخصوص ہوا اور یغیر اسن نے یوسف بن مہدی کو بلا بطحاء اور سیرات میں جاگیریں دیں اور عمر بن طراد بن عیسیٰ نے مراری البطحاء میں جاگیر دی اور وہ رعایا سے اپنا خراج لیتے تھے اور کوئی اس کی بات سے برا نہیں مانتا تھا اور بعض اوقات وہ سفر میں باہر چلا جاتا اور عمر بن مہدی کو تلمسان اور اس کے مشرق کے مضافات میں جانشین بنادیتا تھا اور اس دوران میں ان کے گشتی دستوں اور چراگا ہوں کے متلاشیوں سے ان کے جنگل خالی ہو جاتے جو جوشہ فلیہ اور ان کے ساتھیوں غفیر اور شافع وغیرہ کے قلیل التعداد بطون سے تعلق رکھتے تھے پس وہاں پر معقل ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان پر اونٹوں کا خراج عائد کر دیا وہ انہیں یہ خراج دیتے اور وہ جو اونٹوں کو لے لیتے اور معقل کے شیوخ میں سے خراج لینے کا ذمہ دار ابن الریش بن نہار بن عثمان بن عبید اللہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نہار کا بھائی علی بن عثمان تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عامر بن جمیل نے معقل کے لئے جوان اونٹ اس لئے مقرر کئے تھے کہ انہوں نے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کی تھی پس معقل کے لئے یہ دستور باقی رہ گیا یہاں تک کہ زغبیہ کے آدمیوں نے اس دستور کو توڑا اور معقل کے آدمیوں سے عہد شکنی کی اور ان اونٹوں کو روک لیا، مجھے یوسف بن علی اور پھر غانم نے اپنی قوم کے معقلی شیوخ سے بتایا ہے کہ اونٹوں کے خراج کا سبب یہی تھا جو ہم نے بیان کیا ہے اور اس کے ختم کر دینے کا سبب یہ ہوا کہ معقل کہتے تھے کہ یہ خراج ان کے درمیان ایک کے بعد دوسرے کو ملا ہے پس جب عبید اللہ کو حکومت ملی تو اس نے اپنے نائبوں کو اکٹھا کیا جو اس کی قوم جو شہ سے تعلق رکھتے تھے اور انہیں خراج روکنے کی ترغیب دی پس انہوں نے اختلاف اور عبید اللہ کے ساتھ حالات کو معلوم کر کے انہیں مشرق کی جانب دھکیل دیا اور ان کے اور ان کے قبیلوں اور علاقوں کے درمیان حائل ہو گئے اور جنگ طویل ہو گئی جس میں ان کے جوانوں میں بنو جوشہ اور ابن مرتع مر گئے اور بنو عبداللہ نے اپنی قوم کی طرف بنی معقل کے قصیدہ سے یہ اشعار لکھے:

”اگر تم نے دشمن کے مقابل میں ہماری مدد نہ کی تو جو مصیبت ہم پر پڑی ہے اس کی یاد تمہیں رسوا نہ کرنے ہم نے ابن جوشہ اور مرتج کے سردار کو قتل کیا ہے اور یہ بات ہمارے کارناموں میں سرفہرست ہے۔“

پس وہ اکٹھے ہو کر اپنی قوم کی طرف آئے اور زعنبہ کے قبائل بھاگ گئے اور بنو عبید اللہ اور ذوی منصور اور ذوی حسان میں ان کے بھائی اکٹھے ہوئے اور اس عہد میں انہوں نے زعنبہ سے اونٹوں کا خراج ہٹا دیا پھر ان کے اور یغمر اس کے درمیان جنگ ہوئی جس میں عمر بن مہدی اور ابن حلو، مارے گئے اور صلح اور مصاہرت پر بلا و عبد الواد کے تکیوں اور سبزہ زاروں سے انہیں اتار کر اس جنگل میں لے آئے جو بنی تو حین کے ٹھکانوں کے سامنے ہے پس وہ بنی عبد الواد کے خلاف ان کے حلیف بن گئے اور جو سفر کے قابل نہ تھے وہ بطحاء کے میدانوں میں اتر گئے اور شبابہ، مجاہر، غنیر، شافع، بور حمد اور بو کامل کے تمام بیٹوں چل پڑے اور محسین ابن عمارہ اور اس کا بھائی سوید ضواحی اور ہران میں اترے اور ان پر خراج اور ٹیکس لگا دیئے گئے اور وہ ٹیکس والی رعایا میں شامل ہو گئے اور عثمان بن عمر نے سوید کے باغیوں کے معاملہ کو سنبھالا پھر جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے میمون نے اس کے کام کو سنبھال لیا اور اس پر اس کا بھائی سعید غالب آ گیا اور سوید اور بنی عامر بن زعنبہ کے درمیان مسلسل لمبا عرصہ جنگ جاری رہی اور ان پر زبانی حکومت کا پامال کرنا مشکل ہو گیا اور یوسف بن یعقوب تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا اور وہاں پر اس کا قیام طویل ہو گیا تو سعید بن عثمان بن عمر بن مہدی جو ان کا سردار تھا وہ اپنے عہد کی وجہ سے اس کے پاس گیا پس وہ اس کی مجلس میں آیا اور اس نے اُسے خوش آمدید کہا پھر اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تو وہ بھاگ کر اپنی قوم کے پاس آ گیا اور اس نے تکیوں کی اطراف اور السرسو کے ملک میں جو بلاد تو حین کے سامنے ہے لوگوں کو جمع کیا اور عکرمہ بنی یزید کا ایک طائفہ بھی اس کے پاس گیا اور وہ سفر کرنے سے در ماندہ ہو گئے اور اس نے انہیں السرسو کے سامنے جبل کرکیرہ میں اتار اور ان پر ٹیکس لگایا اور یوسف بن یعقوب کے فوت ہونے تک یہی صورت حال رہی اور آل یغمر اس کا اقتدار مسلسل قائم رہا۔

ابو تاشیفین: اور جب ابو تاشیفین بن موسیٰ بن عثمان بن یغمر اس حکمران بنا تو عریف بن یحییٰ نے اپنے ساتھیوں کو چنا جو حکومت سے قبل اس کے ساتھ تھے پھر اُسے بعض ملوک کا اختلاف نے پریشان کر دیا اور اس کا غلام ہلال اس پر حاوی تھا۔ جو عریف کے رتبہ کی وجہ سے برا فروختہ تھا پس عریف بن یحییٰ بن مرین کے پاس چلا گیا جو مغرب اقصیٰ کے بادشاہ ہیں اور ۴۰ھ میں سلطان ابوسعید کے ہاں اتر اور ابو تاشیفین نے اپنے چچا سعید بن غنان کو گرفتار کر لیا اور وہ تلمسان کی فتح سے قبل سے اُس قید خانے میں مر گیا اور اس کا بھائی میمون بن عثمان اور اس کے بیٹے ملک مغرب میں اترے اور بنی مرین کے بادشاہ عریف بن یحییٰ کی عزت افزائی کی اور اس کو اپنا مقرب بنایا تو اور اسے اچھا ٹھکانہ دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابو الحسن نے اسے اپنی خلوتوں کا راز دار اور مشیر بنالیا اور وہ انہیں ہمیشہ ہی تلمسان میں آل زیان کے خلاف برا بیچتے کرتا رہا اور سلطان کے ہاں عریف کے رتبے نے میمون بن عثمان اور اس کے بیٹوں کو وہاں سے نکال دیا اور وہ اس کے بھائی ابو علی کے پاس تاقیلات میں چلے گئے اور ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ میمون فوت ہو گیا پھر سلطان ابو الحسن مغرب کی قوموں کو ساتھ لئے تلمسان کی طرف گیا اور تلمسان میں زیان کو روک لیا پھر بزور قوت ان پر چڑھ گیا اور ان کے ملک کو تباہ کر دیا اور

سلطان نے شددنہ کے پاس ابوتاشفین کو قتل کر دیا اور مغرب اقصیٰ وادئی کے علاقوں میں اور اندلس میں موحدین کی سرحدوں تک اس کا بول بالا ہو گیا اور اس نے زنانہ کو متحد کیا اور انہیں تخت لوانہ کے پیچھے چلے کو کہا اور بنی عبدالواد کے مددگار بنو عامر جو زغبہ میں سے تھے۔ جنگل کی طرف بھاگ گئے جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ کریں گے اور سلطان ابوالحسن نے عریف بن یحییٰ کی قوم کے مقام کو اپنی رعایا کے تمام زغبی اور معقلی عربوں پر فائق کر دیا اور اس نے میمون بن سعید کو سوید کی چراگاہوں کے متلاشیوں پر سردار مقرر کیا اور وہ تاسالہ میں سلطان کی آمد کے موقع پر ۳۲۷ھ میں تلمسان کی فتح سے قبل فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی عطیہ حکمران بنا اور وہ تلمسان کی فتح کے بعد چند ماہ حکومت کر کے فوت ہو گیا اور سلطان نے لوزمان بن عریف کو سوید اور دیگر بنی مالک پر سردار مقرر کیا اور اس کی حکومت میں صحرائی لوگ جہاں جہاں رہتے تھے۔ وہاں ان کی سرداری مقرر کر دی اور ان سے صدقات اور ٹیکس لئے اور وہ صحرائی قوموں کی طرح رکے رہے اور ان کے رؤسا اور اس کے عم زاد مسعود بن سعید نے اس کی شوریٰ کی اقتدار کی اور وہ بنی عامر سے جا ملا اور صراشتہ کی آواز پر وہ اس کے بیٹے ابو عبدالرحمن کو سلطان کے پاس لائے پس اس نے اور زمار نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور انہیں شکست دی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور عریف نے سلطان ابوالحسن اور افریقہ میں اس کے دور کے موحدین کے بادشاہوں اور اندلس کے بنی احمر اور قاہرہ کے ترک بادشاہوں کے درمیان سفر کیا اور وہ ہمیشہ اسی پوزیشن میں رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا۔

سلطان ابو عثمان: اور جب سلطان ابو عثمان تلمسان پر غالب آ گیا جیسا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے اس نے اپنی طرف آ جانے کی وجہ سے سوید کے عہد کی رعایت کی پس اس نے اور زمار بن عریف نے زغبہ کے دیگر رؤسا سے اسے بلند کر دیا اور اسے السرسو اور قلعہ بن سلامہ اور توجین کے بہت سے شہر جاگیر میں دیے اور ابو عریف بن یحییٰ فوت ہو گیا۔ تو اس نے اسے جنگل سے بلایا اور اسے اس کے باپ کی جگہ پر ارکینہ میں اپنی نشستگاہ کے قریب بٹھایا اور وہ ہمیشہ اسی پوزیشن میں رہا اور اس نے اس کے بھائی عیسیٰ کو اس کی قوم کے صحرائی لوگوں پر اور پھر بنی عبدالواد پر سردار بنایا اور سلطان ابو عثمان کے بعد پھر حکومت ابو جوموسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمن بن یحییٰ بن ابی یحضر اس کے ذریعہ ان بادشاہوں کی طرف مائل ہو گئی جو اعیاص میں سے تھے اور اس میں صغیر بن عامر اور اس کی قوم نے بڑا حصہ لیا کیونکہ ان کی آل زیان سے دوستی تھی اور بنی مرین کا ان پر کوئی احسان نہ تھا پس انہوں نے تلمسان اور اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے سوید پر میمون بن سعید بن عثمان اور تاب میں اور زمار بن عریف کو سرداری دی اور اس نے عبادت گزاری سے اور سرداری عروج کو دیکھا تو وادی ملوہ میں جو بنی مرین کی سرحدات میں سے ہے ایک قلعہ بنایا اور اس دور میں وہاں قیام پذیر رہا اور بنی مرین کے بادشاہ اس کا لحاظ کرتے تھے کہ وہ ان کے اسلاف کا خاص آدمی رہا ہے پس وہ اسے شوریٰ میں ترجیح دیتے تھے اور دیگر نواح کے ملوک رؤسا کے ساتھ خاص احوال میں شامل کرتے تھے پس اس وجہ سے عربوں کے شیوخ اور علاقوں کے رؤسا اور مضافات کے ملوک اس کے پاس آتے تھے اور اس کے دونوں بھائی ابوبکر اور محمد اپنی قوم کے ساتھ جا ملے اور میمون پر حملہ کر دیا اور اپنے آدمیوں اور نوکروں کے ذریعہ اسے دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی اور صحرائی لوگوں کی سرداری کو اپنے ساتھ خاص کر لیا اور پھر جب بنو صہیین بن زیان نے سلطان ابو جومو کے عم زاد کو بادشاہ مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور انہوں نے ۷۷۷ھ میں جنگ کے

لئے کیا تو اس وقت عربوں کا رعب قائم ہوا اور انہیں پر جوش آیا تو مغرب اولاسط میں ان کے علاقے تلول کو پس وہ اسے بچانے سے عاجز آ گئے اور اس کے راستوں میں گھس گئے اور انہوں نے اس کے روکنے میں کوتاہی نہ کی اور اس میں سائے کی طرح آہستہ آہستہ چلے پس زغبہ نے طوعا و کرہا سلطان کے دیگر علاقوں پر اس کو تقویت دینے کے لئے قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ زناتہ سے بہت سے علاقے کو خالی کر دیا اور وہ سمندر کے ساحل کی طرف چلے گئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے ٹھکانے میں شکست کھائی اور بنو یزید پہلے کی طرح بلاد حمزہ اور بنی حسن پر غالب آ گئے اور خراج کو روک لیا اور بنو حسین مدینہ کے اطراف کی جاگیروں اور عطف ملیمانہ کی نواح پر اور دیالم وزینہ پر اور سوید جبل اور نشر ولس کے سوا تمام علاقوں پر قابض ہو گئے کیونکہ اس کا راستہ دشوار گزار تھا اور اس میں تو جین کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جن کی سرداری اولاد عمر بن عثمان کے پاس تھی۔ جو چشم کے بنی تغرین میں سے تھے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور بنی عامر تاسالہ اور میلانہ سے صیرو رکیدرة الجبل تک غالب ہو گئے جو دہران پر جھانکتا ہے اور سلطان نے شہروں پر کنٹرول کر لیا اور ان میں سے ابو بکر بن عریف کو کلمیتہ اور محمد بن عریف کو مازونہ جاگیر میں دیا اور لوگوں نے دیگر مضامین کو ان کے لئے چھوڑ دیا اور وہ سب پر قابض ہو گئے اور جلد ہی ان کا شہروں پر قابض ہونا ممکن ہو گیا اور ہر آغاز کا ایک انجام ہے اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اس عہد میں اسی پوزیشن میں ہیں اور سوید کے بطون میں ایک بطن نواح بطحاء میں ہے جو ہیرہ کے نام سے مشہور ہیں اور لوگ انہیں مجاہدین سوید کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ مقداد بن اسود کی اولاد سے ہیں اور اس لحاظ سے وہ قضاہ میں سے ہیں اور ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے ایک بطن تجیب سے ہیں واللہ اعلم اور سوید کی چراگا ہوں کی متلاشی جماعتوں میں ایک جماعت صبیح کے نام سے معروف ہے اور ان پر وہ صبیح بن مالک بن علاج کی طرف منسوب ہیں اور انہیں بڑی قوت اور تعداد حاصل ہے اور وہ تنگ حالی میں سفر کرتے ہیں اور اپنی جگہ پر قیام کرتے ہیں۔

حرث بن مالک: یہ عطف اور دیالم ہیں اور عطف کا ٹھکانہ ملیمانہ کے سامنے ہے اور ان کے گشتی دستوں کی سرداری یعقوب بن نصر بن عروہ بن منصور بن ابی الذئب بن حسن بن عیاض بن عطف بن زیان بن یعقوب اور اس کے عم زاولی بن احمد اور ان کے بیٹوں کو حاصل ہے اور ان کے ساتھ براز کا ایک طاقتور بھی جو اٹھ کا ایک بطن ہے اور سلطان نے ان کو جبل دراک کا ٹیکس اور وادی شہاب جاگیر میں دی ہے اور وہ ان کے اور سوید اور نشر ولس کے ٹھکانے کے درمیان حائل ہو گیا ہے اور ان کے پاس بلاد وزینہ بھی ہیں جو قبلہ الجبل میں ہیں اس کی ریاست ابراہیم بن زروق بن رعایہ کو حاصل ہے جو مزروع بن صالح بن دہیم میں سے ہیں اور سعد بن ابراہیم کو سرداری حاصل تھی اور سلطان ابو عثمان نے اسے گرفتار کر لیا اور عریف بن یحییٰ نے اس کا ساتھ دیا اور اسے اس کے خلاف بھڑکایا اور وہ اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا اور ان کے بہت سے بطن ہیں جن میں بنو زیادہ بن ابراہیم بن روی اور الدہلیقہ اولاد ہلال بن حسن اور بنو نوال بن حسن شامل ہیں اور یہ سب دہیم بن حسن کے بھائی ہیں اور ابن مکرّمہ مزروع بن صالح کی اولاد سے ہے اور یہ عکارمہ کے نام سے معروف ہیں اور عطف اور دیالم سوید سے کم تعداد میں ہیں اور بنی عامر کے ساتھ جنگ کرنے میں ان کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ مالک کے نسب میں عطیہ کا ایک مقام ہے اور سوید کو ان پر کثرت تعداد کی وجہ سے فخر حاصل ہے اور دیالم کے ڈیرے جنگل میں ہیں ان سے بہت دور ہیں اور

باب ۷:

بنو عامر بن زغبہ

اور بنو عامر بن زغبہ کے ٹھکانے مغرب الاوسط سے تلمسان کے سامنے معقل کے نزدیک زغبہ کے ٹھکانوں کے آخر میں تھے اور اس سے قبل ان کے ٹھکانے مشرق کے نزدیک آخر میں تھے اور وہ سب بنی یزید کے ساتھ تھے اور وہ حمزہ اور دھوس اور بنی حسن کے ٹھکانوں میں موسم گرما میں اپنی خوراک کے سلسلہ میں دوسروں پر غالب تھے اور ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر کمپنی کا ٹیکس لگا ہوا تھا۔ جو اس عہد میں وہاں کے رہنے والوں میں مشہور و معروف تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس اس وقت سے ان پر لگا ہوا تھا۔ جب انہیں اس وطن پر غلبہ حاصل تھا کہتے ہیں کہ ابو بکر بن زغلی اپنی جنگ میں رباح کے ساتھ تھا اور انہوں نے اسے اپنے وطن سے دھوس پر غالب کر دیا۔ پس اس نے بنی عامر سے مدد طلب کی اور دادخواہ بنی یعقوب داؤد بن عطف اور بنی حمید یعقوب بن معروف اور شافع بن صالح ابن بالغ کے پاس آئے اور انہوں نے رباح کو عزکان میں غالب کر دیا اور ان کے لئے بنی یزید کے وطن پر ہزار تھیلے خراج لگایا جو مسلسل ان پر قائم رہا اور جب تعمیر اس نے ان کو تلمسان کی حفاظت کے لئے ان ٹھکانوں پر منتقل کیا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ معقل اور اس کے وطن کے درمیان روک بن جائیں۔ یہ لوگ وہاں پر بٹھہر گئے اور موسم سرما میں اس کے جنگلوں میں پھرنے اور موسم گرما میں بہار میں تلول کی طرف چلے جاتے اور ان کے تین بطون تھے۔ بنو یعقوب بن عامر بنو حمید بن عامر اور بنو شافع بن عامر انہیں بنو شکار اور بنو مطرف کہتے ہیں اور ہر ایک کے دوسرے دو بطونوں سے چھوٹے اور بڑے قبیلے ہیں اور بنی حمید کے بھی دوسرے قبیلے ہیں۔ پس ان میں سے بنو حمید ہیں اور عبید میں سے الحجز ہیں اور وہ بنو حجاز بن عبید ہیں اور وہ اس کے بیٹے حجرش اور تھیس ہیں جو حجاز کے دو بیٹے ہیں اور جوش حامد اور محمد اور ریاب ہیں اور محمد سے ولالدہ ہیں جو بنو ولاد بن محمد ہیں اور ریاب سے بنو ریاب ہیں اور اس عہد میں مشہور و معروف ہیں اور عبید سے عقلہ ہیں یعنی بنو عقل بن عبید اور محاذہ بنو محرز بن حمزہ بن عبید ہیں اور بنی یعقوب کو تعمیر اس اور اس کے بیٹے داؤد بن ہلال بن عطف بن رواد بن ریش بن عیاد بن مینسلے بن یعقوب کے عہد سے سرداری حاصل ہے اور اسی طرح بنو حمید بھی ان کے شیخ ہیں مگر وہ ان میں سے شیخ بن یعقوب کا ردیف ہے اور حمید کی سرداری اولاد ریاب بن حامد بن جوش بن حجاز بن عبید بن حمید کو حاصل ہے جنہیں الحجز کہتے ہیں اور تعمیر اس کے عہد میں یہ سرداری معروف بن سعید بن ریاب کو حاصل تھی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ داؤد کا ردیف تھا اور غمان اور داؤد بن عطف کے درمیان ناراضگی پیدا ہو گئی اور

غمان داؤد سے اس لئے غصے ہوا کہ اس نے امیر ابو ذکریا بن سلطان ابی اسحاق کو جو آل بن ابی حفص سے تھا۔ تلمسان سے بھاگتے وقت خلیفہ تونس کے خلاف خروج کا مطالبہ کرنے کی اجازت کیوں دی ہے اور غمان بن نعیر اس کی بیعت میں شامل تھا۔ پس اس نے اسے واپس لانے کا ارادہ کیا تو داؤد نے اس بارے میں عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ زوادہ کے شیخ عظیمہ بن سلیمان سے جا ملا اور جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ وہ بجایہ اور قسطنطینہ پر غالب آ گیا اور داؤد بن ہلال نے اس کے کارنامے کا خیال رکھتے ہوئے بلاد حمزہ میں اسے جاگیر میں ٹھکانہ دیا جسے کدارہ کہتے ہیں اور داؤد نے وہاں پر اپنے پہلے میدانوں میں قیام کیا۔ یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب تلمسان میں آیا اور اس نے لمبا عرصہ اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ پس داؤد اصلاح احوال کی خاطر اس کے پاس گیا اور حاکم بجایہ نے اُسے یوسف بن یعقوب کے نام ایک خط دیا جس کی وجہ سے وہ مضطرب ہوا اور جب وہ اپنی سفارت سے واپس لوٹا تو اس نے اس کے پیچھے زناتہ میں سے ایک سوار دستہ بھیجا۔ جس نے سد میں بنی یحییٰ کے ہاں اس پر شب خون مارا اور اُسے قتل کر دیا اور اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹے سعید نے سنبھالی اور تلمسان سے محاصرہ کی تنگی کو دور کیا اور وہ قتل ازیں بنی مرین کا وسیلہ تھا۔ جس کی وجہ سے بنو عثمان نعیر اس نے ان کی رعایت کی۔ پس انہوں نے ان کو ان کی قوم سمیت ان کے ٹھکانوں کی طرف واپس کر دیا اور ان کی اس غیبت میں معروف بن سعید کی اولاد دھوکہ کھا گئی جو بنی مرین کی سرداری میں ان سے مقابلہ کرتی تھی اور ہر ایک اپنے ساتھی کے مقام سے نالاں تھا اور بنو معروف کج روی اور مخالفت سے سلامت ہونے کی وجہ سے حکومت کے اقبال سے مخصوص تھے اور سعید بن داؤد اس غیرت کی وجہ سے بنی مرین کے پاس چلا گیا اور ان کے بادشاہ سلطان ابو ثابت کے پاس اس امید پر گیا کہ وہ ان پر حملہ کرے مگر اسے کامیابی نہ ہوئی اور اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا۔ پس اس بات کے باوجود وہ قبیلے کی صورت میں اکٹھے رہتے تھے اور ہمیشہ ہی ان کے درمیان چٹلی کا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ابراہیم بن یعقوب بن معروف نے سعید بن داؤد پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے قتل کا بدلہ ماضی بن ردان نے ابن یعقوب بن معروف کی اولاد سے اس کے میدانوں میں لیا اور سب اولاد ریاب نے اس کا مقابلہ کیا۔ پس بنی عامر میں افتراق پیدا ہو گیا اور وہ دو قبیلے بن گئے۔ بنو یعقوب اور بنو حمید اور یہ ابو حموی بن عثمان کے دور کی بات ہے۔ جو آل زیان میں سے تھا اور سعید کے بعد بنی یعقوب کی سرداری اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالی پھر کچھ عرصے کے بعد ابراہیم بن یعقوب جو بنو حمید کا شیخ تھا فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عامر بن ابراہیم اس کی قوم میں اس کا جانشین بنا اور وہ بڑا دلیر اور عقلمند تھا اور اس کی بہت مشہوری پائی جاتی ہے اور وہ عریف بن یحییٰ سے قتل مغرب میں آیا اور سلطان ابو سعید کا مہمان بنا اور اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیا اور عامر نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور اسے اس کے ہاں بھجوا دیا اور اسے بہت سامال دیا اور عثمان ہمیشہ ہی صلح کے ذریعے اور کبھی ملاقات کے بہانے اس سے بدلہ لینے کی کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اسے دھوکے سے اس کے گھر میں قتل کر دیا۔

اس امر میں وہ قباح پائی جاتی ہے جسے عرب ناپسند کرتے ہیں۔ پس فریقین نے آخر تک قطع تعلقی کر لیا اور بنو یعقوب بنی حمید کے ساتھ اپنی جنگ میں سوید کے حلیف بن گئے۔ پھر سوید کے گشتی دستے عریف بن یحییٰ کو بنی مرین کے پاس اس کی جگہ پر جا ملے اور عامر بن ابراہیم نے اپنی قوم کے ساتھ بنی یعقوب پر زیادتی کی اور وہ مغرب میں چلے گئے اور ہمیشہ

حصہ یازدہم

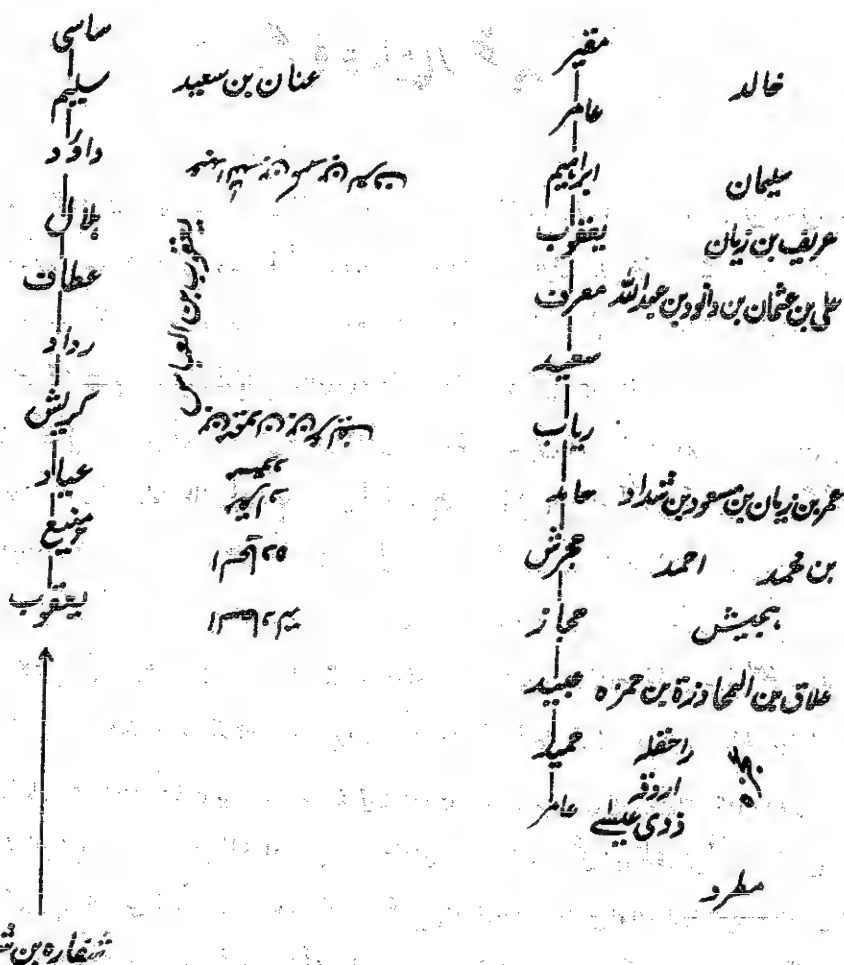
وہیں رہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی فوجوں میں آئے اور ان کا سردار عثمان ہلاک ہو گیا۔ جسے عریف بن سعید کی اولاد نے عامر بن ابراہیم کے بدلے میں قتل کیا اور اس کے بعد اس کا عم زاد جبر بن عالم بن ہلال حکمران بنا اور یہ اس کی زندگی میں اس کا معاون و مددگار تھا۔ پھر یہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی سرداری اس کے چچا سلیمان بن داؤد نے سنبھالی اور جب سلطان ابوالحسن تلمسان پر غالب آیا تو بنو عامر بن ابراہیم صحرا کی طرف بھاگ گئے اور اس دور میں ان کا شیخ اس کا بیٹا صغیر تھا اور سلطان نے ازسرنو عریف بن یحییٰ کے ہاتھ حمید کے دیگر بطون اور ریاب کی بیعت کا مطالبہ کیا اور صغیر کی مخالفت کر کے اس کے بھائی سلطان کے پاس چلے گئے اور اس نے ان پر ان کے عم زاد عریف بن سعید کے بیٹوں میں سے یعقوب بن عباس بن میمون بن عریف کو سردار مقرر کر دیا اور اس کے بعد صغیر کا چچا عمر بن ابراہیم کے پاس گیا۔ تو اس نے اس کو ان کا سردار مقرر کر دیا اور ان کو خادم بنا دیا اور بنو عامر بن ابراہیم زواوہ کے ساتھ جا ملے اور یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اترے اور وہ ہمیشہ وہیں رہے یہاں تک کہ انہوں نے داعی بن ہیدور کے ساتھ جنگ کی آگ بھڑکادی جو ابو عبد الرحمن بن سلطان ابوالحسن جیسا لباس زیب تن کرتا تھا اور حکومت اور دیالم کے ساتھ کینہ رکھنے والوں نے اس کی مدد کی اور میمون بن عنعم بن سوید کی اولاد عریف اور اس کے بیٹے کے مقام کی وجہ سے حکومت سے ناراض ہو گئی اور زما بھی انہیں میں سے تھا۔ پس ان دونوں نے مل کر اس داعی کی بیعت کر لی اور سلطان زما کی طرف جنگ کے لئے بڑھا۔ تو وہ تمام عربوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اور ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور جنگوں میں مقیر بن عامر اور اس کے بھائیوں کا فرار لمبا ہو گیا اور وہ بھاگتے بھاگتے اس قدر دور چلے گئے کہ انہوں نے وہ ریتلا پہاڑ بھی پار کر لیا جو عربوں کی جولانگاہوں کے آگے ایک دیوار ہے اور وہ اپنے بھائی ابو بکر کو کمزور کر دیا اور سلطان کے ساتھ افریقہ گیا اور جنگ قیروان میں اس کے ساتھ شامل ہوا پھر اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا اور یہ سب لواہ بن یغمر اس کی جانب لوٹ آئے اور اس نے اپنے قبائل کو ابو سعید عثمان بن عبد الرحمن بن یحییٰ بن یغمر اس کا خادم بنا دیا۔ جو جنگ قیروان کے بعد ۵۷۷ھ میں تلمسان میں صاحب حکومت تھا اور وہاں پر اسے اور اس کی قوم کو بڑا مقام حاصل تھا اور سوید اور بنو یعقوب مغرب میں چلے گئے یہاں تک کہ سلطان ابو عنان کے ہراؤل میں آ گئے اور جب بنو عبد الواد ہلاک ہو گئے۔ تو ان کی جمعیت منتشر ہو گئی اور صغیر حسب عادت صحرا کی طرف بھاگ گیا اور جنگل میں قیام کر کے خوارج کا انتظار کرنے لگا اور بنی معروف بن سعید میں سے اس کی اکثر قوم اس کے ساتھ بھی آئی اور وہ انہیں ہر جانب سے لے آیا اور معقل بن اولاد حسین نے ۵۷۷ھ میں اور اس کے بعد بھی سلطان ابو عنان کی مخالفت کی اور سبھما سے میں انہوں نے جنگ کی پس اس نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کے ساتھ ہی تھا اور ان پر بنی مرین کی فوجیں ایک میدان میں ٹوٹ پڑیں اور وہ نکور میں غلہ حاصل کر رہے تھے پس وہ ان کے عام اموال کو لے گئے اور خوزیری کر کے آدمیوں کو قتل کر دیا اور قید کیا اور وہ ہمیشہ ہی صحرا میں بھاگتے رہے اور سوید اور بنو یعقوب میدانوں میں اپنی جگہوں پر رہتے تھے اور سلطان کے ہاں بھی انہیں بہرہ حاصل تھا۔ یہاں تک کہ سلطان ابو عنان فوت ہو گیا اور ابو جوموی بن یوسف جو سلطان ابو سعید عثمان بن عبد الرحمن کا بھائی تھا۔ تلمسان میں اپنی قوم کی حکومت طلب کرتا ہوا آیا اور جب سے ابو علی نے ان کی حکومت پر غلبہ پایا تھا وہ تونس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ پس مقیر زواوہ کے وطن کی طرف کوچ کر گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں جب وہ سلطان ابو عنان کے خلاف تھا۔ مہمان اترے

تاریخ ابن خلدون

اور اس نے اسے موحدین کی حاکمیت سے نکال کر ابوحمو کی پناہ میں دے دیا تاکہ وہ اسے تلمسان کے ٹھکانے اور وہاں پر رہنے والے بنی مرین کے پاس لائے پس انہوں نے اس کے ساتھ ایک آلہ بھیجا اور مقیر اور صولہ بن یعقوب بن علی اور زبان بن عثمان بن سباع اور اس کا بھتیجا شبل جو اس کے بھائی ملوک کا بیٹا ہے اسے لے گئے اور جنگل میں ریاخ و عار بن عیسیٰ بن رباب اپنی قوم کے ساتھ جو سعید کی اولاد سے ہے وہ بھی ساتھ تھا اور یہ ان کے ساتھ ان کے ملک کی سرحد پر پہنچے پس ریاخ و عار بن عیسیٰ اور شبل بن ملوک واپس آ گئے اور وہ سیدھے آ گئے چلے گئے اور ان کے ساتھ سوید کی موح کی دوڑ بھیڑ ہوئی اور بنی عامر کو غلبہ حاصل ہوا اور شیخ سوید بن عیسیٰ بن عریف ان دنوں قتل ہو گیا اور اس کا بھائی ابو بکر قید ہو گیا۔ پھر علی بن عمر بن ابراہیم نے اس پر احسان کیا اور اُسے رہا کر دیا اور ابھی یہ خبر فاس میں نہیں پہنچی تھی کہ لوگ سلطان ابو عنان کے جنازہ سے واپس آ رہے تھے۔ پھر ابوحمو مغرب کو تلمسان پر چڑھا لایا اور اس پر قبضہ کر لیا اور بنی مرین کی فوجیں اس پر غالب آ گئیں اور وہاں پر اس کی حکومت منظم ہو گئی پھر دو سال بعد مقیر فوت ہو گیا اور وہ قبیلے کی ایک جنگ کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر سفر کر رہا تھا کہ بلا ارادہ اسے نیزے کا پھل آ لگا۔ جو اس کے آ رہا ہو گیا اور وہ اسی وقت فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کی سرداری اس کے بھائی خالد بن عامر کو ملی اور اس کے بھائی مقیر کا بیٹا عبد اللہ اس کی مدد کرتا تھا اور تمام زعبہ نے سلطان ابوحمو اور بنی مرین کے لئے فاس کو خالی کر دیا کیونکہ ان کے درمیان جنگ جاری رہتی تھی اور اس نے ان سوید بنی یعقوب دیا لم اور عطف کے سب لوگوں سے کام لیا۔ یہاں تک کہ ابوحمو کے چچا ابو زیان بن سلطان ابو سعید کا فتنہ اٹھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔ اس فتنہ کی ہڈیاں نے زعبہ سے جوش مارا اور وہ ابوحمو کے خلاف ہو گئے اور سوید کے امیر محمد بن عریف کو اس الہام کی بنا پر کہ وہ اپنے معاملے میں مدائیت سے کام لیتا ہے۔ گرفتار کر لیا پس اس کا بھائی ابو بکر اور اس کی قوم ۶۰۰ بھے میں مغرب کے حکمران عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کے پاس چلی گئی اور وہ اپنی قوم میں آ کر اپنے ٹھکانوں پر قابض ہو گئے اور بنو عامر اور ابوحمو صحرا میں چلے گئے اور وہ لمبا زمانہ صحرا میں پھرتے رہے اور ابوحمو کے پاس خالد کے متعلق اس کے چچوں اور اقارب میں سے عبد اللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب اور ابراہیم بن یعقوب کے بھائی معرف نے شکایت کی اور عبد اللہ سلطان کا راز دار اور جاسوس تھا۔ جس سے خالد کے دل میں خرابی پیدا ہو گئی اور اس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور اس سے الگ ہو کر سلطان عبدالعزیز کی طرف چلا گیا اور بنی مرین کی فوجیں آئیں اور سلطان ابوحمو اور اس کے ساتھی عربوں پر ٹوٹ پڑیں اور عبدالعزیز ۷۰۰ بھے میں فوت ہو گیا۔ تو وہ اور اس کے بھائی مقیر کا بیٹا مغرب کی طرف چلے گئے اور بنی یعقوب کے سردار ساسی بن سلیم بن داؤد کے ساتھ چلے اور اس کی قوم بنی یعقوب نے محمد بن عریف کے بیٹوں کو قتل کیا تھا پس ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور ساسی اور اس کی قوم مغرب میں آ گئے اور وہ حملہ کی امید سے خالد کے ساتھ رہنے لگا اور وہ بنی مرین کی داؤد خوانی سے مایوس ہو گئے۔ کیونکہ ان کے درمیان جنگ جاری تھی۔ پس یہ ۷۰۰ بھے میں اپنے ٹھکانوں کی طرف واپس آ گئے اور جنگ کی آگ فروختہ کر دی اور سلطان ابوحمو کی فوجیں اس کے بیٹے ابوتاشیفین کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلیں اور سوید اور دیا لم اور عطف بھی اس کے ساتھ گئے اور قلعہ کے سامنے وادی مینا میں ان پر ٹوٹ پڑے اور عبد اللہ بن مغیر اور اس کے بھائی ملوک نے اپنے دوسرے قرابت داروں کو قتل کیا اور ان کے شکست خوردہ آدمی صحرا کی طرف چلے گئے اور دیا لم اور

عطاف کے ساتھ مل گئے اور سب اکٹھے ہو کر سالم بن ابراہیم کے پاس گئے جو تعالٰیہ کا سردار اور پنجہ کا حکمران تھا اور وہ ابو جوحہ سے اس کے غصے کی وجہ سے وحشت محسوس کرتا تھا۔ پس انہوں نے مخالفت کرنے پر اتفاق کیا اور امیر ابو زبان کی طرف ریا ح کے ٹھکانے میں ایک جگہ آدمی بھیجا۔ پس وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی اور سالم نے اسے جزائر پر قبضہ کروا دیا۔ پھر انہی دنوں میں خالد فوت ہو گیا تو ان کی حکومت پر اگندہ ہو گئی اور مسعود بن مقیر بنی عامر کا حکمران بن گیا اور ابو حموٰ سوید اور بنی عامر کے اپنے دوستوں کے ساتھ اس کے پاس گیا اور سالم بن ابراہیم کو خادم بنایا اور ابو زبان ریا ح کے ٹھکانے میں اپنی جگہ پر گیا اور جنگل میں مسعود بن عامر اور اس کی قوم کے ساتھ مل گیا اور ساسی بن سلیم یعقوب بن علی اور اس کی قوم کے ساتھ جا ملا جو زواودہ میں سے ہے پھر سب سلطان کی خدمت میں واپس آ گئے اور اس کے پاس وفد بھجوایا تو اس نے ان کو امان دے دی اور یہ اس کے پاس گئے اور مسعود اور ساس کے متعلق خوش آمدید کا اظہار کیا اور اس نے ان کے متعلق دل میں برا ارادہ رکھا پھر اس نے بنی عامر اور سوید کے ہم زادہ کو ان کی مصیبت میں داخل کر دیا پس انہوں نے اس کی بات کا جواب دیا اور اس نے ان سے چال چلی اور اپنے بیٹے تاشفین کو ان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اکٹھے ہو کر مسعود اور اس کے دشمنوں کو جو بنی عامر بن ابراہیم میں سے گرفتار کر لیا اور ابو تاشفین اور سب عرب بنی یعقوب کے قبائل کی طرف چلے گئے اور یہ لوگ سردار تھے اور سوید نے وادی مینا میں ان کے لئے گھات لگائی پس بنو عامر نے صبح کے وقت ان کی جگہ پر حملہ کر دیا اور وہ ان کا سب مال لے آئے اور ان کے شکست خوردہ لوگ صحرا کی طرف چلے گئے۔ تو ابو تاشفین نے بنی راشد کے ساتھ انہیں روکا تو ان کے باقی ماندہ لوگ بھی باقی نہ رہے اور ساسی بن سلیم اپنی قوم کی ایک چھوٹی شکست خوردہ جماعت کے ساتھ صحرا کی طرف بھاگ گیا اور نصر بن عروہ کے ہاں مہمان اتر اور بنی عامر کی سرداری مقیر کے چچا سفیان بن ابراہیم بن یعقوب اور اس کے معاون عبداللہ بن عسکر بن معرف بن یعقوب کے ساتھ مخصوص ہو گئی اور وہ سلطان کا بہت مقرب تھا پھر مغرب کے حکمران نے سلطان ابو العباس احمد بن ولی ابو سالم کو نزار بن عریف کے وسیلہ سے مسعود اور اس کے بھائیوں کے متعلق سفارش کے لئے بھیجا۔ حالانکہ نزار ابو جوحہ اور اس کے بھائیوں کو مصیبت میں داخل کرنے والا تھا پس ابو جوحہ نے اس سفارش کی وجہ سے انہیں رہا کر دیا۔ پس وہ دوبارہ مخالف ہو گئے اور صحرا کی طرف چلے گئے اور ابراہیم بن یعقوب کی اولاد کے بہت سے آدمی ان کے پاس اکٹھے ہو گئے اور بنی یعقوب کی شکست خوردہ چھوٹی سی جماعت بھی اپنے ٹھکانوں سے نکل کر اپنے سردار ساسی بن سلیم کے پاس جمع ہو گئی اور سب کے سب عروہ کے ساتھ اتر پڑے اور اس کے بھائیوں نے اس دور کے افریقہ کے حکمران سلطان ابو العباس کے پاس اپنے دشمن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے وفد بھیجا۔ پس اس نے ان کے ساتھ مناسب حسن سلوک کیا اور وفد کو عطیات دیئے اور خوش کن وعدوں کے ساتھ اسے واپس کر دیا اور ابو جوحہ اس بات کو سمجھ گیا تو اس نے اپنے جاسوسوں کو اسے دھوکے سے قتل کرنے کے لئے بھیجا اور اس کے بعد اس نے افریقہ کے حکمران سلطان ابو العباس کے پاس علی بن عمر بن ابراہیم کو جو خالد بن محمد کا عم زاد تھا بھیجا اور بنی عامر میں سے ابو جوحہ کے مخالفین کی ایک بہت بڑی جماعت بھی بھیجی اور اس کے ساتھ سلیمان بن شعیب بن عامر بھی گیا۔ پس وہ تونس میں اس سے مدد طلب کرتے ہوئے اس کے پاس گئے تو اس نے ان کے مطالبہ کو قبول کیا اور ان سے وعدہ کیا اور ان

سے اچھی طرح پیش آیا اور یہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے۔ پھر علی بن عمر دوبارہ ابو جوح کی خدمت میں گیا اور اس نے اسے بنی عامر سے مقدم کیا اور اسے سلیمان بن ابراہیم کی اس اولاد سے تھے جو صحرا میں رہتے تھے اور بنی یعقوب کے ساتھ ابو بکر بن عریف کے قبائل میں اترے اور اس دور تک وہ اسی طرح رہ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کا اندازہ کرنے والا ہے۔

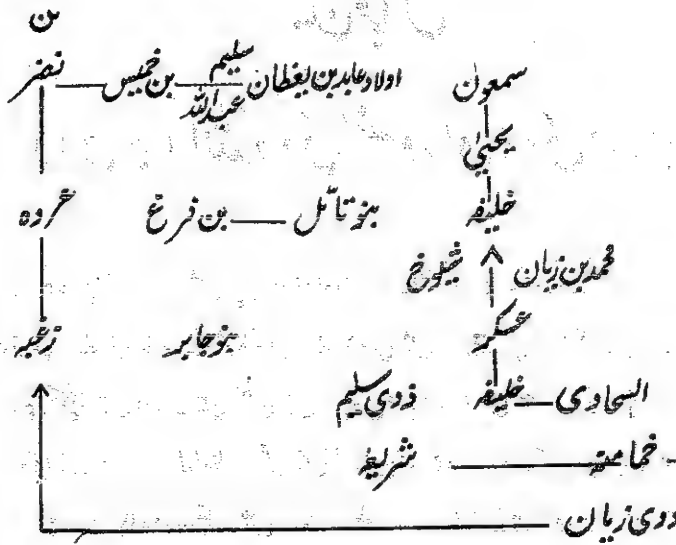


باب : ۸

عروہ بن زغبہ

عروہ بن زغبہ : عروہ بن زغبہ کے دو بطن ہیں۔ نصر بن عروہ اور خمیس بن عروہ اور خمیس کے تین بطن ہیں۔ عبید اللہ فرغ اور یقطان اور فرغ کے بطن میں سے بنو قائل ہیں جو یحییٰ کی اولاد کے حلیف ہیں جو معمور میں سے ہے اور یہ لوگ جبل راشد میں رہتے ہیں اور بنو یقطان اور عبید اللہ سوید کے حلیف ہیں جو ان کے سفر کرنے کے ساتھ سفر کرتے اور ان کے رفاقت پذیر ہونے کے ساتھ اقامت پذیر ہو جاتے ہیں اور ان کی سرداری اولاد عابد میں ہے۔ جو راشد کے بطن سے ہے اور نصر بن عروہ جنگل میں چلے گئے ہیں اور اس کی ریت میں گھاس تلاش کرتے پھرتے ہیں اور دہالم اور عطف اور حصین کی حکمرانی میں تلول اطراف کی جانب اور ان کے اوطان کی سرحدوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور ان کی کوئی حکومت اور جاگیر نہیں کیونکہ یہ تلول میں اپنی زبان اور زغبہ کے دوسرے بطن کی رکاوٹ کی وجہ سے داخل ہونے سے عاجز ہیں۔ ہاں انہوں نے جبل مستند کے کناروں پر جو ریاح کے وطن کے قریب ہیں۔ قبضہ کیا ہوا ہے۔ وہاں پر عمرہ اور زناہ کے لوگ رہتے ہیں ان پر مسلسل کئی سالوں سے عربوں کا غلبہ ہے پس نصر نے ان پر ٹیکس لگا دیا ہے اور ان کو رعیت اور خادم بنالیا ہے اور بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگ جو سفر کرنے سے معذور ہوتے ہیں۔ بربریوں کے گھروں میں آ جاتے ہیں اور ان کے بطن اولاد خلیفہ خماسیہ شریہ سخاوی زدی زیان اور اولاد سلیمان بیان کئے جاتے ہیں اور ان سب کی سرداری خلیفہ بن نصر بن عروہ کی اولاد میں ہے اور اس دور میں یہ محمد بن زیان بن عسکر بن خلیفہ اور اس کے معاون سمعون بن ابو یحییٰ بن خلیفہ بن عسکر کو حاصل ہے اور اکثر صحرائی لوگ، جبل مستند میں اقامت پذیر نہیں جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور ان کی سرداری اولاد تاجعہ میں ہے اور یہ نصری ہمیشہ سے زغبہ کے حلیف ہیں اور کبھی حرب اور حصین کے بھی حلیف بن جاتے ہیں۔ جو ان کے پڑوسی ہیں اور کبھی بنی عامر کے حلیف بن جاتے ہیں۔ جب وہ سوید کے ساتھ نبرد آزما ہوتے ہیں اور ان کی خوش بیانی عامر کے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ ابی قحافہ کو اپنا زعمیم مانتے ہیں اور میں نے ان کے مشائخ سے سنا ہے کہ وہ ان کا باپ نہیں بلکہ یہ ایک وادی کا نام ہے۔ جہاں قدیم زمانے میں ان کا معاہدہ ہوا تھا اور بعض اوقات یہ بنی عامر کے سردار بن جاتے ہیں۔ مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور یہ بنی عامر کے بہت قریبی حلیف ہیں اور اسلف بہت سرعت سے آتے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور بعض دفعہ ہمسائیگی کی وجہ سے ریاح کی بھی مدد کرتے ہیں مگر ایسا کم ہی ہوتا ہے اور ریاح کے صحرائی لوگوں کے ساتھ زیادہ رہنے کی وجہ سے

تاریخ ابن خلدون
مسلم اور سعید جیسوں کو پکڑ لیتے ہیں اور بعض اوقات جنگل میں ان کے درمیان جنگیں بھی ہو جاتی ہیں۔ جن میں زغبہ کے بعض بطون کی خونریزی ہو جاتی ہے اور ہمارے پاس ان کے واقعات نہیں پہنچے۔ واللہ الخلق والامر و هو رب العالمین۔



باب: ۹

تین قبائل

ذوی عبید اللہ ذوی منصور اور ذوی حسان

اس دور میں یہ قبیلہ قبائل عرب میں اپنی تعداد اور مغرب اقصیٰ کے جنگلات میں اپنے ٹھکانوں کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے۔ یہ لوگ زعمہ کے بنی عامر کے ٹھکانوں کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ جو تلمسان کے سامنے ہیں اور مغرب کی جانب سے بحر محیط تک جا پہنچتے ہیں اور یہ تین بطن ہیں۔ ذوی عبید اللہ ذوی منصور اور ذوی حسان اور ان میں سے ذوی عبید اللہ بنی عامر کے پڑوسی ہیں اور ان کے ٹھکانے تل میں تلمسان اور تادیریت کے درمیان اور قبلہ کے سامنے ہیں اور ذوی منصور کے ٹھکانے تادیریت سے بلاد درعہ تک ہیں۔ پس یہ ملوہ سے سبلماسہ تک اور درعہ اور اس کے مقابل میں تل کے علاقے پر تازی، عساسہ، مکناسہ، فاس اور بلاد تادلہ اور مقدور پر قابض ہیں اور ذوی حسان کے ٹھکانے درعہ سے بحر محیط تک ہیں اور ان کے شیوخ بلاد قول میں اترتے ہیں جو سوس کا دار الخلافہ ہے اور سوس اور اس کے مضافات پر قابض ہو جاتے ہیں اور سب کے سب ریت میں ملشمن کے ٹھکانوں یعنی کدالہ، مسوفہ اور ملتو نہ تک چراگا ہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور یہ ہلایوں کے ساتھ تھوڑی سی تعداد میں مغرب میں داخل ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد دو سو بھی نہ تھی اور بنو سلیم نے ان کو روک کر انہیں عاجز کر دیا اور عہد قدیم سے ہلایوں کے ساتھ ہو گئے اور ان کے ٹھکانوں کے آخر میں ملوہ، رمال اور تاختیات کے قریب اتر گئے اور قریبی جنگلوں میں زنا تہ کی ہمسائیگی اختیار کی پس ان کی تعداد زیادہ ہو گئی اور مغرب اقصیٰ کے صحراؤں میں راتوں کو چلے اور اس کی ریت کو آباد کیا اور اس کے ویرانوں میں غلبہ حاصل کیا اور یہ وہاں پر زنا تہ کے حلیف تھے اور افریقہ میں ان کی بہت تھوڑی جمعیت رہ گئی۔ جو بنی کعب بن سلیم میں شامل ہو گئی اور انہوں نے انہیں داخل کر لیا یہاں تک کہ یہ بادشاہ کی خدمت کرنے اور عربوں کو اکٹھا کرنے میں ان کے وزیر بن گئے اور جب زنا تہ بلاد مغرب پر غالب آ گئے اور شہروں میں داخل ہو گئے تو معقل کے یہ لوگ جنگلوں میں کھڑے ہو گئے اور ویرانوں میں اکیلے رہ گئے۔ تو یہ ان کے ہمسرہ ہو کر بڑھے اور صحرا کے ان محلات پر قبضہ کر لیا۔ جنہیں زنا تہ نے جنگل میں بنایا تھا۔ جیسے مغرب میں سوس کے محلات اور مشرق میں توات اور جودہ اور تامنطیت اور دارکلان اور تاسیبت اور بنکوارین کے محلات ہیں اور ان میں ہر ایک ایسا مفرد وطن ہے۔ جو متعدد

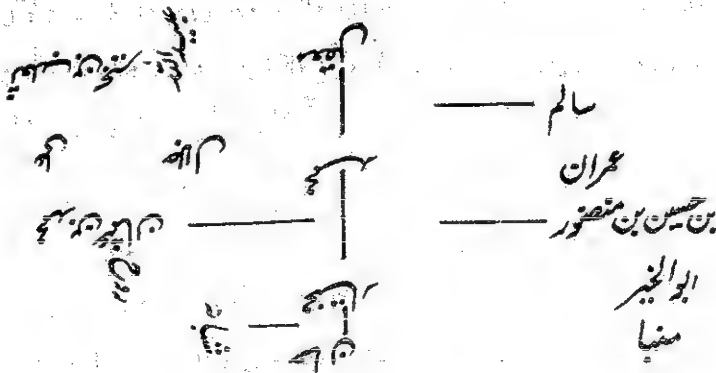
محلات پر مشتمل ہے جن میں کھجوروں کے درخت اور نہریں ہیں اور ان کے اکثر باشندے زناتہ کے آدمی ہیں اور ان کے درمیان ان کی سرداری کے متعلق جنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ پس معقل کے عرب ان اوطان کو اپنی جولانگاہوں میں عبور کر گئے اور ان پر ٹیکس لگائے اور ان کے لئے اتنا خراج جمع ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں بادشاہ شمار ہوتے ہیں اور وہ گذشتہ دنوں میں ملوک زناتہ کو صدقات دیتے تھے اور انہیں خوزری اور ظلم کی وجہ سے پکڑتے تھے اور اس کا نام سفر کا اونٹ رکھتے تھے اور انہیں اس کی تعیین کا اختیار حاصل تھا اور یہ عرب اطراف مغرب سے اور اس کی چراگاہوں میں اترنے والوں سے محفوظ نہ ہوتے تھے اور نہ ہی سجالماہ کے راہروں اور دیگر بلاد سودان کے مسافروں کو اذیت سے دوچار کرتے تھے کیونکہ مغرب میں موحدین اور ان کے بعد زناتہ کے ایام میں اتنا دین کو اعتزاز اور سرحدوں کی بندش اور حامیوں کی کثرت تھی اور اس کے بالمقابل انہیں حکومتوں سے جاگیریں بھی حاصل تھیں۔ جس سے وہ پنجے کے ہاتھ کو پکڑنے میں مدد دیتے تھے اور ان میں ابیہ کے مسلم، سعید بن ریح اور عمود قبیلے بھی تھے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ان کی تعداد قلیل ہے اور وہ دیگر نسب کے قبائل کے اکٹھا ہو جانے کی وجہ سے کثرت میں ہو گئے ہیں۔ پس ان میں فزارہ اور اشع کے بڑے بڑے قبیلے ہیں اور ان میں کرنہ، کاشطہ اور عیاض کا مہاپہ اور حصین کا شعراء اور اخضر کا صباح اور بنی سلیم وغیرہ کے قبائل بھی شامل ہیں۔

اور جمہور کے نزدیک ان کے اسباب پوشیدہ اور مجہول ہیں اور ہلال کے ابتدائی عرب انہیں بطون ہلال میں شمار کرتے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں اور ان کا اپنا خیال یہ ہے کہ ان کا نسب اہل بیت میں جعفر بن ابی طالب تک جاتا ہے لیکن یہ بات بھی درست نہیں۔ کیونکہ ہاشمی اور طالبی صحرائی اور چراگا ہیں تلاش کرنے والے لوگ نہیں۔ واللہ اعلم۔

صحیح بات یہ ہے کہ وہ یمنی عربوں میں سے ہیں کیونکہ ان میں دو بطن ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک اپنا نام معقل رکھتا ہے اور ابن کلی وغیرہ نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک قضاہ بن مالک بن تمیر سے ہے اور وہ معقل بن غنیم بن خباب بن عبد اللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن غدرہ بن زید اسلات بن افیدہ بن تور بن کعب بن درہ بن ثعلب بن حلوان بن عمران الخفاف بن قضاہ ہے اور دوسرا بنی الحرث بن کعب بن عمر بن حلد بن جلد بن مدح بن ادد بن یثجب بن عرب بن زہر بن کہلان سے ہے اور وہ معقل ہے اور اس کا نام ربیعہ بن کعب بن ربیعہ بن کعب بن الحرث ہے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ اس دوسرے بطن سے ہیں جو مدح سے ہے اس کا نام ربیعہ تھا اور مؤرخین نے اسے افریقہ میں داخل ہونے والے ہلال کے بطون سے شمار کیا ہے۔ کیونکہ بنی الحرث بن کعب کے ٹھکانے بحرین کے قریب ہیں۔ جہاں یہ عرب افریقہ میں داخل ہونے سے قبل عرافہ کے ساتھ رہتے تھے اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جب ابن سعید نے مدح کا ذکر کیا تو بتایا کہ وہ یمن کے پہاڑوں کی طرف رہتے ہیں اور ان کے بطون میں سے زبید اور مراد کا ذکر کیا ہے پھر کہتا ہے کہ ان میں سے وہ ربیعہ فرقہ افریقہ میں آتا جاتا ہے اور اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے یہ معقل کے لوگ ہیں۔ جو افریقہ میں ہیں اور یہ مغرب اقصیٰ میں رہنے والے لوگوں کا فرقہ ہیں۔

اور ان کے بڑے نسبوں نے بیان کیا ہے کہ وہ ان کے حد معقل کے دو بیٹے تھے۔ سحر اور محمد پس سحر کے ہاں عبید اللہ اور ثعلب پیدا ہوئے اور عبید اللہ سے ذوی عبید اللہ پیدا ہوا اور یہ ان کا بڑا بطن ہے اور ثعلب سے وہ ثعلابہ پیدا ہوئے

جواجر ائز کے نواح میں بسطہ متیجہ میں رہتے ہیں اور محمد کے بیٹے مختار منصور جلال سالم اور عثمان ہیں اور مختار بن محمد کے ہاں حسان اور شبانہ پیدا ہوئے اور حسان سے ذوی حسان ہوا اور اس کے مذکورہ بطن سے اہل سوس ہیں اور شبانہ سے شبانات ہیں جو وہاں ان کے پڑوسی ہیں اور جلال اور سالم اور عثمان الرقیطات سے ذوی حسان کے صحرائی لوگ ہیں۔ جو ان کے ساتھ چراگا ہیں تلاش کرتے ہیں اور منصور بن محمد کے بیٹے حسین اور ابوالحسن اور عمران اور شب ہیں اور ان سب کو ذوی منصور کہا جاتا ہے اور یہ مذکورہ بطون ثلاثہ میں سے ایک ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بیغیہ و احکم



ذوئی عبید اللہ: یہ بنی عبدالواد کے اقتدار سے جو کہ زناتہ میں سے تھا۔ بنی عامر بن زغبہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے ٹھکانے تلمسان کے درمیان سے جدہ سے سمندر ہیں۔ منصب وادی علویہ کے سنگم اور وادی صامن القبلیہ کے شروع ہونے کی جگہ تک ہیں اور جنگلوں میں ان کا سفر قوافل اور تمطیث کے محلات تک ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ ذات الشمال سے تاسایت اور تو اکرا رین کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کے سب جنگل سے سوڈان تک بہترین علاقے ہیں اور ان کے اور بنی عامر کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہتی ہیں اور اقتدار اور حکومت سے پہلے بنی عبدالواد کے ساتھ بھی اسی طرح ان کی جنگیں ہوتی تھیں پس یہ بنی مرین کے حلیف نہ تھے اور المہنات جو ذوی منصورہ میں سے ہیں وہ بنی عبدالواد کے حلیف تھے اور مضر اسن ان پر اکثر حملے کر کے ان کو نقصان پہنچاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پڑوس کے باعث ان کے ساتھ ہو گئے اور حکومت ان پر غالب آ گئی۔ پس انہوں نے صدقہ اور خیرات دی اور جنگلوں میں سلطان کے ساتھ چھاؤنی ڈال لی اور وہ مسلسل اسی پوزیشن میں رہے۔ یہاں تک کہ حکومت کو کمزوری نے آ لیا۔ پس انہوں نے تلوی کو وطن بنالیا اور وجہ ندرومہ بنی برناس مدیونہ اور بنی سوس میں سلطان سے جاگیریں حاصل کیں۔ حالانکہ اس سے قبل انہیں ان جگہوں کا خراج ملتا تھا۔ پس ان مقامات کے ٹیکس کا بڑا حصہ انہیں مل گیا اور انہوں نے ساحلی شہر نہیں پر تلمسان تک گزرنے کا بڑا حصہ انہیں مل گیا۔ پس کوئی مسافر ان کی اجازت اور ٹیکس کی ادائیگی کے بغیر ان دونوں شہروں کے درمیان سفر نہ کر سکتا تھا اور یہ دو بطن تھے۔ المعراج اور الخراج۔

الخراج: اور الخراج بن فراج بن مطرف بن عبید اللہ کی اولاد سے تھا اور ان کی سرداری عبد الملک اور فرج بن علی بن ابی الریش بن نہار بن عثمان بن خراج کی اولاد میں عیسیٰ بن عبد الملک، یعقوب بن عبد الملک اور یغمور بن عبد الملک کی اولاد کو حاصل تھی

اور سلطان ابوالحسن کے عہد میں یعقوب بن یغور سردار تھا اور جب اس نے تلمسان پر قبضہ کیا تو عبید اللہ نے اس کے ان لوگوں سے کام لیا اور یحییٰ بن العزبی برناس کے جوانوں میں سے تھا۔ جو اس پہاڑ میں رہتے تھے۔ جو وجہ پر جھانکتا تھا اور اسے حکومتوں کی خدمت میں اولیت حاصل تھی پس اس نے سلطان ابوالحسن سے رابطہ پیدا کیا اور اُسے اس صحرا کے محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی پس اس نے فوج کے ساتھ اسے ان عربوں کے ساتھ بھیجا اور یہ ان کے ساتھ صحرا میں داخل ہو گیا اور ان محلات پر قبضہ کر لیا اور عبید اللہ ان کی املاک کے چھن جانے اور ان سے بد معا ملگی تناسف ہوا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے خیمے میں قتل کر دیا اور سلطان کی اس فوج کو بھی لوٹ لیا جو اس کے ساتھ تھی اور اطاعت کو چھوڑ دیا اور یعقوب بن یغور بھاگ گیا اور وہ اس کے بقیہ ایام میں صحرا ہی میں مفرور رہا اور اس کے بعد واپس گیا۔ پھر بنی عبدالوہاب کی حکومت واپس آ گئی۔ تو انہوں نے اپنی حکومت میں رکاوٹ پیدا کر دی اور وہ اسی حالت میں رہا اور اس کا بیٹا طلحہ اس کا جانشین بنا اور یعقوب کی مخالفت کے ایام میں وہ الخراج کا سردار تھا اور اس کے بعد اس کے اہل بیت سے منصور بن یعقوب بن عبد الملک اور اس کا بیٹا اور ابو حمرا آیا تو اُسے اس کی خدمت اور میل ملاقات میں اولیت حاصل تھی۔ تو اس نے اُسے ان پر سردار بنادیا اور اس عہد میں ان کی سرداری رحو بن منصور بن یعقوب بن عبد الملک اور طلحہ بن یعقوب کے درمیان منقسم ہے جس کا بھی ذکر ہوا ہے اور بسا اوقات اس نے اس سے جھگڑا بھی کیا اور ان کے بہت سے لٹن ہیں۔ پس ان میں الجمانہ ہیں۔ جو جحوان بن خراج سے ہیں اور الغسل، غاسل بن خراج سے ہیں اور المطارف، مطرف بن خراج سے ہیں اور المہایہ، عثمان بن خراج سے ہیں اور انہی میں ان کی سرداری ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ النابجہ بھی ہیں۔ جنہیں الفایہ کہتے ہیں۔ یہ کبھی المہایہ بن عیاض کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ان کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور کبھی مہایا بن مطرف کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

المعراج: اور المعراج، المعراج بن مہدی بن محمد بن عبید اللہ کی اولاد سے ہے اور ان کے ٹھکانے الخراج سے مغرب کی جانب ہیں۔ پس یہ بنی منصور کے پڑوسی ہیں اور تاذریرت اور اس کا صحرا ان کے لئے ہے اور اکثر وہ بنی مرین کی خدمت کرتے ہیں اور ان کی جاگیریں اور ان کے ٹھکانے ان کے قبضے میں ہیں اور عبدالوہاب کی طرف ان کا رجوع بہت کم اور کبھی بھی ہوتا ہے اور ان کی سرداری یعقوب بن صہبا بن صراج کی اولاد میں، مرین بن یعقوب اور مناد بن رزق اللہ بن یعقوب اور فکرون بن محمد بن عبدالرحمن بن یعقوب کی اولاد کو حاصل ہے اور یعقوب حریز بن یحییٰ الصغیر بن موسیٰ بن یوسف بن حریز کی اولاد میں سے ہے اور یہ سلطان عبد العزیز کے زمانے میں ان کا سردار تھا اور اس کا جانشین فوت ہو گیا۔ تو اس کا بیٹا ان کا سردار بنا اور مناد کی اولاد میں سے ابو حمید، محمد بن عیسیٰ بن مناد بھی ہے۔ جو اس دور میں ان کے سردار کا معاون ہے۔ جو ابو یحییٰ الکبیر بن مناد بھی تھا۔ جو ابو یحییٰ الصغیر سے قبل سردار تھا۔ اس کی طرف انتساب کی وجہ سے اسے صغیر کہا گیا ہے اور ان میں سے ابو صغیر یحییٰ کی اولاد میں سے ہے اور وہ قاصیہ، اہل الرمال اور ملثمین کے لئے جنگلوں اور جنگوں میں بہت گھومنے والا تھا۔

واللہ مالک الملوک لا رب غیرہ ولا معبود سوا، وہ نعم المولیٰ ونعم المنصیر

ثعالبہ: اور ان کے بھائی ثعالبہ، ثعلب بن علی بن بکر بن صغیر کی اولاد سے ہیں۔ جو عبید اللہ بن صغیر کا بھائی ہے اور وہ اس عہد میں منچے میں جو الجزائر کے میدانوں میں سے ہے حکمران ہے اور اس سے قبل وہ بدفال لیا کرتے تھے اور اس عہد میں حصین کے جو ٹھکانے ہیں ان میں وہ قدیم زمانوں سے اترے تھے اور وہیں انہوں نے اقامت اختیار کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی آمد وہاں پر اس وقت ہوئی جب ذوی عبید اللہ بنی عامر کے ٹھکانوں میں تھا اور بنی عامر سوید کے ٹھکانوں میں رہتے تھے اور ان کے ٹھکانے اس دور میں شرقی تلول سے متصل سے تھے۔ پس وہ کنرول کی جانب سے داخل ہوئے اور آہستہ آہستہ مدینہ کے مضافات کی طرف بڑھتے گئے اور جبل تیتری میں اتر گئے اور یہ اشبیر کا وہ پہاڑ ہے جس میں ایک بڑا شہر آباد تھا اور جب بنو برحین تلول پہنچے اور دانش پس پر قابض ہو گئے۔ تو محمد بن عبدالقوی مدینہ کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں اور جب اس کے پاس ان کے سردار گئے تو وہ ان سے راضی ہو گیا اور انہیں گرفتار کر لیا اور بقیہ ثعالبہ سے جنگ کی اور ان کو قتل کیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور اس کے بعد وہ تیتری میں ان پر غالب آیا اور انہیں وہاں متعجب کی طرف نکال دیا اور حصین کے مقابل کو تیتری میں اتارا اور وہ رعایا کے طور پر اس کے ساتھ تھے۔ جو اسے خراج اور ٹیکس

دیتے تھے اور وہ انہیں پکڑ کر اپنے ساتھ فوج میں لے جاتا تھا اور یہ ثعالیہ نتیجہ کے میدان میں ملکیش کی رعایا میں شامل ہو گئے۔ جو ضہاجہ میں سے تھا اور ان کی ملکیت کے تحت وطن بنا لیے اور انہیں ان پر اقتدار حاصل تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ یہاں تک کہ بنو مرین مغرب اوسط پر غالب آ گئے اور ملکیش کی حکومت کو وہاں سے ختم کر دیا۔ ان ثعالیہ نے اس میدان کو مخصوص کر لیا اور اس پر قابض ہو گئے اور ان کی سرداری سباع بن ثعلب بن علی بن مکر بن صغیر کی اولاد میں تھی اور ان کا خیال ہے کہ جب یہ سباع، موحدین کے پاس جاتا تھا تو وہ اس کے عمامہ کی مد پر عزت افزائی کے لئے ایک دینار رکھتے تھے۔ جو کئی دینار کے وزن کا ہوتا تھا اور میں نے اپنے بعض سرداروں سے سنا ہے کہ یہ لوگ اس کے امام مہدی کی عزت کرنے کی وجہ سے ہوتا تھا۔ جب وہ انہیں انعام دیتا تھا ایک دفعہ وہ ان کے پاس سے دوڑتا ہوا گزرا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اولاد سباع کی سرداری اولاد بنی یعقوب بن سباع میں قائم رہی اور پھر جنبش کی اولاد میں آ گئی۔ پھر سلطان ابوالحسن بنی عبدالواد کے ممالک پر غالب آ گیا اور انہیں مغرب کی طرف لے گیا اور ان کی حکومت ابوالحکامات بن عائد بن ثابت کو حاصل ہو گئی۔ جو جنبش کا عم زاد تھا اور وہ آٹھویں صدی کے وسط میں سلطان ابوالحسن کے الجزائر میں (جو تونس کا علاقہ ہے) اترنے کے وقت طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔ پس اس نے براہیم بن نصر کو ان پر حکمران بنادیا اور ان کی سرداری ہمیشہ ہی اس کے پاس رہی۔ یہاں تک کہ وہ مغربیوں پر سے سلطان ابوعنان کے قبضہ ہونے کے بعد فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور ان کی سرداری اس کے بیٹے سالم نے سنبھالی اور یہ لوگ بکیش کو نیکش ادا کرتے تھے اور ان کے بعد الجزائر کے حکمرانوں کو ٹیکس دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ۷۷۵ھ میں ابوحمو کے خلاف ابوزیان اور حصین کے خروج کے زمانے میں عربوں کی ہوا اکھڑ گئی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور اس دور میں ان کا سردار سالم بن ابراہیم بن نصر بن حمیس بن ابی حمید بن ثابت بن محمد بن سباع تھا۔ پس اس نے جنگ میں خوب گھوڑے دوڑائے اور ابوحمو نے معاہدہ کیا اور اس نے کئی بار اسے توڑا اور بنو مرین تلمسان پر غالب آ گئے۔ تو وہ ان کے ساتھ ہو گیا اور اس کے اپنی اور وفد مغرب میں ان کے پاس گئے پھر سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور ابوحمو اپنی حکومت کی طرف واپس آ گیا۔ اور مصیبتیں نازل ہونے لگیں۔ پس سالم اس سے ڈرا اور اس نے ابوزیان کو طلب کیا اور اسے الجزائر پر حاکم مقرر کر دیا اور ابوحمو ۹۷۵ھ میں اس کے مقابلہ پر گیا۔ تو اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور سالم اپنی جماعت کو واپس لے آیا اور ابوزیان سے الگ ہو گیا۔ جیسا کہ ہم سب کے حالات میں بیان کریں گے پھر ابوحمو اس کے مقابلہ میں گیا اور جہاں نتیجہ میں تھوڑا عرصہ اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے اپنے عہد کا پابند کیا۔ پھر اس نے اس سے عہد شکنی کی اور وہ اسے گرفتار کر کے اور قیدی بنا کر تلمسان سے لے گیا اور نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا اور اس کا اثر مٹ گیا۔ اور نہ ہی وہ اسے ریاست ملی جس کے ثعالیہ اہل نہ تھے پھر اس نے اس کے بھائیوں، قبیلے اور خاندان کے قتل کرنے، قید کرنے اور ٹوٹنے کے لئے پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ مٹ گئے۔ واللہ یخلق ما یشاء

تھی اور یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے یوسف کے زمانے میں بنی مرین کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں اور عنقریب بنی مرین کے حالات میں یوسف بن یعقوب کا ذکر آئے گا کہ وہ مراکش سے آکر صحرائے درعہ میں ان پر کیسے حملہ آور ہوا اور جب اس نے تلمسان کا محاصرہ کرتے ہوئے مشرق میں قیام کیا تو اس نے معقل کے ان عربوں کو اطراف مغرب پر درعہ اور ملویہ کے درمیان سے تلوار ریت تک حلیف بنایا اور ان دنوں درعہ میں عبدالوہاب بن صاعد گورنر تھا۔ جو حکومت کے بڑے والیوں میں سے تھا اور عبدالوہاب اور یوسف کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں سے ایک جنگ میں عبدالوہاب مارا گیا۔ پھر یوسف بن یعقوب بھی مر گیا اور بنو مرین مغرب کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے ان سے بدلہ لیا یہاں تک کہ وہ اطاعت پر قائم ہو گئے اور وہ نہایت فرمانبرداری سے صدقہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ حکومت کی ہوا اکھڑ گئی اور عرب غالب آ گئے۔ پس وہ صدقہ کو روکنے لگے۔ ہاں تھوڑے سے آدمی صدقہ دیتے تھے۔ جن سے سلطان زبردستی صدقہ لے لیتا تھا اور جب ۵۷۷ھ میں تلمسان اتر کر ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے اسے پناہ دے دی اور سلطان کی اطاعت چھوڑنے پر اتفاق کر لیا اور صحرائے مرین اس کے ساتھ قیام پزیر ہو گئے اور صغیر نے اس اختلاف میں بڑا پارٹ ادا کیا۔ یہاں تک کہ ابو عنان فوت ہو گیا اور تلمسان میں سلطان ابو جو کے ایک واقعہ کا ہم ذکر کرنے والے ہیں اور بنی مرین تلمسان کی طرف جنگ کے لئے گئے تو ابو جو اور صغیر وہاں سے بھاگ گئے اور ان کے پاس مہمان ٹھہرے۔ تو انہوں نے تلمسان کے نواح میں بنی مرین کی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کے اور بنی مرین کے درمیان اختلاف کی غلج وسیع ہو گئی۔ پس وہ ابی حمو اور اس کی حکومت کی طرف سمت آئے اور اس نے اپنے مضافات میں انہیں جاگیریں دیں۔ پھر یہ سلطان ابوسالم کی وفات کے بعد ۶۱۳ھ میں اولاد ابوعلی کی جنگ میں مغرب کے اضطراب اور جھلماسہ میں ان کے نزول کے وقت اپنے وطنوں کو واپس لوٹ آئے اور اس جنگ میں ان کا ان کے بہت سے کارنامے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ منتشر ہو گئے۔ پھر احمد بن رحو کی ابو جو کے ساتھ جنگ ہوئی اور وہ ابو تاشفین کے پوتے ابوزیان کو لے آیا اور وہ اس جنگ میں مارا گیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے حکومت پر زیادتی کی اور درعہ کے اکثر ٹیکس اسی زمانے سے لگے ہوئے ہیں اور اس نے بلاد ثاولہ اور المعرا میں ان عمارتوں میں سے جہاں سے ان کا مغرب میں داخلہ ہوا تھا۔ ان کو موسم بہار اور موسم گرما گزارنے کے لئے جاگیریں دے دیں اور غلے بھی دیئے اور جھلماسہ ان کے حلیف بھائیوں کا وطن ہے۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور ان کے وطن میں شامل نہیں ہے۔

درعہ: اور درعہ بلاد ملاء قبلہ میں سے ہے یہ لوگ اس وادی اعظم میں جو بوہہ کا جبل درن سے اترتی ہے آباد ہیں اور اس سے وادی ام ریج نکلتی ہے اور تلول اور میدانون کی طرف چلی جاتی ہے اور وادی دریعہ مغرب کی طرف قبلہ کی طرف ڈھل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بلاد سوس میں ریت میں جا پڑتی ہے۔ جس میں درعہ کے محلات ہیں اور ایک اور بڑی وادی مشرق میں قبلہ کی طرف ڈھلتی ہے۔ یہاں تک کہ نیکورارین سے درے ریت میں جا پڑتی ہے اور اس پر سامنے اور اس کی مغرب کی حیثیت میں تو ات کے محلات ہیں پھر اس کے بعد تمطیت ہے اور پھر اس کے بعد درکلان ہے اور اس کے پاس سے وہ ریت میں جا پڑتی ہے اور رکان کے شمال میں نسایت کے محلات ہیں اور ان کے شمال میں مشرق کی طرف نیکورارین کے محلات ہیں اور سب عرب الرمل اور جبال درن کے پیچھے ہیں اور یہ عظیم پہاڑ اسعی سے تازی تک مغرب اقصیٰ پر ایک دیوار کی طرح کھڑے

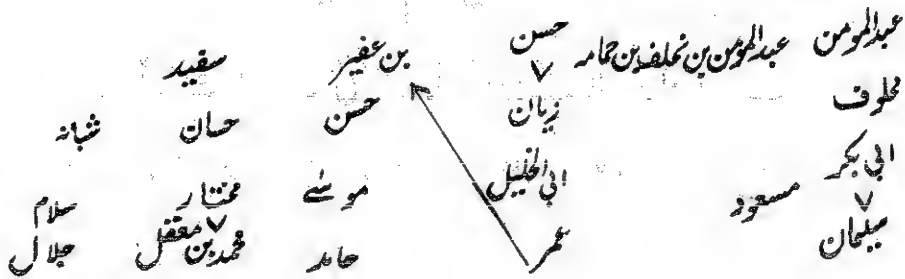
ہیں اور اس کے سامنے ضہاجہ کا جبل نکسہ ہے اور اس کے آخر میں مسکورہ کے پہلو میں جبل ابن حمیدی ہے پھر وہاں سے دوسرے پہاڑ مڑتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے سامنے ہیں۔ یہاں تک کہ بحر روم کے سامنے بادس تک جا پہنچتے ہیں اور مغرب اس کا جزیرہ بن جاتا ہے۔ جسے قبلہ اور مشرق کی جانب سے پہاڑ اور مغرب میں اور جنوب کی طرف سے سمندر گھیرے ہوئے ہیں اور ان پہاڑوں اور میدانوں کے درمیان بربریوں کی اتنی قومیں آئی ہیں جن کو ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور ان پہاڑوں کے درمیان تک گھیرے ہوئے چند راستے ہیں اور ان آنے والے قبائل کے مقابل میں کاظم ہے اور وادی درعد کا شلم بجلناسہ اور بلاد سوس کے درمیان صحرا اور ریت تک چلا جاتا ہے اور نون دادان کے درمیان سمندر میں جا گرتا ہے اور اس میں محلات بنے ہوئے ہیں جن کے کچھ روم کے درختوں کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان کا دار الخلافہ تادست شہر ہے۔ جو بہت بڑا ہے اور تاجر لوگ نیل کا رنگ حاصل کرنے کے لئے او اس کے نکلنے کے انتظار میں وہاں آئے ہیں اور اس علاقے میں اور اس کے بالمقابل جبلہ کے میدان میں جو قبائل بربر صنا کہ وغیرہ کی جگہ ہے اولاد حسین کو تسلط حاصل ہے اور انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں اور انہیں سلطان کی جاگیروں سے جاگیریں حاصل ہیں اور ان کے پڑوس میں مغرب کی جانب الشبانات رہتے ہیں جو اولاد حسان میں سے ہیں اور انہوں نے اس وجہ سے درعد پر کچھ ٹیکس لگائے ہوئے ہیں۔

احلاف: اور احلاف ذوی منصور میں سے ہیں جو العماریہ اور المنبات ہیں اور ان کے اوطان مشرف کی جانب اولاد حسین کے پڑوس میں ہیں اور جنگل میں ان کی جولانگاہوں میں تاخيلات اور اس کا صحرا اور اہل میں ملویہ اور واد اور تازی کے محلات اور طویہ اور عساسة بھی شامل ہیں اور انہوں نے ان سب پر ٹیکس لگائے ہوئے ہیں اور ان میں شاہی جاگیریں بھی شامل ہیں اور ان کے اور اولاد حسین کے درمیان جنگ جاری ہے اور جنگ میں انہیں عصبیت اکٹھا کر لیتی ہے اور العماریہ کی سرداری مظفر بن ثابت بن مخلف بن عمران کی اولاد میں ہے اور سلطان ابو عمان کے عہد میں ان کا سردار طلحہ بن مظفر اور اس کا بیٹا زبیر تھا اور اس دور میں محمد بن زبیر اور اس کے بھائی موسیٰ کو حاصل ہے اور عمارہ بن قلان بن مخلف کی اولاد سرداری میں ان کی معاون ہے۔ جن میں سے محمد العائد ہے اور اس دور میں ان میں سے سلیمان بن ناجی جنگل میں چراگا ہیں تلاش کرتا پھرتا ہے اور صحرا کے محلات اور قافلوں سے بڑبھڑ کر کے بہت جنگیں کرتا ہے اور المنبات کی سرداری اس دور میں محمد بن عبد بن حسین بن یوسف بن قرج بن مباح کو حاصل ہے اور سلطان ابو عمان کے زمانے میں اس سے پہلے اس کے بھائی کو حاصل تھی اور سرداری میں اس کی معاونت ان کا عم زاد عبد اللہ بن الحاج بن ابی البرکات بن مباح کرتا ہے اور المنبات اور العمار جب اکٹھے ہو جائیں تو اس زمانے میں اولاد حسین سے زیادہ ہو جاتے ہیں اور بنی مرین کی حکومت کے آغاز میں المنبات کو کثرت حاصل تھی اور بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا اختلاف تھا اور بجلناسہ کی فتح اور موحدین کے ہاتھوں سے چھین کر اس پر قبضہ کرنے میں یغمر اس بن زیان ان کا ہراول تھا۔ پھر اس پر بنو مرین غالب آ گئے اور انہوں نے اپنے سرداروں میں سے ان کو قتل کر دیا اور بنی عبدالواد کے ساتھ جنگ کی پھر وہ اس کے بعد المنبات پر ان کی صحرائی جولانگاہوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کر دیا اور اس وجہ سے ان کی تعداد میں آخر تک کمی واقع ہو گئی۔ واللہ مالک الامور لارب سواہ۔

پر مشہور قلعہ مرحلہ یا قبلہ پایا جاتا ہے اور یہاں سے بنی نعمان کی اولاد کے زوایا تک قبلہ کی سمت ایک دن کی مسافت ہے اور وہ وادی کوئل کو تنگ کرتا جاتا ہے۔ جہاں سے وہ جبل نکیسہ کو غربی جانب ہٹا دیتا ہے اور اس کے اور ایضری کے درمیان ایک دن کا سفر ہے اور عرب اس پر غالب نہیں آسکتے وہ صرف اس کے نواح میں میدانوں پر غالب آتے ہیں اور موحدین کے عہد میں یہ ٹھکانے اس کی عملداری میں شامل تھے اور جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ مقامات حکومت کی ماتحتی اور سلطان کی حکمرانی سے باہر نکل گئے۔ سوائے ان مقامات کے جہاں بنی بدر کی حکمرانی تھی۔ ہم قبل ازیں ان لوگوں کا ذکر کر چکے ہیں اور علی بن بدر اس کے محلات کا مالک تھا اور اس کی فوج ایک ہزار سوار پر مشتمل تھی اور اس کے بعد اس کا بھائی علی بن حسن حکمران بنا اور عبدالرحمن کے غالب آنے کے بعد ان کے ساتھ اس کی جنگیں ہوتی رہیں اور ۵۰۷ھ میں اور اس کے بعد انہوں نے اُسے درپے درپے شکستیں دیں اور اس نے ان کے سردار کے ساتھ بد عہدی کی اور اس کے بعد ۵۰۸ھ میں تاروسانت میں انہیں قتل کر دیا اور سوس کے معقل کے ساتھ بنی مرین نے کئی جنگیں کیں اور یعقوب بن عبدالحق ایک معرکے میں جس میں الشبانہ بھی تھے۔ بنی مرین کے ساتھ بنی حسان پر غالب آ گیا اور ان میں کئی لوگوں کو قتل کر دیا اور اس کے بعد یوسف بن یعقوب نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ تو وہ جنگ سے رک گئے اور اس نے ان پر اٹھارہ ہزار تاوان ڈالا اور یوسف بن یعقوب نے دوسری دفعہ ۵۰۹ھ میں ان میں خونریزی کی اور اس کی فوجوں نے ان کے ساتھ کئی روز تک جنگ کی اور بنو عبدالواد میں سے بنو کی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پس فوجیں ان کی طرف آئیں اور مسلسل جنگیں ہوئیں جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

اور جب مغرب میں زناتہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور سلطان ابوسعید کا بیٹا ابوعلی جلماسہ پر قابض ہو گیا اور صلح کے ذریعے اپنے باپ کی حکومت کا کچھ حصہ لیا۔ تو اہل سوس کے یہ عرب جو الشبانہ اور بنی حسان سے تھے۔ اس سے ملنے لگے اور انہوں نے اسے ان محلات پر قبضہ کرنے کی رغبت دلائی پس اس نے اپنے وطن درعد کی سرحدوں سے جنگ شروع کی اور زبردستی بستیوں میں داخل ہو گیا اور علی بن حسن اور اس کی ماں جبال نکیسہ کی طرف ضہاجہ کے پاس بھاگ گئے پھر وہ واپس آ گیا اور سلطان ابوالحسن پھر تمام مغرب پر قابض ہو گیا اور عربوں نے اُسے بھی سوس کے محلات میں رغبت دلائی تو اس نے اپنی فوجیں اور اپنا سالار حسن بن ابراہیم بن عیسیٰ جو بنی پر نیان میں سے تھا۔ ان کے ساتھ بھیجا جس نے ان پر قبضہ کر لیا اور بلاد سوس سے جنگ کا ٹکس لیا اور ٹکس میں ان کا انتظام کیا پس اس کا حال مدت تک درست رہا پھر سلطان ابوالحسن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ تو یہ ٹکس بھی ختم ہو گیا اور سوس بھی اپنی پہلی حالت پر آ گیا اور آج وہ حکومت کا تحت ایک کھلا شہر ہے اور عرب اس کے ٹکس کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں اور اس کی رعایا مصابہ اور ضہاجہ قبائل سے ہے۔ ان میں سے ٹکس والے قبائل اور گشت کرنے والے دستے نہیں فوج کے لئے خادم کے طور پر تقسیم کرتے ہیں۔ جیسے کزولہ بنی حسان، زکرز اور حسن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جو ملطہ میں سے الشبانہ کے ساتھ ہیں اور اس عہد میں ان کا یہی حال ہے اور ذوی حسان کی سرداری، ابوالخلیل بن عمر بن عفیر بن حسن بن موسیٰ بن حامد بن سعید بن حسان بن مختار کی اولاد میں، مخلوف بن ابی بکر بن سلیمان بن الحسن بن زیان بن ابوالخلیل اور اس کے بھائیوں کو حاصل ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ الشبانہ کی سرداری ان میں سے کس کے پاس ہے۔ ہاں وہ

Number of hauls	<i>P. setiferus</i> (%)	<i>P. setiferus</i> + <i>P. setiferus</i> + <i>P. setiferus</i> (%)	<i>P. setiferus</i> + <i>P. setiferus</i> + <i>P. setiferus</i> (%)
1	10	10	10
2	90	20	20
3	90	30	30
4	90	40	40
5	90	50	50
6	90	60	60
7	90	70	70
8	90	80	80
9	90	85	85
10	90	90	90



باب : ۱۰

بنی سلیم و بنی منصور

چوتھے طبقے میں سے بنی سلیم و بنی منصور کے حالات اور ان کے

بطون کا شمار اور انساب کا تذکرہ اور ان کی حکومت کا آغاز و گردش احوال

سب سے پہلے ہم بنی کعب کے ذکر اور ان کے حالات سے آغاز کرتے ہیں۔ بنو سلیم کا بطن مضر کے وسیع ترین بطون میں سے ایک وسیع اور بڑی جمعیت والا بطن ہے اور ان کے ٹھکانے نجد میں ہیں اور وہ بنو سلیم بن منصور بن عکرمہ بن خضفہ بن قیس ہیں اور ان میں بہت سے قبائل ہیں اور جاہلیت میں ان کی سرداری بنی شرید بن رباح اور بنی ثعلبہ بن عطیہ بن خفاف بن امرئ القیس بن یہنہ بن سلیم کو حاصل تھی اور عمر بن الشرید مضر کا بڑا آدمی تھا اور اس کے بیٹے صخر اور معاویہ تھے اور صخر خنساء کا باپ تھا اور اس کا خاوند عباس بن مرداس صحابی تھا۔ خنساء اس کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شامل ہوئی تھی۔

اور سلیم کے بطون میں سے عطیہ رمل اور ذکوان الدین ہیں۔ جن کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بددعا کی تھی جب انہوں نے آپ ﷺ کے اصحاب کو دھوکے سے قتل کر دیا تھا پس ان کا ذکر ماند پڑ گیا اور خلافت عباسیہ کے زمانے میں بنو سلیم کو بغاوت ذمے میں بڑی شوکت حاصل تھی۔ یہاں تک کہ عباسیوں کے ایک خلیفہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ وہ ان میں شادی نہ کرے اور یہ مدینہ میں غارت گری کرتے تھے اور بغداد سے ان کی طرف فوجیں جاتی تھیں اور ان پر حملہ کرتی تھیں اور یہ جنگوں میں بھاگ جاتے تھے اور جب قرامطہ کا فتنہ اٹھا۔ تو یہ بنی عقیل بن کعب کے ساتھ ابو طاہر اور اس کے بیٹوں کے حلیف بن گئے۔ جو قرامطہ میں سے بحرین کے امراء تھے۔ پھر جب قرامطہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو شیعوں کی دعوت پر بنو سلیم بحرین پر غالب آ گئے۔ اس وجہ سے کہ قرامطہ بھی انہی کی دعوت پر تھے۔ پھر بنو اصفہر بنی ثعلبہ بن بویہ کے ایام میں دعوت عباسی کے ذریعے بحرین پر غالب آ گئے اور انہوں نے بنو سلیم کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ پس یہ صعید مصر میں چلے گئے اور المستنصر نے اپنے وزیر اروزی کے تحت انہیں معز بن بادیس سے لڑنے کے لئے افریقہ بھیج دیا جیسا کہ ہم پہلے اسے بیان کر آئے ہیں۔ پس یہ بلائیوں کے ساتھ چلے گئے اور برقہ اور جہات طرابلس میں ایک مدت تک مقیم رہے پھر جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ یہ افریقہ چلے گئے اور اس عہد میں افریقہ اور اس کے گرد و نواح میں ان کے چار بطون تھے۔ زغب، ذیاب، حبیب اور عوف۔

زغیب: زغیب کی نسبت کے متعلق ابن کلبی کہتا ہے کہ وہ زغیب بن نصر بن خفاف بن امرئ القیس بن یہنہ بن سلیم ہے اور ابو محمد التیجانی جو رحامہ میں تو نسیوں کے مشائخ میں سے ہے کہتا ہے کہ وہ زغیب بن ناصر بن خفاف بن جریر بن ملاک بن خفاف ہے اور اس کے خیال میں ابو ذباب اور زغیب الاصغر وہ لوگ ہیں اب جو افریقہ میں بنی سلیم کے مقابل میں سے ہیں اور ابوالحسن بن سعید کہتا ہے کہ وہ زغیب بن مالک بن یہنہ بن سلیم ہے۔ جو حرمین کے درمیان تھے اور اب وہ افریقہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں۔

ذباب: اور ذباب بن مالک بن یہنہ کے نسب کو اللہ تعالیٰ ہی صحیح طور پر بہتر جانتا ہے اور ابن سعید اور التیجانی نے ان کو ایک دوسرے کے قریب بیان کیا ہے اور شاید یہ ایک ہی ہے اور ابن سعید نے ایک جہد ساقط کر دیا ہے۔

حبیب: اور حبیب جو ہے وہ ابن یہنہ بن سلیم ہے اور ان کے ٹھکانے ارض برفہ سے لے کر جو افریقہ کے نزدیک ہے۔ اسکندریہ کی جیت سے عقبہ صغیرہ تک ہیں۔ یہ وہاں پر اپنے بھائیوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے بعد اقامت پذیر ہوئے اور ان میں سب سے پہلے غرب کے حکمران بنو حمید بنے جو اجڑا بیہ اور اس کی جہات میں رہتے تھے اور وہ کئی تھے جنہیں حاجی ڈراتے اور شاخ کی طرف واپس آ جاتے اور ان کی خاصی تعداد تھی اور انہیں ہیبت میں عزت حاصل تھی۔ کیونکہ برفہ کی سر سبزی ایک چراگاہ بن گئی تھی اور ان کے مشرق میں عقبہ کبیرہ تک تیز رفتار اونٹنیاں اور جنگجو لوگ تھے اور سرداری بنی عزاز کے ان دونوں قبیلوں میں تھی جو عزت کے نام سے معروف تھے اور حبیب کے تمام قبائل طویل علاقے پر قابض ہو گئے اور انہوں نے اس کے شہروں کو برباد کر دیا اور اس میں ان کے اشیاء کے سوا کوئی مملکت اور حکومت باقی نہ رہی اور ان کی ملازمت میں بربری اور یہودی کاشکاری اور تجارت کرتے تھے اور ان کے ساتھ رواحہ اور فزارہ کی قومیں بھی تھیں اور اس عہد میں اعراب شیوخ میں سے برفہ میں ذوالیوزدیب نے بہت شہرت پائی لیکن مجھے اس کا نسب معلوم نہیں کہ وہ کن میں سے تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ العزہ میں سے تھا اور کچھ اُسے بنی احمد میں سے کہتے ہیں اور کچھ اسے فزارہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہاں پر ان کی تعداد بہت قلیل تھی اور غلبہ حبیب کو حاصل تھا پس ان کے غیر کو سرداری کیسے مل سکتی تھی۔

عوف: اور عوف جو ہے وہ ابن یہنہ بن سلیم ہے اور ان کے ٹھکانے وادی قابس سے ارض بونہ تک ہیں اور ان کے مرد اس کے ساتھ دو عظیم حرم ہیں اور علاق کے دو بطن ہیں۔ بنو یحییٰ اور حصن اور شیخ الکعب حمزہ بن عمرو وغیرہ متاخرین کے اشعار میں بیان ہوا ہے اور یحییٰ اور علاق دو بھائی ہیں اور بنی یحییٰ کے تین بطون ہیں حمیر اور دلاج اور حمیر کے دو بطن ہیں۔ کروم اور ترجم اور ترجم سے الکعب میں بنو کعب بن احمد بن ترجم اور حصن کے دو ہیں بنو علی اور حکیم اور ہم ان سب کے حالات بطن دار بیان کریں گے اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ ہلالیوں کے پیچھے جاتے ہوئے یہ برفہ میں مقیم ہو گئے تھے اور جب قاضی ابو بکر بن العربی اور اس کے باپ کی کشتی ڈوب گئی تو وہ ان کے ہاں مہمان اترے اور بیچ کر ساحل پر پہنچ گئے تو وہاں پر انہوں نے بنو کعب کو پایا تو وہ ان کا مہمان بنا اور جیسا کہ اس کے سفر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور ان کے شیخ نے اس کی عزت کی اور اس وقت طرابلس اور قابس اور اس کے مضافات میں ابن غانیہ اور قریش الغرق کی جنگ ہو رہی تھی۔ جیسا کہ ہم ان

کے حالات میں بیان کریں گے اور بنو سلیم ان لوگوں میں شامل تھے۔ جو ان کے پاس جو بان العرب اور اتاب القباہل سے جمع ہو گئے تھے۔ پس یہ گروہ درگروہ ان کے پاس چلے گئے اور ان کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں اور قراش نے کعب کے اسی آدمی قتل کر دیئے اور وہ برقہ کی طرف بھاگ گئے اور انہوں نے بطون سلیم میں سے رباح سے اور حمیر کے ویکل سے مدد طلب کی پس انہوں نے ان کی مدد کی۔ یہاں تک کہ علیانہ اس جنگ کو قراش اور اس کے بعد ابن غانیہ کے ہلاک ہونے کی جگہ لے آیا اور حفصی حکومت کو افریقہ میں بڑا سوخ حاصل تھا اور جب قراش ہلاک ہو گیا اور ابن غانیہ کی جنگ ابو محمد بن ابو حفص کے ساتھ شروع ہو گئی تو بنی سلیم افریقہ کے حکمران ابو محمد کی طرف لوٹ آئے اور ابن غانیہ رباح کے زواودہ میں تھا اور ان کا سردار مسعود البلط مغرب سے بھاگ کر اس کے ساتھ مل گیا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے امیر ابو زکریا نے افریقہ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تو یہ سب کی طرف لوٹ آئے اور داسفوف زواودہ کے ساتھ ہو گئے اور جب ابن غانیہ کی جڑ کٹ گئی تو اس نے رباح کو افریقہ سے نکالنے کا عزم کر لیا۔ کیونکہ یہ وہاں پر فساد کرتے تھے پس وہ مرداس اور علاق کو لایا۔ یہ دونوں بنو عوف بن سلیم کے بطون سے ہیں۔ جو سواہل اور قابس کے نواح میں رہتے ہیں اور اس لئے ان سے حسن سلوک کیا اور مرداس کی سرداری ان دنوں اولاد جامع میں تھی اور اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور اس کے بعد ہنان بن جابر بن جامع کو مل گئی اور علاق کی سرداری کعب میں اس کے سردار ابن یعقوب بن کعب کی اولاد کو حاصل تھی اور ان کے افریقہ میں داخل ہونے کے وقت علاق کی سرداری المعز اور اس کے بیٹوں میں سے رافع بن حماد کو حاصل تھی اور اس کے بیٹوں میں سے رافع بن حماد کو حاصل تھی اور اس کے پاس اس کے دادا کا جھنڈا بھی تھا۔ جس کے ساتھ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ وہ ان کے خیال میں بنو کعب کا جد ہے۔ پس سلطان نے ان سے مدد طلب کی اور انہیں قیروان کے میدان میں اتارا اور انہیں انعام و اکرام سے نوازا اور انہوں نے رباح کے زواودہ سے منکب میں مڑ بھیڑ کی حالانکہ اس سے قبل انہیں تمام بلاد افریقہ پر تسلط حاصل تھا اور انہیں شیخ ابو محمد بن حفص کے زمانے میں محمد بن مسعود بن سلطان کی جاگیروں کے قلعات حاصل تھے۔ پس مرداس ایک سال اس کے پاس آیا۔ برے ارادے نے انہیں بدل کر رکھ دیا اور انہوں نے زواودہ کو اپنے تلوار میں آسودہ حال دیکھا تو وہ بہت حریص ہو گئے اور اس آسودگی کو حاصل کرنے کی ٹھان لی اور ان سے جنگ کر کے ان پر غالب آ گئے اور زرق بن سلطان کو قتل کر دیا اور جنگ مسلسل جاری رہی پس جب امیر ابو زکریا ان کے پاس گیا تو اس نے ان کے ہاں تحریص کی وجہ سے قبولیت پائی پس یہ زواودہ کی جنگ کے خلاف جھٹھ بند ہو گئے اور ان کے لئے تیاری کی اور ان کے اور رباح کے درمیان بار بار جنگیں ہوئیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان کو افریقہ سے ان کے ٹھکانوں کی طرف نکال دیا جو اس عہد میں تلول قسطنطنیہ اور بجایہ سے الزاب اور اس کے مضافات تک ہیں۔ پھر انہوں نے جنگ کے ہتھیار تار دیئے اور سب نے وہاں اپنا وطن بنالیا۔ جہاں ان کی قوم نے انہیں جگہ دی اور بنو عوف افریقہ کے دیگر علاقوں پر قابض ہو گئے اور سلطان نے ان سے حسن سلوک کیا اور عطیات کے رجسٹر میں ان کے نام ثبت کر لئے اور ملک میں سے کوئی چیز بطور جاگیر نہ دی اور ان میں سے دوستی کے لئے اولاد جامع اور اس کی قوم کو مختص کیا اور وہ بھی اس کے ساتھ تخلص تھے اور افریقہ کے نواح میں زواودہ اور رباح پر اس کے غلبہ اور انہیں وہاں سے الزاب اور بجایہ اور قسطنطنیہ کے مضافات کی طرف

نکال باہر کرنے کی تدبیر مکمل ہوگی اور لمبا زمانہ حکومت کی اور حکومت اور الغیرہ کے بارے میں ان کے حالات بند اور فیصلہ میں تبدیلی آگئی اور سلطان نے ابن علاق کے ساتھ ان کا فساد کروادیا اور فتنہ پیدا ہو گیا اور حکومت میں اولاد جامع کا جو مقام تھا اس سے مرداس کا شیخ عنان بن جابر ناراض ہو گیا اور غصے ہو کر ان کے پاس سے چلا گیا اور اپنی چراگاہوں کی متلاشی مرداسی جماعت اور ان کے دوستوں کے ساتھ بلاد ریاح میں مغرب کے نواح میں زاغر اور اس کے قریبی علاقوں میں اقامت پذیر ہو گیا اور حاکم افریقہ کے مخلص دوست ابو عبد اللہ بن ابوالحسن نے اسے اس کے فعل پر سرزنش کرتے ہوئے کہا:

انہوں نے ممریہ میں لمبے بیابانوں کو قطع کیا اور جنگل کو چڑھتے ڈھلتے طے کیا۔ وہ غفلی اور سواحر کے درمیان بقیہ

پانی کو بھول گئے ہیں کیا اس میں موسلا دھار بارشیں چمکی ہیں۔

تو عنان نے اس کے جواب میں کہا:

”میرے دو دوستوں سلے اور حاجر کے درمیان ہو جتنا بیچ میں تیز رفتار اور لاغر اونٹیاں پر آؤ۔“

پھر وہ مراکش میں خلیفہ سعید بن عبد المؤمن کے پاس چلا گیا اور اُسے افریقہ اور آل ابی حفص کے خلاف براہیجہ کرنے لگا اور راستے ہی میں مر گیا اور ”سلا“ مقام پر دفن ہوا اور النضرۃ کے درمیان مرداس کا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ امیر ابو زکریا فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر بادشاہ بنا اور کعب سلطان سے اپنی قوم کے متعلق عہد لینے کی وجہ سے غالب آ گئے اور اس کے عہد میں ان کا سردار عبد اللہ بن شینہ تھا۔ پس اس نے مرداس کے بارے میں سلطان کے پاس چغلی کی اور ابو جامع اس کی چغلی کو پہنچانے والا تھا اور دیگر علاقے اس کے خلاف جتھہ بند ہو گئے اور انہوں نے مرداسیوں سے جنگ کی اور ان کے اوطان میں ان پر غالب آ گئے اور انہیں افریقہ سے نکال دیا اور جنگل کی طرف چلے گئے اور آج کل بھی وہ صحرائین ہی ہیں اور الرتل کی طرف آ کر تلول کی اطراف سے سلیم باریاح کے احکام کے تحت غلہ حاصل کرتے ہیں اور مراہع کعب کے ایام میں اور تلول میں ٹھہرنے کے دنوں میں قسطنطنیہ کے نواح میں ان کا خصوصی تسلط ہوتا ہے اور جب وہ اپنے سرمائی مقامات کی طرف جاتے ہیں تو مرداس کے قبیلے دور دراز کے ویرانے میں بھاگ جاتے ہیں اور معاہدہ کر کے ان سے مل جل جاتے ہیں اور انہوں نے نوزا نقطہ اور بلاد قسطلیہ پر ٹیکس لگایا ہوا ہے جو وہ انہیں ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے عوف کی سرداری میں مرداس، حصین، ریاح اور ولاج کے دیگر بطون میں مضبوط ہوگی اور حکومت کے نزدیک ان کی شان بلند ہوگی اور وہ دیگر بنی سلیم بن منصور سے معزز ہو گئے اور انکی سردار یعقوب بن کعب کی اولاد میں قائم ہوگی اور وہ بنو شینہ بنو طاہر اور بنو علی ہیں اور شینہ بن یعقوب کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے عبد اللہ کو تقدم حاصل ہے پھر اس کے بھائی ابراہیم کو، پھر عبد الرحمن کو جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا اور بنو علی سرداری میں ان کی مدد کرتے تھے اور ان میں سے بنو کثیر بن یزید بن علی بھی تھے اور کعب ان کے درمیان الحاج کے نام سے معروف تھا۔ کیونکہ اس نے حج کا فرض ادا کیا اور سلطان المستنصر کے زمانے میں اس کے ساتھی شیخ الموحد بن البوسعید العود الرطب کے ساتھ تھے اور جنہوں نے اُسے جاہ و ثروت دی تھی اور سلطان نے اُسے چار بستیاں بطور جاگیر دیں جو اس نے اپنے بیٹے کو دے دیں۔ جو ضفاف، افریقہ اور الجریڈ کی جانب تھیں اور اس کے سات بیٹے تھے۔ جن میں سے چار اجز، ماضی، علی اور محمد ایک ماں سے تھے اور تین برید، برکات اور عبد الغنی ایک ماں سے تھے پس احمد نے اولاد شینہ

سے کعب پر سرداری کرنے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا اور سلطان ابواسحاق سے رابطہ کر لیا اور انہیں اس بات کی وجہ سے ناراض کر دیا پس وہ داعی کے ظہور کے وقت اس کے ساتھ مل گئے۔ اس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور احمد فوت ہو گیا اور سرداری اس کی اولاد میں قائم رہی اور اس کے لڑکوں کی ایک جماعت تھی اور بنو قاسم کی ایک عورت عرفہ سے ابواللیل اور ابوالفضل تھے اور حکمیہ سے قائد عبید مندیل، عبدالکریم السری، کلیب جہد الملک اور عبدالعزیز تھے اور جب احمد فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی حکومت ابوالفضل نے سنبھالی اور اس کے بعد اس کے بھائی ابواللیل بن احمد نے اور احمد کے بیٹوں کی سرداری ان کی قوم پر غالب آ گئی اور انہوں نے اپنے بھائیوں کے تمام بیٹوں سے تالف کیا اور اس عہد تک ان کے درمیان چودہ ہراٹھ کرتے رہے اور جب داعی بن ابی عمارہ کا معاملہ ہوا تو فضل بن یحییٰ مخلوع مایوس ہو گیا اور سلطان ابواسحاق پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔ جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا ذکر کریں گے اور ابوحفص اور اس کا چھوٹا بھائی قلعہ سنان میں گئے جو افریقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے اور ابواللیل بن احمد کو اس کے بچانے اور اس کی حکومت کے قیام میں بہت اثر و رسوخ حاصل تھا۔ پس اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور جب اللہ نے اسے داعی کے مقابلہ میں حکومت دی تو اس نے اس کی سرداری کو اس کی قوم پر مستحکم کر دیا۔ پس ابواللیل نے اچھی طرح ان کی حکومت کو تیار کیا اور منکب میں اولاد شیخ سے بڑھ کر اور ان کے آخری آدمی عبدالرحمن بن شیخ کو بجایہ میں جاملاب امیر ابو زکریا بن سلطان ابی اسحاق نے اس کے بچا سلطان ابو حفص کی سلطنت سے اسے جاگیر دی پس وہ ملک طلب کرتے ہوئے اور تونس کی حکومت کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا اس سے اس کا مقصد اپنی سرداری کو بڑھانا تھا۔ مگر وہ اپنے ارادے کی تکمیل سے قبل ہی مر گیا اور بجایہ میں دفن ہوا اور اس کے مرنے کے ساتھ ہی اولاد شیخ کی سرداری کا خاتمہ ہو گیا۔

اور کعب میں ابواللیل سرداری کے لئے مختص ہو گیا اور اس کے اور سلطان ابو حفص کے درمیان خوف کی فضا پیدا ہو گئی۔ تو اس نے اپنی جگہ کعب پر محمد بن عبدالرحمن بن شیخ کو مقدم کیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کی یہاں تک کہ اس نے اطاعت اختیار کر لی اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے احمد نے اس کی سرداری سنبھالی اور اس کی سرداری قائم رہی اور سلطان ابو حفص نے اُسے ہٹا دیا تو وہ اس کے قید خانے ہی میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بھائی عمر بن ابواللیل حکمران بنا اور اس کے ساتھ ہراج ابن عبید بن احمد بن کعب نے جنگ کی یہاں تک کہ ہراج ہلاک ہو گیا جیسا ہم بیان کریں گے اور جب عمر ہلاک ہو گیا۔ تو اس کی قوم کی سرداری اس کے بھائی احمد بن ابواللیل نے سنبھالی اور اس نے مولا ہم اور حمزہ کی جو اس کے بھائی عمر کا بیٹا تھا اور عمر ایک کمزور اور عاجز آدمی تھا۔ پس مہملہ کے لڑکوں نے اپنے عم زاد قاسم سے جھگڑا کیا اور وہ مجر، مسکنا، مرغم، طلب اور عون تھے۔ جو دوسرے لوگوں میں شامل تھے۔ ان کے نام مجھے یاد نہیں رہے۔ پس انہوں نے لوگوں کو یہ تربیت دی کہ ان کی قوم پر کسی کو خصوصیت حاصل نہیں اور ابواللیل کے بیٹے محمد سے کشاکش رکھی اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے۔

ہراج: اور جب ہراج ابن عبید بن احمد کا ظہور ہوا اور اس کا کینہ اور سرکشی بڑھ گئی اور اس کا بہت برا اثر پڑا تو عوام کے سینوں میں اس کے متعلق جوش پیدا ہو گیا۔ پس وہ ۵۵۰ھ میں تونس چلا گیا اور جمعہ کے روز مسجد میں موزے پہن کر داخل ہو گیا۔ تو لوگوں نے موزے پہن کر مسجد میں آنے پر برا منایا اور اُسے بعض نمازیوں نے بھی اس بارے میں کہا تو اس نے جواب دیا کہ

میں موزوں کے ساتھ سلطان کے قالین پر چلا جاتا ہوں پس میں انہیں جامع مسجد میں پہن کر کیوں نہیں آسکتا پس لوگوں کو یہ بات گراں گزری تو انہوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر کے اسے مسجد میں قتل کر دیا اور اپنے فضل سے حکومت کو راضی کر دیا اور اس کا یہ واقعہ مشہور ہے اور اس کے بعد سلطان نے اس کے بھائی کیسان اور اس کے عم زاد شبل بن مندیل بن احمد کو قتل کر دیا اور کعب کی سرداری محمد بن ابی لیلیٰ کے مرید اور ہراج بن عبید مولا ہم اور حمزہ عمر کے بیٹوں نے سنبالی اور صحرا کی سرداری اور بنو سلیم افریقہ میں اپنے عم زادوں مہملہ بن قاسم اور ان کے امثال سے مزاحمت کے لئے مخصوص ہو گئی اور تحول ان کے علاوہ تھے اور ۷۰ھ میں احمد بن ابواللیل اور اس کے بھائی کا بیٹا سلطان کے باغی ہو گئے اور عنان بن ابودبوس نے اسے اس کی جگہ وطن ذباب سے بلایا پس وہ اس کے پاس آیا اور وہ اسے تونس پر چڑھا لایا اور اس نے نکدیہ العفرہ کے باہر پڑاؤ کیا اور وزیر ابو عبد اللہ بن برزیکین ان کے مقابلہ میں نکلا پس اس نے انہیں شکست دی اور احمد بن ابواللیل کو خادم بنایا پھر اسے گرفتار کر کے تونس میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد ۷۸ھ میں مولا ہم ابن عمر گیا۔ تو اسے بھی اس کے ساتھ قید کر دیا اور اس کا بھائی حمزہ امیر ابوالبقا، خالد بن امیر ذکر یا جو افریقہ کی مغربی سرحد کا حکمران تھا کے پاس سلطان ابو عسید کی وفات کے وقت گیا اور اس کے ساتھ ابو علی بن کثیر، یعقوب بن فرس اور بنی سلیم کے شیوخ بھی تھے اور انہوں نے ابوالبقا کو الحضرة کی حکومت کے بارے میں رغبت دلائی اور وہ اس کی صحبت میں آ گئے اور اس نے اس کے بھائی مولا ہم کو تونس میں سلطان کے داخلہ کے وقت ۸۰ھ میں رہا کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات بیان کریں گے۔ پھر حمزہ سلطان ابو یحییٰ ذکر یا ابن اللخیمانی سے ملا اور اس نے اس پر مسلسل احسانات کئے۔ پس اس نے اسے دیگر عربوں پر فوقیت دے دی یہاں تک کہ اس کے بھائی نے اس پر حسد کیا اور سلطان کے پاس چلا گیا اور الحضرة اور دیگر بلاد افریقہ پر اس کے قبضہ کے بعد ۸۳ھ میں بجایہ کا حاکم بن گیا پس سلطان نے اسے اپنی حکومت کے لئے چن لیا اور حمزہ نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ اس کے قرابت داروں کو یکے بعد دیگرے اس کے پاس لے آیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور اس کے بھائی نے سلطان کی خیر خواہی میں فریب کاری کی اور حمزہ نے اس کام میں اس کی مدد کی اور اس کی خیانت کی خبر مشہور ہوئی تو سلطان نے اسے اور اس کے بیٹے منصور اور اس کے زبیب زعدان کو پکڑ لیا اور مضرار بن محمد بن ابواللیل نے سلطان کے پاس اپنے عم زاد عون بن عبد اللہ بن احمد اور احمد بن عبد الواحد اور ابو عبید اور ابو ہلال بن محمود بن فاد اور ناجی بن ابی علی بن کنز اور محمد بن مسکین اور ابو زید بن عمر بن یعقوب اور ہوارہ سے فیصل بن زغراع کی چٹلی کھائی تو انہیں اس وقت ۸۲ھ میں قتل کر دیا گیا اور ان کے اعضاء حمزہ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ تو اس کے غصے میں اضافہ ہو گیا اور وہ ابوتاشیفین سے لغر اس کے عہد میں تلمسان کی فوجوں کے ساتھ ملا اور اس کے ساتھ محمد بن سلطان لخمیانی بھی تھا جو ابوضربہ کے نام سے مشہور ہے اس نے اسے حکومت کا سربراہ مقرر کیا اور ابوتاشیفین نے انہیں زنا تہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور یہ افریقہ کی طرف جنگ کے لئے گئے پس سلطان ان کے مقابلہ میں نکلا اور انہیں بریشہ نے شکست دی اور اس کے بعد ہمیشہ ہی وہ سلطان ابو یحییٰ کے پاس بہت خصوصی کے اعیان سے تربیت یافتہ آدمی لاتا رہا اور ابوتاشیفین حاکم تلمسان زنا تہ کی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کرتا رہا اور ان کے درمیان کئی دفعہ جنگیں ہوئیں۔ جو برابر رہیں۔ جیسا کہ ہم اس کی جگہ پر اس کا ذکر کریں گے۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن اور اس کی قوم جو بنی

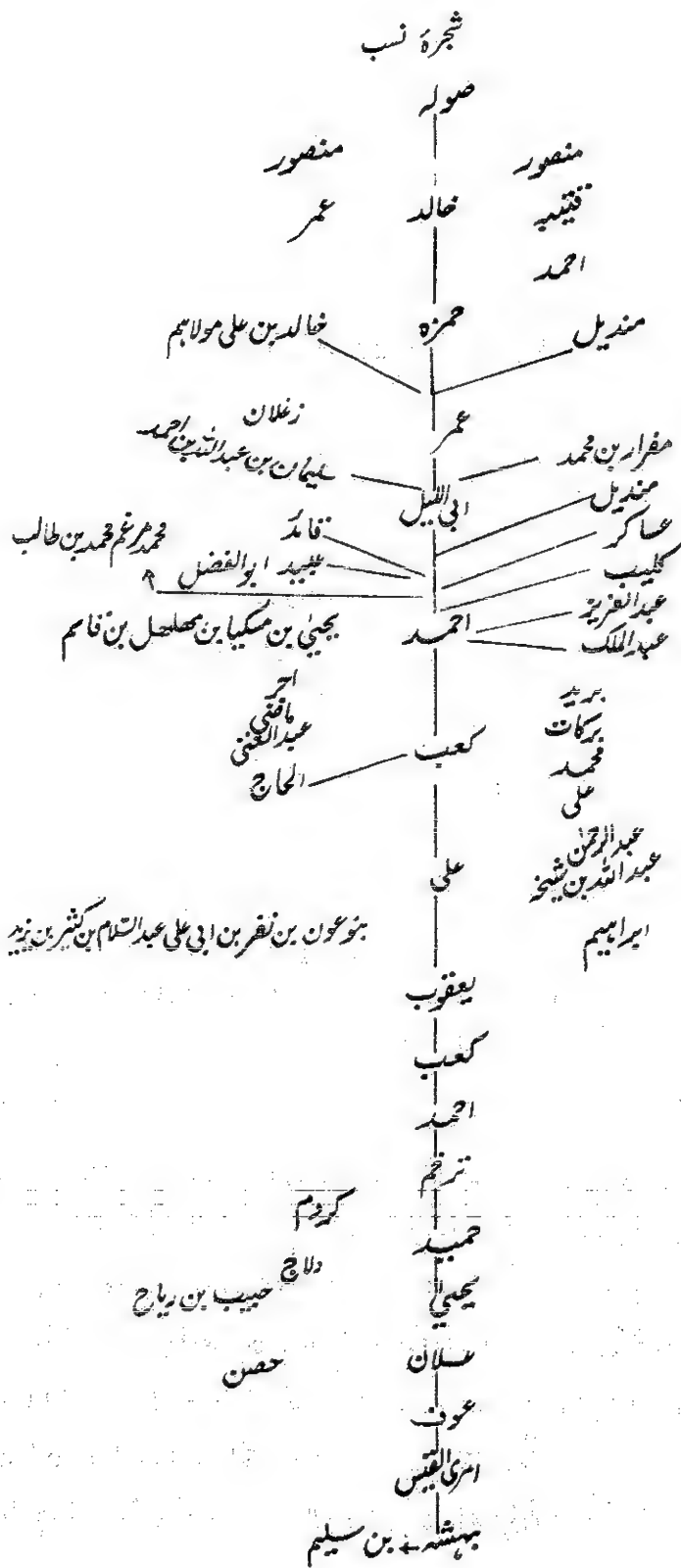
مرین میں سے تھے تلمسان اور غرب اوسط پر ۳۷۳ھ میں غالب آ گئے اور انہوں نے بنی عبد الواد اور دیر زمانہ قضیہ حمزہ کا جنگ کے آغاز سے تعاقب کیا اور وہ جنگ میں ناکام ہو کر سلطان ابو یحییٰ نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور اس کے جرائم اسے معاف کر دیئے اور اُسے خاص مقام دیا پس اس نے اس کی بہت خیر خواہی کی اور اس کے سالار محمد بن عبد الحکیم نے افریقہ کی طرف بڑھنے میں اس کی مدد کی اور صحرائی اعراب غالب آ گئے اور حکومت کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور حمزہ ۴۰۰ھ میں ابو عن نصر بن ابی علی عبد السلام کے ہاتھوں جو کتر بن زید کی اولاد سے تھا، مارا گیا اور اس کا ذکر قبل ازیں بنی علی میں بیان ہو چکا ہے جو بنی کعب کے بطون میں سے ہے۔ ایک جنگ میں اسے نیزہ لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عمر نے قشعہ قبیۃ فیتیہ کی مدد سے ان کی حکومت سنبھالی۔ لیکن ابواللیل دیگر بھائیوں اور القرابہ پر غالب آ گیا اور وہ بنی کعب اور دیگر بنی یحییٰ کا اکیلا ہی حکمران بن بیٹھا اور اس کے ہمسر بنو مہلبہل اس سے حسد کرتے تھے اور اس سے حکومت لینے کے خواہاں تھے اور معن بن مطاعن فزاری جو اس کے باپ کا وزیر تھا۔ حکومت میں اس کا مددگار تھا اور انہوں نے اپنے باپ حمزہ کی فوجی فہم کے بعد سلطان کے خلاف خروج کیا اور اتہام لگایا کہ ابو عن کو انہوں نے قتل کیا ہے دراصل یہ کام حکومت کی امداد سے ہوا تھا۔ پس انہوں نے تونس سے مقابلہ کیا اور اس کے محاصرہ کے لئے اولاد مہلبہل اور ان کے امثال کو اکٹھا کر لیا۔ پھر اختلاف کر کے ملک سے کوچ کر گئے اور طالب بن مہلبہل اور اس کی قوم سلطان کی طرف چلے گئے اور یہ ان کے تعاقب میں چل پڑا اور قیروان میں ان پر حملہ کر دیا اور ان کے سردار اس کے بیٹے امیر ابو العباس کے پاس اس کے محل میں گئے جو اس کے بیٹے کے خلاف خروج کرنے میں اُسے شامل کرتے تھے اور ان میں ان کا وزیر معن بن مطاعن بھی تھا۔ پس اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور باقی لوگ بھاگ گئے اور دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ضمانت دی۔

سلطان ابو یحییٰ: اور جب سلطان ابو یحییٰ فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے عمر نے حکومت سنبھالی تو یہ اس سے منحرف ہو گئے اور اس کے بھائی ابو العباس کی مدد کی جو الجریہ کا حاکم اور ولی عہد تھا۔ اپنے سواروں کے ساتھ اس کے ساتھ تونس کی طرف جنگ کرنے گئے پس ابو العباس تونس میں داخل ہوا تو اس کے بھائی ابو الہول بن حمزہ کو بھی قتل کر دیا اور اس طرح ان کو مدد دی۔ اور خالد افریقہ سے حکومت کے سرکردہ لوگوں پر مشتمل ایک وفد لے کر حاکم مغرب سلطان ابو الحسن کے پاس گیا اور جب وہ ملک پر قابض ہو گیا تو اس نے راستوں پر فساد کرنے اور ٹیکس لینے سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور وہ شہر بھی ان سے چھین لئے جو ان کے ہاتھوں میں بطور جاگیر کے تھے اور ان کو بلاد مغرب اقصیٰ کے معقلیوں اور زبعیوں کے اعراب کے ساتھ ملا دیا پس انہیں اس کا یہ دباؤ گراں گزر اور بگڑ بیٹھے اور اُسے بھی ان کے متعلق بدظنی ہو گئی اور مفیدین اپنے جنگلوں سے اطراف پر حملہ کرنے لگے پس اس نے یہ بات ان کی طرف منسوب کی اور تونس میں خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد اور خلیفہ بن عبد اللہ بن مسکین اور خلیفہ بن ابی زید جو حلیم کے شیوخ میں سے تھا اس کے پاس گئے اور ان کے متعلق اس کے پاس شکایت کی گئی کہ انہوں نے بنو ابو حفص میں سے اولاد کیانی کے بعض اعیاض کو داخل کیا ہے جیسا کہ اس کے سفر میں بیان ہوا ہے اور ہم اُسے اس کے موقع پر بیان کریں گے۔ پس اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور ان کی اطلاع قبیلے میں پہنچ گئی پس انہوں نے قسطلیلہ اور برید میں جنگ شروع کر دی اور برنابی میں آل عبد المؤمن کے بقیہ لوگوں پر جو ابو العباس اور یس کی اولاد تھے غالب آ گئے

جس کا لقب ابو ادریس تھا اور مراکش میں ان کا آخری خلیفہ تھا اور مغرب پر اس کا غلبہ تھا اور اس کا نام احمد بن عثمان بن ادریس تھا۔ پس انہوں نے اُسے خلیفہ مقرر کر کے اس کی بیعت کر لی اور اس پر متفق ہو گئے اور ان کے ساتھ ان کا چچا مہملہل کے بیٹوں نے جنگ شروع کر دی اور وہ مدت کا جو یاں تھا اور اس کا بیٹا محمد ان میں اس کا جانشین بنا پس اس نے اپنی قوم سے مدد مانگی اور تمام لوگوں نے زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے میں اس سے اتفاق کیا اور سلطان ابو الحسن تونس سے ۴۹۷ھ کے آغاز میں ان کے مقابلہ میں گیا تو وہ اس کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ قیروان میں اترا اور انہوں نے پھر اس سے جنگ کی اور اس کی جمعیت کو منتشر کر دیا اور اس کے اور ان کے کپڑوں سے اپنے تھیلے بھر لئے اور سلطان کی شوکت ختم کر دی اور اس کی حکومت کی دھار کند کر دی اور زناتہ کی پوزیشن گر گئی اور قومیں ان پر غالب آ گئیں اور ابو اللیل بن حمزہ فوت ہو گیا اور عمر اپنے بھائیوں کے مقابلہ سے عاجز آ گیا اور اس کا بھائی خالد سرداری کے لئے مختص ہو گیا۔ پھر اس کے بعد ان دونوں کا بھائی منصور مخصوص ہو گیا اور سلطان ابو اسحاق بن سلطان ابو یحییٰ پر حاکم تونس غالب آ گیا اور عربوں کے ہاتھ الضاحیہ پر پھیل گئے اور حکومت نے انہیں جاگیریں دیں یہاں تک کہ وہ الضاحیہ پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان کو شہروں کے خراج اور صحرا اور سبزہ زاروں کی جاگیروں اور تللوں اور جرید سے حصہ دیا اور وہ حکومت کے اعیان کے درمیان انکسٹ کرنے لگے اور انہیں الحضرة میں چڑھائی کے لئے لائے گئے کیونکہ وہ انہیں حکومت کا مزہ نہیں چکھنے دیتے تھے اور سلطان انہیں ان کے ہمسروں اور اولاد مہملہل بن قاسم بن احمد کے مقابلہ میں بھیجتا اور اس کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے درمیان جنگ کروا دیتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے امت کو ذلت کے گڑھے سے نکالنے اور خوف اور بھوک کے دکھ سے نجات دینے اور موت کی ظلمتوں سے نور استقامت کی طرف کا ارادہ کیا اور سلطان امیر المؤمنین ابو العباس احمد ایدہ اللہ کو خلافت کی وراثت حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ پس اس نے الحضرة کے لوگوں کو بھیجا پس وہ اس کے دارالامارت سے جو مغربی سرحد پر تھا۔ چل پڑے اور صحرائی لوگوں کا امیر اور منصور بن حمزہ اس کے پاس آئے یہ اچھے کا واقعہ ہے۔ جب سلطان ابو اسحاق فوت ہوا جو الحضرة کا حاکم اور خلافت و جماعت کے عصا کا مالک تھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے خالد نے حکومت سنبھالی اور افریقہ کی طرف گیا اور تونس میں زبردستی داخل ہو گیا اور الحضرة پر دو سال بعد غالب آ گیا اور اس نے عربوں پر غالب آنے کی وجہ سے اپنی دھار کو تیز کر لیا اور ان کے ہاتھوں کے مفاسد سے روک دیا پس منصور کو حکومت سے نفرت پیدا ہو گئی اور امیر ابو یحییٰ زکریا بن سلطان نے ان کے جدا کبر ابن یحییٰ کو جو عربوں میں کئی سال سے رہ رہا تھا امیر مقرر کر دیا۔ جیسا کہ ہم حکومت کے حالات میں سب باتوں کو بیان کریں گے اور ۵۰۱ھ میں اُسے تونس پر چڑھایا مگر تونس فتح نہ ہو سکا اور انہیں کچھ بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی اور منصور نے اپنی حالت کا ذکر سلطان سے کیا اور خیر خواہی کے چہرہ سے نقاب اٹھایا اور اس کا قبیلہ اس کے بُرے کٹرول اور حسد کی وجہ سے اس سے تنگ پڑ چکا تھا پس اس کے بھائی ابو اللیل کا بیٹا محمد اس کے پاس گیا اور اُسے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا اور وہ اسی روز ۵۰۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جمعیت منتشر ہو گئی اور اس کے بعد ان کی حکومت اس کے بھتیجے صولہ بن خالد بن حمزہ نے سنبھالی اور اس کی مدد ابن عمر کی اولاد کرتی تھی۔ پس اس نے سلطان کی خدمت اور خیر خواہی کی کچھ کوشش کی مگر پھر نافرمانی اختیار کی اور اختلاف کی حقیقت سے پردہ اٹھایا اور مسلسل تین دفعہ اس کا یہ حال ہوا اور سلطان نے اسے اور اس کی قوم کو ان

کے ہمسروں اور اولاد پہلے پر فتح دلائی اور ان کی سرداری محمد بن طالب کے لئے تھی۔ پس صحرا کی سرداری ان کے پاس واپس آ گئی اور اس نے انہیں منبع عطا کا اختیار دے دیا اور عربوں پر ان کے رتبوں کو بلند کر دیا اور ابن عمر ابو اللیل کی اولاد بھی اس کے ساتھ آئی اور دیگر ایام میں اولاد حمزہ اختلاف میں لگی رہی اور ۸۰ھ میں سلطان بلاد جرید کی طرف گیا تاکہ پہلا پھلا کر ان کے سرداروں کے سامنے پیشکش کرے اور انہیں اطاعت کا راستہ اختیار کرنے پر آمادہ کرے۔ پس وہ لوگ ان رؤسا کی مدد اور شرائط کے مطابق اسے وہاں سے ہٹانے لگ گئے۔ اس کے بعد اس کے پاس عرب کے دو مان اور صحرا کے ذیاب سے فوجیں واپس آ گئیں اور وہ ان سب پر غالب آ گیا اور اس نے انہیں اس کے اطراف سے نکال باہر کیا اور یہ ان رؤسا کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ کامیاب ہو گیا اور ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ گرفتار ہو گئے یہ ان کے ذخائر اور محلات پر قابض ہو گیا اور اس نے اولاد حمزہ اور ان کے حلیفوں کو حکیم المفسر سے باہر نکال دیا اور وہ مغرب کی جیت سے اپنے ملک کی سرحدوں کو پار کر گئے اور فساد کے بعد معزز ہو گئے اور ہندوں پر رحمت کے دروازے کھل گئے اور ان عربوں کو اقتدار اور حکومت پر ایسا غلبہ حاصل تھا کہ اس تک کوئی غلبہ نہ پہنچ سکتا اور ان کی طبیعت میں بڑی نخوت اور تکبر تھا کیونکہ وہ عہد اول سے واقف نہ تھے اور نہ ہی وہ صدقات دے کر عہد اول سے مقابلہ کر سکتے تھے ہاں بنی امیہ کی حکومت میں عرب، عصیت کی وجہ سے ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے تھے اس کی شہادت مرتدین اور ان کے حلیفوں کے واقعات سے ملتی ہے۔ جو وہ اپنے امثال کے ساتھ روا رکھتے تھے حالانکہ اس عہد میں صدقہ، سختی اور عزت کے ساتھ حق کا خواہاں تھا اور اس کے دینے میں زیادہ حقارت اور مذلت نہیں تھی اور بنو عباس کے زمانے میں جب حکومت مضبوط ہو گئی اور جتھے داروں پر سختی کی جانے لگی۔ تو اس کا مقصد انہیں بلاد نجد اور تہامہ اور ان کے درے سے بیاباں میں بھجوانا تھا اور عبیدیوں کے زمانے میں حکومت کو ضرورت تھی کہ وہ انہیں اس جنگ کی طرف مائل کرے جو ان کے اور بنو عباس کے درمیان جاری تھی اور جب وہ اس کے بعد برفہ اور افریقہ کے علاقوں کی طرف گئے تو وہ حکومت کی پناہ میں کھلے پھرتے تھے اور جب بنو ابو حفص نے انہیں انتخاب کیا۔ تو وہ ذلت اور رسوائی میں ان کے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ زنا تہ کے ابو الحسن اور اس کی قوم سے قیروان میں ان کی جنگ ہوئی۔ تو وہ دوسرے عربوں کے لئے مغرب کی حکومتوں کے مقابلہ میں عزت کے راستے پر چلے۔ پس معقل اور زعنبہ نے زنا تہ کے بادشاہوں پر ظلم کیا اور مار کھانے کے بعد ان کی تلاش میں حد سے بڑھ گئے تاکہ غالب آنے والوں کو اس قسم کی زیادتی سے روک سکیں۔

واللہ مالک



باب : ۱۱

قاسم بن مرا بن احمد

سُلم کے عالم بالسّہ قاسم بن مرا کے حالات اور اس کا انجام اور گردشِ احوال

یہ شخص کعب میں سے احمد بن کعب کی اولاد میں سے تھا اور اس کا نام قاسم بن مرا بن احمد تھا اور یہ ان میں عابد و زاہد تھا اور یہ اپنے دور کے شیخ العلماء ابو یوسف الدھانی سے قیروان میں ملا اور اس سے علم حاصل کیا اور اس کی صحبت اختیار کی اور پھر اپنی قوم میں اپنے شیخ کے طریق کے مطابق تقویٰ اور سنت کی مقدور بھر پابندی کرتا ہوا چلا گیا اور اس نے عربوں کی حالت کو دیکھا کہ وہ راستوں میں فساد اور بغاوت کرتے ہیں۔ تو اس نے ان میں بُری باتوں سے روکنے اور سنت کے قائم کی ٹھان لی اور اس نے اپنے خاندان کو جو اولاد احمد میں سے تھا۔ اس طرف دعوت دی کہ وہ اس کے ساتھ مل کر اس بارے میں جنگ کریں۔ پس اولاد ابو اللیل نے جو اس کے رازدار تھے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے یہ مطالبہ نہ کرے۔ مبادا وہ اس کی عداوت پر آمادہ ہو جائیں اور اس کا کام خراب ہو جائے اور انہوں نے اُسے کہا کہ وہ یہ مطالبہ سُلم کے دیگر لوگوں سے کرے اور وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں خاص طور پر اس کے محافظ ہوں گے جو اس پر حملہ کرنا چاہیں گے۔ پس صحرا میں سے مختلف قسم کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ جو اس کے طریق پر چلتے اور اس کی پیروی کرتے اور اس کے ساتھ رہتے تھے اور ان کا نام جنادہ تھا اور اس نے قیروان اور آس پاس کے بلادِ ساحل میں راستوں کی اصلاح کی دعوت کا آغاز کیا۔ اور اسے جس قزاق کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ راستوں میں ڈاکے ڈالتا ہے وہ اسے قتل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کرتا اور اس نے مشہور قزاقوں کے ساتھ جنگ کی اور ان کے اموال اور خون کو مباح قرار دیا یہاں تک کہ اس نے تمام قزاقوں کو اچھی طرح بھگا دیا اور اس وجہ سے آلِ حصن پر اس کا بول بالا ہو گیا اور افریقہ میں تونس، قیروان اور بلادِ الجرید کے درمیان راستے ٹھیک ہو گئے اور اس کی قوم نے اس کی عداوت پر پکا کر لیا اور بنو مہلب قاسم بن احمد کے بعض آدمیوں نے سلطان تونس امیر بن حفص کو مشورہ دیا کہ اس آدمی کی دعوت، حکومت اور جماعت کے لئے بے عزتی کا باعث ہے مگر اس نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا پس وہ اس کے ہاں سے اس کے قتل کے ارادہ سے نکلے اور ایک روز اسے اپنے دستور کے مطابق اپنے کاموں میں مشورہ کے لئے بلایا اور اس کے ساتھ اپنی قوم کے صحن میں کھڑے ہو گئے پھر وہ اس سے

الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے اور اُسے پیچھے سے محمد بن مہملہل نے جواب دہرے تین کے لقب سے مشہور تھا۔ نیزہ مار دیا اور وہ قتل ہو کر منہ اور ہاتھوں کے بل گر پڑا اور اولاد ابواللیل نے غصہ میں آ کر اس کے خون کا بدلہ طلب کیا تو اس دن سے بنو کعب کے قبائل میں اتراق پیدا ہو گیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ آپس میں متہد تھے اور اس کے بعد اس کا بیٹا اس کے طریق پر چلا یہاں تک کہ وہ بھی ۶۰۶ھ میں آل حصن کے ایک جوان کے ہاتھوں مارا گیا اور بنو ابواللیل مسلسل قاسم بن مرا کے خون کا بدلہ طلب کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں عمر بن ابواللیل کے بیٹے حمزہ اور مولا ہم ظاہر ہوئے اور انہیں اپنے قبیلوں کی سرداری مل گئی اور ایک روز اولاد مہملہل بن قاسم نے جنگل میں اپنے سر بانی مقام پر حمزہ اور مولا ہم کے بارے میں اجتماع کیا اور ان کے چچا قاسم بن مرا کے بیٹے شاق نے ان سب کو دھوکے سے قتل کرنے کی ٹھان لی اور ان میں سے طالب بن مہملہل کے سوا کوئی آدمی نہ بچ سکا کیونکہ وہ ان کے ساتھ موجود نہیں تھا۔ اس دن سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان جنگ میں اضافہ ہو گیا اور بنی سلیم کے قبائل منقسم ہو گئے اور حکومت کی اطاعت اور اختلاف میں ایک دوسرے کی مدد کرنے لگے اور وہ اس وقت تک اسی ڈگر پر قائم ہیں اور آج کل بنو مہملہل کی سرداری محمد بن طالب بن مہملہل اور اس کے بھائی یحییٰ کو حاصل ہے۔ والہ وراث الارض ومن علیہا و هو خیر الوارثین۔

بنو حصن بن علاق

بنو حصن بطون علاق میں سے ہیں اور حصن یحییٰ بن علاق کا بھائی ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور یہ بھی دوطن ہیں۔ بنو علی اور حکیم اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکیم حصن سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کی گود میں پرورش پا کر اس کی طرف منسوب ہو گیا ہے اور حکیم کے کئی بطن ہیں جن میں سے بنو ظریف بن حکیم بھی ہیں جو عامر شلہ عبہ نصیر حمر بن مقدم بن ظریف اور زیاد بن ظریف کی اولاد ہیں اور ان میں سے بنو وائل بن حکیم اور بنو طرد بن حکیم بھی ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طرد بن حکیم کا قبیلہ نہیں بلکہ وہ منہس سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ہلال بن عامر کا ایک بطن ہے اور کہتے ہیں کہ ان میں سے زید الحجاج بن فاضل بھی ہے جس کا ہلال کے جوانوں میں ذکر آتا ہے اور طرد کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہ بنی فہم بن عمر بن قیس بن عیلان بن عدوان میں سے ہیں اور انہی میں شمار ہوتے ہیں اور طرد والا لاج کے حلیف تھے پھر انہوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا اور آل ملاعب کے حلیف بن گئے اور حکیم کے بطون میں سے آل حسین نوال، مقعد اور الجمیعات بھی ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ ان کا نسب کیسے متصل ہوتا ہے اور ان میں سے بنو نمیر بن حکیم بھی ہیں اور نمیر کے دوطن ہیں۔ ملاعب اور احمد اور احمد میں سے بنو محمد اور بطین ہیں اور ملاعب میں سے بنو بکعل بن ملاعب ہیں اور وہ اولاد زمام اور الفریات اور اولاد میاس اور اولاد فائد ہیں اور اولاد فائد میں سے العرج، المدافعت اور اولاد یعقوب بن عبد اللہ بن کثیر بن حرقوص بن فائد ہیں اور حکیم اور اس کے دیگر بطون کی سرداری انہی کے پاس ہے اور حکیم کے ٹھکانے اس عہد میں سوسہ اور اجم کے درمیان ہیں اور ان میں سے النابھہ کبھی بنی کعب کے اور کبھی اولاد ابواللیل کے اور کبھی ان کے ہمسر اولاد مہملہل کے حلیف ہوتے ہیں اور ان کی سرداری بنو

یعقوب بن عبدالسلام بن یعقوب میں ہے جو ان کا سردار ہے اور اللحمیانی کے حالات بگڑ گئے اور وہ افریقہ کی مغربی سرحد بجایہ اور قسطنطنیہ میں سلطان ابوبیچی کے پاس گیا اور اس کی حملہ آور فوج کے ساتھ آیا اور جب اس نے شاہ تونس کو اپنے زیر اثر کر لیا۔ تو اس نے اُسے اس کی قوم پر سرداری عطا کی اور اس کی نظر میں اسے سر بلند کر دیا اور بنو کعب کو اس بات سے غصہ آیا تو عشاش قبیلے کے حمزہ نے محمد بن حامد بن یزید کو اس کے خلاف برا بیچنے کیا تو اس نے اسے شوریٰ کی جگہ پر قتل کر دیا اور فہم کو سرداری ملی اور اس کے بعد اس کے عم زاد محمد بن مسکین بن عامر بن یعقوب بن قوس تک ان کی سرداری پہنچی اور اس کے عم زادوں میں سے ایک جماعت اس کی مدد کرتی تھی یا اس کے ساتھ لڑائی کرتی تھی اور ان میں سکیم بن سلیمان بن یعقوب بھی شامل تھا جو جنگ طریف میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ شامل ہوا تھا اور اس جنگ میں اس کا بہت شہرہ ہوا اور ان میں یعقوب بن عبدالسلام کے بیٹے ابوالمعتول اور ابوالقاسم بھی شامل تھے اور ابوالمعتول اس وقت سے جب بنو سلیم نے اسے قیروان میں حلف دیا تھا سلطان ابوالحسن کا خیر خواہ تھا اور اس نے اسے قیروان پر حملہ کرنے میں اولاد مہملہل کے ساتھ شامل کیا تھا۔ پس وہ ان سب کے ساتھ سو سہ چلا گیا اور ان میں بنو یزید بن عمر بن یعقوب اور اس کا بیٹا خلیفہ بھی شامل تھا اور سلطان ابوبیچی کے سارے دور میں محمد بن مسکین اپنی سرداری پر قائم رہا اور وہ اس کا دوست اور حد درجہ خیر خواہ اور اس کے ساتھ رہتا تھا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بھائی خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین کا بیٹا اس کا جانشین بنا اور وہ ان اشیاء میں سے ایک تھا۔ جنہیں سلطان ابوالحسن نے جنگ قیروان کی طرف دعوت دینے پر گرفتار کیا تھا۔ پھر اس نے اُسے قیروان میں محصور ہونے کی حالت میں رہا کر دیا اور اس کے بعد اسے سلطان کے ہاں اختصا حاصل تھا اور جب جنگ قیروان کے بعد عرب مفاہات پر غالب آ گئے تو سلطان خلیفہ نے اُسے یہ جگہ بطور جاگیر دے دی اور وہ اس کی ملکیت میں رہی اور خلیفہ کی وفات ہو گئی۔ تو ان کی سرداری حکیم قبیلے میں سے اس کے عم زاد عامر بن محمد بن مسکین نے سنبھالی پھر محمد بن شیبہ بن خالد نے جو بنو کعب سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے قتل کر دیا اور اُسے یعقوب بن عبدالسلام نے قتل کر دیا۔ پھر ۵۵ھ میں جہاد جرید میں دھوکے سے محمد نے اُسے قتل کر دیا۔ پھر ان کی حکومت منتشر ہو گئی اور اس عہد میں ان کی سرداری احمد بن محمد بن عبداللہ بن مسکین الملقب بہ ابو معویہ جو خلیفہ مذکور کا بھتیجا تھا کے درمیان اور عبداللہ بن محمد بن یعقوب جو ابوالحول مذکور کا بھتیجا تھا کے درمیان قائم ہو گئی اور جب سلطان ابوالعباس نے تونس پر قبضہ کیا تو سوس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا جس کی وجہ سے احمد ناراض ہو گیا اور صولہ بن خالد بن حمزہ کی حکومت کی طرف چلا گیا جو اولاد ابواللیل میں سے تھا اور انہوں نے اختلاف اور جنگ کی راہ اختیار کی اور بہت دور تک چلے گئے ہیں اور وہ اس عہد میں الضواہی اور سبزہ زاروں سے دھنکارے ہوئے ہیں اور جنگ کی طرف چلے گئے ہیں اور عبداللہ بن محمد جو الرلوی کا لقب اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ سلطان کی طرف آ گیا اور اس نے اولاد مہملہل کے ساتھ اپنی حکومت اور مدد پر پختہ معاہدہ کر لیا۔ پس اس کی قوم میں اس کی سرداری کی عظمت قائم ہو گئی اور وہ اس عہد تک اسی حال پر قائم ہے پھر ابو حوہ۔ سلطان کی خدمت میں واپس گیا اور حکیم کی ریاست ان دونوں کے درمیان تقسیم ہو گئی اور وہ اس عہد تک اسی حالت میں ہیں اور حکیم کے بھائیوں بنو علی کے لئے اولاد صولہ کے بطون ہیں اور ان دونوں کو عوف بن محمد بن علی حصن اور اولاد دنی اور بدرانہ اور اولاد ام احمد اور الحضرة اور معقود اور البیعات اور النمر اور المسابہ آل حسین اور حجری اکٹھے کرتے ہیں

ذباب بن سلیم ہم ان کے نسب کے اختلاف کا ذکر کر چکے ہیں اور یہ ذباب بن ربیعہ بن زعب الاکبر کی اولاد سے ہیں اور ربیعہ بن زعب الاکبر کا بھائی ہے اور اس عہد میں اس لفظ کو ”ز“ کے ضمہ کے ساتھ اور اجل ابی اور الرشاطی نے ”ز“ کے کسرہ کے ساتھ لکھا ہے اور ابو محمد التیجانی نے بھی اپنے سفر نامہ میں اسی طرح لکھا ہے اور ٹھکانے قابس اور طرابلس کے درمیان برقہ تک ہیں اور ان کے کئی بطون ہیں۔ جن میں سے اولاد احمد بن ذباب بھی ہے اور ان کے ٹھکانے قابس اور طرابلس کے مغرب میں برقہ عیون اجل تک جو حصن کے پڑوسی ہیں اور عیون رجال میں بلا ذغیب میں جو بطون ذباب میں سے ہیں اور بنو یزید ان موطن میں اولاد احمد کے شریک ہیں مگر یہ ان کا باپ نہیں اور نہ ہی یہ کسی آدمی کا نام ہے۔ بلکہ یہ ان کے حلیف کا نام ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مدلول زیارت کی طرف منسوب ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ التیجانی نے بیان کیا ہے۔ یہ چار بطون ہیں العتیب یعنی بنو صہب بن جابر بن فائد بن رافع بن ذباب اور ان کے حمادی بھائی یعنی بنو حمدان بن جابر اور الخرجہ یہ آل سفیان کا بطن ہے اور ان میں سے کچھ لوگوں کو آل سفیان نے ان کے موطن مسالہ سے نکال دیا تو انہوں نے ان سے معاہدہ کر لیا اور ان کے ساتھ فروکش ہی ہو گئے اور اصابعہ ایک زائد انگلی والے آدمی کی طرف منسوب ہیں اور التیجانی نے بیان نہیں کیا کہ یہ ذباب کے کس بطن سے ہیں اور ان میں سے النواکل بھی ہیں۔ یعنی بنو عاکل بن عامر بن جابر اور ان کے بھائی اولاد دسان بن عامر اور ان کے بھائی اولاد و شاح بن عامر اور تمام ذباب کی سرداری انہی میں ہے اور یہ دو عظیم بطن ہیں۔ الحماد یعنی بنو محمود بن طوب بن بقیہ بن دشاح اور ان کے ٹھکانے قابس اور نفوسہ کے درمیان سے الضواحی اور جبال تک ہیں اور اس عہد میں ان کی سرداری بنی رجاب بن محمود میں ہے۔ جو اولاد مسباع بن یعقوب بن رحاب کے لئے ہے اور دوسرا بطن الجواری ہے یعنی بنو حمید بن جاریہ بن دشاح اور ان کے ٹھکانے طرابلس اور اس کے مضافات تا جورا ہزاحہ اور زوزر اور اس کے ساتھ ملتے جلتے علاقوں تک ہیں اور اس عہد میں ان کی سرداری بنی مرعم بن صابر بن عسکر بن علی بن مرعم میں ہے اور اولاد دشاح میں سے دو اور چھوٹے بطن ہیں۔ جو الجواری اور المحادہ کے ساتھ شامل ہیں اور یہ دونوں الجواریہ ہیں۔ یعنی بنو رجاب بن دشاح اور العور بن عور بن دشاح ہیں۔ التیجانی کا العور کے متعلق یہی خیال ہے اور ہلال بن عامر میں بھی العور کا ایک بطن ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ذباب کے عمور انہی میں سے ہیں اور انہوں نے ذباب کے ساتھ خاص طور پر اپنے ٹھکانے کو اکٹھا کر لیا ہے اور یہ سلیم میں سے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر طور پر جانتا ہے۔

اور دشاح کی اولاد میں سے بنو حریر بن تمیم بن عمر بن دشاح بھی ہیں جن میں فائد بن حریر عرب کے مشہور شہسواروں میں سے تھا اور اس کے اشعار اس عہد تک ان میں داستان کی طرف متداول ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ الحماد میں سے تھا۔ یعنی فائد بن حریر بن حربی بن محمود بن طوب اور یہ بنو ذباب قریش الغری اور ابن غانیہ کے شیعہ تھے اور ان دونوں کا بہت اثر تھا اور قریش نے ایک روز الجواری کے سردار کو قتل کر دیا اور پھر یہ ابن غانیہ کی وفات کے بعد امیر ابو زکریا اور اس کے بعد اس کے اہل بیت کی خدمت میں چلے گئے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے الداعی بن ابی عمارہ کی حکومت کو قائم کیا اور اس کا ان پر مشتبہ ہونا اس لئے تھا کہ وہ مخلوع کی بجائے ان کا امیر نہ بن جائے اور یہ اپنے آقا اور اس کے بیٹوں کی وفات کے بعد ان کی طرف بھاگ آیا اور ان کے ہاں مہمان اتر ا۔ یہاں تک کہ ابن ابی عمارہ کا ان کے پاس سے گزر ہوا

تو اس نے اُسے تمام حالات بتائے تو انہوں نے تلخیص کرنے پر اتفاق کیا اور اس بات کو عربوں کے سامنے خوب مزین کر کے بیان کیا۔ تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور اس میں مرغم بن صابر نے بڑا پارٹ ادا کیا اور اس کی قوم نے اس کی پیروی کی اور ابو مردان عبدالملک بن مکی رئیس قابس نے انہیں حکومت میں داخل کیا اور اس کی حکومت کا مکمل ہونا اور کرسی خلافت کا اس کے خون سے تھڑنا اللہ کی تقدیر تھی جیسا کہ حکومت کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور سلطان ابو حفص ان پر اعتماد کرتا تھا۔ پس اس نے انہیں عمارہ کی دعوت پر طلب کیا۔ تو یہ اس کے مخالف ہو گئے اور اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اپنے سپہ سالار ابو عبداللہ الغزالی کو بھیجا اور انہوں نے اس کے بھتیجے امیر ابو زکریا سے مدد مانگی۔ ان دونوں وہ افریقہ میں بجایہ اور مغربی سرحد کا حاکم تھا اور ان میں عبدالملک بن رحاب بن محمود اس کے پاس گیا۔ تو وہ ۶۸۷ھ میں اس کی مدد کو اٹھا اور ان لوگوں نے اہل قابس سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ان میں خوزیزی کی پھر فزاری ان پر غالب آ گیا اور انہیں افریقی وطن سے روک دیا اور امیر ابو زکریا القرقہ کی طرف لوٹ آیا اور مرغم بن صابر بن عسکر الجواری کا سردار تھا جسے اہل صقلیہ نے ۸۲ھ میں سواحل طرابلس سے قید کر لیا اور اُسے اہل برشلونہ کے پاس فروخت کر دیا۔ پس ان کے بادشاہ نے اُسے خرید لیا اور وہ ان کے پاس قیدی بن کر رہا۔ یہاں تک کہ عنان بن ادريس جو ابودبوس لقب کرتا تھا اور بنی عبدالمؤمن کا چیدہ خلیفہ تھا۔ اس کے پاس گیا اور موحدین کی دعوت میں اس کے حق کی طلب کے لئے افریقہ جانے کی اجازت چاہی۔ پس شاہ برشلونہ نے اس کے اور مرغم کے درمیان معاہدہ کروایا اور ان دونوں کو بھیج دیا اور یہ ساحل طرابلس پر اترا اور مرغم نے ابن دبوس کے لئے دعوت کو قائم کیا اور اس کی قوم نے اس پر حملہ کر دیا اور ۸۸ھ میں طرابلس کا کئی روز تک محاصرہ کئے رکھا پھر انہوں نے اس کے محاصرہ کے لئے فوج کو چھوڑ دیا اور وطن کے خراج کے لئے کوچ کر گئے اور اس سے فراغت حاصل کر لی۔ اور یہ ان کے معاملہ کی انتہا تھی اور ابودبوس مدت تک ان کے اوطان میں گھومتا رہا اور آٹھویں صدی کے آغاز میں کعب نے اُسے بلایا اور اسے سلطان ابو عسید حفصی کے زمانے میں تونس لے آئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی اور وہ نواح طرابلس میں واپس آ گیا اور ایک مدت تک وہاں ٹھہرا پھر مصر چلا گیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ جیسا کہ اس بات کا تذکرہ قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ اس کے بیٹے کے واقعات میں بیان ہو گا۔ اور الجواری اور الحامید اسی حالت میں رہے۔ یہاں تک کہ قابس اور طرابلس کے علاقوں سے حکومت کا سایہ سکڑنے لگا اور ان کے مضافات میں اس کی ریاست مختص ہو گئی اور انہوں نے پہاڑوں اور میدانوں میں رہنے والی رعایا کو غلام بنالیا اور شہر والوں نے اپنے شہروں کی مخصوص حکومت قائم کر لی اور بوکی قابس میں اور بنوعایت طرابلس میں حکمران بن گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور دشاخ کی حکومت دونوں شہروں کے تقسیم ہونے سے منقسم ہو گئی۔ پس الجواری نے طرابلس اور اس کے مضافات اور نزور، غریان اور مغر کو سنبھال لیا اور الحامید قابس، بلاد نفیہ اور حرب کے حکمران بن گئے اور ذباب کے اور بطون بھی ہیں جو جنگل میں چراگا ہیں تلاش کرتے ہیں اور ان کے ٹھکانے مشرف کی جانب ان دشاحیوں سے بہت دور ہیں۔ جن میں سے آل سلیمان بن حبیب بن راجع بن ذباب بھی ہے۔ جس کے ٹھکانے مغر اور غریان کے سامنے ہیں اور ان کی سرداری لغر بن زائد کی اولاد میں ہے اور آج کل ہائل بن حماد بن نصر کو حاصل ہے اور اس کے اور دوسرے بطن کے درمیان سالم بن وہب تک

چلی جاتی ہے اور ان کے موطن مسراتہ سے لہذا اور ملاتہ تک تین اور آل سالم کے قبائل احامد، عنائم، علادہ اور اولاد مرزوق ہیں اور ان کی سرداری مرزوق کے بیٹے کی اولاد میں ہے جس کا نام ابن معلی بن معراق بن قلیبہ بن قاص بن سالم ہے اور آٹھویں صدی کے آغاز میں یہ غلبوں بن مرزوق کو حاصل تھی اور اس کے بیٹوں میں بھی قائم رہی اور آج کل وہ حمید بن سنان بن عثمان بن غلبوں کو حاصل ہے اور علادہ میں سے ایک جماعت برقہ اور مثنابہ کے عربوں کے پڑوس میں رہتی ہے۔ جو ہوارہ کے مقیموں میں سے ہے اور ذباب نے اپنے موطن میں قبلہ کی جیت سے ناصرہ سے کشاکش کی اور وہ ناصرہ بن حفاف بن امرئ القیس بن یسہ بن سلیم کے بطون میں سے ہیں۔ اگرچہ زعب ابو ذباب، ملک بن خفاف سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ التجانی کا خیال ہے۔ پس یہ ناصرہ کے بھائی ہیں اور یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قوم بھائیوں کے نام سے موسوم ہو۔ خواہ وہ ناصرہ ہی ہوں جیسا کہ ابن کلبی کا خیال ہے اور یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ ذباب وغیرہ کے سوا ناصرہ کے نام سے مختص ہوں اور ایسا پردہ پوش بطون میں بہت ہوتا ہے واللہ اعلم اور ان کے موطن بلاد فزاں اور ددان میں ہیں اور یہ ذباب کے حالات ہیں اور مشرق میں الغرہ کے ہمسائے وہ لوگ ہیں جن کا ذکر ہم نے کیا ہے اور ان کے چراگاہوں کے متلاشیوں نے لوٹ مار اور غارت گری کے ذریعے معاش کے ذرائع کو تباہ کر دیا اور آبادی خراب ہو گئی ہے اور آج کل اس جگہ پر رہنے والے اکثر عربوں کی معاش نمک ہے اور جب انہیں معاشی تنگی ہو جاتی ہے۔ تو وہ اونٹوں، گدھوں اور عورتوں کے ذریعے زمین پھاڑتے ہیں اور قبلہ کی جیت میں کھجوروں کے درختوں کے علاقوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اہلہ اور ستیر کے میدان میں اور اس کے پیچھے ریگستان اور بیابان سے سودان کے علاقے تک ان کے پڑوس میں رہتے ہیں اور برقہ میں ان عربوں کا سردار ابو ذنب ہے جو بنی جعفر میں سے ہے اور مغرب کے حاجی ان کے بیت اللہ سے الگ رہنے اور ان کی جماعتوں کے لئے خوراک لانے کی وجہ سے ان کے حسن نیت کے مباح ہیں۔ فمن يعمل مثقال ذرة خیرا یؤہ۔ اور ان کے نسب کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ وہ کن عربوں کی اولاد میں سے ہیں اور مجھے ذباب کے ثقہ آدمیوں نے خریص بن شیخ ابی ذباب سے بتایا ہے کہ وہ برقہ کے کعب کے بقایا ہیں اور ہلائیوں کے نسابوں کا خیال ہے کہ وہ ہلال بن عامر کے بھائی ربیعہ بن عامر کی اولاد ہیں اور یہ بات بنی سلیم کے ذکر کے آغاز میں بیان ہو چکی ہے اور بعض نسابوں کا خیال ہے کہ وہ اور کعب، الغرہ سے ہیں اور الغرہ ہیث سے ہے اور الغرہ کی سرداری اولاد احمد کے لئے ہے اور ان کا سردار ابو ذنب ہے اور المسانیہ ہوارہ میں سے ان کے پڑوسی ہیں اور مجھے سلام بن ترکیہ شیخ اولاد مقدم نے بتایا ہے جو عقبہ میں ان کا پڑوسی ہے کہ وہ مسراقہ کے بطون سے ہیں۔ جو ہوارہ کے بقیہ ہیں اور میں نے محقق نسابین کو اسی رائے پر پایا ہے۔ اس کے بعد میں مصر میں آنے والے بہت سے اہل برقہ سے ملا اور یہ عربوں کے چوتھے طبقے کا آخری طبقہ ہے اور اس کے اختتام سے ابتدائے آفرینش سے عربوں اور ان کی نسلوں کے متعلق دوسری کتاب ختم ہو گئی ہے اور ہم تیسری کتاب میں بربریوں کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ واللہ ولی العون۔

قاسم بن جرجس بن قاسم بن جرجس
 قاسم بن جرجس بن قاسم بن جرجس
 قاسم بن جرجس بن قاسم بن جرجس

باب: ۱۱

بربر اقوام

بربر اور اہل مغرب کی دوسری قوم کے حالات کے متعلق
تیسری کتاب اور ابتدائے آفرینش سے اس عہد تک ان کی
اولیت اور حکومت کا ذکر اور ان کے متعلق لوگوں کے اختلاف

کابیان

آدمیوں کی یہ قوم مغرب کے قدیم باشندے ہیں۔ جنہوں نے پہاڑوں، میدانوں، ٹیلوں، سبزہ زاروں اور اس کے شہروں اور مضافات کو بھر دیا ہے اور یہ پتھروں، مٹی، پتوں، درختوں، بالوں اور اون سے گھر بناتے ہیں اور ان کے صاحب اقتدار لوگ چراگاہوں کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور ان سفروں میں سبزہ زاروں سے گذر کر صحرا اور ریگستانوں میں نہیں آتے اور ان کی آمدنی بکریوں اور گایوں سے ہوتی ہے اور گھوڑے عام طور پر سواری اور بچے حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور بسا اوقات ان میں سے چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے لئے اونٹ بھی عربوں کی طرح آمدنی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور ان میں سے کمزور لوگوں کی معاش کا شکار ہے اور چرنے والے جانور ہیں اور سبزہ زاروں کے معزز مالکوں اور سفر کرنے والے کی معاش اونٹوں کے بچے دینے نیزوں کے سایوں اور راستوں میں ڈاکے ڈالنے میں ہے اور ان کا عام لباس اور سامان اون کا ہوتا ہے اور وہ دھاری دار چادریں اوڑھتے ہیں اور ان پر سرگیں کوٹ ڈالتے ہیں اور عموماً ان کے سر ننگے ہوتے ہیں اور کبھی انہیں منڈا دیتے ہیں اور ان کی زبان عجی ہے جو اپنی نوع کے اعتبار سے ممتاز ہے اور اسی وجہ سے وہ اس نام سے مخصوص ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب افریقش بن قیس بن صفی نے مغرب اور افریقہ سے جنگ کی اس وقت وہ تابعہ کے بادشاہوں

میں سے تھا اور اس نے شاہِ جرجیش کو قتل کیا اور شہر تعمیر کئے اور ان کا خیال ہے کہ افریقہ کا نام اس کے نام پر رکھا گیا ہے اور جب اس نے اس عجیب قوم کو دیکھا اور ان کی عجیب زبان کو سنا اور ان کے اختلاف اور تنوع کو دیکھا تو اس سے متعجب ہو کر کہنے لگا کہ تمہاری بربریت کس قدر زیادہ ہے پس ان کا نام بربر پڑ گیا اور عربی زبان میں بربرۃ ان ملی جلی آوازیں کو کہتے ہیں جو سمجھ نہ آ سکیں کہتے ہیں جب شیر سمجھ نہ آنے والی آوازیں کے ساتھ دھاڑے تو کہتے ہیں بربر الاسد۔

اس قوم کے شعوب و قبائل اور ان بطون کے متعلق علماء انساب اس بات پر متفق ہیں کہ ان کو دو جڑیں اکٹھی کرتی ہیں۔ برنس اور مادئیس کا لقب ابتر ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے قبیلے کو ابتر کہا جاتا ہے اور برنس کے قبیلے کو برانس کہتے ہیں اور دونوں وہ معاً بر کے بیٹے ہیں اور نسابوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ دونوں ایک باپ کے ہیں اور ابن حزم نے ایوب بن ابی یزید صاحب الحمار سے بیان کیا ہے کہ وہ ایک باپ کے ہیں کیونکہ یوسف بن الوراق نے اس سے یہی روایت کی ہے اور سالم بن سلیم عطاطری اور صابی بن مسرور الکومی اور کہلان بن ابی لؤجہ بربریوں کے نساب ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ برانس، ابتر، مازنغ بن کنعان کی نسل سے ہیں اور ”البتز“ بر بن قیس بن عیلمان کے بیٹے ہیں بعض اوقات یہ روایت ایوب بن ابی یزید سے بھی نقل ہوئی ہے مگر ابن حزم کی روایت اصح اور زیادہ قابل اعتماد ہے۔

برانس کے قبائل: نسابین کے نزدیک برانس کے قبائل کو سات جڑیں اکٹھا کرتی ہیں ان کے نام یہ ہیں ازولجہ، مصمودہ، اوربتہ، عجمیہ، کامہ، ضہاجہ اور ادریفہ اور سابق بن سلیم اور اس کے اصحاب نے لوطہ، مسکورہ اور کزولہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور ابو محمد بن حزم بیان کرتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ضہاج اور لوطہ ایک عورت کے بیٹے تھے جسے بھسکی کہتے ہیں اور ان دونوں کے متعلق معلوم نہیں کہ ادریفہ نے اس عورت سے شادی کی ہو اور اس نے اس کے لئے ہوار کو جنم دیا ہو۔ ان کے متعلق عام طور پر یہی مشہور ہے کہ یہ دونوں ہوار کے ماں جائے بھائی ہیں اور ابن حزم بیان کرتا ہے کہ ادریفہ کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کندہ کے شعی بن سکا کا بیٹا ہے مگر یہ جھوٹ ہے اور کلبی کہتا ہے کہ کامہ اور ضہاجہ بربری قبائل میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ یمانی قبائل میں سے ہیں اور دونوں کو افریقش بن صغی نے افریقہ میں اپنے محافظوں کے ساتھ چھوڑا تھا اور یہ ان کے بارے میں تمام اہل تحقیق کا مذاہب کا خلاصہ ہے۔

اور ازولجہ میں سے مسطاطہ ہے اور معمودہ میں سے غمارہ ہے۔ جو غمار بن مصطاف بن ملیل بن معمود کے بیٹے ہیں اور ادریفہ میں سے ہوارہ، ملک، مغد اور قلدن ہے اور ہوار بن ادریفہ سے ملیلہ ہے اور بنو کہلان ہیں اور ملک بن ادریفہ سے صطط، ورفل، اسیل اور مسراقہ ہیں اور ان سب کو لہانہ، بنو لہان، بنو لہان بن مالک کہا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ ملیلہ ان میں سے ہے اور معد بن ادریفہ سے ماداس، زمور، کبا اور مصرای ہے اور قلدن بن ادریفہ سے مصاتہ، رسلیف، میانہ اور فل ملیلہ ہے۔

ملیلہ

بن

یوکلان

ہذال

صنہاجہ

بن

لمطہ

ادربغ

بن قلدن

بن

لحیہ

برنس

مسکورہ

بن

زادہ بن کتامہ

رموز۔ کبا

ماداس بن مضر

مصرای

صنہاجہ

مسطانیہ بن درواجہ

دروبتہ۔ لمطہ

سبیل سکینہ

حیدر آباد، یوسف پور

غمارہ بن مسطاف بن بلیل بن مصمود بربر

المتمیز کے قبائل: یہ مادغیس الاہتر کے بیٹے ہیں۔ ان کو چار جڑیں اکٹھا کرتی ہیں، اداسہ، نفوسہ، ضریہ اور بنو لوالا کبر اور یہ سب کے سب ہوزحیک بن مادغیس ہیں اور اداسہ، اداس بن زحیک کے بیٹے ہیں اور ان کے سب بطون ہوارہ میں ہیں۔ اس لئے کہ کل اداس نے زحیک بن ادربغ کے بعد اس سے شادی کی تھی۔ جو اس کے چچا برنس والد ہوارہ کا بیٹا تھا اور اداس ہوارہ کا بھائی تھا اور اس کے سب بیٹوں کا نسب ہوارہ میں داخل ہے اور وہ یہ ہیں سفارہ، اندارہ، ہنزولہ، ضربہ، قعدانہ، اوطیطہ اور ترفعتہ یہ سب کے سب اداس بن زحیک بن مادغیس کے بیٹے ہیں اور آج کل وہ ہوارہ میں ہیں۔

لوالا کبر: اور لوالا کبر سے دو عظیم بطن ہیں۔ نغزادہ یعنی نغزاد بن لوالا کبر کے بیٹے اور لواتہ الاصغر کے بیٹے اور لواتہ سے سردانہ ہیں جو فیط بن لوالا اصغر کے بیٹے ہیں اور سردانہ کا نسب مغرادرہ میں داخل ہے۔ ابو محمد بن حزم کہتا ہے کہ مغرادرہ نے ام سردانہ سے شادی کی تو سردانہ بنی مغرادرہ کے ماں جائے بھائی بن گئے اور اس کا نسب ان سے مل چل گیا۔

نغزادہ: اور نغزادہ سے بھی بہت سے بطون ہیں جو یہ ہیں ولہا، غساسہ، زہلہ، سوماتہ، درسیف، عریزہ، زایمہ، وکول، عریسیہ، وردغروس اور وردن اور یہ سب کے سب نطوفت کے بیٹے ہیں جو نغزاد سے تھا اور ابن سابق اور اس کے اصحاب نے مجز مکلائہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مکلائہ بربر میں سے نہیں ہے۔ بلکہ حمیر میں سے ہے۔ جو چھوٹی عمر میں نطوفت کے پاس آ گیا۔ تو اس نے اُسے متنبی بنالیا اور وہ مکلائہ بن رعان بن کلاغ بن سعد بن حمیر ہے۔

ولہا صہ: اور ولہا صہ جو نغزادہ میں سے ہیں اس کے دلہا ص کے دونوں بیٹوں بیزغاس اور وحیہ سے بہت سے بطون ہیں۔ اور بیزغاس سے بطون اور جو صہ ہیں اور وہ رجال، لحو، بورغیش، داجد، کرطیط اور مانجول سیقت و عجوب بن بیزغاس بن ولہا ص بن نطوفت بن نغزاد کے بیٹے ہیں۔ ابن اسحاق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بنو بیزغاس لواتہ سے ہیں اور سب کے سب جبال اور اس میں رہتے ہیں۔

وحیہ: اور وحیہ سے ورتین، تریور، توفت، مکرا، القوس ہیں۔ جو وحیہ بن ولہا ص بن نطوفت بن نغزاد کے بیٹے ہیں۔

ضریرہ: اور ضریرہ بن زحیک بن مادغیس الابر کے بیٹے ہیں اور ان کو دو عظیم جڑیں اکٹھا کرتی ہیں۔ یعنی بنو تمصیت بن ضریر اور بنو یحییٰ بن ضریر اور سابق اور اس کے اصحاب کہتے ہیں کہ بطون تتمیت بطون یحییٰ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ نسب ضریرہ سے مختص ہیں۔

تمصیت: اور بطون تمصیت سے مطماطہ اور صغورہ ہیں اور وہ لخمیہ، لمایہ، مطفرہ، مربنہ، مغیلہ، معزدرہ، کشانہ، دوتہ اور مدیونہ ہیں اور یہ سب کے سب فاتن بن مضیف بن ضریر کے بیٹے ہیں اور بطون یحییٰ سے تمام زاناتہ سمکان اور درصطف ہیں اور درصطف سے مکنا سہ، اوکنہ اور ورتاج ہیں جو درصطف بن یحییٰ کے بیٹے ہیں۔

مکنا سہ: اور مکنا سہ سے ورثیفہ اور وریر ہیں اور مغلیت سے قصارہ، مولات، حراب اور فلاس ہیں اور ملز سے لولالین، لرز، لعلین، جریر اور فرغان ہیں اور ورتاج سے مکنا سہ، کرسط، سردجہ، مضاطہ ہیں اور فولال ورتاج بن درصطف کے بیٹے ہیں۔

سمکان: اور سمکان سے زداغہ اور زدادہ ہیں۔ جو سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں اور ابن حزم زدادہ کو اس کے بطون میں شمار کرتا ہے اور یہی بات واضح ہے اور وطن بھی اس کی گواہی دیتا ہے پس غالب بات یہی ہے کہ زدادہ سمکان بن یحییٰ کے بیٹے ہیں اور ابن حزم زدادہ کو بطون کتاہ میں شمار کرتا ہے اور زدادہ کو سمکان میں شمار کرتا ہے یہ ایک مشہور قبیلہ ہے۔

زواغہ: اور زواغہ سے بنو ماجر، بنو واطیل اور سمکین ہیں اور ان کا مکمل بیان ان کے تذکرہ کے موقع پر آئے گا ان شاہ اللہ تعالیٰ اور یہ اس قوم کے قبائل کے متعلق اجمالی بیان ہے اور اس کی تفصیل ان کے تفصیلی حالات میں ضروری طور پر بیان ہوگی اور گذشتہ اہم میں سے کسی کی طرف ان کا نسب لوٹتا ہے اس بارے میں نسابوں کے اندر بہت اختلاف پایا جاتا ہے اور انہوں نے اس کے متعلق طویل بحث کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے نقشان کی اولاد میں سے ہیں اور اس کا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ کے موقع پر بیان ہو چکا ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ بربر یعنی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اوزاع یمن میں سے ہے اور مسعودی ان کو غسان وغیرہ سے قرار دیتا ہے اور یہ لوگ سیل تندو نیز کے وقت متفرق ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ابراہیم ذوالہار نے ان کو مغرب میں پیچھے چھوڑ دیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ لخم اور جذام میں سے ہیں جن کی فردگاہیں فلسطین میں تھیں اور وہاں سے ان کو ایک ایرانی بادشاہ نے نکال دیا تھا۔ اور جب یہ مصر پہنچے تو مصری بادشاہوں نے انہیں اترنے سے روک دیا پس یہ دریائے نیل کو عبور کر کے شہروں میں منتشر ہو گئے اور ابو عمر بن عبد البر کہتا ہے کہ بربر کے کئی قبائل نے یہ ادعا کیا ہے کہ وہ نعمان بن حمیر بن سبا کی اولاد میں سے ہیں۔ جو زمانہ فروٹ میں بادشاہ تھا اور اس نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ میں تم میں سے کچھ بیٹوں کو مغرب کو آباد کرنے کے لئے بھیجا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی اور وہ ان کا سردار بنا اور ان نے ان میں سے لمت، ابولتو، مسو، ابوسوفہ، مرط، ابو، سکورہ، اضاک، ابوضہاجہ، لوط، ابولمطہ اور ایلان ابویہلانہ کو بھیجا۔ پس ان میں سے بعض جبل دون ہیں اور بعض سون ہیں اور بعض درعہ میں اتر پڑے اور لوط، کزول کے ہاں اتر اور اس کی بیٹی سے شادی کر لی اور جانا یعنی ابوزناتہ وادی شلف میں اتر اور بنو دحجین اور

مغرب کی جیت سے اطراف افریقہ میں اترے اور مقدونک، طنجہ کے قریب اترے اور ابو عمر بن عبد البر اور ابو محمد بن حزم نے اس کا انکار کیا ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ سب کے سب قوم جالوت میں سے ہیں اور علی بن عبد العزیز جر جانی اپنی کتاب الانساب میں کہتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں۔ اس قول کے سوا اور کوئی قول صحت کے درجہ تک نہیں پہنچتا لیکن انہوں نے جالوت کا نسب بیان نہیں کیا کہ وہ کن میں سے تھا اور خثیہ ابن کا نزدیک وہ نور بن ہربیل بن حدیلان بن جالود بن رویلان بن خطمی بن زیاد بن زحیک بن مادغیس الاثر ہے اور اسی طرح اس سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ جالوت بن ہریال بن جالود بن دنیال بن قحطان بن فارس ہے اور ابن خثیہ کہتا ہے کہ فارس مشہور آدمی ہے اور سفک سب بربر کا باپ ہے نسائین کہتے ہیں کہ بربر بہت سے قبائل ہیں۔ جو یہ ہیں ہوارہ، زناتہ، ضربہ، مغیلہ، زیمو، نفزہ، کتامہ، لوانہ، غمارہ، مصمودہ، صدینہ، پردران، ردجین، ضہاجہ، مجسہ اور ذارکلان وغیرہ اور دوسرے مورخین نے جن میں طبری وغیرہ بھی شامل ہے۔ بیان کیا ہے کہ بربر کنعان اور عمالیق کے اوباش لوگ ہیں۔ پس جب جالوت قتل ہو گیا۔ تو یہ شہروں میں متفرق ہو گئے اور افریقش نے مغرب سے جنگ کی تو وہ انہیں سواصل شام سے لے گیا اور انہیں افریقہ میں آباد کر دیا اور ان کا نام بربر رکھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بربر حام بن لوح بن بربر بن تملا بن مازح بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عمالقہ میں سے ہیں جو بربر بن تملا بن مارب بن قارآن بن عمر بن عملاق بن دلا بن ارم بن سام سے ہیں۔ پس اس قول کے مطابق وہ عمالقہ ہیں اور مالک بن مرہل کہتا ہے کہ بربر حمیر، مضر اور قبط اور عمالقہ اور کنعان اور قریش کے مختلف قبائل ہیں جو شام میں ایک دوسرے سے ملے اور شور کیا۔ تو افریقش نے بکثرت کلام کرنے کی وجہ سے ان کا نام بربر رکھا اور مسعودی طبری اور اسماعیلی کے نزدیک ان کے خراج کا سبب یہ ہے کہ افریقش نے انہیں افریقہ کی فتح کے لئے اکٹھا کیا اور ان کا نام بربر رکھا اور وہ اس کا شعر پڑھ رہے تھے۔

”جب میں نے کنعان کو تنگی کے علاقے سے مرفہ الحالی کے لئے بھیجا تو اس نے شور و غل کیا۔“ ابن کلیبی کہتا ہے کہ لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ بربر کو شام سے کس نے نکالا، بعض کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے وحی کے ذریعہ انہیں نکالا۔ آپ کو حکم دیا گیا کہ اے داؤد بربر کو شام سے نکال دو یہ زمین کا جذام ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں یوشع بن نون نے نکالا اور بعض کہتے ہیں کہ انہیں افریقش نے نکالا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک تباہی بادشاہ نے انہیں نکالا اور الکبریٰ کے نزدیک بنی اسرائیل نے انہیں جالوت کے قتل کے وقت نکالا اور مسعودی اور الکبریٰ کہتے ہیں کہ یہ جالوت کی موت کے بعد مغرب کی طرف بھاگ گئے اور مصر جانا چاہا تو قبطیوں نے انہیں جلاوطن کر دیا اور یہ افرنج اور افارقہ کی جنگ کے وقت برفہ افریقہ اور مغرب میں ٹھہر گئے اور انہوں نے ان کو صعلیہ، سردانیہ، میورفہ اور اندلس میں گزاردیا۔ پھر وہ اس بات پر رضامند ہو گئے کہ شہر افرنجہ کے لئے ہوں گے اور وہ جنگلوں میں کئی زمانوں تک خیموں میں رہے اور اسکندر سے سمندر اور طنجہ اور سوس تک شہروں میں آتے رہے یہاں تک کہ اسلام آ گیا اور ان میں سے کچھ لوگ یہودی اور عیسائی بن گئے اور کچھ مجوسی بن گئے جو شمس و قمر اور بتوں کی پرستش کرتے تھے اور ان کے ملوک و رؤساء بھی تھے اور ان کے درمیان قابیل ذکر معر کے ہوئے ہیں اور الصولی اور الکبریٰ کہتا ہے کہ شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف ڈال دیا تو بنو

حام مغرب کی طرف چلے گئے اور وہاں ان کی نسل چلی نیز وہ کہتا ہے کہ جب حام اپنے باپ کی دعا سے سیاہ رنگ ہو گیا تو شرمندگی کی وجہ سے مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے بیٹوں نے اس کا پیچھا کیا اور وہ چار سو سال کا ہو کر مر گیا اور اس کے بیٹوں میں سے بربر بن کسلا جیم بھی تھا۔ پس مغرب میں اس کے بیٹوں کے اولاد ہوئی اور وہ کہتا ہے کہ جب بربر بن مارب، کتامہ اور ضہاجہ سے نکلے تو مغرب کے دو یمنی قبیلے ان کے ساتھ آئے اور وہ کہتا ہے کہ ہوارہ، ملطہ اور لوانہ حمیر بن سباء کے بیٹے ہیں اور ہانی بن بکور الضریسی اور سابق بن سلیمان مطاطی اور کہلان بن ابی لوی اور ایوب بن ابی یزید وغیرہ جو بربر کے نساب میں کہتے ہیں کہ بربر کے دو قبیلے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

البرانس اور البتر، جو بربر بن قیس بن عیلان کی اولاد سے ہیں اور البرانس بربر بن حو بن ابزج بن جمواح بن دیل بن شراط بن ناح بن دویم بن واح بن ماربع بن کنعان بن حام کے بیٹے ہیں۔ اور یہی وہ قول ہے جس پر بربر کے نسابین اعتماد کرتے ہیں اور طبری کہتا ہے کہ بربر بن قیس، بربری قبائل میں اپنی گمشدہ لونڈی کا اعلان کرتا نکلا اس کے ساتھ اس نے شادی کی اور اس کے ہاں اولاد ہوئی اور بربر کے دوسرے نسابوں کے نزدیک وہ اپنے بھائی عمر بن قیس سے بھاگ کر باہر چلا گیا اس بارے میں اس کی بہن شامش کہتی ہے۔

”ہم رونے والے اپنے بھائی پر روئے جیسے میں بربر بن قیس پر رو رہی ہوں اس نے اپنے خاندان کا بوجھ اٹھایا ہوا تھا اور اس کی ملاقات کے بغیر اونٹ لاغر ہو گئے ہیں۔“ اور شامش کی طرف یہ اشعار بھی منسوب کئے گئے ہیں:

”اور بربر نے ہمارے ملک سے دور گھر بنایا اور جہاں کا اس نے ارادہ کیا وہاں چلا گیا۔ بربر پر عجی ہٹکے پن نے بوجھ ڈالا۔ حالانکہ بربر، حجاز میں عجی نہیں تھے۔ گویا میں اور بربر اپنے گھوڑوں کے ساتھ کبھی نجد میں نہیں ٹھہرے اور نہ ہی ہم نے لوٹ اور غنیمت کا مال تقسیم کیا ہے۔“

اور علمائے بربر نے عبیدہ بن قیس عقلی کے یہ اشعار بھی پڑھے ہیں:

”اے وہ شخص جو عرفہ میں ہمارے درمیان سعی کر رہا ہے۔ ٹھہر جا اللہ تعالیٰ اچھے راستوں کی طرف تیری راہنمائی کرے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اور بربری مرتے دم تک بھائی ہیں اور یہ ہے ہمارا اصل جو بڑا کریم ہے اور قیس بن عیلان دنیا میں ہمارا اور ان کا باپ ہے اور جنگ میں وہ جنگ باز کی پیاس کو بجھا دیتا ہے پس ہم اور وہ کینے دشمنوں کے علی الرغم مضبوط رکن اور بھائی ہیں اور جب تک لوگ باقی ہیں بربر ان کا مددگار ہے اور وہ ہمارے لئے ایک مضبوط سپہا رہا ہے اور وہ دشمنوں کے لئے سرخ نیزے اور تلواریں تیار کرتا ہے۔ جو جنگ کے روز کھوپڑیوں کو توڑ دیتا ہے اور بربر بن قیس مفری قبیلہ ہے اور فرع میں بھی اس کا حسب نسب ہے اور قیس ہر ملک میں دین کا قوام ہے اور نسب کے حفظ کے وقت معد کا بہترین آدمی ہے اور قیس کو وہ بزرگی حاصل ہے جس کی وجہ سے اس کی اقتداء کی جاتی ہے اور قیس کے پاس تیز دھار تلوار ہے۔“

اور اسی طرح یزید بن خالد نے بربریوں کی حمایت میں جو اشعار کہے ہیں وہ بھی پڑھے جاتے ہیں ”اے وہ شخص جو ہم سے ہمارے اصل کے متعلق پوچھتا ہے قیس عیلان پہلے طاقتور آدمی کے بیٹے ہیں ہم طاقتور بربر کے بیٹے نہیں جس نے بزرگی کو پہچانا اور بزرگی میں داخل ہوا اور اس نے بزرگی کی بنیاد رکھی اور اس کے چقماق نے آگ دی اور وہ ہر بڑی مصیبت

میں ہمیں کافی ہو گیا اور قیس بربر سے اور بربر قیس سے عزت حاصل کرتا ہے اور ہمیں قیس پر فخر ہے کہ وہ ہمارا جدا کبر ہے اور بیڑیوں کو کھولنے والا ہے اور قیس عیلام حق کی کان اور بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔ میری قوم بربر کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اس نے نيزوں کی انیوں سے زمین پر قبضہ کر لیا اور ہم تلواروں کو اس شخص کی کھوپڑی پر مارتے ہیں۔ جو حق سے رکتا ہے۔ میری طرف سے بربر کو یہ مدح پہنچا دو۔ جو جو اہرات سے بنائی گئی ہے۔

الہکری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بربریوں کے نسابوں کے نزدیک مفر کے دولڑکے تھے الیاس اور عیلام جن کی ماں رباب بنت جبدہ بن عمر بن معد بن عدنان تھی پس عیلام بن مفر کے ہاں قیس اور دھان پیدا ہوئے اور دھان کی اولاد بہت قلیل ہے اور وہ قیس کے اہل بیت سے ہیں جنہیں بنو امامہ کہا جاتا ہے اور ان کی ایک بیٹی تھی۔ جس کا نام البہا بنت دھان تھا اور قیس بن عیلام کے چار بیٹے تھے۔ عمر اور سعد ان کی ماں کا نام مزنہ بنت اسد بن ربیعہ بن زنا تھا اور برادر شماس کی والدہ تھرتھے یعنی بنت مجد بن عمار بن مسمود تھی اور ان دنوں بربر کے قبائل شام میں رہتے تھے اور مساکن میں عربوں سے ہمسائیگی رکھتے تھے اور انہیں بانیوں اور چراگا ہوں میں شریک کرتے تھے اور ان سے رشتہ داری کرتے تھے۔ پس بربر بن قیس نے اپنے چچا کی بیٹی البہا بنت دھان سے شادی کی اور اس کے بارے میں بھائیوں میں اس سے حسد کیا اور اس کی ماں تملیح علقند عورتوں میں سے تھی اور اسے اس کے متعلق ان سے خوف محسوس ہوا تو اس نے خفیہ طور پر اس کے ماموؤں کو اطلاع دی اور ان کے ساتھ اپنے بیٹے اور اس کی بیوی کے ساتھ بربر کے علاقے کی طرف کوچ کر گئی۔ اس وقت وہ فلسطین اور اکناف شام میں رہائش پذیر تھے۔ پس البہاد نے بربر بن قیس کے لئے دو بیٹوں علوان اور مارغیس کو جنم دیا اور علوان چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا اور مارغیس زندہ رہا اس کا لقب امیر تھا اور وہ بربریوں میں سے امیر کا باپ ہے اور تمام زمانہ اس کی اولاد میں سے ہیں۔ مورخین کا بیان ہے کہ مارغیس الابر نے با حال بنت واطاس بن محمد بن مجد بن عمار سے شادی کی تو اس نے زحیک بن مارغیس کو جنم دیا اور ابو عمر بن عبد البر کتاب التمهید فی الانساب میں بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے بربر کے انساب کے متعلق بہت اختلاف کیا ہے اور ان کے متعلق جو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے انساب بات یہ ہے کہ وہ قبطنیوں کی اولاد میں سے ہیں۔ جب وہ مصر میں اترے تو اس کا بیٹا مغرب کی طرف چلا گیا پس وہ مصر کے مضافات کے آخر میں ٹھہر گئے اور یہ برقعہ سے بحر اخضر تک ہے اور بحر اندلس کے ساتھ ریگستان کے ختم ہونے تک یہ سوڈان سے جا ملتے ہیں اور ان میں سے لوانہ سرزمین طرابلس میں رہتے ہیں۔ اور اس کے قریب ہی نفرہ اتر پڑے پھر راستے طرابلس میں رہتے ہیں۔ اور اس کے قریب ہی نفرہ اتر پڑے پھر راستے انہیں قیردان اور اس کے درے تاہرت سے طنجہ اور جلماسہ سے سوس اقصیٰ تک لے آئے اور وہ ضہاجہ کتابہ رکالہ نکلا وہ فطوا کہ اور حرطہ کے قبائل تھے اور بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ شیطان نے بنی حام اور بنی سام کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا اور ان کے درمیان جنگیں ہوئی جن میں سام اور اس کے بیٹوں کو شکست ہوئی اور سام مغرب کی طرف چلا گیا اور مصر آیا اور اس کے بیٹے منتشر ہو گئے اور وہ سیدھا مغرب کی طرف چلا گیا۔ یہاں تک کہ سوس اقصیٰ میں پہنچ گیا اور اس کے بیٹے اس کی تلاش میں اس کے پیچھے چلے گئے اور اس کے بیٹوں کا ہر طاقت ایک جگہ پر پہنچا اور وہ اس کے حالات سے بے خبر ہو گئے اور وہ اس جگہ پر اقامت پذیر ہو گئے اور اس میں نشوونما پائی اور ایک طاقت ان کے پاس پہنچ کر ان

کے ساتھ ٹھہر گیا اور وہ بھی وہاں پھلا پھولا اور حام کی عمر الجبری کے بیان کے مطابق ۴۴۳ سال تھی اور دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی عمر ۵۳ سال تھی اور سہیلی کہتا ہے کہ یمن: یعرب بن قحطان ہے نیز کہتا ہے کہ اسی نے سام کو قوط بن یافث کی اولاد میں سے جرمی کے بعد مغرب کی طرف جلاوطن کیا تھا۔ یہ بربر کے انساب کے متعلق آخری اختلاف ہے۔

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ یہ تمام مذاہب، مرجوح اور حق و صواب سے دور ہیں اور یہ قول کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ حقیقت سے بہت دور ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا ہے اور بربر جالوت کے معاصر ہیں اور اس کے اور حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کے درمیان جو نفشان کے بھائی ہیں۔ وہ بات نہیں پائی جاتی جو ان کے خیال میں ہے بلکہ دس آباء پائے جاتے ہیں۔ جن کا ذکر ہم نے کتاب کے شروع میں کیا ہے اور ان کے درمیان نسل کا اس طرح پھیلنا اور بڑھنا بھی بعید بات ہے اور یہ قول کہ وہ جالوت یا عمالیک کی اولاد ہیں اور دیار شام سے آکر یہاں منتقل ہوتے ہیں ایک ساقط قول ہے بلکہ یہ ایک بے ہودہ بات ہے کیونکہ اس جیسی قوم جو امم و عوالم پر مشتمل ہوا اور جس نے زمین کی اطراف کو بھر دیا ہو۔ کسی دوسری جگہ اور محصور علاقے سے نہیں آ سکتی اور بربری اپنے علاقوں میں معروف ہیں اور ان کے اقالیم اسلام سے طویل صدیوں پہلے اپنے شعار سے مخصوص ہیں۔ پس کون سی چیز ہمیں ان کی اولیت کے بارے میں ان بے ہودہ اور باطل باتوں کا محتاج بنا سکتی ہے اور اس طرح تو عرب و عجم کی ہر قوم کے متعلق ایسی باتوں کا محتاج ہونا پڑے گا اور افریقش جس کے متعلق مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ انہیں یہاں لایا ہے۔ انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ اس نے انہیں یہاں موجود پایا اور وہ اس کی کثرت اور گونگے پن سے متعجب ہوا اور اس نے کہا کہ تمہارا شور کس قدر زیادہ ہے۔ پس وہ ان کو یہاں لانے والا کیسے ہو سکتا ہے اور اس کے اور ذوالمغفار کے درمیان کوئی ایسی قوم نہیں جو اس طرح بڑھے پھولے اور یہ قول کہ وہ حمیر میں سے ہیں۔ جو نعمان کی اولاد میں سے ہے یا مضر میں سے ہیں جو قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے جو ایک جھوٹی بات ہے اور اسے علماء اور نسابین کے امام ابو محمد ابن حزم نے باطل قرار دیا ہے اور کتاب الحجۃ میں بیان کیا ہے کہ بربر کے بعض قبائل نے ادعا کیا ہے کہ وہ یمن اور حمیر سے ہیں اور بعض بربر بن قیس کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ بلاشبہ یہ تمام باتیں جھوٹی ہیں۔ اور نسابوں نے قیس بن عیلان کے بیٹے بر کے نام کو سمجھا ہی نہیں اور حمیر کے لئے بلاد بربر کی طرف جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں۔ یہ سب مؤرخین یمن کے جھوٹ ہیں اور ابن قتیبہ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں اور جالوت قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہے یہ بھی حقیقت سے دور بات ہے کیونکہ قیس عیلان، معد کی اولاد میں سے ہے۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ معد بخت نصر کا معاصر تھا اور جب بخت نصر عرب پر مسلط ہو گیا تو پر میاہ بنی اس کے بارے میں بخت نصر سے خوف محسوس کرتے ہوئے اُسے شام لے گئے اور بخت نصر وہ ہے جس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے تعمیر کرنے کے ۴۵۰ سال بعد تباہ و برباد کیا تھا اور معد بھی حضرت داؤد کے بعد اتنی مدت ہی ہو سکتا ہے پس اس کا بیٹا قیس جالوت کا باپ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو داؤد کا معاصر تھا یہ حقیقت سے حد درجہ دور بات ہے اور خیال میں یہ ابن قتیبہ کی غفلت اور دہم ہے اور حق وہ ہے جو ان کے بارے میں کسی اور چیز پر بھر سے نہیں کرتا اور یہ کنعان بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسا کہ پہلے مخلوقات کے انساب میں بیان ہو چکا ہے اور ان کے نام مارلیخ ہے اور ان کے بھائی ارکیش اور

فلسطین ہیں اور ان کے بھائی بنو سکیم بن مصراہیم بن حام ہیں اور ان کا بادشاہ جالوت مشہور علامت رکھتا ہے۔ اور ان فلسطینیوں اور بنو اسرائیل کے درمیان شام میں قابل ذکر جنگیں ہوئیں اور بنو کنعان اور داکریش، فلسطین کے پیروکار تھے۔ پس تیرے وہم میں اس کے سوا اور کوئی بات نہ آئے اور یہی بات درست اور صحیح ہے۔ جس سے انحراف نہیں کیا جاسکتا اور عرب نساہین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ برابر کے جن قبائل کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں سوائے ضہاجہ اور کتامہ کے سب برابر میں سے ہیں اور عرب نساہوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ یمینوں میں سے ہیں۔ اور جب افریقش نے افریقہ سے جنگ کی تو ان کو یہاں اتار دیا اور برابر کے نساب اپنے بعض قبائل کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ لواتہ کی طرح عربوں میں سے ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں اور ہوارہ کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ سکاہک کے کندہ میں سے ہے اور زنانہ جیسوں کے متعلق ان کا خیال ہے کہ وہ عمالقہ میں سے ہیں۔ پس انہوں انہیں بنی اسرائیل سے آگے دیکھا اور بعض وقت وہ ان کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ تباہہ کے بقایا لوگوں میں سے ہیں۔ اور عمارہ زوادیہ اور مکلانہ کے متعلق ان کے تمام نساہوں کا خیال ہے کہ وہ حمیر میں سے ہیں۔ جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ ان کے قبائل کی تفصیل کے وقت کریں گے مگر یہ سب غیر ثقہ باتیں ہیں اور حق بات وہ ہے جس کی گواہی موطن اور گونگے پن نے دی ہے کہ وہ عربوں سے الگ ہیں ہاں عربوں کے نساب اور ضہاجہ اور کتامہ کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ عرب ہیں اور میرے نزدیک یہ ان کے بھائیوں میں سے ہیں۔ واللہ اعلم

اب ہم ان کے انساب اور اولیت کے متعلق آخر میں پہنچ چکے ہیں۔ پس ہم ان قبائل کی تفصیل اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور انہی کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں جنہیں حکومت یا شہرت حاصل تھی۔ یا عالم میں ان کی نسل پھیلی اور اسے اس عہد میں اور اس سے قبل البرانس اور البہر میں شمار کیا گیا اور ہم قبیلہ داران کے حالات کو بیان کریں گے جیسا کہ ہم تک ان کے حالات پہنچے ہیں اور ہم ان کا احاطہ کریں گے۔ واللہ المستعان۔

باب: ۱۲

بربر افریقہ اور مغرب میں

افریقہ اور مغرب میں بربریوں کے موطن کے متعلق

دوسری فصل

اس بات کو سمجھ لیجئے کہ مغرب کا لفظ اپنی اصل وضع کے لحاظ سے اسم اضافی ہے۔ جو اس جگہ پر دلالت کرتا ہے جو اس کے مشرق کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہوا اور مشرق وہ ہے جو مغرب کی طرف اضافت کرنے سے معلوم ہوا اور کیونکہ عرف ان اسماء کو متعین جہات اور مخصوص علاقوں سے مخصوص کرتا ہے اور اہل جغرافیہ کی توجہ زمین کی ہیئت اور اس کے اقلیم کی تقسیم اور اس کی آبادی و خرابی اور اس کے پہاڑوں اور سمندروں اور اس کے اہل کے مساکن کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے بطلموس اور جاوڈ اور صاحب صقلیہ جس کی طرف اس عہد کی مشہور کتاب جوزمین اور ممالک کی ہیئت کے متعلق ہے منسوب ہے۔

مغرب ایک جانب ہے جو جنوب کے درمیان میز ہے۔ پس مغرب کی جہت سے اس کی حد بحر محیط ہے جو پانی کا عنصر ہے اور اس کا نام زمین کے منکشف علاقے کے احاطہ کی وجہ سے محیط ہے جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں اور اسی طرح اس کو زیادہ بزرگ ہونے کی وجہ سے بحر اخصر بھی کہتے ہیں نیز اس کو ظلمات بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ سطح زمین ہر سورج سے منعکس ہونے والی شعاعوں کی روشنی اس میں کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ زمین سے دور ہے۔ پس یہ ظلمت والا ہو جاتا ہے اور روشنی کے فقدان کی وجہ سے وہ حرارت کم ہو جاتی ہے جو بخارات کو تحلیل کرتی ہے۔ پس بادل ہمیشہ ہی اس کی سطح پر پڑتے رہتے اور گہرے ہوتے ہیں اور گہمی اسے بحر الباقیہ بھی کہتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اس سے وہی مراد لیتے ہیں جو ہم عنصر سے لیتے ہیں اور اسی طرح اسے بحر الباقیہ بھی کہتے ہیں اور یہ ایک ناچید کنار سمندر ہے جس میں کشتیاں ہوا کے راستوں اور ان کی نیابت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ساحلوں سے حد نظر سے دور نہیں جاسکتیں اور محدود سمندروں میں کشتیاں لوگوں کے بکثرت تجارت کی وجہ سے معروف ہواؤں کے ساتھ چلتی ہیں۔ پس ہوا اپنی جگہوں سے چلتی ہے اور اس کے چلنے کی جگہ کی حد اس کی سمت میں ہوتی ہے پس ہر ہوا کی حد ان کے نزدیک معروف ہے اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہوا کے ساتھ اس کا چلنا

فلاں جگہ سے ہوگا اور اپنے مقصود اور جیت کے مطابق وہ ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف چلا جائے گا اور یہ بات بڑے سمندر میں مفقود ہوتی ہے۔ پس جب کشتیاں اس میں چلتی ہیں تو بھول جاتی ہیں اور فنا ہو جاتی ہیں اس لئے اس کا سوار دھوکے اور خطرے میں ہوتا ہے پس مغرب کی طرف سے غرب کی حد بحر محیط ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس پر بہت سے شہر ہیں جیسے طنجہ، سلا، مور، انفی اور اسنی اور اسی طرح اس پر مسجد ماسہ اور تاکا کا شہر اور بلا دوس کے شہر صت اور نول ہیں اور یہ سب بربر کے مساکن اور ان کے مضافات ہیں۔ اور جہاز ساحل کے پیچھے سے ساحل نول تک پہنچ جاتے ہیں اور اس سے خطرہ کے سوا آگے نہیں بڑھتے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور شمال کی طرف سے اس کی حد بحر روم ہے۔ اور اس سے بحر محیط متفرع ہوتا ہے۔ جو بلاد مغرب کے طنجہ اور اندلس کے شہر طریف کے درمیان ایک تنگ خلیج میں چلتا ہے جسے خلیج زقاق کہتے ہیں جس کی چوڑائی آٹھ میل سے کچھ اوپر ہے اور اس پر ایک پل بنا ہوا ہے۔ جس پر سمندر کا پانی چڑھ جاتا ہے۔ پھر یہ بحر روم مشرق کی سمت میں چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سواحل شام اور اس کی سرحدوں اور انطاکیہ اور الحلیا اور طرسوس اور المہصیہ اور طرابلس اور صوریہ اور اسکندریہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے بحر شام بھی کہتے ہیں اور جب وہ خلیج سے نکلتا ہے تو چوڑائی میں بڑھتا جاتا ہے اور اس کی زیادہ وسعت شمال کی جیت میں ہوتی ہے اور اس کی یہ وسعت شمال کی طرف مسلسل بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی غایت کو پہنچ جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا طول پانچ اور چھ ہزار میل ہے۔ جس میں میورقہ، میرقہ، یاسہ، صقلیہ، افریطش، سردانیہ اور قبرس کے جزائر پائے جاتے ہیں۔ اور جنوب کی طرف اس کی چوڑائی کا یہ حال ہے کہ وہ ایک سمت سے نکلتا ہے اور پھر چلنے میں مختلف ہو جاتا ہے۔ کبھی جنوب میں دور تک چلا جاتا ہے اور کبھی شمال کی طرف لوٹ آتا ہے اور یہ بات ساحلی ممالک کی عرض بلد میں حائل ہو جاتی ہے اور اس طرح ہوتا ہے کہ عرض بلد اس کے قطب شمالی کی اس بلندی کو کہتے ہیں۔ جو اس کے افق پر ہوتی ہے اور اسی طرح وہ اس بعد کا نام ہے۔ جو اس کے اہل کے سروں کی سمت اور دائرہ معدل النہار کے درمیان ہوتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ زمین کر دی شکل کی ہے اور آسمان بھی اس کے اوپر اسی طرح ہے اور افق بلد وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں سے دیکھی اور ان دیکھی چیزوں کے درمیان پایا جاتا ہے اور فلک دو قطبوں والا ہے اور جب ان میں سے ایک آبادی کے اوپر بلند ہوتا ہے تو دوسرا اتنا ہی ان سے نیچے ہو جاتا ہے اور زمین کی آبادی زیادہ تر شمال میں ہے اور جنوب میں کوئی آبادی نہیں جیسا کہ اس کا مقام پر اسے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطب جنوبی کے مقابلہ میں قطب شمالی آبادی والوں کے اوپر ہے۔ اور گول چیز کی سطح پر چلنے والا جب ایک جیت میں دور چلا جاتا ہے۔ تو گول چیز کی سطح اس کے سامنے آ جاتی ہے۔ اور جب تک اس کے بالمقابل آسمان کی سطح ظاہر نہ ہو تو افق پر قطب کے بعد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ شمال میں دور ہوتا ہے اور جب جنوب کی طرف لوٹتا ہے تو بعد کم ہو جاتا ہے۔ پس سیدہ اور طنجہ جو اس سمندر اور خلیج کی آبنائے پر واقع ہیں۔ ان کا عرض اس کے مطابق ہوتا ہے۔ پھر سمندر جنوب کی طرف بڑھتا ہے تو تلمسان کا عرض بن جاتا ہے۔ پس وہ جنوب میں بڑھتا ہے تو دھران کا عرض بنتا ہے جو فاس سے تھوڑا دور ہوتا ہے۔ کیونکہ فاس کا عرض (لج) ہے اور یہی وجہ ہے کہ مغرب اقصیٰ میں آبادی شمال میں مغرب اوسط کی آبادی سے سجدہ اور فاس کے درمیان سے زیادہ چوڑی ہے اور یہ قطر بحر روم کے جنوب کی طرف مڑنے کی وجہ سے سمندروں کے درمیان جزیرہ کی

طرح ہے پھر دھران کے بعد سمندر اپنی سمت سے مڑ جاتا ہے اور یہ تونس اور الجزائر کا عرض بن جاتا ہے۔ جو خلیج زقاق سے نکلنے کے وقت اس کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے۔ پھر یہ شمال میں بڑھتا ہے۔ تو بجایہ اور تونس کا عرض بن جاتا ہے۔ جو غرناطہ مرہ اور مالقہ کی سمت کی مثل ہوتا ہے۔ پھر وہ جنوب کی طرف لوٹتا ہے۔ تو طرابلس اور قابس کا عرض بن جاتا ہے جو سبتہ اور طنجہ کی سمت اول کے مطابق ہوتا ہے۔ پھر یہ جنوب کی طرف بڑھتا ہے۔ تو فاس اور توزکی مثل برقہ کا عرض بن جاتا ہے۔ پس وہ اسکندریہ کا عرض بن جاتا ہے مگر وہ مراکش اور انعامت کی مثل نہیں ہوتا۔ پھر وہ شمال میں قضاہ کی طرف سواحل شام میں اپنی سمت کے متغی کی طرف جاتا ہے اور اسی طرح جنوبی کنارے میں اس کا اختلاف ہوتا ہے اور ہمیں شمالی کنارے میں اس کے حال کے متعلق علم حاصل نہیں اور سواحل کے ساتھ اس سمندر کا عرض سات سو میل تک بڑھ جاتا ہے یا اسی طرح سواحل افریقہ اور جنوہ کے درمیان ہوتا ہے جو شمالی کنارہ میں ہیں۔ واقعہ مغرب اقصیٰ اور جنوب اوسط سواحل شہر خلیج کے قریب ہیں اور سب کے سب طنجہ، سبتہ، بادس، عسائہ، ہنین، دھران، الجزائر، بجایہ، بونہ، تونس، سوسہ، مہدیہ، صفاس، فابس، طرابلس، سواحل برقہ اور اسکندریہ کی طرح اس کے اوپر واقع ہیں۔ یہ اس بحر روم کا بیان ہے جو شمال کی طرف سے مغرب کی حد ہے اور قبلہ اور جنوب کی جیت کی طرف سے اس کی حدود بھر بھرے اور جھکے ہوئے پہاڑ ہیں جو بلاد سوڈان اور بلاد بربر کے درمیان روک ہیں اور عرق کے عرب خانہ بدوش صحرائی لوگوں کی واقفیت کا ذریعہ ہیں اور یہ عرق جنوب کی جیت سے مغرب پر ایک دیوار ہے جو بحر محیط سے شروع ہوتی ہے اور مشرق کی جیت میں ایک ہی سمت سے چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اس سے نیل آ ملتا ہے جو جنوب سے مصر کی طرف جاتا ہے وہاں پر یہ دیوار ختم ہو جاتی ہے اور اس کا عرض تین دن کی مسافت یا اس سے زیادہ ہوتا ہے اور مغرب اوسط کی جیت میں اسے پھر ملی زمین آ ملتی ہے جسے عرب الحماہ کہتے ہیں جو دور سے بلاد بلخ اور اس کے درے جنوب کی جیت میں چلی جاتی ہے اور بعض بلاد جزیرہ بھی جو کھجوروں اور نہروں والے ہیں۔ بلاد مغرب میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسے مغرب اقصیٰ کے سامنے بلاد بودہ اور تمطیت اور مغرب اوسط میں نسایت اور نیکورارین اور طرابلس کے سامنے غذاس، فزان اور ددان ان میں سے ہر اقلیم آباد ممالک پر مشتمل ہے۔ جو بستیوں اور کھجوروں اور نہروں والے ہیں جن میں سے ہر ایک کی تعداد سو تک پہنچتی ہے۔ پس لوگ اس عرق سے جنوبی کنارے کی طرف بکثرت چلے گئے۔ جو بعض سالوں میں ضہاجہ کے شامیوں کے میدانوں میں پہنچتے ہیں اور شمالی کنارے میں مغرب کے سفر کرنے والے جنگلی اعراب کے میدان ہیں اور ان سے قبل یہ بربر کے میدان تھے۔ جیسا کہ ہم اس کے بعد جنوب کی جیت سے مغرب کی حد بیان کریں گے اور اس عرق کے علاوہ مغرب پر ایک اور دیوار بھی ہے جو تلول کے قریب ہے اور یہ وہ پہاڑ ہیں جو ان تلول کی سرحدیں ہیں۔ جو بحر محیط کے پاس سے بریق تک چلے جاتے ہیں جو بلاد برقہ میں سے ہے وہاں یہ پہاڑ ختم ہو جاتے ہیں اور مغرب سے ان کی ابتداء جبال درن سے ہوتی ہے اور ان پہاڑوں کے درمیان جو تلول اور عرق کے درمیانی علاقے کو گھیرے ہوئے ہیں۔ میدان اور جنگل میں جن کی اکثر پیداوار درخت ہیں اور تلول کے نزدیک بلاد الجرید میں جہاں کھجوریں اور نہریں پائی جاتی ہیں اور ارض سوس میں مراکش کے سامنے ترددانت اور قوپان کی بستیاں اور دیگر کھجوروں، نہروں اور کھیتوں والے متعدد آباد شہر پائے جاتے ہیں۔ اور فاس کی جانب سحلماسہ اور اس کی بستیاں اور درعد کی مشہور بستی پائی جاتی ہے اور تلمسان کی جانب کھجوروں اور نہروں

والے متعدد محلات پائے جاتے ہیں اور تاہرت کی جانب بھی ایسے ہی محلات پائے جاتے ہیں اور اسی طرح مشرق سے مغرب تک آگے پیچھے شہر پائے جاتے ہیں۔ ان سب کے زیادہ قریب جبل راشد ہے۔ جو کھجوروں اور نہروں والے ہیں پھر بجایہ کی جانب دار کلی کا شہر ہے یہ سخر کا واحد آباد شہر ہے۔ جس میں بہت کھجوریں پائی جاتی ہیں اور اس کی سمت میں تلول کی بلاد رینگ کے تین سو سے زائد شہر ہیں۔ جو اس وادی کے کناروں پر ترتیب کے ساتھ چلے جاتے ہیں جو مغرب سے مشرق کی طرف جاتی ہے اور ان سب شہروں میں کھجوریں، نہریں، بستیاں اور کھیتیاں پائی جاتی ہیں۔ پھر تونس کی جانب بلاد الجرید ہیں۔ جو فقط، گوزر اور قفصہ ہیں اور بلاد نفزہ کو بلاد قسطیلہ کہتے ہیں۔ جو بہت آباد اور متمدن ہیں اور نہروں اور کھجوروں پر مشتمل ہیں پھر سوسہ کی جانب قالس ہے۔ جو سمندر کے کنارے افریقہ کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے اور یہ ابن غانیہ کا دار الخلافہ تھا۔ جیسا کہ ہم بعد میں اس کا ذکر کریں گے۔ یہ بھی نہروں، کھجوروں اور کھیتوں پر مشتمل ہے پھر طرابلس کی جانب ثزان اور ودان میں متعدد نہروں اور کھجوروں والے محلات ہیں اور ارض افریقہ میں یہ سب سے پہلا شہر ہے جسے مسلمانوں نے اس وقت فتح کیا۔ جب حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عمر بن العاص نے ان سے جنگ کی۔ پھر برقہ کی جانب داحات ہیں۔ جن کا ذکر مسعودی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اور جنوب کی جیت میں ان کے ماوراء جنگلات اور ریگستان ہیں۔ جہاں نہ کھیتی ہوتی ہے نہ چراگاہ۔ یہاں تک کہ یہ اس عرق تک جا پہنچتے ہیں۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اور اس کے درے متلشہین کے میدان ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ بلاد سوڈان تک پیاس لگانے والے جنگلات ہیں اور ان بلاد اور ان پہاڑوں کے درمیان جو تلول کی دیوار میں متلون مزاج میدان پائے جاتے ہیں۔ جن کا مزاج، ہوا پانی اور پیداوار کے لحاظ سے کسی تلول کا اور کبھی صحرا کا سا ہوتا ہے اور ان شہروں میں قیروان بھی ہے اور جبل اور اس ان کے وسط میں حائل ہے اور بلاد دخنہ ہیں۔ جہاں الزاب اور اتل کے درمیان طنجہ واقع ہے اور اس میں مغرہ اور مسیلہ ہیں اور ان میں السراہے اور تمسان کی جانب جہاں تاہرت ہے اس میں جبل دیر ہے اور فاس کی جانب ان میدانوں میں حائل ہے۔ یہ قبلہ اور جنوب کی جانب سے مغرب کی حد ہے اور مشرق کی جہت اصطلاحات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہے۔ اہل جغرافیہ کے عرف میں وہ اہل قلمزم کا سمندر ہے جو بحرین سے نکلتا ہے اور شمال کی سمت اور باغراب کی طرف جاتا ہے اور مغرب کی طرف چلتا چلتا قلمزم اور سویز پر ختم ہوتا ہے اور وہاں سے ان کے اور بحر روم کی سمت کے درمیان دودن کے سفر کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے اور سویز اور قلمزم اور اس کے بعد مصر سے مشرق کی جانب تین روز کے فاصلہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ ان کا نزدیک مغرب کا آخر ہے۔ اور اس میں برقہ اور مصر کے علاقے بھی شامل ہو جاتے ہیں اور مغرب ان کے نزدیک ایک جزیرہ ہے جسے تین طرف سے سمندروں نے گھیرا ہوا ہے جیسا کہ آپ اُسے دیکھ رہے ہیں اور اس عہد کے اس علاقے کے باشندوں کے عرف کے مطابق اس میں مصر اور برقہ کے علاقے شامل نہیں ہوتے بلکہ یہ صرف طرابلس اور اس کے ماوراء مغرب کی جیت تک مخصوص ہے اور یہی بات قدیم زمانے دیار بربر اور ان کے موطن کے متعلق تھی اور مغرب اس سے مشرق کی جانب سے وادی ملویہ سے بحر محیط کے کنارے تک اور مغرب کی جانب سے جبال درن تک ہے۔ جو زیادہ زابل درن اور ہبر غوطہ اور غمارہ کے المصادمہ کے دیار ہیں اور غمارہ کا آخر طویہ میں ہوتا ہے جو عناسہ کے پاس ہے اور ان کے ساتھ صہناجہ، مضفرہ اور راوریہ وغیرہ کے لوگ ہیں۔ جسے غربی جانب سے بحر کبیر

اور شمالی جانب سے بحر روم اور درن جیسے بلند پہاڑ اور مشرق کی جانب سے جبال تازا گھیرے ہوئے ہیں۔ کیونکہ سمندروں کو روکنے کے لئے پیدائش کے انقضاء کے مطابق پہاڑ سمندر کے قریب ہوتے ہیں اور جبال مغرب کے اکثر باشندے المصائدہ میں سے ہیں اور بعض بعض کہتے ہیں کہ صہاجہ میں سے ہیں۔ اب باقی رہ گئے مغرب میں ازغنا، تامسنا، تادلہ اور دکالہ کے میدان تو انہیں بربریوں کے ان مسافروں نے آباد کیا ہے جو جسم اور ریاح سے وہاں آتے ہیں اور مغرب کے ایک حصے میں ایسی قومیں رہتی ہیں جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور وہ حصہ ایک جزیرہ یا ملک کی طرح بن گیا ہے جسے پہاڑ اور سمندر گھیرے ہوئے ہیں اور اس کا دار الخلافہ فاس ہے اور اس میں عظیم دریا گزرتا ہے جو وادی ام ربیع کے نام سے مشہور ہے اور وہ اتنا بڑا دریا ہے کہ بارشوں میں اس کی وسعت کی وجہ سے اُسے عبور نہیں کیا جاسکتا اور اس کی مد سمندر تک چلی جاتی ہے اور قریباً ستر میل تک پہنچتی ہے اور وہ ازبور کے نزدیک بحر کبیر میں جا گرتا ہے اور اس کا منہ جبل درن میں ہے جہاں سے یہ دریا نکلتا ہے جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے اور درعہ کے کھجوروں والے علاقے سے گزرتا ہے جو نیل کے پودوں کو اس کے درخت سے نکالنے کی صنعت سے مخصوص ہے اور اس علاقے میں کھجوروں والے نکل ہیں۔ جو دامن کوہ میں بنائے گئے ہیں۔ پھر یہ دریا بلا سوس کی طرف جا کر ریگستان میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور دریائے ملویہ مغرب اقصیٰ کے آخر میں ہے اور یہ ایک عظیم دریا ہے۔ جس کا منہ زازی کے سامنے کے پہاڑوں میں ہے اور یہ غاسہ کے پاس بحر روم میں جا گرتا ہے اور اس کے کنارے دیار مکناہ ہیں۔ جو قدیم سے ان کے نام سے معروف ہیں اور اس دور میں اس جگہ پر زناتہ کی دیگر قومیں دریا کے بالائی حصے تک محلات میں رہتی ہیں اور ان کے پڑوس اور دیگر نواح میں بربر قومیں رہتی ہیں۔ جن میں سے سب سے مشہور طالسہ ہیں جو مکناہ کے بھائی ہیں اور اس دریا کے دہانہ سے ایک اور دریا نکلتا ہے۔ جو قبلہ کی طرف چلا جاتا ہے اور عرق کو اس کی سمت سے مُطع کرتا ہوا البردہ تک پہنچ جاتا ہے اور پھر اس کے بعد تمیٹ تک جاتا ہے اور اس دور میں اسے کبیر کہتے تھے اور اس پر محلات بھی تھے۔ پھر یہ جنگل میں جا گرتا ہے اور اس کے جنگلوں میں چلتا چلتا اس کے ریگستان میں گھس جاتا ہے۔

اور بودہ کے مشرق میں جو عرق کے ماوراء ہے۔ تساہیت کے صحرائی محل ہیں اور تساہیت کے مشرق میں جنوب تک نیکورارین کے محلات ہیں۔ جو ایک وادی میں تین سو سے زائد ہیں۔ پس وہ وادی مغرب سے مشرق کی طرف چلی جاتی ہے اور اس میں زناتہ کی اقوام آباد ہیں اور مغرب اوسط زیادہ تر دیار زناتہ کا مقام ہے۔ جو مغرادہ اور بنی قزون کا مقام تھا اور ان کے ساتھ یدلونہ، مغیلہ، کومیہ، مطفرہ اور مطماطر رہتے تھے۔ پھر ان کے بعد وہ بنی دماق اور بنی یلوی کا مقام بنا۔ پھر بنی عبدالواد اور توچین کا ٹھکانہ بنا جو بنی مدین سے تھے اور اس عہد میں اس کا دار الخلافہ تلمسان تھا اور مشرق کی جانب سے اس کے پڑوسی بلاد صہاجہ میں سے الجزائر، متیجہ اور المریہ اور بجایہ کے آس پاس کے علاقے تھے اور اس عہد کے تمام قبائل زنجی عربوں میں سے معلوب تھے اور بنی واللیل کی وادی شلف سے ایک بڑا دریا گزرتا تھا۔ جس کا منہ بلاد صحرائیں ہلدراشد میں تھا اور اس عہد میں اتل میں داخل ہو جاتا ہے اور جو بلاد حصین میں سے ہے۔ پھر وہ مغرب کی طرف چلا جاتا اور اس میں مغرب کی دوسری وادیاں میناں وغیرہ جمع ہو جاتیں۔ یہاں تک کہ وہ مستغانم اور کمیشن کے درمیان بحر روم میں جا گرتا ہے اور اس

کے دہانے سے ایک اور بڑا دریا پھوٹتا ہے جو جبل راشد سے مشرق کی طرف چلا جاتا اور الزاب سے گزرتا ہوا تو زرا اور نفزادہ کے درمیان شیخ میں جا گرتا اور اس دریا کا نام وادی شدی تھا۔

اور بلاد بجایہ اور قسطنطنیہ یہ زوادہ کتامہ محسیہ اور ہوارہ کے مقام تھے اور آج کل یہ عربوں کے دیار ہیں۔ اور تمام افریقہ طرابلس تک مفتوح میدان تھے۔ جو نفزادہ بنی یفرن اور نفوسہ اور بربریوں کے لاتعداد قبائل کے دیار تھے اور ان کا دار الخلافہ قیروان تھا اور یہ اس عہد میں سلیم کے عربوں کے میدان ہیں اور بنی یفرن اور ہوارہ ان کے ماتحت ہیں۔ جو ان کے ساتھ ہی بدوی بنے اور عجمیوں کی زبان بھول گئے اور عربوں کی زبان بھول گئے اور عربوں کی زبانیں بولنے لگے اور تمام حالات میں ان کے شعار کو اپنانے لگے اور اس عہد میں ان کا دار الخلافہ تونس تھا اور اس میں سے ایک بڑا دریا گزرتا ہے جو وادی مجرد کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں وہاں کی دیگر وادیاں بھی جمع ہو جاتی ہیں اور تونس کے مغرب سے ایک دن کے فاصلے پر نزرت مقام پر وہ بحر روم میں جا گرتا ہے اور برقہ کے شہر تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے اور لواتہ اور ہوارہ اور دیگر بربریوں کا مقام ہونے کے بعد وہ دوبارہ عربوں کی جلا نگاہ بن گیا ہے اور بعدہ زیدہ اور برقہ کی طرح تجارتی شہر اور خوبصورت محلات تھے۔ پس اب وہ دوبارہ ویرانہ اور جنگل بن گئے ہیں۔ گویا کبھی یہ آباد ہی نہ تھے۔ واللہ اعلم

باب: ۱۳

بربر اقوام کے فضائل

اس قوم کے قدیم و جدید لوگوں کے ان انسانی فضائل اور

شریفانہ خصائص کا تذکرہ جن کی وجہ سے وہ ملک و

سلطنت کی بلند یوں تک پہنچے

ہم نے بربر قوم کے حالات و فو و تعداد اور کثرت قبائل و اقوام اور اس کے علاوہ ہزاروں سال سے بادشاہوں اور حکومتوں کے ساتھ ان کے مقابلوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے شام میں بنی اسرائیل کے ساتھ جنگیں کیں۔ پھر وہ وہاں سے نکل کر افریقہ اور مغرب کی طرف چلے گئے۔ نیز انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کے ہر اول دستوں سے جنگ کی پھر وہ ان کے دشمنوں کے خلاف ان کے معین و مددگار بن گئے اور اسلام سے قبل اور بعد جبل اور اس میں لوہی کاہنوں کی قوم کو عزت و حکومت حاصل تھی۔ یہاں تک کہ عرب ان پر غالب آ گئے اور مکنا سے بھی پہلے مسلمانوں کی پیروی کی۔ پھر انہوں نے ان کو رو کر دیا اور انہیں مغرب اقصیٰ کی جانب اکٹھا کر دیا اور انہوں نے عقبہ بن نافع کے آگے فرار اختیار کیا پھر ہشام کے ہر اول دسے ارض مغرب میں ان پر غالب آ گئے۔

ابن ابی زید کا بیان ہے کہ بربر نے افریقہ میں بارہ دفعہ ارتداد اختیار کیا اور ہر دفعہ مسلمانوں سے جنگ کی اور موسیٰ بن نصیر کے زمانے سے قبل ان کا اسلام لانا ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کے بعد اسلام قبول کیا تھا اور انہوں نے صحرا میں جو شہر اور جگہاں میں جو قلعے اور قواٹ اور بخورارین اور یح اور مصاب اور دار کل اور بلاد افریقہ اور الزاب اور نفزاہ اور الحمہ اور غذا مس میں جو محلات بنائے ان کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ پھر انہوں نے جنگیں کیں اور حکومتیں حاصل کیں اور پانچویں صدی میں افریقہ میں ان کے اور بنی ہلال کے عربوں کے درمیان جنگیں ہوئیں اور انہیں آل حماد کی حکومت

کے ساتھ قلعہ میں اور ملتونہ کے ساتھ قلمسان اور تاہرت میں جو مولات اور انحراف تھا اور آخر یہ بنو یاسین موحدین اور ان کے دستوں کی مدد سے بلاد مغرب میں ان پر غالب آ گئے اور بنی مرین نے عبدالمؤمن کے قبیلے پر چڑھائی کرنے کے لئے جو کارنامے دکھائے یہ تمام واقعات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ قوم زمانے پر غالب رہی ہے اور ان سے خوف کھایا جاتا رہا ہے اور یہ سخت جنگجو اور بکثرت تعداد والی ہے اور اقوام عالم میں سے عربوں، رومیوں، ایرانیوں اور یونانیوں کی مددگار رہی ہے لیکن جب اسے فنا نے آیا اور حکومت سلطنت کی خوشحالی جو انہیں بار بار ملتی رہی۔ اس نے انہیں معدوم کر دیا تو ان کی جمعیت کم ہو گئی اور قبائل فنا ہو گئے اور وہ حکومتوں کے خدام اور نکس کے غلام بن گئے اور بہت سے لوگوں نے اس وجہ سے ان کی طرف منسوب ہونے کو برا خیال کیا۔ وگرنہ جیسا کہ میں نے سنا ہے فتح کے وقت یہ اور بہ کا امیر کیلہ تھا اور زنانہ بھی ایسے ہی تھے۔ یہاں تک کہ ان کے امیر وزمار بن مولات کو قید کر کے مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان کے پاس لایا گیا اور اس کے بعد ہوارہ اور ضہابہ اور ان کے بعد کتامہ نے مغرب و مشرق میں حکومتیں قائم کیں اور بنو عباس وغیرہ سے ان کے گھروں میں جنگیں کیں۔

فضائل انسانی: اب رہا ان کا فضائل انسانی سے آراستہ ہونا اور خصائل حمیدہ میں رغبت کرنا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں جو کریمانہ اخلاق و دلیات کئے تھے وہ اقوام کے درمیان شرف و رفعت کا زینہ اور مخلوق سے مدح و ثناء کے حصول کا ذریعہ تھے جیسے پڑوسی کی عزت کرنا، مہمان کی حفاظت کرنا، عہد کا پاس کرنا، ذمہ داری کا خیال رکھنا، اچھے کاموں پر ڈٹ جانا، مصائب میں ثابت قدم رہنا، عیوب سے چشم پوشی کرنا، انتقام سے بچنا، مسکین پر رحم کرنا، بڑوں سے نیکی کرنا، اہل علم کی توقیر کرنا، لوگوں کا بوجھ اٹھانا، غریب پروری کرنا، مہمان نوازی کرنا، مصائب پر مدد کرنا، بلند ہمت ہونا، ظلم سے انکار کرنا، حکومتوں اور مصیبتوں سے نبرد آزما ہونا اور دین کی نصرت میں جانوں کا بیج دینا۔ ان باتوں میں ان لوگوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں۔ جنہیں خلف نے سلف سے نقل کیا ہے اگر وہ کہیں لکھے ہوتے تو قوموں کے لئے نمونہ ہوتے اور تیرے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ان اوصاف حمیدہ سے متصف تھے اور ان کے لیڈران کے باعث سب پر فائق تھے اور قبض و بسط کی حالت میں مخلوق ہیں۔ ان کے احکام نافذ ہوئے اور طبقہ اولیٰ میں ان کے مشاہیر فلکین بن زیری ضہابی جو افریقہ میں عبیدیوں کا عامل تھا اور محمد خزری اور اس کا بیٹا الخیر اور عربہ بن یوسف کتانی جو عبد اللہ شیبی کی دعوت کا قائم کرنے والا اور شاہ ملتونہ یوسف بن تاشفین اور شیخ الموحد بن اور صاحب الامام المہدی عبدالمؤمن بن علی تھے اور طبقہ ثانیہ میں ان کے عظیم آدمی جو ان کی حکومتوں کے درمیان جھنڈے کی طرف سبقت کرنے والے اور مغرب اقصیٰ اور اوسط میں اپنی حکومت کے لئے معاہدے کرنے والے تھے۔ یعقوب بن عبدالحق سلطان بن بنی مرین اور یغمر اس بن زیان سلطان بنی عبدالواد اور محمد بن عبدالقوی اور دزمار جو بنی توین کا بڑا آدمی تھا اور ثابت بن مندیل امیر مغرادرہ اصل شلف اور دزمار بن ابراہیم جو بنی راشد کا لیڈر تھا۔ جو اپنے زمانے میں اپنی عزت کی بنیاد رکھنے اور اپنی قوم کو اس کے مطابق تیار کرنے کے لئے آپس میں مقابلہ کرتے تھے اور وہ ان خصائل میں بڑے راسخ اور تجربہ کار تھے اور حکومت سے قبل اور بعد ان کے واقعات مشہور ہو چکے تھے اور بربروں اور دوسرے لوگوں سے نقل کے لحاظ سے صحت و شہرت میں تو اتر کی حد تک پہنچ چکے تھے۔

اور احکام شریعت کے قائم کرنے اور ان پر عمل کرنے اور دین کی مدد کرنے کے بارے میں ان سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کے لئے کتاب اللہ کے معلم تیار کئے اور فرائض کے متعلق فتوے پوچھے اور اپنے صحراؤں میں رکنہ نماز کی پیروی کی اور اپنے قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کو قرآن پڑھایا اور فقہ کے حاملین کو اپنے قضایا میں حکم بنایا اور سمندر میں جہاد کے لئے بہترین چھاؤنی ڈالی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کو بیچا اور دشمن سے جہاد کیا۔ یہ باتیں ان کے رسوخ ایمان اور صحت اعتقاد اور دیانت کی پختگی پر دلالت کرتی ہیں اور ان کی عزت کا مدار اور ان کی حکومت و سلطنت کی طرف لے جانی والی ہیں اور اس کام میں ان کے سرخیل یوسف بن تاشفین اور عبدالمؤمن بن علی اور ان کے بیٹے اور پھر ان کے بعد یعقوب بن عبدالحق اور اس کے بیٹے تھے اور انہیں علم و جہاد کے متعلق انتظام کرنے مدارس بنانے، زوایہ تیار کرنے اور بڑاؤ بنانے اور سرحدوں کو بند کرنے اور خدا کی راہ میں مال و جان کے قربان کرنے اور اہل علم سے ملاقات کرنے اور اپنی مجالس میں انہیں بلند مقام دینے اور شریعت کی پیروی میں ان سے گفتگو کرنے اور احکام اور جنگوں اور انبیاء کی سیرتوں اور اولیاء کے حالات کے مطالعہ کرنے میں ان کے ارشادات کی اطاعت کرنے اور ان کو مجالس احکام کے سامنے پڑھنے اور مظلوموں کی شکایت سننے اور رعایا سے انصاف کرنے اور ظالموں کو مارنے اور اپنے گھروں کے صحن میں مسجدیں بنانے اور اپنے شدید اختلاف میں انہیں نمازوں اور تسبیحات سے آباد کرنے اور صبح و شام کتاب اللہ کی تلاوت کرنے اور مسلمانوں کی سرحدوں کو مضبوط کرنے اور فوجوں کو تیار کرنے اور بے شمار احوال کو خرچ کرنے کا بڑا خیال رہتا تھا اور یہ تمام امور اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے اپنے پیچھے بہت کارنامے چھوڑے اور ان میں فوارق کا وقوع اور کالین کا ظہور اس لئے تھا کہ ان میں پاکیزہ نفس محدث اولیاء اور وہی علوم کے مالک موجود تھے اور تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ اور کاہن جو پیدائشی طور پر اسرار غیبیہ اور خارق عادت اور عجیب و غریب باتوں کی اطلاع دیتے تھے۔ موجود تھے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اس نے انہیں تمام کمالات اور خوبیوں سے نوازا اور ان میں متفرق خواص انسانی کو جمع کر دیا اور جب یہ باتیں ان کے واقعات میں نقل ہوتی ہیں تو عجائبات کا وہم پیدا کر دیتی ہیں اور ان کے مشاہیر حاملین علم میں سے سعید بن داسول تھا جو بنی مدراء کا جڈ تھا۔ جو کھلماسہ کے بادشاہ تھے۔ اس نے تابعین کو پایا اور عکرمہ مولیٰ عباس سے علم حاصل کیا۔ حمید بن عریب نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور ان میں ابو یزید محمد بن مکید اور الیفرنی صاحب الحمار بھی تھا۔ جس نے ۳۰۲ھ میں شیعہ کے خلاف خروج کیا اور خارجیوں کا مذہب اختیار کیا اور اس نے تو زمر میں اور اس کے مشائخ سے فتویٰ کا علم حاصل کیا اور خوارج میں سے اضافیہ کے مذاہب کا مطالعہ کیا۔ پھر وہ عمار الاعلیٰ الصفری الکبار سے ملا اور اس سے ان کے مذاہب کو سمجھا اور سعادت کے باعث ان سے نکل گیا اور اس کے باوجود اسے اس قوم میں بڑی شہرت حاصل ہے جس سے بے اعتنائی نہیں کی جاسکتی اور ان میں فندر بن سعید بھی تھا۔ جو قرطبہ میں قاضی الجماعۃ تھا اور دلباسہ اور پھر سوماتہ کے سفر کرنے والوں میں تھا۔ اس کی پیدائش ۳۱۰ھ میں اور وفات ۳۸۳ھ میں ہوئی اور یہ البتر میں سے تھا جو مادغس کی اولاد میں سے تھا اور عبد الرحمن ناصر کے زمانے میں فوت ہو گیا اور ان میں ابو محمد ابی زید علم الملک بھی تھا جو خفرہ میں سے تھا اور اسی طرح ان میں علمائے نسب و تاریخ اور دیگر علوم و فنون کے ماہر بھی تھے اور زمانہ کے مشاہیر میں سے موسیٰ بن صالح عمری بھی تھا۔ جو سب میں سے مشہور و

معروف تھا اور ہم نے شعوب زناۃ میں سے غمرہ کے ذکر میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اگرچہ ہمیں اس کے دین کے متعلق صحیح حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ مگر وہ اس قوم کے ان محاسن سے آراستہ تھا۔ جو خواص انسانی کے پائے جانے پر شاہد ہیں۔ جسے ولایت و کہانت اور علم و سحر اور یہ بھی مخلوق کے کارناموں کی ایک نوع ہے۔ اس قوم کے لوگوں کا بیان ہے کہ یعلیٰ بن محمد الیفرانی کی بہن کے ہاں بغیر باپ کے ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام انہوں نے کلہام رکھا اور اس کی شجاعت کے خارق عادات واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ اسے اللہ کی طرف سے وہی طور پر ملے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے خاص کیا تھا اور ان میں سے اس کے خاندان کے کسی آدمی کو شریک نہ کیا تھا اور بعض وقت ان کے خواص اس واقعہ کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتے ہیں اور قدرت نے اس قسم کے واقعات کا جو دائرہ وسیع کیا ہے۔ اس سے بیگانہ رہتے اور وہ نقل کرتے ہیں کہ اس عورت نے کسی درندے کے ساتھ فعل کرنے کے بعد عین حامیہ میں غسل کیا تھا۔ جس کے نتیجے میں اسے حمل ہو گیا تھا اور وہ وہاں پر لوگوں کے ساتھ آیا کرتی تھی اور لوگ بھی وہاں جایا کرتے تھے اور وہ دیکھتے کہ وہ اس کے چائے ہوئے کے بقیہ سے حاملہ ہو گئی اور وہ اس مولود کو بہادری کی وجہ سے شیر کا بچہ کہا کرتے تھے اور اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں اگر ناقلین اخبار اس طرف توجہ کرتے تو کئی دفتر بھر جاتے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ انہوں نے حکومتوں اور سلطنتوں کی بنیاد رکھی۔ جن کا اب ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

بربر اقوام

کے حالات میں یہ چوتھی فصل ہے جس میں فتح اسلامی سے قبل اور اس کے بعد بنی اغلب کی حکومت تک بیان ہے

جیسا کہ تاریخ افریقہ اور مغرب میں یہ بات مشہور ہے کہ بربر قوم کے قبائل و شعوب شمار سے زیادہ ہیں اور ان کے ارتداد اور جنگوں کے واقعات میں ابن ابی الریق سے نقل کیا ہے کہ جب موسیٰ بن نصیر نے سحوم کو فتح کیا۔ تو ولید بن عبد الملک کی طرف لکھا کہ اس نے تمہارے لئے ایک لاکھ آدمیوں کو قیدی بنایا ہے۔ تو ولید بن عبد الملک نے اُسے لکھا میرے خیال میں یہ تیرا ایک جھوٹ ہے اور اگر تو اس بات میں سچا ہے تو امت کا محشر ہے اور ہمیشہ ہی بلاد مغرب طرابلس تک ملکہ اسکندر یہ تک اس قوم سے آباد رہے ہیں۔ جو بحر روم اور بلاد سوڈان کے درمیان ان زبانوں سے رہ رہی ہے۔ جن کا آغاز اور اس سے ماقبل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا اور ان کا دین مجوسی تھا اور مشرق اور مغرب کے تمام عجیبوں کا یہی حال ہوتا ہے ہاں بعض وقت وہ غالب آنے والی اقوام کا دین اختیار کر لیتے ہیں۔ کیونکہ عظیم حکومتوں کی اقوام ان پر غالب آ جاتی تھیں اور کئی دفعہ یمن کے بادشاہوں نے اپنے مقامات سے ان سے جنگ کی جیسا کہ ان کے مؤرخین نے بیان کیا ہے۔ پس وہ ان کے غلبہ

سے عاجز آ گئے اور ان کے دین کو اختیار کر لیا۔ ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ حمیر نے یمنی قبائل کے ساتھ مغرب پر سو سال حکومت کی اور اسی نے افریقہ اور مقلیہ کے شہر بنائے اور مورنجن نے افریقش صغیٰ جو تبابہ میں سے تھا۔ مغرب کے ساتھ جنگ کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ جیسا کہ ہم روم کے حالات میں بیان کر آئے ہیں اور انہوں نے سمندر کے باعث اس کے قریبی سبزہ زاروں میں عظیم الشان شہر بنائے۔ جن کے آثار اس عہد تک باقی ہیں۔ جیسے سطلہ، جلولا، مرناق، طاقہ اور زنانہ وغیرہ جنہیں عرب مسلمانوں نے پہلی فتح کے موقع پر غالب آ کر تباہ و برباد کر دیا اور انہوں نے اس وقت جس چیز کی بھی عبادت کی جاتی تھی۔ اس کا دین اختیار کر لیا۔ حالانکہ وہ عیسائی تھے اور انہوں نے ان سے مصالحت کی اور خوشی سے انہیں ٹیکس ادا کیا اور بربریوں کو الضواحی کو مہماتی شہروں کے پیچھے بڑی طاقت، قوت، تیاری، بادشاہ، رؤسا، امرا اور سردار حاصل تھے۔ جن کا قصد نہیں کیا جاتا تھا اور نہ ہی رومی اور افرنجی ان کے میدانوں میں انہیں رک پہنچا سکتے تھے اور یہ بڑی دکھ دہ بات تھی اور اسلام نے ان کی مملکت میں ان پر حملہ کیا۔ رومہ پر غالب آ گئے اور وہ قسطنطنیہ کے بادشاہ ہرقل کو ٹیکس دیا کرتے تھے۔ جیسے مقوش جو اسکندریہ برقہ اور مصر کا حکمران تھے اُسے ٹیکس دیا کرتے تھے اور جیسے طرابلس، لبدہ اور صبرہ کا حکمران اور صقلیہ کا حکمران اور اندلس کا حکمران جو الفوط میں سے تھا۔ اُسے ٹیکس دیتے تھے اور جب رومی ان سب اقوام پر غالب آئے۔ تو انہوں نے نصرانی دین کو اختیار کیا اور فرنج وہ لوگ ہیں جو افریقہ کے حکمران بنے اور رومیوں کو اس حکمرانی میں سے کچھ بھی حاصل نہ تھا۔ بلکہ سب کچھ افرنجی فوج کو حاصل تھا اور فتوحات کی کتب میں رومیوں کا جو ذکر فتح افریقہ کے متعلق سنا جاتا ہے۔ یہ باب تغلیب میں سے ہے۔ کیونکہ عرب ان دنوں افرنج سے واقف نہ تھے اور وہ شام میں رومیوں کے ساتھ اور کسی سے نہیں لڑے پس انہوں نے خیال کیا کہ وہی نصرانی قوموں پر غالب ہیں اور عربوں سے واقعات کو ہو بہو اسی طرح نقل کر دیا گیا پس فتح کے وقت قتل ہونے والا اگر یگور افرنجی تھا۔ رومی نہیں تھا۔ اسی طرح وہ لوگ جو افریقہ میں تھے۔ بربریوں پر غالب تھے اور ان کے شہروں اور قلعوں میں اترے ہوئے تھے۔ وہ افرنجی تھے۔ اسی طرح بعض اوقات ان بربریوں نے یہودیت اختیار کر لی اور انہوں نے اسے بنی اسرائیل سے اس وقت لیا جب شام کے قریب ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان کا بادشاہ بھی انہی میں سے تھا۔ جیسے عربوں کی پہلی فتح کے وقت اہل جبل اور اس کا قبیلہ جرأت عرب کا مقتول تھا۔ یا جیسے نفوسہ جو افریقی بربریوں میں سے تھا اور فندلاقہ، بدیونہ، ہلول اور غیاثہ تھے اور بنو بازار مغرب اقصیٰ کے بربریوں میں سے تھے۔ یہاں تک کہ ادریس الاکبر انسا جم نے جو بنی حسن بن حسن سے تھا۔ مغرب میں تمام باقی ماندہ ادیان و مل کو ختم کر دیا۔ پس اسلام سے قبل افریقہ اور مغرب میں بربر افرنجی بادشاہ کے ماتحت تھے اور دین نصرانیت پر تھے اور رومیوں کے ساتھ متفق تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے یہاں تک کہ فتح ہوئی اور مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں ۱۹ھ میں افریقہ پر حملہ کیا اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح جو بنی عامر بن لوی سے تھا ان پر غالب آ گیا۔ پس جریر نے جو ان دنوں افریقہ میں فرنجی بادشاہ تھا۔ ان تمام فرنجیوں اور رومیوں کو جمع کیا۔ جو شہروں میں رہتے تھے اور مضافات سے بربریوں اور ان کے بادشاہوں کو اکٹھا کیا اور وہ طرابلس اور طنجہ کے درمیان کے علاقے کا بادشاہ تھا اور اس کا دار السلطنت سیطلہ تھا پس وہ ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے آئے اور مسلمان ان دنوں بیس ہزار تھے اور عربوں نے انہیں شکست دی اور سیطلہ کو فتح کیا

اور اُسے تباہ و برباد کر دیا اور ان کے بادشاہ گریگور کو قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال اور بیٹیوں کو غنیمت میں دیا۔ جن میں سے گریگور کی بیٹی اس کے قاتل عبداللہ بن زبیر کو ملی۔ کیونکہ مسلمانوں نے شکست دینے کے بعد اس سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اُسے ملے گی۔ پس وہ فتح کی خبر لے کر خلیفہ اور مسلمانوں کی جماعت کے پاس مدینہ میں پہنچا اور یہ سب واقعہ مذکور و مشہور ہے اور وہ فتح کی خبر لے کر افریقہ کے قلعوں کی طرف گیا اور مسلمان غارت گری کرتے ہوئے میدانوں میں چلے گئے اور ان کے اور الضوا جی کے بربر یوں کے درمیان معرکہ آرائی قتلآم اور قیدی بنانے کے واقعات ہوئے یہاں تک کہ ان دنوں ان کی قید میں ان کا بادشاہ دزمار بن صقلاب بھی آیا۔ جو بنی حرز کا جد ہے اور وہ ان دنوں بخوارہ اور دیگر زانات کا امیر تھا۔ مسلمانوں نے اُسے حضرت عثمان بن عفان کے حضور پیش کیا۔ تو وہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔ تو آپ نے اس پر احسان کیا اور آزاد کر دیا اور اسے اس کی قوم کا امیر بنا دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کے پاس آیا تو اس وقت مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور فرنجیوں نے صلح کی پناہ لی اور انہوں نے ابن سرح کے لئے سونے کے تین سو قنطار کی پیشکش کی کہ وہ عربوں کو ان کے علاقے سے لے کر کوچ کر جائے پس اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمان مشرف کی طرف لوٹ آئے اور اسلامی فتنوں میں ملوث ہو گئے۔ پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیان پر اتفاق ہو گیا اور معاویہ بن خدیج السکرانی نے ۴۵ھ میں مصر سے افریقہ کو فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی اور شاہ روم نے قسطنطنیہ سے سمندر میں انہیں روکنے کے لئے فوج بھیجی مگر کوئی بات نہ بنی اور عربوں نے سارے اجسم میں انہیں شکست دے دی اور جبولا کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور معاویہ بن خدیج مصر کی طرف واپس آ گیا۔ پس معاویہ بن ابی سفیان نے اس کے بعد افریقہ پر عقبہ بن نافع کو حکمران بنا دیا پس اس نے قیروان کی حد بندی کر دی اور فرنجیوں کی حکومت میں تفرقہ پڑ گیا اور وہ قلعوں کی طرف چلے گئے اور بربری اس کے مضافات میں باقی رہ گئے۔ یہاں تک کہ یزید بن معاویہ حکمران بن گیا۔ تو اس نے افریقہ پر ابوالمہاجر مولیٰ کو گورنر مقرر کیا اور ان دنوں بربری سرداری اروپہ بن کسیلہ بن ملزم کو حاصل تھی۔ جو البرانس کا سردار تھا اور اس کا مددگار سکرید بن رومی بن ماروت تھا جو اروپہ میں سے تھا اور نصرانی تھا۔ پس یہ دونوں فتح کے آغاز میں ہی مسلمان ہو گئے۔ پھر ابوالمہاجر کی حکمرانی کے وقت مرتد ہو گئے اور ان دونوں کے پاس البرانس اکٹھے ہو گئے اور ابوالمہاجر جنگ کے لئے ان کی طرف گیا اور عیون تلمسان پر اترا۔ پس انہیں شکست دی اور کسیلہ کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا اور کسیلہ نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر ابوالمہاجر کے بعد عقبہ آیا تو اس نے ابوالمہاجر کے اصحاب پر غصے کی وجہ سے اُسے ایک طرف ہٹا دیا۔ پھر اس نے ماغانہ اور ملیس کی طرح افرنجہ کے قلعوں کو فتح کیا اور بربر کے بادشاہوں نے انزاب اور تابت میں اس کا مقابلہ کیا۔ پس اس نے انہیں فوج در فوج دبا کر رکھ دیا اور مغرب اقصیٰ میں داخل ہو گیا اور غمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان دنوں ان کا امیر بلیمان تھا پھر وہ ولی اور حیال وزن کی طرف آ گیا اور المصامدہ کو قتل کیا اور اس کے اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں اور انہوں نے جبال درن میں اس کا محاصرہ کر لیا اور زانات کی فوجیں ان کے مقابلہ میں گئیں جو مغرادرہ کے اسلام لانے کے وقت سے خالص اسلامی فوجیں ملیں۔ پس انہوں نے عقبہ سے المصامدہ کو ہٹا دیا اور خوب خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اسلام کی اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ ثامی ضہابہ سے لڑنے کے لئے بلاد سوس کے درے مسوفہ سے لڑا اور ان کا انتظام

کیا اور واپس آ گیا اور اس دوران میں کیلہ اپنی فوج کے ساتھ اس کی قید میں تھا۔ پس جب وہ سوس سے واپس آیا تو اس نے قیروان کی طرف فوجوں کو بھیجا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ باقی رہ گیا اور اس نے کیلہ اور اس کی قوم کے ساتھ مراسلت کی تو انہوں نے گواہ بھیجے اور اس موقع کو غنیمت جانا اور اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا اور کیلہ پانچ سال تک افریقہ کا بادشاہ بن گیا اور قیروان میں اترتا اور جو صاحب اولاد اور بوجھ والے لوگ عربوں سے باقی رہ گئے تھے۔ انہیں امان دے دی اور بربریوں پر اس کی بادشاہی گراں گذری اور عبدالملک کی حکومت میں قیس بن زہیر عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے ۶۶ھ میں جنگ کرنے کے لئے آیا اور کیلہ نے اس کے لئے باقی ماندہ بربریوں کو جمع کیا اور قیروان کے نواح میں فوج کے ساتھ اس سے نبرد آزما ہوا۔ فریقین کے درمیان سخت معرکہ ہوا پھر بربر شکست کھا گئے اور کیلہ قتل ہو گیا اور اس کے ساتھ بے شمار لوگ بھی قتل ہوئے اور عربوں نے محض اور ملویہ تک اس کا تعاقب کیا اور اس جنگ میں بربریوں نے فخر کیا اور ان کے سوار اور جوان فنا ہو گئے اور ان کی شوکت ختم ہو گئی اور فرنجہ کی حکومت کمزور پڑ گئی اور بربر زہیر اور عربوں سے سخت ڈر گئے اور انہوں نے قلعوں میں پناہ لے لی۔ پھر اس کے بعد زہیر نے دھمکی دی اور مشرق کی طرف لوٹ آیا اور برقہ میں شہید ہو گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور افریقہ میں آگ بھڑک اٹھی اور بربریوں میں افتراق پیدا ہو گیا اور ان کی حکومت سرداروں میں بٹ گئی۔ ان دنوں ان سب سے عظیم الشان کی حامل کاہنہ دھیانت مانیہ بن شیفان تھی جو جبل اور اس کی ملکہ تھی اور اس کی قوم جرادی تھی۔ جو التبر کے بادشاہ اور لیڈر تھے۔ پس عبدالملک نے حسان بن نعمان غسانی کی طرف اپنے عامل مصر کو بھیجا کہ وہ جہاد افریقہ کو جائے اور اُسے مدد بھی بھیجی۔ پس وہ ۶۹ھ میں افریقہ کی طرف گیا اور ثروان میں داخل ہو گیا اور قرطاجنہ سے جنگ کی اور اُسے بزور قوت فتح کر لیا اور اس میں جو افرنجی باقی رہ گئے تھے وہ حقلیہ اور اندلس کی طرف چلے گئے۔ پھر اس نے بربریوں کے سب سے بڑے بادشاہ کے متعلق پوچھا اور انہوں نے اُسے کاہنہ اور اس کی قوم جرادیہ کے متعلق بتایا تو وہ اس کی طرف گیا اور وادی مسکیانہ میں اترتا۔ وہ بھی اس کے مقابلہ میں آئی اور شدید جنگ ہوئی پھر مسلمان شکست کھا گئے اور بہت سی مخلوق ماری گئی اور خالد بن یزید قیس قید ہو گیا اور کاہنہ اور بربر مسلسل حسان اور عربوں کا تعاقب کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان کو قابس کی عملداری سے نکال دیا اور حسان طرابلس کی عملداری میں آ گیا تو اُسے قیام کرنے کے متعلق عبدالملک کا خط ملا تو اس نے اقامت اختیار کر لی اور اپنا محل بنایا اور اس عہد سے واقعیت حاصل کی پھر کاہنہ اپنی جگہ پر واپس آ گئی اور اپنے اسیر خالد سے عہد کیا کہ وہ اس کی بیٹی کے ساتھ دودھ پئے اور وہ افریقہ اور بربر میں پانچ سال حکمران رہی۔ پھر عبدالملک نے حسان کو مدد بھیجی۔ تو وہ ۷۱ھ میں افریقہ واپس آیا اور کاہنہ نے تمام شہروں اور جاگیروں کو تباہ کر دیا اور طرابلس سے طنجہ تک متصل بستیوں میں یہ ایک ہی پناہ تھی اور بربریوں کو یہ بات شاق گزری۔ تو انہوں نے حسان سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی اور اس نے ان میں تفرقہ پیدا کرنے کی راہ پالی اور وہ اس کے مقابلہ میں گیا اور وہ بربریوں کی ایک فوج میں تھی۔ پس بربریوں نے شکست کھائی اور کاہنہ جبل اور اس کے ایک پوشیدہ مقام پر قتل ہوئی جو اس عہد میں معروف تھا اور بربریوں نے اسلام اور اطاعت پر امان طلب کی اور یہ کہ ان میں سے بارہ ہزار مجاہدین اس کے ساتھ ہوں گے۔ پس انہوں نے یہ بات قبول کر لی اور اسلام لے آئے اور اس نے کاہنہ کے بڑے بیٹے کو اس کی قوم جرادیہ اور جبل اور

اس کا سردار بنادیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کی اطاعت اختیار کی ہے اور اس کے پاس جا کر اس کی بیعت کی ہے اور کاہنہ نے اس کے متعلق شیاطین کے اشاروں سے لوگوں کو یہ بات بتادی۔

اور حسان قیروان کی طرف واپس آ گیا اور رجز لکھے اور بربریوں سے خراج پر صلح کی اور افریقی عجمیوں اور بربر اور البرانس میں سے نصرانیت پر قائم رہنے والوں پر خراج عائد کیا اور افریقہ اور مغرب کے متعلق بربریوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اکثر شہر خالی ہو گئے اور موسیٰ بن نصیر افریقہ کا حکمران بن کر قیروان کی طرف آیا اور اس نے اس کے اختلاف کو دیکھا اور وہ دور کے عجمیوں کو قریب کے عجمیوں کی طرف لاتا اور اس نے بربریوں میں خونریزی کی اور مغرب پر غالب آ گیا اور بربریوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے طنجہ پر طارق بن زیاد کو حاکم بنایا اور اس کے ساتھ ۲۷ ہزار عرب اور بارہ ہزار بربری اتار دیئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ بربریوں کو قرآن اور فقہ سکھائیں۔ پھر اسی میں بقیہ بربریوں نے اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی المعاجر کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

اور ابو محمد بن ابی زید نے بیان کیا ہے کہ بربریوں نے بارہ دفعہ طرابلس سے طنجہ تک ارتداد اختیار کیا ہے اور ان کا اسلام اس وقت تک مضبوط نہیں ہوا۔ جب تک طارق اور موسیٰ بن نصیر مغرب پر غالب آنے کے بعد اندلس کی طرف نہیں گئے اور اس کے ساتھ بربریوں کے بہت سے جوان بھی گئے اور اس نے انہیں جہاد کا حکم دیا اور فتح تک وہاں رہے پس اس وقت مغرب میں اسلام مضبوط ہوا اور بربریوں نے اس کے احکام کی اطاعت اختیار کی اور ان میں اسلام کی باتیں رائج ہو گئیں اور وہ ارتداد کو بھول گئے۔ پھر ان میں خارجیت اختیار کر لی اور انہوں نے اسے ان نقل مکانی کرنے والے عربوں سے سیکھا جنہوں نے اس کے متعلق عراق میں سنا تھا اور ان کے کئی فرقے بن گئے اور اباضیہ اور صفریہ کے کئی طریق بن گئے۔ جیسا کہ ہم نے خوارج کے حالات میں بیان کیا ہے اور یہ بدعت پھیل گئی اور عرب کے منافق سرداروں نے اسے مضبوط کیا اور بربریوں میں فتنہ پیدا ہو گیا۔ جو حکومت کے خلاف حملہ کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ پس وہ ہر جانب نکل گئے اور بربر کے مخلوط لوگ اپنے قائد کی طرف دعوت دینے لگے اور وہ ان پر اپنے مذاہب کفر کی تلاوت کرنے لگے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں ان کے بوئے ہوئے پودوں کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ پھر بربریوں نے عربوں کی حکومت پر حملہ کرنے کی زیادتی کی اور یزید بن ابی مسلم کو ۱۰۲ھ میں قتل کر دیا۔ کیونکہ انہیں اس پر اس کے بعض افعال کی وجہ سے غصہ تھا۔ پھر ۱۲۲ھ میں بربریوں نے ہشام بن عبد الملک کی حکومت میں عبد اللہ بن حجاب کی ولایت میں بغاوت کی کیونکہ اس کی فوجوں نے بلا دسوس کو پامال کیا تھا اور بربریوں میں خونریزی کی تھی اور لوگوں کو قیدی بنایا تھا اور غنیمت حاصل کی تھی اور مسوفہ تک چلا گیا تھا اور قتل کیا اور قیدی بنایا تھا اور بربریوں کے دلوں میں اس کا رعب پڑ گیا اور اسے یہ اطلاع ملی کہ بربری یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی غنیمت ہیں بس انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور میسرۃ المظننی نے طنجہ عمرو بن عبد اللہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور عبد الاعلیٰ بن جروح افریقی کی بیعت کر لی۔ جو رومی الاصل تھا اور عربوں کا غلام تھا اور وہ صغریٰ خوارج کا لیڈر تھا اور مدت تک وہ ان کے امور کا ذمہ دار رہا اور میسرہ نے اپنے خارجی صغریٰ مذہب کی طرف دعوت دیتے ہوئے خود اپنی خلافت کی بیعت کی پھر اس کا کردار خراب ہو گیا۔ تو بربریوں کو اس کے افعال پر غصہ آیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور خالد

بن حمید زناتی کو اپنا امیر بنایا ابن عبدالحکم کہتا ہے کہ وہ ہتورہ میں سے تھا جو زناتہ کا ایک لٹن ہے۔ پس وہ ان کے امور کا ذمہ دار بنا اور عربوں کی طرف جنگ کرنے کے لئے گیا اور عبد اللہ بن حجاب نے اس کے آگے فوجیں بھیجیں اور ان کے ساتھ خالد بن ابی حبیب بھی تھا پس وادی شلف میں جنگ ہوئی اور عرب شکست کھا گئے اور خالد بن ابی حبیب اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے۔ اس جنگ کو جنگ اسراب کہتے ہیں اور شہر میں بغاوت پھیل گئی اور لوگوں کے معاملات خراب ہو گئے۔ ہشام بن عبد الملک کو اس کی خبر پہنچی تو اس نے ابن حجاب کو معزول کر دیا اور کلثوم بن عیاض قشیری کو ۱۲۳ھ میں حاکم بنایا اور اسے بارہ ہزار شامیوں کے ساتھ بھیجا اور مصر، برقہ اور طرابلس کی سرحدوں کو اس کی مدد کے لئے لکھا پس وہ افریقہ اور مغرب کی طرف گیا۔ یہاں تک کہ وادی طنجه میں پہنچ گیا۔ جو سہم کی وادی ہے۔ پس خالد بن حمید زناتی لا تعداد بربری ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے کلثوم بن عیاض کی ہراول فوج کو شکست دینے کے بعد اس سے مدد بھیڑ کی پس اس کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور کلثوم قتل ہو گیا اور فوج غصے سے بھڑک اٹھی اور شامی، فلاح بن بشر قشیری کے ساتھ اندلس کی طرف چلے گئے اور مصری اور افریقی قیروان کی طرف چلے گئے۔ جب ہشام بن عبد الملک کو یہ اطلاع ملی تو اس نے حظلہ بن سفیان کلبی کو بھیجا اور وہ ۴۲۴ھ میں قیروان آیا اور ہوارہ ان دنوں حکومت کے باغی تھے۔ جن میں عکاشہ بن ایوب اور عبد الواحد بن یزید اپنی اپنی قوم کے لیڈر تھے۔ پس ہوارہ اور ان کے بربری پیروکاروں نے حملہ کر دیا۔ پس حظلہ بن المعز نے ان کو شکست دی اور شدید جنگ کے بعد قیروان پر غالب آ گیا اور اس نے عبد الواحد ہواری کو قتل کر دیا اور عکاشہ کو قیدی بنالیا اور اس جنگ کے مقتولوں کا شمار کیا گیا تو وہ ایک لاکھ اسی ہزار تھے اور حظلہ نے یہ بات ہشام کو لکھی اور لیث بن سعد نے اسے سن کر کہا کہ میں نے غزوہ بدر کے بعد کسی جنگ میں شامل ہونا پسند نہیں کیا مگر مجھے غزوہ قرن اور احسان بہت محبوب ہے۔ پھر مشرق میں خلافت کمزور پڑ گئی اور بنی امیہ کے فتنے اور مروان کے ساتھ شیعہ اور خوارج کے واقعات کی وجہ سے اس کی حکومت تباہ ہو گئی اور نوبت بایں جا رسید کہ حکومت بنی امیہ سے نکل کر بنی عباس کے پاس پہنچ گئی اور فخر عبد الرحمن بن حبیب نے اندلس سے آ کر افریقہ پر قبضہ کر لیا اور حظلہ نے ۱۲۶ھ میں اس پر غلبہ حاصل کیا۔ پس نصف افریقہ اپنے ادیان کی طرف واپس آ گیا اور بربریوں کی بیماری بڑھ گئی اور خارجیوں اور اس کے سرداروں کا معاملہ پیچیدہ ہو گیا پس انہوں نے اطراف سے بغاوت کر دی اور تمام داعیان بدعت کے ساتھ حکومت پر حملہ کر دیا اور اس میں صہاجہ نے بڑا پارٹ ادا کیا اور اس کا امیر ثابت بن وریدوں اور اس کی قوم باجہ پر غالب آ گئے اور ان کے امراء میں سے عبد اللہ بن سکرید نے اپنے پیروکاروں سمیت اس کے ساتھ حملہ کر دیا اور طرابلس پر عبد الجبار اور حرث ہواری نے حملہ کر دیا اور یہ دونوں ایاضیہ کی رائے رکھتے تھے۔ پس انہوں نے طرابلس کے حامل بکر بن عیسیٰ قیسی کو جب وہ ان کو صلح کی دعوت دینے آیا قتل کر دیا اور ایک مدت تک یہی کیفیت رہی اور اسماعیل بن زیاد نے بربریوں کے قتل میں بڑا جوش دکھایا اور ان میں خوب خونریزی کی اور ۱۳۵ھ میں اس نے تلمسان پر چڑھائی کی اور فتح کر لیا اور مغرب پر قبضہ کر کے وہاں کے تمام بربریوں کو ذلیل کیا اور اس کے بعد ۱۴۰ھ میں ورجومہ اور باقی ماندہ قبائل نغزادہ کا فتنہ اٹھا اور یہ بات اس وقت ہوئی جب عبد الرحمن بن حبیب، ابو جعفر کی اطاعت سے منحرف ہو گیا اور اسے اس کے دو بھائیوں الیاس اور عبد الوارث نے قتل کر دیا۔ پس اس کی جگہ اس کا بیٹا حبیب حکمران بنا اور اس نے اپنے باپ کے بدلہ کا مطالبہ کیا

پس الیاس قتل ہو گیا اور عبدالوارث ورجومہ کے ساتھ جاملہ اور ان کے امیر عاصم بن جمیل نے اُسے پناہ دے دی اور دلہا صہ کے امیر یزید بن سکوم نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ نذرانہ کی بات پر متفرق ہو گئے اور ابو جعفر منصور کی دعوت دینے لگے اور قیروان پر حملہ کر کے اس میں زبردستی داخل ہو گئے اور حبیب بن قابس بھاگ گیا تو عاصم نے نذرانہ اور ان کے قبائل میں اس کا تعاقب کیا اور عبدالملک بن ابوالجہد اور نذرانہ کو جو قیروان میں موجود تھیں۔ قیروان پر حاکم مقرر کیا اور انہوں نے اُسے قتل کر دیا اور ورجومہ قیروان اور باقی افریقہ پر قابض ہو گئے اور وہاں پر رہنے والے تمام قریش کو قتل کر دیا اور اپنے چوپاؤں کو جامع مسجد میں باندھ دیا۔ پس اہل قیروان پر سخت مصیبت پڑی اور ورجومہ اور نذرانہ کے اس فعل کو طرابلس کے اباضی بربریوں نے جو ہوارہ اور زناتہ میں سے تھے برا سمجھا۔ پس وہ اکٹھے ہو کر ابوالخطاب کے پاس گئے اور ان کے خلاف خروج کر دیا اور زناتہ اور ہوارہ کے باقی ماندہ بربری بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور اس نے ان کو ساتھ لے کر قیروان پر چڑھائی کی اور عبدالملک بن ابی الجہد اور باقی ماندہ ورجومہ اور نذرانہ کو قتل کر دیا اور ۱۴۱ھ میں قیروان پر قابض ہو گیا۔ پھر عبدالرحمن بن سین قیروان کا حاکم بنا جو رستم کے بیٹوں میں سے تھا۔ جو قادیسیہ میں ایرانیوں کا امیر تھا اور وہ عرب موالی میں سے تھا اور اس بدعت کے سرداروں میں سے تھا اور ابوالخطاب طرابلس کی طرف گیا اور مغرب جنگ سے شعلہ بداماں ہو گیا اور بربری خوارج نے جہات پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور ۱۴۲ھ میں طکناہ میں سے صفریہ مغرب کی جانب اکٹھے ہوئے اور انہوں نے عیسیٰ بن یزید اسود کو اپنا امیر بنایا اور حکما سہ شہر کو بنیاد بنایا اور وہاں اتر گئے اور ابو جعفر منصور کی طرف سے محمد بن اشعث افریقہ کا والی بن کر آیا تو ابوالخطاب اس کے مقابلہ میں گیا اور سرت مقام پر اس سے جنگ کی۔ پس انہوں نے ابن اشعث کو شکست دی اور بلا در بقاء میں بربریوں کو قتل کیا اور عبدالرحمن بن رستم قیروان سے تاہرت کی طرف بھاگ گیا۔ جو مغرب الاوسط میں واقع ہے اور لمایہ لوانہ جالہ اور نذرانہ کے ایاضی بربریوں کے کئی گروہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تو وہ وہاں اتر پڑا اور ۱۴۳ھ میں اس کے شہر کی حد بندی کر لی اور ابن اشعث نے افریقہ پر کنٹرول کر لیا اور بربری ڈر گئے۔ پھر زناتہ میں سے بنو یضران اور بربریوں میں سے مغیلہ تلمسان کے نواح میں منتقل ہو گئے اور بنی یضران کے ابو قرہ کو اپنا لیڈر بنالیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مغیلہ میں سے تھا اور یہ بات اصح ہے اور ۱۴۸ھ میں اس کی بیعت خلافت کی گئی اور اغلب بن سود تسمی عامل طنجرہ جنگ کرنے کے لئے اس کی طرف گیا اور جب اس کے قریب ہوا تو ابو قرہ بھاگ گیا اور اغلب الزاب میں اتر گیا۔ پھر اس نے تلمسان اور طنجرہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور فوج اس کے پاس واپس آ گئی تو وہ بھی واپس آ گیا۔ پھر اس کے بعد بربریوں نے عمرو بن حفص کے زمانے میں بغاوت کی جو قبیلہ بن ابی صفرہ یعنی مہلب کی اولاد میں سے تھا اور ہوارہ کا غلبہ ۱۵۱ھ سے چلا آ رہا تھا اور یہ طرابلس میں اکٹھے ہوئے اور ابو حاتم یحییٰ بن حبیب بن مرین بن یطوفت کو اپنا لیڈر بنایا جو امرائے مغیلہ میں سے تھا اور ابو حاتم کہلاتا تھا اور بارہ فوجوں کے ساتھ عمر کی فوجوں سے طلبہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان میں سے ابو قرہ چالیس ہزار صفریہ اور عبدالرحمن بن رستم چھ ہزار اباضیہ اور اسی طرح مسور بن ہانی دس ہزار جوانوں اور جریر بن مسعود اپنے مدیونی پیروکاروں اور عبدالملک بن سکروید ضہابی دو ہزار جوانوں کے ساتھ جن میں صفری بھی تھے۔ آئے اور عمرو بن حفص کا محاصرہ سخت ہو گیا۔ تو اس نے مخالفت کی ایک چال چلی اور اپنے بیٹے کو چار ہزار جوان دیئے جو الگ ہو کر طلبہ سے چلے گئے۔ پھر اس نے ابن

تاریخ ابن خلدون

رستم کی طرف ایک فوج بھیجی۔ جس نے اُسے شکست دی اور وہ شکست خوردہ ہو کر تاہرت میں داخل ہو گیا اور عمر بن حفص نے ابو حاتم اور اس کے بربری اباضی ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور وہ بھی اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ تو وہ انہیں قیروان کی طرف لے گیا اور اُسے فوجوں اور جوانوں سے بھر دیا۔ پھر اس نے ابو حاتم اور بربریوں سے جنگ کی تو انہوں نے اُسے شکست دی اور یہ قیروان کی طرف واپس آ گیا تو انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ ترین ہزار تھے۔ جن میں سے پینتیس ہزار سوار تھے اور وہ سب اباضی تھے اور محاصرہ لمبا ہو گیا اور ۵۴ھ میں عمر بن حفص قتل ہو گیا اور اہل قیروان نے ابو حاتم کے ساتھ اس کی من مانی شرائط پر صلح کر لی اور وہ وہاں سے کوچ کر گیا اور ۵۴ھ میں یزید بن قبیصہ بن مہلب افریقہ کا والی بن کر آیا اور ابو حاتم عمر بن عثمان فہری کے مخالف ہو جانے کے بعد اس کے مقابلہ میں گیا اور ان کے مقابلہ میں گیا اور ان کے معاملے میں افتراق پیدا ہو گیا پس یزید بن حاتم نے طرابلس میں اس سے جنگ کی اور ابو حاتم قتل ہو گیا اور بربریوں کو شکست ہوئی اور عبدالرحمن بن حبیب بن عبدالرحمن جو ابو حاتم کے اصحاب میں سے تھا۔ کتامہ چلا گیا اور مخارق بن غفار طائی کو بھیجا تو اس نے آٹھ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ پھر اس پر غالب آ کر اُسے اور اس کے بربری ساتھیوں کو قتل کر دیا اور وہ جدھر منہ آیا ادھر بھاگ گئے اور فوج کے ساتھ طبعہ میں عمر بن حفص کے قتل سے فضا تک ان کی ۵۷ جنگیں ہوئیں اور یزید افریقہ آ گیا اور اس کے فساد کو دور کیا اور قیروان کو درست کیا اور ہمیشہ ہی ملک پر سکون رہا اور ۵۷ھ میں در بجومہ نے بغاوت کی اور ابو ذر جو نہ کو اپنا لیڈر بنا لیا۔ پس یزید ان کی طرف ابن مخرّاج مھصلی کے قبیلے کو لے کر گیا۔ تو انہوں نے اسے شکست دی اور اس کے بیٹے مہلب نے اس سے اجازت طلب کی جو در فوج پر حملہ کرنے والی فوج میں الزاب طبعہ اور کتامہ کی فوجوں کا سالار تھا جو اس نے اُسے اجازت دی اور علا بن سعید بن مروان مہلبی نے اس کی مدد کی تو اس نے ان پر حملہ کر کے انہیں بُری طرح قتل کیا اور اس کے بعد ۶۱ھ میں نفزادہ نے اس کے بیٹے داؤد کی سلطنت میں اس کے مرجانے کے بعد بغاوت کی اور صالح بن نُصیر سفری کو اپنا امیر بنا کر اباضیہ کے نظریہ کی دعوت دینے لگے۔ پس اس نے ان کے مقابلہ میں اپنے عم زاد سلیمان بن الصحرہ کو دس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا۔ تو اس نے انہیں شکست دی اور بربریوں کو بُری طرح قتل کیا پھر وہ صالح بن نُصیر کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ تمام اباضی بربر بھاگ گئے ہیں اور شغباریہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ پس سلیمان نے انہیں دوبارہ شکست دی اور قیروان کی طرف واپس آ گیا اور افریقہ کے بربری خارجیوں کی ہوا تھم گئی اور اس کی بدعت میں ضعف پیدا ہو گیا اور ۱۷ھ میں حاکم تاہرت عبدالرحمن بن رستم نے حاکم قیروان روح بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب کے ساتھ مصالحت کرنے میں دلچسپی لی۔ تو اس نے اس سے صلح کر لی اور بربریوں کا زور ٹوٹ گیا اور وہ غالب آنے والے حکمرانوں کے مطیع ہو گئے اور دین کی اطاعت کرنے لگے اور اسلام نے اپنے قدم جما لئے اور حکومت نے بربریوں پر ٹیکس لگا دیا اور ابراہیم بن تغلب تہیمی نے ہارون الرشید سے قبل ۸۵ھ میں افریقہ اور مغرب کی حکومت سنبھال لی۔ پس اس نے اس حکومت کو مضبوط کیا اور لوگوں سے حسن سلوک کیا اور بگاڑ کی اصلاح کی اور اتحاد پیدا کیا اور وہ سب لوگ راضی ہو گئے اور بغیر کسی تنازعہ اور بگاڑ کرنے والے کے آزادانہ حکومت کرتا رہا اور اس کے بیٹے خلف سے سلف تک اس حکومت کے وارث ہوئے اور انہیں افریقہ اور مغرب میں وہ حکومت حاصل تھی جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ افریقہ سے عرب حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

کتابتہ: اور کتابتہ نے رافضی دعوت کے ساتھ بنی اغلب کے خلاف خروج کیا اور ان میں عبداللہ محتسب شیعہ عبید اللہ مہدی کا داعی بن کر کھڑا ہوا اور یہ افریقہ میں عربوں کی حکومت کا آخری دور تھا اور اس دن سے کتابتہ نے مستقل حکومت قائم کر لی اور ان کے بعد مغرب کے بربریوں نے حکومت قائم کر لی اور مغرب اور افریقہ سے عربوں کی ہوا اکھڑ گئی اور ان کی حکومت جاتی رہی اور اس حکومت کے بعد اس عہد تک ان کی حکومت کوئی نہیں ہوئی اور بربریوں اور ان کے قبائل کی حکومت بن گئی جب ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم حاصل کرتی رہی اور کبھی یہ اندلس کے اموی خلفاء کی طرف اور کبھی بنو عباس اور بنو حسن کے ہاشمیوں کی طرف دعوت دیتے پھر انہوں نے آخر کار مستقلاً اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی۔ ہم اس کا مفصل ذکر زانیہ اور بربریوں کی حکومت کے بیان میں کریں گے جن کے حالات کو ہم بیان کر رہے ہیں۔

باب: ۱۴

تبری بربر

تبری بربریوں اور ان کے قبائل کے حالات اور سب سے پہلے نفوسہ اور اس کی گردش احوال کا تذکرہ

تبری بربریوں کا جد مادغیس الایتر تھا اور اس کا بیٹا زحیک تھا اور اسی سے ان کے بطون نکلے ہیں۔ بربریوں کے نسا بن اس کے چار بیٹوں کا ذکر کرتے ہیں نفوسہ، اداس، ضرا اور لواء پس اداس اور ہوارہ میں چلا گیا کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ہوارہ نے اپنے باپ زحیک کو دودھ چھڑانے سے قبل اس کی ماں کے پاس چھوڑا تو وہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور اس کے بچوں کے ساتھ مل جل گیا اور بطون اداس ہوارہ میں شامل ہو گئے۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے اور ہم ضرا اور لواء کے بطون کا ایک ایک کر کے ذکر کریں گے اور نفوسہ کا ایک ہی بطن ہے۔ جس کی طرف سب نفوسہ منسوب ہوتے ہیں اور یہ بربریوں کے وسیع ترین قبائل میں سے ہے جس میں بنی زمور، بنی مکسور اور ماطوسہ کی طرح بہت سے قبائل ہیں اور ان کی اکثریت کا وطن جہات طرابلس اور اس کے قرب و جوار میں ہے اور وہاں پر ایک پہاڑ بھی ان کے نام سے مشہور ہے اور یہ طرابلس کی جانب سے تین دن کی مسافت کے فاصلے پر ہیں آج بھی ان کے بقیہ لوگ وہیں رہتے ہیں اور فتح سے قبل صبرہ شہر بھی ان کے موطن میں شامل تھا اور ان کی طرف منسوب ہوتا تھا اور یہ پہلی اسلامی فتح کا پہلا پھل ہے اور ان کے غالب آ جانے پر مغرب برباد ہو گیا اور کھنڈرات اور پوشیدہ نشانات کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور ان کے جوانوں میں سے ایک اسماعیل بن زیاد بھی تھا جس نے عباسی حکومت کے شروع میں ۱۳۱ھ میں قابس پر غلبہ حاصل کیا اور ان میں سے اس عہد تک متفرق گزریاں مصر اور مغرب کے مضافات میں پھیلی ہوئی ہیں اور لواء کے بیٹوں میں سے لواتہ اور نفزادہ ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ واللہ وارت الارض و من علیہا

باب: ۱۵

قبائل نفزادہ

نفزادہ اور ان کے بطون اور ان کی گردش احوال کا بیان

نفزادہ نطوفت بن فزادہ بن لوالا کبر بن زحیک کے بیٹے ہیں اور غساسہ، فرسنہ، رملہ، سومانہ، زاجیمہ، دلہاصہ، حجرہ اور ورسیف کی طرح ان کے بہت سے بطون ہیں اور ان کے بطون میں ایک مسکلاتہ ہے۔ کہتے ہیں کہ مسکلاتہ یعنی عربوں میں سے ہے۔ جو صغریٰ میں توفیق کے پاس آیا تو اس نے اسے مستثنیٰ بنالیا اور یہ بربریوں میں سے نہیں ہے اور بنی وریغل اور کزنانہ اور بنی یعلین اور بنی دیمان یعلتن اور رطوق اور بنی بزبان کی طرح مسکلاتہ کے بہت سے بطون ہیں اور بربری نساہوں جیسے سابق مطماطی وغیرہ کے نزدیک غساسہ کو بھی انہی میں سے بیان کیا جاتا ہے اور دلہاصہ کے بطون سے ورتدین بن داجیمہ بن دلہاصہ اور درفجومہ بن فیرعاس بن دلہاصہ ہیں اور درفجومہ کے بطون سے زکولہ، رجالہ، لڈکاک بن درفجومہ اور دوسرے بہت سے بطون ہیں اور درفجومہ نفزادہ کے بطون سے خوبصورت ترین سخت جنگجو اور صاحب قوت ہے اور جب عبدالرحمن بن حبیب نے ابو جعفر منصور کی اطاعت سے انحراف کیا اور اسے اس کے دو بھائیوں الیاس اور عبدالوارث نے قتل کر دیا اور اس کے بیٹے حبیب نے ان دونوں سے بدلہ کا مطالبہ کیا تو عبدالوارث درفجومہ کے پاس آ گیا اور اس میں ان کے امیر عاصم بن جمیل کے ہاں مہمان اتر اور یہ کامن تھا تو اس نے اسے پناہ دی اور یہ ابو جعفر منصور کی دعوت دینے لگا اور نفزادہ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

اور ان کے جوانوں میں سے عبدالملک بن ابی الجعد اور یزید بن سکوم بھی تھے۔ جو باطنی خارجی تھے اور انہوں نے ۱۴۰ھ میں قیردان پر حملہ کیا اور حبیب بن عبدالرحمن وہاں سے بھاگ گیا اور عبدالملک بن ابی الجعد اس میں داخل ہو گیا اور حبیب کو قتل کر دیا اور نفزادہ قیردان پر غالب آ گئے اور انہوں نے وہاں رہنے والے قریشیوں اور باقی ماندہ عربوں کو قتل کر دیا اور مسجد میں اپنے چوپاؤں کو باندھا اور ان کی بدعتیں بڑھ گئیں۔ تو طرابلس کے بربری اباضیوں نے ان پر برامتایا اور ہوارہ

اور زنانہ نے اس میں بڑا پارٹ ادا کیا پس وہ اور عرب کے جوان خطاب بن سح کے پاس جمع ہوئے اور طرابلس پر قابض ہو گئے۔ پھر ۱۴۱ھ میں قیروان پر غالب آ گئے اور عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کر دیا اور اس کی قوم نے نفرزادہ اور درفجومہ میں خوب خونریزی کی اور جب ابو الخطاب نے عبدالرحمن بن رستم کو قیروان پر عامل مقرر کیا تو اس کے بعد یہ طرابلس واپس آ گئے اور مغرب جنگ کی آگ سے بھڑک اٹھا اور درفجومہ کا فتنہ بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ محمد بن اشعث ۱۴۶ھ میں منصور کی طرف سے مقرر ہو کر آیا اور اس نے بربریوں میں خونریزی کی اور اس فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب عمر بن حفص نے ۱۵۱ھ میں طبرہ شہر کی حد بندی کی۔ تو اس نے درفجومہ کو یہاں آباد کیا کیونکہ یہ اس کے پیروکار تھے اور جب ابن رستم اور یو یضرن نے اس کا محاصرہ کیا تو یہ بہت خوشحال ہو چکے تھے۔ پھر عمر کی وفات کے بعد جب یزید بن حاتم ۱۵۷ھ میں افریقہ آیا تو انہوں نے اس کے خلاف خروج کیا اور ابو زرجونہ کو اپنا لیڈر بنایا اور یزید اپنے بیٹے اور قوم کے ساتھ ان کی طرف فوج بھیجی، تو انہوں نے ان میں خوب خونریزی کی پھر نفرزادہ نے اس کے باپ داؤد کے خلاف بغاوت کی اور اباضی دین کی طرف دعوت دینے لگے اور انہوں نے صالح بن نصیر کو اپنا لیڈر بنایا۔ تو فوجیں پے در پے ان کی طرف واپس آئیں اور انہیں بری طرح قتل کیا اور اس موقع پر افریقہ میں خوارج کا رعب اور بربریوں کا خوف جاتا رہا اور اس کے بعد بنو درفجومہ میں تفرقہ پیدا ہو گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ قبائل میں بٹ گئے اور رجالہ ان میں ایک وسیع بطن تھا۔ عبیدیوں کے آغاز میں اور بنو امیہ کے اندلس میں ایک جوان الرحالی ہے۔ جو قرطبہ کا ایک کاتب ہے اور اس عہد میں مرماجہ میں ان کے کچھ فرقے باقی ہیں اور وہاں پر مرماجہ کے میدان میں ایک بستی ان کی طرف منسوب ہے اور درفجومہ میں سے باقی ماندہ دلہا صہ وغیرہ اس عہد میں متفرق گروہ بن چکے ہیں اور یہ لوگ ساحل تلمسان کا مشہور ترین قبیلہ ہے۔ جو قومیہ میں شامل ہیں اور نسب خلط کے لحاظ سے ان میں شمار ہوتے ہیں اور آٹھویں صدی کے وسط میں ان میں سے عبدالملک نے مستقل ریاست قائم کر لی اور بنی عبدالواد کے تلمسان اور اس کے نواح پر غالب آنے کے بعد سلطان کے نام سے بادشاہ بن بیٹھا اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ اس عہد میں ان کے سلطان عثمان بن عبدالرحمن پر غالب آ گیا اور اسے تلمسان میں زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور پھر اسے قتل کر دیا۔

اور دلہا صہ کے مشہور ترین قبائل میں سے ایک اور قبیلہ بونہ کے میدان میں رہتا ہے جو گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے اور لباس زبان اور دیگر شعار میں عربوں کی نقل کرتا ہے جیسا کہ ہوارہ کا حال ہے اور ان کا شمار ٹیکس دینے والے قبائل میں ہوتا ہے اور ان کی سرداری بنی عریف میں ہے اور اس عہد میں حازم بن شداد بن حزام بن نصر بن مالک بن عریف کی اولاد میں ہے اور ان سے پہلے عسکر بن بطنان میں تھی۔ یہ دلہا صہ کے وہ حالات ہیں جو ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔

بطون نفزادہ کا انجام

اور نفزادہ کے بطون میں سے زاتمہ ہیں۔ جن کے بقیہ اس عہد میں ساحل برسک میں رہتے اور ان میں سے غساسہ بھی ہیں۔ جن کے بقیہ اس عہد میں ساحل بوط میں رہتے ہیں۔ جہاں سمندر کے کنارے ایک بستی ہے اور مغرب کے جنگی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی جگہ ہے اور وہ ان کے نام سے مشہور ہے اور زحیلہ کے بقیہ لوگ اس عہد میں بادس کے نواح میں رہتے ہیں اور غمارہ میں شامل ہیں اور ہمارے بزرگوں کے دور میں ان میں سے ابو یعقوب بادی بہت بڑا ولی تھا اور ان کے دوسرے لوگ مغرب میں رہتے ہیں اور مرعیہ کا کوئی وطن معلوم نہیں اور ان کی اولاد افریقہ میں عرب قبائل کے درمیان بٹی ہوئی ہے اور سوماتہ کے بقیہ لوگ قیروان کے نواح میں رہتے ہیں جن میں سے فنذر بن سعید ناصر کے عہد میں قرطبہ کا قاضی تھا۔ واللہ اعلم۔

اور نفزادہ کے بقیہ بطون کا اس عہد میں کوئی قبیلہ اور وطن معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں بلاد قسطنطنیہ میں کچھ بستیاں ان کی طرف منسوب ہیں۔ جہاں پرافرنج کے معاہدہ رہتے ہیں جنہوں نے فتح کے وقت سے جزیہ دے کر انہیں اپنا وطن بنا لیا ہے اور ان کی اولاد اس عہد میں وہاں رہتی ہے اور بنی سلیم اور زغہ کے بہت جلاوطن بھی وہاں ان کے ساتھ رہتے ہیں اور جنگلات اور جاگیروں کے مالک ہیں اور ان بستیوں کا معاملہ خلافت کے زمانے سے تو زور کے علاقے کے عامل سے تعلق رکھتا ہے اور جب حکومت کا سایہ ان کے سروں سے سمٹا اور شہروں میں عصیت پیدا ہوئی تو ہر بستی نے اپنی مخصوص حکومت قائم کر لی اور تو زور کا پیش رو ان کو اپنی رعیت میں شامل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ پس ان میں کچھ اس کی بات مان لیتے اور کچھ انکار کر دیتے یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس کی حکومت ان پر سایہ فگن ہو گئی اور وہ سب کے سب اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے۔ واللہ ولی الامور لا رب غیرہ۔

باب: ۱۶

لوائہ قوم

تبری بربریوں میں سے لوائہ کے حالات اور ان کی گردش احوال: یہ تبری بربریوں کے بطون میں سے بڑا وسیع اور عظیم بطن ہے جو لواء الاصغر بن لواء الاکبر بن زحیک کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور لواء الاصغر نغزادہ ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور لواء ان کے باپ کا نام ہے اور بربری جب جمع سے عموم مراد لیتے ہیں تو ”الف“ اور ”تا“ کو زیادہ کر دیتے ہیں اور وہ لوائہ بن جاتا ہے اور جب عربوں نے اسے معرب کیا تو اُسے مفرد پر حمل کیا اور اس کے ساتھ جمع کی ”ھا“ ملا دی اور ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ بربری نساہوں کا خیال ہے کہ سدرائہ لوائہ اور مزائہ قبیلوں میں سے ہیں۔ مگر یہ بات درست نہیں اور ابن حزم کو اس بارے میں علم نہیں ہوا اور لوائہ کے بہت سے بطون ہیں جیسے سدرائہ بن نبط بن لواء اور عروہ بن ماصلت بن لواء اور سابق اور اس کے اصحاب نے عروہ کے سوا بنی ماصلت کے اور قبائل بھی شمار کئے ہیں جو بنی زائد بن لواء کی ماند اکرہ، جرمانہ اور نقاعہ ہیں اور ان کے اکثر بطون مزانہ میں ہیں اور بربر نساب مزانہ میں بہت سے بطون کو شمار کرتے ہیں جیسے ملایان، مرتہ، الحججہ، دمکہ، حمزہ اور مددنہ اور یہ لوگ برقہ کے نواح میں اپنے موطن میں سفر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے اور ابو یزید کے فتنہ میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں اور جبل اور اس میں ان کی بہت بڑی قوم رہتی ہے۔ جس نے بنی مکلمان کے ساتھ ابو یزید کی حکومت کے معاملے میں مدد کی اور وہ ہمیشہ ہی اس عہد میں ہوا رہا اور کتاہ کے ساتھ جبل اور اس میں رہے ہیں اور حکومت جبل اور اس میں رہنے والے ٹیکس دہندگان قبائل نے ٹیکس وصول کرنے میں ان سے مدد طلب کرتی رہی ہے پس وہ اچھی طرح اس کا کام کرتے رہے ہیں اور جن دستوں کی ان پر ڈیوٹی لگائی جاتی تھی وہ انہیں سلطان کی فوج میں لے آتے تھے۔ پس جب حکومت کا سایہ سمٹا تو ان میں سے بنو سعادہ اولاد محمد کی جاگیروں میں آگئے جو زواوہہ میں سے تھا تو انہوں نے بھی ان سے وہ کام لئے جو حکومت ان سے لیتی تھی پس انہوں نے انہیں ٹیکس جمع کرنے کے لئے خادم اور ختم کرنے والی فوج بنالیا اور یہ ان کی رعایا کا حصہ بن گئے اور ان کا ایک حصہ باقی رہ گیا جن کو جاگیریں نہ ملیں اور وہ بنو زنجان اور بنو بادیس ہیں۔ پس منصور بن مزنی نے ان کو اپنے کام میں شامل کر لیا اور جب مزنی حکومت سے الگ ہوا اور وہ الزاب میں الگ ہو گئے تو وہ انہیں بعض سالوں میں جیلہ میں دور کرنے لگے اور اس وجہ سے عرب پارٹیوں کو فوج کی صورت میں ان کے پاس جمع کرنے لگے اور وہ اس عہد تک اپنے پہاڑ میں پناہ لئے ہوئے ہیں

اور عرب دشمنوں کے خوف سے اُن کو چھوڑ کر میدان میں نہیں جاتے اور ان میں سے بنی بادلین نے بلد نقادس پر خراج لگایا ہوا ہے۔ جو پہاڑ کی وسعت میں گھرا ہوا ہے کیونکہ اس کے مضافات پر ان کو غلبہ حاصل ہے پس جب اپنے سرمائی مقامات کی طرف آتے ہیں۔ تو لواتہ بھی اپنے قلعوں میں لوٹ آتے ہیں جو عربوں پر گراں ہیں اور لواتہ میں سے ایک عظیم قوم تاہرت کے نواح سے قبلہ کی جانب رہتی ہے اور وہ جبل کے درمیان وادی میناس میں پھرتی ہے کہتے ہیں کہ قیروان کا ایک امیر انہیں اپنے ساتھ ایک غزوہ میں لے گیا اور انہیں وہاں پر اتار دیا اور ان کا سردار اورغ بن علی بن ہشام عبداللہ شیعہ کا سالار تھا اور جب حمید بن فضل صاحب ترہوت نے منصور کے خلاف بغاوت کی تو اس نے خلفائے شیعہ کو ثالث بنایا تو انہوں نے اس کے خلاف مدد دی اور اس کے گمراہ مذاہب کے بارے میں اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ منصور نے اس کو مغلوب کر لیا اور ۳۶ھ میں حمید اندلس گیا اور منصور نے لواتہ پر چڑھائی کی تو وہ اس کے آگے ریگستان کی طرف بھاگ اٹھے اور یہ ان سے بھاگ کر وادی میناس میں اُترا۔ پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا۔

اور ابن الرقیق نے بیان کیا ہے کہ منصور نے وہاں پر آثار قدیمہ میں ان محلات کو دیکھا جو تین پہاڑوں پر کھڑے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے ہیں اور دور سے دیکھنے والے کو قبروں کی چوٹیوں کی طرح نظر آتے ہیں اور اس نے پتھر میں ایک تحریر دیکھی جس کی تشریح ابوسفیان السروغس نے یہ کی کہ اس شہر کے لوگوں نے حکومت سے غداری کی تو اس نے مجھے ان کی طرف بھیجا تو مجھے ان پر فتح حاصل ہوئی تو میں نے یہ عمارت تعمیر کی تاکہ میں اُسے یاد رکھ سکوں۔ ابن الرقیق نے یہی بات بیان کی ہے اور بنو جدجی زناتہ کے قبائل سے تھے اور ان کے مندا اس کے موطن میں لواتہ کے پڑوسی تھے اور عجی ان کے درمیان وادی میناس اور تاہرت میں رہتے تھے اور ان کے درمیان ایک عورت کے باعث فتنہ پیدا ہو گیا جس کا بنو جدجی نے لواتہ میں نکاح کر دیا پس انہوں نے جنگ کی عار دلائی تو اس نے اپنی قوم کی طرف خط لکھا اور ان کا سردار ان دنوں غسان تھا پس انہوں نے ایک دوسرے کو اُکسایا اور زناتہ سے مدد مانگی تو انہوں نے ان کو علی بن محمد بغرنی کے ذریعہ مدد دی اور دوسری جانب سے مٹماظہ ان کی مدد کو چل پڑے اور ان کا امیر عزانہ تھا اور یہ سب جنگ کے لئے لواتہ کی طرف گئے اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں سے ایک جنگ میں علاق ہلاک ہو گیا اور غربی جانب سے السرسوس نے انہیں ہٹا دیا اور انہیں اس پہاڑ کی طرف لے گئے جو تاہرت کے سامنے ہے جسے اس عہد میں دارک کہتے ہیں اور اس کے قبائل اس کے ٹیلوں اور متجہ پر جھانکنے والے پہاڑوں میں پھیل گئے اور وہ اس عہد میں ٹیکس دہندہ قبائل میں شمار ہوتے ہیں اور جبل دارک یعقوب بن موسیٰ کی اولاد کی جاگیروں میں ہے جو درغہ کے عطا کا سردار ہے اور اسی طرح لواتہ کے بطون اس پہاڑ میں رہتے ہیں جو ان کے نام سے مشہور ہے اور قابس اور صفاقس کے سامنے ہے اور ان میں سے بنو مکی بھی ہیں جو اس عہد میں قابس کے رؤسا ہیں اور اسی طرح ان میں سے لواتات مصر بھی ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے۔ کہ وہ اس کنارے میں رہتے ہیں۔ جو اس کے اور مصر کے درمیان ہے اور جب وہ ان محلات کے قریب آیا تو وہ وہاں پر ان کا سردار بدر بن سالم تھا اس نے ترکوں سے بغاوت کر دی اور انہوں نے اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی بیچ کھیت رہے اور وہ برقعہ کی جانب بھاگ گیا اور اب وہ وہاں پر عربوں کی پناہ میں ہے اور زناتہ کے یہ قبائل تادلہ کے نواح میں مراکش کے قریب رہتے

ہیں جو مغرب اقصیٰ میں ہے اور انہیں وہاں پر بڑی کثرت حاصل ہے اور بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ جابر کے نواح میں رہتے ہیں جو عرب ہشم میں سے تھا اور ان سے مل جل گئے اور انہی میں شمار ہونے لگے اور ان میں سے کچھ قبیلے مصر اور صیغہ شادیہ کی بستیوں اور ملائین میں رہتے ہیں اور اسی طرح ان میں سے ایک قبیلہ بجایہ کے نواح میں رہتا ہے جو لواتہ کے نام سے معروف ہے اور یہ تکرارت کے میدان میں اترے ہیں۔ جو اس کے مضافات میں سے ہے اور اسے اپنی کھیتی اور جانوروں کی چراگاہ بنانے کے لئے آباد کرتے ہیں اور ان کی سرداری اس عہد میں راج بن صواب کی اولاد میں ہے اور سلطان کی جانب سے ان پر ایک مقررہ ٹیکس عائد ہے اور لواتہ کے ان لوگوں کے لئے ایک فوج بھی مقرر ہے اور ان کے اور بھی بہت سے قبائل ہیں جو بطون ہی میں شامل ہیں اور قبائل کے درمیان منقسم ہیں۔ وَاللّٰهُ وَادِّثُ الْاَرْضُ وَمَنْ عَلَيْهَا

ضریرہ کے بنی فاتن کے حالات جو تبری بربریوں کا ایک بطن ہیں اور ان کی گردش احوال ...

ان کے بطون یہ ہیں: مصفرۃ، میامہ، صدینہ، کریمہ، مدیونہ، مغیلہ، مطماطہ، طرزہ، مکناسہ اور دونہ اور یہ سب کے سب فاتن بن ممصیب بن حریر بن زحیک بن مادغیس الاہتر کی اولاد میں سے ہیں اور یہ بربریوں سے ظاہر ہوئے ہیں اور ہم ان کے ایک ایک بطن کے آخر تک حالات بیان کریں گے۔

مصفرہ: یہ ان قبائل سے زیادہ ہیں اور خاص طور پر بیوی بچوں والے ہیں اور ان کی اکثریت والے ہیں اور ان کی اکثریت اسلام کے زمانے سے مغرب میں رہتی ہے اور انہوں نے ارتداد کی نشر و اشاعت میں حصہ لیا اور کئی کارنامے کئے اور جب اسلام بربریوں میں آیا تو یہ فتح اندلس کے لئے چلے گئے اور ان کے ساتھ اور قومیں بھی گئیں جو وہاں پر ٹھہر گئیں اور جب خارجیوں کے دین نے بربریوں میں سرایت کی تو مصفرہ نے صغریہ کا مذہب اختیار کر لیا اور ان کا سردار میسرہ تھا اور جیفر کے نام سے معروف تھا اور جب عبید اللہ بن حجاب ہشام بن عبد الملک کی طرف سے افریقہ کا حکمران بنا تو اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ مصر سے اس کی طرف جاتے تو وہ ۱۱۱ھ میں وہاں آیا اور اس نے عمر بن عبد اللہ مرادی کو طنجہ اور مغرب اقصیٰ کا گورنر اور اس کے بیٹے اسماعیل کو سوس اور اس کے ماوراء علاقے پر گورنر مقرر کیا پس ان والیوں کی حکومت مسلسل قائم رہی اور اس کی سیرت بربریوں میں اثر انداز ہوئی اور وہ ان کے حالات سے براہ منانے لگے اور وہ ان سے بربری وظائف اور شہد رنگ چادروں اور مغرب کی نئی چیزوں کا مطالبہ نہ کرتے تھے۔ پس وہ ان کو اکٹھا رکھنے میں جلدی کرتے یہاں تک کہ بکری کے بچوں سے شہد رنگ کھال بنانے کے لئے بکریوں کا ایک گلہ ذبح کر دیا جاتا اور ان میں سے صرف ایک ہی چادر بنتی پس انہوں نے بربریوں کے اموال میں بڑی جاہی مچائی۔ جس میسرۃ الحسن جو مصفرہ الحسن کا لیڈر تھا غضبناک ہو گیا اور اس نے بربریوں کو طنجہ کے گورنر عمر بن عبد اللہ کے قتل پر اکسایا۔ تو انہوں نے اُسے ۱۲۵ھ میں قتل کر دیا اور اس کی جگہ میسرہ نے عبدالاعلیٰ کو جو افریقی نوکروں میں سے رومی الاصل تھا حکمران بنایا اور وہ عرب کے موالیٰ میں سے تھا اور خراجیت کی جڑ تھا اور صغریہ کے نظریات رکھتا تھا۔ پس میسرہ نے اُسے طنجہ پر حاکم مقرر کیا اور سوس چلا آیا۔ پس اس کے عامل اسماعیل بن عبد اللہ نے اُسے قتل کر دیا اور مغرب جنگ کی آگ سے بھڑک اٹھا اور خلفائے مشرق پر اس کی حکومت ختم ہو گئی اور اس کے بعد وہ انہیں اپنی اطاعت میں نہ لاسکا اور حجاب کے بعض ساتھی خالد بن ابی حبیب کے ہراول دستے میں فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور ہراول دستے کو

شکست دے دی اور خالد کو قتل کر دیا اور بربریوں نے یہ خبر اندلس میں سنی تو انہوں نے اپنے عامل عقبہ بن الحجاج سلولی پر حملہ کر دیا اور اُسے معزول کر دیا اور عبدالملک بن قطر فہری کو حاکم بنایا اور جب ہشام بن عبدالملک کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کلثوم بن عیاض مری کو بارہ ہزار شامی فوج کے ساتھ بھیجا اور اسے افریقہ کا دالی بنایا اور عبید اللہ بن جابی نے اسے حکومت لے دی اور کلثوم ۱۲۳ھ میں بربریوں سے جنگ کے لئے گیا یہاں تک کہ اس کا ہراول دستہ طنجر کے مضافات میں اسبو مقام پر پہنچا تو بربریوں نے میسرہ کے ساتھ اس سے جنگ کی اور انہوں نے ان کے درمیان درجے کے رؤسا کی تلاش کی اور خاریجیت کی مدد میں لگ گئے پس انہوں نے اس کے ہراول دستے کو شکست دے دی پھر اُسے بھی شکست دے دی اور قتل کر دیا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے میں اس کی یہی تدبیر تھی اور انہوں نے چھوٹی پرانی مشکوں کو پتھروں سے بھر کر گھوڑوں کی دموں کے ساتھ باندھ دیا جن سے وہ فدیہ دیتے اور پرانی مشکوں میں پتھروں کی حرکت سے آواز پیدا ہوتی اور عربوں کے جنگی میدان میں انہیں ایک ایک کر کے گرا دیا جاتا جس سے ان کے گھوڑے بدک جاتے اور ان کا میدان خراب ہو جاتا اور مر یہ ان پر گروہ در گروہ ٹوٹ پڑے اور وہ منتشر ہو گئے اور مزے دار باتیں شامی دستوں کے ساتھ ہی سبتہ چلی گئیں جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور مصری اور افریقی قیروان کی طرف واپس آ گئے اور ہر جہت میں خوارج ظاہر ہو گئے اور مغرب خلفاء کی اطاعت سے دستکش ہو گیا یہاں تک کہ میسرہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد مصرہ کی سرداری یحییٰ بن حارث نے سنبھالی جو محمد بن خنز اور مغرادرہ کا جانشین تھا اس کے بعد مغرب میں ادریس کا ظہور ہوا پس وہ بربریوں کو یہاں لایا اور اس میں دار یہ نے بڑا پارٹ ادا کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ان دنوں مصرہ کا سردار بہلول بن عبدالواحد تھا پس مالک نے ابراہیم بن اغلب عامل قیروان کی سازش سے ادریس کی اطاعت سے انحراف کر کے ہارون الرشید کی اطاعت اختیار کر لی پس ادریس نے اس سے صلح کی اور اسے صلح کی خبر دی پھر اس کے بعد مصرہ کی ہوا اکھڑ گئی اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور حکومت نے ان پر اپنے دامن پھیلا دیئے اور وہ اس عہد میں مغرب کے تلوں اور اس کے صحرائیں بربریوں کو ٹکس دینے والے عمال میں شامل ہیں۔

اور ان میں سے فاس اور تلمسان کے درمیان بھی قومیں آباد ہیں جو کومیہ سے رابطہ رکھتی ہیں اور ان کے حلیفوں میں داخل ہیں اور دعوت موحدیہ کے وقت سے ان میں شامل ہیں اور ان کی سرداری، خلیفہ کی اولاد کے لئے ہے جو موحدین کے عہد میں ان کا سردار تھا اور اس نے ان سے وطن میں ان کے لئے ساحل سمندر پر ایک قلعہ بنایا جس کا نام تادنت تھا اور جب عبدالموہن کی حکومت جاتی رہی اور بنو مرین مغرب پر غالب آ گئے تو یحیٰ بن موسیٰ بن خلیفہ نے یعقوب بن عبدالحق کی دعوت سے ان کی حکومت قائم کی اور ندرومہ پر غالب آ گیا اور یغز اس بن زیان اس کے مقابلہ میں گیا اس نے ندرومہ کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا اور اس پر غالب آ گیا پھر یعقوب بن عبدالحق ان کے مقابلہ میں گیا اور اسے ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور اسے فوجوں سے بھر دیا اور یحیٰ بن ہارون مقرر کیا اور محمد بن ہارون مغرب کی طرف لوٹ آیا اور اس قلعے میں پانچ سال پناہ لے کر اپنے آپ کی طرف دعوت دینے لگا۔ پھر یغز اس نے اس سے رشتہ داری کی اور ۶۲۷ھ میں اسے صلح کی صحیح پر لے آیا اور اس عہد تک عقبہ میں ان کی سرداری قائم ہے اور مصرہ کے قبائل میں سے ایک قوم جبل فاس میں رہتی ہے جو ان

کے نام سے مشہور ہے اسی طرح ان کے بہت سے قبائل جیسا کہ نواح میں رہتے ہیں اور وہاں کے اکثر باشندے انہی میں سے ہیں اور اسی طرح مصغرہ کے قبائل میں سے صحرائے مغرب میں رہتے ہیں جو اس کے محلات میں آباد ہیں اور انہوں نے عربوں کے طریقہ کے مطابق کھجوروں کے درخت لگائے ہیں اور ان میں سے بہت سے لوگ جیسا کہ جانب توات سے تمنطیت تک جو اس کی آخری عملداری ہے دوسرے بربریوں کے ساتھ رہتے ہیں اور ان میں سے کچھ تمکسان کی جانب میں اس سے چھ دن کی مسافت پر رہتے ہیں وہاں پر قریب قریب محلات بنے ہوئے ہیں اور وہ سب مل کر ایک بڑا شہر بن جاتا ہے۔ جو دیہاتی آبادی سے بھرپور ہے اور صحرا کا ایک شہر شمار ہوتا ہے اور جنگل میں دور آباد ہونے کی وجہ سے حکومت کے سایہ سے باہر ہے اور اس کی سرداری بنی سید میں ہے جو ان کا ایک بادشاہ ہے اور اس کے مشرق میں کچھ فاصلے پر پے در پے کئی بستیاں آتی ہیں اور ان میں سے آخری بستی جبل راشد سے ایک دن کی مسافت پر ہے اور یہ بنی عامر کے میدانوں میں ہے جو زغبہ سے تھے اور ان کے اوطان جنگل میں ہیں اور انہوں نے اپنے بیٹوں کی خوش بختی اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان پر قبضہ کیا یہاں تک کہ یہ شہرت پا کر انہی کی طرف منسوب ہو گئے اور ان محلات سے مشرق کی جانب اور پانچ دن کی مسافت پر ایک نمناک جگہ ہے جو جنگل میں گھس جاتی ہے اور قلعہ والی کے نام سے معروف ہے جسے مصغرہ کے قبیلے نے آباد کیا ہوا ہے اور جب کسی سال صحرا والوں کو دو پہر بھٹس دیتی ہے تو وہ وہاں پہنچ کر اس کے ٹیلوں میں ٹھنڈک حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کی جانب سے اندر گھسا ہوا ہے اور ان مصغرہ کے کچھ قبیلے مغرب اوسط اور افریقہ کے مضافات میں رہتے ہیں واللہ الخلق جمیعاً

لمایہ یہ کئی بطن ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس کا بھائی مصغرہ ہے جن کے بہت سے بطن ہیں۔ جن میں سے کچھ کو سابق اور اس کے اصحاب نے شمار کیا ہے جیسے ذکر مارمزہ ملیزہ بنو مدین یہ سب لمایہ میں سے ہیں اور افریقہ اور مغرب میں سفر کرنے والے ہیں اور ان کی اکثریت مغرب اوسط میں سموہ میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے جو صحرا کے قریب ہے اور جب خارجی دین بربریوں میں سرایت کرنے لگا۔ تو انہوں نے اباضیہ کا نظریہ اپنایا اور اس کی طرف منسوب ہونے لگے اور اسے اپنا دین بنالیا اور ان کے ہم وطن پڑوسیوں نے بھی جو ہوارہ اور لواتہ میں سے تھے۔ اسے اپنا دین بنالیا اور یہ ارض السوسو میں ان سے مندا اس اور زواغہ کے مغرب میں رہتے تھے اور مطماطہ اور مکناہ اور زناہ سب کے سب جواف اور شرق میں رہتے تھے اور سب کے سب خارجی تھے اور ان میں سے کچھ اباضیہ کے نظریات بھی رکھتے تھے اور عبدالرحمن بن رستم فتح کے مسلمانوں میں سے تھا اور وہ اس رستم کے بیٹوں میں سے تھا جو قادسیہ میں ایرانیوں کا سپہ سالار تھا اور وہ فتح کرنے والے ہر اول دستوں کے ساتھ افریقہ آیا تھا اور وہیں موجود تھا اور اس نے اباضی خارجیوں کا دین اختیار کر لیا تھا اور وہ مت کا تربیت یافتہ اور ان کا حلیف تھا اور جب اباضیہ نے قیردان میں در فوجہ کے افعال پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے طرابلس کی جانب جتھہ بندی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور وہ اباضیہ کے امام ابن الخطاب عبدالاعلیٰ بن سج مغافری کے پاس جمع ہو گئے اور طرابلس پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے قیردان پر قبضہ کر لیا اور اس کے والی مردن نے حومہ میں عبدالملک بن ابی الجعد کو قتل کر دیا اور در فوجہ اور باقی ماندہ مغرادہ میں ۱۴ھ تخت خوزیزی کی اور قیردان میں عبدالرحمن بن رستم کو جانشین بنانے کے بعد ابوالخطاب اور اس

کے اباضی ساتھی جو زناتہ اور ہوارہ وغیرہ میں سے تھے واپس آ گئے اور منصور بن ابی جعفر کو در فوجہ کے فتنہ اور افریقہ اور مغرب میں بربری خاریجیوں کی مار کٹائی اور قیروان میں کرسی امارت پر قبضہ کرنے کی خبر ملی تو اس نے محمد بن اشعث خزاعی کو فوج دے کر افریقہ کی طرف بھیجا اور اُسے وہاں پر خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کا کام سپرد کیا۔ پس وہ ۱۴۴ھ میں افریقہ آیا اور طرابلس کے قریب ابو الخطاب اسے اپنی فوج کے ساتھ ملا پس ابن اشعث نے اس پر اور اس کی قوم پر حملہ کر دیا اور ابو الخطاب قتل ہو گیا اور عبدالرحمن بن رستم کو یہ خبر اس کے دارالامارۃ قیروان میں ملی تو وہ اپنے بیوی بچوں کو لے کر مغرب اوسط کے ان بربری اباضیوں سے جاملان کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور لمایہ کے ہاں اترا کیونکہ ان کے اور اس کے درمیان قدیم سے حلف کا معاہدہ تھا پس انہوں نے اکٹھے ہو کر اس کی بیعت خلافت کر لی اور منصور کے شہر کو چھوڑ گئے جہاں ان کی کرسی امارت تھی پس انہوں نے جبل کزول ایساح کے دامن میں منداس کے ٹیلوں پر تاہرت شہر کی تعمیر شروع کر دی اور وادی یناس میں اس کی حد بندی کی جہاں سے چشمے پھوٹتے ہیں اور قبلہ اور بطحاء سے گزرتے ہوئے وادی شلف میں جا گرتے ہیں۔ پس عبدالرحمن بن رستم نے اس کی بنیاد رکھی اور ۱۴۴ھ میں اس کی حد بندی کی اور اس حد بندی میں وسعت پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ عبدالرحمن فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالوہاب حکمران بنا جو اباضیہ کا لیڈر تھا اور یہ ۱۴۷ھ میں ہوارہ کے ساتھ طرابلس کی طرف جنگ کرنے کے لئے گیا۔ جہاں اس کے باپ کی طرف سے عبداللہ بن ابراہیم بن اغلب حکمران تھا پس اس نے بربری اباضی فوج کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ عبداللہ بن ابراہیم بن اغلب فوت ہو گیا اور عبداللہ بن اغلب اپنی امارت کے لئے قیروان آیا پس عبدالوہاب نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ صباحیہ ان کے لئے ہوگا اور وہ مقوسہ کی طرف واپس چلا گیا اور عبداللہ قیروان چلا گیا اور عبدالوہاب نے اپنے بیٹے میمون کو حکمران بنایا جو اباضیہ صفریہ اور واصلیہ کا لیڈر تھا اور وہ مقوسہ صفریہ اور واصلیہ کی طرف لوٹ آیا اور وہ اسے سلام خلافت کہتے اور واصلیہ میں سے اس کے پیروکاروں کی تعداد تیس ہزار تھی جو سفر کرنے والے اور خیموں میں رہنے والے تھے اور تاہرت میں ہمیشہ رستم کے بیٹوں کی حکومت رہتی اور ان کے مغرادی اور بنی یفرن میں پڑوسیوں نے جب انہوں نے تلکسان پر قبضہ کیا انہیں ادراسہ کی اطاعت میں داخل ہونے پر آمادہ کیا اور ۱۴۷ھ کے قریب وہاں پر زناتہ کو گرفتار کر لیا اور وہ بقیہ ایام میں ان کے لئے رکاوٹ بنے رہے یہاں تک کہ عبداللہ شیعہ کا ۱۴۶ھ کا افریقہ اور مغرب پر غلبہ ہو گیا پس وہ تاہرت میں ان پر غالب آ گیا اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور عبداللہ کی دعوت مغربین کے اطراف میں پھیل گئی اور اس حکومت کے ظہور سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور عروہ بن یوسف کتانی نے جس نے شیعوں کے لئے مغرب کو فتح کیا تھا ابو حمید دراس بن صولان الہیسی سے تاہرت پر حاکم مقرر کرنے کا عہد کیا۔ پس وہ ۹۸ھ میں مغرب کی طرف گیا اور لمایہ ازواجہ بواہی مکناسہ اور مطماط کے اباضیہ سے مشوروں میں لگ گیا اور انہیں رافضیوں کے دین پر آمادہ کیا اور وہاں پر دین خارجیہ کا شیخ بن گیا یہاں تک کہ انہیں ان کے عقائد میں مستحکم کر دیا پھر اسماعیل منصور بن صلاح بن حبوس کے زمانے میں وہاں کا والی بنا پھر سمندر کے در سے امویوں کی دعوت دینے لگا اور خیر بن محمد بن حرز کے پاس چلا گیا۔ جو زناتہ میں امویوں کا داعی تھا اس کے بعد منصور نے تاہرت پر میسور اھسنی کو عامل مقرر کیا جو احمد بن الرحالی کا پروردہ تھا پس حمید اور خیر نے تاہرت پر چڑھائی کی اور میسور کو شکست ہوئی اور انہوں نے تاہرت میں داخل

ہو کر احمد الرحالی اور میسور کو گرفتار کر لیا اور کچھ وقت کے بعد انہیں رہا کر دیا اور اس کے بعد تباہرت ہمیشہ ہی ان کے باقی ماندہ ایام میں شیعہ اور ضہاجہ کی عملداری میں رہا اور زنا نہ نہ کئی بار اس پر غلبہ حاصل کیا اور بنی امیہ کی فوج نے مغرادی امیر مغرب زیری بن عطیہ کے ماتحت ان سے جنگیں کیں یہاں تک کہ ان حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا اور مغرب کی حکومت لتونہ کے پاس چلی گئی پھر ان کے بعد موحدین کی حکومت آ گئی اور انہوں نے ایران پر قبضہ کر لیا اور قابس کی جانب سے بنو غانیہ نے ان کے لئے بغاوت کی اور ہمیشہ ہی موحدین کی سرحدوں پر وہ حملے کرتے رہے۔ افریقہ اور مغرب اوسط کے میدان پر غارت گری کرتے رہے اور وہ بار بار زبردستی اس میں داخل ہوتے رہے یہاں تک کہ جب ساتویں صدی کے بیس برس پورے ہوئے تو وہاں کے باشندے اٹھ گئے اور فضا خالی ہو گئی اور اس کے نشانات مٹ گئے۔ وَالْأَرْضُ لِلَّهِ ط

قبائل لمایہ : پس وہ اپنے اس شہر کی تباہ ہونے سے جس کی انہوں نے حد بندی کی تھی اور اس کے مالک بنے تھے خود تباہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ یہی سنت جاری ہے اور ان کے کچھ فرقے، قبائل میں منقسم ہو کر باقی رہ گئے جن میں سے ایک جربہ ہے جن کے نام سے ساحل قابس کے سامنے ایک سمندری جزیرہ موسوم ہے اور وہ اس عہد تک وہاں آباد ہیں اور اہل صقلیہ کے نصرانیوں نے وہاں پر رہنے والے مسلمانوں سمیت اس پر قبضہ کر لیا تھا اور وہ لمایہ اور کتامہ کے قبائل تھے۔ جو جربہ رسدیکس کی طرح ہیں اور انہوں نے ان پر جزیہ عائد کیا تھا اور ساحل سمندر پر القشتیل نام سے ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا اور خصی حکومت کی طرف سے ان کے ساتھ لمبے زمانے تک مقابلہ بازی رہی یہاں تک کہ سلطان ابوبکر کی حکومت میں مخلوف بن الکداد کے ہاتھ پر آٹھویں صدی کے اڑتیسویں سال میں وہ جزیرہ فتح ہو گیا اور اس عہد تک وہاں دعوت اسلامی مضبوطی سے قائم ہے لیکن وہاں کے بربری قبائل ہمیشہ ہی خارجی دین کے پیروکار رہے ہیں اور ان کے مذاہب کی تالیفات کا مطالعہ کرتے رہے ہیں اور وہ اپنے اصول عقائد اور فروغ مذاہب کی روایت کرتے اور اس کے پڑھنے پڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ط

مطمطاطہ : یہ فارس تحمیت کی اولاد میں سے مصغرہ اور لمایہ کے بھائی ہیں جن کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ بہت سے قبائل ہیں اور سابق مطمطاطی اور اس کے ساتھی نسابوں نے بیان کیا ہے کہ مطمطاط کا نام مصکاب ہے اور مطمطاط اس کا ہمسر ہیں اور ان کے قبائل لواء میں سے ہیں۔ جو مطمطاط میں سے ہے اور اس کا ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام ونشیط تھا اور اس کی اولاد کا انہوں نے ذکر نہیں کیا اور لواء کے چار بیٹے تھے ورماں، میلاغر، وریکول اور میلیس اور ملیس کی کوئی اولاد نہ تھی اور باقی تین کی اولاد تھی اور انہی سے مطمطاط کے تمام قبائل نکلے ہیں اور ورماں سے معمور، یونس اور نفرین ہیں اور وریکول کی اولاد کلد ام سیدہ اور قید رہیں اور سیدہ اور قید کی کوئی اولاد نہیں اور کلد ام کی اولاد عصفر اص، سلیمایاں، ساخان، وریقی و صدی اور قطایان عمر ہیں اور یہ پانچوں اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں اور عصفر اص کے لئے زہاں اور نہراں ہیں اور عصفر اص سے وریل اور حامد اور سکوم ہیں جنہیں بنو تلیکشان کہا جاتا ہے اور یہ اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں اور زہاں سے بلست اور بصلاتین ہیں اور بلست سے ورسقلاں، سکر، محمد، مکرمل، دکوال، مر یصان، بان یولی، سمسان، مسامر، ملوس، محمد، نافع، عبد اللہ اور عردائین ہیں۔

اور یلاع بن لوانن مطمطاط کے بیٹے دمیا اور تانیہ ہیں اور تانیہ سے ماحرکن، وریق، عجلان، مقام اور قرہ ہیں اور دحیا

کے ورثی اور محمد بن بن اور وریجی سے مغربین، دیور، سکیم اور عیسیٰ ہیں اور محمد بن سے ماکور، اشکول، کفلان، مذکور، مظارہ اور ابورہ ہیں۔ یہ سابق اور اس کے ساتھی نسابوں کے بیان کے مطابق مطماطہ کے قبائل ہیں اور یہ موطن میں منقسم ہیں۔ ان میں سے کچھ فاس اور صغر کے درمیان ایک پہاڑ میں رہتے ہیں۔ جو ان کے نام سے معروف ہے اور ان میں سے کچھ جہات قابس اور اس کے مغرب عین حامیہ پر تعمیر شدہ شہر میں رہتے ہیں جو انہی کے نام سے منسوب ہے اور اس عہد میں اسے حمہ مطماطہ کہتے ہیں اس کا ذکر حفصی حکومت اور افریقی ممالک میں آئے گا اور ان کے بقیہ لوگ قبائل اور متفرق ہیں ان کی اکثریت تاہرت کے نواح میں جبل کزول اور وانشریس کے پاس، تلول منداس میں رہتی ہے اور وہ یہاں پر ضہاجہ کی حکومت کے قیام کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

اور بادیس منصور کے ساتھ حماد بن بلکن کی جنگ میں انہوں نے بہت کارنامے دکھائے ہیں اور ان دنوں ان کا سردار عزانہ تھا اور اس نے پڑوسی بربریوں کے ساتھ جو لواتہ میں سے تھے، کئی جنگیں کی ہیں اور جب عزانہ فوت ہو گیا۔ تو مطماطہ میں اس کے بیٹے زیری نے حکومت قائم کی اور اس نے کچھ عرصہ حکومت کی تھی کہ ضہاجہ اس کی حکومت پر غالب آ گئے پس یہ سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامرہ کے ہاں اتر آوا اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اسے بربری امراء کے طبقے میں شامل کیا جو اس کے پیروکاروں میں شامل تھے۔ پس یہ اس کی حکومت پر چھا گیا اور اس کے ہاں بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا مظفر اور بھائی عبدالرحمن ناصر اس کے مقام کو بلند کرنے اور اس کی حکومت کو چلانے لگے اور یہ محمد بن ہشام بن عبدالجبار کی بغاوت کے وقت اپنے بربری امراء اور نقیبوں سمیت نعمانی عربوں میں ابو عامرہ کے ساتھ غائب تھا اور جب انہوں نے اس کی حکومت کی کمزوری اور اس کی بد تدبیری کو دیکھا تو محمد بن ہشام مہدی کے ساتھ مل گئے اور اندلس میں بربری فتنہ کے پیدا ہونے تک اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ یہ وہاں پر فوت ہو گیا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس سال میں فوت ہوا اور اسی طرح ان سے الگ ہونے والے لوگوں میں سے بہلا، بہلا، جو ابی لوانہ، یصلواص سے تھا اندلس جا کر ناصر کے پاس اتر اور وہ بربری انساب کا عالم تھا۔

اور ان کے مشاہیر میں سے سابق بن سلیمان بن حراث بن مولات بن دو یاسر ہے جو ہمارے علم کے مطابق بربریوں کا بڑا انساب ہے اور آخری لوگوں میں عبید اللہ مہدی کا کاتب خراج عبداللہ بن ادریس مشہور آدمی ہے جن کا ذکر طویل ہے یہ باتیں ہم نے مطماطہ کے حالات سے حاصل کی ہیں۔

موطن منداس: ایک بربری مورخ کا خیال ہے اور میں اس بارے میں اس کی کتاب سے بھی مطلع ہوا ہوں کہ اس نے منداس بن مغرب بن ادربن بن لہر بن المساد کا نام لیا ہے اور وہ ہوارہ ہے واللہ اعلم وہ اس اداس بن زجک کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہوارہ کا ربیب ہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا مگر یہ بات اس پر غلط ہو گئی ہے اور منداس کے بیٹے بھی تھے شرارہ، کلثوم اور تبکم راوی بیان کرتا ہے کہ جب مطماطہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس عہد میں ان کا سردار ارباص بن عصفر اص تھا پس منداس کو وطن سے نکال دیا گیا اور وہ اس کی حکومت پر غالب آ گیا اور اس کے بیٹوں نے منداس کے موطن کو آباد کیا اور ہمیشہ وہیں رہے۔ انتہی کلام۔

اور اس عہد میں یہ قوم اس سے جبل اور سیش میں ملی اور جب بنو قریظہ جو زمانہ میں سے تھے منداس پر غالب آئے تو اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور ٹیکس دینے والے قبائل میں شمار ہونے لگے۔ وَاللّٰهُ وَاَرِثَ الْاَرْضُ وَمَنْ عَلَيْهَا۔

مغیلہ: جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مطماطہ اور لمایہ کے بھائی ہیں اور ان کے بھائی طزورہ بھی انہی میں شمار ہوتے ہیں اور دونہ اور کشانہ کا بھی یہی حال ہے جو وطن میں بکھرے پڑے ہیں اور ان میں سے دو بڑے قبیلے ہیں۔ جن میں سے ایک مغرب اوسط میں شلف کے سمندر میں گرنے کی جگہ کے قریب ہے اور اس عہد میں کوئی شہر اس سے پہلے نہیں آتا اور انہی کے ساحل سے عبدالرحمن الداخل اندلس جاتے ہوئے گزرا تھا اور منکب میں فروکش ہوا تھا اور ان میں سے ابو قریظہ مغیلی بھی ہوا ہے جس نے صفریہ خوارج کا دین اختیار کر لیا تھا اس نے چالیس سال حکومت کی ہے اور بنو عباس کی حکومت کے آغاز میں اس کے اور امراء عرب کے درمیان قیروان میں جنگیں ہوئی ہیں اور اس نے طبعہ سے بھی جنگ کی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابو قریظہ بنی مطماطہ سے تھا اور میرے نزدیک یہ درست بات ہے اسی لئے میں نے اس کے حالات کو بنی یغرن کے حالات تک موخر کر دیا ہے جو زمانہ میں سے تھے۔

اور اسی طرح ان میں سے ایک ابو حسان بھی تھا جس نے اسلام کے آغاز میں افریقہ پر حملہ کیا اور ابو حاتم بن یعقوب بن لہیب بن مرین بن یطوفت جو مازوز میں سے تھا اس نے بھی ۵۵ھ میں ابو قریظہ کے ساتھ حملہ کیا اور قیروان پر غالب آ گیا جیسا کہ ان کے علماء میں سے خالد بن خراش اور خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے اور مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح ان کے رؤسا میں سے موسیٰ بن خلید، بلج بن علوان اور حسان بن زردال بھی تھا جو عبدالرحمن کے داخل ہوا تھا اور اسی طرح ان میں دلول بن حماد بھی تھا۔ جو یعلیٰ بن محمد الیفرانی کی حکومت میں ان کا امیر تھا اور یہ وہی شخص ہے جس نے سمندر سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایکری کی حد بندی کی تھی۔ لیکن اس عہد میں وہ بستی تباہ ہو چکی ہے اور صرف کھنڈرات باقی رہ گئے ہیں اور اس وطن میں مغیلہ کا کوئی قبیلہ اور جمعیت باقی نہیں رہی اور ان کی دوسری اکثریت مغرب اقصیٰ میں رہتی ہے اور وہ لوگ اور یہ اور صدیقہ کی پیروی میں ادریس بن عبداللہ کی دعوت کے لئے کھڑے ہو گئے اور بربریوں کو اس کی اطاعت پر آمادہ کرنے لگے اور وہ مسلسل اسی ڈگر پر قائم رہے یہاں تک کہ ادارہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان کے بقیہ لوگ اپنے موطن میں فاس، صفر و اور مکناسہ کے درمیان رہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ وَاَرِثَ الْاَرْضُ وَمَنْ عَلَيْهَا۔

بربر: جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ فاس کی اولاد میں سے مغیلہ اور مطماطہ کے بھائیوں میں سے ہیں اور ان کی اکثریت کا وطن اس عہد میں تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد کے درمیان سے اس پہاڑ تک ہے جو ان کے نام سے معروف ہے اور یہ اس کے مضافات اور جہات میں گھومتے پھرتے ہیں اور بنو یلوی اور بنو یغرن ان سے پہلے مشرق کی جانب سے ان کے پڑوسی تھے اور مکناسہ مغرب کی جانب سے پڑوسی تھے اور ساحل کی جانب سے کومیہ اور دلہاسہ پڑوسی تھے۔

اور ان کے قابل ذکر جوانوں میں سے جریر بن مسعود بھی ہے جو ان کا سردار تھا اور ابو حاتم اور قریظہ کے ساتھ ان کی جنگ میں شامل تھا اور فتح کے ہر اول دستوں کے ساتھ ان میں سے بہت سے آدمی اندلس چلے گئے اور انہیں وہاں پر طاقت حاصل ہو گئی اور ان میں سے ہلال بن ابزبانے مساح مکناسی کے خروج میں عبدالرحمن الداخل کے خلاف بغاوت کی پھر

اطاعت اختیار کی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کی قوم میں سے ثابتہ بن عامر کو اس کا جانشین بنایا اور جب بنو توجین اور بنو راشد جو زنا تہ میں تھے مغرب اوسط کے مضافات پر غالب آ گئے تو اس وقت مدیونہ کی تعداد کم اور شوکت ختم ہو چکی تھی پس زنا تہ اپنے موطن کے مضافات میں انہیں داخل کیا اور یہ ان کے مالک بن گئے اور مدیونہ اپنے ملک کے قلعوں میں چلے گئے جو جبل ماسالہ اور جدجدہ میں ان کے نام سے معروف ہے اور ان کے نواح اور صفروی کے درمیان ایک قبیلہ مغیلہ کا پڑوسی ہے۔ وَاللّٰهُ يَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا۔

کومیہ: اور قدیم سے یہ صغورہ کے نام سے مشہور ہیں جو مظاہرہ اور مصغرہ کا ایک قبیلہ ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یہ فاتن کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے تین بطون ہیں جن میں سے ان کے قبائل متفرع ہوئے ہیں اور وہ ندرومہ مغارہ اور بنو یلول ہیں اور ندرومہ سے مغوطہ حرسہ مردہ مصمانہ اور مرانہ ہیں اور بنو یلول سے مسیقہ ریتوہ ہنشہ ہیوارہ اور بالغہ ہیں اور مغارہ سے ملتیلہ اور بنو حاسہ ہیں اور ان میں سے مشہور نساب مانی بن مصدور بن مرلیس بن یعود بھی ہے اور یہ ان کی کتب میں مشہور ہے اور مغرب اوسط میں اکدمیہ کے موطن اور سکول اور تلمسان کی جانب سے سمندر کے کنارے ہیں اور انہیں بڑی کثرت اور شوکت حاصل ہے اور جب انہوں نے عہدی کے خلاف المصاہدہ کی مدد کی تو یہ موحدین کے عظیم ترین قبائل میں سے تھا اور بعض اوقات عبدالمؤمن کے قبیلہ نے اس کی مصاحبت کی اور جانشینی کی ہے اور وہ بنی عابد میں سے ہے اور وہ عبدالمؤمن بن علی بن مخلوف بن یعلیٰ بن مردان بن نصر بن علی بن عامر بن الاسر بن موسیٰ بن عبد اللہ بن وریغ بن صغور ہیں موحدین کی حکومت کے مورخین نے اسے اسی طرح صغور کی طرف منسوب کیا ہے پھر کہتے ہیں کہ صغور بن یعقور بن مطماط بن ہودج بن قیس میلان بن مضر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابو عبد الواحد الخلع بن یوسف بن عبدالمؤمن کی تحریر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مصنوع ہے کیونکہ یہ نام بربریوں کے ناموں میں سے نہیں ہیں اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ سب عربی نام ہیں اور بربری قوم ان کے درمیان مشہور تھی اور صغور کو مطماط کی طرف منسوب کرنا تخیل ہے کیونکہ تمام بربری نسابوں کے نزدیک یہ دونوں بھائی ہیں اور عبدالمؤمن بلاشبہ انہی میں سے ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا سَوَىٰ ذَٰلِكَ۔

اور یہ عبدالمؤمن ان کے اشراف میں سے ہے اور ان کا وطن تا کرارت میں ہے اور وہ اس پہاڑ میں ہے جو مشرق کی جانب سے ہنین پر جھانکتا ہے اور جب عبدالمؤمن ان میں کامیاب ہو گیا تو وہ حصول علم کے لئے چل پڑا اور تلمسان میں اتر اور وہاں کے بزرگوں جیسے ابن صاحب الصلوٰۃ اور عبد السلام البرنسی سے علم حاصل کیا اور یہ اپنے دور میں فقہ اور کلام کا شیخ تھا اور اس کے بعد طالب علم پڑھائی کے پیارے ہوتے تھے اور ان میں فقیہ محمد بن نویرت المہدی بھی تھا اور وہ بجایہ پہنچا تو اس وقت وہ فقیہ السوسی کے نام سے معروف تھا اور اس کی نسبت سوس کی طرف تھی ابھی اسے مہدی کا لقب نہیں دیا گیا تھا اور اس نے مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہوئے بدی کو مٹانے اور علم کو پھیلانے اور فتویٰ دینے اور فقہ اور کلام پڑھانے میں اپنے آپ کو لگا دیا اور اسے اشعری سلسلے میں امامت اور رسوخ قدم حاصل ہے اور اسی نے اشعری طریقے کو مغرب میں داخل کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے تلمسان میں طالبان علم کو شوق دے دیا کہ وہ اس سے اس طریق کو اخذ کریں اور گفتگو کریں اور کئی لوگوں نے اسے لانے کے لئے سفر کرنے میں سبقت کی کہ انہیں اس کے علوم کے حصول میں تقدم حاصل ہو پس

عبدالؤمن بن علی ان علوم کے حصول کے لئے تیار ہو گیا۔ جو صرستی کی وجہ سے سفر کا بہت مشتاق تھا پس وہ اس کی ملاقات کے لئے بجایہ گیا اور اسے تلمسان میں آنے کی دعوت دی مگر وہ اسے اکتاہٹ کے ساتھ ملا اور اس کے اور عزیز کے درمیان سخت نفرت پیدا ہو گئی اور بنوری اکل اسے پناہ دینے اور اُسے اذیت دینے اور اس تک پہنچنے سے روکنے کی وجہ سے ان سے تعصب رکھتے تھے۔ پس عبدالؤمن نے اُسے ہر طرح سے ترغیب دی اور تلمسان کے طالب علموں کا خط پہنچایا اور عبدالؤمن سفر و حضر میں اس سے علم حاصل کرنے لگا اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا اور خوب علم حاصل کیا اور امام نے اسے خداداد فہم کی وجہ سے مزید خصوصیت اور قرب سے نوازا اور اس کی تعلیم کا خاص خیال رکھا یہاں تک کہ وہ امام کا مخلص اور اس کے اصحاب کا خزانہ بن گیا اور جب اس کے بارے میں مدون شواہد واضح ہوئے تو وہ اس کی خلافت کی امید کرنے لگا اور جب وہ مغرب جاتے ہوئے راستے میں ثعالیہ کے ٹھکانے کے پاس سے گزرے جن کا ذکر ہم نے پہلے نواح مدینہ میں کیا ہے تو وہ ایک خوبصورت گدھا اس کے پاس لائے جو سواری کے لئے بطور عطیہ کے تھا اور وہ عبدالؤمن کو اس پر سواری میں ترجیح دیتا تھا اور وہ اپنے اصحاب سے کہتا اسے اس گدھے پر سوار کراؤ۔ وہ تمہیں نشان مند گھوڑوں پر سوار کرائے گا اور جب مرغز نے ۵۵ھ میں اس کی بیعت کی اور المصاہدہ اس کی دعوت پر متفق ہو گئے اور اس نے لتونہ سے جنگ کی اور مراکش سے مقابلہ کیا اور مقابلہ کے ایام میں ایک روز سخت جنگ کے دوران ایک ہزار موحدین مارے گئے تو امام سے کہا گیا کہ موحدین ہلاک ہو گئے ہیں تو اس نے انہیں کہا عبدالؤمن نے کیا کیا ہے انہوں نے جواب دیا وہ اپنے سیاہ گھوڑے پر خوب جنگ کر رہا ہے۔ تو اس نے کہا کہ جب تک عبدالؤمن زندہ ہے کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوا اور جب امام ۲۲ھ میں قریب المرگ تھا تو اس نے اپنی خلافت عبدالؤمن کو دینے کی وصیت کی اور مصاہدہ کے درمیان عصیت سے غمگین ہوا پس اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا اور اسکی حکومت کے معاہدہ کو موخرہ کیا یہاں تک کہ شیخ ابو حفص امیر بختانہ اور مصاہدہ کے سردار نے اس سے مصاہرت کی صراحت کی اور اسکے متعلق امام کی وصیت کو نافذ کیا پس اس نے حکومت سنبھالی اور موحدین کی سرداری اور مسلمانوں کی خلافت کو اپنے ساتھ مختص کیا اور وہ ۳۷ھ میں مغرب کی فتح کیلئے گیا تو غمارہ نے اس کی اطاعت کی پھر وہ وہاں سے ریف کی طرف چلا گیا پھر بطویہ بظامطالہ بھی بنی ریناسین پھر مدیونہ اور پھر کومیہ اور انکے پڑوسیوں دلبامہ کے پاس گیا۔ پس اسکی قوم کی وجہ سے اس کا باز و مضبوط ہو گیا اور وہ اس کی حکومت میں داخل ہو گئے اور انہوں نے موحدین کے درمیان اس کی حکومت اور خلافت کو مضبوط کرنے کے لئے اس کی مدد کی اور جب وہ مغرب کی طرف لوٹا اور اس کے شہروں کو فتح کیا اور مراکش پر غالب آ گیا تو اس نے اپنی قوم کو مراکش آنے اور وہاں پر اکٹھا ہونے کی دعوت دی کیونکہ ان کی اکثریت کو مغرب سے محبت تھی اور اس تحت خلافت کو اٹھانے اور امر و دعوت کے قائم کرنے اور اپنی سرحدوں کا دفاع کرنے کے لئے مراکش کو وطن بنالیا پس عبدالؤمن اور اس کے بیٹوں نے بقیہ حکومت سے مدد مانگی اور وہ اپنی جگہ پر ایک کتاب کا آغاز تھے اور قوم اسکے ساتھ آ ملی اور وہ فتوحات اور فوج میں پیش پیش تھے اور فوج کے تیار کرنے اور حکومتوں کے تقسیم کرنے میں علاقوں نے انہیں کھالیا اور انکا خاتمہ ہو گیا اور ان ابتدائی وطنوں میں ان میں سے بنو عابد باقی رہ گئے اور وہ سرداری والے قبائل میں شمار ہوتے ہیں اور انکا زمانہ بدل گیا اور اس نے انہیں مہلت دی ہے پس انہوں نے تاوان برداشت کئے اور نکالیف اٹھائیں اور رسوائی اور عذاب میں اپنے پڑوسیوں دلبامہ کے ساتھ رہے۔ واللہ مبدل الامر والمالک الملک سبحانہ۔

باب : ۱۷

قوم زواوہ اور زواغہ

یہ بطون تبری بربریوں کے بطون میں سمکان بن یحییٰ بن ضری بن زحیک بن مائیس الابرکی اولاد میں سے ہیں اور بربریوں میں ان کے زیادہ قریب زناثہ ہیں کیونکہ ان کا باپ سمکان کا بھائی ہے۔

زواوہ اور زواوہ بھی ان کے بطون میں سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زواوہ قبائل کتابہ میں سے ہیں یہ بات ابن حزم نے بیان کی ہے اور بربری نسب انہیں سمکان کی اولاد میں سے شمار کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے میرے نزدیک ابن حزم کا بیان صحیح ہے جس کی شہادت وطن اور کتابہ کے ساتھ عبداللہ کے شیعہ ہونے سے ملتی ہے اور بربری نسبوں نے ان کے بہت سے بطون کو شمار کیا ہے اور وہ بنو محسطہ اور بنو ملیکش ہیں جو ضہاجہ میں سے ہیں۔ واللہ اعلم اور اس عہد میں ان کے مشہور قبائل میں سے بنو بحر، بنو بکلات، بنو متران، بنو مانی، بنو بوعردان، بنو قوغ، بنو یوسف، بنو عیسیٰ، بنو بوشعیب، بنو صدقہ، بنو غرین اور بنو کشطولہ ہیں اور زواوہ کے ٹھکانے بجایہ کے نواح میں کتابہ اور ضہاجہ کے موطن کے درمیان ہیں اور انہوں نے بلند اور دشوار گزار پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جن سے نظریں خوف محسوس کرتی ہیں اور ہر دان کے اندھیروں میں بھول جاتا ہے جیسے بنی غمرین جبل زیری میں رہتے ہیں اور اس عہد میں وہاں زان کے درخت کی علامتیں لگائی گئیں ہیں جن کے ذریعے آدمی کو راستے کا پتہ چل جاتا ہے یا جیسے بنی فرلوسن اور بنی سرا کا پہاڑ بجایہ اور تلس کے درمیان ہے اور وہ ان کا سب سے مضبوط قلعہ ہے اور اس کی وجہ سے انہیں حکومت پر غلبہ حاصل ہے اور انہیں خراج کے دینے میں اختیار حاصل ہے اور ضہاجہ کی حکومت صلح و جنگ کے مواقع پر ان کے بہت سے قابل ذکر کارنامے ہیں اس لئے کہ یہ کتابہ کے دوست تھے اور ان کا پہلا آدمی ان کی حکومت کے آغاز میں غالب آ گیا اور بادشہ بن منصور ان کے ساتھ ہو گیا اور ان کے شیخ امیری ابن اجانہ نے اپنے باپ عامر پر اتہام لگایا اس کے بعد بنو حماد نے بجایہ کی حد بندی کی اور ان سے مقابلہ کیا تو وہ آخری حکومت تک ان کے مطیع رہے اور اس عہد تک ان کی فرمانبرداری اسی طرح چلی آتی ہے۔

بنی یراین : اور ان میں سے بنی یراین کی سرداری بنی عبدالصمد میں تھی اور مغرب اوسط کے سلطان ابوالحسن سے بنی عبدالصمد کے سردار سے خط و کتابت کی اس کا نام سنشی تھا اور اس کے دس بیٹے تھے جن کی وجہ سے اس کی شان بڑھ گئی اور وہ ان کی حکومت پر قابض ہو گئے اور جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بیٹے یعقوب کو جو ابو عبدالرحمن کنیت کرتا تھا اپنی چھاؤنی

سے بھاگتے وقت ۳۷ یا ۳۸ھ میں اس کے گلے سے پکڑ لیا اور اس کے پیچھے سوار لگا دیئے۔ تو وہ اسے واپس لے آئے تو اُس نے اسے گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس وقت بنی یرا بن بطحہ کے خازن کے پاس گئے تو اس نے ان سے اپنا نام پوشیدہ رکھا اور اس کے اپنے بیٹے کے خلاف خروج کرنے کی دعوت دی تو شمش اس کے عزائم کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا اور سلطان ابوالحسن نے اموال اس کی قوم میں بھیجے تو وہ دونوں سلامت تھے پھر انہیں اس کے مکرو جھوٹ کے متعلق پتہ چلا تو اُس نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور وہ بلاد عرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور یہ لوگ اپنی قوم اور اس کے بعض بیٹوں کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے پاس آئے تو سلطان نے اس کی غایت درجہ تعظیم و تکریم کی اور خوب انعام و اکرام دیا اور وفادار اپنے وطن واپس چلا گیا اور سرداری ہمیشہ انہی میں رہی۔

زواغہ : اور ہمارے پاس زواغہ کے حالات و واقعات نہیں پہنچے کہ ہم ان کے متعلق قلم چلائیں اور ان کے تین بطون ہیں دمر بن زواغ صراطیل بن زحیک بن زواغ اور بنو آخر جو زواغہ اور دمرس سمکان میں تلاش کئے جاتے ہیں اور یہ قبائل میں بکھرے پڑے ہیں اور ان میں سے کچھ طرابلس کے نواح میں اس کے جنگلوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہاں پر ان کا ایک پہاڑ بھی ہے جو دمر کے نام سے مشہور ہے اور اسی طرح قسطنطنیہ کی جہات میں زواغہ کا ایک قبیلہ پایا جاتا ہے اور اسی طرح جبال شلف میں صراطیل پائے جاتے ہیں اور دوسرے نواح فاس میں پائے جاتے ہیں۔ وَاللّٰهُ الْخَلْقُ وَالْآمُرُ۔

مکناسہ اور بنی ورصطف کے دیگر بطون کے حالات اور مغرب میں مکناسہ کی حکومتوں کا ذکر

اور اس کی اولیت اور گردش احوال کا بیان : ورصطف بن یحییٰ جانا بن یحییٰ اور سمکان بن یحییٰ کا بھائی ہے اور اس کے تین بطون ہیں جو مکناسہ ورتاجہ اور اوکتہ ہیں اور اسے مکنہ بھی کہا جاتا ہے اور بنو رتاجہ چار بطون ہیں۔ سدرجہ مکنہ مطاسہ اور کرسطہ سابق اور اس کے اصحاب نے ان کے بطون میں صنابطہ اور فولالہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور اسی طرح انہوں نے بطون مکنہ میں بنی وطنسن اور بنی فولانین اور بنی مزین اور بنی یرین اور بنی بوعل کو بھی شمار کیا ہے اور اسی طرح ان کے نزدیک مکناسہ کے بہت سے بطون ہیں۔ جن میں سے وصولات، بوحاب، بنو درفلاس، بنو درنوس، قیغارہ، بنعہ اور ورقطنہ اور ورصطف کے سب بطون مکناسہ کے بطون میں شامل ہیں اور ان کے موطن وادی طویہ پرولان سے جلماسہ کی بلندی سے اس کے سمندر میں گرنے کی جگہ تک ہیں اور تازا اور تسول کے نواح کے درمیان بھی ہیں اور ان سب کی سرداری بنی ابایرون میں ہے اور اس کا نام مجدد بن ناقریس بن فراویس بن دغیف بن مکناس ہے اور صلح کے وقت ان میں سے کچھ قومیں کنارے کی طرف چلی گئیں اور انہیں اندلس میں کثرت اور سرداری حاصل تھی اور ان میں سے شعیا بن عبدالواحد نے ۱۵۷ھ میں عبدالرحمن الداخل کے خلاف بغاوت کی اور اپنے آپ کو حسن بن علی کی طرف منسوب کر کے اپنی طرف دعوت دینے لگا اور عبید اللہ بن محمد شیعہ لقب کے ساتھ اور مصالہ بن جوس نے منازل سے عبید اللہ شیعہ سے رابطہ کیا اور اس کے عظیم ترین جرنیلوں اور دوستوں میں تھا۔ اس نے اسے مغرب کا حکمران بنایا اور اس سے اس کے لئے مغرب فاس اور جلماسہ کو

فتح کیا اور جب وہ فوت ہو گیا۔ تو اس نے اپنے بھائی بر صلتین بن حبوس کو ناہرت اور مغرب کی حکومت میں اپنا قائم مقام بنایا پھر وہ فوت ہو گیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے حمید کو قائم مقام بنایا پس وہ شیعہ سے منحرف ہو گیا اور عبدالرحمن ناصر کی دعوت دینے لگا اور اپنے احراز میں سے بنی حرزہ کے ساتھ اس کی مروانی حکومت پر اتفاق کر لیا پھر اندلس کی طرف چلا گیا اور ناصر اور اس کے بیٹے حکم کے زمانے میں ریاستوں کا دالی بنا اور بعض دفعہ تلمسان کا دالی بنا پھر فوت ہو گیا اور اپنے بیٹے لرصل بن حمید کو اپنا قائم مقام بنایا اور اس کے بھائی بیاطن بن بر صلتین اور اس کے عم زاد علی نے اُموی حکومت کے زیر سایہ اس کے مال سے بہت فائدہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ مظفر بن ابی عامر مغرب کی طرف گیا اور یصل بن حمید کو سبجلماسہ کا حاکم بنایا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے پھر وادی کے کنارے کی مکناسی حکومت بنی ابی نزول میں تقسیم ہو گئی اور اس کے تقسیم ہونے سے مکناسہ کے پانی بہنے کی جگہیں بھی تقسیم ہو گئیں اور مکناسہ کی سرداری سبجلماسہ اور اس کے گرد و نواح کے موطن میں بنی واسول بن مصلان بن ابی نزول میں رہ گئی اور تازہ تو سول طویہ اور ملیہ کی جہات میں مکناسہ کی سرداری بن ابی العاقیہ بن ابی نائل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کے لئے رہ گئی اسلام میں ان دونوں فریقوں کو حکومت اور سرداری حاصل تھی اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے اس کی وجہ سے یہ بادشاہوں میں شمار ہونے لگے۔

بنی واسول کی حکومت اور سبجلماسہ اور اس کے مضافات کے مکناسی بادشاہوں کے حالات

سبجلماسہ کے موطن کے رہنے والے مکناسہ میں سے تھے جو اپنے آغاز اسلام سے ہی صفری خوارج کا دین رکھتے تھے جیسے انہوں نے مغرب کے آئمہ اور رؤسا سے اس وقت سیکھا تھا جب وہ مغرب میں آئے تھے اور اسی کے پابند ہو کر رہ گئے اور مغرب کے اطراف میسرہ کے قلعہ سے بھڑک اٹھے پس جب اس مذہب پر تقریباً چالیس آدمی اکٹھے ہو گئے تو انہوں نے خفاء کی اطاعت چھوڑ دی اور ان پر عیسیٰ بن یزید اسود کو حاکم بنایا جو عرب موالی اور خوارج کے رؤسا میں سے تھا اور انہوں نے ۱۴۰ھ میں سبجلماسہ شہر کی حد بندی کر لی اور باقی ماندہ مکناسہ بھی جو اس طرف رہتے تھے ان کے دین میں شامل ہو گئے پھر وہ اپنے امیر سے ناراض ہو گئے اور اس کے احوال پر بہت نکتہ چینی کرنے لگے اور انہوں نے اپنے امیر کو باندھ کر پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا یہاں تک کہ وہ ۱۵۵ھ میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد وہ اپنے بڑے سردار ابوالقاسم سمکو بن واسول بن مصلان بن ابی نزول پر متفق ہو گئے۔ اس کا باپ اہل علم لوگوں کی تلاش کرتا تھا اور مدینہ کی طرف چلا گیا اور تابعین سے ملا اور عکرمہ موالی ابن عباس سے علم سیکھا جس کا ذکر عریب بن حمید نے اپنی تاریخ میں کیا ہے اور اس نے موسیٰ رکھے ہوئے تھے اور اسی نے عیسیٰ بن یزید کے لئے بیعت اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس کے بعد اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام کے ذمہ دار بن گئے یہاں تک کہ وہ اپنی حکومت کے دس سالوں کے آخر میں ۱۶۷ھ میں فوت ہو گیا اور وہ اباضی صفری تھا اور اس نے منصور اور بنی عباس کے مہدی کے لئے اپنی عملداری میں خطبے دیئے اور جب وہ مر گیا تو انہوں نے ان پر اس کے بیٹے الیاس کو حاکم بنا دیا۔ جسے وزیر کہا جاتا ہے۔ پھر وہ ۱۹۴ھ میں اس کے خلاف ہو گئے اور اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی السیج بن ابی القاسم اور کہ بن منصور کو حاکم بنایا اور وہ ان پر اور سبجلماسہ کے بنی سور پر مسلسل ۳۴ سال حاکم رہا اور وہ صفری تھا اور اس کے عہد میں سبجلماسہ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اسی نے

سجلماسہ کی تعمیر اور مضبوطی کو مکمل کیا اور کارخانوں اور محلات کے نقشے بنائے اور دوسری صدی کے آخر میں اس میں منتقل ہو گیا اور بلا صفر کو قبضہ میں کر لیا اور درعہ کی کانوں سے خنس لیا اور عبدالرحمن بن رستم حاکم تاہرت کی بیٹی اردی سے اپنے بیٹے مدرار کی شادی کی اور جب وہ ۲۰۸ھ میں فوت ہو گیا۔ تو اس کے بعد اس کا بیٹا مدرار حکمران بنا جس کا لقب المنصر تھا اور اس کی حکومت لمبی ہو گئی اور اس کے دو بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک کا نام میمون تھا اور ان میں سے ایک اردی بنت عبدالرحمن بن رستم سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام بھی عبدالرحمن تھا اور دوسرا بیٹا ایک فاحشہ عورت سے تھا جس نے اپنے باپ کا خاص بیٹا ہونے پر تنازعہ کیا اور تین سال تک ان دونوں کے درمیان جنگ جاری رہی اور ان دونوں کے باپ مدرار کو صاغیہ کی امارت حاصل تھی پس اس نے اس کا مقابلہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کیا اور اسے پکڑ کر سجلماسہ سے باہر نکال دیا اور ابھی اس نے اپنے باپ کو معزول کر کے اس کی حکومت کو اپنے لئے مختص کیا ہی تھا کہ وہ اپنی قوم اور شہر میں بدکردار ہو گیا تو لوگوں نے اسے معزول کر دیا اور وہ درعہ کی طرف آ گیا اور انہوں نے دوبارہ مدرار کو اس کی حکومت دے دی۔ پھر اس کے دل میں آیا کہ وہ دوبارہ درعہ کی امارت اپنے اس بیٹے کو دے دے جس کا نام میمون ہے اور رستمیہ عورت کے بطن سے ہے تو لوگوں نے اسے معزول کر دیا اور فاحشہ عورت کے بیٹے میمون کو حکومت دے دی جو امیر کے نام سے معروف تھا اور اس کے بعد مدرار ۵۳ھ میں ۴۵ سال حکومت کر کے فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا میمون کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ بھی ۶۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد حاکم بنا جو اباضی تھا وہ ۷۷ھ میں فوت ہو گیا پس اس نے الیسع بن المنصر کو حاکم بنایا اور اس نے اس کے کام کو سنبھالا اور عبید اللہ شیعہ اور اس کا بیٹا اور ابو القاسم اس کے عہد میں سجلماسہ میں آئے اور المعتضد نے اسے ان دونوں کے بارے میں دھمکی دی اور وہ اس کی اطاعت میں تھا پس اس نے ان دونوں کے متعلق شک کیا اور ان کو قید کر لیا۔ یہاں تک کہ شیعہ ابنی اغلب پر غالب آ گیا اور رقادہ پر قبضہ کر لیا۔ پس وہ اس مقابلہ میں گیا تا کہ عبید اللہ اور اس کے بیٹے کو اس کے قید خانے سے نکالے اور الیسع اپنی مکنا سے قوم کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا تو ابو عبید اللہ شیعہ نے اسے شکست دی اور سجلماسہ میں داخل ہو گیا اور اسے قتل کر کے عبید اللہ اور اس کے بیٹے کو قید خانے سے نکال لیا اور ان دونوں کے لئے بیعت لی اور عبید اللہ مہدی نے سجلماسہ پر ابراہیم غالب المراسی کو بنایا۔ جو کتاہ کے جوانوں میں سے تھا اور خود افریقہ واپس چلا گیا پھر سجلماسہ کے امراء اپنے والی ابراہیم کے مخالف ہو گئے اور اسے اور اس کے تمام کتائی ساتھیوں کو ۹۸ھ میں قتل کر دیا اور انہوں نے فتح بن میمون امیر ابن مدرار کی بیعت کر لی اور اس کا لقب واسول اور میمون ہے اور یہ اس فاحشہ عورت کا بیٹا نہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے یہ اباضی تھا اور اس کی وفات تیسری صدی کے سرے پر ہوئی پس اس کا بھائی احمد حکمران بنا اور اس کی حکومت ٹھیک ٹھاک رہی یہاں تک کہ مصالہ بن جوس نے کتاہ اور مکناہ کی فوج کے ساتھ مغرب کی طرف جا کر ۳۰۹ھ میں اس پر چڑھائی کی اور مغرب پر قبضہ کر لیا اور اپنے دوست عبید اللہ مہدی کی دعوت پر انہیں پکڑ لیا اور سجلماسہ کو فتح کر لیا اور اس کے حاکم احمد بن میمون بن مدرار کو گرفتار کر لیا اور اپنے عم زاد المعتز بن محمد بن سادر بن مدرار کو وہاں کا حاکم بنایا اور ابھی اس نے حکومت سنبھالی تھی کہ ۲۱۱ھ میں مہدی کی حکومت سے تھوڑا عرصہ قبل وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابو المنصر محمد بن المعتز حاکم بنا پس وہ دس دن حاکم رہا پھر مر گیا

اور اس کے بعد اس کا بیٹا المنصور سکو دو ماہ تک حاکم رہا اور اس کی صغر سنی کی وجہ سے اس کی دادی تدا بیر امر کرتی تھی پھر اس پر اس کے عمزاد محمد بن فتح بن میمون الامیر نے حملہ کیا اور اس پر غالب آ گیا اور بنو عبد اللہ نے ابن ابی العاصیہ اور تاہرت کے فتنہ کی وجہ سے اس پر تباہی ڈال دی پھر وہ اسے ان دونوں کے بعد ابی یزید کے پاس لے گیا اور محمد بن فتح نے بنی عباس کی دعوت کے باعث اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اہل سنت کے مذاہب کو اپنایا اور خارجیت کو چھوڑ دیا اور شاکر باللہ کا لقب اختیار کیا اور اپنے نام کا سکہ بنایا جس کا نام الدر اہم الشاکر یہ رکھا ابن حزم نے یہ بات اسی طرح ہی بیان کی ہے اور کہا ہے کہ وہ بڑا عادل تھا یہاں تک کہ جب بنو عبید نے اس کے لئے تیاری کی اور فتنہ بھڑک اٹھا تو جوہر الکاتب المزلہ بن اللہ کے ایام میں کتامہ اور ضہاجہ اور ان کے دوستوں کی فوج کے ساتھ ۳۷ھ میں مغرب پر چڑھائی کے لئے گیا اور سجلماسہ پر غالب آ گیا اور اس پر قبضہ کر لیا تو محمد بن فتح تاسکرات کے قلعے کی طرف بھاگ آیا جو سجلماسہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں اقامت اختیار کر لی پھر لباس بدل کر سجلماسہ آیا تو مصفریہ اور اندریہ کے ایک آدمی نے اُسے پہچان لیا۔ تو جوہر نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے حاکم فاس احمد بن بکر کے ساتھ قیدی بنا کر قیروان لایا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور وہ قیروان کی طرف واپس آ گیا پس جب مغرب، شیعہ کے خلاف ہو گیا اور امیہ کی بدعت چلی اور زنا نے حکم المنصور کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے سجلماسہ پر حملہ کر دیا اور شاکر کی اولاد سے اپنا بدلہ لیا اور المنصور باللہ نے فخر کیا پھر اس پر اس کے بھائی ابو محمد نے ۵۳ھ میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور خود اس کی جگہ حاکم بن بیٹھا اور المنصور باللہ کو یہ خبر پہنچی اور وہ ایک مدت تک اس بات پر قائم رہا اور اس وقت مکناسہ کی پوزیشن کمزور ہو گئی اور زنا نے کی پوزیشن مغرب میں مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ حرز بن فلقول نے جو ملوک مغرادرہ میں سے تھا سجلماسہ پر ۶۶ھ میں چڑھائی کی اور محمد نے اس کے مقابلہ میں المنصور کو نکالا تو حرز بن فلقول نے اُسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے شہر اور ذخیرے پر قابض ہو گیا اور فتح کے خط کے ساتھ اس کے سر کو قرطبہ کی طرف بھیجا اور یہ منصور بن ابی عامر کی حجابت کے ابتدا کی بات ہے پس اس نے اسے اس کی طرف منسوب کیا اور ایک گنبد میں اس کی لحد کو کھودا اور حرز بن فلقول کو سجلماسہ کی سرداری دی پس اس نے ہشام کی دعوت کو سجلماسہ کے کونے کونے میں قائم کر دیا اور یہ پہلی دعوت ہے جو ان کے لئے مغرب اقصیٰ کے شہروں میں قائم کی گئی اور سب بنی مدرار اور مکناسہ کی حکومت مغرب سے ختم ہو گئی اور ان سے مغرادرہ اور بنی یفرن نے حکومت حاصل کی جیسا کہ اس کی حکومت میں ان کا ذکر آئے گا۔

مکناسہ میں سے ملوک تسول بنو ابو العافیہ کی حکومت کے حالات اور ان کی اولیت اور گردش احوال:

مکناسہ ملویہ، کرسیف، ملیلیہ اور تازا اور تسول کے نواح کے رہنے والے تھے اور یہ سب اپنی سرداری میں بنی ابی باسل بن ابی الضحاک بن ابی نزول کی طرف رجوع کرتے تھے اور انہی لوگوں نے کرسیف اور ریاط تازا کے شہر کو تعمیر کیا تھا اور یہ فتح کے آغاز سے لے کر ہمیشہ اسی حالت میں رہی اور تیسری صدی میں ان کی سرداری مصلالہ بن حبوس اور موسیٰ بن ابی العافیہ بن ابی باسل کو حاصل تھی اور اس کے دور میں ان کی قوت اور غلبہ بڑھ گیا اور یہ انہوں نے تازا کی اطراف سے اکائی تک کے بربری قبائل پر غلبہ پالیا اور ان کے اور ادارہ کے درمیان جو اس عہد میں مغرب کے بادشاہ تھے کئی جنگیں ہوئیں اور

یہ ان کے مضامفات کے لوگوں کو بکثرت قتل کرتے کیونکہ ان کی حکومت کمزور ہو چکی تھی اور جب عبید اللہ نے مغرب پر قبضہ کیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور یہ اس کے عظیم مددگاروں اور پیروکاروں میں شامل تھے اور مصالہ بن حبوس اس کے بڑے جرنیلوں میں سے تھا۔ اس نے اسے تاہرت اور مغرب اوسط کا حاکم بنایا تھا اور جب مصالہ نے ۳۰۵ھ میں مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور فاس اور جھلماسہ پر غلبہ پالیا اور مغرب کے کاموں سے فارغ ہو گیا اور یحییٰ بن ادریس اپنی فاس کی امارت کو چھوڑ کر عبید اللہ کی اطاعت میں آ گیا اور اس نے اسے فاس کی امارت پر قائم رکھا اس وقت اس نے اپنے عمواد موسیٰ بن ابوالعافیہ امیر مکناسہ کو تازاتسول اور کرسیف کی عملداری کے ساتھ ساتھ مغرب کے بقیہ مضامفات اور شہروں کی امارت بھی دے دی اور مصالہ قیروان کی طرف آیا اور موسیٰ بن ابوالعافیہ نے مغرب کی حکومت سنبھال لی اور جب اس نے حاکم فاس یحییٰ بن ادریس کے خلاف مدد دی تو وہ اس کے خلاف ہو گیا۔ پس جب ۳۰۹ھ میں دوبارہ غرق المغرب آیا تو ابن ابی العافیہ نے یحییٰ بن ادریس کو اتارا اور گرفتار کر لیا اور اس کا سب مال لے لیا اور اسے اپنی عملداری سے باہر نکال دیا تو وہ بصرہ اور ریف میں عمرادوں کے پاس چلا گیا اور مصالہ نے فاس پر ریحان کتامی کو حاکم بنایا اور قیروان کی طرف واپس آ گیا اور فوت ہو گیا اور مغرب میں ابن العافیہ کی حکومت بہت بڑھ گئی پھر ۳۱۳ھ میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے فاس پر حملہ کیا اور وہ بڑا دلیر اور شجاع آدمی تھا اور اس نے اپنے نیزہ بازوں کو محفوظ مقامات میں ادھر ادھر کر دیا اور فاس میں اس وقت داخل ہو گیا جب وہاں کے لوگ غافل پڑے تھے اور اس نے ریحان کو قتل کر دیا اور لوگوں نے اس کی بیعت پر اتفاق کر لیا۔ پھر وہ ابن العافیہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلا پس فُض اذاماد میں تازا اور فاس کے درمیان حفصی ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے جو اس عہد میں وادی مطاحن کے نام سے معروف ہے اور ان کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی اور منہال بن موسیٰ بن ابی العافیہ مکناسہ سے جنگوں میں ہلاک ہو گیا اور نتیجہ ان کے حق میں رہا اور حسن کی فوج کا خاتمہ ہو گیا اور وہ شکست کھا کر فاس واپس آ گیا۔ تو اس کے عدوۃ القردمین کے عامل حامد بن حمدان ہمدانی نے اس سے خیانت کی اور اس نے اپنی قوت فہم سے اُسے قابو کر لیا اور اس نے ابن ابی العافیہ کو آنے پر آمادہ کیا اور اُسے شہر پر قبضہ دلایا اور اس نے اندلس پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے عامل عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب بن محمود کو قتل کر دیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی محمد کو حاکم بنایا اور حامد کو اس کے ساتھی حسن سے طلب کیا۔ تو حامد گھروالوں کو بلائے بغیر علیحدہ ہی خفیہ طور پر بھاگ گیا اور حسن فصیل سے نیچے اتر آئے تو گر کر اُس کی پنڈلی ٹوٹ گئی اور اندلس میں تین راتیں روپوش رہ کر مر گیا اور حامد ابوالعافیہ کی سطوت سے ڈر گیا اور مہدیہ چلا گیا اور ابن العافیہ سارے فاس اور مغرب پر قابض ہو گیا اور اس نے ادارسہ کو وہاں سے جلا وطن کر دیا اور بصرہ کے نزدیک انہیں اپنے قلعہ بحر النسر میں جانے پر مجبور کر دیا اور وہاں پر ان کا کئی بار محاصرہ کیا اور پھر فوجیں نکلیں تو اس نے اپنے جرنیل ابوالفتح کو ان میں اپنا قائم مقام بنایا۔ پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ۹۱ھ میں اپنے بیٹے مدین کو مغرب اقصیٰ پر خلیفہ بنانے کے بعد تیزی کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور اُسے عدوۃ القردمین میں اتارا اور عدوۃ الاندلس پر طول بن ابی یزید کو عامل مقرر کیا اور محمد بن ثعلبہ نے اُسے معزول کر دیا اور تلمسان پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس پر صاحب الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان غالب آ گیا۔

جو سلیمان بن عبد اللہ کی اولاد سے تھا۔ جو ادریس الاکبر کا بھائی تھا۔ پس موسیٰ بن ابوالعافہ الحسن تلمسان پر غالب آ گیا۔ ملیلہ کی طرف نکال دیا جو جزائریہ میں سے ہے اور خود فاس کی طرف لوٹ آیا اور جب مغرب میں خلیفہ ناصر کی دعوت پھیلی تو اس نے مقاربت اور وعدہ کے ساتھ اس سے گفتگو کی تو اس نے اسے فوراً قبول کر لیا اور شیعوں کی اطاعت چھوڑ دی اور ناصر کے لئے منبروں پر خطبے دیئے پس عبد اللہ مہدی نے اپنے جرنیل مصلح بن یصلت مکناسی کو اس کی طرف بھیجا جو تاہرت کا جرنیل تھا۔ پس اس نے فوجوں کے ساتھ ۲۱ھ میں اس کے حرم پر چڑھائی کی اور موسیٰ بن ابی العافہ نے شخص سون میں مڈبھیر کی پس وہ کئی روز تک نبرد آزمانی کرتے رہے پھر حمید نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور ابن ابی العافہ تسول چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا اور اس کا جرنیل ابوالفتح ادراسہ کے قلعے سے بھاگ گیا اور انہوں نے اس کا پیچھا کر کے اسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا پھر حمید فاس کی طرف تیزی کے ساتھ آیا تو وہاں سے اعزل بن موسیٰ اپنے بیٹے کے پاس بھاگ گیا اور حامد بن حمدان کو جو اس کے اپنے آدمیوں میں سے تھا فاس کا عامل مقرر کر گیا اور حمید افریقہ واپس آ گیا اور اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا۔ پھر اہل مغرب عبید اللہ کی وفات کے بعد شیعوں کے خلاف ہو گئے اور احمد بن بکر بن عبد الرحمن بن ہبل جذامی نے حامد بن حمدان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو ابن ابی العافہ کی طرف بھجوا دیا اور اس سے اسے ناصر کے پاس قرطبہ بھجوا دیا اور وہ مغرب پر غالب آ گیا اور ابوالقاسم شیبی کے جرنیل میسور خسی نے ۲۳ھ میں مغرب پر چڑھائی کی اور ابن ابی العافہ اس کے مقابلہ سے لوٹ آیا اور قلعہ الکای میں پناہ لے لی اور میسور نے تیزی کے ساتھ فاس کی طرف جا کر اس محاصرہ کر لیا اور اس کے عامل احمد بن بکر کو برطرف کر کے گرفتار کر لیا اور اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اور اہل فاس نے اس سے خیانت کرنے میں جلدی کی تو انہوں نے اپنی حفاظت کی اور حسن بن قاسم لواتی کو اپنا لیڈر بنایا اور میسور نے مدت تک ان کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ صلح کی طرف راغب ہوئے اور انہوں نے اپنے آپ پر اطاعت اور خراج کی شرائط عائد کیں اور میسور نے رضا مند ہو کر یہ باتیں قبول کر لیں اور حسن بن قاسم کو فاس کی ولایت پر قائم رکھا اور وہ ابن ابی العافہ سے جنگ کرنے گیا اور ان دونوں کے درمیان جنگیں ہوئیں یہاں تک کہ میسور اس پر غالب آ گیا اور اس کے بیٹے غوری کو گرفتار کر لیا اور اسے مہدیہ کی طرف جلا وطن کر دیا اور اس نے موسیٰ بن ابی العافہ کو مغرب عملداری سے طویہ و طاط اور ان کے ماوراء بلاد صحرا میں جلا وطن کر دیا اور وہ قیردان کی طرف لوٹ آیا اور جب وہ بارشکول کے پاس سے گزرا تو اس کا حاکم ادریس بن ابراہیم جو سلیمان بن عبد اللہ کی اولاد میں سے تھا اور ادریس الاکبر کا بھائی تھا اس کے پاس محبت کا اظہار کرتے ہوئے تحائف لے کر آیا اور اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کی دولت چھین لی اور اس کی جگہ ان میں سے ابوالعیش بن عیسیٰ کو حاکم بنایا اور ۲۳ھ میں تیزی کے ساتھ قیردان کی طرف چلا گیا اور موسیٰ بن ابی العافہ نے صحرا سے اپنی مغرب کی عملداری میں واپس آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اندلس پر ابو یوسف بن محارب ازدی کو حاکم بنا دیا اور اس نے عدوۃ الاندلس کو آباد کیا اس جگہ پر قلعے تھے اور موسیٰ بن ابی العافہ نے قلعہ ماط کو مضبوط کیا اور ناصر سے گفتگو کی تو اس نے اپنے جنگی بیڑے سے اسے مدد بھیجی اور اس نے تلمسان پر چڑھائی کی پس ابوالعیش وہاں سے فرار ہو گیا اور بارشکول میں پناہ لے لی اور وہ ۲۵ھ میں اس پر غالب آ گیا اور ابوالعیش بکھر چلا گیا اور

اس قلعہ میں پناہ لے لی۔ جو اس نے اپنے لئے تعمیر کیا ہوا تھا پھر ابن ابی العافیہ نے نکور شہر پر چڑھائی کی اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس پر غالب آ گیا اور صاحب عبدالبدیع بن صالح کو قتل کر دیا اور ان کے شہر کو تباہ کر دیا۔ پھر اس نے اپنے بیٹے مدین کو فوج کے ساتھ بھیجا تو اس نے ابو العباس کا قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے قلعہ میں اس سے صلح کر لی اور مغرب اقصیٰ میں ابن ابی العافیہ کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور اس کی عملداری محمد بن خزر شاہ مغرادرہ اور مغرب اوسط کے حکمران کی عملداری کے ساتھ مل گئی اور انہوں نے اپنی عملداری میں دعوت اموی کو پھیلایا اور اس نے اپنے بیٹے مدین کو اپنی قوم کا امیر بنا کر بھیجا اور ناصر نے اس کے بیٹے کی عملداری پر بھی حاکم بنادیا اور اس کی خبر بن محمد کے ساتھ تھ جوڑی ہو گئی جیسا کہ ان کے آباء کے درمیان تھی پھر ان دونوں کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی اور دونوں جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور ناصر نے اپنے قاضی مقدر بن سعد کو ان کے حالات کا جائزہ لینے اور ان کے بگاڑ کی اصلاح کرنے کے لئے بھیجا تو اس کی مرضی کے مطابق یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور ۳۵۳ھ میں اس کا بھائی بوری منصور کی فوج سے احمد بن بکر جذامی عامل فاس کے ساتھ بھاگ کر اس سے آ ملا اور احمد بن بکر بھیس بدل کر فاس چلا گیا اور وہاں پر اقامت اختیار کر لی اور اس کے عامل حسن بن قاسم لواتی پر حملہ کر دیا اور وہ اس کے لئے کام سے فارغ ہو گیا اور بوری اپنے بھائی مدین کے پاس چلا گیا اور اپنے بیٹے کی عملداری کو اپنے اور اپنے دوسرے بیٹے معتر کے ساتھ تقسیم کیا پس وہ چولہے کی تین پائے تھے اور الثوری ۳۵۵ھ میں ناصر کی طرف گیا۔ تو ناصر نے اس کے بیٹے منصور کو اس کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا اور اس کی وفات اس وقت ہوئی جب وہ اپنے بھائی مدین کا فاس میں محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اس کے بیٹے ابو العیش اور منصور ناصر کے پاس گئے تو اس نے ان کی بہت کی۔ جیسے وہ ان کی باپ کی کرتا تھا۔ پھر مدین فوت ہو گیا تو ناصر نے اس کے بھائی معتر کو اس کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا۔ پھر فاس اور اس کے مضافات پر معرادرہ غالب آ گئے اور مغرب میں پوزیشن مضبوط ہو گئی اور انہیں مکنا سے کو اس کی اطراف اور مضافات سے نکال دیا اور وہ اپنے موطن میں چلے گئے اور اسماعیل بن الثوری اور محمد بن عبداللہ بن مرین اندلس کی طرف گئے اور وہاں فروکش ہو گئے یہاں تک کہ واضح کے ساتھ منصور کے زمانے میں وہاں سے آگے بڑھ گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ۸۶ھ میں ان کے باغی زبیری بن عطیہ نے سر اٹھایا تھا پس واضح مغرب پر قابض ہو گیا اور ان کو ان کے مضافات میں واپس لے آیا اور مغرب اوسط پر ملکی بن زبیری غالب آ گیا اور اس پر معرادرہ کے ملوکہ بن خزر نے غلبہ پالیا پس مکنا سے کی طاقت مسلسل برقرار رہی اور وہ ہمیشہ ہی بنی مزیدی کی اطاعت اور ان کی مدد میں لگے رہے اور اسماعیل بن ثوری حماد کی ان جنگوں میں جو اس نے بادیس کے ساتھ کیں ۳۵۴ھ میں شلف میں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت موسیٰ کی اولاد میں وراثت کے طور پر چلتی رہی یہاں تک کہ مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا اور یوسف بن تاشفین مغرب کے مضافات پر غالب آ گیا۔ پس قاسم بن محمد بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن موسیٰ بن ابی العافیہ نے ان پر چڑھائی کی اور مصعمرہ مغرادی کی وفات کے بعد اہل فاس اور زناتہ کے دادخواہ نے مدد مانگی اور وادی صفر میں مرابطین کی فوجوں سے جنگ کی اور ان کو شکست دی پس یوسف بن تاشفین نے اپنی جگہ سے اس پر چڑھائی کی اور قلعہ فازاز کا محاصرہ کر لیا اور قاسم بن محمد اور مکنا سے اور زناتہ کی فوجوں کو شکست دی اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں وہ زبردستی فاس میں

داخل ہو گیا پھر اس نے مکناسہ کے مضافات پر چڑھائی کی اور قلعے میں داخل ہو کر قاسم کو قتل کر دیا اور مغرب کی ایک تاریخ میں ہے کہ ابراہیم بن موسیٰ کی وفات ۴۵۰ھ میں ہوئی اور اس نے اپنے بیٹے عبداللہ ابو عبد الرحمن کو حاکم بنایا اور وہ ۳۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم بنایا اور وہ ۴۶ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے قاسم کو حاکم بنایا اور جب ۶۳ھ میں ملتونہ نے اس پر حملہ کیا۔ تو سول ہلاک ہو گیا اور مغرادہ کی حکومت کے خاتمہ کے ساتھ مغرب سے مکناسہ کی حکومت جاتی رہی والامر للہ و جدہ اور ان موطن میں کچھ لوگ جبال تازا میں رہتے اگرچہ حکومتوں نے ان سے سخت برتاؤ کیا ہے اور ان کے صحن میں قوموں کے ڈیرے لگوائے ہیں۔ مگر وہ بڑے خوددار اور بڑے متحمل مزاج ہیں اور انہیں حکومت کی مدد کرنے اور فوجوں کے جمع کرنے کے وقت بڑی تکلیف ہوتی ہے کیونکہ ان میں جمالیہ اور مکناسہ بھی ہیں مگر اس عہد میں یہ لوگ افریقہ اور مغرب اوسط کے نواح میں قبائل کے اندر منتشر ہیں۔ ان یشاء یدھبکم و یات بخلق جدید و ما ذالک علی اللہ بعزیز

اور بنی و رصطیف کے بارے میں یہ آخری گفتگو ہے اب ہم بقیہ زناتہ بربریوں کے حالات کی طرف رہتے ہیں۔

واللہ ولی العون و بہ المستعان^ط

باب: ۱۸

البرانس و ہوارہ

بربریوں میں سے البرانس کے حالات ہم سب سے پہلے
ہوارہ اور اس کے قبائل اور اس کے بطون اور ان کی گردش
احوال اور افریقہ اور مغرب کے مضافات میں ان کے قبائل
کے افتراق کا ذکر کریں گے

عرب اور بربری نساہوں کے اتفاق سے ہوارہ البرانس کے بطون سے ہیں۔ ہاں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ یمن کے عربوں میں سے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ عاملہ سے ہیں۔ جو قضاہ کا ایک بطن ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ مسور بن سکامک بن وابل بن حمیر کی اولاد سے ہیں اور جب وہ درست بات کی جستجو کریں گے تو اسے اس طرح پائیں گے مسور بن سکامک بن اشیریس بن کندہ اور وہ اس کا نسب یوں بھی بیان کرتے ہیں ہوارہ بن اورلغ بن جنون بن امثلی بن مسور اور ان کے نزدیک ہوارہ 'ضہاجہ لمطہ' کزولہ اور ہسکورہ سب کے سب بنو نمیل کے نام سے معروف ہیں اور مسور ان سب کا جد ہے جو البتر کی طرف گیا اور بنی زحیک بن مادغیس الا بتر کے ہاں اتر اور وہ چار بھائی تھے۔ لواء، ضرا، اداس اور نفوس اور انہوں نے اپنی بہن بصکی العرجار بنت زحیک کو اس سے بیاہ دیا۔ تو اس کے منثلی وسط ہوا جو ہوارہ کا باپ ہے اور مسور بن عامل کے بعد ابن زعراع نے اس سے شادی کی جو ضہاجہ لمطہ، کزولہ اور ہسکورہ کا بھائی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہو گا کہ یہ منثلی کے ماں جائے بھائی ہیں اور سب اسی کے نام سے معروف ہیں۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ منثلی بن مسور کے ہاں جو ز پیدا ہوا اور جو ز بن منثلی کے ہاں رلیخ پیدا ہوا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اورلغ بن برنس اور اسی سے ہوارہ کے قبائل پہچانے جاتے ہیں۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اس کا نام ہوارہ اس وجہ سے ہے کہ جب مسور ملکوں میں گھوما اور مغرب میں داخل ہوا تو اس نے کہا لفسد تھو راہ ہم ہلاک ہو گئے بعض بربری نساہوں نے یہی بات بیان کی ہے اور میرے نزدیک واللہ اعلم یہ واقعہ بناوٹی اور گھڑا ہوا

ہے اور بناوٹ کے آثار اس پر غالب ہیں اور یہ بات تقویت دیتی ہے کہ سابق اور اس کے اصحاب جیسے محقق نساب بیان کرتے ہیں کہ اداس بن زحیک کے تمام بطون ہوار میں داخل ہیں۔ اس وجہ سے کہ ہوار نے زحیک کو ام اداس کے پاس چھوڑا اور اداس اس کی گود میں پروان چڑھا اور پہلے واقعہ کے مطابق زحیک ہوار کا جد ہے۔ کیونکہ مثلی اس کا جد اعلیٰ ہے اور وہ ابن بھکی ہے جو زحیک کی بیٹی ہے اور وہ زحیک کی پانچویں پشت میں ہے پس وہ اُسے کس طرح اپنی بیوی کے پاس چھوڑ سکتا ہے۔ یہ بعید از عقل بات ہے اور دوسری بات ان کے نسابوں کے نزدیک پہلی بات سے صحیح ہے۔

بطون ہوارہ: اور ہوارہ کے بطون بہت زیادہ ہیں اور ان میں اکثریت بنونہ کی ہے اور ادربغ بہت مشہور ہے اور اس کی شہرت اور کبر سنی کے باعث سب اسی کی طرف منسوب ہو گئے ہیں اور ادربغ کے چار بیٹے ہیں۔ ہوار یہ سب سے بڑا ہے۔ مغر قلدن اور مندر اور ان میں سے ہر ایک کے بہت سے بطون ہیں اور منب ہوار کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور مغر کے بطون میں سے ماوس، زمر، کیا د اور مسوای ہیں اور ان چاروں بطون کا ذکر ابن حزم نے کیا ہے اور سابق مطماطی اور اس کے اصحاب نے ورجین اور منداسہ اور کرکودہ کا بھی اضافہ کیا ہے اور قلدن کے بطون سے غماصہ و رصلیف، بیانہ اور دبل ہیں۔ ان چاروں کا ذکر ابن حزم اور سابق نے کیا ہے اور بطون مار سے ملیلہ، سط، روفل، اسیل اور مسراقہ ہیں ان کا ذکر ابن حزم نے کیا ہے اور ان سب نے ان کو بنو لہال بن ملک کہا ہے اور سابق بھی یہی کہتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ورنقین نہانہ میں سے ہے بطون ہوارہ میں بنو کھلان بھی ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملیلہ بھی ان کے بطون میں سے ہے اور بربری نسابوں کے نسابوں کے نزدیک ان کے بطون میں عریان، ورغہ، زکارہ، مسلاتہ اور بحرئیس ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ورنقین بھی انہی میں سے ہے اور اسی عہد میں بحرئیس ورنقین کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور سابق اور اس کے اصحاب کے نزدیک بنو کھلان اور ورجین مغر کا ایک لطن ہیں اور بنی کھلان کے لطن سے بنی کسی ورتا کسط متبورہ اور ہوار ہیں اور اداس بن زحیک بن بادغیس کے بطون وہ امراء ہیں جو ہوارہ میں داخل اور وہ بہت سے ہیں جن میں ہراعمہ، ترہوتہ، شتاتہ، اندادہ، ہیزونہ، اوطیعہ اور ضمرہ ہیں ان سب کو ابن حزم اور سابق اور اس کے اصحاب نے بالاتفاق بیان کیا ہے۔

ہوارہ کے موطن: اور ہوارہ کی اکثریت اور ان کے نسب میں داخل ہونے والے ان کے برانسی اور صغری بھائیوں کے موطن فتح کے آغاز سے طرابلس کے نواح اور اس کے آس پاس برقہ میں تھے۔ جیسا کہ مسعودی اور البکری نے بیان کیا ہے یہ الگ مسافر اور مقیم تھے اور ان میں سے کچھ ریگستان کو طے کر کے جنگل کے علاقے میں چلے گئے اور لمطہ سے بھی آگے گزر گئے جو ہلمین کے قبائل میں سے ہے اور سوڈان کے علاقے کو کو کے پاس افریقہ کے سامنے ہے اور وہ اپنے نسب ہکارہ سے معروف ہیں اور واقعہ ارتداد اور اس کی جنگوں میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں۔ پھر خراجیت کے قیام میں بھی انہوں نے کارنامے دکھائے۔ خصوصاً اباضی خارجیوں نے اور ان میں سے عبدالواحد بن یزید نے عکاشہ فزاری کے ساتھ حطلہ کے خلاف بغاوت کی اور ان کے اور حطلہ کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں پھر اس نے ان دونوں کو ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں ۱۲۴ھ شکست دے کر قتل کر دیا اور ۱۲۶ھ میں یحییٰ بن فوناس نے یزید بن حاتم کے خلاف بغاوت کی اور اس کے یاس اس کی قوم کے بہت سے لوگ اور دیگر لوگ بھی اکٹھے ہو گئے اور طرابلس کے قائد نے عبداللہ بن سمط کندل کو سمندر کے

کنارے ان کے ایک ساحل پر چڑھائی کے لئے بھیجا پس اس نے شکست کھائی اور عام ہوارہ قتل ہوئے اور ان میں عبدالرحمن بن حبیب کے ساتھ اس کے جرنیلوں میں سے مجاہد بن مسلم بھی تھا۔ پھر ان میں سے کچھ شہرت یافتہ جوان طارق کے ساتھ اندلس گئے اور وہیں ٹھہر گئے اور ان کے باقی ماندہ لوگوں میں بنو عامر بن وہب تھے۔ جو ملتونہ کے زمانے میں اس کی اولاد کا امیر تھا اور وہ بنی ذوالنون بھی تھے جو ان کے ہاتھوں سے علاقہ چھین کر اس پر قابض ہو گئے تھے اور ان کے ساتھ طیلطلہ آئے تھے اور بنو زین اصحاب السلسلہ تھے۔

پھر اس کے بعد ۱۹۶ھ میں ہوارہ نے ابراہیم بن اغلب پر حملہ کر دیا اور طرابلس کا محاصرہ کر لیا اور اسے فتح کر لیا اور اُسے برباد کر دیا اور اس میں عیاض اور وہب نے بڑا پارٹ ادا کیا اور ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور قتل کیا اور عبدالوہاب بن رستم نے تاہرت میں ان کے دارالامارۃ سے لے کر طرابلس تک ہوارہ کے لئے وسیع میدان بنائے اور اس نے ان کو جلاوطن کر دیا۔ پس وہ عبدالوہاب کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان کے ساتھ نفوسہ کے قبائل بھی تھے اور انہوں نے طرابلس میں ابوالعباس بن اغلب کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ ابراہیم قیروان میں فوت ہو گیا اور اس نے اسے وصیت کی پس اس نے ان کو صحرا دینے کی شرط پر ان سے صلح کر لی اور عبدالوہاب نفوسہ کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے فوجوں کے ساتھ صقلیہ میں جنگ کی اور اس کی فتح کو ان میں سے زواودہ نے دیکھا جو عام حلیف رکھتے تھے۔ پھر انہوں نے ابی یزید الزکاری کے ساتھ مل کر جنگوں میں کارنامے دکھائے اور وہ اپنے موطن جبل ادراہ اور مرجانہ سے اس کے پاس آ گئے اور لوگ اس کی دعوت دینے لگے اور اس کی حکومت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے کارنامے دکھائے اور اس جنگ میں سب سے نمایاں بنو کہلان تھے اور جب ابو یزید فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے تو اسماعیل منصور نے ان کے ساتھ حملہ کیا اور خوب خونریزی کی اور بنی کہلان کے تذکرے ختم ہو گئے پھر حکومتوں نے ان پر اپنے پاؤں سپاردیئے اور وہ ہر جانب سے ٹیکس گزار قبائل میں شامل ہو گئے اور اس عہد میں ان میں سے مصر میں کچھ مفرق قبائل آباد ہیں۔ جنہوں نے اکبرہ عبارہ اور سادہ کو اپنا وطن بنا لیا ہے اور دوسرے برقہ اور اسکندریہ کے درمیان آباد ہیں اور المشانیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ الحمرہ کے ساتھ جو سلیم کے بطون لہث سے ہے افریقہ کی ارض تکوں سے جو تہسہ سے مزاحضہ اور باجہ تک ہے سفر کرتے ہیں اور زبان الباس اور خیموں میں رہنے اور گھوڑوں کی سواری کرنے اور اونٹ جمع کرنے اور جنگیں کرنے اور اپنے ٹیلوں میں گرمی اور سردی کا سفر کرنے کے لحاظ سے بنی سلیم کے چراگاہ تلاش کرنے والے عربوں میں شمار ہوتے ہیں اور وہ بربریوں کی عجی زبان فراموش کر چکے ہیں اور اس کے بدلے میں عرب کی فصیح زبان کو اپنا چکے ہیں پس کوئی شخص ان کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔

پس ان میں سب سے پہلے جو تہسہ کے قریب رہتا ہے۔ وہ قبیلہ ورنفین ہے اور اس عہد میں ان کی سرداری یغزان بن حناش کی اولاد ہیں رجمان بن فلان کی اولاد کو حاصل ہے اور ان سے قبل ان کی سرداری ساریہ کے پاس تھی جو بطون ورنفین میں سے ہے اور ان کے موطن مزماحہ اور تہسہ اور ان کے ارد گرد کے میدان ہیں اور مشرقی جانب میں ان کے درمیان ایک اور قبیلہ آباد ہے جو قیصر دن کے نام سے معروف ہے اور ان کی سرداری بنی مزمن کے گھرانے میں ہے جو عازع اور

حرکات کی اولاد کے درمیان ہے اور ان کے موطن فحس آہ اور ان کے نواح میں ہیں اور ان کے ساتھ مشرق کی جانب ایک اور قبیلہ ہے۔ جو نصورہ کے نام سے معروف ہے اور ان کی سرداری الرمانہ کے گھرانے میں سلیمان بن جامع کی اولاد کو حاصل ہے اور درہماہ قبیلہ کے موطن تبہ سے صامتہ تک اور وہاں سے جبل زنجار سے ساحل تونس کے حلقے اور میدانوں تک ہیں اور ساحل میں ان کے فیروں میں باجہ کے مضافات تک ہوا کا ایک اور قبیلہ رہتا ہے جو بنی سلیم کے نام سے مشہور ہے اور ان کے ساتھ نصری عربوں کا ایک بطن ہے۔ جو ہذیل سے ہے جو مدر کہ بن الیاس سے ہے یہ لوگ اپنے حجازی موطن سے ہلائی عربوں کے ساتھ ان کے مغرب میں داخل ہونے کے وقت آئے تھے اور انہوں نے افریقہ کے اس جانب کو اپنا وطن بنالیا اور ہوارہ سے مل جل گئے اور انہی میں شمار ہونے لگے اور اسی طرح ان کے ساتھ ریاہ کا ایک اور بطن بھی تھا جو ہلال سے تھا اور وہ عقبہ بن مالک بن ریاہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور تاوان اور سفرو وغیرہ میں انہی کے ساتھ شمار ہوتے ہیں اور اسی طرح ان کے ساتھ مرداس بنی سلیم کا بھی ایک بطن تھا۔ جو بنی حبیب کے نام سے معروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ حبیب بن مالک تھا اور وہ دیگر ہوارہ اور مضافات افریقہ کی طرح اس عہد میں ٹیکس گزار ہیں اور گائے بکریاں رکھتے ہیں اور گھڑ سواری کرتے ہیں اور افریقہ کے بادشاہ نے ان پر ٹیکس کی تنخواہیں عائد کی ہوئی ہیں جو علاقے کے نمبرداروں کے مقررہ قوانین کے تحت خراج کے رجسٹر میں ان کے ذمے لگائی ہوئی ہیں پھر ان پر بھی بادشاہ کی جنگوں میں محین فوج بھیجی بھی ضروری ہے۔ جو بادشاہ کی چھاؤنی میں فوج کے جانے کے وقت حاضر ہو اور ان کے رؤساء کی رائے قطعی ہوتی ہے اور انہیں حکومتوں اور صحرائی لوگوں کے درمیان ایک مقام حاصل ہوتا ہے اور وہ ہوارہ کے ساتھ ان کے پہلے موطن میں جو طرابلس کے نواح میں ہیں۔ سفر کر کے اور مقیم رہ کر رابطہ پیدا کرتے ہیں اور عربوں نے ان کو تقسیم کر دیا ہے اور جب سے وہ حکومت کے سایہ سے باہر آئے ہیں یہ ان پر غالب آ گئے ہیں اور ٹیکس کے لئے ان کو غلاموں کی طرح قابو کر لیا ہے اور ان سے چرگا ہیں تلاش کرنے اور جنگ کرنے پر ہونہ اور رقلہ کی طرح بہت کام لیتے ہیں اور مجریس زرنر میں رہتے ہیں جو طرابلس کی ایک بستی ہے اور ہوارہ میں سے ایک قبیلہ طرابلس کی آخری عملداری میں سرت اور برقہ کے قریب رہتا ہے۔ انہیں مسراتہ کہتے ہیں جنہیں کثرت اور عزت حاصل ہے اور عربوں کے ٹیکس ان پر بہت کم ہیں اور وہ انہیں عزت سے دیتے ہیں اور وہ تجارت کے سلسلہ میں مصر، سکندریہ اور افریقہ کے بلاد الجریڈ اور سوڈان میں بہت زیادہ آتے جاتے ہیں۔

اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے کہ قابس اور طرابلس کے سامنے پہاڑ ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ بعض مغرب سے مشرق کی طرف جاتے ہیں اور غربی جانب میں سب سے پہلے دمریسکہ کا پہاڑ ہے جس پر لواتہ کی قومیں آباد ہیں اور مغربی جانب سے اس کا پھیلاؤ فاس اور صفاس تک ہے اور مشرقی جانب نفوسہ کی دوسری قومیں رہتی ہیں جس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے اور مشرق میں اس کے ساتھ جبل نفوسہ مل جاتا ہے۔ جہاں نفوسہ مغرادرہ اور سدرانہ کی بہت بڑی قوم آباد ہے اور وہ کی جانب تین دن کی مسافت پر ہے اور اس کی لمبائی سات روز کی مسافت ہے اور مشرقی جانب سے اس کے ساتھ جبل مسلاہ مل جاتا ہے اور اسے ہوارہ کے قبائل مسراتہ اور برقہ کے علاقے تک آباد کئے ہوئے ہیں اور یہ جبال طرابلس کا آخری پہاڑ ہے اور یہ پہاڑ ہوارہ، نفوسہ اور لواتہ کے موطن میں سے ہیں اور ان میں سے بنی خطاب ملوک زدیلہ جو

برقہ کا ایک شہر ہے کا بڑا مقام ہے اور زدیہ ان کا دار السلطنت ہے یہاں تک کہ وہ اس کی وجہ سے معروف ہیں۔ اسے زدیہ بن خطاب کہا جاتا ہے اور جب یہ شہر برباد ہو گیا تو یہ وہاں سے منتقل ہو کر خزائیں میں آ گئے جو بلاد صحرائیں سے ہے اور اسے اپنا وطن بنالیا اور وہاں پر انہیں بادشاہی اور حکومت حاصل تھی۔ یہاں تک کہ قراموش الغزی الناصری آ گیا جو صلاح الدین کے بھائی تقی الدین کا غلام تھا۔ جیسا کہ ہم غوری بن مسوفہ کے تذکرہ اور حالات کے موقع پر اس کا ذکر کریں گے اور اس نے اولاد داد جلع کو فتح کیا اور اس کے بعد خزائیں کو فتح کیا اور اس کے عامل محمد بن خطاب بن یصلت بن عبد اللہ بن صفیل بن خطاب کو گرفتار کر لیا۔ جو ان کا آخری بادشاہ تھا اور اس نے اس کو ابتلا میں ڈالا اور اس سے اموال کا مطالبہ کیا اور اسے اس قدر عذاب دیا کہ وہ ہلاک ہو گیا اور ہوارہ کے بنی خطاب کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

مغرب میں ہوارہ کے قبائل اور مغرب میں ہوارہ کے بہت سے قبائل ہیں جو ان موطن میں ہتی ہیں۔ جو ان کے نام سے مشہور ہیں اور شادیہ کے سفر کرنے والے اپنی چراگاہوں کی تلاش میں اس کے نواح میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور وہ ہر جانب میں خراج کے غلام بن گئے ہیں اور فتوحات کے ایام میں کثرت کے باعث جو انہیں حاصل تھی وہ جاتی رہی ہے اور اب وہ قلت کے باعث وادیوں میں منتشر ہیں اور مغرب اوسط میں ان سب سے مشہور اس پہاڑ کے رہنے والے ہیں۔ جو بطحاء پر جھانکتا ہے اور وہ ہوارہ کے نام سے مشہور ہے اور اس میں مسراتہ اور اس کے دیگر بطون بھی ہیں اور ان کے رؤساء بنی اسحاق سے مشہور ہیں اور یہ پہاڑ ان سے پہلے بنی یلو میں کے پاس تھا پس جب وہ ختم ہو گئے تو ہوارہ نے اسے اپنا وطن بنالیا اور ان کی سرداری بنی عبدالعزیز میں تھی۔ پھر ان کے عمزادوں میں سے ایک آدمی اسحاق کے نام سے نمایاں ہوا اور ملوک قلعہ نے اُسے عامل بنا دیا اور سرداری بنی اسحاق کی اولاد میں رہی اور ان کے بڑے سردار محمد بن اسحاق نے اس قلعہ کی حفاظت کی جو ان کی طرف منسوب ہے اور اس کی سرداری ان میں سے ان کے بھائی حیول نے وراثت میں حاصل کی اور پھر یہ اس کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی اور جب مغرب اوسط پر بنی عبدالواد کی حکومت تھی تو انہوں نے سلطان سے رابطہ پیدا کیا اور وہ ان کے قوانین کی پابندی کرنے لگے اور ابوتاشفین نے اپنے ملوک میں سے یعقوب بن یوسف بن حیون کو بنی ورجین پر غالب آنے کے بعد ان پر قائم مقرر کیا اور ان پر تکس لگائے۔ تو اس نے ان کا اچھی طرح انتظام کیا اور ان کے شہروں پر قبضہ کیا اور ان کے معزز لوگوں کو ذلیل کیا اور بنی تھرین کے مغرب اوسط پر غالب آنے کے بعد بنی عبدالواد کے لئے سلطان ابو الحسن نے عبدالرحمن بن یعقوب کو ان لوگوں کے قبیلہ پر عامل مقرر کیا۔ پھر اس کے بعد بیٹے محمد بن عبدالرحمن بن یوسف کو عامل مقرر کیا پھر اس کے قبیلہ کا حال زیوں ہو گیا اور پہاڑ پر رہنے والا بنا کیونکہ بنی عبدالواد کی حکومت نمودار ہو چکی تھی اور یہ اندھیروں میں کھو گئے تھے اور بنی اسحاق کی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا اور اس عہد تک ان کی یہی پوزیشن ہے۔ واللہ وادار

الارض و من علیہا۔

البرانس کے بطون میں سے از داجہ مسطاسہ اور عجیبہ کے حالات کا بیان: از داجہ جو ز داجہ کے نام سے بھی معروف ہیں یہ البرانس کے بطون میں سے ہیں اور بربریوں کے نسب انہیں زنا تہ میں سے شمار کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ از داجہ زنا تہ میں سے ہے اور ز داجہ ہوارہ میں سے ہے اور یہ دو الگ الگ بطن ہیں اور انہیں بڑی کثرت حاصل ہے اور

مغرب اوسط میں ان کے موطن دہران کی جانب ہیں اور انہیں فتن و حرب میں بڑی عزت اور مقام حاصل ہے اور مسطاسہ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ان کے بطون کے شمار میں آتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسطاس کے بھائی ہیں جو وزداج کا بھائی تھا۔ واللہ اعلم اور ان کے جوانوں میں سے قابل ذکر جو ان شجرہ بن عبد الکریم مسطاسی اور ابو دلیم بن خطاب تھے اور ابو دلیم ساحل تلمسان سے اندلس گیا اور وہاں پر اس کے بیٹوں کا قرطبہ میں ذکر کیا جاتا ہے اور بطون ازداجہ میں سے بنو مشفق تھے اور یہ مہران کے پڑوسی تھے اور مرس میں دہران میں اموی حکومت کے آدمیوں محمد بن ابی عون اور محمد بن عبدون کے ساتھ اترے۔ پس انہوں نے بنی مسکن کو داخل کیا اور سات سال دہران پر قابض رہے اور اس میں دعوت اموی کے لئے مقیم رہے پس جب شیعہ دعوت ظاہر ہوئی اور عبید اللہ مہدی نے تاہرت پر قبضہ کر لیا۔ تو اس نے دواس بن مولاہ کو جو کتامہ میں سے لقیط کا آدمی تھا۔ اس پر حاکم بنایا اور بربری بھی ان کی دعوت دینے لگے اور انہوں نے بنی مسکن بھی اس میں شامل کر دیا اور انہوں نے ان کی بات مان لی اور محمد بن ابی عون بھاگ گیا اور دواس، صولات، السحب اور معراق چلا گیا اور انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکادی پھر دواس کی بنیاد کی حد بندی کی اور اس نے محمد بن ابی عون کو دوبارہ اس کی حکومت دی۔ تو وہ پہلے سے بھی بہت اچھی حکومت بن گئی پھر اس نے ابو القاسم بن عبد اللہ کے زمانے میں تاہرت پر بغض اس بن ابی حمہ کو حاکم بنایا تو بربریوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور ابن ابی العافیہ کے مغرب اوسط پر حملہ کرنے کے وقت مروانی دعوت پر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہیں محمد بن عون حاکم دہران اور ابو القاسم میسور نے پکڑا تھا۔ پس انہوں نے اُسے مغرب کی طرف بھیج دیا اور وہ دوبارہ اُسے مروانیہ کا اطاعت گزار بنا دیا۔ پھر ابی یزید کا واقعہ ہوا اور دیگر بربریوں نے عبیدیوں کے خلاف بغاوت کر دی اور زناتہ کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور وہ مروانیوں کی دعوت دینے لگا اور ناصر نے لیلیٰ بن ابی محمد نغری کو مغرب کی حکومت دی پس اس نے اُسے محمد بن ابی عون اور قبائل ازداجہ کو اطاعت میں لانے کے لئے فریب کاری سے مخاطب کیا کیونکہ دونوں قبیلوں کے درمیان مجاورت کی وجہ سے عداوت پائی جاتی تھی اور ازداجہ کی طرف چڑھائی کر کے جبل کیدرہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ پھر ان پر غالب آ گیا اور ان کا استقبال کر دیا اور پھر ۳۳۳ھ میں ان کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ پھر اس نے دہران پر چڑھائی کی اور اس سے مقابلہ کیا اور اُسے بزور قوت فتح کر لیا اور اس میں آگ بھڑکادی اور ازداجہ سے جنگ کی اور ان کی سرداری اندلس کے ساتھ جا ملی اور یہ لوگ وہیں رہنے لگے اور ان میں حرزون بن محمد منصور بن ابی عامر اور اس کے بیٹے مظفر کے کبار اصحاب میں سے تھا اور وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور ازداجہ ذلت و رسوائی کی حالت میں باقی رہ گئے اور ٹکیں دینے والے قبائل میں شامل ہو گئے۔

عجیسہ یہ البرانس کے بطون میں سے عجیسہ کی اولاد میں سے ہیں جو برنس میں سے ہے اور اس اسم کا مدلول بطن ہے اور بربری بطن کو اپنی زبان میں عدس کہتے ہیں اور جب عربوں نے اسے مغرب کیا تو اس کی ”دال“ کو جیم حقفہ سے بدل دیا اور انہیں بربریوں میں کثرت اور غلبہ حاصل ہے اور یہ اپنے بطون میں ضہاجہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے بقایا اس عہد میں تونس کے نواح اور ان پہاڑوں میں رہتے ہیں جو مسیلہ پر جھانکتے ہیں اور ان میں سے کچھ جبل قلعہ میں رہتے ہیں اور ان کا فتنہ ابی یزید میں بڑا حصہ تھا اور جب منصور نے انہیں شکست دی تو وہ ان کی طرف آیا اور ان کے قلعوں میں سے کتامہ کے ایک قلعہ میں

پناہ لے لی یہاں تک کہ اس پر حملہ کر دیا گیا پھر اس کے بعد حماد بن بلکین نے شہر بنانے کے لئے جگہ کی تلاش میں جلدی کی اور ان کے درمیان اس کی حد بندی کی اور وہاں اُتر اور اس کی زمین کو وسیع کیا اور اس کی حد بندی کو وسیع کیا اور وہ آل حماد کا دار الخلافہ تھا اور جب عجمہ کے مقابلے ہوئے اور ان کی شوکت جاتی رہی۔ تو اس شہر نے مدت تک عجمہ کی امیدوں کو پورا نہ کیا اور انہوں نے کئی بار قلعہ کا قصد کیا اور ان کے بادشاہوں پر اعیاص کو چڑھالائے۔ پس تلوار نے ان کا کچھ مر نکال دیا پھر وہ ہلاک ہو گئے اور ان کے بعد قلعہ بھی تباہ ہو گیا اور اس پہاڑ کے وارث عیاص بن گئے جو ہلای عربوں میں سے تھے اور مغرب کے قبائل میں بہت سے عجمہ پھیلے ہوئے ہیں۔

البرانس کے بطون میں سے اروپہ کے حالات اور ان کے ارتداد و انقلاب اور انکے متعلق ادریس اکبر کی دُعا
تبری بربریوں میں جن بطون کو کثرت اور غلبہ حاصل تھا وہ سب کے سب فتح اروپہ کے عہد میں تھے اور ہوارہ اور ضہاجہ برانس میں سے تھے اور نفوسہ اور زناۃ اور عطفہ اور نفزادہ البرتر میں سے تھے۔ اور فتح کے زمانے میں اروپہ کو تقدم حاصل تھا کیونکہ یہ بڑی تعداد والے اور شدید قوت و طاقت والے تھے اور یہ ادرب بن برنس کی اولاد میں سے تھے اور یہ بہت سے بطون ہیں جن میں سے بجایہ نفاسہ، نجد، زکوجہ، مزجائہ، رعیوۃ اور دیقیوسہ ہیں اور فتح کو موقع پر ان کا امیر ستر دیر بن رومی بن بارزت بن بزیات تھا اس نے ان پر ۳۷ سال سرداری کی اور فتح اسلامی کو پایا اور اسی میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد کیلہ بن لزم ادربی ان کا سردار بنا اور وہ سب برانس کا امیر تھا اور جب ۵۵ھ میں ابن مہاجر تلمسان آیا اس وقت کیلہ بن لزم مغرب اقصیٰ میں اپنی ادربی فوج کے ساتھ آیا ہوا تھا پس ابوالمہاجر جی کو اس پر کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اسے اسلام پیش کیا پس اس نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اس نے اسے بچا لیا اور اس کے ساتھ اور اس کے اصحاب کے ساتھ حسن سلوک کیا اور دوسری حکومت میں یزید کے زمانے میں ۱۲۷ھ میں عقبہ آیا۔ تو ابوالمہاجر کے اصحاب نے اس سے کینہ رکھا اور ابوالمہاجر کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے بڑھا تو اس نے اس بات کو قبول نہ کیا اور مغرب پر چڑھائی کر دی۔ اور اس کے ہراول میں زہیر بن قیس بلوی تھا پس اس نے اسے ذلیل و عاجز کر دیا اور بربریوں کے بادشاہوں اور ان لوگوں نے جو مزجہ میں سے الزاب اور تاہرت میں اس میں شامل ہو گئے تھے اس سے جنگ کی پس اس نے ان کو شکست دی اور ان کو لوٹ لیا اور غمارہ کے امیر بلیان نے اس کی اطاعت کی اور اس سے حسن سلوک کیا اور اسے تحائف دیئے اور بربریوں کی کمزوریوں سے آگاہ کیا اور ابولیلہ اور مسوس اور ان کے اردگرد کے ملشین نے ان کی مدد کی پس اس نے مال غنیمت حاصل کیا اور قیدی بنائے اور ساحل سمندر تک پہنچ گیا اور کامیاب و کامران واپس آیا اور وہ اپنی جنگوں میں کیلہ کی توہین اور اتخفاف کرتا تھا اور وہ اس کی قید میں تھا اور ایک دن اس نے حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے بکری کی کھال اتارے پس اس نے اسے اپنے غلاموں کو دے دیا اور عقبہ نے چاہا کہ وہ خود یہ کام کرے اور اس نے اُسے ڈانٹا تو کیلہ غضب ناک ہو کر بکری کی طرف گیا اور جب وہ بکری میں ہاتھ گھسیڑتا تو اپنی داڑی پر مل لیتا تو عرب کہتے اے بربری یہ کیا ہے تو وہ کہتا یہ ایک مزدور ہے اور ان کا ایک شیخ انہیں کہتا کہ بربری تم کو دھمکیاں دیتا ہے۔ جب اس بات کی اطلاع ابوالمہاجر کو ملی تو اس نے عقبہ کو اس بات سے روک دیا اور کہنے لگے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے جاہلوں سے دوستی تلاش کرتے تھے اور تو ایک ایسے آدمی کا قصد کرتا ہے جو اپنی قوم میں

جابر اور عزت دار ہے اور شرک سے قریب العہد ہے اور فسادی ہے اور اس نے اُسے بتایا کہ وہ اس سے عہد لے اور اُسے اس کے حملہ سے اسے خوفزدہ کیا مگر عقبہ نے اس کے قول کو اہمیت نہ دی پس جب وہ اپنی جنگ سے واپس لوٹا اور طبعہ پہنچا تو اس نے اس اعتماد پر کہ اس نے ملکوں کو زیر کر لیا ہے اور بربریوں کو ذلیل کر دیا ہے فوجوں کو قیروان کی طرف بھیج دیا اور خود تھوڑے سے لوگوں کے ساتھ وہاں ٹھہر گیا اور تہودہ کی طرف چلا گیا تاکہ وہاں حفاظتی گروہ کو اتارے پس جب فرنج نے اُسے دیکھا تو انہوں نے اس کے بارے میں لالچ کیا اور کسیلہ بن لازم سے مراسلت کی اور اُسے بتایا کہ یہ اس کے متعلق ایک موقع ہے تو اس نے اسے غنیمت جانا اور اپنے عمرادوں اور ان کے پیروکار بربریوں سے مراسلت کی اور وہ عقبہ اور اس اصحاب رضی اللہ عنہم کے پیچھے لگ یہاں تک کہ انہوں نے اسے تہودہ میں جا لیا پس قوم پیدل چل پڑی اور انہوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیئے اور عقبہ اور اس کے اصحاب نے جنگ کی مگر ان میں سے کوئی بھی نہ بچا اور وہ تین سو کے قریب کبار صحابہ اور تابعین تھے۔ جو ایک ہی جنگ میں شہید ہو گئے اور ان میں ابوالمہاجر بھی تھا اور اس کے اصحاب اس کی قید میں تھے۔ پس اس روز اس کی خوب آزمائش ہوئی اور اس عہد تک الزاب میں عقبہ اور اس کے ساتھ شہید ہونے والے صحابہ کی قبریں موجود ہیں اور عقبہ کی قبر کو اونچا کیا گیا ہے۔ پھر اس پر چونا گچ کر دیا گیا ہے اور اس پر ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے اور وہ مزارات اور برکت کے مقامات میں شمار ہوتی ہے۔ بلکہ وہ زمین کے قبرستانوں سے اشرف زیارت گاہ ہے کیونکہ اس میں شہید صحابہ اور تابعین کی بہت بڑی تعداد دفن ہے۔ جن کی مٹھی بھر دیئے ہوئے جو کے ثواب کو بھی کوئی آدمی نہیں پہنچ سکتا اور اس وقت صحابہ میں سے محمد بن اوس انصاری اور یزید بن خلف البتینی اور ایک جماعت ان کے ساتھ قید ہو گئی جن کو ابن مصادر حاکم فقہ نے فدیہ دے کر چھڑا لیا اور زہیر بن قیس کے ساتھ مل گئے اور ان کے ساتھ صاحب اولاد اور صاحب مال لوگ بھی شامل ہو گئے پس اس نے اسے امان دی اور قیروان میں داخل کیا اور افریقہ اور وہاں پر رہنے والے باقی ماندہ عربوں کا پانچ سال تک امیر بن گیا اور اس کے ساتھ ہی یزید بن معاویہ کی موت اور ضحاک بن قیس کی مروانیہ کے ساتھ مرج راہط میں جنگ ہوئی اور آل زہیر کی جنگیں بھی ہوئیں جس سے خلافت کی پوزیشن کچھ کمزور ہو گئی اور مغرب میں جنگ بھڑک اٹھی اور زناہ اور البرانس میں ارتداد پھیل گیا پھر اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے اس بار کو اٹھایا اور مشرق سے فتنہ کے آثار کو دور کیا اور زہیر قیس سلطان عقبہ کی وفات کے وقت سے وہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ پس اس نے اُسے مدد بھیجی اور اُسے جابرہ کی جنگ اور عقبہ کے خون کا بدلہ لینے کا منتظم بنایا پس اس نے ۶۱ھ میں ہزاروں عربوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور کسیلہ نے البرانس اور دیگر بربریوں کو جمع کیا اور فوج لے کر قیروان کے نواح میں اس سے جنگ کی اور فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی پھر بربری شکست کھا گئے اور کسیلہ اور اس کے بے شمار آدمی قتل ہو گئے اور عربوں نے ان کا مرجانہ اور پھر ملویہ تک تعاقب کیا اور بربریوں نے ذلیل ہو کر قلعوں کی پناہ لی اور اردبہ کو ان کے درمیان شوکت حاصل ہو گئی اور اس کی اکثریت مغرب اقصیٰ کے دیار میں ٹھہر گئی پھر اس کے بعد ان کا کوئی تذکرہ باقی نہ رہا اور انہوں نے مغرب میں دلیلی شہر پر قبضہ کر لیا جو جبل زہر ہون کی جانب فاس اور مکناسہ کے درمیان واقع ہے اور وہ اسی حالت میں قائم رہے اور قیروانی فوجوں نے کئی بار مغرب پر اقتدار جمایا یہاں تک کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن الحسن نے منصور کے زمانے میں اس کے خلاف بغاوت کی اور وہ مدینہ میں ۴۵ھ

میں قتل ہو گیا۔ پھر اس کے بعد اس کے عمزاد حسین بن علی بن حسن المثنیٰ بن حسن المثنیٰ ابن حسن السبط نے ہادی کے زمانے میں خرچ کیا اور مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر فتح مقام پر ۱۶۹ھ میں قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے اہل بیت بھی مارے گئے اور ادریس بن عبداللہ مغرب کی طرف بھاگ گیا اور ۱۷۱ھ میں اربوہ کے ہاں اُترا اور اس وقت دلیلی میں ان کا امیر اسحاق بن محمد بن عبدالحمید تھا۔ جس نے اُسے پناہ دی اور بربروں کو اس کی دعوت پر اکٹھا کیا اور زوغہ، لوانہ، سرائہ، غماۃ، نفرة، مکناسہ، غمارۃ اور کافہ کے مغربی بربریوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس کی بیعت کر لی اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کی اور مغرب میں اُسے مکمل طور پر حکومت حاصل ہو گئی اور اس کی اولاد اس حکومت کے ختم ہونے تک اس کی وارث ہوتی رہی۔ جیسا کہ ہم نے فاطمی حکومت میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

البرانس کے بطون میں سے کتامہ کے حالات اور قبائل پران کی قوت و سطوت اور یہ کہ انہوں

نے شیعہ دعوت کے ذریعے اغالبہ کے ہاتھوں کیسے حکومت حاصل کی؟ بربری نساہوں کے نزدیک کتامہ بن برس کی اولاد میں سے یہ قبیلہ مغرب میں تمام بربری قبائل سے زیادہ جنگ جوتاقتور اور حکومت میں زیادہ اثر انداز ہے اور اسے کتم بھی کہا جاتا ہے اور عرب نساہوں کا بیان ہے کہ یہ حمیر سے ہے یہ بات ابن کلی اور طبری نے بیان کی ہے اور ان کا پہلا بادشاہ فریقش بن صفی ہے جو ملک تابعہ میں سے تھا اور اسی نے افریقہ کو فتح کیا تھا اور اسی سے اس کا نام افریقہ رکھا گیا ہے اور اس کا بادشاہ گرگور قتل ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس نے بربریوں کو یہ نام دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حمیر میں سے بربریوں میں صہاجہ اور کتامہ قائم رہے اور وہ آج تک انہی میں ہیں اور مغرب میں اس کے نواح میں پھیل گئے ہیں مگر ان کی اکثریت پہلے مذہب سے فتنہ ارداد کے اٹھنے اور ان فتنوں کے فرو ہو جانے کے بعد قسطنطینہ کے اریاف میں بجایہ کی سرحدوں تک اور قبلہ کی جانب سے مغرب میں جبل اور اس تک ڈیرے لگائے ہوئے ہے اور ان موطن میں قابل ذکر شہر موجود ہیں اور ان میں سب سے بڑا الکجان، سطیف، باغایہ اور قاس کی طرح ہے اور ویکست، میلہ، قسطنطینہ، سیکرہ، قل اور ججل، جبل اور اس سے سمندر کے کنارے تک بجایہ اور بونہ کے درمیان اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ان کے بہت سے بطون ہیں جن سب کو غرن اور یسودہ بن کتم بن یوسف جو یسودہ میں سے ہے میں السبد اور دنہاجہ اور متوسہ اور سین سب بنو یسودہ بن کتم ہیں اور اس عہد میں مغرب میں کتامہ کے محلات دنہاجہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور غرن میں سے مصالہ، فلان، ماطن اور معافہ، غرن بن کتم کے بیٹے ہیں اور لہیفہ، جمیلہ اور مسالہ، بنادہ بن غرن کے بیٹے ہیں اور ملوسہ ایان میں سے ہے اور لطایہ اجانہ، غسمان اور اداست، حیطاس بن غرن کے بیٹے ہیں اور ملوسہ ایان بن غرن بن غرن سے ہے اور ملوسہ سے بنو زیدوی ہیں جو اس عہد میں اس پہاڑ پر رہتے ہیں جو قسطنطینہ پر جھانکنے والا ہے اور برابرہ کے بعد کتامہ میں سے بنو یستین، ہشتیوہ، مصالہ اور بنی قسطنطینہ ہیں اور ابن حزم نے زواوہ کو تمام بطون سمیت ان میں سے شمار کیا ہے اور یہ پہلے بیان کے مقابلہ میں درست ہے۔ اور مغرب اقصیٰ کے ان بطون میں سے بہت سے اپنے وطنوں سے باہر نکل گئے ہیں اور آج تک وہیں پر ہیں اور ملت کے ظہور اور مغرب کے حکومت اغالبہ کے قبضے میں آ جانے تک ہمیشہ سے وہیں ہیں اور جیسا کہ ابن الرقیق نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حکومت ان کی اکثریت کی وجہ سے ان کو تکلیف اور اذیت نہیں دیتی تھی۔ مگر جب یہ شیعہ دعوت کے لئے

کھڑے ہوئے تو ان کو کچھ تکلیف پہنچی جس کا ذکر ہم نے بنی عباس کی حکومت کے بعد فاطمی حکومت کے ذکر میں کیا ہے۔ اس کی تفصیل آپ کو وہاں پر ملے گی اور جب انہیں مغرب کی حکومت حاصل ہوگئی تو انہوں نے مشرق پر چڑھائی کی اور اسکندریہ مصر اور شام پر قبضہ کر لیا اور قاہرہ کی حد بندی کی جو مصر کا سب سے بڑا شہر ہے اور المعز جو ان کا چوتھا خلیفہ تھا وہاں پر جا کر فروکش ہو گیا اور اس کے ساتھ کتامہ بھی اپنے قبائل کے ساتھ گئے اور وہاں پر ان کی حکومت مضبوط ہوگئی اور وہ اس کی خوشحالی اور تکبر میں ہی ہلاک ہو گئے اور ان کے پہلے و طنوں میں جو جبل اور اس اور اس کی جوانب میں تھے۔ ان کے قبائل کے بقیہ آدمی اپنے اسماء والقباب پر باقی رہ گئے اور دوسرے بغیر لقب کے تھے اور یہ سب کے سب ٹکس گزار تھے۔ سوائے ان کے جو پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لئے ہوئے تھے۔ جیسے بنی زیدی اور اہل جبال جمیل اور زوادہ اپنے اپنے پہاڑوں کی پناہ لئے ہوئے تھے۔

اور میدانوں میں سب سے مشہور میدان والے سد یکش تھے اور ان کی سرداری اولاد سواد میں تھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اس نام سے موسوم قبائل کتامہ میں کس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مگر مؤرخین کے اتفاق سے یہ انہی میں سے ہیں اور اب ہم کتامہ کی حکومت کے بعد ان کے حالات کا ذکر کرنے والے ہیں۔ جو ہمیں پیچھے سے معلوم ہوئے ہیں۔

سد یکش اور ان کے موطن میں کتامہ کے بقایا لوگوں کے حالات: یہ قبیلہ اس عہد میں اور اس سے قبل سد یکش کے نام سے معروف ہے اور ان کے دیار کتامہ کے موطن میں قسطنطیہ اور بجایہ کے درمیانی میدانوں میں ہیں اور ان کے بہت سے بطون ہیں جیسے سیلین، طرسون، طرغیان، مولیت، بنی قننہ، بنی لمایہ، کایارہ، بنی زغلان، النورہ، بنی مردان، وار مسکن، سکوال اور بنی عیار اور ان میں لمائہ، مکلاہ اور ریفہ بھی ہیں اور ان سب پر ایک بطن کو سرداری حاصل ہے جسے اولاد سواد کہتے ہیں جو بڑے صاحب قوت صاحب تعداد اور تیاری والے ہیں اور یہ سب بطون اور ان کے عیال ٹکس گزار ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہوتے اور خیموں میں رہتے اور اونٹنوں اور گایوں پر سفر کرتے ہیں اور انہیں اس وطن میں حکومتوں کے استقامت حاصل ہے اور یہ اس عہد میں عرب قبائل کا حال ہے اور یہ کتامہ کے نسب سے منشی ہوتے ہیں اور اس سے بھاگتے ہیں کیونکہ چار سو سال سے کتامہ پر رافضی مذاہب اختیار کرنے اور حکومتوں سے عداوت رکھنے کی وجہ سے نکیر کی جاتی ہے پس وہ ان کی طرف منسوب ہونے سے بچتے ہیں اور بسا اوقات یہ مصر کے سلیم کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں مگر یہ درست نہیں وہ صرف بطون کتامہ سے ہیں اور ضہاجہ کے مؤرخین نے ان کا اس نسب سے ذکر کیا ہے اور اس کی گواہی اس وطن سے ملتی ہے جسے انہوں نے افریقہ میں وطن بنایا ہے اور ان کے نسبین اور مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اولاد سواق کا وطن ان میں بنی یوخصرہ کے قلعوں میں تھا جو قسطنطیہ کے نواح میں ہے اور وہاں سے نکل کر وہ دیگر جہات میں پھیلے ہوئے ہیں اور اولاد سواق ایک بطن ہے اور وہ علاوہ بن سواق کی اولاد ہیں جو یوسف بن حمون سواق کی اولاد میں سے ہے اور اولاد علاوہ کو قبائل سد یکش پر سرداری حاصل ہے۔ ہم نے اپنے مشائخ سے اسی طرح سنا ہے اور یہ سرداری موحدین کی حکومت تک قائم تھی اور ان میں علی بن علاوہ سردار تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا طلحہ بن علی اور اس کے بعد اس کا بھائی یحییٰ بن علی اور اس کے بعد ان دونوں کا بھائی مندیل بن علی اور عرالت بن زین جو طلحہ کا بھتیجا تھا۔ سردار بنا اور جب اس صدی کے دسویں سال قسطنطیہ میں سلطان ابو یحییٰ کی بیعت ہوئی تو تازی نے اس کی اطاعت سے انحراف اختیار کیا اور بجایہ میں ابن خلوف کی اطاعت اختیار کر لی تو اس کے عوض میں اس کا چچا

مندیل آگے آ گیا۔ پھر اس نے اولاد یوسف کے بدلہ میں ان میں سے سب کو لے لیا پس وہ اس کی اطاعت کے لئے تیار ہو گئے اور سلطان بجایہ پر غالب آ گیا اور ابن خلوف قتل ہو گیا اور اولاد یوسف غالب آ گئی اور انہوں نے اولاد علاوہ سے مڈبھڑ کی اور انہیں وطن سے نکال باہر کیا پس وہ عیاض کی طرف آ گئے جو ہلال کے قبائل میں سے ہے اور ان کے پڑوس میں ان کے اس پہاڑ میں رہنے لگے جسے انہوں نے وطن بنایا ہوا ہے اور وہ میلہ پر چھانکتا ہے اور سد دیکشن کی سرداری مسلسل اولاد یوسف میں رہی اور وہ اس عہد میں چار قبائل ہیں بنو محمد بن یوسف بنو المہدی بنو ابراہیم بن یوسف اور العزیز یوں اور یہ بنو مندیل اور خافر اور جری ہیں اور سیر الملوک اور عباس اور عیسیٰ اور السیہ یوسف کی اولاد ہیں اور یہ سگے بھائی ہیں اور ان کی ماں تا عزیزت ہے پس اولاد محمد اور العزیز یوں اس کی طرف منسوب ہیں اور بجایہ کے نواح میں رہتے ہیں اور مہدی اور ابراہیم کی اولاد قسطنطیہ کے نواح میں رہتی ہے اور ہمیشہ ہی سرداری اس عہد تک ان چاروں قبائل میں رہی ہے کبھی ان کے بعض میں اکٹھی ہو جاتی ہے اور کبھی متفرق ہو جاتی ہے اور دوسری حکومت مولانا سلطان ابو یحییٰ کی ہے ان کی سرداری عبدالکریم بن مندیل بن عیسیٰ بن العدرین کے پاس ہے پھر ان چاروں قبائل کے سب بطن سرداری کے لحاظ سے متفرق اور آ زاد ہو گئے اور اولاد علاوہ اس دوران میں جبل عیاض میں رہی اور جب بنو مرین افریقہ پر غالب آئے تو سلطان ابو عنان اولاد یوسف سے ناراض ہو گیا اور ان پر موحدین کی طرف میلان رکھنے کی تہمت لگائی اور سد دیکشن سے سرداری لے کر مہنی کو دے دی جو تا زیر بن طلحہ سے تھا۔ جو اولاد علاوہ میں سے ہے مگر اس کا یہ کام مکمل نہ ہوا اور اولاد یوسف نے اسے قبول کر لیا اور اولاد علاوہ جبل عیاض میں اپنی جگہ پر لوٹ آئی اور ان زمانوں میں ان کا سردار عددان بن عبدالعزیز بن رزوق بن علی بن علاوہ تھا وہ فوت ہو گیا۔ تو اس کے بعد ان کی سرداری کسی ایک کے لئے متفقہ طور نہ ہوئی اور سد دیکشن کے بطنوں میں سے ایک بطن بعض قبائل پر سرداری کرنے میں اولاد سواق کی مدد کرتا ہے اور وہ بنو سلکین ہیں اور ان کے موطن ابو یحییٰ کی سلطنت میں ہیں۔ جسے اپنی قوم پر سرداری حاصل ہے اور اس بطن کو اس کی خدمت میں بڑا مقام حاصل ہے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر ابو حفص وفاداری میں مشہور ہوا اور وہ ہمیشہ ہی اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ بنو مرین نے قابس پر حملہ کر دیا اور اس نے اس سے السری الواقعہ کے ساتھ جنگ کی پس سلطان ابو الحسن نے مخالفت کی وجہ سے اُسے قلع کر دیا اور وہ اس کے بعد فوت ہو گیا اور اس کی سرداری اس کے بیٹے عبداللہ نے سنبالی اور اسے سرداری اور بجایہ کے سلطان کی خدمت میں بڑا مقام حاصل ہے اور وہ اسی ۸۰ سال کا ہو کر فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد حکمران بنا۔ وَاللّٰهُ وَارِثُ الْاَرْضِ وَمَنْ عَلَیْهَا۔

کتابتہ کے بقایا لوگوں میں سے بنی ثابت کے حالات جو قسطنطیہ پر چھا نکلنے والے پہاڑ میں رہتے ہیں اور بطن کتابتہ اور ان کے قبائل میں سے القل پر چھا نکلنے والے پہاڑ میں رہنے والے لوگ بھی ہیں۔ جو اس کے اور قسطنطیہ کے درمیان اولاد ثابت بن حسن بن ابی بکر کی سرداری سے معروف ہیں جو بنی تملیان میں سے تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو بکر وہ جد ہے جس نے موحدین کے زمانے میں اس پہاڑ کے رہنے والوں پر ٹیکس عائد کیا اور اس سے قبل ان پر کوئی ٹیکس نہ تھا پس جب ضہاجہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور موحدین افریقہ پر غالب آ گئے تو یہ ابو بکر خلیفہ مراکش کے پاس اس کی حکومت کے آغاز میں بھاگ گیا اور اے میں طرابلس کی حکومت ابن عمر کے مفاد میں تھی پس جب سلطان بجایہ پر قابض ہو گیا اور ابن

خلاف قتل ہو گیا۔ تو ابن عمر تونس سے پھر اپنی حجابت پر آ گیا۔ اور حسن بن ثابت فرجیرہ میں وطن کے ٹیکس کے خاتمہ کے لئے پڑاؤ کئے ہوئے تھا اس نے اپنی جانب سے اُسے پیغام بھیجا اور یہ جبل کے علاقے میں اس کی سرداری کے آخری ایام تھے۔ یہاں تک کہ اس نے افریقہ میں بنو مرین کی حکومت کو پالیا اور اس کے بعد اس نے ابن عبدالرحمن کو حاکم بنایا اور فاس میں سلطان ابو عنان کے پاس گیا اور جب مولانا سلطان ابو العباس نے افریقہ میں نئے سرے سے اپنی حکومت قائم کی تو ان پر غالب آ گیا اور ان کی سرداری کے نشان کو مٹا دیا انہیں اپنی فوج اور نوکروں میں شامل کر دیا اور جبل میں اپنے عمال کو مقرر کیا اور جبل اس کے ماتحت تھا اور اس کا ٹیکس سوا بیوں اور قسطنطنیہ میں اس کے پڑوس میں رہنے والی فوج کو ادا کیا جاتا تھا اور کتامہ کے باقی ماندہ دیگر قبائل تدلس کی پہاڑیوں میں رہتے ہیں اور وہ ٹیکس گزار قبائل میں شمار ہوتے ہیں اور ان میں سے بنی سنن کا ایک قبیلہ جبل قبلہ میں جبل پرانا سن میں رہتا ہے اور ایک اور قبیلہ الہط کی طرف نصر بن عبدالکریم کے پڑوس میں رہتا ہے اور دوسرے قبائل مراکش میں رہتے ہیں جو وہاں پر ضہاجہ کے ساتھ اترے تھے اور اس عہد میں کتامہ کا نسب حکومت میں ایک مشہور چیز ہے کیونکہ رافضہ اور کفریہ مذاہب کے اختیار کرنے کی وجہ سے چار سو سال بعد حکومتوں نے ان سے ناواقفیت کا اظہار کیا ہے یہاں تک کہ ان کے ہم نسب سردار کا یہ حال ہو گیا کہ وہ اس سے فرار اختیار کرتے تھے اور ان کی برائی سے فرار اختیار کرتے ہوئے دوسرے قبائل کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ وَالْعِزَّةُ لِلَّهِ وَحْدَهُ۔

بطون کتامہ میں سے زواوہ کا کچھ تذکرہ: یہ بربریوں کے بطون میں سے سب سے بڑا بطن ہے اور ان کے موطن کتامہ کے موطن سے متصل ہیں اور اکثر لوگ ان کے نسب سے واقف نہیں اور بربریوں کے عام نسابوں کے نزدیک یہ بنی سمکان یحییٰ بن ضریر سے ہیں اور وہ زواوہ کے بھائی ہیں اور ابن حزم اور اس جیسے محقق نساب انہیں بطون کتامہ میں شمار کرتے ہیں اور یہی بات زیادہ درست ہے اور موطن اس پر سب سے واضح دلیل ہے وگرنہ زواوہ کے موطن مغرب اقصیٰ طرابلس میں ہیں جو کتامہ کے موطن میں سے ہے اور ان کو کتامہ کی طرف منسوب کرتے ہیں زواوہ کے نام میں تھیف ہوئی ہے یعنی واؤ کے بعد ”زا“ لائی گئی ہے۔ بلاشبہ یہ زواوہ کے بھائی ہیں اس پر پڑھنے والے نے ”زا“ کو ”واؤ“ کے ساتھ پڑھنے میں غلطی کی ہے اور زواوہ کو زواوہ کے بھائی شمار کیا ہے پھر یہ تھیف سمکان کے نسب میں مسلسل چلی آئی۔ واللہ اعلم اور ان کا ذکر زواوہ اور ان کے بطون کے شمار کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

البرانس کے بطون میں سے ضہاجہ کے حالات اور انہیں بلاد مغرب اور اندلس میں جو حکومتیں

اور غلبہ حاصل تھا اس کا تذکرہ: یہ قبیلہ بربری قبائل میں سے بڑی تعداد والا قبیلہ ہے اور اس عہد میں اٹل غرب کی اکثریت انہی لوگوں کی ہے اور اس کے بعد بھی کوئی پہاڑی اور میدانی علاقہ ان کے بطون سے خالی نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ابتدائی بربریوں کا تیسرا حصہ ہیں اور انہیں ارتداد کرنے اور امراء کے خلاف خرچ کرنے میں ایک شان حاصل ہے جس کا کچھ تذکرہ بربریوں کے ذکر کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے اور اس جگہ بھی ہم اس کا کچھ ذکر کریں گے

اور ان کے نسب کا بیان یوں ہے کہ وہ ضہاج کی اولاد میں سے ہیں۔ جس کا نام ضناک ہے عربوں نے اس کو مغرب کیا تو الف اور نون کے درمیان ’’ہا‘‘ زائد کر کے اسے ضہاج بنا دیا اور بربری نسابوں کے نزدیک یہ البرانس کے بطون میں سے ہے جو برنس بن کی اولاد میں سے ہے اور ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ وہ کتامہ سب کے سب حمیر میں سے ہیں جیسا کہ پہلے کتامہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور طبری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ وہ ضہاج بن بربر بن صوکان بن منصور بن الغند بن افریش بن قیس سے ہیں اور بعض نسابوں کا خیال ہے کہ وہ ضہاج بن المیشلی بن المصور بن مصباح ابن محصاب بن مالک عامر بن حمیر الاصغر ہے جو سباء میں سے ہے اور ابن النحوی نے ان کے شاہی مورخین سے یہی نقل کیا ہے۔ حالانکہ وہ ایسا نہیں جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے واللہ اعلم اور بربریوں کے محقق نساب کہتے ہیں کہ وہ ضہاج بن عامیل بن زعزاع بن قیصتا بن سدور بن مولان بن مصلین بن میرین بن مکسلہ بن دقوس بن حلال بن شرو بن مصرایم بن حام ہے اور ان کے خیال میں جزول اللط اور مسکورہ ضہاج کے بھائی ہیں اور ان چاروں کی ماں بھکی ہے جس کی وجہ سے یہ مشہور ہیں اور وہ بنت بن زحیک بن مادغیس ہے اور اسے العرجاء بھی کہا جاتا ہے۔ پس قبائل میں سے یہ چاروں مسائل ماں جائے بھائی ہیں اور ضہاجہ کے بہت سے بطون ہیں جیسے بلکانہ، انجھ، سرطہ، امتوہ، مسوقہ، کدالہ، منذلمہ، بنو وارت اور بنو مہین۔

انجھ: اور انجھ کے بطون سے بنو مزوات، بنو تنگیب، فہمالہ اور ملوآتہ ہیں۔ بعض بربری نسابوں نے اپنی کتب میں اسے اسی طرح نقل کیا ہے اور دیگر بربری مورخین نے بیان کیا ہے کہ ان کے سترے بطون ہیں اور ابن کلبی اور طبری نے بیان کیا ہے کہ صحرا میں ان کے شہر چھ ماہ کی مسافت پر ہیں اور ضہاجی قبائل میں سب سے بڑا قبیلہ بلکانہ ہے اور انہی میں پہلا بادشاہ ہوا تھا اور ان کے موطن مغرب اوسط اور افریقہ کے درمیان واقع ہیں اور وہ شہری لوگ ہیں اور مسوقہ، امتوہ، کدالہ اور سرطہ کے موطن صحرا میں ہیں اور وہ دیہاتی لوگ ہیں اور انجھ کے بطون الگ ہیں اور وہ اکثر ضہاجہ کے بطون ہیں اور ضہاجہ کی حضرت علی بن ابی طالب سے دوستی ہے جیسے مغرادرہ کو حضرت عثمان بن عفان سے دوستی ہے مگر ہمیں اس دوستی کے سبب اور اصلیت کا پتہ نہیں اور اسلامی حکومت میں فاق میں ان کے مشاہیر میں درمون تھا جس نے اموی حکومت کے خاتمہ پر سفاح کے زمانے میں افریقہ پر حملہ کیا اور عبداللہ بن سکرد برلک اور عباد بن صادق جو حماد بن بلکین کے جرنیلوں میں سے تھا اور سلیمان بن مطعمان بن غیلان جو بادیس بن ملکین اور بنی حمدون کا امام تھا اور وہ حمدون بن سلیمان بن محمد بن علی بن علم تھا اور ان میں میمون بن جبل بھی تھا جو حضرت عثمان بن عفان کے غلام طارق فاتح اندلس کی بہن کا بیٹا تھا اور ضہاجہ میں دو طبقوں میں حکومت تھی پہلا طبقہ ملکانہ کا تھا جو افریقہ اور اندلس کے بادشاہ تھے اور دوسرا طبقہ ملشہین کے مسوقہ اور لمتونہ کا تھا جو مغرب کے بادشاہ تھے جنہیں مراطین کہتے تھے۔ ان سب کا ذکر آئندہ ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ اعلم۔

ضہاجہ کا پہلا طبقہ اور ان کی حکومت: اس طبقہ کے لوگ ملکان بن کرت کے بیٹے تھے اور ان کے موطن مسیلہ سے حمہ تک اور جزائر ملیویہ اور مللیانہ تک تھے جو زغبہ کے بنی یزید، حصین اور العطاف کے موطن میں سے ہیں اور اس عہد میں ثعالیہ کے موطن ہیں اور ان کے ساتھ ضہاجہ کے بہت سے بطون تھے اور وہاں پر ثنائان، انوغہ، بنو مرغہ، بنو جعد، ملکانہ، بطویہ، بنو

یغریٰ بنو خلیل کی اولاد تھی اور ماکہ کی بعض اولاد بجایہ کی جہات اور نواح میں تھی اور ان سب میں سے اکثریت مناد بن منتوش بن ضہاج الاصفہر کو حاصل تھی۔ جو ضاق بن واسحاق بن جرین بن یزید بن واسلی بن سمیل بن جعفر بن الیاس بن عثمان بن سکادین ملک بن کنت ابن ضہاج الاکبر ہے اور ابن النخوی نے اس کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے اور خیال کیا ہے کہ مناد بن منتوش افریقہ اور مغرب اوسط کی دونوں جانب کا بادشاہ تھا اور ابن عباس کی دعوت کا قائم کرنے والا اور غالبہ کی حکومت کی طرف رجوع کرنے والا تھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے زیری بن مناد نے اس کی حکومت کو قائم کیا۔ جو بربریوں کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا اور اس کے اور زنائی مغرادرہ کے درمیان جو مغرب اوسط کی جہت سے اس کے پڑوس میں رہتے تھے۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے طویل جنگوں کا سلسلہ جاری تھا اور جب افریقہ میں شیعہ کی حکومت منظم ہوئی تو یہ ان کے پاس جا کر حضرت علیؑ سے محبت کا اظہار کرنے لگا اور یہ ان کے عظیم ترین مددگاروں میں سے تھا اور ان کے ذریعے اس نے اپنے مغرادی دشمنوں پر تسلط پایا اور یہ ان کے خلاف اس کے مددگار تھے اس وجہ سے ان کے باقی ماندہ ایام حکومت میں مغرادرہ اور دیگر زنائہ شیعہوں سے منحرف ہو گئے اور اندلس کے مروانی بادشاہوں سے الگ ہو گئے اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے انہوں نے مغرب اقصیٰ اور مغرب اوسط میں اپنی دعوت کو قائم کیا اور جب ابویزید کا فتنہ اٹھا اور قیروان اور مہدیہ میں عبیدیوں کی حکومت قائم ہوئی اس وقت زیری بن مناد ابویزید کے اصحاب اور ان کی اور اولاد کو خوارج کے مقابلہ میں لے جا رہا تھا اور شریف عبیدیوں کی مدد کے لئے قیروان میں فوج اکٹھی کئے بیٹھا تھا جیسا کہ آپ کو آئندہ معلوم ہوگا اور اس نے واشین شہر میں جو دامن کوہ میں ہے قلعہ بند ہونے کے لئے اس کی حفاظت کی جسے اس عہد میں بصرہ کہتے ہیں جہاں پر حصن کے موطن ہیں اور منصور کے حکم سے بھی وہاں پر ایک قلعہ بنایا گیا ہے اور وہ مغرب کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے اس کے بعد اس کی حد بندی میں وسعت پیدا ہو گئی اور آبادی زیادہ ہو گئی ہے اور دور دور سے تاجر اور علماء وہاں آ گئے ہیں اور جب اسماعیل منصور نے ابویزید سے قلعہ کتامہ میں مقابلہ کیا تو زیری اپنی قوم اور اپنے ساتھ مل جانے والی بربری فوج کے ساتھ آیا اور اس نے دشمن پر غالب آ کر اسے بہت قتل یا زخمی کیا اور اسے فتح حاصل ہو گئی اور منصور نے اس سے دوستی کی یہاں تک کہ وہ مغرب سے واپس آ گیا اور اس نے اسے قیمتی تحفے دیئے اور اسے اپنی قوم پر سردار بنایا اور اسے اشیر شہر میں محلات، منازل اور حمام بنانے کی اجازت دی اور اُسے تاہرت اور اس کے مضافات کی حکومت دی پھر اس کے بیٹے بلکین نے اس کی حکومت سنبھالی اور اس کے عہد میں الجزائر شہر جو ساحل سمندر بنی مزعد کی طرف منسوب ہے اور شہر ملیانہ جو شلف کے مشرقی کنارے پر ہے اور شہر ملدو نہ بھی اُس کے کنٹرول میں تھے اور وہ ضہاجہ کلطن ہیں اور اس عہد میں یہ شہر مغرب اوسط کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہے اور زیری ہمیشہ ہی عبیدیوں کی دعوت کا ذمہ دار بن رہا اور مغرادرہ سے مقابلہ کرتا رہا اور ان میں مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اور جب جوہر الکاتب بعد المعز لدین اللہ کے زمانے میں مغرب اقصیٰ پر حملہ کرنے گیا۔ تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ زیری بن مناد کے ساتھ رہے پس وہ اس کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور اس نے اس کو مدد دی اور جب لیلیٰ بن محمد نفزی غالب آ گیا۔ تو زنائہ نے اس پر اس کی طرف مائل ہونے کا اتہام لگایا اور جب جوہر فاس آیا تو وہاں کا حاکم احمد بن بکر جذامی تھا۔ تو اس نے اس کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا اور زیری کو اس کے محاصرہ میں بڑی تکلیف ہوئی اور فاس اس کے ہاتھ پر فتح ہو گیا۔ ایک

رات وہ جاگتا رہا اور اس کی فحشیل پر چڑھ گیا اور اسے فتح حاصل ہو گئی اور جب زیری اور مغرادرہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری ہو گئی اور ان کے ساتھ حاکم مستنصر سے مل گئے اور انہوں نے مغرب اوسط میں مروانی دعوت کو قائم کیا اور محمد بن خیر بن محمد بن خزر نے اس کے لئے تیاری کی تو معد نے اس پر الزام لگایا کہ وہ اپنی قوم میں زیری کی سرداری کے لئے کام کر رہا ہے اور اس کے اہل وطن اکٹھے ہو گئے اور محمد بن خیر اور زناتہ نے بھی اس کے مقابلہ میں لوگوں کو اکٹھا کیا اور ہراول میں ان کی طرف اپنے بیٹے بلکین کو بھیجا اور اس نے ان کی تیاری مکمل کرنے سے قبل ہی ان کے ساتھ مقابلہ کیا پس ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور زناتہ اور مغرادرہ کا میدان خراب ہو گیا اور جب محمد بن خیر کو ہلاکت کا یقین ہو گیا اور اسے پتہ چل گیا کہ اسے فوج نے گھیر لیا ہے۔ تو اس نے اپنی تلوار پر اپنا بوجھ ڈال کر خودکشی کر لی اور زناتہ کی فوج منتشر ہو گئی اور انہیں بقیہ دن مسلسل شکست سے دوچار ہونا پڑا پس انہوں نے جنگ کی اور اس کی ہڈیاں زمانوں تک ان کے قتل ہونے کے مقامات پر عبرت کا سامان بنی رہیں اور ان کے خیال کے مطابق ان میں سے دس سے زیادہ امیر ہلاک ہو گئے اور زیری نے ان کے سروں کو قیروان میں المعز کے پاس بھیجا تو اُسے بہت خوشی ہوئی اور اس نے قیروان کے لئے مستنصر کی حکومت کی خواہش کی کیونکہ انہوں نے اس کی حکومت کو کمزور کر دیا تھا اور زیری اور ضہابہ مغرب کے جنگلوں میں بڑھتے گئے اور مسیلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی پر بھی اس کا غلبہ ہو گیا اور اس وجہ سے خلافت کے ہاں اس کا مقام بلند ہو گیا اور اس نے معد بن جعفر بن علی کو جب وہ قاہرہ جانے کا عزم کئے ہوئے تھا۔ مسیلہ سے افریقہ کی حکومت دینے کے لئے بلایا۔ تو اسے شکایتوں کی بنا پر گھبراہٹ پیدا ہوئی اور معد نے المعز کو اپنے بعض غلاموں کے ساتھ بھیجا اور جعفر کو اپنے متعلق خوف پیدا ہو گیا اور وہ مسیلہ سے بھاگ کر مغرادرہ کے ساتھ جا ملا تو انہوں نے اس کی حفاظت کی اور اس کے ہاتھ میں اپنی حکومت کی باگ دوڑ دے دی اور وہ ان میں حکم مستنصر کی دعوت دیتا رہا اور انہوں نے سب سے پہلے اس کی دعوت کو قبول کیا اور زیری نے ان کے مضبوط ہونے سے قبل ان سے گفتگو کی پس وہ انہیں جنگ کے لئے ساتھ لے گیا اور انہوں نے شدید جنگ کی اور زیری اور اس کے گھوڑے کبابہ کو شکست ہوئی اور اس کے اور اس کی حامی فوج کے مرجانے سے یہ شکست بڑی اہمیت اختیار کر گئی پس انہوں نے اس کے سر کو کاٹ کر اپنے امراء کے ایک وفد کے ساتھ حکم مستنصر کے پاس قرطبہ بھیجا یہ امر اس کے اطاعت گزار اور اس کی بیعت کی تاکید کرنے والے اور اپنی قوم کو اس کی مدد پر اکٹھا کرنے والے تھے اور ان کے وفد کا لیڈر یحییٰ تھا جو جعفر کا بھائی تھا اور زیری نے اپنی حکومت کے چھبیسویں سال ۳۵۰ھ میں فوت ہو گیا اور جب اس کی اطلاع اشیر میں اس کے بیٹے بلکین کو پہنچی تو وہ زناتہ پر حملہ آور ہوا اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی پس زناتہ کو شکست ہوئی اور بلکین نے اپنے باپ اور اپنی قوم کا بدلہ لے لیا اور اس نے اس کے بعد سلطان محمد سے رابطہ پیدا کر لیا اور اس نے اُسے اس کے باپ کی عملداری اشیر تیرت اور دیگر مضافات مغرب پر حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ مسیلہ الزاب اور جعفر کی باقی ماندہ عملداری بھی شامل کر دی پس وہ ناراض ہو گیا اور اس کی حکومت مضبوط اور وسیع ہو گئی اور اہل خصوص نے جو اس کے احزاب ہوارہ اور نفرہ سے تھے۔ بربروں میں خوب خوزری کی اور وہ زناتہ کی تلاش میں مغرب میں گھس گیا اور ان کے خون بہانے کے بعد واپس آیا سلطان نے اسے افریقہ کی حکومت پیش کی پس وہ ۳۵۰ھ میں آیا تو سلطان نے اس کی بہت عزت افزائی کی اور کتاہمہ نے اس سے حسد کیا پھر سلطان قاہرہ کی

طرف گیا اور اُسے اپنا جانشین بنایا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور یہ افریقہ میں آل زیری کی پہلی حکومت تھی واللہ اعلم۔

آل زیری بن مناد کی حکومت کے حالات جو افریقہ میں اس طبقہ کے عبیدی حکمران تھے اور انکی گردش احوال:
اور جب المغرب نے مشرق کی طرف کوچ کیا تو اس نے اپنے پیچھے رہنے والے ممالک اور عملداروں میں غور و فکر کیا اور اس بات پر بھی غور کیا کہ وہ افریقہ اور مغرب کی حکمرانی کس شخص کو دے تاکہ اُسے آسودگی اور مضبوطی حاصل ہو پس اُسے تشیع کی سچائی پر اعتماد ہوا اور حکومت کے سمجھنے میں بھی رسوخ قدم حاصل ہو پس اس نے بلکین بن زیری بن مناد کو جب اس کی حکومت کی نخواست اور مدد کے لئے زنا تہ کے ہاتھوں سے حکومت اور ان کے اموال چھین لئے تھے۔ حکمران مقرر کر دیا۔

بلکین بن زیری کی حکومت: پس اس بلکین بن زیری کے پیچھے آدی بھیجا اور وہ مغرب میں زنا تہ کی جنگوں میں مصروف تھا اور اس نے اسے اصبہلیہ کے سوا افریقہ کی حکومت دے دی۔ اصبہلیہ کی حکومت بنو ابوالحسین کلبی کے پاس تھی اور طرابلس کی حکومت عبداللہ بن مخلف کتانی کے پاس تھی اور اس نے بلکین کی بجائے اس کا نام یوسف رکھا اور اس کی کنیت ابوالفتح رکھی اور اسے سیف الدولہ کا لقب دیا اور اسے خلعت فاخرہ انعام میں دیں اور اسے جہازوں پر اپنے مقرنین میں سوار کروایا اور فوج اور مال میں اس کے حکم کو نافذ کیا اور اعمال میں اُسے دسترس دی اور اُسے تین وصیتیں کیں کہ وہ بربریوں سے تلوار نہ اٹھائے اور نہ صحرائی لوگوں سے ٹکس اٹھائے اور اس کے اہل بیت میں سے کسی کو پیٹھ نہ دے اور اس نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی بیماری کو ختم کرنے اور اموالوں کے تعلقات کو اس سے قطع کرنے کے لئے مغرب سے جنگ کا آغاز کرے گا اور وہ ۶۲ھ میں قاہرہ چلا گیا اور بلکین صفاقس کی نواح سے واپس آ گیا۔ پس قیردان میں نصر اس کے ساتھ اُتر اور اس کی حکومت سے قوت حاصل کی اور اس نے مغرب سے جنگ کا ارادہ کیا پس اس نے ضہاج کی فوج کے ساتھ اس سے جنگ کی اور اپنا خط پیچھے چھوڑ گیا اور مغرب کی طرف کوچ کر گیا اور مغرب اوسط کا حکمران ابن خزر اس کے آگے سبھلماسہ کی طرف بھاگ گیا اور اسے اہل تاہرت کی بغاوت اور اس کے عامل کے اخراج کی اطلاع ملی تو وہ تاہرت کی طرف گیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا پس اسے پتہ چلا کہ زنا تہ تلمسان میں جمع ہوئے ہیں۔ تو وہ ان کی طرف گیا تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے تلمسان میں آ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ وہاں کے رہنے والوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور وہ انہیں اُشیر لے گیا اور اُسے محد کا خط ملا جس میں اُسے مغرب میں آگے بڑھنے سے روک دیا گیا تھا پس وہ واپس آ گیا اور جب ۶۷ھ کا سال آیا تو بلکین نے خلیفہ زرار بن المعز سے خواہش کی کہ وہ طرابلس اور سرت بھی اس کی عملداری میں شامل کر دے اور اس کے پاس گیا تو اس نے اس کی بات مان لی اور ان مقامات کی حکومت اسے دے دی اور عبداللہ بن مخلف کتانی وہاں سے کوچ کر گیا اور اس سے پہلے ہی بلکین کو حکمران بنا دیا۔ پھر بلکین مغرب کی طرف چلا گیا اور زنا تہ اس کے آگے بھاگ گئے پس اس نے فاس سبھلماسہ اور سرزمین الہبط پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے بنو امیہ کے کارندوں کو نکال باہر کیا۔ پھر سبھلماسہ میں زنا تہ کی فوجوں نے جنگ کی اور وہ ان پڑا اور اس نے مغرادرہ کے امیر بن خزر کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس نے ان کے بادشاہوں کو اپنے آگے بنی لیلیٰ بن محمد نغزی اور بنو عطیہ بن عبداللہ بن خزر اور بنی فلفول بن خزر اور یحییٰ بن علی بن حمدون حاکم بصرہ کی طرح بنا دیا اور وہ سب کے سب اپنے باسیوں کے ساتھ جزیرہ خضراء کی طرف گیا اور اس نے اپنے نزدیک کی ملوک

زناتہ اور ان رؤساء کو جو خلفائے بنو امیہ کے پاس اندلس میں قریبہ جاتے تھے حکم دیا کہ وہ اطاعت اختیار کریں اور مسلمانوں کی سرحدوں سے ریاض کے بقیہ علاقے کو خلفاء کے انتظام میں اور ان میں سے سمندر کے مد سے بہت سی قوموں کی فوجیں اکٹھی ہو گئیں جو ان کے ساتھ مل گئی تھیں اور سمندر ان کو جعفر بن علی بن حمدون حاکم سیلہ کے محل میں سے گیا اور اسے بلکین کے جنگ کرنے پر مامور کیا اور اسے سو اوٹ بوجھ مال سے مدد دی پس ملوک زناتہ نے آپس میں معاہدہ کیا اور اس کے پاس اکٹھے ہو کر گئے اور سبتہ کے باہر ان پڑا اور جزیرہ سے منصور کی فوجوں کی مدد جلد ان کے پاس پہنچی اور قریب تھا کہ وہ اپنے زناقی دوستوں کی مدد کے لئے خبر الر کے راستوں سے سمندر میں گھس جائیں اور بلکین حیطہ پر پہنچ گیا اور اس کے پہاڑوں پر چڑھ گیا اور اس نے اپنی فوج سے راستے بند کر دیئے یہاں تک کہ اس نے سبتہ کے باہر ان کی فوجوں کو دیکھا تو دہل گیا اور اسے ان کے محفوظ رہنے کا یقین ہو گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اس نے سبتہ کو سمرنہ سے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ان کے پڑاؤ میں مسلسل مدد پہنچ رہی ہے تو اس نے کہا یہ ایک اثر دہا ہے جس نے ہماری طرف اپنے منہ کو کھول دیا ہے اور اس نے واپس جاتے وقت اپنے عقب پر حملہ کیا اور اس کا مقام اس کے پیچھے بہت دور تھا اور وہ بصرہ کی طرف واپس آ گیا اور اسے تباہ کر دیا اور یہ تک بن اندلس کا دار السلطنت تھا۔ جہاں پر ایک عظیم عمارت تھی پھر اس کے لئے برغواطی جہاد کا راستہ کھل گیا۔ تو وہ ان کی طرف چلا گیا اور ان سے جہاد کرنے میں مشغول ہو گیا اور ان کے بادشاہ عیسیٰ بن ابی الانصار کو قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور اس نے قیدیوں کو قیروان کی طرف بھیجا اور مغرب کے نواح سے بنو امیہ کی دعوت کا خاتمہ کر دیا اور زناتہ صحرا کی طرف بھاگ گئے یہاں تک کہ وہ ۳۷۷ھ میں اس طویل غارت گری سے واپس آتے ہوئے سبلماسہ اور تلمسان کے درمیان وارکش میں فوت ہو گیا۔

منصور بن بلکین کی حکومت اور جب بلکین فوت ہو گیا تو اس کے غلام ابو ذہبل نے اس کے بیٹے منصور کو اطلاع بھجوائی جو اشیر کا والی تھا اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا پس اس نے اس کے بعد ضہابہ کی حکومت سنبھالی اور ضراہ میں اتر اور اُسے عزیز بن زمر بن معد نے افریقہ اور مغرب کی حکومت سپرد کی اور وہ اپنے باپ کے طریقوں کا پابند تھا اور اس نے اپنے بھائی ابو البہار کو تاجرہ اور اس کے بھائی یطوف کو اشیر کا حکمران بنایا اور ۳۷۷ھ میں اُسے مغرب اقصیٰ کی طرف فوجوں کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے زناتہ کے ہاتھ سے واپس لے اور اُسے یہ خبر ملی کہ انہوں نے سبلماسہ اور فاس پر قبضہ کر لیا ہے پس زیری بن عطیہ مغترادی نے جس کا لقب قرطاس تھا اور وہ فاس کا امیر تھا اس سے جنگ کی پس اس نے اسے شکست دی اور اشیر کی طرف واپس آ گیا اور اس کے بعد منصور نے اُسے مغرب اور زناتہ کی جنگ سے دور کر دیا اور ابن عطیہ بن خزرون اور بدر بن لیلیٰ نے اس کا استقبال کیا جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے پھر بلکین رقادہ کی طرف گیا اور عبداللہ بن الکاتب کو جو اس کا اور اس کے باپ کا عامل تھا قیروان میں قتل کر دیا۔ کیونکہ اس کے متعلق شکایات تھیں پس وہ ۳۷۷ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ یوسف ابن محمد حاکم بنا اور اس نے متواتر اُسے لکھا تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور ان میں خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ مطبج ہو گئے اور اس نے اپنے کارندوں کو اس کی طرف بھیجا اور اپنے بھائی حماد کو اشیر کا حکم بنایا اور زناتہ کے ساتھ جنگ لہی ہو گئی اور ان میں سے سعید بن خزرون اس کے پاس آ گیا اور ہمیشہ ہی اس کا اطاعت گزار رہا یہاں تک کہ ۸۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا

بنیافللول بن سعید حکمران بنا اور ابوالبہار بن زیری ۹۷۷ھ میں بغاوت کی تو منصور نے اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے سامنے سے مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اہل تاہرت سے منصور کی مدد کی اور وہ ابوالبہار کے تعاقب میں گیا یہاں تک کہ اس کی فوج ختم ہو گئی پس اُسے واپسی کا مشورہ دیا گیا۔ تو وہ واپس آ گیا اور ابوالبہار نے ابو عامر حاکم اندلس کو مدد کے متعلق پیغام بھیجا اور اس بارے میں اپنے بیٹے کو گروہ رکھا پس اس نے فاس میں دعوت اموی کے نگران زیری بن عطیہ زناتی کو لکھا کہ اس کے ساتھ ایک دفعہ احسان کیا جائے پس زیری نے اس کی مدد کی اور مدت تک وہ متفق الرائے رہے اور بدر بن لیلیٰ نے ان دونوں سے جنگ کی پس ان دونوں نے اُسے شکست دی اور فاس اور اس کے ارد گرد کے مالک بن گئے پھر ۸۲۲ھ میں ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور ابوالبہار اپنی قوم کی طرف آ گیا اور ۸۲۲ھ میں منصور کے پاس قیردان میں گیا۔ تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور انعام و اکرام دیا اور اسے تاہرت کی حکمرانی دی۔ پھر ۸۵۵ھ میں منصور کی وفات ہو گئی۔

بادیس بن منصور کی حکومت: اور جب منصور فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے منصور نے سنبھالی اور اس نے اپنے چچا یطوفت کو تاہرت کی حکمرانی دی اور اپنی فوج کو اپنے دو بچوں یطوفت اور حماد کے ساتھ زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ پس وہ زناتہ سے شکست کھا کر ان کے آگے بھاگتے ہوئے اُشیر آ گئے اور ۸۹۹ھ میں وہ خود زیری بن عطیہ کے مقابلہ میں مغرب کی طرف واپسی پر گیا۔ پس بادیس نے اپنے بھائی یطوفت کو تاہرت اور اُشیر کا حکمران بنایا اور اس کے بچوں ملکس، زادی، حلال اور معتز اور عزم نے اس کی مخالفت کی اور انہوں نے یطوفت کی فوج کو لوٹ لیا اور ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور ابوالبہار ان کے کاموں سے بیزاری کرتے ہوئے پہنچا اور سلطان بادیس فللول بن سعید کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ہم بنی خزرون کے حالات میں بیان کریں گے اور اس نے اپنے حماد کو بنی زیری کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا اور بنو زیری نے فللول کے ساتھ تھ جوڑی کر لی پھر وہ حماد کی طرف واپس آئے۔ تو اس نے انہیں شکست دی اور ان میں سے ماکس کو الحمۃ الکلاب میں گرفتار کر لیا اور حسن اور بادیس کی اولاد کو قتل کر دیا جیسا کہ ابن حزم نے بیان کیا ہے اور انہیں جبل سنوہ میں لے گیا۔ پس حماد نے ان کے ساتھ کئی روز تک جنگ کی اور ان سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اندلس سے جنگ کرے گا۔ پس وہ ۹۱۷ھ میں عامر کے پاس چلے گئے اور زیری بن عطیہ مغرادی ماکس کی وفات کے نو دن بعد مر گیا اور بادیس اپنے چچا حماد کے پاس فللول کی جنگوں میں مدد طلب کرنے کے بعد واپس آیا۔ تو مغرب اس کی واپسی سے مضطرب ہو گیا اور زناتہ نے فساد برپا کیا اور راہ گیسروں کو نقصان پہنچایا اور مسیلہ اور اُشیر کا محاصرہ کر لیا پس بادیس نے اپنے چچا حماد کو ان کے مقابلہ میں بھیجا اور خود ۹۵۵ھ میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور حماد نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور زناتہ میں خوب خونریزی کی اور قلعہ شہر کی حد بندی کی پھر بادیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ بتجسس اور قسطیہ کی عملداری میں جائے اور نفاعیہ کے حالات معلوم کرے مگر اس نے انکار کیا اور اس کی مخالفت کی اور اس نے اس کی طرف اس کے بھائی بادیس کو بھیجا پس وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور بادیس نے ان پر چڑھائی کی پھر اس کی تلاش میں شلف کی طرف گیا اور کچھ فوج بھی اس کی طرف بھیجی اور بنو حنین اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس کی فوج میں اکٹھے ہو گئے اور ان کے امیر عطیہ بن داخلین اور بدر بن انعمان بن المعتز نے ان سے حسن سلوک کیا اور حماد نے داخلین کو قبول کر لیا پھر بادیس نہر واصل پر پہنچا اور حماد قلعہ کی طرف واپس آ

گیا اور بادلیں نے اس کا تعاقب کیا اور وہاں پر اس کا مقابلہ کیا اور ۴۰۶ھ میں اپنی چھاؤنی میں گیا اچانک فوت ہو گیا۔ حالانکہ وہ مصریہ میں اپنے اصحاب کے درمیان سویا ہوا تھا۔ پس وہ واپس چل پڑے اور انہوں نے بادلیں کو اس کی لکڑیوں پر اٹھالیا۔

المعز بن بادلیں کی حکومت: اور جب بادلیں کی وفات کی خبر پہنچی تو اس کے آٹھ سالہ بیٹے المعز کی بیعت کی گئی اور فوج نے پہنچ کر اس کی بیعت عامہ کی اور حماد، میلہ اور اشیر میں داخل ہو گیا اور جنگ کے لئے تیار ہو گیا اور باعانہ کا محاصرہ کر لیا۔ المعز کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس پر چڑھائی کی اور باعانہ کو چھوڑ گیا اور اس سے جنگ کی۔ پس حماد نے شکست کھائی اور اس کی فوج نے اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ اس کے حالات میں لکھا ہے کہ المعز نے اس کا بڑا استقبال کیا اور پیادہ پا چل کر اس کو سلام کہا اور اس کی مہمان نوازی کے لئے محلات کو مفروش کیا گیا اور اسے عظیم القدر انعامات دیئے اور افریقہ اور قیروان میں المعز کی حکومت مسلسل قائم رہی اور یہ بربری افریقیوں کی سب سے بڑی اور خوشحال حکومت تھی اور ابن الرقیق نے دلائم، ہدایا اور عطیات وغیرہ کے ایسے حالات لکھے ہیں جو ان کے بیان کئے گئے واقعات کی تصدیق کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ صندل کی ڈبیہ باعانہ کے گورنر نے سوانٹ کا بوجھ مال دے کر لی اور یہ کہ بادلیں نے فلفول بن مسعود ذاتی کوتیں اونٹ کا بوجھ مال دے کر لی اور ان کے بعض بڑے گھرانے عود ہندی کو سونے کی کیلوں کے بدلہ میں لیتے تھے اور یہ کہ بادلیں نے فلفول بن مسعود ذاتی کوتیں اونٹ کا بوجھ مال اور اسی تخت دیئے اور یہ کہ صفاس کی جانب بعض ساحلی عملداریوں کا عشر پچاس ہزار فقیر ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ اور اس کے اور زمانہ کے درمیان جنگیں برپا ہوتی تھیں اور ان سب میں اسے غلبہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اور المعز رافضہ کے مذہب سے منحرف اور سنی مذہب کا پیروکار تھا۔ پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے مذہب کا اعلان کیا اور رافضہ پر لعنت ڈالی۔ پھر ایک روز وہ اپنے گھوڑے کبابہ پر سوار ہو کر گیا۔ کہ جو بھی رافضہ میں سے ملے گا وہ اسے قتل کر دے گا پس اس نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے نام پر مدد مانگی اور عوام نے اس کی آواز کو سنا اور اس وقت انہوں نے شیعوں پر حملہ کر دیا اور انہیں بری طرح قتل کیا اور اس روز رافضہ کے داعی بھی قتل کر دیئے گئے جس کی وجہ سے قاہرہ کے خلفائے شیعہ غضبناک ہو گئے اور ان کے وزیر ابو القاسم جرجانی نے اس کو انتباہ کرتے ہوئے مخاطب کیا اور وہ اس کے خلفاء پر تعریض کرتے ہوئے اس سے گفتگو کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور ۴۲۰ھ میں مستنصر کے عہد میں جو ان کے خلفاء میں سے تھا ان کے لئے دُعا کرنا ختم ہو گیا اور اس نے اس کے جھنڈوں کو جلا دیا اور اس کا نام کپڑوں کے نقش و نگار اور سکوں سے مٹا دیا اور قائم بن قادر جو خلفائے بغداد میں سے تھا اس کے لئے دعا کی اور اس کے پاس قائم کا پیغام آیا اور اس کے داعی ابو الفضل بن عبد الواحد خیمی کے ساتھ اس کا دوستانہ خط بھی آیا پس مستنصر نے اسے پھینک دیا۔ یہ مغرب میں عبیدیوں کا خلیفہ تھا اور ان لوگوں میں تھا جو ہلاکوں میں سے قرامطہ کے ساتھ تھے اور وہ ریاچ زعیم اور اشیعہ تھے اور یہ کام اس کے وزیر ابو محمد الحسن بن علی الباروزی کی مشلاکت سے ہوا۔ جیسا کہ ہم نے عربوں کے افریقہ میں داخل ہونے کے حالات میں بیان کیا ہے اور انہوں نے شہروں میں آ کر راستوں اور بستیوں کو خراب کر دیا اور المعز نے ان کی طرف اپنی فوجوں کو بھیجا تو انہوں نے ان کو شکست دی پس وہ ان کے مقابلہ میں

جلدی سے گیا اور جبل حیدارن میں ان سے جنگ کی۔ تو انہوں نے اُسے بھی شکست دی اور اس نے قیروان میں پناہ لی۔ تو انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے ایذا دینے لگے اور شہروں میں ان کا فساد کرنا اور رعایا کو مجبور کرنا طویل ہو گیا۔ یہاں تک کہ افریقہ برباد ہو گیا اور المعز ۴۹ھ میں اپنے محافظ مونس بن یحییٰ الصری امیر ریاح کے ساتھ قیروان سے نکلا اور اس کی حفاظت میں اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد مہدیہ چلا گیا اور وہیں فروکش ہو گیا اور اس کا بیٹا تمیم بھی یہاں آیا ہوا تھا۔ پس اس کے ہاں مہمان اترے اور عربوں نے قیروان میں داخل ہو کر اُسے لوٹ لیا اور المعز نے مہدیہ میں قیام کیا اور ہلاکت شہروں میں پھیل گئی اور محمد بن منیل برغواطی صفاس شہر پر غالب آ گیا اور ۵۵ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور سوسہ نے مخالفت کی اور وہاں باشندے اپنے بارے میں مشورہ کرنے لگے اور تونس آخر کار ناصر بن علناس بن حماد حاکم قلعہ کی حکومت میں شامل ہو گیا اور اس نے ان پر عبدالحق بن خراسان کو والی مقرر کر دیا پس وہ اپنے آپ کو ولایت سے خاص کرنے لگا اور وہ اس کے اور اس کے بیٹوں کی ملکیت میں رہی اور موسیٰ بن یحییٰ قابس پر غالب آ گیا اور اس کا عامل المعز بن محمد ضہابی اس کی ولایت کی طرف آ گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم بھی آ گیا جیسا کہ اس کا ذکر آئندہ آئے گا اور تیسرے یہ کہ آل یدریس بادشاہ بنی اور بغاوت میں تقسیم ہو گئی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں المعز کی وفات کے بعد جو ۵۴ھ میں ہوئی بیان کریں گے۔

تمیم بن المعز کی حکومت: اور جب المعز فوت ہو گیا تو اس کی حکومت اس کے بیٹے تمیم نے سنبھالی اور عرب افریقہ میں اس پر غالب آ گئے اور اس کے پاس صرف فصیل کے اندر کا علاقہ تھا مگر وہ ان کے درمیان مخالفت پیدا کروا دیتا اور ایک کو دوسرے پر مسلط کروا دیتا تھا اور حمون بن ملیل برغواطی حاکم صفاس نے اس پر چڑھائی کی تو تمیم اس کے مقابلہ کے لئے نکلا اور عرب فتح ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے اور حمو اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی یہ ۵۵ھ کا واقعہ ہے وہ وہاں سے سوسہ چلا گیا اور اُسے فتح کر لیا پھر اس نے اپنی فوجوں کو تونس کی طرف بھیجا تو انہوں نے ابن خراسان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ تمیم کی اطاعت میں آ گیا پھر اس نے اپنی فوجوں کو قیروان کی طرف بھیجا وہاں پر المعز کی طرف سے قائد بن میمون ضہابی حاکم مقرر تھا پس اس نے تین دن قیام کیا پھر ہوا نے اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ پس تمیم نے اس کی طرف فوجوں کو بھیجا اور وہ ناصر کے ساتھ جا ملا اور قیروان نے اطاعت اختیار کر لی پھر وہ چھ دن کے بعد حمون بن ملیل برغواطی کی طرف صفاس واپس آیا اور اس کے لئے مہنی بن علی امیر زغبہ سے قیروان خرید لیا اور اس پر اور اس کے قلعے پر اُسے ۶۷ھ میں حاکم بنادیا اور اس دوران میں تمیم اور ناصر حاکم قلعہ کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں۔ جنہیں عربوں نے بڑھایا تھا جو ناصر کو اس قلعے میں بلاتے تھے اور بلاد افریقہ میں اس کی فوجوں کو پامال کرتے تھے اور بعض اوقات وہ افریقہ کے کسی شہر پر قبضہ بھی کر لیتا تھا۔ پھر وہ اس کے بعد اس کے گھر چلے جاتے یہاں تک کہ ۷۷ھ میں دونوں نے صلح کر لی اور تمیم نے اسے اپنی بیٹی دے کر اس سے رشتہ داری کی اور ۷۷ھ میں تمیم نے قابس پر حملہ کیا۔ جہاں پر ماضی بن ضہابی اپنے بھائی ابراہیم کے بعد والی تھا پس اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور پھر اسے چھوڑ دیا اور عربوں نے ۸۰ھ میں مہدیہ پر فوج کشی کے لئے بھیجا اور وہ وہاں پر تین سو کشتیوں اور تیس ہزار

جانبازوں کے ساتھ اترے اور اس پر اور زدیہ پر غالب آ گئے پس تمیم نے مہدیہ اور زدیہ کے لٹ جانے کے بعد انہیں ایک لاکھ دینار دے کر مہدیہ کو ان کے قبضہ سے چھڑا لیا اور اس کی طرف واپس آ گیا پھر ۸۹ھ میں قابس پر غالب آ گیا اور اسے اپنے بھائی عمر بن المعز سے چھین لیا جس کی اہل قابس نے قاص بن ابراہیم کی موت کے بعد بیعت کر لی تھی پھر اس کے بعد اس نے ۹۳ھ میں صفاس پر قبضہ کر لیا اور حمون ملیل وہاں سے نکل کر قابس آ گیا اور اسے لکی بن کامل الدہمانی نے پناہ دی یہاں تک کہ وہ وہیں پر مر گیا اور ریا ح نے زغبہ اور افریقہ پر ۶۷ھ کے قریب غلبہ پالیا اور اسے وہاں سے نکال دیا اور پانچویں مہدی میں بطون ریا ح میں سے اخضر نے باجہ شہر پر غلبہ پالیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد تمیم ۱۰۵ھ میں فوت ہو گیا۔

یحییٰ بن تمیم کی حکومت: اور جب تمیم بن المعروف فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا یحییٰ والی بنا اور اس کی حکومت کا آغاز امکیہ کی فتح سے ہوا اور اس پر ابن محفوظ باغی نے غلبہ حاصل کر لیا اور اہل صفاس بھی اس کے بیٹے ابو الفتوح کے باغی ہو گئے اور اس نے ان میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے ملک لطف جیلہ اور دوبارہ عبیدیوں کی اطاعت اختیار کر لی اور اسے پیغامات اور ہدایا پہنچنے لگے اور اس نے نصاریٰ اور بحری بیڑوں سے جنگ کرنے میں اپنے عزائم کو صرف کر دیا اور ان کے حصول میں حد درجہ کوشش کی اور فوجوں کو دارالحرب کی طرف لوٹا دیا یہاں تک کہ نصرانیوں نے اسے سمندر کے پیچھے یعنی بلاد افریقہ جنوہ اور سردانیہ سے جری کا لقب دیا اور اس بارے میں اس کے کارنامے بہت روشن ہیں اور وہ ۵۰۹ھ میں اچانک اپنے محل میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

اور جب یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا علی حکمران بنا اور ابو بکر ابی جابر فوج اور اپنے ہم پایہ عرب امراء کے ساتھ آیا اور ضہابی عسکری امراء میں سے محاض بن لقطہ الاجم سب سے بڑا تھا پس وہ سب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کی بیعت مکمل ہو گئی اور وہ تونس کے محاصرہ کے لئے گیا یہاں تک کہ احمد بن خریان نے اطاعت اختیار کر لی اور اس نے جبل اور سلاط کو فتح کیا اور وہ اپنی قوم کے گزشتہ امراء کے مقابلہ میں طاقتور تھا پس اس نے میمون بن زیاد صحری معادی کے ساتھ امراء عرب کی ایک فوج اس کی طرف بھیجی تو انہوں نے اسے فتح کر لیا اور وہاں کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور دستور کے مطابق مصر کے خلیفہ کا ایلچی پیغامات اور ہدایا کے ساتھ پہنچ گیا اور پھر ۱۱۵ھ میں وہ قاس میں رافع بن مکن کے محاصرہ کے لئے گیا اور اس کے لئے قبائل بادع نے جو بنی علی میں سے ہیں اور ریا ح کا ایک لطن میں اپنے نام لکھائے جیسا کہ ہم اسے رافع کے حالات میں بیان کریں گے پھر رجا حاکم صقلیہ کے درمیان محلات رجا میں جنگ چھڑ گئی اور رافع بن کامل اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس کی مدد کر رہا تھا جو علی بن یحییٰ نے بحری بیڑے سے کام لیا اور جنگ کی تیاری کرنے لگا اور ۱۱۵ھ میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

حسن بن علی کی حکومت: اور جب علی بن یحییٰ بن تمیم فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بارہ سالہ بیٹا نوخیز بچہ حسن بن علی حکمران بنا اور اس کے غلام صندل نے اس کی حکومت کی ذمہ داری سنبھالی پھر صندل فوت ہو گیا۔ تو اس کے غلام موفق نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی اور اس کے باپ نے رجا کے ساتھ خوف کے وقت مراسلت کی تھی جس میں اسے مرا بطین ملوک

مغرب سے ڈرایا گیا تھا کیونکہ ان کے درمیان مراسلت ہوتی رہتی تھی اتفاق سے احمد بن میمون جو مرابطین کے بحری بیڑے کا سالار تھا۔ اس نے صقلیہ سے جنگ کی اور اس میں سے ایک بستی کو فتح کر لیا اور اس کے باشندوں کو ۱۶ھ میں قیدی بنایا اور قتل کیا پس رجار کو شبہ نہ ہوا کہ یہ سب کیا دھرا حسن کا ہے۔ پس اس کے بحری بیڑے مہدیہ کی طرف آگئے اور ان کے سالار عبدالرحمن بن عبدالعزیز اور جرجی بن محامیل انطا کی تھے اور یہ جرجی نصرانی تھا جو مشرق سے ہجرت کر کے آیا تھا اور اس نے زبان سیکھی اور حساب میں ماہر ہوا اور شام میں انطا کیہ میں شائستگی حاصل کی پس تمیم نے اسے منتخب کر لیا اور وہ اس پر چھا گیا اور یحییٰ اس سے مشورہ کیا کرتا تھا پس جب تمیم فوت ہو گیا۔ تو جرجی نے رجار کے ساتھ ملنے کے لئے ایک حیلہ اختیار کیا اور اس کے ساتھ جاملہ اور اس کے ہاں صاحب مرتبہ ہوا اور اس نے اسے اپنے بحری بیڑے کا سالار مقرر کر دیا۔ پس جب وہ مہدیہ کے حصار سے عاجز ہو گیا۔ تو اس نے اسے محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا تو وہ تین سو کشتیوں میں گیا اور وہاں پر نصرانیوں کی بہت تعداد موجود تھی جن میں ایک ہزار سوار تھے اور حسن نے بھی ان کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کر لی تھی پس اس نے جزیرہ قوصہ کو فتح کر لیا اور مہدیہ کی طرف چلے اور ساحل پر اترے اور خیمے لگائے اور قصد ہائین اور جزیرہ املس پر قبضہ کر لیا اور ان میں بار بار جنگ ہوئی یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان پر غلبہ پالیا اور ان میں مسلسل خونریزی کرنے کے بعد صقلیہ واپس آ گئے اور محمد بن میمون جو مرابطین کا سالار تھا۔ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پہنچا اور اس نے صقلیہ کے نواح میں فساد مچا دیا اور رجار نے جنگ کو دوبارہ مہدیہ کی طرف لے جانے کا قصد کیا پھر حاکم بجایہ یحییٰ ابن عزیز کا بحری بیڑہ مہدیہ کے محاصرہ کے لئے پہنچ گیا اور اس کی فوجیں خشکی میں اپنے سالار مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کے ساتھ پہنچ گئیں پس حسن نے حاکم صقلیہ سے صلح کر لی اور یدونہ پہنچ گیا اور اس سے اس کے بحری بیڑے کی مدد طلب کی اور حسن نے رجار کے بحری بیڑے کی بھی مدد مانگی تو اس نے اُسے مدد دی اور مطرف اپنے علاقے کی طرف چلا گیا اور حسن مہدیہ پر قبضہ کئے ٹھہرا رہا اور رجار نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور پھر اس کے ساتھ جنگ کرنے لگا اور وہ مسلسل اس کی طرف غازیوں کو بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑے کا سالار جرجی بن فاسل ۵۴۳ھ میں مہدیہ پر غالب آ گیا اور اپنے بحری بیڑے کی تین سو کشتیوں میں وہاں پہنچا اور اس نے ان کی مدد کرنا چھوڑ دی۔ کیونکہ وہ اس کی مدد کو آئے تھے اور حسن کی فوج دادخواہی کے لئے محرز بن زیاد فادعی کے پاس گئی جو علی بن خراسان حاکم تونس کا ساتھی تھا۔ مگر اسے کوئی دادخواہ نہ ملا پس اسے مہدیہ سے نکال دیا گیا اور وہ وہاں سے چلتا بنا اور لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور دشمن نے شہر میں آ کر بغیر کسی رکاوٹ کے قبضہ کر لیا اور جرجی نے حمل کو اسی حالت میں پایا۔ جیسا کہ وہ تھا اور حسن نے اس سے ہلکی چیزوں کے سوا کوئی چیز نہ اٹھائی تھی اور شاہی ذخائر کو چھوڑ گیا تھا۔ پس اُس نے لوگوں کو امان دی اور انہیں اپنی حکومت کے ماتحت رکھا اور بھگوڑوں کو ان کی جگہوں پر واپس کیا اور بحری بیڑے کو صفائے کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسی طرح اس نے سوسہ اور طرابلس پر بھی قبضہ کر لیا اور حاکم صقلیہ رجار نے تمام ساحلی علاقوں پر قبضہ اور وہاں کے باشندوں پر جزیہ لگایا اور ان پر حکمران مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ عبدالمومن شیخ الموحدین ان کے ایام مہدی کے خلیفہ نے ان کو کفر کے قبضہ سے چھڑایا اور مہدیہ پر نصاریٰ کے قبضہ کے بعد حسن بن یحییٰ ریاحی عربوں اور ان کے سردار محرز بن زیاد دفاعی حاکم قلعہ سے جاملہ لیکن وہاں اس نے کوئی مددگار نہ پایا اور اس

نے حافظ عبد المجید کے پاس مصر آنا چاہا تو جرجی نے اسے تیار کیا تو اس نے مغرب کی طرف کوچ کیا اور بونہ چلا آیا اور وہاں پر حارث بن منصور اور اس کا بھائی عزیز رہتے تھے۔ پھر وہ قسطنطیہ چلا گیا۔ وہاں پر سبع بن العزیز رہتا تھا جو حاکم بجایہ یحییٰ کا بھائی تھا۔ پس اس نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ کوئی اُسے الجزائر پہنچا دے اور وہ ابن العزیز کا مہمان بنا تو اس نے اس کی بہت اچھی مہمان نوازی کی اور اس کے پڑوس میں رہا یہاں تک کہ موحدین نے مغرب اور اندلس پر قبضہ کرنے کے بعد ۵۴۷ھ میں الجزائر کو فتح کیا تو وہ عبد المؤمن کے پاس چلا گیا اور وہ اسے نہایت عزت کے ساتھ ملا اور اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور اسے اپنی پہلی جنگ میں افریقہ اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر ۵۵۷ھ میں دوسری جنگ میں بھی لے گیا۔ پس اس نے مہدیہ سے جنگ کی اور کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس نے اسے ۵۵۷ھ میں فتح کر لیا اور حسن کو وہاں پر آباد کیا اور اسے ولایت کی جاگیر دی اور وہ وہاں پر آٹھ سال مقیم رہا پھر یوسف بن عبد المؤمن نے اسے بلا لیا تو وہ اپنے اہل کے ساتھ مراکش چلا گیا اور بابر لہو کے رستہ میں تامنا میں ۵۶۲ھ میں فوت ہو گیا۔ واللہ وارث الارض و من علیہا و هو خیر الوارثین و رب الخلاق اجمعین۔

باب: ۱۹

بنو خراسان

یعنی ضہاجہ کے حالات

ضہاجہ بنو خراسان جنہوں نے عربوں کے ذریعے ان کے
اضطراب کے وقت تونس میں آل بادیس پر حملہ کیا نیز ان
کی حکومت کے آغاز اور احوال گردش اور انجام

یاد رہے کہ جب عربوں کو قیروان پر غلبہ حاصل ہو گیا اور المعز نے اسلام قبول کر لیا اور مہدیہ کی طرف گیا تو افریقہ
میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور عربوں نے علاقوں اور عملداروں کو تقسیم کر لیا اور بہت سے علاقوں مثلاً اہل سوسہ صفاقس
اور قابس نے ملوک آل بادیس کی ماتحتی سے انکار کر دیا اور اہل افریقہ کے عوام ملوک قلعہ بنی حماد کی طرف چلے گئے جیسا کہ
پہلے بیان ہو چکا اور تونس المعز کی حکومت سے منقطع ہو گیا اور اس کے سردار ناصر بن علناس کے پاس گئے تو اس نے ان پر
عبدالحق بن عبدالعزیز بن خراسان کو حاکم بنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل تونس میں سے تھا مگر زیادہ واضح بات یہ ہے کہ وہ قبائل
ضہاجہ میں سے تھا۔ پس اس نے ان کی حکومت کو سنبھالا اور انہیں ان کی حکومت میں شامل کیا اور ان کے پاس گیا اور ان سے
حسن سلوک کیا اور مضافات کے عربوں سے ان کی ضرر رسانی کو روکنے کے لئے مقررہ ٹیکس پر صلح کی اور تمیم مہدیہ سے
۵۵ھ میں اپنی فوج کے ساتھ مغرب گیا اور اس کے ساتھ یحییٰ بن علی امیر زعبہ بھی تھا پس اس نے چار ماہ تک تونس کا محاصرہ
کئے رکھا یہاں تک کہ ابن خراسان نے اس سے صلح کر لی اور اس کی اطاعت بھی اختیار کر لی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اور
اس کے بیٹے احمد بن عبدالعزیز نے اپنے چچا اسماعیل بن عبدالحق سے بڑھ کر اپنے منصب اور ابو بکر سے قربت کے لحاظ سے
اس کی حکومت کو سنبھالا پس وہ اپنی جان کے خوف کے مارے وہاں ٹھہرا ہوا اور احمد سرداروں کی سیرت سے خروج کر کے تخلق
کی طرف گیا اور اس نے انہیں خوب دبایا اور وہ بنی خراسان کے مشاہیر و ساء میں سے تھا پس اس نے چھٹی صدی کے آغاز

میں تونس کو اپنے ساتھ خاص کر لیا اور اس کا کنٹرول کیا اور اس کی فضیلیں بنائیں اور رستوں کی اصلاح کے لئے عربوں کو کام پر لگایا پس اس کی حالت درست ہو گئی اور اس نے بنی خراساب کے محل بنائے اور وہ علماء کا ہم نشین اور ان کا محبوب تھا اور علی بن یحییٰ بن عزیز بن تمیم نے ۵۱۵ھ میں اس سے مقابلہ کیا اور اس پر تنگی کر دی اور اپنی غرض کی تکمیل کے لئے اس کو ہٹایا پس وہ اس سے ہٹ گیا پھر حاکم بجایہ عزیز بن منصور کی فوجوں نے اس سے مقابلہ کیا تو وہ ۵۱۶ھ میں اس کی اطاعت میں واپس آ گیا اور وہ مسلسل تونس کا والی رہا۔ یہاں تک ۵۲۲ھ میں مطرف بن علی بن حمدون جو یحییٰ بن عزیز کا سالار تھا بجایہ سے فوجوں کے ساتھ افریقہ گیا اور اس کے عام شہروں پر قبضہ کر لیا اور تونس پر غالب آ کر وہاں کے والی احمد بن عبدالعزیز کو نکال دیا اور اسے اہل و عیال سمیت بجایہ لے آیا اور عزت افزائی کے طور پر ابن منصور کو جو یحییٰ ابن عزیز کا چچا تھا تونس کا حاکم بنایا اور وہ مرنے تک وہاں کا والی رہا اور اس کے بعد اس کا بھائی ابو الفتح مرنے تک وہاں کا حکمران رہا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران بنا تو اس کے بعد اس کا کردار خراب ہو گیا اور اسے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ اس کا چچا محمد بن منصور حکمران بنا یہاں تک کہ ۵۳۳ھ میں مہدیہ اور اس کے سواہل پر جو سوسہ اور صفاس اور طرابلس کے درمیان میں نصاریٰ کا غلبہ ہو گیا اور وہ صقلیہ کے حکمران کے ماتحت ہو گئے اور حسن بن علی کو نکال دیا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے پس اہل تونس تیاری اور احتیاط میں لگ گئے اور اس بارے میں انہوں نے اپنے والی پر اعتماد کیا اور ان کے باغی منتشر ہو گئے اور بعض دفعہ انہوں نے اس پر حملہ بھی کیا اور عبیدہ کو اس کے دیکھتے دیکھتے قتل کر دیا اور اس کے خواص کے متعلق اس زیادتی کی پس اس کا بھائی یحییٰ بجایہ سے گیا اور بحری بیڑے میں سوار ہو گیا اور عزیز بن دمال کو جو ضہاجہ کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا۔ اپنا نائب بنا کر چھوڑ گیا اور وہ ان کے درمیان قیام پذیر رہا اور وہ اس پر حملے کر رہے اور معلقہ میں ان کے پڑوس میں محرز بن زیاد امیر بن علی تھا جو بطون ریاح میں تھا اور اس نے معلقہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے اور اہل تونس کے درمیان جنگ برابر ہتی تھی اور دونوں کے درمیان رن پڑتا تھا اور محرز اہل تونس کے خلاف حاکم مہدیہ کی فوجوں سے مدد لیتا تھا یہاں تک کہ مہدیہ پر فتح حاصل ہو گئی اور ان کے درمیان بلد میں جنگ چھڑ گئی اور اہل باب سویقہ اور اہل باب جزیرہ کے درمیان رن پڑا اور یہ اپنے امور میں قاضی عبدالمعین بن امام ابو الحسن کی طرف رجوع کرتے تھے اور جب عبدالؤمن بجایہ اور قسطنطینہ پر غالب آیا۔ تو وہ عرب تھے پس وہ مراکش کی طرف لوٹ آیا۔ تو عربوں نے جو کچھ افریقیوں سے سلوک روا رکھا تھا اس کی شکایات افریقی رعایا کی طرف سے اس کے پاس پہنچیں تو اس نے موحدین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے عبداللہ کو بجایہ سے افریقہ کی طرف بھیجا تو اس نے ۵۵۲ھ میں تونس سے جنگ کی اور وہ محفوظ ہو گئے اور محرز بن زیاد اور اس کی عرب قوم ان کے ساتھ داخل ہو گئے اور ان کی فوج اکٹھی ہو گئی اور وہ موحدین کے مقابلہ میں نکلے اور ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں تونس سے بھگا دیا اور اس دوران میں ان کا امیر عبداللہ بن خراسان ہلاک ہو گیا اور اس کی جگہ علی بن احمد بن عبدالعزیز پانچ ماہ تک امیر بنا اور عبدالؤمن نے تونس پر چڑھائی کی اور وہ اس کا امیر تھا۔ پس وہ اس کی اطاعت میں آ گئے جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں بیان کریں گے اور علی بن احمد بن خراسان اپنے اہل و عیال کے ساتھ مراکش چلا گیا اور ۵۵۲ھ میں راستے ہی میں فوت ہو گیا اور محرز بن زیاد معلقہ سے الگ ہو گیا اور اس کی قوم اس کے پاس اکٹھی ہو گئی اور عربوں نے موحدین کی مدافعت کی اور وہ قیروان میں اکٹھے ہو گئے اور

عبدالؤمن کو اپنی جنگ سے مغرب کی طرف واپسی پر اطلاع ملی تو اس نے ان کی طرف فوج بھیجی اور انہیں قیروان میں آلیا پس وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کیا اور قیدی بنایا اور ان کے امیر محرز بن زیاد کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے قتل کر کے قیروان میں اس کے اعضاء کو صلیب دیا گیا۔ واللہ یحکم ما یشاء لا معقب لحکم و هو علی کل شیء قدید^ط

ملوک قفصہ بنی الرند کے حالات جنہوں نے قیروان میں آل بادیس کی حکومت کی مضبوطی اور عربوں کی جنگ میں ان کے اضطراب کے وقت بغاوت کی نیز ان کی

حکومت کے آغاز اور احوال کا انجام

اور جب عربوں نے افریقہ پر غلبہ پالیا اور ضہاجی حکومت کا نظام کمزور پڑ گیا اور المعز قیروان سے مہدیہ کی طرف چلا گیا۔ تو قفصہ میں ضہاجہ کا ایک عامل عبداللہ بن محمد بن الرند تھا اور اس کا اصل حرمہ تھا جو بنی صدغیان سے تھا اور ابن خیل بن مرین میں سے جو مغرادیہ میں سے ہیں اور ان کا مسکن جوینسین نقرادیہ میں تھا پس اس نے قفصہ کا کنٹرول کیا اور اس سے فساد کے ضرر کو دور کیا اور عربوں سے خراج پر صلح کی پس راستے درست ہو گئے اور حالات ٹھیک ہو گئے پھر اس نے اپنی خاص حکومت قائم کر لی اور ۳۵ھ میں حکم کی بجا آوری کو اپنے گلے سے اتار دیا اور مسلسل اسی حالت پر قائم رہا اور توڑ قفصہ، سوس، الحامہ، نفرزادہ اور قسطنطینہ کے بقیہ مضافات نے اس کی بیعت کر لی پس اس کی حکومت اور سلطنت مضبوط ہو گئی اور شعراء اور قصیدہ گوہ اس کے پاس آنے لگے اور وہ اہل دین کی تعظیم کرنے والا تھا یہاں تک کہ ۶۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا المعز حاکم بنا جس کی کنیت ابو عمر تھی اور لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پس اس نے امور کا کنٹرول کیا اور اموال کو اکٹھا کیا اور لوگوں سے نیک سلوک کیا اور نمودہ، جبل ہوارہ اور دیگر بلاد قطعیہ اور اس کے مضافات پر غالب آ گیا اور نابینا ہونے سے اس کی سیرت اچھی رہی اور اس کی زندگی ہی میں اس کا بیٹا تمیم فوت ہو گیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ بن تمیم کے لئے وصیت کی اور اس نے حکومت سنبھالی اور وہ مسلسل اچھے حالات رہے یہاں تک کہ ۵۴ھ میں عبدالؤمن نے ان سے جنگ کی اور ان کو حکومت کرنے سے روک دیا اور انہیں بجایہ لے گیا۔ پس وہاں پر المعز نے ۵۵ھ میں ۱۱۴ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور عبدالؤمن نے قفصہ پر نعمان بن عبدالحق المختانی کو حاکم بنایا۔ پھر اس نے سلان بمیون اچانا، لکسنہی کے ذریعہ اُسے معزول کر دیا پھر اُسے عمران بن موسیٰ ضہاجی کے ذریعے معزول کر دیا۔ پس انہوں نے علی بن عبدالعزیز بن المعز کو تلاش کرنے کے لئے آدی بھیجے اور وہ ایک درزی کا کام کرتا تھا۔ وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے موحدین کے عامل عمران بن موسیٰ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور انہوں نے علی بن عبدالعزیز کو امیر بنایا پس اس نے اپنی حکومت کا انتظام کیا اور رعیت کی نگرانی کی اور یوسف بن عبدالؤمن نے ۶۳ھ میں اُسے اس کے بھائی سید ابو زکریا سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر کے اسے تنگ کر دیا اور اُسے پکڑ لیا اور اُسے اس کے اہل و عیال سمیت مراکش بھیج دیا اور اسے سلاشہر میں اشغال کا افسر مقرر کیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور بنی الرند کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

ہلال بن جامع کے حالات جو ضہاجہ کے عہد میں قابس کے امراء تھے اور افریقہ میں

عربوں کی جنگ کے وقت تمیم کو جو وہاں پر حکومت و سلطنت حاصل تھی اس کا بیان

اور جب عرب افریقہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے المعز کو الصواحي پر غالب کر دیا اور قیروان میں اس کا مقابلہ کیا اور قاس میں المعز بن محمد اور لمویہ ضہاجی والی تھے اور اس کا بھائی ابراہیم اور ماضی قیروان میں المعز کی فوجوں کے سالار تھے۔ پس اس نے ان دونوں کو معزول کر دیا اور وہ ناراض ہو کر مونس بن یحییٰ کے ساتھ جا ملے اور یہ پہلا شخص تھا جس نے عربوں پر کنٹرول کیا۔ پھر ان میں سے ابراہیم کے مرنے تک اس کے ساتھ رہا اور اس کی جگہ اس کا بھائی ماضی حکمران بنا جو بہت بدکردار تھا۔ پس اہل قابس نے اسے قتل کر دیا اور یہ واقعہ تمیم بن المعز کے عہد میں ہوا اور انہوں نے سلطان کے بھائی عمر کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ عربوں کی اطاعت قبول کر لے۔ پس امیر منافشہ بکر بن کامل بن جامع نے جو دھمان میں سے تھا اور جو بنی علی میں سے رباح کا ایک بطن ہے۔ اس کی حکمرانی سنبھال لی اور مثنیٰ بن تمیم اپنے باپ سے الگ ہو کر اس کے ساتھ جا ملا تو اس نے اسے جواب دیا اور اس کے ساتھ مہدیہ جا کر جنگ کی یہاں تک کہ وہ اسے سر نہ کر سکا اور وہ اس کی مختلف قسم کی بری باتوں سے آگاہ ہو گیا اور مہدیہ کو چھوڑ گیا اور قابس کی قبولیت اور اپنی قوم میں دھمان کی امارت میں اسی حال میں رہا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت کو رافع نے سنبھالا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور یہ وہی شخص ہے جس کی حکومت کے کارناموں میں سے حجر عر وسین کی حد بندی کرنا بھی ہے اور اس کا نام اس عہد تک اس کی دیواروں پر لکھا ہوا ہے اور جب علی بن یحییٰ نصاریٰ کے بحری بیڑے کا سالار بنا اور پھر ذوی قباہل عرب اور بحری بیڑوں کا سالار بنا اور ۳۱۱ھ میں اس نے قابس پر چڑھائی کی اور ابن ابی العلت نے کہا کہ قباہل عرب میں سے پانچ میں سے تین حکومتیں کرنے والے سعید محمد اور لمہ ہیں اور پانچ میں سے چوتھے اکابر بنی مقدم ہیں۔ پس اس نے فص قیروان میں انہیں امان دی اور رافع قیروان کی طرف بھاگ گیا اور اس کے اہل نے اس کا انکار کیا۔ پھر دھمان کے شیوخ نے اس کی بات نہ مانی اور انہوں نے علاقوں کو تقسیم کر لیا اور قیروان کو رافع کے لئے معین کیا اور اسے قوت دی اور علی بن یحییٰ نے اپنی فوجوں اور عرب مدونہ کو قیروان میں رافع کے مقابلہ میں بھیجا اور وہ ان سے جنگ کرنے کو نکلا اور رافع کے پیروکاروں کے ساتھ جنگ کو جاتے ہوئے راستے میں فوت ہو گیا اور پھر میمون بن زیاد صحریٰ نے رافع بن مکن کو سلطان سے صلح کرنے پر آمادہ کیا اور وہ ان کے درمیان اصلاح کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ پس اس نے صلح کر لی اور ان کے درمیان جنگ ختم ہو گئی اور رشید بن کامل نے قابس کو سنبھال لیا۔ ابن الجبل کہتا ہے کہ اسی نے قصر عر وسین کا نقشہ بنایا اور رشیدی سکھ چلایا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن رشید حاکم بنا اور اس پر اس کے غلام یوسف کا بہت اثر تھا پھر محمد اپنے بعض سرداروں کے ساتھ باہر گیا اور اپنے بیٹے کو یوسف کے پاس چھوڑ گیا۔ پس یوسف نے اسے باہر نکال دیا تو وہ رجار کی اطاعت میں چلا گیا اور اہل قابس نے اس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اُسے ان سے دور کر دیا پس وہ اپنے بھائی کے پاس چلا گیا اور اس کا بھائی عیسیٰ بن رشید اُسے ملا تو اس نے اُسے سب حالات بتائے تو رجار نے اس وجہ سے ان کا کئی ایام تک محاصرہ کئے رکھا اور بنی جامع میں سے آخری بادشاہ اس کا بھائی مدافع بن رشید بن کامل تھا

اور جب عبدالمؤمن، مہدیہ صفاس اور طرابلس پر غالب آیا تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک فوج کے ساتھ قابس کی طرف بھیجا تو مدافع بن رشید قابس سے بھاگ گیا اور اُسے موحدین کے سپرد کر گیا اور طرابلس کے عربوں سے جاملتا تو انہوں نے اُسے دو سال پناہ دی پھر یہ قابس میں عبدالمؤمن کے ساتھ آ ملا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور بنی جامع سے موانست کرنے والوں کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ وحده۔

طرابلس میں رافع بن مکن مطروح کے حملہ اور صفاس میں نصاریٰ پر العرامی کے حملہ کے حالات اور ان اخراج اور بنی بادلیس کے آخر میں اپنے ملک کی حکومت کو اپنے لئے مختص کر لینے کا بیان

اور طرابلس پر صقلیہ کا حاکم رجاء (خدا کی لعنت اس پر) اپنے سالار جرجی بن مختائیل انطاکی کے ذریعے ۵۴۰ھ میں غالب آ گیا اور اس نے مسلمانوں کو وہاں باقی رہنے دیا اور ان پر حاکم مقرر کیا اور وہ نصاریٰ کی حکومت میں کچھ عرصہ رہے پھر ابویحییٰ بن مطروح جو شہر کے رؤساء میں سے تھا شہر کے سرداروں اور رؤساء کے ساتھ گیا اور ان کو نصاریٰ پر حملہ کرنے میں شامل کر دیا پس وہ بھی اکٹھے ہو گئے اور ان پر حملہ کر دیا اور انہیں آگ سے جلادیا اور جب عبدالمؤمن مہدیہ پہنچا اور اسے ۵۵۵ھ میں فتح کیا تو ابویحییٰ بن مطروح اور اہل طرابلس کے سرگردہ لوگ اس کے پاس گئے تو اس نے ان کی بہت عزت افزائی کی اور اس نے ابن مطروح مذکور کو امیر بنایا اور انہیں ان کے شہر کو واپس کر دیا پس یہ بڑھاپے تک ان کا امیر رہا اور یوسف بن عبدالمؤمن کے بعد عاجز ہو گیا اور حج کرنے کا تقاضا کیا تو سید ابو زیری بن ابی حفص محمد بن عبدالمؤمن عامل تونس نے اُسے حج کو بھیج دیا پس اس نے ۸۶ھ میں سمندر میں سفر کیا اور سکندریہ میں ٹھہر گیا اور صفاس کے والی بنی بادلیس کے ایام میں ضہاجہ میں سے تھے۔ یہاں تک کہ المعز بن بادلیس نے اس پر اپنے پروردہ منصور برغواطی کو حاکم بنایا اور وہ بڑا دلیر شہسوار تھا پس اُسے افریقہ پر عربوں کے غلبہ کے ایام میں بغاوت کرنے اور المعز کے مہدیہ کی طرف خروج کی سوجھی تو اس کے عمراد جو بن ملیل برغواطی نے اس پر حملہ کر دیا اور اُسے دھوکے سے حمام میں قتل کر دیا تو اس کے عرب حلیف غضبناک ہو گئے اور انہوں نے حموکا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے ان کے لئے اتنا مال خرچ کیا کہ وہ اس سے راضی ہو گئے اور حمون ملیل صفاس کا مخصوص حکمران بن گیا اور جب المعز فوت ہو گیا۔ تو اُسے مہدیہ پر غلبہ حاصل کرنے کی سوجھی تو اس نے اپنی عرب فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور تمیم نے اس کا مقابلہ کیا تو حمود اس کے اصحاب ۵۵۵ھ میں شکست کھا گئے پھر اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو صفاس کے محاصرہ کے لئے بھیجا تو اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہاں سے چلا گیا اور تمیم بن المعز نے ۹۳ھ میں اس پر چڑھائی کی اور اس پر غالب آ گیا اور حمون بن کامل امیر قابس کے پاس گیا تو اس نے اُسے پناہ دی اور صفاس تمیم کی ملکیت میں آ گیا اور اس کا بیٹا اس کا والی بنا اور جب نصاریٰ مہدیہ پر غالب آئے اور رجاء کے سالار

جرجی بن میخائیل نے ۴۳ھ میں اس پر قبضہ کیا تو اس کے بعد انہوں نے صفاس پر غلبہ پایا تو وہاں کے رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا اور عمر بن ابی الحسن القربانی کو اس کے مقام کی وجہ سے ان کا گورنر مقرر کیا اور اس کے باپ ابوالحسن کو قیدی بنا کر صقلیہ لے آئے اور افریقہ کے سواحل میں سے جس جس جگہ پر رجار نے قبضہ کیا وہاں پر اس کا یہی طریق تھا۔ کہ وہ ان کو زندہ رکھتا تھا اور ان میں سے کئی کو ان پر عامل مقرر کر دیتا تھا اور ان میں عدل و انصاف کرتا تھا۔ پس عمر بن ابوالحسن اپنے اہل شہر کا ان کا عامل بنا رہا اور اس کا باپ ان کے پاس تھا پھر صفاس میں رہنے والے نصاریٰ نے مسلمانوں پر دست درازی شروع کر دی اور انہیں تکلیف پہنچائی اور ابوالحسن کو صقلیہ میں اپنی جگہ پر یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے بیٹے عمر کو لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس فرصت سے فائدہ اٹھائے اور مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرے۔ پس عمر نے ان کے ساتھ ۵۵ھ میں ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا اور نصاریٰ نے اس کے باپ ابوالحسن کو قتل کر دیا اور اس وجہ سے باقی ماندہ سواحل نے بھی ان کے خلاف بغاوت کر دی اور جب عبدالمؤمن نے رجار کے ہاتھوں سے مہدیہ کو حاصل کیا تو عمر اس کے پاس پہنچا اور اسے اپنی اطاعت کا یقین دلایا تو اس نے اسے صفاس کا امیر بنا دیا اور وہ ہمیشہ اس کا والی رہا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبد الرحمن والی بنا یہاں تک کہ یحییٰ بن عانیہ غالب آ گیا تو اس نے اسے حج کرنے کی رغبت دلائی پس اُس نے اسے بھجوا دیا اور وہ واپس نہ آیا۔

افریقہ میں عربوں کی جنگ کے اضطراب کے وقت ضہاجہ پر حملہ کے حالات اور موحدین کا اُن

کے اثرات کو ختم کرنا: جب ابورجائلی نے عربوں کی جنگ کو بھڑکایا اور المعز کو قیروان سے مہدیہ کی طرف لے گیا اور ان پر غالب آ گیا تو اس کے ساتھ بدکاروں کی ایک جماعت آملی اور وہ جبل شعیب میں قلعہ قرینہ میں ٹھہرا ہوا تھا اور بنزرت کی جہت میں دو فریق رہتے تھے۔ جن میں سے ایک لُحْجی تھا اور وہ الورد کی قوم تھی اور وہ پراگندہ طور پر باقی رہے اور ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ تو انہوں نے الورد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کے معاملے کو سنبھالے پس وہ ان کے شہر میں پہنچا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اسے قلعہ بنزرت میں داخل کر دیا اور اسے اپنا امیر بنالیا تو اس نے عربوں سے ان کی نگہداشت کی اور انہیں ان کے نواح سے دور کر دیا اور بنو مقدم اشج میں سے تھے اور دھمان ریاہ کے ایک بطن سے تھا اور یہ لوگ ان کے مضامات پر غالب تھے۔ پس اس نے ان سے خراج پر صلح کی اور ان کے ضرر کو ان سے دور کیا اور ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے اپنا نام امیر رکھا اور کارخانوں اور عمارات کو مضبوط کیا اور سدون کی آبادی زیادہ ہو گئی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے طراد نے سنبھالا اور وہ بڑا بہادر تھا اور عرب اس سے خوف کھاتے تھے۔ وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن طراد حاکم بنا اور اس کے بھائی مقرن نے ایک ماہ حکمرانی کرنے کے بعد اسے مسابہہ میں قتل کر دیا اور بنزرت کی حکومت سنبھال لی اور اپنا نام امیر رکھا اور عربوں سے اپنے دارالخلافہ کو بچایا اور جوانوں سے حسن سلوک کیا اور اس کی حکومت بہت بڑی ہو گئی اور شعراء نے اس کا قصد کیا اور اس کی مدح کی تو اس نے انہیں انعامات دیئے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبد العزیز نے دس سال حکومت کی اور اپنے باپ دادا کے طریقوں پر چلا پھر اس کے بعد اس کا بھائی موسیٰ ان کے طریقوں کے مطابق چار سال چلا پھر اس کے بعد ان دونوں کا بھائی عیسیٰ حکمران بنا اور ان کے نقش قدم پر چلا اور جب اس نے عبد اللہ بن عبد المؤمن سے تونس میں مقابلہ کیا۔ تو وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا اور راستے میں اس کے پاس

سے گزرا تو اس نے اس کی مہمان نوازی میں بڑی جدوجہد کی اور اس کی اطاعت میں لگ گیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اس کے شہر کا نگران بنا دے تو اس نے اس کی خواہش کو پورا کر دیا اور ان پر ابوالحسن الہرغی کو حاکم بنا دیا اور جب عبدالمومن ۵۴ھ میں افریقہ آیا تو اس نے اس کی رعایت کی اور اُسے جاگیر دی اور وہ اس کے ماتحت لوگوں میں شامل ہو گیا اور زمرہ کے قلعہ میں بدوکس بن علی ضہاجی منصور کے دوستوں میں سے تھا جو بجایہ اور قلعہ کا حاکم تھا۔ اس نے اسے مضبوط کیا تھا اور اس کے معاملہ کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ عزیزان جنگوں کے دوران میں جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئیں اس پر بدل گیا۔ جن میں اس نے اپنی طرف جرأت کو اور سلطان کی طرف عجز کو منسوب کیا تو اُسے اپنے متعلق اس سے خوف پیدا ہو گیا اور بجایہ چلا گیا۔ تو اس کے شیخ محمود بن زلال الرفعی نے اس کی عزت افزائی کی اور اُسے پناہ دی اور محمود کے پاس اہل درغہ نے جو اس کی عملداری میں تھے اس کی شکایت کی اور یہ قبائل بربر میں سے زاشمہ کے دو مختلف قبیلے تھے اور وہ دونوں اولاد لاحق اور اولاد مدنی تھے۔ پس اس نے عدد سکس بن ابی علی کو تحقیق احوال کے لئے بھیجا اور وہ قلعہ میں ان کے پاس رہا۔ پھر اس نے بعض بدکاروں کو طلب کیا جو قلعہ کے نواح میں رہتے تھے اور اس نے انہیں بھی قلعہ میں ان کے ساتھ اتارا اور انہیں چن لیا اور اولاد مدنی کی مدد کی اور ان کو اولاد لاحق پر غالب کیا اور انہیں قلعہ سے نکال دیا اور خود وہاں پر ترجیح دینے لگا اور ہر جانب سے لوگوں نے اس کا قصد کیا یہاں تک کہ اس کے پاس پانچ سو شہسوار جمع ہو گئے اور اس نے ان کے نواح میں خونریزی کی اور بززت میں بنی الورد سے اور بن علل سے طبریہ میں جنگ کی اور محمد بن سباع امیر بنی سعید کو قتل کر دیا اور قلعہ لوگوں سے بھر دیا تو اس نے اس کے لئے شہر پناہ بنائی اور عزیز نے بجائی سے اپنی فوج کو اس کی طرف بھجوایا پس اس نے فوج کے سالار سے مقابلہ کیا اور اُسے قتل کر دیا اور اس کا نام غیلاص تھا اور ایک مدت کے بعد یہ فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے منیع نے سنبھالا اور بنو سباع اور سعید نے اپنے بھائی محمد کا بدلہ لینے کے لئے اس کا مقابلہ کیا اور محاصرہ کو لمبا کیا اور اس کے حالات خراب ہو گئے تو انہوں نے قلعہ میں اس پر حملہ کر دیا وہ اور اس کے اہل و عیال لڑائی میں قتل و قید ہو گئے۔

اور اسی طرح طبریہ میں مدافع بن علل قیسی ان کا ایک سردار تھا پس جب عربوں کے دخول کے وقت افریقہ میں اضطراب پیدا ہوا تو وہ طبریہ میں محفوظ ہو گیا اور اس کے قلعے کو مضبوط کیا اور اپنے بیٹوں اور عزمادوں اور اپنی جماعت کے ساتھ وہاں پر مخصوص حاکم بن بیٹھا۔ یہاں تک کہ بحرین میں وادی حروہ میں الریاحین کے مقابل ابن بیزون نحمی نے اس پر حملہ کر دیا اور ان کے درمیان طویل عرصہ جنگ رہی اور قہرون بن مخوس نے منزل وحمون میں ایک قلعہ بنایا اور اُسے مضبوط کیا اور مختلف قبائل سے فوج اکٹھی کی یہ اس وقت کی بات ہے جب اہل تونس نے اُسے نکال دیا اور عوام نے اسے اپنا حاکم بنالیا پھر انہوں نے اس کی بدکرداری کی وجہ سے اُسے اپنی ولایت سے ہٹا دیا۔ پس وہ ملک سے نکل گیا اور دحمون میں اترا اور خود قلعہ کو محراب دار بنایا اور بار بار تونس پر غارت گری کی اور اس کی جہات میں فساد برپا کیا۔ تو انہوں نے محرز بن زیاد سے کہا کہ وہ اس کے خلاف ان کی مدد کرے تو اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی اطلاع طبریہ کے حاکم ابن علل کو پہنچی تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے داماد سے ملایا اور اُسے قلعہ غنوش میں لے آیا اور انہیں نے فساد برپا کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد ان دونوں کے بیٹوں نے ان کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمومن ۵۴ھ میں افریقہ پہنچا اور اس نے افریقہ کی جانب

تاریخ ابن خلدون سے فساد کا خاتمہ کر دیا۔

اور اسی طرح منزل رقطون میں جوزغوان کے صوبہ میں ہے حماد بن حنیفہ نجی کا حال ابن علال ابن غنوش اور ابن بیزون کی طرح تھا اور اس کے بیٹوں نے بھی اسی طرح اس کی جانشینی کی یہاں تک کہ عبدالمومن نے اس کا بھی خاتمہ کر دیا اور عماد بن نصر اللہ کلاعی قلعہ شغضباریہ میں تھا اور اس کے پاس مختلف قبائل کی ایک فوج آگئی پہل یہ واقعہ اس وقت ہوا جب عوام نے اُسے اپنا والی بنایا اور اہل تونس نے اُسے نکال دیا اور اس کی بدکرداری کی وجہ سے انہوں نے اُسے ولایت سے ہٹا دیا اور وہ ملک سے نکل گیا اور دھون میں اتر اور الحنایا کے ساتھ اپنے لئے ایک قلعہ بنایا اور تونس پر بار بار غارت گری کی اور اس جہات پر فساد برپا کیا پس انہوں نے محرز سے کہا کہ وہ اس کے خلاف اُن کی مدد کرے تو اس نے ان کی مدد کی اور حاکم ابن علال کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس سے رشتہ کر لیا اور اسے اپنے ملک کے قلعہ غنوش میں لے آیا اور فساد کرنے میں دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور ان کے بعد دونوں کے بیٹے ان کے جانشین بنے یہاں تک کہ ۵۴۵ھ میں عبدالمومن افریقہ پہنچا اور اس نے فساد کا خاتمہ کیا۔

اور شیخ الارلیس ابن قلبہ نے جو عرب تھا اس سے مدد مانگی پس اس نے ان پر چڑھائی کی اور انہیں ارلیس سے نکال دیا اور ان پر مالی ٹیکس عائد کیا جو وہ اُسے اس کے مرنے تک ادا کرتے رہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا حاکم بنا اور وہ بھی اس کے طریقوں پر چلا یہاں تک کہ وہ ۵۵۴ھ میں عبدالمومن کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ واللہ مالک الملک لا رب غیرہ سبحانہ۔

قلعہ میں آل حماد کی حکومت کے حالات جو ضہا جی بادشاہوں میں سے عبیدیوں کی خلافت کے داعی تھے اور موحدین کی حکومت کے خاتمہ کے وقت افریقہ اور

مغرب اوسط میں انہیں جو حکومت و سلطنت حاصل تھی اس کا بیان

یہ حکومت آل زیری کی حکومت کی ایک شاخ ہے اور منصور بلکین نے اپنے بھائی حماد کو آشیر اور مسیلہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور وہ اپنے بھائی بطوفت اور چچا ابوالہبار کے ساتھ اس کی حکومت کو باری باری لیتا تھا۔ پھر اس نے ۸۵ھ میں بادیس کے زمانے میں اپنے بھائی منصور سے الگ حکومت قائم کر لی اور اسے ۹۵ھ میں مغرب اوسط میں زناتہ کے ساتھ جو مغرادرہ اور بنی یفرن میں سے تھے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا اور اس کے ساتھ یہ شرط کی کہ وہ اُسے آشیر مغرب اوسط اور ہر وہ شہر جسے وہ فتح کرے گا۔ اس کی ولایت میں دے گا اور یہ کہ وہ اس سے مقدم نہیں ہوگا۔ پس اس جنگ میں اس کی تکلیف بڑھ گئی اور اس نے زناتہ میں خوب خونریزی کی اور اسے ان پر کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے ۹۸ھ میں جبل کتامہ میں قلعہ شہر کا نقشہ بنایا اور وہ جبل عجیسہ ہے اور اس عہد میں وہاں پر ہلای عربوں میں عیاض کے قبائل رہتے ہیں اور وہ اہل مسیلہ اور اہل حمزہ کو بھی یہاں

لے آیا اور ان دونوں شہروں کو تباہ کر دیا اور مغرب سے جرادہ کو بھی لا کر یہاں آباد کیا اور اس کی تعمیر مکمل ہو گئی اور چوتھی صدی کے سر پر اسے شہر بنادیا اور اس کی بنیادوں اور فضیلوں کو مضبوط کیا اور اس میں بکثرت مساجد اور سرائیں بنوائیں پس وہ آبادی اور تمدن میں خوب بڑھ گیا اور طالبانِ علوم اور ماہرین فنون نے حرفہ اور صنعت کے بازاروں کو چلانے کے لئے 'سرحدوں' قاصیہ اور دُر دُر کے شہروں سے اس کی طرف کوچ کیا اور بادلیس کے زمانے میں ہمیشہ ہی حماد الزاب اور مغرب اوسط کا امیر اور زناتہ کی جنگوں کا منتظم رہا اور اُشیر اور قلعہ میں اس کی آمد ملک زناتہ اور ان کی صحرائی قوم کو جو تلمسان اور تاہرت کے مضافات میں رہتی تھی ناراض کرنے کے لئے تھی اور بنو زیری نے بادلیس کے خلاف اپنے خروج کے وقت ۳۹۰ھ میں اس سے جنگ کی اور وہ راوی، ماسکن اور ان دونوں کے بھائی تھے۔ پس ماسکن اور اس کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے اور اس نے راوی اور اس کے بھائیوں کو جبل سنوہ کی طرف لے جانے پر مجبور کر دیا اور وہ سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے پھر بادلیس کے خواص اور عجمیوں اور قرابتداروں نے حماد کے اس مقام اور مرتبہ پر حسد کیا جو اسے بادلیس کے ہاں حاصل تھا یہاں تک کہ دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور بادلیس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تجھست اور قیطنہ کی عملداری اپنے بیٹے المعز کے سپرد کر دے پس حماد نے انکار کیا اور بادلیس کی دعوت کی مخالفت کی اور رافضہ کو قتل کیا اور سنت کا اظہار کیا اور شیخین سے رضامندی ظاہر کی اور عبیدیوں کی اطاعت کو کلیۃً چھوڑ دیا اور آل عباس کی دعوت دینے لگا یہ واقعہ ۴۰۵ھ کا ہے اور اس نے باجہ پر چڑھائی کی اور بزو شمشیر اس میں داخل ہو گیا اور اہل تونس کے ساتھ مشارقہ اور رلقصہ کے خلاف سازش کی پس انہوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ پس بادلیس نے اس سے اعلان جنگ کر دیا اور اس نے قیروان سے اپنی فوجوں کو منظم کیا اور حماد کے اکثر اصحاب جیسے بنی ابی دالیل اور زناتہ میں سے اصحاب معرہ اور بنی حسن جو ضہاجہ کے بڑے آدمی ہیں اور زناتہ سے بنی یطوفت اور بنی عمر اس سے الگ ہو گئے اور حماد بھاگ گیا اور بادلیس نے اُشیر پر قبضہ کر لیا اور حماد شلف میں بنی دالیل سے جا ملا اور بادلیس اس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ اس نے مواطین اتر کر السرسو کا محاصرہ کر لیا جو زناتہ کے بلاد میں سے ہے اور عطیہ بن دعلجن اپنی قوم کے ساتھ جو بنی تو جین میں سے ہے۔ اس کے پاس آیا کیونکہ حماد نے اس کے باپ کو قتل کیا ہوا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا عمراد بدر بن لقمان بھی آیا جو المعز میں سے تھا پس بادلیس نے ان دونوں سے رابطہ کیا اور حماد کے خلاف ان دونوں سے مدد طلب کی پھر بادلیس وادی شلف میں اس کی طرف گیا اور اس سے جنگ کی اور اس کے پڑاؤ کے عام آدمی اس کے پاس آ گئے۔ پس اس نے شکست کھائی اور جلدی سے قلعہ کی طرف چل دیا اور بادلیس اس کے پیچھے تھا یہاں تک کہ اس نے اتر کر مسیلہ کا محاصرہ کر لیا اور حماد قلعہ میں داخل ہو گیا اور بادلیس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہ اچانک دیکھتے دیکھتے اپنے اصحاب کے درمیان سونے کی حالت میں اس محاصرے میں اپنے پڑاؤ میں ۴۰۶ھ کے آخر میں فوت ہو گیا اور ضہاجہ نے اس کے آٹھ سالہ بیٹے المعز کی بیعت کر لی اور انہوں نے اُشیر سے جنگ کی اور کرامت بن منصور کو انہیں روکنے کے لئے بھیجا مگر وہ انہیں روک نہ سکے اور حماد نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ بادلیس کو اس کی لکڑیوں پر اٹھا کر قیروان میں اس کے مدفن میں لے آئے اور المعز کی مکمل بیعت کر لی اور اس نے قفصہ کی جانب حماد پر چڑھائی کی اور حماد ڈر گیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے قائد کو اس کے اور المعز کے درمیان صلح کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ ۴۰۸ھ میں جلیل القدر تحائف کے ساتھ قیروان گیا اور اس

نے المعز سے صلح کا جو مطالبہ کیا اس نے اسے پورا کر دیا اور وہ اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور ۴۱۹ھ میں حماد فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے قائد نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور وہ بڑا گرم مزاج تھا۔ پس اس کے بھائی یوسف نے اسے مغرب پر اور ریعلان کو حمزہ پر حاکم منتخب کیا۔ حمزہ ایک شہر ہے جس کا حمزہ بن ادریس نے احاطہ کیا تھا اور ۳۰ھ میں حمامہ بن زیری بن عطیہ شاہ فاس سے جو مغراد میں سے تھا۔ اس پر چڑھائی کی تو قائد بھی اس کے مقابلہ میں نکلا اور زمانہ میں اموال تقسیم کئے اور حمامہ نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا تو اس نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور فاس واپس آ گیا اور ۳۴ھ میں المعز نے قیروان سے اس پر چڑھائی کی اور طویل مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر قائد نے اس سے صلح کر لی اور اشر کی طرف واپس آ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اسے چھوڑ کر واپس آ گیا اور جب قائد سے المعز ناراض ہوا تو وہ عبیدیوں کی اطاعت کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے اُسے شرف الدولہ کا لقب دیا اور وہ ۴۶ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محسن حکمران بنا اور وہ بڑا سرکش تھا اور اس کے چچا یوسف نے اس کے خلاف خروج کیا اور مغرب چلا گیا اور حماد کی باقی ماندہ اولاد کو قتل کر دیا اور محسن نے اس کی تلاش میں بلکین کو بھیجا جو محمد بن حماد کا عمز اد تھا اور عربوں میں سے خلیفہ بن کبیر اور عطیہ الشریف کو اس کے ساتھ کر دیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ راستے میں بلکین کو قتل کر دیں پس انہوں نے یہ بات بلکین کو بتادی اور سب نے محسن کے قتل کا معاہدہ کر لیا اور وہ ان سے چوکنہا ہو گیا اور قلعہ کی طرف بھاگ گیا اور انہوں نے اُسے پکڑ لیا تو بلکین نے اسے اس کی ولایت کے نوے مہینے میں قتل کر دیا اور ۴۳ھ میں اُس نے حکومت سنبھال لی اور وہ بڑا شجاع سردار دانا اور خونریز تھا اور محسن کا وزیر جس نے اس کے قتل کی ذمہ داری لی تھی قتل ہو گیا اور اس دور حکومت میں جعفر بن ابی رماز مقدم بصرہ میں قتل ہو گیا کیونکہ اسے اس کی عہد شکنی کا پتہ چل گیا تھا پس اس کے بعد اس نے اہل بصرہ سے معاہدہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے پھر اس کا بھائی مقاتل بن محمد فوت ہو گیا اور اس پر اس کی بیوی نامیرت بنت علناس بن حماد نے اتہام لگایا۔ تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس بات نے اس کے بھائی ناصر کو غضبناک کر دیا اور اس نے شب خون مارنے کی ٹھان لی اور بلکین بکثرت مغرب کی طرف جنگوں کے لئے جایا کرتا تھا اور خبر ملی کہ یوسف بن تاشفین اور مرابطین نے المصاہدہ پر غلبہ حاصل کر لیا ہے پس وہ ۵۴ھ میں ان پر حملہ کرنے گیا۔ تو مرابطین صحرا کی طرف بھاگ گئے اور بلکین دیا مغرب میں گھس گیا اور فاس میں اترا اور وہاں کے اکابر اور اشراف کو اطاعت کی شرط پر اٹھالایا اور واپسی پر قلعہ کی طرف لوٹ آیا تو اس کے عم زاد ناصر نے اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کی صہابی قوم نے بھی اس کی مدد کی کیونکہ انہیں دور دور جا کر جنگیں کرنے اور دشمن کے علاقے میں جانے کی وجہ سے مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی۔ پس اس نے اُسے ۵۵ھ میں تسالہ میں قتل کر دیا اور اس کے بعد خود حکومت سنبھال لی اور ابو بکر بن ابی الفتوح کو وزیر بنایا اور مغرب کی امارت اپنے بھائی کو دی اور اسے یلیسا میں اتارا اور حمزہ کی امارت اپنے بھائی ورمان کو دی اور مختار کی امارت اپنے بھائی خنز کو دی اور المعز نے اس کی فصول کو گرا دیا تھا پس ناصر نے اس کو درست کر دیا اور قسطنطین کی امارت اپنے بھائی ملیاز کو اور الجزائر اور سوس الا حاج کی امارت اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اشر کی امارت اپنے بیٹے یوسف کو دی اور حمون ملیل برغواطی نے صفاتس سے اُسے اپنی اطاعت کے متعلق لکھا اور اس کی طرف تحائف بھیجے اور اہل قسطنطین بھی یحییٰ بن واطاس کی سرکردگی میں اس کے پاس

آئے اور اپنی اطاعت کا اعلان کیا اور اس نے انہیں بہت انعام و اکرام دیا اور ان کو ان کی جگہوں کی طرف واپس کر دیا اور ان کی امارت یوسف بن خلوف ضہاجی کو دی اور اسی طرح اہل تونس اور اہل قیروان بھی اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور جب سے بلکین قتل ہو گیا تھا اہل سکر نے جعفر بن ابی زمازکی سرکردگی میں آل حماد کی اطاعت کو چھوڑ دیا تھا اور انہوں نے اپنے شہر کی حکومت اپنے لئے مخصوص کر لی تھی اور بنو جعفران کے سردار تھے پس ناصر نے ان کی طرف خلف بن حیدرہ کو بھیجا جو اس کا وزیر تھا اور اس سے پہلے بلکین کا وزیر تھا پس اس نے ان سے مقابلہ کیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا اور بنی جعفر کو روڈ سا کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ کی طرف لے آیا اور ناصر نے انہیں قتل کیا اور صلیب دیا۔ پھر ضہاجہ کے لوگوں کی شکایات پر خلف بن حیدرہ کو بھی قتل کر دیا اور جب اسے بلکین کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے اپنے بھائی معمر کو امارت دینی چاہی اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا تو ناصر نے اُسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ احمد بن جعفر ابن خلع کو امیر بنایا پھر ناصر مغرب کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے نکلا تو علی بن رکان نے ان کے بادشاہ تافر بوسست دار پر حملہ کر دیا اور یہ بلکین کے قتل کے موقع پر اپنے عجیبہ بھائیوں کی طرف بھاگ گیا تھا اور انہوں نے رات کو وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا پس ناصر، میلہ سے واپس آیا اور ان کو جلد سزا دی اور وہ شرمندہ ہوئے اور ان پر بزور غالب آ گیا اور علی بن رکان کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا، پھر ہلائی عربوں کے درمیان جنگیں برپا ہوئیں اور انھیں کے آدی رباح کے خلاف اس کے پاس داد خواہی کرتے ہوئے گئے تو وہ اپنی ضہاجی اور زناتی فوجوں کے ساتھ ان کی مدد کو گیا یہاں تک اریس اتر اور اس کے باعث ایک دوسرے سے لڑ پڑے زناتہ نے ابن المعز بن زیری بن علیہ کی دسیسہ کاری اور حمیم ابن المعز کی انگیزت پر اسے اور اس کی قوم کو شکست دی پس ناصر نے شکست کھائی اور انہوں نے اس کے ہتھیار لوٹ لئے اور اس کا بھائی قاسم اور اس کا کاتب قتل ہو گئے اور وہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بھاگ آیا۔ شکست خوردہ قوم کے ساتھ قلعہ چلا گیا اور اس کی فوج ابھی کاس بھی نہ پہنچی تھی اور اس نے اپنے وزیر ابن ابی الفتوح کو اصلاح احوال کے لئے بھیجا۔ پس ان کے اور اس کے درمیان صلح ہو گئی اور ناصر نے اس کی تکمیل کر دی پھر اس کے پاس تمیم کا ایلچی پہنچا اور اس کے پاس وزیر ابن ابی الفتوح کی شکایت کی کہ وہ تمیم کی طرف مائل ہے۔ پس اس نے اُسے اوندھا کر کے قتل کر دیا اور مستنصر بن خزرون زناتی، مغارہ اور ترکوں کی جنگ کے ایام میں مصر گیا اور طرابلس پہنچا تو اس نے وہاں دیکھا کہ بنی عدی کو انج اور زغبہ نے افریقہ سے نکال دیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے پس اس نے انہیں بلاد مغرب میں رغبت دلائی اور ان کو ساتھ لے گیا۔ یہاں تک کہ میلہ اتر اور یہ لوگ اشیر میں داخل ہو گئے اور ناصر اس سے مقابلہ میں نکلا تو وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا۔ پھر واپس آ گیا اور خرابی اور فساد کرنے کی جانب واپس آ گیا پس ناصر نے اس سے صلح کے متعلق مراسلت کی تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی اور اسے الزاب اور ریفہ کے نواح میں جا گیر دی اور عروس بن ہندی رئیس بسکرہ کو اس کے عہد کی طرف اشارہ کیا اور اس کی حکومت کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ اس سے فریب کرے پس مستنصر بسکرہ گیا اور عروس بن ہندی اور احمد اس کی مہمان نوازی کو اس کے پاس آئے اور اس نے مستنصر کی محویت اور کھانے کی حاجت پوری کرنے کے وقت اپنے نوکر کو اشارہ کیا۔ تو انہوں نے اسے نیزہ مارنے میں جلدی کی اور اس کے پیروکار بھاگ گئے اور انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے ناصر کے پاس بھیج دیا۔ جسے اس نے بجایہ میں نصیب

کر دیا اور اس کے اعضاء کو قلعہ میں صلیب دیا اور دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا اور زانات کے بہت سے رو سا قتل ہو گئے پس مغرادرہ میں سے ابوالفتوح بن حوش امیر بنی تخلص جس کے بلاد مہدیہ اور مرہ میں ضہاجہ کے بطون سے قبیلے آباد تھے اور شہر کا نام بھی انہی کے نام پر رکھا گیا تھا اسی طرح ان میں سے معصر بن حماد بھی قتل ہو گیا۔ جو شلف کی طرف رہتا تھا پس اس نے عامل ملیانہ پر چڑھائی کی اور مغرادرہ میں سے بنی درسیفان کے شیوخ بھی قتل ہو گئے پس سلطان نے ان سے خط و کتابت کی کیونکہ وہ عربوں کے معاملہ میں مصروفیت کی وجہ سے ان سے غافل تھا پس انہوں نے معصر پر چڑھائی کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو ناصر کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے معصر کے سر کے ساتھ نصب کر دیا اور اہل الزاب نے اسے اطلاع بھیجی کہ عمر اور مغرادرہ نے اپنے ملک کے برخلاف ایچ کی مدد کی ہے تو اس نے اپنے بیٹے منصور کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اس نے منصور بن خریون کے شہر وعلان میں اتر کر اسے تباہ کر دیا اور اپنی فوج اور دستوں کو دارا کلا شہر کی طرف بھیجا اور غنائم اور قیدی لے کر واپس لوٹا اور اسے اطلاع ملی کہ زانات میں سے بنی توجین نے عربوں میں سے بنی عدی کی فساد کرنے اور ڈاکے ڈالنے میں مدد کی ہے اس وقت ان کا امیر مناد بن عبد اللہ تھا پس اس نے اپنے بیٹے منصور کو ان کی طرف فوج دے کر بھیجا اور اس نے بنی توجین کے امیر اور اس کے بھائی زیری اور ان کے چچا اغلب اور حمامہ کو گرفتار کر لیا اور اس نے انہیں بلا کر ڈانٹا اور انہیں قابو کر لیا اور وہ ان پر اولاد قاسم سے جو بنی عبدالواد کے رؤساء میں پناہ لینے کے معاملہ میں غالب آ گیا اور ان سب کو مخالفت کی وجہ سے قتل کر دیا اور ۶۰ھ میں اس نے جبل بجایہ کو فتح کیا اور وہاں پر بربر یوں کے کچھ قبیلے تھے جو اس نام سے موسوم تھے۔ مگر ان کی زبان میں کاف کو کاف نہیں بولتے بلکہ یہ جیم اور کاف کے درمیان درمیان ہوتا ہے اور اس عہد میں ضہاجہ کے کچھ قبیلے متفرق ہو کر آتے تھے پس جب اس نے اس جبل کو فتح کیا تو اس میں ایک شہر کا نقشہ بنایا اور اس کا نام ناصر یہ رکھا اور لوگ اسے بجایہ کہتے ہیں اور وہاں پر اس نے قصرہ اللؤلؤہ بنایا جو دنیا کے عجیب و غریب محلات میں سے تھا اور وہ وہاں پر لوگوں کو لایا اور وہاں کے باشندوں کا ٹیکس سا قط کر دیا اور ۷۱ھ میں خود وہاں منتقل ہو گیا اور ناصر کے ایام میں ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اسے بنی بادیس کی حکومت پر برتری حاصل ہو گئی اور مہدیہ میں ان کے بھائی تھے اور جب زمانے نے انہیں ہلائی عربوں کے فتنہ سے دوچار کیا تو ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر بکثرت حملے ہونے لگے اور ارباب حکومت میں سے لوگ ان سے جھگڑا کرنے لگے تو ناصر کے ایام میں آل حماد کو عزت مل گئی اور ان کی حکومت کی شان بڑھ گئی پس اس نے خوبصورت اور عجیب و غریب عمارات بنوائیں اور بڑے بڑے شہروں کو مضبوط کیا اور مغرب کی طرف جنگ کے لئے گیا اور ان کے علاقے میں دور تک چلا گیا پھر ۸۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے منصور بن ناصر نے اس کی حکومت سنبھالی اور ۸۳ھ میں بجایہ آیا اور وہاں پر فوج کے ساتھ ٹھہر گیا خصوصاً مغرب کی دشوار منازل میں اور وہ اس کے نواح میں فساد کرنے اور اس کے پاس سے لوگوں کے اچکنے کی وجہ سے انہیں قلعہ میں تکلیف نہیں دیتے تھے کیونکہ ان کے اونٹوں کے لئے بجایہ جانے کے لئے راستوں کی سہولت تھی پس اس نے بجایہ کو ایک قلعہ اور اپنی حکومت کا دار الخلافہ بنا دیا اور اس کے محلات کی تجدید کی اور اس کی جامع مسجد کو مضبوط کیا اور یہ منصور عورتوں کا بہت شوقین تھا اسی نے بنی حماد کی حکومت کو مہذب بنایا اور عمارات کے نقشے بنانے کے پیچھے پڑ گیا اور کارخانے اور محلات بنائے اور باغات میں پانی جاری کئے اور اس نے قلعہ میں

شاہی محل مینار قید خانہ اور شام کا محل بنایا اور بجایہ میں قصر اللؤلؤۃ اور قصر میمون بنایا اور اس کا یلباز ناصر کے زمانے سے قسطنطینہ کا والی تھا اور اس نے منصور کی حکومت کے آغاز سے ولایت کو اپنے لئے مخصوص کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کی طرف ابو یکنی بن محسن بن عابد کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اسے قسطنطینہ اور بونہ کی امارات دی پس اس نے یلباز کو گرفتار کر کے قلعہ کی طرف بھجوا دیا اور وہ قسطنطینہ کا ۸ھ میں والی بنا اور اس نے اپنے بھائی ابن موتہ کو تمیم بن المعرکی طرف مہدیہ بھیجا اور اسے بونہ کی ولایت کی دعوت دی پس اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالفتوح بن تمیم کو بھیجا اور وہ ریفلان کے ساتھ بونہ میں اترے اور انہوں نے مغرب اقصیٰ میں مرابطین سے خط و کتابت کی اور عربوں کو اپنی حکومت پر اکٹھا کر لیا اور منصور کو آزاد کر دیا۔ پس اس نے اسے قلعہ میں قید کر دیا پھر قسطنطینہ میں اس کی فوجوں نے جنگ کی اور ابن ابی یکنی کے حالات کمزور ہو گئے تو وہ جبل ادراس کے قلعہ کی طرف گیا اور وہاں پر قلعہ بند ہو گیا اور صلصل بن احمر قسطنطینہ میں اٹھ کے جوانوں کے ساتھ اترے اور صلصل منصور کو قسطنطینہ میں اپنے ماتحت پر مال خرچ کرنے کے لئے لایا پس اس نے مال خرچ کیا اور منصور تخت پر قابض ہو گیا اور ابو یکنی اور اس میں اپنے قلعے میں قیام پذیر رہا اور بار بار قسطنطینہ پر غارت گری کرتا رہا پس فوجوں نے اس کی طرف جا کر اس کے قلعے میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور زنانہ میں سے بنو مانو ایک مضبوط قوم تھی اور زنانہ کی سرداری بھی انہی کے پاس تھی اور اس کے زمانے میں ان کا سردار ماخوخ تھا اور ان کے اور آل حماد کے درمیان رشتہ داری تھی اور ان کی ایک بیٹی ناصر کی بیوی تھی اور دوسری منصور کے پاس تھی اور جب اس کے اور ان دونوں کی قوم کے درمیان نئے سرے سے فتنہ اٹھا تو منصور نے بنفس نفیس ضہاجہ کی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور ماخوخ نے بھی اس کے مقابلہ میں فوج جمع کی اور زنانہ کے ساتھ اس سے جنگ کی پس منصور شکست کھا کر بجایہ کی طرف گیا اور ماخوخ کی بہن جو اس کی بیوی تھی قتل ہو گئی پس ماخوخ اور اس کے درمیان نفرت مستحکم ہو گئی اور وہ لتونہ میں سے تلمسان کے امراء کی ولایت کی طرف گیا اور انہیں بلاد ضہاجہ کے خلاف براہیختہ کیا پس اس کی وجہ سے منصور کو تلمسان جانا پڑا اور یہ اس طرح ہوا کہ جب مغرب پر یوسف بن تاشفین نے قبضہ کیا اور اس کی حکومت وہاں مضبوط ہو گئی تو وہ تلمسان کی حکومت کی طرف گیا اور لیلیٰ کی اولاد سے یہ میں اس پر غالب آ گئی جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔ پس منصور نے اس پر چڑھائی کی اور اس کی سرحدوں اور ماخوخ کے قلعوں کو تباہ کر دیا اور اس کا قافیہ تنگ کر دیا۔ تو اس نے اس کی طرف یوسف بن تاشفین کو بھیجا اور اس سے صلح کی اور بلاد ضہاجہ سے مرابطین کو اپنے ملک میں پناہ دینے لگا پس اس نے اپنے بیٹے امیر عبداللہ کو بھیجا تو مرابطین اس کے متعلق سن کر اس کے ملک کو چھوڑنے لگے اور مراکش چلے گئے اور وہ مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور اس نے الحجابات کا محاصرہ کر لیا اور اسے فتح کر لیا پھر اس نے قراب کو بھی اسی طرح فتح کر لیا اور اس کے باشندوں کو معاف کر دیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا پھر اس کے اور ماخوخ کے درمیان جنگ ہوئی اور اس کا بھائی قتل ہو گیا اور ابن ماخوخ تلمسان چلا گیا اور ابن سمر نے اس کی حکومت کے بارے میں اس کی مدد کی اور انہوں نے الجزائر میں آ کر دروزان سے جنگ کی اور حاکم تلمسان محمد بن سمر کو حاکم بنایا۔ پس وہ تیزی کے ساتھ اُشیر گیا اور اسے فتح کر لیا پس منصور اپنے سواروں میں کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ تمام ضہاجہ اور عربوں میں سے اٹھ زعیمہ اور ربیعہ کے قبائل بھی تھے اور زنانہ میں سے عقل نے بہت سی قوموں کا ارادہ کیا اور وہ ۱۷ھ میں بیس ہزار فوج

کے ساتھ تلمسان سے جنگ کرنے گیا اور اسطبقہ سے جنگ کی اور اپنے آگے فوج بھیجی اور خود ان کے پیچھے آیا اور تاشیفین تلمسان کو چھوڑ کر لٹالہ کی طرف چلا گیا اور منصور کی فوجوں نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور وہ جبل صحرہ کی طرف آ گیا اور منصور کی فوجوں نے تلمسان میں فساد پیدا کر دیا پس وہ اس کی طرف چلی گئیں اور اس نے ان کے پیچھے کی تعظیم کی اور اسی دن کی صبح ان سے چلا گیا اور قلعہ کی طرف لوٹ آیا اور اس کے بعد زناتہ میں خونریزی کی اور انہیں الزاب اور مغرب اوسط کے نواح میں بھگا دیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور اس کے نواح میں خونریزی کی اور اس کی فوجوں نے ان کے قبائل پر غلبہ پالیا پس وہ ان کے مضبوط پہاڑوں مثلاً بنی عمران اور بنی تازروت اور منصور یہ اور ضہریج اور ناظور اور حجر المعرق میں چلے گئے اور اس کے اسلاف بہت لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیتے تھے اور وہ ان کے مقابلہ میں مضبوط ہو جاتے تھے پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور جب مرابطین نے اندلس پر قبضہ کیا تو معز الدولہ بن صمارح، مرہ سے ان سے آگے بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور منصور کا مہمان بنا اور اس نے اسے داس میں جا گیر دی اور اسے وہاں آباد کیا اور وہ ۹۸ھ میں فوت ہو گیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس کا حاکم بنا جو بڑا جنگجو تھا اور بڑا مدبر تھا۔ پس اس نے اپنے باپ کے وزیر عبدالکریم بن سلمان کو اپنی ولایت کے آغاز ہی میں برطرف کر دیا اور قلعہ سے نکل کر بجایہ چلا گیا اور بجایہ کے عامل سہام کو بھی برطرف کر دیا اور ایک سال مکمل کرنے سے قبل ہی وفات پا گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی عزیز حاکم بنا جس نے اسے جزائر سے معزول کر دیا تھا اور حتمل کی طرف جلا وطن کر دیا تھا پس قائد علی بن حمدون اس سے الگ ہو گیا اور اس نے انعام و اکرام دیئے اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اس نے زناتہ سے صلح کر لی اور ماخوخ سے رشتہ داری کر کے اس سے اپنی بیٹی بیاہ دی اور اس کی حکومت لمبا عرصہ رہی اور اس زمانہ امن و آشتی کا زمانہ تھا اور علماء اس کی مجلس میں مناظرے کرتے تھے اور اس کے بحری بیڑوں نے جربہ سے جنگ کی اور وہاں کے لوگوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے تونس سے جنگ کی اور اس کے حاکم احمد بن عبدالعزیز نے اس سے صلح کر لی اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کے زمانے میں عربوں نے قلعہ پر حملہ کیا اور وہ غارت گر تھے۔ پس انہیں قلعہ کے باہر جو کچھ ملا اسے لے گئے اور ان کا قساد بہت بڑھ گیا اور الحامیہ نے ان سے جنگ کی تو یہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں ملک سے نکال دیا۔ پھر عرب چلے گئے تو عزیز کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور اپنے قائد علی بن حمدون کو ایک منظم فوج کے ساتھ بھیجا۔ پس وہ قلعہ میں آیا اور حالات کو پرسکون بنایا اور عربوں کو امان دی اور انہیں راضی کیا اور ان کی ناراضگی کو دور کیا اور عزیز کے عہد میں یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ بجایہ واپس آ گیا اور اسی طرح موحدین کا مہدی مشرق سے واپس آتے ہوئے ۱۲ھ میں بجایہ پہنچا اور اس نے وہاں سے بری باتوں کا قلع قمع کیا اور عزیز کے پاس اس کی شکایت کی گئی اور اس نے اس کے متعلق سازش کی تو وہ ضہابہ کے بنی وریکل کی طرف چلا گیا۔ جو وادی بجایہ میں رہتے تھے۔ پس انہوں نے اسے پناہ دی اور وہ ان کے ہاں طول ہو کر مہمان بنا اور وہاں رہ کر علم پڑھانے لگا اور عزیز نے اسے طلب کیا تو انہوں نے اسے روک لیا اور اس کی حفاظت میں جنگ کی یہاں تک کہ وہ ان سے مغرب کی طرف چلا گیا اور عزیز ۴۱۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ حکمران بنا اور کمزور کی حالت میں اس کا زمانہ لمبا ہو گیا اور وہ عورتوں کا مغلوب تھا اور حکومت کے جاتے رہنے کے وقت بھی قبائل ضہابہ میں شکار کھیلنے کا شوقین تھا اور اس نے نیا

سکہ جاری کیا اور اس کی قوم میں کسی آدمی نے عبیدی خلفاء کے ادب کی وجہ سے اسے جاری نہیں کیا اور اس نے ابن حماد کو بھیجا اور اس کا سکہ دینار میں تھا جس کی تین سطریں تھیں اور ہر پہلو میں ایک دائرہ تھا اور ایک پہلو کا دائرہ یہ آیت تھی ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ اور سطور یہ تھیں۔ لا اله الا الله محمد رسول الله يتخصم بحبل الله۔ یحییٰ ابن العزیز باللہ الامیر المنصور اور دوسرے پہلو کا دائرہ یہ تھا بسم الله الرحمن الرحیم یہ دینار ناصریہ میں ۵۴۳ھ میں بنایا گیا اور اس کی سطور میں امام ابو عبد اللہ محمد تقی لامر اللہ امیر المؤمنین العباسی بھی لکھا ہوا تھا اور وہ ۴۳ھ میں اس کی تلاش کے لئے قلعہ میں پہنچا اور جو کچھ وہاں تھا اسے اٹھا کر لے گیا اور بنو زرار بن مروان نے اس کے خلاف بغاوت کی تو اس نے اس کی طرف مطرف بن علی بن حمدون فقیہ کوفہ جوں کے ساتھ بھیجا تو اس نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور ابن مروان کو گرفتار کر لیا اور اسے اس کے پہنچا دیا۔ تو اس نے اسے الجزائز میں قید کر دیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے قتل کر دیا تھا اور مطرف نے اپنے بیٹے کو تونس بھیجا تو اس نے اسے فتح کر لیا اور اس کے سامنے مہدیہ میں جنگ کی تو وہ اس سے سر نہ ہوسکا اور یہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور مہدیہ پر نصاریٰ نے غلبہ پالیا اور حسن نے مہدیہ کے حاکم کا قصد کیا تو اس نے اسے الجزائز پہنچا دیا اور وہاں پر اس کے بھائی قائد کے ساتھ اسے اتار دیا یہاں تک کہ موحدین نے بجایہ پر حملہ کیا اور قائد الجزائز کو چھوڑ کر بھاگ گیا تو انہوں نے حسن کو اپنا امیر بنایا اور اس نے عبد المؤمن کو والی مقرر کیا تو اس نے انہیں امان دی اور یحییٰ بن عزیز نے اپنے بھائی سمیع کو موحدین سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے شکست کھائی اور موحدین نے بجایہ پر قبضہ کر لیا اور یحییٰ سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ چلا گیا جہاں سے وہ بغداد جانا چاہتا تھا۔ پھر وہ بونہ لوٹ آیا اور اپنے بھائی حارث کا مہمان بنا تو اس نے اس پر اس کے برے سلوک اور اسے ملک سے نکالنے کا عیب لگایا تو وہ قسطنطنیہ چلا گیا اور اپنے بھائی حسن کے ہاں مہمان اترائیں اس نے اس کے لئے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس اثناء میں موحدین قلعہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور اناج میں سے خوش بن عزیز اور ابن الدحامس اس کے ساتھ تھے اور قلعہ کو برباد کر دیا گیا۔ پھر یحییٰ نے ۴۷ھ میں عبد المؤمن کی بیعت کر لی اور قسطنطنیہ کو چھوڑ دیا اور اس نے اپنی جان کی امان کی شرط لگائی جو اس نے پوری کر دی اور اسے مراکش لا کر وہاں آباد کر دیا پھر وہ ۵۸ھ میں سلا متقل ہو گیا اور قصر بنی عثیرہ میں سکونت اختیار کر لی اور اسی سال فوت ہو گیا اور بونہ کا حاکم حارث صقلیہ کی طرف بھاگ گیا اور اس کے حاکم سے مدد طلب کی تو اس نے اس کی حکومت کے متعلق اس کی مدد کی اور یہ بونہ واپس آ کر اسیر قابض ہو گیا پھر اس پر موحدین نے غلبہ پالیا اور باندھ کر قتل کر دیا اور بنی حماد کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ماکسن کے قبائل میں سے وادی بجایہ میں سوائے اور زارغ کے اور کوئی قبیلہ باقی نہ رہا اور یہ انہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اس عہد میں وہ فوج میں شمار ہوتے ہیں اور انہیں بلاد کے نواح میں سلطنت کے جملہ آدمیوں میں اس کے جرنیلوں کے ساتھ جاگیریں حاصل ہیں۔

وَاللَّهُ وَارِثُ الْأَرْضِ وَمَنْ عَلَيْهَِا

باب: ۲۰

بنی حیوس بن ماکسن

ان کا تعلق غرناطہ اندلس سے ہے جب ۸۵ھ میں بادیس بن منصور بن بلیکن بن زیری بن مناد بن ہاد نے افریقہ میں حکومت قائم کی تو حماد کو اشیر میں اور یطوفت کو تاہرت میں اتارا، حاکم فارس زیری بن عطیہ خلیفہ ہشام کی دعوت پر قرطبہ سے ضہاجہ کی عملداری تک زنا تہ کی فوج کے ساتھ گیا۔ تاہرت میں اتر اور بادیس نے اپنی فوجیں محمد بن ابی العون کی جستجو کے لئے بھیجیں۔ پس تاہرت میں ان کا مقابلہ ہو گیا اور ضہاجہ کو شکست ہوئی پس بادیس بنفس نفیس ان سے جنگ کرنے گیا اور غفلول بن سعید بن خزرون حاکم طنبہ اس کا مخالف ہو گیا۔ پھر زیری بن عطیہ اس کے آگے بھاگ گیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور بادیس بھی واپس آ گیا اور اپنے بچوں اولاد زیری کو اشیر میں حماد اور اس کے بھائی یطوفت کے ساتھ چھوڑ دیا اور وہ زاوی حلال، عرم اور معین تھے اور انہوں نے ۸۷ھ میں بادیس کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف خروج کرنے پر اتفاق کر لیا۔ پس انہوں نے حماد کو رومہ میں چھوڑ دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اس پر قبضہ کر لیا اور یہ اطلاع ابوالبہار بن زیری کو ٹپائی یہ لوگ بادیس کے ساتھ تھے پس اُسے اپنی جان کا خوف پیدا ہوا تو ان کے ساتھ مل گیا اور وہ مخالفت میں اکٹھے ہو گئے اور بادیس، غفلول بن یانس کی جنگ میں مشغول تھا پس ان کے فساد اور خرابی کا میدان وسیع ہو گیا اور ان کے ہاتھ غفلول تک پہنچ گئے اور انہوں نے اس سے معاہدہ کر لیا پھر ابوالبہار ان سے بادیس کی طرف واپس آیا۔ تو اس نے اسے قبول کیا اور اس کے لئے صلح کی۔ پھر وہ ۹۱ھ میں حماد کی طرف واپس چلے گئے اور اس نے ان سے جنگ کر کے ان کو شکست دی اور ماکسن اور اس کا بیٹا قتل ہو گئے اور زاوی ساحل ملیانہ میں جبل شنوق میں چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس میں اپنے بیٹوں، بھتیجوں اور خواص کے پاس چلا گیا اور منصور بن ابی عامر کے ہاں مہمان اتر ا جو صاحب حکومت و خلافت تھا تو اس نے ان کی بہت اچھی طرح مہمان نوازی اور عزت افزائی کی اور ان کو اپنے لئے منتخب کر لیا اور خلافت پر تسلط قائم کرنے کے لئے انہیں حکومت کے خواص اور دوستوں میں شامل کر لیا اور انہیں زنا تہ کے طبقات اور دوسرے بربر یوں میں شامل کر دیا۔ جنہوں نے اپنی جمعیت کے ساتھ جو سلطانی اور اموی فوجوں اور قبائل عرب سے تھی۔ فتح حاصل کی تھی پس اندلس میں ضہاجہ کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کی امارت بوسیدہ ہو گئی اور اس کے بعد انہوں نے منصور بن ابی عامر اور اس کے بیٹوں مظفر اور ناصر کی حکومت کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور جب ان کی امارت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور اندلس میں بربریوں اور وہاں کے

باشندوں کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا تو زاوی نے ان جنگوں میں خوشامد سے کام لیا اور قرطبہ میں اس نے اس کی ضہاجی قوم اور سب زناہ اور بربریوں نے جنگ کی اور اپنے خلیفہ المستعین سلیمان بن الحکم بن سلیمان بن ناصر کے پاؤں جمائے جس کی انہوں نے بیعت کی ہوئی تھی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں پھر وہ قرطبہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور اس کے عام باشندوں کی بیخ کنی کی اور اس کے خاص پردہ داروں صاحب عزت لوگوں پر الزامات لگائے پس لوگوں نے اس بارے میں واقعات بیان کئے اور قرطبہ کو لوٹنے کے بعد زاوی اپنے باپ زیری بن مناد کے سر کے پاس پہنچ گیا۔ جسے قصر قرطبہ کی دیواروں کا خالق تصور کیا جاتا ہے پس وہ اسے وہاں سے اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آیا۔ تاکہ اُسے اُس کی قبر میں دفن کرے پھر ملویہ میں سے بنی حمود کو بڑی شوکت حاصل ہوئی اور بربریوں کی حکومت پر اگندہ ہو گئی اور اندلس میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور اس کی جوانب فتنہ سے لبریز ہو گئیں اور بربری رؤساء اور ارباب حکومت نے نواح و امصار میں جا کر ان پر قبضہ کر لیا اور ضہاجہ السرة کی جانب سمٹ گئے اور اس کے مضافات پر ان کا قبضہ تھا اور زاوی ان دنوں بربریوں کا دست و بازو بنا ہوا تھا پس اس نے غرناطہ میں اتر کر اُسے اپنا دار السلطنت اور اپنی قوم کی پناہ گاہ بنا لیا پھر اس کے دل میں ایام جنگ میں اندلس میں بربریوں کے برے انتقام کی بات آئی اور اپنے فعل کے انجام سے ڈر گیا اور حکومت نے بھی اس کی بات کو نہ مانا۔ تو اس نے کوچ کا ارادہ کر لیا اور ۳۸۷ھ میں بیس سال کی غیر حاضری کے بعد قیروان میں اپنی قوم کے بادشاہ کی پناہ لی اور اس نے المعز بن بادیس کو جو اس کے بھائی بلکین کا پوتا تھا۔ افریقہ سے بھی بڑی وسیع مالدار اور زیادہ تعداد والی حکومت دی پس المعز نے بھی اس سے خوب حسن سلوک کیا اور اسے حکومت کا سب سے بڑا رتبہ دیا اور اسے بچوں اور قربت داروں سے بھی مقدم کیا نیز اسے اپنے محل میں اتارا اور بیویوں کو اس کی ملاقات کے لئے باہر نکالا کہا جاتا ہے کہ وہ اس کی ایک ہزار بیوی کو ملا جن میں سے کوئی بھی اس کے لئے حلال نہ تھی اور ابراہیم کو اس کی قبر میں دفن کر دیا اور اس نے اپنے بیٹے کو اپنی عملداری میں اپنا جانشین بنایا اور اہل غرناطہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور انہوں نے حیوس کی جانب سے اس کے عمزاد ماکسن بن زیری کو اس کی عملداری کے ایک قلعے میں اس کی جگہ بھیجا پس وہ جلدی سے ان کے پاس گیا اور غرناطہ میں اتر۔ تو وہ اس کے مخالف ہو گئے اور اس کی بیعت کر لی اور یہ وہاں پر بادشاہ ہو گیا۔ جو اندلس میں جماعتوں کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا یہاں تک کہ ۳۹۹ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بادیس بن حیوس حکمران بنا جس کا لقب مظفر تھا۔ اور وہ ہمیشہ ہی آل حمود امرائے مالقہ کے قرطبہ سے تحلف کے بعد ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا اور حاکم مریہ عامری نے ۴۰۹ھ میں اس پر چڑھائی کی تو بادیس نے غرناطہ کے باہر اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کا دور حکومت لمبا ہو گیا اور سب جماعتوں کے بادشاہوں نے اس کی مدد کو اپنے ہاتھ بڑھائے اور جن لوگوں نے اس سے مدد طلب کی ان میں محمد بن عبد اللہ البرزالی بھی تھا جس نے اس سے اس وقت مدد طلب کی جب اسماعیل بن قاضی بن عباد نے اپنے باپ کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ پس بادیس نے خود بھی اور اس کی قوم نے بھی اس کی مدد کی اور ۳۱۳ھ میں اس کے دادخواہ کی طرف ابن یقیہ کے ساتھ ادريس بن حمود کا جرنیل جو مالقہ کا حکمران تھا گیا اور یہ لوگ راستے ہی سے واپس آ گئے اور اسماعیل بن قاضی بن عباد نے جو اپنے دادخواہ کے ساتھ ان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا پس اس نے ان کا

تغلب کیا اور بادیس کو اس کی قوم میں آ ملا پس وہ آپس میں لڑ پڑے اور اسماعیل کی فوج بھاگ گئی اور اُسے بے یار و مددگار چھوڑ گئی تو ضہاجہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سرا بن محمود کے پاس لایا گیا اور قادر بن ذوالنون حاکم طلیہ بھی ابن عباد اور اس کے مددگاروں کی زیادتیوں کو دور کرنا چاہتا تھا اور بادیس وہ شخص ہے جس نے غرناطہ کو شہر بنایا اور اس کی حد بندی کی اور اس کے محلات اور قلعوں اور عمارات اور کارخانوں کو بلند اور مضبوط کیا جن کے آثار اس عہد تک باقی ہیں اور ۳۹ھ میں بنو محمود کے خاتمہ کے بعد مالقہ پر غالب آ گیا اور اسے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور ۶۷ھ میں فوت ہو گیا اور مغرب میں مراہطین کی حکومت نمایاں ہو گئی اور یوسف بن تاشفین کی سلطنت مضبوط ہو گئی پس اس کے بعد اس کا پوتا عبداللہ بن بلکین بن بادیس حکمران بنا اور مظفر غالب آ گیا اور اس نے اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی امارت دے دی اور مالقہ کی امارت یوسف بن تاشفین کے اندلس جانے تک ٹھیک رہی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں اس کا تذکرہ کریں گے اور وہ غرناطہ میں ۸۳ھ میں اترا اور اس عبداللہ بن بلکین کو گرفتار کر لیا اور اس کے اموال و ذخائر کا صفایا کر دیا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی تمیم کو بھی مالقہ سے لا کر ملا دیا اور ان دونوں کے ساتھ اندلس گیا اور اس نے عبداللہ اور تمیم کو سوس اقصیٰ میں اتارا اور انہیں جاگیریں دیں۔ یہاں تک کہ یہ اس کی حکمرانی میں ہی فوت ہو گئے اور بنو ماکسن جو اس عہد میں طنجنہ کے گھرانوں میں سے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہیں۔ پس بلکانہ کی حکومت ضہاجہ افریقہ اور اندلس سب میں ہی کمزور ہو گئی۔

باب: ۲۱

ہشتمین

یہ ضہاجہ کا دوسرا طبقہ ہے انہیں مغرب میں حکومت حاصل تھی۔ یہ لوگ جنوب میں صحرائی ریگستانوں کے پیچھے بہت دور جنگلات میں رہتے ہیں اور فتح سے قبل کے زمانوں سے یہاں رہ رہے ہیں۔ جن کے آغاز کے متعلق کچھ معلوم نہیں پس وہ سبزہ زاروں سے صحرا میں چلے گئے اور وہاں اپنی مراد کو پالیا اور ٹیلوں کی سخت زندگی کو خیر باد کہہ دیا اور اس کے بدلے میں انہوں نے جانوروں کا دودھ اور گوشت حاصل کر لیا۔ کیونکہ وہ آبادی سے دور رہنا چاہتے تھے اور علیحدگی سے مانوس تھے اور کسی کے غلبہ سے وحشت محسوس کرتے تھے۔ پس وہ حبشہ کے سبزہ زار کے پڑوس میں اترے اور بلادِ سوڈان اور بلادِ بربر کے درمیان روک بن گئے اور انہوں نے لٹام (ٹھاٹھ) کو قوموں کے درمیان اپنا امتیازی شعار بنایا اور ان علاقوں میں چلے گئے اور بکثرت ہو گئے اور کذا لہ سے ان کے متعدد قبائل بن گئے پس لمتونہ مسوقہ، ورتیکہ، ناوکا، زغادہ اور پھر ضہاجہ کے بھائی لمطہ یہ سب قبائل مغرب میں بحر محیط کے درمیان سے طرابلس اور برقہ کی طرف عداس تک آباد ہیں۔

اور لمتونہ کے بھی بہت بطون ہیں۔ جیسے بنو درتمطق، بنو زمال، بنو صولان اور بنو ناسجہ اور صحرائیں ان کا وطن کا کرم کے نام سے مشہور ہے اور یہ سب مغرب کے بربریوں کی طرح مجوسی دین کے حامل ہیں اور یہ ہمیشہ سے ہی ان میدانوں میں رہ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ فتحِ اندلس کے بعد یہ اسلام لائے ہیں اور لمتونہ کو ان میں سرداری حاصل تھی اور انہیں عبدالرحمن بن معاویہ الداخل کے زمانے سے بڑی سلطنت حاصل ہوئی جسے وراثت میں ان کے بادشاہوں نے حاصل کیا۔ جن میں تلاکین، ورتکا اور اکن بن ورتمطلق جو ابو بکر بن عمر کا دادا اور ان کی حکومت کے آغاز میں لمتونہ کا امیر تھا شامل ہیں اور ان کی عمریں اسی سال تک طویل ہوئی ہیں اور انہوں نے ان صحرائی علاقوں پر قبضہ کیا اور وہاں پر رہنے والی سوڈانی اقوام سے جہاد کیا اور انہیں لانے پر آمادہ کیا۔ پس ان میں سے بہت سے لوگوں نے دین کو اختیار کر لیا اور دوسروں نے جزیہ دے کر ان سے بچاؤ اختیار کیا۔ پس انہوں نے ان سے جزیہ کو قبول کر لیا اور تلاکین کے بعد ان پر شولوثان بادشاہ بنا۔

ابن ابی زرع کا بیان ہے کہ ”لمتونہ میں سب سے پہلے شولوثان نے صحرا پر قبضہ کیا اور صحرائی علاقوں کی واقفیت حاصل کی اور سوڈانیوں سے ٹیکسوں کا تقاضا کیا اور وہ ایک لاکھ شرفاء میں سواری کیا کرتا تھا اور اس کی وفات ۲۲۲ھ میں ہوئی اور اس کے بعد اس کے بیٹے تمیم نے ۳۰۶ھ تک ان کی حکومت سنبھالی اور ضہاجہ نے اسے قتل کر دیا اور ان کی حکومت

پراگندہ ہو گئی۔

اور دوسرے لوگوں کا بیان ہے جن میں سب سے زیادہ مشہور تیز اور ابن دانش بن یزاہیں اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ ابن ہزار نے عبدالرحمن ناصر اور اس کے بیٹے حکم المختصر کے زمانے میں چوتھی صدی میں تمام صحرا پر قبضہ کر لیا اور عبید اللہ اور اس کے بیٹے ابوالقاسم جو خلفائے شیعہ میں سے تھے کے زمانے میں وہ ایک لاکھ شرفاء میں سوار ہوتا تھا اور اس کی عملداری دو ماہ کی مناسبت تک تھی اور میں سوڈانی بادشاہوں نے اس کی اطاعت کی جو اسے جزیہ دیتے تھے اور اس کے بعد اس کے بیٹے بادشاہ بنے پھر اس کے بعد ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی اور ان کی سلطنت اور ریاست گروہ در گروہ بن گئی۔ ابن زرع بیان کرتا ہے کہ حمیم بن یلتان کے ایک سو بیس سال بعد ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی یہاں تک کہ عبید اللہ بن عیفاوت جو ناشرت لتونی کے نام سے مشہور ہے ان میں کھڑا ہوا تو انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس سے محبت کی اور وہ بڑا دیندار اور صالح آدمی تھا اور اس نے حج بھی کیا اور وہ ایک جنگ میں اپنی سرداری کے تیسرے سال فوت ہو گیا اور ان کی حکومت اس کے داماد بن یحییٰ بن ابراہیم کندالی اور اس کے بعد یحییٰ بن تلاقا کین نے سنبھالی سب سے پہلے اس طبقہ کی مغرب اور اندلس میں بڑی حکومت تھی اور اس کے بعد افریقہ میں ہم ترتیب کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں۔

لتونہ میں سے مرابطین کی حکومت کے حالات اور دونوں کناروں میں جو سلطنت انہیں حاصل

تھی اس کا تذکرہ اور اس کے آغاز و انجام کا بیان: جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ملثمین اپنے صحراؤں میں رہتے تھے اور مجوسی دین کے پیروکار تھے یہاں تک کہ تیسری صدی میں ان میں اسلام کا ظہور ہوا اور انہوں نے اپنے پڑوسی سوڈانیوں سے دین کے معاملے میں جہاد کیا اور انہیں اپنا مطیع بنالیا اور حکومت ان کے لئے مجتمع ہو گئی پھر یہ لوگ پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے ہر بطن کی سرداری ایک مخصوص گھرانے میں تھی اور لتونہ کی سرداری بنی ورتانطق بن منصور بن مصالحو بن منصور بن مزالت بن امیت بن رتمال بن ثلمیت میں تھی جو لتونی تھا اور جب سرداری یحییٰ بن ابراہیم کندالی کو ملی تو اس کی بنی ورتانطق میں رشتہ داری تھی اور انہوں نے اپنی حکومت کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور یحییٰ بن ابراہیم اپنی چھٹی گزرنے کے لئے اپنی قوم کے رؤسا میں ۴۴۰ھ میں باہر گیا اور واپسی پر یہ لوگ قیردان میں مالکی مذہب کے شیخ ابو عمران فاسی سے ملے اور اس کے عہد میں جو فائدہ انہوں نے اس سے حاصل کیا اور جو انہیں زبانی فتوے دیئے اور جو کچھ امیر یحییٰ کی سرداری کے بارے میں کہا انہوں نے اسے غنیمت جانا اور ان کے ساتھ اس کا ایک شاگرد رہتا تھا جس سے وہ اپنے قضایا اور مصائب میں رجوع کرتے تھے۔ پس اس نے ان کی رغبت کو دیکھتے ہوئے اپنے شاگرد کو ایصالِ خیر کی امید پر ان کے ساتھ کر دیا پس انہوں نے اپنے علاقے کے خط کو سخت چیز خیال کیا اور ابو عمران فقیہ نے ان کے لئے فقیہ محمد دکان ابن رلو للمطی کو حجامہ میں لکھا اور اسے وصیت کی کہ وہ ان کے لئے ایسا آدمی تلاش کرے جس کے دین رفقہ پر انہیں اعتماد ہو اور وہ اپنی معاش کے بارے میں اپنے آپ کو اس علاقے کی بھوک کے مطابق ڈھال لے تو اس نے ان کے ساتھ عبید اللہ بن یاسین بن لک الجزولی کو بھیجا اور وہ انہیں قرآن کی تعلیم دینے لگا اور ان کے لئے دین کو قائم کرنے لگا پھر یحییٰ بن ابراہیم فوت ہو گیا اور ان کی حکومت پراگندہ ہو گئی اور انہوں نے عبید اللہ بن یاسین کو نکال دیا اور اس کے علم کو مشکل خیال کیا اور اس سے

تعلیم حاصل کرنا چھوڑ دیا کیونکہ ان میں تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ پس اس نے بھی ان سے اعراض اختیار کر لیا اور لتونہ کے رؤسا میں سے یحییٰ بن عمر بن تلامکین نے اس کے ساتھ زہد و عبادت کو اختیار کر لیا اور ابوبکر نے اُسے پکڑ لیا۔ تو وہ لوگوں سے الگ ہو کر ایک ٹیلے پر جا بیٹھے جسے دریائے نیل گھیرے ہوئے ہے جو گرمیوں میں پایاب اور سردیوں میں گہرا ہوتا ہے اور واپسی پر الگ الگ کئی جزیرے بن جاتا ہے پس وہ بہت درختوں والی دلدلی جگہ میں الگ عبادت کرنے کے لئے داخل ہو گئے اور جب ان کے ساتھ پورا ایک ہزار آدمی ہو گیا تو ان کے شیخ عبداللہ بن یاسین نے انہیں کہا کہ ایک ہزار آدمی قلت کے باعث غالب نہیں آ سکتا اور ہمیں یہاں قیام کر کے دعا کرنی چاہئے اور سب لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہئے۔ پس انہوں نے ہمیں نکالا اور وہ نکل گئے اور قبائل لتونہ کثالہ اور مہومہ میں سے جس نے بھی ان کی بات نہ مانی انہوں نے اس سے جنگ کی یہاں تک کہ ان نے حق کی طرف رجوع کیا اور سیدھے راستے پر قائم ہو گئے اور اس نے انہیں مسلمانوں کے اموال سے صدقات لینے کی اجازت دی اور اس نے ان کا نام مراہطین رکھا اور اس کی امارت عربوں میں امیر یحییٰ بن عمر کو دی پس وہ صحرائی ریگستانوں کو طے کر کے بلاد درعدہ اور بجلما سہ میں آ گئے پس انہوں نے اپنے صدقات انہیں دیئے اور وہ واپس لوٹ گئے پھر واکاک المصطیٰ نے انہیں اس ظلم و جور کے متعلق لکھا۔ جو مسلمانوں کو بنی و انودین سے پہنچا تھا۔ جو بجلما سہ کے مغرادی امراء میں سے تھے اور اس نے انہیں ان کے حالات کو تبدیل کرنے کی ترغیب دی پس وہ ۴۳۲ھ میں بہت بڑی تعداد میں اونٹوں پر سوار ہو کر صحرا سے نکلے اور درعدہ کی طرف گئے وہاں پر ایک چراگاہ تھی اور ان کو اس چراگاہ اور اپنے ملک سے ہٹانے کے لئے مقابلہ میں آئے پس دونوں کے درمیان جنگ ہوئی اور ابن و انودین کو شکست ہوئی اور وہ قتل ہو گیا اور اس نے اس کی فوج کا اس کے اموال سمیت پیچھا کیا اور اس نے ان کو اور ان کے چوپائوں اور چراگاہ کے اونٹوں کو قابو کر لیا جو درعدہ میں تھے اور پھر وہ بجلما سہ میں گئے اور وہاں پر رہنے والے سب مفراہہ کو قتل کر دیا اور ان کے اموال کی اصلاح کی اور برائیوں کو دور کیا اور ٹیکوں کو معاف کر دیا اور صدقات دیئے اور انہی میں سے ایک آدمی کو ان کا عامل مقرر کیا اور اپنے صحرا کی طرف واپس آ گئے پس یحییٰ ابن عمر ۴۳۲ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی ابوبکر آ گیا اور اس نے مراہطین کو مغرب کے فتح کرنے کی طرف متوجہ کیا پس اس نے ۴۳۸ھ میں بلاد سوس کے ساتھ جنگ کی اور ۴۳۸ھ میں ماسہ اور تارودانت کو فتح کر لیا اور ان کا امیر لقوطہ بن یوسف بن علی مغرادی تادلہ کی طرف بھاگ گیا اور بنو یفرن کی پناہ لی اور لقوطہ بن یوسف مغرادی حاکم غمات ان کے ساتھ قتل ہو گیا اور اس کی بیوی زینب بنت اسحاق نفرادیہ نے شادی کر لی یہ عورت حسن و جمال اور سرداری میں شہرہ آفاق تھی اور یہ لقوطہ سے قبل یوسف بن علی بن عبدالرحمن بن و طاس کے پاس تھی جو دریکہ کا شیخ تھا اور یہ بلاد مصلادہ میں معانہ کی حکومت میں ہیلانہ کی بیوی تھی اور بنو یفرن دریکہ پر غالب آ گئے اور غمات پر قبضہ کر لیا پس لقوطہ نے اس زینب سے شادی کر لی پھر اس کے بعد ابوبکر بن عمر نے اس سے شادی کر لی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر اس نے ۵۰۵ھ میں مراہطین کو برغواطہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے بلایا اور اس کے بعد سلیمان بن خرد امراہطین کا امام بنانا کہ وہ اپنے دینی قضایا میں اس کی طرف رجوع کریں اور ابوبکر بن عمر اپنی قوم کی امارت کے دوران مسلسل ان کے ساتھ جہاد کرتا رہا پھر اس نے ان کی جڑیں اکھیر دیں اور مغرب سے ان کی دعوت کا اثر مٹ گیا اور ان کے جہاد میں سلیمان بن عبداللہ ۵۱۵ھ میں عبداللہ بن یاسین

کے ایک سال بعد ہو گیا پھر ابو بکر نے لواتہ شہر سے جنگ کی اور اُسے بزور قوت فتح کر لیا اور ۵۲ھ میں وہاں کے تمام زنانہ کو قتل کر دیا اور ابھی اس نے مغرب کی فتح کی تکمیل نہیں کی تھی کہ اسے بلاد صحرا میں لتونہ اور مسوقہ کے اختلاف کی اطلاع ملی جہاں ان کے شرفاء اور رشتہ دار اور بڑی تعداد رہتی تھی۔ پس وہ ان کے اختلاف اور تعلقات کے انقطاع سے ڈر گیا اور سفر کا حکم دے دیا اور ۵۳ھ میں بلکین بن محمد بن حماد حاکم قلعہ نے مغرب پر چڑھائی کی تو ابو بکر صحرا کی طرف چلا گیا اور اس نے مغرب پر اپنے عماد یوسف بن تاشفین کو عامل مقرر کیا اور اس کے لئے اپنی بیوی زینب بنت اسحاق سے دستبردار ہو گیا اور اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور اس نے ان کے درمیان فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کیا اور سوڈانیوں سے جہاد کرنے کا دروازہ کھول دیا اور وہ ان کے ملک کی نوے منازل پر غالب آ گیا اور یوسف بن تاشفین نے مغرب کی اطراف میں قیام کیا اور حاکم قلعہ بلکین فاس آیا اور اطاعت پر اس کو یرغمال بنایا اور واپس لوٹ آیا۔ پس اس وقت یوسف بن تاشفین اپنے مرابطین کی فوج کے ساتھ چلا اور اس نے مغرب کے علاقوں کو مطیع بنالیا پھر ابو بکر مغرب کی طرف واپس آ گیا۔ تو اس نے دیکھا کہ یوسف بن تاشفین نے اس سے پہل کر لی ہے اور زینب نے اُسے بتایا کہ وہ اپنے اموال میں اختصاص چاہتا ہے اور وہ اسے صحرا کا مال و متاع دے دے پس امیر ابو بکر نے یہ بات سمجھ لی اور لڑائی سے دست کش ہو گیا اور امارت اس کے سپرد کر دی اور اپنے علاقے میں واپس آ گیا اور ۵۸ھ میں واپس آتے ہی فوت ہو گیا اور یوسف نے ۵۴ھ میں مراکش شہر کی حد بندی کی اور وہاں پر خیموں میں اترا اور مسجد کے ارد گرد فصیل بنائی اور اموال اور اسلحہ کے ذخائر کے لئے ایک کنواں بنایا اور اس کے بعد ۵۶ھ میں اس کے بیٹے علی نے اس کی فصیلوں کی مضبوطی کو مکمل کیا اور یوسف نے مراکش کو اپنی فوج کے اترنے اور مضامدی قبائل سے ان کے موطن جبل درن میں لڑنے کے لئے تیار کیا اور قبائل مغرب میں ان سے زیادہ سخت اور زیادہ تعداد والا اور کوئی قبیلہ نہ تھا پھر اس نے مغرب میں مغرادرہ بنی یفرن اور قبائل زنانہ سے مطالبہ کرنے کی طرف اپنے عزم کو پھیرا اور گھوڑوں کو ان کے ہاتھوں سے کھینچ لیا اور رعایا پر جو انہوں نے ظلم کئے تھے انہیں دُور کیا اور وہ ان سے بہت نالاں تھے (مورخین نے فاس شہر اور اس کی حکومت کے حالات میں ایسے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں۔) پس سب سے پہلے اس نے قلعہ فازاز میں جنگ کی جہاں پر بنی تکفیش کا مہدی بن توالی تھا، صاحب نظم الجواہر کا بیان ہے کہ یہ زنانہ کا ایک بطن ہیں اور ابو توالی اس قلعہ کا حاکم تھا۔ پس یوسف بن تاشفین نے اس سے جنگ کی پھر مہدی بن یوسف کرنالی حاکم مکناسہ نے اس سے فوج مانگی کیونکہ وہ حاکم فاس معصر مغراوی کا دشمن تھا۔ پس اس نے مرابطین کی فوج کے ساتھ فاس پر چڑھائی کی اور معصر مغراوی بھی فوج لے کر اس کے مقابلہ میں آیا پس اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور یوسف فاس کی طرف چلا گیا اور اس نے ان تمام قلعوں کو فتح کیا جو اس کا احاطہ کئے ہوئے تھے اور چند دن وہاں قیام کیا اور اس کے عامل بکار بن ابراہیم پر کامیابی حاصل کر کے اُسے قتل کر دیا پھر وہ تیزی کے ساتھ مغرادرہ کی طرف گیا اور اُسے فتح کیا اور وادین مغراوی کی اولاد میں سے جو بھی وہاں تھا اسے قتل کر دیا اور فاس واپس آ گیا اور ۵۵ھ میں اسے صلح کے ذریعے فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا اور ان سے جنگ کی اور ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا پھر غمارہ کی طرف لوٹا اور ان سے جنگ کی اور ان کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا اور طنجہ کے قریب جا پہنچا۔ وہاں پر سکوت برخواستی جا جب حاکم سبتہ اور جمودیہ کے موالی میں سے یقید امراء اور ان کی دعوت دینے

والے موجود تھے۔ پھر وہ قلعہ فازاز سے جنگ کرنے کے لئے واپس آیا اور معصر نے اس کے فاس جانے کی مخالفت کی پس وہ اس پر قابض ہو گیا اور اس کے عامل کو قتل کر دیا اور یوسف بن تاشفین نے حاکم مکناسہ مہدی بن یوسف سے استدعا کی کہ وہ اسے فاس پر حملہ کرنے کے لئے فوج دے پس معصر نے اسے اس کے راستے میں تلاشی دینے کو کہا اور اس سے جنگ کی پس اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے دوست اور حصہ دار حاجب سکوت برغواطی کے پاس بھیج دیا اور ابن مکناسہ نے امیر یوسف بن تاشفین سے مدد مانگی تو اس نے فاس کے محاصرہ کے لئے لتونہ کی فوجیں بھیجیں پس انہوں نے فاس کا ناطقہ بند کر دیا اور ضرورت کی چیزیں بند کر دیں اور جنگ کرنے پر اصرار کیا پس انہیں تکلیف ہوئی اور معصر اپنے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے ایک میدان میں آیا مگر گردش روزگار اس کے خلاف تھی پس وہ ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد زنا تہ قاسم بن محمد بن عبدالرحمن پر متفق ہو گئے جو موسیٰ بن ابی العافیہ کی اولاد سے تھا یہ تازا تہ اور رسول کے بادشاہ تھے پس انہوں نے مراطین کی فوجوں پر چڑھائی کی اور وادی سمیر میں رن پر پڑا اور زنا تہ کو غلبہ حاصل ہوا اور بہت سے مراطین قتل ہو گئے اور یوسف بن تاشفین کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو وہ بلاذ فازاز میں مہدی کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ پس وہ ۱۵۵ھ میں کوچ کر گیا اور مراطین کی فوج بھی اس کے پاس آ گئی اور وہ بلاذ مغرب میں چلنے پھرنے لگا پس اس نے بنی مران پھر قبولا اور پھر بلاذ درغہ کو ۱۵۸ھ میں فتح کیا پھر ۱۶۰ھ میں غمارہ کو فتح کیا اور ۱۶۲ھ میں فاس کے ساتھ جنگ کی اور مدت تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اسے بزور فتح کر لیا اور اس کے جنگلات میں تین ہزار مغرادرہ بنی یفرن، مکناسہ اور قبائل زنا تہ کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ ان کے لئے فرداً فرداً قبریں بنانا مشکل ہو گیا۔ پس ان کے لئے گڑھے کھودے گئے اور انہیں باجماعت قبر میں ڈال دیا گیا اور جوان میں سے قتل ہونے سے بچ گئے۔ وہ بھاگ کر بلاذ تلمسان میں چلے گئے اور اس نے ان فصیلوں کو گرانے کا حکم دے دیا۔ جو قردین اور اندلسین کے درمیان حد فاصل تھیں اور اس نے ان کو ایک شہر بنا دیا اور اس کے گرد فصیل بنا دی اور وہاں کے لوگوں کو بکثرت مسجدیں بنانے پر آمادہ کیا اور ان کی تعمیر کے نقشے بنائے اور ۱۶۳ھ میں وادی ملویہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے شہروں اور وطاط کے قلعوں کو اس کے نواح سے فتح کیا پھر ۱۶۵ھ میں دمنہ شہر کی طرف گیا اور اُسے بزور فتح کر لیا پھر غمارہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا۔ پھر ۱۶۷ھ میں وہ جبال غیاثہ اور بنی مکووی طرف گیا جو تازا کی سرحدوں کے وسط میں ہیں اور انہیں فتح کیا اور ان پر قبضہ کر لیا پھر مغرب کی عملداریاں اس کے بیٹوں اور اس کی قوم کے امراء میں تقسیم ہو گئیں پھر معتمد بن عباد نے اُسے جہاد کی دعوت دی تو اس نے حاجب سکوت برغواطی اور اس کی قوم کے مقام کی وجہ سے اس سے معذرت کی کیونکہ وہ سبہ کی حمودی حکومت کے دوست تھے پھر ابن عباد نے دوبارہ اس کی طرف اپنی بھیجی تو اس نے ان کی طرف اپنے جرنیل صالح بن عمران کو لتونہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا تو سکوت حاجب نے طنز کے باہر اپنی قوم اور اپنے بیٹے ضیاء الدولہ کے ساتھ اس سے جنگ کی اور شکست کھائی اور حاجب سکوت قتل ہو گیا اور اس نے اس کے بیٹے ضیاء الدولہ کو پکڑ لیا اور صالح بن عمران نے یوسف بن تاشفین کو فتح کے متعلق لکھا پھر امیر یوسف بن تاشفین نے ۱۷۲ھ میں اپنے جرنیل مزدلی بن تلکان بن محمد بن وروکورت عشری کو لتونہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب اوسط میں تلمسان کے ملوک مغرادرہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ ان دنوں وہاں امیر عباس بن یحییٰ رہتا تھا جو لیلیٰ بن محمد بن خیر بن محمد بن خزر کی اولاد میں

سے تھا۔ پس انہوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور بلاد زناتہ میں چلے گئے اور لیلیٰ بن امیر عباسی پر فتح حاصل کر کے اسے قتل کر دیا اور اپنی جنگ سے واپس لوٹ آئے پھر یوسف بن تاشفین اس کے تین سال الریف کی طرف گیا اور کشف الملیلہ اور الریف کے باقی ماندہ شہروں برقاس کو فتح کیا پھر اس نے تلمسان شہر کو فتح کیا اور وہاں پر رہنے والے مغرادرہ کو قتل کر دیا اور امیر تلمسان عباسی بختی کو بھی قتل کر دیا اور محمد بن یحییٰ المستوفی کو وہاں پر مراہطین کی فوجوں کے ساتھ اتارا اور وہ مملکت کی سرحدیں گیا اور وہ اپنی فوجوں کے ساتھ اترا اور وہاں اپنے اترنے کی جگہ پر ٹاکرارت شہر کی حد بندی کی بربری زبان میں یہ حملے کا نام ہے پھر اس نے تنس، دہران اور جبل وانشرلین کو الجرائز تک فتح کیا اور مراکش سے واپسی پر بھڑکے میں مغرب واپس آ گیا اور محمد بن یحییٰ وفات تک تلمسان کا والی رہا اور اس کے بعد اس کا بھائی تاشفین حکمران بنا پھر طاعیہ نے سمندر کے پیچھے سے بلاد مسلمین کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور وہاں کی طوائف السلوکی سے فائدہ اٹھایا۔ پس اس نے طلیلہ کا محاصرہ کر لیا جہاں پر قادر بن یحییٰ بن واللون قیام پذیر تھا اور وہ اس قدر تنگ ہوئے کہ اس نے ۸۷۷ھ میں اس سے بچنے کے لئے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اسے بلنسیہ کا مالک بنادے پس اس نے اس کے ساتھ نصرانیوں کی ایک فوج بھیجی اور اس نے بلنسیہ میں داخل ہو کر اس کے حاکم ابو بکر بن عزیز کے مرنے کے وقت طلیلہ کے محاصرہ کے موقع پر اس پر قبضہ کر لیا اور طاعیہ بلاد اندلس میں چلا گیا۔ یہاں تک کہ حریف کے فرستہ الجواز میں ٹھہرا اور اس کی حکومت نے اہل اندلس کو در ماندہ کر دیا اور اس نے ان سے جزیہ کا تقاضا کیا تو انہوں نے اُسے جزیہ ادا کیا۔ پھر اس نے سرقطہ سے جنگ کی اور وہاں پر ابن ہود کو تنگی میں ڈالا اور اس کا قیام وہاں لمبا ہو گیا اور اس پر قبضہ کرنے کے متعلق اس کی امید بڑھ گئی پس محمد بن عباد نے امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کو مخاطب کیا کہ وہ اندلس میں اسلام کی مدد کرنے اور طاعیہ سے جہاد کرنے کا اپنا وعدہ پورا کرے اور اہل اندلس کے سب علماء اور خواص نے بھی اس سے خط و کتابت کی تو وہ جہاد کے لئے تیار ہو گیا اور اس نے مراہطین کی فوج کے ساتھ اپنے بیٹے المعز کو سببہ فرغۃ الجواز کی طرف بھیجا۔ پس اس نے وہاں جنگ کی اور ابن عباد کے بحری بیڑوں نے اسے گھیر لیا اور وہ ریح البحر ۱۷۷ھ میں بزور قوت اس میں داخل ہو گئے اور اس نے ضیاء الدولہ کو گرفتار کر لیا اور قید کر کے مغرب کی طرف لے آیا اور اُسے باندھ کر قتل کر دیا اور اپنے باپ کو فتح کا خط لکھا پھر ابن عباد نے اپنی جماعت اور مراہطین کے سمندر کو پار کیا اور جہاد کے لئے نکلتے ہوئے قاسم میں اس سے جنگ کی اور اس کے بیٹے الراضی نے اس کے لئے جزیہ خضراء کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کے جہاد کی چھاؤنی بن سکے پس اس نے مراہطین کی فوجوں اور قبائل مغرب کے ساتھ سمندر کو پار کیا اور ۸۷۹ھ میں جزیہ میں جا اترا اور معتمد بن عباد اور ابن اظہر حاکم بطلیوس نے اس سے جنگ کی اور جلالقہ کے بادشاہ ابن اوفونس نے اس سے جنگ کرنے کے لئے نصرانی اقوام کو اکٹھا کیا اور بطلیوس کے نواح میں زلاقیہ مقام پر مراہطین سے جنگ کی اور مسلمانوں کو ۸۸۱ھ میں اس پر مشہور فتح حاصل ہوئی پھر وہ مراکش لوٹ آیا اور اشبیلیہ میں محمد و مجون بن سیمون بن محمد بن وکورت کی نگرانی کے لئے ایک فوج پیچھے چھوڑ آیا جس کا باپ الحاج کے نام سے معروف تھا اور محمد اس کے خواص اور شرق اندلس میں طاعیہ کو زچ کرنے والے عظیم جرئیوں میں سے تھا اور اس بارے میں امراء طوائف کچھ کام نہ آئے پس ابن الحاج نے جو یوسف بن تاشفین کا جرنیل تھا۔ مراہطین کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی پس انہوں نے سب نصاریٰ کو نہایت بری شکست دی اور مرسیہ کے

حاکم ابن رشیق کو الگ کر دیا اور دانیہ تک پہنچا اور علی بن مجاہد اس کے آگے بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور ناصر بن علناس کے ہاں اتراپس اس نے اس کی عزت افزائی کی اور بلنسیہ کا قاضی ابن جفاف محمد بن الحاج کو قواد بن ذوالنون کے خلاف براہیختہ کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے ساتھ فوج بھیجی اور بلنسیہ پر قبضہ کر لیا اور ابن ذوالنون ۸۵ھ میں قتل ہو گیا اور طاغیہ تک خبر پہنچی تو اس نے بلنسیہ سے جنگ کی اور مسلسل اس کا محاصرہ کئے رکھا یہاں تک کہ ۸۵ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر مراہطین کی فوجوں نے اُسے چھڑا لیا اور یوسف بن تاشفین نے امیر مزدلی کو اس کا حاکم مقرر کیا اور یوسف بن تاشفین ۸۶ھ میں دوبارہ بلنسیہ گیا تو وہاں کے امرائے طوائف نے محسوس کیا کہ وہ ان پر عیب لگاتا ہے تو انہوں نے اس کی ملاقات کو گراں محسوس کیا کیونکہ ان پر تاوان اور ٹیکس لگائے گئے تھے۔ پس وہ ان کے متعلق غمگین ہوا اور ٹیکسوں کو اٹھا کر انصاف کرنے کا عہد کیا پس جب وہ چلا گیا تو ابن عباد کے سوا سب اس سے الگ ہو گئے کیونکہ اس نے اس کی ملاقات میں جلدی کی تھی اور اُسے بہت لوگوں کے متعلق اکسایا تھا پس اس نے ابن رشیق کو گرفتار کر لیا پس ابن عباد نے اس عداوت پر قدرت حاصل کر لی جو ان دونوں کے درمیان پائی جاتی تھی اور اس نے مرہ کی طرف فوج بھیجی تو ابن جفاف وہاں سے بھاگ گیا اور بجایہ میں ناصر بن منصور کے ہاں اتر اور طوائف کے بادشاہوں نے اس کی فوج کو مدد دینے پر اتفاق کیا تو اس کی نظر بگڑ گئی اور مغرب اور اندلس کے فقہا اور اہل شوریٰ نے اسے ان کو معزول کرنے اور ان سے حکومت چھین لینے کا فتویٰ دیا اور اہل مشرق میں سے اس کی طرف یہ فتوے لے کر جانے والے غزالی اور طروش جیسے علماء تھے پس وہ غناطہ کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم عبید اللہ بن بلکین بن بادیس اور اس کے بھائی تمیم کو مالقہ سے معزول کر دیا کیونکہ وہ دونوں یوسف بن تاشفین کی عداوت میں طاغیہ کے ساتھ شامل تھے اور ان دونوں کو مغرب کی طرف بھیج دیا پس اس موقع پر ابن عباد اس سے خوف زدہ ہو گیا اور اس کی ملاقات سے متنبض ہوا اور ان دونوں کے درمیان شکایات پھیل گئیں اور یوسف بن تاشفین سعبہ کی طرف گیا اور وہاں پر ٹھہر گیا اور امیر سیر بن ابی بکر بن محمد و رکوت کو اندلس کی امارت دے کر بھیج دیا پس وہ وہاں سے چلا گیا اور ابن عباد اس کے استقبال کو نہ آیا تو اس بات نے اسے ناراض کر دیا اور اس نے اس سے امیر یوسف کی اطاعت اور امارت چھوڑنے کا مطالبہ کیا تو ان کے درمیان فساد پیدا ہو گیا اور وہ اس کی تمام عملداری پر غالب آ گیا اور اولاد مامون کو قرطبہ سے اور یزید الراضی کو رندہ اور قرمونہ سے برطرف کر دیا اور ان سب علاقوں پر قابض ہو گیا اور انہیں قتل کر دیا اور اس نے اشبیلیہ جا کر معتد کا محاصرہ کر لیا اور اس کا ناطقہ بند کر دیا اس نے طاغیہ سے مدد طلب کی اور اُس نے اس محاصرہ سے اسے چھڑانے کا ارادہ کیا مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا اور لتونہ کے دفاع نے اس کی قوت کو کمزور کر دیا تھا اور مراہطین ۸۴ھ میں اشبیلیہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور اس نے معتد کو گرفتار کر لیا اور اُسے قیدی بنا کر مراکش لے آیا اور وہ ۸۷ھ میں اغمت میں اپنے مرنے تک یوسف بن تاشفین کی قید میں رہا پھر وہ بطیوس کی طرف چلا گیا۔ تو اس کے حاکم عمر بن افطس کو گرفتار کر لیا اور ۸۹ھ میں عید الاضحیٰ کے روز اُسے اور اس کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا۔ کیونکہ اُسے صحیح طور پر معلوم ہو چکا تھا کہ یہ طاغیہ کے ساتھ شامل ہیں اور یہ کہ وہ اُسے بطیوس کا بادشاہ بنادیں گے پھر ۹۰ھ میں یوسف بن تاشفین تیسری بار گیا اور طاغیہ نے اس پر چڑھائی کی پس اس نے محمد بن الحاج کی نگرانی کے لئے مراہطین کی فوجیں بھیجیں اور نصاریٰ اس کے سامنے شکست کھا گئے اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا پھر امیر یحییٰ

بن ابی بکر بن یوسف بن تاشفین ۹۳ھ میں گیا تو محمد بن الحجاج سیر بن ابی بکر اس کے ساتھ مل گیا اور طوائف کے ملک کے ہاتھوں سے اندلس کے تمام علاقے کو حاصل کر لیا اور المستعین بن ہود کے ہاتھ میں نصاریٰ کا ہاتھ پکڑنے کی وجہ سے سر قلعہ کے سوا اور کوئی علاقہ باقی نہ رہا اور حاکم بلنسیہ امیر مزدی نے برشلونہ شہر سے جنگ کی اور اس میں خوب خونریزی کی اور وہاں تک پہنچا جہاں پر اس سے قبل کوئی نہ پہنچا تھا۔ پھر واپس آ گیا اور یوسف بن تاشفین کی حکومت میں بلاواندلس کا انتظام ہو گیا اور طوائف کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا کہ گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھی اور یوسف بن تاشفین اندلس کے دونوں کناروں پر قابض ہو گیا اور مراہطین کو پے در پے بار بار شکستیں ہونے لگیں اور اس نے امیر المسلمین کا نام پایا اور مستنصر عباسی خلیفہ بغداد کو مخاطب کیا اور اس کی طرف عبداللہ بن محمد العرب المعانی الاشعیری اور اس کے بیٹے قاضی ابوبکر کو بھیجا تو انہوں نے نہایت نرمی سے اچھے رنگ میں بات کو اس تک پہنچا دیا اور خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے مغرب اور اندلس کی امارت دے دے تو اس نے اُسے امارت دے دی اور یہ بات خلیفہ کے ایک خط میں ہے جسے لوگ ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں اور امام غزالی اور قاضی ابوبکر طرطوشی نے اُسے عدل و انصاف کرنے اور بھلائی سے تمسک کرنے کی ترغیب دی اور ملک طوائف کے حکم الہی کے مطابق فتوے دیئے پھر یوسف بن تاشفین ۹۹ھ میں چوتھی بار اندلس آیا اور اس سے قبل بنی حماد کے حالات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ منصور بن ناصر نے ۹۷ھ میں تلمسان پر اس فتنہ کی وجہ سے چڑھائی کی جو اس کے اور تاشفین بن مختمر کے درمیان پیدا ہوا تھا اور اس نے ان کے اکثر بلاد کو فتح کر لیا تھا۔ پس یوسف بن تاشفین نے اس سے صلح کی ۹۷ھ میں تاشفین کو تلمسان سے ہٹا کر اسے راضی کیا اور ان دونوں کی طرف بلنسیہ سے مزدی کو بھیجا اور اس کے بدلہ میں ابوجمہ بن فاطمہ کو بلنسیہ کی امارت دی اور بلاانصرانیہ میں اس نے بہت جنگیں کیں اور پانچویں صدی کے سر پر یوسف فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے علی بن یوسف نے سنبھالا جو بہترین بادشاہ تھا اور اس کا دور امن و امان کا دور تھا اور اس کی حکومت کفر پر غالب تھی اور وہ اندلس گیا اور اس نے دشمن کے علاقوں میں خوب خونریزی کی اور انہیں قتل کیا اور قیدی بنایا اور اندلس پر امیر تمیم کو حاکم بنایا اور طاعیہ نے امیر تمیم کے لئے اکٹھا کیا تو تمیم نے اُسے شکست دی پھر علی بن یوسف ۳۳ھ میں اندلس گیا اور طلیطلہ سے جنگ کی اور بلاانصرانیہ میں خونریزی کی اور واپس آ گیا اور اس کے بعد ابن رد میر نے سر قسطہ کا ارادہ کیا اور ابن ہود اس کے مقابلہ میں نکلا پس مسلمانوں نے شکست کھائی اور ابن ہود شہید ہو گیا اور ابن رد میر نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اہل شہر نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ پھر ۹۷ھ میں برقہ کا واقعہ پیش آیا اور اہل جنوہ نے اس پر غلبہ پالیا اور اسے خالی کر دیا۔

پھر اس کی دوبارہ آبادی مراہطین کے جنرل مرناقا قرطس کے ہاتھوں ہوئی جیسا کہ طوائف کے ذکر میں اس کے متعلق بیان ہو چکا ہے پھر علی بن یوسف کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس کی شان بڑھ گئی اور اس نے اپنے بیٹے تاشفین کو ۲۶ھ میں عرب اندلس کی امارت دے دی اور اسے قرطبہ اور اشبیلیہ میں اتارا اور اس کے ساتھ زبیر بن عمر کو بھیجا اور اس کی قوم کو جمع کیا اور ابو بکر بن ابراہیم مسوقی کو شرق اندلس کی امارت دی اور اسے بلنسیہ میں اتارا اور وہ ابن خفاجہ کا مدد و اور ابوبکر بن ماجہ جو حکیم بن الصالح کا نام سے مشہور ہے مخدوم تھا اور اس نے ابن غانیہ مسوقی کو شرقی جزائر دانیہ اور میورقہ کی امارت دی اور اس کا دور ٹھیک ٹھاک رہا اور اس کی حکومت کے چودھویں سال امام مہدی کا ظہور ہوا جو موحدین کی دعوت کا منتظم تھا اور صاحب علم و

فتویٰ اور تدریس تھا نیز مکی کا حکم کرنے والا اور بدی سے روکنے والا تھا۔ اس وجہ سے اُسے فاسقوں اور ظالموں کی طرف سے بجایہ تلمسان اور کناسہ میں تکالیف پہنچیں اور امیر علی بن یوسف نے مناظرہ کے لئے بلایا تو وہ اس کی مجلس میں اپنے مد مقابل فقہا پر غالب آگیا اور اپنی قوم ہرغہ کے پاس چلا گیا جو مصادمہ میں سے تھی اور علی بن یوسف نے اس کے نظریہ کو سمجھ لیا اور اس کی تلاش کی اور ہرغہ سے اس کے حاضر کرنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انکار کر دیا پس اس نے ان کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس پر ٹوٹ پڑی اور ہستانہ اور تمیل نے اس کو پناہ دینے اور اس سے وعدہ وفا کی قسم کھائی جیسا کہ ان کی حکومت کے بعد اس کا ذکر ہوگا اور مہدی ۲۴ھ میں فوت ہو گیا اور عبدالمؤمن بن علی الکوی نے جو مہدی کے اصحاب میں سے بڑا تھا اور اس نے اس کے متعلق وصیت بھی کی تھی اس کے کام کو سنبھالا اور مصادمہ کا اتفاق ہو گیا اور انہوں نے کئی مراکش سے جنگ کی اور اندلس میں لتونہ کی ہوا کھڑ گئی اور موحدین کی حکومت غالب آ گئی اور مغرب کے بربروں میں ان کی بات پھیل گئی اور علی بن یوسف ۷۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے تاشفین نے اس کی حکومت سنبھالی اور اندلس کے دونوں کناروں نے اس کی بیعت و اطاعت کی جیسے کہ انہوں نے موحدین کی حکومت کی مضبوطی کے وقت کیا تھا اور اس کی شوکت بڑھ گئی اور وہ اس کی تلاش میں اصراف کرنے لگے اور عبدالمؤمن نے جبال مغرب میں عظیم جنگ لڑی اور تاشفین اپنی فوجوں کے ساتھ میدانوں میں گیا۔ یہاں تک کہ تلمسان میں اتر اور عبدالمؤمن اور موحدین نے کھف الضحاک میں اس کا مقابلہ کیا جو جبل تیبری کی دو چٹانوں کے درمیان ہے اور وہاں اسے یحییٰ بن عبدالعزیز حاکم بجایہ نے اپنے جرنیل طاہر بن کباب کے ساتھ ضہاجہ کی مدد بھیجی اور انہوں نے بڑے شوق کے ساتھ موحدین کی مدافعت کی اور ان پر غالب آ گئے اور طاہر ہلاک ہو گیا اور ضہاجیوں نے جنگ کی اور تاشفین لب بن میمون کی مصالحت کی اور ان پر غالب آ گئے اور طاہر ہلاک ہو گیا اور ضہاجیوں نے جنگ کی اور تاشفین لب بن میمون کی مصالحت سے جو بحری بیڑے کا سالار تھا دہران کی طرف بھاگ گیا اور موحدین نے اس کا تعاقب کیا اور ملک کی ناکہ بندی کر دی کہا جاتا ہے کہ وہ ۴۳ھ میں فوت ہو گیا اور مغرب اوسط پر موحدین غالب آ گئے اور انہوں نے لتونہ سے جنگ کی پھر مراکش میں اس کے بیٹے ابراہیم کی بیعت ہوئی تو لوگوں نے اسے کمزور اور عاجز پایا تو وہ دسمبر دار ہو گیا اور اس کے چچا اسحاق بن علی بن یوسف بن تاشفین کی بیعت کی گئی۔ اس طرح موحدین مغرب پہنچے اور تمام بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا پس وہ اپنے خواص کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو موحدین نے انہیں قتل کر دیا اور عبدالمؤمن اور موحدین ۵۵ھ میں اندلس گئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور امراء لتونہ اور ان کے دیگر لوگوں سے جنگ کی اور وہ ہر طرف بھاگ گئے اور جزائر شرقیہ، مہرقہ، منورقہ اور یالبہ میں شکست ہوئی۔ یہاں تک کہ اس کے بعد انہوں نے افریقہ کی جانب نئے سرے سے حکومت بنائی۔ واللہ غالب علی امرہ

باب: ۲۲

مرابطین ابن غانیہ کی حکومت

قابلس اور طرابلس میں

مرابطین کے باقی ماندہ لوگوں میں ابن غانیہ کی حکومت کے حالات اور قابلس اور طرابلس کی طرف جو اسے ملک و سلطنت حاصل تھی اس کا بیان اور موحدین پر اس کی چڑھائی اور قرآنش الغزی کا اس کی مدد کرنا اور اس کا آغاز و انجام

اور مرابطین کی حکومت کا آغاز کذا لہ سے ہوا۔ جو ہشتمین کے قبائل میں سے ہے یہاں تک کہ یحییٰ بن ابراہیم فوت ہو گیا تو ان کا اپنے امام عبداللہ بن یاسین پر اختلاف ہو گیا اور وہ ان کو چھوڑ کر لتونہ کی طرف آ گیا اور اسے نے اپنی دعوت کو چھوڑ دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے زہد و عبادت کو اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے یحییٰ بن عمر اور ابو بکر بن عمر کے داعی کو جو بنی درتالطو لتونہ کے سردار گھرانے میں سے تھا جواب دے دیا اور ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے ان کی اتباع کی اور اس کے ساتھ دیگر ہشتمین کے قبائل نے بھی کوشش کی اور مسوقہ میں سے بہت سے آدمی مرابطین کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے اور انہیں اس وجہ سے اس حکومت میں ریاست اور غلبے سے حاصل تھا اور یحییٰ مسوقی ان کے جوانوں اور بہادروں میں شامل تھا اور اپنی قوم میں اپنے مرتبہ کی وجہ سے یوسف بن تاشفین کے ہاں بھی اُسے تقدیم حاصل تھا اتفاق سے اس نے ایک لڑائی میں لتونہ کے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ پس دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور وہ صحرا کی طرف بھاگ گیا اور یوسف بن تاشفین نے مقتول کا فدیہ اور دیت دی اور علی کو کئی سال غائب رہنے کے بعد اس کی فراگاہ سے واپس بلا لیا اور اس کا نکاح اپنے گھرانے کی ایک عورت غانیہ سے کر دیا کیونکہ غانیہ سے باپ نے اسے یہی وصیت کی تھی پس غانیہ نے یوسف بن تاشفین کی کفالت میں اس سے محمد اور یحییٰ کو جنم دیا اور علی بن یوسف نے ان امور میں ان دونوں کے حق کا پاس کیا اور یحییٰ کو غربی اندلس کی امارت دی اور اسے قرطبہ میں اتارا اور محمد کو ۵۲۰ھ میں جزائر شرقیہ میورقہ منورقہ اور یاسہ

کی امارت دی اور اس کے بعد مرابطین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اندلسی وفد عبدالمؤمن کے پاس گیا اور اس نے ان کے ساتھ ابواسحاق براق بن محمد مصمودی کو بھیجا جو موحدین کے جوانوں میں تھا اور اُسے لتونہ کی جنگ کا امیر بنایا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ پس اس نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا اور یحییٰ بن علی بن غانیہ کی اطاعت کا تقاضا کیا اور اُسے قرطبہ چھوڑ کر جمال اور قلیعہ جانے کو کہا۔ پس وہ قرطبہ سے غرناطہ چلا گیا اور وہاں کے لوگوں کو لتونہ کی اطاعت ترک کرنے اور موحدین کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کرنے لگا اور ۳۳ھ میں وہیں فوت ہو گیا اور مقبرہ بادیس میں دفن ہوا اور محمد بن علی اپنی وفات تک والی بنا رہا اور اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے عبد اللہ نے سنبھالی پھر وہ فوت ہوا تو اس کے بھائی اسحاق بن محمد بن علی نے حکومت کو سنبھالا اور بعض کہتے ہیں کہ اسحاق بیٹے محمد کے بعد والی بنا اور اس نے اپنے بھائی عبد اللہ کو اس غیرت کی وجہ سے قتل کر دیا کہ اس کے باپ کے ہاں اُسے قدر و منزلت حاصل ہے پس اس نے دونوں کو بہ یک وقت قتل کر دیا اور خود کو حکومت کے لئے مخصوص کر لیا یہاں تک کہ ۵۸۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے آٹھ لڑکے چھوڑے جو یہ تھے۔ محمد، علی، یحییٰ، عبد اللہ، غانی، سیر، منصور اور جبارہ۔ پس اس کے بعد محمد نے حکومت سنبھالی اور جب یوسف بن عبد المؤمن بن علی ابن الرتیر کی طرف ان کی اطاعت کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے گیا۔ تو اس کی پذیرائی اس کے بھائیوں کو ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور قید کر دیا اور اسکے بھائی علی بن محمد بن علی نے حکومت سنبھال لی اور ابن الرتیر کو اس کے بھیجے والے کی طرف واپس کرنے میں دیر کرنے لگے اور جب انہیں یہ خبر ملی کہ خلیفہ یوسف قسری بارسش کے جہاد میں شہید ہو گیا ہے تو وہ اس کے اور بحری بیڑے کے درمیان حائل ہو گئے اور اس کے بیٹے یعقوب نے حکومت سنبھالی اور انہوں نے ابن الرتیر کو قید کر لیا اور وہ ان کے بحری بیڑے میں ۳۲ ٹکڑیوں میں بٹ کر سمندر میں سوار ہو گئے اور اس کے ساتھ اس کے بھائی یحییٰ عبد اللہ اور غانی بھی سوار ہو گئے اور اس نے میورقہ پر اپنے چچا ابن الرتیر کو حاکم مقرر کیا اور بجایہ کی طرف چل پڑے اور رات کو اہل بجایہ کی غفلت میں ان کے پاس آ گئے۔ اس وقت بجایہ کا حاکم ابوالبرج بن عبد اللہ بن عبد المؤمن تھا اور باہمیلول اس کے باہر کے راستے میں تھا۔ پس اہل شہر نے اسے نہ روکا اور انہوں نے صفر ۸۱ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور سید ابوموسیٰ بن عبد المؤمن کو وہیں قید کر دیا۔ جو افریقہ سے واپسی پر مغرب جانے کا قصد کئے ہوئے تھا اور انہوں کے دارالامراء اور موحدین کے پاس جو کچھ تھا اکٹھا کر لیا اور اس نے مراکش کے قاصد کو قلعہ کا منتظم بنایا جو بجایہ کی خبریں حاصل کرتا تھا پس وہ واپس آ گیا اور سید ابوالبرج کی مدد کی اور علی بن غانیہ نے ان دونوں پر چڑھائی کر کے ان کو شکست دی اور ان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور ان کو قیدی بنالیا اور انہیں تلمسان لے گیا پس یہ دونوں وہاں سید ابوالحسن بن ابی حفص بن عبد المؤمن کے ہاں اترے اور وہ تلمسان کے مضبوط کرنے اور اس کی فصیلوں کی مرمت کروانے میں مصروف ہو گیا اور یہ دونوں حاکم تلمسان کی طرف سے سید یردمان اسکرہ کے ہاں ٹھہرے اور علی بن محمد بن غانیہ نے اموال میں خیانت کی اور انہیں ذوبان العرب اور ان کے ساتھ مل جانے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور جزیرہ کی طرف کوچ کر گیا اور اُسے فتح کر لیا اور وہاں پر یحییٰ ابن ابوطحہ کو حاکم بنایا پھر اس نے ماورونہ کو فتح کیا اور ملیانہ تک پہنچ گیا اور اسے بھی فتح کر لیا اور اس پر بدر بن عائشہ کو حکمران بنایا پھر قلعہ کی طرف گیا اور تین دن اس کا محاصرہ کیا اور اس میں بزدلتوت داخل ہو گیا اور مغرب میں اس کا ایک مشہور خطہ تھا پھر اس نے قسطنطینہ کا قصد

کیا۔ مگر اسے سر نہ کر سکا اور عربوں کے وفود اس کے پاس جمع ہونے لگے تو اس نے ان سے مدد مانگی اور وہ اپنے حلیفوں کے ساتھ آگئے اور جب منصور کو یہ اطلاع ملی تو وہ جنگ سے واپسی پر برستیہ میں تھا اس نے سید ابو زید بن ابی حفص بن عبد المؤمن کی تلاش کے لئے خشکی میں فوجیں بھیجیں اور مغرب اوسط کی امارت دی اور بحری بیڑوں کو سمندر کی طرف بھیجا اور ان کا سالار احمد صفلی تھا اور اس نے ابو محمد بن ابراہیم بن جامع کو اس کی امارت دی اور ہر جہت سے فوجوں نے مارچ کیا اور اہل جزائر نے یحییٰ بن ابوطحہ اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے سید ابو زید کو قاپو کر لیا پس اس نے ان کو شلف میں قتل کیا اور اپنے چچا طلحہ کی مدد کرنے کی وجہ سے معاف کر دیا اور بدر بن عائشہ نے ملیانہ سے لوگوں کو قیدی بنایا اور فوج نے اس کا تعاقب کیا تو وہ اسے دشمن کے آگے آ ملی اور اُسے جنگ کے بعد بربریوں کے ساتھ اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اسے آگے لے جانا چاہتے تھے اور سید ابو زید کے پاس لے آئے۔ تو اس نے اُسے قتل کر دیا اور بحری بیڑہ بجایہ کی طرف بڑھ گیا اور اس نے یحییٰ بن غانیہ پر حملہ کر دیا اور وہ اپنے بھائی علی کی طرف بھاگ گیا۔ کیونکہ اس کا قسطنطنیہ کے محاصرہ کے بعد ایک مقام بن گیا تھا اور اس نے قسطنطنیہ کا ناطقہ بند کر کے اس پر قبضہ کر لیا تھا اور سید ابو زید اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ کے بیرونی راستوں پر اتر اور سید ابو موسیٰ کو اپنی قید سے رہا کر دیا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا پس وہ قسطنطنیہ کو اس پر قبضہ کرنے کے بعد چھوڑ گیا اور صحرا میں بہت دوڑا اور موحدین اس کے تعاقب میں تھے یہاں تک کہ وہ مغرہ اور نفارس پہنچ گئے پھر وہ بجایہ چلے گئے اور وہاں اس نے سید ابو زید سے مدد مانگی اور علی بن غانیہ نے قفسہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور بوق اور قسطنطنیہ سے جنگ کی مگر وہ اسے فتح نہ کر سکا اور طرابلس کی طرف چلا گیا جہاں پر قراش العزیز المظفری موجود تھا اور اس کے جو حالات ابو محمد التجالی نے اپنے سفر نامے میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ صلاح الدین حاکم مصر نے اپنے بھتیجے قتی الدین کو مغرب میں بھیجا کہ اس کے لئے جتنے شہروں کو فتح کرنا ممکن ہو سکتا ہے انہیں فتح کرے تاکہ وہ نور الدین محمود کی حاکم شام کے مطالبہ سے بچنے کے لئے ان میں پناہ لے سکے اور نور الدین کے وزراء میں اس کا چچا صلاح الدین بھی تھا اور انہیں فتح کرنے میں جلدی کی پس وہ اس کے جنگجو دستوں سے ڈر گئے پھر قتی الدین راستے ہی سے قراش ارمنی کے بعد اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ ایک کام کی وجہ سے واپس آ گیا اور ابراہیم بن فراسکین دارالمعظم کے ہتھیاروں کو اپنے آقا ملک معظم بن ایوب برادر صلاح الدین کے لئے چھوڑ کر بھاگ گیا اور قراش شستر یہ چلا گیا اور اُس نے اسے ۸۶ میں فتح کر لیا اور اس میں صلاح الدین اور اپنے استاذ قتی الدین کا خطبہ دیا اور ان دونوں کو زدیلیہ کی فتح کے متعلق لکھا اور ذی خطاب ہواری اس پر غالب آ گیا اور اس نے فزار پر قبضہ کر لیا اور یہ اس کے چچا محمد بن خطاب بن یصلتن بن عبد اللہ بن صعل بن خطاب کی بادشاہی تھی اور وہ ان کا آخری بادشاہ تھا اس کا دار الخلافہ زدیلیہ تھا جو زدیلیہ ابن خطاب کے نام سے مشہور تھا پس اُس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور وہ مسلسل شہروں کو فتح کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور ذباب بن سلیم کے عرب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے ان کے ساتھ جبل نفوسہ پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور عربوں کے اموال کو چھڑا لیا اور ریاہ میں سے زواودہ کے شیخ مسعود بن زمام نے مغرب سے فرار کے وقت اس سے رابطہ پیدا کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور اس نے ان کے عطیے مقرر کئے اور خود طرابلس اور اس کے ماوراء کا بادشاہ بن گیا اور قراش ارمنی میں سے تھا

اور اسے معظمی اور ناصری بھی کہا جاتا تھا کیونکہ وہ ناصر صلاح الدین کے لئے خطبے دیتا تھا اور وہ اپنی دو پہروں میں امیر المؤمنین کا ولی لکھتا تھا اور دو پہر کی علامت اپنے خط سے لکھتا تھا اور خط کے آخر میں وثقت باللہ وحدہ لکھا کرتا تھا اور ابراہیم بن قرائش اس کا ساتھی تھا اور وہ عربوں کے ساتھ قفصہ گیا اور اس نے اس کی تمام منازل پر قبضہ کر لیا اور ذی المرید اور قفصہ کو اذیت دی تو انہوں نے بنی عبدالمومن سے انحراف کی وجہ سے اس شہر پر قبضہ کرنے کا موقع دے دیا اور اس نے اس میں داخل ہو کر عباسی اور صلاح کے لئے خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ منصور نے اسے فتح قفصہ کے وقت قتل کر دیا جیسا کہ ہم موحدین کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے۔

ابن غانیہ کے حالات کی طرف رجوع: اور جب ابن غانیہ طرابلس پہنچا اور قرائش سے ملا تو دونوں نے موحدین کے خلاف مدد کرنے پر اتفاق کیا اور ابن غانیہ عربوں میں سے تمام بنی سلیم اور ان کے پڑوس میں رہنے والے غلام مسوقہ کی طرف ہائل ہو گیا اور انہوں نے اسے اپنی حکومت میں شامل کر لیا اور قبائل ہلال میں سے جسم ریاہ اور اشج وغیرہ جو موحدین کی اطاعت سے منحرف تھے۔ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور زغبہ نے ان کی مخالفت کر کے موحدین کا ساتھ دیا اور وہ بقیہ ایام ان کی اطاعت میں اکٹھے ہو گئے اور ابن غانیہ کو لتونہ اور منونہ میں سے اس کی قوم کی ایک جماعت آ ملی اور اس کی حکومت قائم ہو گئی اور اس علاقے میں نئے سرے سے اس کی قوم کا غلبہ ہو گیا اور اس نے ازسر نو ملک کے قوانین بنائے اور آلات تیار کئے اور البحرید کے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور ان میں دعوت عباسیہ کو قائم کیا پھر اس نے اپنے بیٹے اور کاتب عبدالمومن کو فرسان اللاندلس سے خلیفہ ناصر بن المستنصر کے پاس بغداد بھیجا تا کہ اس کی قوم نے جو مراہطین میں سے تھی پہلے جو بیعت و اطاعت کی تھی اس کی تجدید کرے اور اس سے مدد و اعانت بھی طلب کی تو اس نے پہلے کی طرح اسے قوم کی امارت دے دی اور خلیفہ کے دفتر سے مصر اور شام کی طرف چھٹی لکھی کہ وہاں پر خلیفہ کا نائب صلاح الدین یوسف بن ایوب ہو گا پس وہ مصر آیا تو صلاح نے اُسے قرائش کی طرف چھٹی لکھ دی اور دعوت عباسیہ کے قیام پر دونوں متفق ہو گئے اور ابن غانیہ نے واثق کے محاصرہ میں اس کی مدد کی اور قرائش نے اُسے سعید بن ابوالحسن کے ہاتھ سے لے کر فتح کر لیا اور اس پر اپنے غلام کو حاکم بنایا اور اس میں اپنے ذخائر رکھے پھر وہ وہاں سے قفصہ پہنچا انہوں نے ابن غانیہ کی اطاعت چھوڑ دی تو قرائش نے اس کی مدد کی اور اسے زبردستی فتح کر لیا پھر وہ توزر کی طرف گیا تو قرائش اس کی مدد میں تھا۔ اس نے اسے بھی اسی طرح فتح کر لیا اور جب منصور کو افریقہ میں ابن غانیہ اور بلاد جرد میں قرائش کی کارروائیوں کی اطلاع ملی تو وہ ۸۸ میں مراکش سے اس بیماری کے قلع قمع کے لئے اور جن مقامات پر انہوں نے غلبہ حاصل کیا تھا انہیں بچانے کے لئے اٹھا اور تونس پہنچا اور اسے ان کے غلبہ سے راحت دی اور اپنے ہر اول میں سید ابو یوسف یعقوب بن ابو حفص عمر بن عبدالمومن کو بھیجا اور اس کے ساتھ عمر بن ابی زید بھی تھا جو موحدین کے بڑے لوگوں میں سے تھا۔ پس ابن غانیہ نے اپنی فوج کے ساتھ ان سے جنگ کی اور موحدین شکست کھا گئے اور ابن ابی زید کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور علی بن الربر تیر دوسرے لوگوں کے ساتھ قید ہو گیا اور دشمن کی املاک ان کے کپڑوں اور سامان سے بھر گئیں اور لوگ جلدی سے تونس پہنچے اور منصور ان کی طرف گیا اور شعبان میں الحامہ کے باہر ان پر حملہ آور ہو گیا اور ابن غانیہ اور قرائش حومتہ الوقر میں بھاگ گئے اور وہ جلدی سے اہل قابس کے پاس گیا اور قابس ابن

غانیہ کو چھوڑ کر خالصہ قرائش کا تھا۔ پس انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے سب اصحاب کے بھی فرمانبرداری اختیار کی پس وہ مراکش آئے اور منصور نے توڑ کا قصد کیا تو اس میں ابن غانیہ کے جو اصحاب موجود تھے انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور وہاں کے باشندوں نے بھی اطاعت کرنے میں جلدی کی پھر اس نے قفصہ واپس آ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور وہاں پر جو فوج تھی قتل ہو گئی اور ابراہیم بن فراتکین بھی قتل ہو گیا اور اس نے دوسرے مددگاروں پر احسان کر کے انہیں رہا کر دیا اور اہل شہر کو امان دی اور ان کی املاک کو مساقاۃ کے حکم میں ان کے پاس رہنے دیا۔ پھر اس نے عربوں سے جنگ کی اور ان کو لوٹا اور اکٹھا کر لیا یہاں تک کہ وہ اس کی اطاعت پر مستقیم ہو گئے اور ذوالمراس جو ان میں بڑا فتنہ پرور اور مخالف تھا۔ جنم ریاہ اور عاصم سے قبل مغرب کی طرف بھاگ گیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ۸۴ھ میں منصور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ابن غانیہ اور قرائش بھی بلاد الجریڈ پر چڑھائی کرنے کی حالت کی طرف واپس آ گئے یہاں تک کہ علی ۸۴ھ میں نفرادہ کے ساتھ ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا۔ اسے ایک نامعلوم آدمی کا تیر آ لگا جس نے اسے ہلاک کر دیا اور اُسے وہیں دفن کر دیا گیا اور اس کی قبر کو مٹا دیا گیا اور اس کے اعضاء کو میوزقہ لا کر دفن کر دیا اور اس کے بھائی یحییٰ بن اسحاق بن محمد بن غانیہ نے حکومت سنبھالی اور اپنے بھائی علی کے طریق کے مطابق قرائش کی مدد اور دوستی کے لئے گیا اور پھر ۸۶ھ میں قرائش نے موحدین کی اطاعت اختیار کر لی تو یہ ان کی طرف تونس میں ہجرت کر گیا اور سید ابو زید بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اسے قبول کر لیا اور یہ اس کے ساتھ کئی روز تک مقیم رہا پھر بھاگ کر قابس آ گیا اور فریب کاری سے اس میں داخل ہو کر ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ذباب اور کعب کے اشیاء پر جو بنی سلیم سے تھے حملہ کر کے ان میں سے ستر آدمیوں کو قصر العروین میں قتل کر دیا۔ جن میں محمود بن طرق ابو الحامید اور حمید بن جاریہ ابو الجواری بھی شامل تھے اور پھر اس نے طرابلس پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا۔ اور بلاد الجریڈ کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کے اور یحییٰ بن غانیہ کے درمیان فساد پیدا ہو گیا اور یحییٰ اس کی طرف گیا تو قرائش نے جلدی کی اور جبال چلا گیا اور ان میں گھس گیا پھر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور دو ان میں اتر اور ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ ابن غانیہ سے اس کے بعد کچھ مدت تک اس کا محاصرہ کیا اور ذباب کے بدلہ لینے والوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے بیٹے کو موحدین کے عوض میں قتل کر دیا اور یہ مستنصر کی حکومت تک حضرۃ میں رہا۔ پھر دو ان کی طرف بھاگ گیا اور فتنہ برپا کرنے لگا۔ تو کام کے بادشاہ نے ۵۵۶ھ میں اسے قتل کرنے کے لئے آدمی بھیجا اب ہم پھر ابن غانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ابن غانیہ الجریڈ پر غالب آ گیا اور یاقوت دستبردار ہو گیا۔ پس قرائش نے اس کو نکال باہر کرنے کے لئے آدمی مقرر کیا۔ التیجانی نے اپنے سفر نامے میں اسی طرح بیان کیا ہے اور یاقوت طرابلس چلا گیا اور وہاں پر ابن غانیہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کا محاصرہ طویل ہو گیا اور یاقوت نے مدافعت میں بہت زور لگایا اور یحییٰ نے میوزقہ کے بحری بیڑے کو بھیجا تو اُسے اس کے بھائی عبداللہ نے بحری بیڑے کے دودوستوں سے مدد دی پس وہ طرابلس پر غالب آ گیا اور اس نے یاقوت کو میوزقہ کی طرف بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا یہاں تک کہ موحدین نے اسے پکڑ لیا۔

میورقہ کے حالات: اور میورقہ کے حالات یہ ہیں کہ جب علی بن غانیہ بجایہ کی فتح کے لئے گیا۔ تو اس نے اپنے بھائی محمد اور علی بن البربر تیر کو اپنے قید خانوں میں چھوڑ دیا پس جب اولاد غانیہ اور بہت سے الحامیہ سے فضا صاف ہوئی تو اہل جزیرہ کے قلعے سے ایک گروہ البربر تیر کے پاس گیا اور وہ محمد کی دعوت میں پُر جوش ہو گئے اور القصبیہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہاں کے باشندوں نے ان سے محمد بن اسحاق کے رہا کرنے پر مصالحت کی پس وہ اپنے قید خانے سے رہا ہوا۔ تو حکومت اس کی ہو گئی اور وہ موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا اور علی بن البربر تیر کے ساتھ یعقوب، منصور کے پاس گیا اور عبد اللہ بن اسحاق ان کی مخالفت کر کے میورقہ کی طرف چلا گیا وہ افریقہ سے سمندر پر سوار ہو کر صقلیہ گیا اور انہوں نے اسے بحری بیڑے سے مدد دی اور وہ اس وقت میورقہ پہنچا جب اس کا بھائی منصور کے پاس پہنچا پس اس نے میورقہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ اس کا والی رہا اور اس نے اپنے بھائی علی کو طرابلس میں مدد بھیجی جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور انہوں نے اس کی طرف یا قوت کو بھیجا پس اس نے اسے بزور قوت قید کر دیا یہاں تک کہ ۹۹ میں موحدین اس پر غالب آ گئے اور یہ قتل ہو گیا اور یا قوت مراکش چلا گیا اور وہیں فوت ہوا اور جب ابن غانیہ طرابلس سے فارغ ہوا تو تاشیفین نے اپنے عمار غانی کو اس کا حاکم بنایا اور اس نے قابس کا قصد کیا تو وہاں پر موحدین کے عامل ابن عمر تافراکین کو پایا۔ جسے حاکم تونس شیخ ابوسعید بن ابی حفص نے ان کے پاس بھیجا تھا پس وہاں کے باشندوں نے اس سے استدعا کی کیونکہ قرافس کا نائب ان کے پاس سے بھاگ گیا تھا کہ ابن غانیہ کو طرابلس میں گرفتار کیا جائے پس اس نے قابس سے جنگ کی اور اس کا ناظمہ بند کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اس شرط پر اس سے امان طلب کی کہ وہ ابن یافراس کا راستہ چھوڑ دے تو اس نے اس بات پر ان سے صلح کر لی اور انہوں نے اُسے شہر پر قبضہ کروا دیا۔ پس اس نے ۹۱ میں قابس پر قبضہ کر لیا اور انہیں ساٹھ ہزار دینار تاوان ڈالا اور اس نے ۹۷ میں مہدیہ کا قصد کیا اور اس پر غالب آ گیا اور وہاں پر باغی محمد بن عبد الکریم الکربابی کو قتل کر دیا گیا۔

محمد بن عبد الکریم کے حالات: یہ مہدیہ میں پروان چڑھا اور وہاں کی مرتد فوج میں شامل ہو گیا۔ یہ کوئی الاصل تھا اور بہت دلیر تھا پس اس نے اپنے لئے پیادوں اور سواروں کو جمع کیا اور اطراف کے مفسد اعراب پر غارت گری کرنے لگا پس اس نے ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی اور اس کے بعد یہ اس کام سے اکتا گیا اور لوگ اسے دعائیں دینے لگے اور ابوسعید بن ابی حفص منصور منصور کی حکومت کے آغاز میں افریقہ آیا اور اس نے مہدیہ پر اس کے بھائی یونس کو حاکم بنایا اور محمد بن عبد الکریم نے غنائم میں سے دو حصے طلب کئے تو اس نے انکار کیا۔ تو اس نے اسے اذیت دی اور قید کی سزا دی پس انہوں نے خفیہ طور پر عبد الکریم کے خلاف بغاوت کی سکیم بنائی اور اس میں اس کے خواص بھی شامل تھے اور اس نے خالص سونے کے پانچ سو دینار فدیہ دے کر اسے چھڑایا اور مہدیہ عبد الکریم کے بیٹے کو حاکم بنادیا اور اس نے اپنی دعوت دینی شروع کر دی اور یہ دعوت متوکل علی اللہ تک پہنچی پھر سید ابو زید بن ابی حفص عمر بن عبد المؤمن والی بن کر افریقہ پہنچا اور اس نے ابن عبد الکریم سے ۹۶ میں تونس میں جنگ کی اور حلق الوادی میں اس کی فوج مضطرب ہو گئی اور اس کے مقابلے میں موحدین کی فوجیں آ گئیں پس انہوں نے ان کو شکست دی اور اس نے ان کا لمبا عرصہ محاصرہ کیا پھر انہوں نے اس محاصرہ کو چھوڑنے کی استدعا کی تو اس نے اس کی بات مان لی اور وہاں سے آ کر فاس میں یحییٰ بن غانیہ کا محاصرہ کر لیا اور اس سے مدت تک مقابلہ کیا پھر قفصہ کی

طرف چلا گیا اور ابن غانیہ اس کے تعاقب میں نکلا تو ابن عبدالکریم اس کے آگے شکست کھا گیا اور مہدیہ چلا گیا اور ابن غانیہ نے ۹۷۷ میں ریاست میں اس کا محاصرہ کر لیا اور سید ابوزید نے اُسے فوج کے دودستوں سے مدد دی یہاں تک کہ اس نے ابن عبدالکریم سے دریافت کیا کہ وہ اس کی حکومت کو تسلیم کرے اور وہ اس کے مقابلہ میں نکلا تو ابن غانیہ نے اُسے گرفتار کر لیا اور وہ اس کی قید ہی میں فوت ہو گیا اور ابن غانیہ مہدیہ پر قابض ہو گیا اور اس کے ساتھ طرابلس قابس صفاقس اور البحریدہ بھی اس کے قبضہ میں آگئے پھر یہ افریقہ کی غربی جانب حملہ کرنے گیا اور باجہ سے مقابلہ کیا اور اس پر یحییٰ نصب کر کے اور اُسے بزور قوت فتح کر کے برباد کر دیا اور اس کے عامل عمر بن غالب کو قتل کر دیا اور وہاں کے بھگوڑے اربع اور شہنشاہیہ چلے گئے اور باجہ کو چھتوں سے خالی چھوڑ گئے اور ایک مدت کے بعد یہاں کے باشندے سید ابوزید کی امان پر واپس آئے۔ پس ابن غانیہ نے اس پر چڑھائی کی اور اس سے جنگ کی اور سید ابوالحسن نے بھی جو سید ابوزید کا بھائی ہے اس پر چڑھائی کی اور قسطنطنیہ میں اس سے جنگ کی اور موحدین کو شکست ہو گئی اور وہ ان کے پڑاؤ پر قابض ہو گیا۔ پھر اس نے مسکرہ پر حملہ کیا اور اس پر غالب آ گیا اور وہاں کے باشندوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور اس کے نگران ابوالحسن بن ابولیلی کو گرفتار کر لیا اور اس کے بعد اس نے ملنسہ اور قیردان پر قبضہ کر لیا اور اہل بونہ نے اس کی بیعت کر لی اور وہ مہدیہ کی طرف واپس آ گیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے تونس کے محاصرے کا ارادہ کر لیا اور ۹۹۷ میں اس کی طرف محاصرہ کے لئے گیا اور مہدیہ پر علی بن غانی کو عامل مقرر کیا۔ جو کافی بن عبداللہ بن محمد بن علی بن غانیہ کے نام سے معروف ہے اور تونس کے باہر جبل احمر کے پاس اتر اور اس کا بھائی حلق الوادی میں اتر۔ پھر انہوں نے اپنی فوج سے اُسے تنگی میں ڈال دیا اور اس کی خندق کو پاٹ دیا اور آلات و منجانیق کو نصب کر دیا اور چھٹی صدی کے آخر میں چار ماہ کے حصار کے بعد اس میں داخل ہو گئے اور سید ابوزید اور اس کے ساتھی موحدین کو پکڑ لیا اور اس نے اہل تونس سے ایک لاکھ دینار تاوان لیا اور اس تاوان کی وصولی کے لئے اس نے ان میں سے اپنے کاتب ابن عصفور اور ابو بکر بن عبدالعزیز بن اسکا لک کو ذمہ دار بنایا۔ پس انہوں نے تقاضا کر کے لوگوں کو خوفزدہ کر دیا۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے موت کی پناہ لی اور انہوں نے قتلام بھی کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اسماعیل بن عبدالرفیع تونس کا ایک نبیل تھا اس نے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا کر خودکشی کی اور ہلاک ہو گیا۔ پس اس نے ان سے دوبارہ تقاضا کیا کہ اگر تاوان نہ ادا کیا گیا۔ تو انہیں جلاوطن کر دیا جائے گا اور وہ نفوسہ کی طرف چلا گیا اور سید ابوزید اس کی چھاؤنی میں قید تھا تو اس نے ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اور انہیں دو دو کروڑ دینار تاوان ڈالا اور اس نے رعیت کو بہت تنگ کیا اور اس کی سرکشی بہت بڑھ گئی اور اہل افریقہ کو اس سے اور اس سے قبل ابن عبدالکریم سے جو تکالیف دینی تھیں اور اس نے اس سلسلہ میں ناصر کے ساتھ مراکش میں رابطہ کیا۔ پس اس وجہ سے یہ غضبناک ہو گیا اور ۱۰۶۷ھ میں اس کی طرف کوچ کر گیا اور یحییٰ بن غانیہ کو بھی اطلاع ملی کہ وہ اس کی طرف آ رہا ہے تو وہ تونس سے قیردان اور پھر قفصہ چلا گیا اور عرب اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اسے مدد اور دفاع کے لئے رہن دیئے اور اس نے مغرادہ کے سب قلعوں سے مقابلہ کیا اور ان کو جھکا دیا اور مطاطہ کی طرف منتقل ہو گیا اور ناصرہ تونس قفصہ اور پھر قابس آیا اور ابن غانیہ جبل دمر میں اس سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہو گیا پس وہ اس کو چھوڑ کر مہدیہ میں آ گیا اور پڑاؤ ڈال دیا

اور محاصرہ کے لئے آلہ نصب کیا اور شیخ ابو محمد عبدالواحد بن ابی حفص کو ۶۰۲ھ میں چار ہزار موحدین کے ابن غانیہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے قابس کے نواح میں جبل تاجور میں اس سے جنگ کی اور اس پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی جبارہ بن اسحاق کو قتل کر دیا اور سید ابوزید کو اس کی قید سے رہا کیا پھر مہدیہ کو فتح کیا اور علی بن غانی اس کی دعوت میں مہدیہ گیا۔ پس اس نے اُسے قبول کر لیا اور اس کو بلند رتبہ دیا اور اسے دستور کے مطابق اپنے غلام واصل کے ہاتھ تحائف دیئے اور وہاں پر دو جواہرات سے بنے ہوئے کپڑے تھے وہ بھی اسے دیئے اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا اور ناصر نے مہدیہ پر محمد بن معمور کو حاکم بنایا جو مجاہدین میں سے تھا اور خود تونس واپس آ گیا پھر اس نے غور کیا کہ وہ کس کو افریقہ کی حکومت دے تاکہ وہ اس کے شگافوں کو بند کرے اور اس کا دفاع کرے اور ابن غانیہ اور اس کی فوج کی مدافعت کرے تو اس نے شیخ ابی زید بن ابی حفص کو منتخب کیا اور ۶۰۳ھ میں اُسے افریقہ کی امارت دے دی جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور ناصر مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ابن غانیہ نے تونس میں موحدین کے ساتھ جنگ کی ٹھان لی اور ذوبان العرب میں سے زواوہ وغیرہ کو جمع کر لیا اور ان دنوں زواوہ نے محمد بن مسعود بن سلطیف کو بنی عوف بن سلیم کی خبروں کے ساتھ موحدین کی طرف بھیجا اور بلیسہ کے نواح میں شہور مقام پر دونوں کی جنگ ہوئی اور ابن غانیہ کی فوجیں شکست کھا گئیں اور وہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے عربوں اور ملشین کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف مارچ کیا اور کھلماسہ جا پہنچا اور اس کے پیروکاروں کے ہاتھ لوٹ کے مال سے بھر گئے اور انہوں نے فساد اور خرابی سے زمین کو پھاڑا اور وہ مغرب اوسط تک پہنچ گیا اور زاناتہ کے مفسدوں نے اس سے ساز باز کی اور اُسے بتایا گیا کہ تلمسان کا حاکم سید ابو عمر ان موسیٰ بن یوسف بن عبدالمؤمن ہے پس تاہرت میں ان کی جنگ ہوئی تو ابن غانیہ نے اُسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے پیشرو کو قید کر دیا اور افریقہ کی طرف واپس آ گیا اور حاکم افریقہ شیخ ابو محمد نے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کا راستہ روکا اور ان کے ہاتھوں سے غنائم چھین لیں اور ابن غانیہ جبال طرابلس کی طرف گیا اور اس کا بھائی سیر بن اسحاق مراکش کی طرف ہجرت کر گیا۔ پس ناصر نے اُسے قبول کر لیا اور اس کی عزت کی پھر عرب قبائل میں سے رباح، عوف، ہیث اور ان کے ساتھی بربری قبائل ابن غانیہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے افریقہ میں داخل ہونے کا عزم کر لیا پس شیخ ابو محمد ۶۰۷ھ میں ان پر حملہ کرنے گیا اور ان کے ساتھ جبل نفوسہ میں جنگ کی اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور اس نے ان کے اونٹوں، گھوڑوں اور اسلحہ کو غنیمت میں حاصل کر لیا اور محمد بن غانی اور جوارین اور لیفرن قتل ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی اس کا عمراد بھی قتل ہو گیا۔ جو ابن ابی شیخ بن عساکر بن سلطان کے کامیوں میں سے تھا اور اس روز ہلاکی عربوں میں سے امیر قرۃ ساد بن خلیل بھی قتل ہو گیا۔

ابن خلیل کی حکایت ابن خلیل بیان کرتا ہے کہ اس روز موحدین نے ملشین سے جو غنائم حاصل کیں وہ اٹھارہ ہزار اونٹ تھے۔ اس واقعہ نے اس کی شدت و قوت کو کمزور کر دیا اور قبائل نفوسہ ابن عصفور کو ذلیل کرنے کے لئے جوش میں آ گئے پس اس نے ان کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا اور ابن غانیہ اسے تاوان لینے کے لئے ان کے پاس بھیجا کرتا تھا اور ابو محمد افریقہ کے نواح میں گیا اور اس نے ان کے کپڑوں کو واپس کیا اور ان کے شیوخ کو وہاں کے باشندوں سے پوشیدہ کیا اور ان کے فساد کو ختم

کرنے کے لئے انہیں تونس میں آباد کیا اور افریقہ کے حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ ابو محمد ۱۸۰ھ میں فوت ہو گیا اور ابو محمد نے سید ابو العلاء اور یس بن یونس بن عبد المؤمن کو حاکم بنایا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شیخ ابو محمد کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی حاکم بن گیا تھا۔ پس اس کی وفات کے بعد سور بن عباہ اور نجم متفرق ہو گئے اور اس کی رعیت نے اس پر عیب لگایا اور سید ابو العلاء اس پر حملہ کرنے گیا اور قابس میں اتر اور قصر العرو سین میں ٹھہرا اور اس نے اپنے بیٹے سید ابو زید کو موحدین کی فوج کے ساتھ درج اور عذا میں کی طرف بھیجا اور ایک دوسری فوج کو ابن غانیہ کے محاصرہ کے لئے دوان بھیجا پس اس نے عربوں کو لرزہ بر اندام کر دیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور سید ابو العلاء نے ان کا قصد کیا اور ابن غانیہ الزاب کی طرف بھاگ گیا اور سید ابو زید نے اس کا تعاقب کیا اور مسکرہ سے جنگ کی اور ابن غانیہ فک گیا اور ابن غانیہ نے مختلف قسم کے عربوں اور بربریوں کو جمع کیا اور سید ابو زید نے موحدین اور قبائل ہوارہ میں اس کا تعاقب کیا اور ۲۱۰ھ میں تونس کے باہران کی جنگ ہوئی اور ابن غانیہ اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور بہت سے ملشمن مارے گئے اور موحدین کے ہاتھ غنائم سے بھر گئے اور اس جنگ کے بعد ابو زید کو تونس میں اس کے باپ کی وفات کی خبر ملی پس وہ واپس آ گیا اور بنو حفص کو افریقہ میں ان کے باپ شیخ ابی محمد بن اٹال کے مکان میں لوٹا دیا گیا اور ان میں سے امیر ابو زکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھال لی اور اپنے بھائی ابو محمد عبد سے بھی حکومت لے لی اور یہ امیر ابو زکریا وہ ہے جو قصی خلفاء کا جد ہے اور ابھی افریقہ میں ان کی حکومت پر سکون نہیں ہوئی مگر انہوں نے ابن غانیہ کا بہت اچھا دفاع کیا اور اُسے افریقہ کے اطراف میں بھگا دیا اور آہستہ آہستہ اس نے اپنا ہاتھ اہل افریقہ کو تکالیف دینے سے اٹھالیا اور وہ ہمیشہ ہی عربوں کے ساتھ جنگوں میں بھاگا بھاگا پھرتا رہا اور مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ اور عقبہ کبریٰ میں جا پہنچا جو دیار مصر کی سرحدوں کے ساتھ ہے اور علی بن مذکور حاکم سریقہ اس پر غالب آ گیا۔ جو برقد کی سرحدوں کے ساتھ ہے اور ماہولجہ اور ملیانہ کے مغرادرہ پر ٹوٹ پڑا اور ان کا امیر مندیل بن عبد الرحمن قتل ہو گیا اور اس کے اعضاء کو الجزائر کی فصیل پر صلیب دیا گیا اور وہ فوج سے خدمت لیتا تھا اور جب وہ خدمت سے اکتا جاتی تو اسے چھوڑ دیتا یہاں تک کہ ۵۰ سال امارت کر کے ۳۱۰ یا ۳۱۲ھ میں فوت ہو گیا اور دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کو مٹا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وادی الرجوان میں اریس نے اسے قتل کیا تھا اور اُسے ملیانہ کی طرف وادی شلف میں لے گیا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے صحرائے بادلیں اور مدید میں لے جایا گیا تھا جو بلاد الزاب میں ہے اور اس کے مرنے سے ملشمن کی حکومت لتونہ، مسوقہ اور تمام بلاد افریقہ اور مغرب اور اندلس سے ختم ہو گئی اور اس کی حکومت کے خاتمہ سے ضہاجہ کی حکومت بھی جاتی رہی اور اس نے اپنے پیچھے بیٹیاں چھوڑیں جنہیں اس نے امیر ابو زکریا کے پاس اس کے عہد کی وجہ سے بھجوا دیا۔ امیر ابو زکریا نے ان سے نہایت اچھا سلوک کیا اور ان کی حفاظت کے لئے ایک محل بنایا جو اس عہد میں بھی قصر نبات کے نام سے مشہور ہے اور وہ اس کی نگرانی میں اپنے باپ کی وصایا کے مطابق آسودہ حال ہو کر رہیں کہا جاتا ہے کہ ان کے ایک عمزاد نے ان میں سے ایک کو پیغام نکاح دیا تو امیر زکریا نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اسے کہا کہ یہ تیرا عمزاد ہے اور تیرا زیادہ حق دار ہے۔ اس نے جواب دیا اگر کوئی ہمارا عمزاد ہوتا تو انہی لوگ ہماری کفالت نہ کرتے اور وہ سب کی سب بغیر شادی کے ہی رہیں حالانکہ انہوں نے عمر سے کافی حصہ پایا تھا۔

حصہ یازدہم

میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ان میں سے ایک لڑکی کو اے جے میں دیکھا تھا جو نوے سال سے اوپر کی تھی وہ بیان کرتے تھے کہ میں اُسے ملا تھا۔ وہ بڑی شریف النفس، خوش اخلاق اور آسودہ حال تھی۔ واللسہ وارث الارض و من علیہا۔

اور یہ ملشیمین اور ان کے قبائل اس عہد میں اپنے میدانوں میں ہیں۔ جو سوڈان کے پڑوس میں ہیں اور ان کے اس ریگستان کے درمیان رکاوٹ ہیں جو بلاد بربر میں سے مقدس اور افریقہ کی سرحد ہے اور اس عہد میں وہ مغرب میں بحر محیط کے ساحل سے مشرق میں ساحل نیل تک متصل ہیں اور ان میں سے جو بھی عدد تین کا بادشاہ بن کر کھڑا ہوا ہلاک ہو گیا اور وہ سوقہ اور لتونہ کے قافلے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے جنہیں حکومت کھا گئی اور آفاق و افطار نگل گئے اور غلامی نے انہیں فنا کر دیا اور موحدین کے امراء نے ان سے جنگیں کیں اور ان میں جو صحرا میں باقی رہا وہ اختلاف و انتقام کی وجہ سے اپنے پہلے حال پر رہا اور وہ اب ملوک سوڈان کے مطیع ہیں اور انہیں خراج دیتے ہیں اور ان کی فوجوں میں جاتے ہیں اور اس کی بنیادیں بلاد سوڈان سے مشرق تک، عرب کے سلع کے مناظر سے بلاد مغربین اور افریقہ تک ملی ہوئی ہیں پس ان میں سے کدالہ، سوس، اقصیٰ کے مغرب میں ذوی حسان، بن معقل کے سامنے ہے اور لتونہ اور تریکہ ذوی منصور اور ذوی عبد اللہ بن معقل بھی اسی طرح مغرب اقصیٰ کے عرب ہیں اور سوقہ زغبہ کے سامنے ہے جو مغرب اوسط کے عرب ہیں اور لمطہ، ریاح کے مقابلہ میں ہیں جو الزاب، بجایہ اور قسطنطینہ کے عرب ہیں اور تادکا، سلیمہ کے مقابلہ میں ہیں۔ جو افریقہ کے عرب ہیں اور ان کے اکثر مویشی اونٹ ہیں جو ان کی معاش اور بوجھ اٹھانے اور سواری کے کام آتے ہیں اور گھوڑے ان کے پاس کم ہوتے ہیں یا بالکل ہی نہیں ہوتے اور وہ سب رفتار اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور ان کا نام نجیب رکھتے ہیں اور انہیں پر سوار ہو کر جنگ کرتے ہیں اور ان کی چال تیز ہوتی ہے جو دوڑ کے قریب ہوتی ہے اور بعض اوقات عربوں میں سے اہل قبض ان سے جنگ کرتے ہیں۔ خصوصاً بنو سعید جو ریاح کے جنگل میں رہتے ہیں۔ پس زیادہ یہی عرب ان کے علاقوں میں جنگ کرتے ہیں اور جو ان کے ساتھ جو اس کولوٹ لیتے ہیں اور انہیں مغایر کی وادیوں میں تیر مارتے ہیں اور جب سیاح ان کے قبیلوں میں آتے ہیں اور یہ ان کے تعاقب میں سوار ہو جاتے ہیں تو ان کے شہروں سے جدا ہونے سے قبل ہی انہیں پانیوں پر روک لیتے ہیں اور وہ ان سے بچ نہیں سکتے اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی ہے پس عرب ان کے حملوں سے کوشش کے بعد ہی بچ سکتے ہیں اور ان میں سے بعض ہلاک ہو جاتے ہیں اور جب ہمارے سامنے ملوک سوڈان کی بات ہو گئی تو ہم ان کے اس عہد کے بادشاہوں کا ذکر کریں گے جو ملوک مغرب کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ وتعو من تشاء۔

باب: ۲۳

ملوک سوڈان

ملشمنین سے پرے مغرب کے پڑوس میں رہنے والے
ملوک سوڈان کے حالات و واقعات اور ان کی حکومت
کے متعلق ہم تک پہنچنے والے واقعات کا مختصر بیان
درج کیا جاتا ہے

یہ سوڈانی قومیں دوسرے براعظم کی رہنے والی ہیں۔ جو پہلے براعظم کے پیچھے آخر تک رہتی ہیں بلکہ معمورہ کے آخر تک مغرب اور مشرق کے درمیان متصل ہیں اور مغرب اور افریقہ میں بلادِ بربر کے پڑوس میں اور وسط میں بلادِ یمن و حجاز اور بصرہ اور اس کے پیچھے مشرق میں بلادِ ہند میں رہتی ہیں اور ان کی کئی اقسام اور کئی قبیلے ہیں اور زنگ حبشہ اور نوبہ ہیں اور ان میں سے اہل مغرب کا ذکر ہم ان کا نسب بیان کرنے کے بعد کرنے والے ہیں۔

پس بنو حام بن نوح جو حبش میں رہتے ہیں۔ حبش بن کوش بن حام کی اولاد میں سے ہیں اور نوبہ بن کوش بن کنعان بن حام کی اولاد میں سے ہیں جیسا کہ مسعودی نے بیان کیا ہے اور ابن عبد البر کہتا ہے کہ وہ نوب بن قوط بن مصر بن حام کی اولاد میں سے ہیں اور زنگ زنجی بن کوش کی اولاد میں سے ہیں اور باقی ماندہ سوڈانی قوط بن حام ہے اور ابن سعید نے ان کے سترہ قبائل و اہم کو شمار کیا ہے اور ان میں سے زنگی مشرق میں بحر ہند کے کنارے پر رہتے ہیں جن کا شہر فقیہ ہے اور وہ بحوسی ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا غلام معتد کی خلافت میں زنگی لے پالک کے ساتھ اپنے سادات پر غالب آ گیا تھا اور سعید کہتا ہے کہ ان کے پاس بربری رہتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر امراء القیس نے اپنے اشعار میں کیا ہے اور اس عہد میں اسلام پھیلا ہوا ہے اور ان کے مغرب اور ارد گرد دمام میں جو ننگے بدن اور ننگے پاؤں رہتے ہیں اور وہ بلاد حبشہ کی طرف نکل گئے ہیں اور وہ سوڈانی قوموں میں سے سب سے بڑی قوم ہیں اور سمندر کے مغربی کنارے پر یمن کے پڑوس میں رہتے ہیں اور

ان میں سے یمن کا بادشاہ ذی تو اس ہے اور اس کا دار السلطنت کفرہ تھا اور وہ عیسائی تھے اور ان میں سے ایک نے ہجرت کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا اور ہجرت مدینہ سے قبل صحابہ اس کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور اس نے ان کو پناہ دی تھی اور ان کی حفاظت کی تھی اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وفات کی خبر ملی تو آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اس کا نام نجاشی تھا اور ان کی زبان میں انکاش تھا عربوں نے اس کو جیم سے معرب کر کے اس کے ساتھ یا ئے نسبتی کو لگا دیا یہ نام ان میں سے ہر بادشاہ کی علامت نہیں جیسا کہ بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے جنہیں اس بات کا علم نہیں اور اگر یہ ایسا ہوتا تو وہ آج تک اس کے نام کو مشہور کرتے کیونکہ ان کی بادشاہت ان میں سے منتقل نہیں ہوئی اور اس عہد میں ان کے بادشاہ کا نام خطی ہے۔

اور اس کے مغرب میں ایک شہر ہے جہاں ان کا بڑا بادشاہ رہتا ہے اور اسکی بہت بڑی حکومت ہے اور اس کے شمال میں ایک اور بادشاہ ہے جس کا نام حق الدین محمد بن علی بن واصم ہے اور اس کا دادا واصم و احمران کے بادشاہ کا مطیع تھا جس سے خطی کو غیرت آئی تو اس نے اس سے جنگ کی اور اس کے ملک پر قابض ہو گیا پھر مسلسل جنگ جاری رہی اور خطی کی حکومت کمزور ہو گئی تو بنو واصم نے اپنا ملک خطی اور اس کے بیٹوں سے واپس لے لیا اور وفات پر قبضہ کر کے اسے تباہ کر دیا اور ہمیں اطلاع ملی ہے کہ حق الدین فوت ہوا۔ تو اس کے بعد اس کا بھائی سعد الدین بادشاہ بنا اور یہ لوگ مسلمان تھے۔ کبھی یہ خطی کی اطاعت کرتے اور کبھی نہ کرتے ابن سعید بیان کرتا ہے کہ ان کے ساتھ بجا رہتے تھے۔ جو نصاریٰ اور مسلمان تھے اور بحرسوں کے جزیرہ بسواکن میں رہتے تھے اور ان کے ساتھ نوبہ رہتے تھے۔ جو زنگیوں اور حبشیوں کے بھائی تھے اور نیل کے مغرب میں ان کا جزیرہ وقلہ تھا اور ان کی اکثریت دیار مصریہ کی پڑوسی تھی اور ان میں سے رقیق بھی تھا اور ان کے ساتھ زغادہ رہتے تھے جو مسلمان تھے اور ان کے کچھ قبائل تاجر پیشہ تھے اور ان کے ساتھ کانم تھے جن کی بہت مملوق تھی اور اسلام ان پر غالب تھا اور ان کا شہر جمحی تھا اور انہیں بلاد صحرائیں فزان تک غلبہ حاصل تھا اور شخصی حکومت کے ساتھ ان کی ابتداء ہی سے صلح تھی اور ان کے مغرب میں ان کے ساتھ کوکو تھے اور ان کے بعد فخالہ تکرور ملی، تمیم جابی، کوری اور افکار تھے اور وہ بحر محیط سے مغرب میں غانیہ تک متصل ہیں (ابن سعید کا کلام یہاں ختم ہو جاتا ہے)

اور جب مغربی افریقہ فتح ہوا تو تاجر بلاد مغرب میں داخل ہو گئے تو انہوں نے ان میں ملوک غانیہ سے کسی کو بڑا نہ پایا اور وہ غربی جانب سے بحر محیط کے پڑوسی تھے اور سب سے بڑی قوم تھے اور ان کی بہت بڑی بادشاہی تھی اور ان کا دار السلطنت غانیہ تھا اور دونوں شہر نیل کے دونوں کناروں پر دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہیں اور ان میں بہت لوگ آتے جاتے ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب رجارہ کے مؤلف اور المسالک والہمالک کے مؤلف نے بھی کیا ہے اور مشرق کی جانب سے ان کے پڑوس میں ایک اور قوم رہتی ہے ناقلین کے خیال کے مطابق وہ جوصو یا سوسو کے نام سے معروف ہے پھر اس کے بعد ایک اور قوم ہے جو کوکو کے نام سے معروف ہے اور اسے ثاغوبھی کہا جاتا ہے پھر اس کے بعد ایک اور قوم ہے جو تکرور کے نام سے معروف ہے۔

اور مجھے شیخ عثمان نے جو غانیہ کا فقیہ اور علم و دین میں بڑی شہرت کا مالک ہے بتایا ہے کہ وہ ۹۹ھ میں اپنے اہل و

عیال کے ساتھ مقدس مقامات کی زیارت کے لئے مصر آیا اور میں اسے وہاں ملا تو اُس نے کہا کہ وہ تکرور زغانی اور مالی انکادیہ نام رکھتے ہیں۔ انتہی کامہ پھر اہل غانیہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ملشمن کی پوزیشن مضبوط ہو گئی جو نہال کی جانب سے جو بربروں کے قریب ہے ان کے پڑوسی ہیں جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور انہوں نے سوڈان پر حملہ کر دیا اور ان کی رکھ اور ان کے شہروں کو لوٹ لیا اور ان سے جزیہ اور ٹیکس کا مطالبہ کیا اور انہوں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو اسلام پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس دین کو قبول کر لیا۔ پھر اصحاب غانیہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور اہل صُوصوان پر غالب آ گئے جو سوڈانی قوموں میں سے ان کے پڑوسی تھے اور انہوں نے ان کو غلام بنالیا۔

پھر اہل مالی نے اپنے نواح میں سوڈانی قوموں پر حملہ کر دیا اور پڑوسی قوموں پر زیادتی کی اور صُوصو پر غالب آ گئے اور ان کے پاس جو قدیم ملک تھا ان سے چھین لیا اور اہل غانیہ کا ملک بھی اُن تک لے لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور ان میں سے پہلے مسلمان ہونے والے بادشاہ کا نام برمدان تھا اس بادشاہ نے حج کیا اور اس کے بعد آنے والے بادشاہوں نے حج کرنے میں اس کے طریقوں کی پیروی کی اور ان کا سب سے بڑا بادشاہ جس نے صُوصو پر غلبہ پایا اور ان کے شہروں کو فتح کیا اور ان کے ہاتھوں سے حکومت کو چھینا اس کا نام ماری جابطہ تھا اور ماری ان کے ہاں اس امیر کو کہتے ہیں جو سلطان کی نسل سے ہو اور جابطہ شیر کو کہتے ہیں اور پوتے کا نام ان کے ہاں تلز ہے مگر اس بادشاہ کا نسب ہم تک نہیں پہنچا اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بادشاہ نے ان پر ۲۵ سال بادشاہی کی اور جب یہ فوت ہوا۔ تو ان کے موالی میں سے ایک غلام نے حکومت پر غلبہ حاصل کر کے حکمران بن گیا اس کا نام سا کورہ تھا اور شیخ عثمان بیان کرتا ہے کہ اہل غانیہ نے اس کو اپنی زبان میں سیکرہ لکھا ہے اور اس نے ناصر کے ایام میں حج کیا اور واپسی پر تاجورا میں قتل ہو گیا اور اس کی حکومت بہت وسیع تھی اور انہوں نے پڑوسی قوموں پر غلبہ پایا اور بلاد کو کو فتح کیا اور انہیں اہل مالی کی حکومت میں شامل کر لیا اور ان کی سلطنت بحر محیط سے مغرب میں غانہ تک اور مشرق میں تکرور تک تھی اور ان کی بادشاہت مضبوط ہو گئی اور سوڈانی قومیں ان سے ڈرنے لگیں اور افریقہ اور بلاد مغرب سے تاجران کے شہروں کی طرف آنے لگے اور الحاح یونس اور ہمال تکروری کہتے ہیں کہ جس شخص نے کو کو کو فتح کیا اس کا نام ستمجہ تھا جو نسا موسیٰ کے جرنیلوں میں تھا اور اس کے بعد سا کورہ اور ہدا بن السلطان ماری جابطہ حاکم بنا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن تو حکمران بنا۔ پھر ان کی حکومت سلطان ماری جابطہ کے بیٹوں سے اس کے بھائی ابو بکر کے بیٹوں میں منتقل ہو گئی اور نسا موسیٰ بن ابو بکر ان کا حکمران بنا اور یہ بڑا صالح اور عظیم بادشاہ تھا اور اس کے عدل و انصاف کی باتیں بیان کی جاتی ہیں اس نے ۴۴ھ میں حج کیا اور حج کے اجتماع میں اُسے اندلس کا شاعر ابو اسحاق ابراہیم ساحلی ملا۔ جو الطونجی کے نام سے معروف ہے اور وہ اس کے ساتھ اس کے ملک میں آیا اور اسے بڑا تحفظ اور اختصاص حاصل تھا۔ جو اس کے بعد آج تک اُسے حاصل ہے اور انہوں نے مغرب میں اپنے ملک کی سرحدوں میں سے اثر کو اپنا وطن بنایا اور واپسی پر اسے ہمارا حاکم معمر ابو عبد اللہ بن خدیج کو بھی ملا جو عبد المؤمن کی اولاد میں سے ہے۔ جو الزاب میں فاطمی منظر کا داعی تھا اور ان پر عربوں کے جتھوں کو چڑھا لیا۔ پس وار کلا نے اس سے چال چلی اور اسے گرفتار کر لیا اور پھر کچھ عرصے بعد اسے رہا کر دیا اور وہ سلطان نسا موسیٰ کے پاس ان کے خلاف کمک مانگتا ہوا چلا گیا اور اسے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ حج کو جا رہا ہے پس وہ اس

کے انتظار میں غدامس شہر میں اپنے دشمن پر فتح حاصل کرنے اور اپنی حکومت کے لئے مدد حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا کیونکہ نمساموسی کی حکومت اس صحرا میں بہت مضبوط تھی وارکلا شہر اور اس کی حکومت کی مددگار تھی۔ پس اس کی وہاں بہت پذیرائی ہوئی اور اس نے اس سے مدد کرنے اور اس کا بدلہ لینے کا وعدہ کیا اور دوسرے شہر تک اسے اپنے ساتھ رکھا۔

کانوا کبہ بیان کرتا ہے کہ میں اور ابواسحاق اس کے وزراء اور اس کی قوم کے سرداروں کو چھوڑ کر اچھی اچھی باتوں سے شاد کام ہو رہے تھے۔ ہر منزل میں شانداز کھانے اور مٹھائیاں ہدیہ کے طور پر دے رہا تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ بارہ ہزار خادم خاص دیباچہ اور میانی ریشم کی قبائیں پہنے اس کے برچھے کو اٹھائے ہوئے تھے الحاج یونس جو اس قوم کا مضر میں ترجمان تھا بیان کرتا ہے کہ یہ بادشاہ نمساموسی اپنے ملک سے سونے کے تئیں اونٹ لے کر آیا اور ہر اونٹ تین قطار کا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ وہ خادموں اور جوانوں پر اپنے اوطان میں سواری کرتے تھے اور دور دراز کے سفر جیسے حج وغیرہ سوار یوں پر کرتے تھے۔

ابو خدیجہ بیان کرتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ اس کے ملک کے دار الخلافہ میں واپس آئے تو اس نے اپنے بادشاہ کی نشست کے لئے ان کے علاقے میں ایک مضبوط بنیاد والا اور عجیب و غریب گھر بنانے کا ارادہ کیا۔ پس ابواسحاق طونجی نے اسے ایک مربع شکل گنبد بنا کر تحفہ میں دیا۔ جس میں اس نے اپنی تمام مہارت کو صرف کر دیا اور وہ بڑا کارگر تھا اور اس نے اس پر کھس لگائے اور اس پر خوب رنگ ڈالے پس یہ ایک مضبوط عمارت بن گئی اور بادشاہ کو بھی ایک نادر تعمیر معلوم ہوئی تو اس نے اسے قیمتی تحائف کے علاوہ جو اسے ملتے رہتے تھے۔ بارہ ہزار مثقال سونا معاوضہ میں دیا اور اس سلطان نمساموسی اور مغرب کے بادشاہ کے درمیان بنی مرین کے بادشاہ ابوالحسن کے زمانے سے تعلقات اور مصالحت تھی اور دونوں حکومتوں کے بڑے بڑے آدمی اس مصالحت کے دوران آتے جاتے رہتے تھے اور حاکم مغرب نے اپنے وطن کی اس متاع کو اچھا سمجھا اور لوگوں نے اس کے متعلق باتیں کیں جیسا کہ ہم اس کے مقام پر اس کا تذکرہ کریں گے اور یہ تعلقات ان کے بعد ان کی اولاد کے درمیان بھی رہے اور نمساموسی کی حکومت ۲۵ سال رہی اور جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد مالی کی حکومت اس کے بیٹے نمسامفانے سنبھالی اور مفاہق کے نزدیک محمد ہوتا ہے اور یہ چار سال حکومت کر کے فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کی حکومت کو نمسا سلیمان بن ابوبکر نے سنبھال جو موسیٰ کا بھائی تھا اور اس کا دور حکومت ۲۴ سال تک رہا۔ پھر وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا نمسا بن سلیمان حکمران بنا اور وہ اپنی حکومت کے نویں سال فوت ہو گیا اور اس نے ۱۴ سال حکومت کی اور یہ ان کا سب سے برا حکم تھا۔ جس نے انہیں تکالیف اور عذاب دیئے اور حرم میں خرابی پیدا کی اور مغرب کے بادشاہ نے اپنے عہد میں سلطان ابوسلم بن سلطان ابوالحسن کو ۶۲ھ میں ایک قابل ذکر تحفہ دیا جس میں ارض مغرب کا ایک عظیم الجثہ جانور تھا جسے زرافہ کہتے ہیں اور لوگ مدتوں تک اس کے مختلف قسم کے زیورات اور اس کے جتے کے متعلق باتیں کرتے رہے۔

اور قاضی ثقفی ابو عبد اللہ محمد بن وانسوال جلماسی نے جو ان کے ملک میں 'کوکو' میں آباد ہو گیا تھا اور انہوں نے اُسے ۶۷ھ میں قاضی بنا دیا تھا۔ مجھے ان کے بادشاہوں کے متعلق بہت کچھ بتایا جسے میں نے لکھا ہے اور اس نے مجھ سے سلطان جالم کا بھی ذکر کیا ہے کہ اس نے ان کی حکومت کو خراب کر دیا اور ان کے ذخائر کو تلف کر دیا اور قریب تھا کہ ان کی بادشاہی کی

شان ختم ہو جاتی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے اسراف و تبذیر کا حال یہ تھا کہ اس نے سونے کا وہ پتھر بھی بیچ دیا جو ان کے باپ کے ذخیرے میں تھا اور جب اس پتھر کو کان سے بغیر صاف کئے لایا گیا تھا تو اس کا وزن بیس قطار تھا پس اس فضول خرچ بادشاہ نے جس کا نام جابطہ تھا اسے ان تاجروں کے سامنے پیش کیا جو مصر سے اس کے ملک میں آتے تھے۔ تو انہوں نے اسے نہایت کم قیمت میں اس سے خرید لیا اور اس نے اپنے بادشاہوں کے ذخائر کو فتن و فجو میں بے دریغ طور پر خرچ کر دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اسے نیند کی بیماری لاحق ہو گئی اور یہ بیماری اس علاقے کے لوگوں کو اور رؤساء کو خصوصاً بہت لاحق ہوتی ہے اسے عام طور پر نیند کی بے ہوشی رہتی اور وہ نہ ہوش میں آتا اور نہ بیدار ہوتا اور اپنے اوقات میں سے بہت کم جاگتا اور یہ نہ ہوش میں آتا اور نہ بیدار ہوتا اور اپنے اوقات میں بہت کم جاگتا اور یہ بیماری بیمار کو نقصان دیتی ہے اور وہ مسلسل بیمار رہنے سے فوت ہو گیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ بیماری اس کی اخلاط میں دو سال تک رہی اور وہ بے ہوشی میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد انہوں نے اس کے بیٹے کو حکمران بنایا تو اس نے عدل و انصاف سے کام لیا اور رعایا کے حالات کا جائزہ لیا اور کلیتہً اپنے باپ کے طریق سے الگ ہو گیا اور اس وقت وہ ہدایت کی امید گاہ ہے اور اس کی حکومت پر اس کا وزیر ماری جابطہ غالب ہے اور ان کے ہاں ماری کے معنی وزیر کے ہیں اور جابطہ کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس وقت اس نے سلطان کو تصرفات سے روک دیا ہے اور فوج کی تیاری پر غور و فکر کیا ہے اور ان کے ملک کے مشرقی علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور 'کوکو' کی سرحدوں سے آگے گزر گیا ہے اور ٹکرت اور اس کے ماوراء ملتشین کے علاقوں میں اس نے لڑنے کے لئے فوج بھیجی ہے۔ جس نے وہاں حکومت کے آغاز ہی میں جنگ کی ہے اور ان کا نا طقہ بند کر دیا ہے پھر فوج وہاں سے چلی گئی اور اب انہوں نے ٹکرت اور ہذہ کا محاصرہ کر لیا ہے جو دارکلا شہر سے غربی جانب ستر دن کے فاصلہ پر ہے اور اس میں ملتشین کا ایک آدمی سلطان کے نام سے معروف ہے اور وہ سوڈانیوں کے الحاج کے طریق پر چل رہے ہیں اور اس کے اور امیر الزاب اور دارکلا کے درمیان مصالحت و مراسلت ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اہل مالی کی حکومت کا دار الخلافہ ایک وسیع اور زرعی اور آباد علاقہ ہے۔ جس کی منڈیاں آباد ہیں اور اس وقت وہ مغرب، افریقہ اور مصر کی سمندری سواریوں کا اسٹیشن ہے اور ہر علاقے سے وہاں پر سامان لایا جاتا ہے اور مناموسی کی وفات ۸۹ھ میں ہوئی اور اس کے بعد اس کا بھائی منامغا حکمران بنا۔ پھر وہ ایک بعد قتل ہو گیا اور اس کے بعد صند کی حکمران بنا اور صند کی وزیر نے ام موسیٰ سے شادی کر لی اور چند ماہ بعد ماری جابطہ کے گھر سے اس پر حملہ ہوا۔ پھر وہ ان کے پیچھے کافروں کے ملک سے نکل گیا اور ان کے پاس محمود نامی ایک شخص آیا جو منسا تو بن منسا ولی بن ماری جابطہ اکبر کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ پس اس نے ۹۲ھ میں حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس کا لقب منامغا تھا۔

بنی بھسکی کے لمطہ، کزولہ اور ہسکورہ کے حالات جو ہوارہ اور ضہاجہ کے بھائی ہیں ان میں قبل کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ ضہاجہ کے بھائی ہیں اور ان تینوں کی ماں بھسکی العرجاء بنت زحیک بن مادغیس ہے اور ضہاجہ، عامیل بن زعزاع کی اولاد سے ہیں اور ہوارہ، ادربخ کی اولاد سے ہیں اور اس کا بیٹا ابن برنس ہے اور دوسروں کے

متعلق کوئی تحقیق نہیں ہوئی ابن حزم کہتا ہے کہ ضہاجہ اور لمطہ کے باپ کے متعلق کچھ معلوم نہیں اور یہ تینوں قومیں سوس اور اس کے قریب کے بلاد صحرا اور جبال درن میں رہتی ہیں۔ جو اس کے میدانوں اور پہاڑوں کے پیچھے ہیں۔

لمطہ : ان کی اکثریت ضہاجہ کے دو تہائی کی پڑوسی ہے اور ان کے بہت سے قبائل ہیں اور ان میں اکثر سفر کرنے والے دیہاتی ہیں اور ان میں سے کچھ سوس میں مسلمانوں اور نجسین میں رہتے ہیں جو معقل کے ذوی حسان کے شمار میں آ جاتے ہیں اور بقیہ لمطہ صحرا میں ملثمین کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کا بڑا قبیلہ تلمسان اور افریقہ کے درمیان رہتا ہے اور ان میں سے وکاک بن زریک فقیہ بھی ہے جو ابو عمران فاسی کا ساتھی ہے اور وہ جملہ سوس میں اتر اٹھا اور اس کے شاگردوں میں سے عبد اللہ بن یاسین بھی ہے جو لمتونہ کا حکمران تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

کزولہ : کزولہ کے بہت سے بطون ہیں اور ان کا بڑا حصہ سوس میں رہتا ہے اور یہ لمطہ کے پڑوسی ہیں اور ان سے لڑتے بھی ہیں اور اب ان میں سے ارض سوس میں سفر کرنے والے رہتے ہیں اور سوس میں آنے والے سے قبل معقل کے ساتھ ان کی جنگیں ہوتی تھیں۔ پس جب یہ سوس میں داخل ہو گئے تو ان پر غالب آ گئے اور وہ اب ان کے خادم حلیف اور رعایا ہیں۔

ہسکوروہ : اس عہد میں یہ مصادمہ میں شمار ہوتے ہیں اور موحدین کی دعوت کی طرف منسوب ہیں اور یہ بہت سی قومیں اور وسیع بطن ہیں اور ان کے موطن ان کے پہاڑوں میں مشرقی جانب سے دان سے تادلہ تک اور قبلہ سے درمد تک متصل ہیں اور فتح مراکش سے قبل ان میں کچھ لوگ مہدی کی دعوت میں شامل تھے۔ مگر مکمل طور پر یہ دعوت میں بعد میں شامل ہوئے اسی لئے بہت سے لوگ ان کو موحدین میں شمار نہیں کرتے اور اگر شمار کریں تو آغاز کار میں امام کی مخالفت کرنے اور اس کے اور اس کے پیروکاروں اور مددگاروں کے ساتھ جنگیں کرنے کی وجہ سے انہیں سائقین میں شمار نہیں کرتے اور یہ ان کی مخالفت و عداوت کی دعوت دیتے ہیں اور اعلانیہ ان پر لعنت کرتے ہیں اور ان کے خطباء جمعہ کی نمازوں میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہنستانہ تیتمل ہرنہ اور ہرنہ پر لعنت کرے پس فتح مراکش کے بعد یہ دعوت پر قائم ہوئے اور ہسکوروہ کے متعدد بطون ہیں جن میں مصطادہ عجر امہ زمرادہ انتیف بنو فلال اور بندر سکونت اور دیگر بطون ہیں جن کے نام مجھے مستحضر نہیں اور موحدین کی حکومت کے آخر میں ان کی سرداری عمر بن قاریط المنصب کو حاصل تھی جس کا ذکر مامون اور رشید کے حالات میں ہے یہ بنی عبد المؤمن میں سے مراکش میں موحدین کے خلاف تھا۔ پھر اس کے بعد مسعود بن کلدان تھا جو بوس کے نام کا منتظم اور اس کا مددگار تھا اور میں اسے بنی مسعود کا جد خیال کرتا ہوں جن کے رؤسا اس عہد میں فطوا کہ میں سے ہیں۔ جو اس گھرانے میں سرداری کے اتصال کی وجہ سے بنی خطاب کے نام سے معروف ہیں اور جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ تو انہوں نے مدت تک بنی مرین کی نافرمانی کی اور استقامت اور جنگ میں ان کا سلوک بھی ان سے مختلف ہو گیا اور وہ غم کے عربوں کی اطاعت سے دستکش ہونے والوں اور باغیوں کی پناہ گاہ تھے۔ پھر وہ درست ہو گئے اور ٹیکسوں کی ادائیگی کرنے لگے اور بلانے پر شاہی فوجوں میں جانے لگے۔ جیسے کہ دوسرے مصادمہ کا حال تھا۔

انتیسف : ان کی سرداری اولاد ہوا میں تھی اور ان میں سے یوسف بن کنون نے اپنے لئے تاقیوت کا قلعہ بنایا اور اس میں

محفوظ ہو گیا اور ہمیشہ ہی اس کے بعد اس کے بیٹے علی اور مخلوف اسے مضبوط کرتے رہے اور یوسف کی فوتیگی کے بعد اس کی سرداری اس کے بیٹے مخلوف نے سنبھالی اور ۲۰۷ھ میں اعلانیہ اطاعت سے نکل گیا۔ پھر دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اسی نے ۷۷ھ میں ثابت کے دور حکومت میں مراکش پر ظلم کرنے والے یوسف بن عباد کو گرفتار کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے پس مخلوف نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے اختیار دیا اور اس کا تقرب اطاعت کرنے سے ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ہلال بن مخلوف سردار بنا اور اس عہد تک سرداری ان میں متصل چلی آتی ہے۔

بنو نفال: ان کی سرداری اولادِ زمیت کو حاصل تھی اور سلطان ابو سعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے عہد میں ان کا بڑا سردار علی بن محمد تھا اور اس کی اختلاف اور امتناع میں بڑی شہرت تھی اور سلطان ابوالحسن نے اپنی حکومت کے آغاز میں اس کے محاصرہ کے بعد اسے اس کے منصب سے معزول کر دیا اور اسے اپنے ماتحت امراء میں شامل کر دیا۔ یہاں تک کہ تونس میں قیروان میں طاعون جارف کے واقعہ کے بعد فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اپنی قوم کی سرداری سنبھالی یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہو گیا اور اس عہد میں ان کی سرداری ان کے اہل بیت اور ان کے چچوں کے گھر میں ہے۔

فطوا کہ: یہ ان میں بڑے وسیع بطن اور بڑی سرداری والے اور بادشاہ کے خصوصی مقرب اور اس کی خدمت کرنے والے ہیں اور بنو خطاب، موحدین کی حکومت کو چھوڑ کر بنی عبدالحق کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور انہیں اپنی مہار دے دی ہے اور انہوں نے اپنے پر سرداری کرنے کے لئے اپنے شیوخ کو مختص کیا ہے اور سلطان یوسف بن یعقوب کے عہد میں ان کا سردار محمد بن مسعود اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر تھا اور عمر اپنے محل میں ۴۰۲ھ کو فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا چچا موسیٰ بن مسعود نے حکومت سنبھالی اور جب بنی مرین کی حکومت مضبوط ہو گئی اور مضادہ سے حکومت جاتی رہی تو ان کے عہد کے بعد بنو مرین کی حکومت مضبوط ہو گئی اور یہ مضادہ سے حکومت جاتی رہی تو ان کے عہد کے بعد بنو مرین اپنے رؤساء کو ان کا ٹیکس اکٹھا کرنے کے لئے مقرر کرنے لگے کیونکہ وہ ان کے خاندان میں سے تھے اور ان میں ہشتانہ میں اولاد یونس سے بڑا سردار کوئی نہ تھا اور بنی خطاب ہمسکورہ میں تھے۔ پس انہوں نے آپس میں مراکش کی عملداریوں کو محمد بن عمر اور اس کے بعد موسیٰ بن علی اور اس کے بھائی محمد کو دے دیا جو ہشتانہ کے شیوخ تھے اور وہ ہمیشہ وہاں کا والی رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن کی مصیبت سے تھوڑا عرصہ قبل قیروان میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا سلطان ابوالحسن کی طرف جاتے ہوئے تلمسان چلا گیا۔ پس جب ابو عنان نے اپنی طرف دعوت دی تو یہ اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور اپنے باپ کی طرح اطاعت کرنے لگا اور ابو عنان نے اس کے چچا عبدالحق کی وجہ سے اس کی رعایت کی اور اسے مراکش کی عملداریوں کا کام سونپ دیا مگر یہ اس کے جھگڑوں میں کچھ کام نہ آیا۔ یہاں تک کہ مراکش میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ جا ملا اور یہ اس کے بڑے داعیوں میں سے تھا اور اس نے اس کی مدد میں بڑی بہادری دکھائی۔ پس جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا۔ تو ابو عنان نے اسے قید کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور پھر ۵۳۰ھ میں تلمسان پر حملہ کے دوران اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد اس کے بھائی منصور بن محمد نے حکومت سنبھالی یہاں تک کہ امیر عبدالرحمن بن ابی اقلس نے ۷۷ھ میں مراکش پر قبضہ کر لیا۔ پس اس نے اسے مقدم کیا اور اسے گرفتار کر کے اس کے عمراد کے گھر میں ایک سال تک قید کر دیا اور ابن مسعود بن الخطاب بھی اس کے حامیوں میں سے تھا اور وہ اس کا باپ محمد بن عمر

کی اولاد میں سے اپنی جان کے خوف سے بنی مزین کی طرف آگئے تھے تاکہ انہیں حکومت کی تربیت دیں پس جب اُس نے اس کے گھر میں قیدی ہوتے ہی اس پر قدرت پائی اور اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ساتھ ہی اس کے بیٹوں کو بھی قتل کر دیا اور سلطان نے ناراض ہو کر اسے تھوڑا عرصہ قید کر دیا پھر رہا کر دیا اور وہ اس عہد میں ہسکورہ کا آزاد حکمران ہے۔ واللہ قادر علی من یشاء

ضہاجہ کا تیسرا طبقہ: اس طبقہ میں کوئی بادشاہ نہیں ہے اور یہ اس عہد میں مغرب کے قبائل سب سے زیادہ ہیں اور ان میں سے کچھ جبال درن کی شرقی جانب تازی اور تادلہ کے درمیان اور معدن بنی فازان میں اس گھاٹی پر رہتے ہیں۔ جو آ کر سلومن تک پہنچتی ہے جو بلاد نخل میں سے ہے اور اس گھاٹی کا گزر مغرب میں بلاد مصادہ اور ان کے علاقے میں جبال درن کے پاس سے ہوتا ہے پھر اعتم اور السن میں ان پہاڑوں کی چوٹیوں پائی جاتی ہیں اور اس گھاٹی سے ان کے موطن قبلہ کی طرف مڑ جاتے ہیں اور آ کر سلومن پر شہی ہوتے ہیں۔ پھر اس کا موڑ آ کر سلومن سے درعہ کی طرف سوس اقصیٰ کے نواح اور اس کے شہروں تارودانت اور البفری ان قوتان تک جاتا ہے اور یہ سب ضہاجہ کے نام سے معروف ہیں۔ جو ضہاجہ سے بدلا ہوا ہے اور ضہاجہ کو غربی قبائل کے درمیان اہل جبال پر قوت و طاقت حاصل ہے۔ جو تادلہ پر چھانکتے ہیں اور اس عہد میں ان کی سرداری عمران ضہاجہ کی اولاد میں ہے اور انہیں حکومت کا اعزاز اور المعری کی اطاعت سے بچاؤ حاصل ہے اور ان کے ساتھ خباتہ کے قبائل متصل ہیں جن میں سے کچھ سفر کرنے والے ہیں۔ جو الحظ میں رہتے ہیں اور ان کے بلاد کے نواح تیغانیہ میں جو قبیلہ مکناہ میں سے ہے وادی اتمر رنج تک جو تامنہ سے شمالی جانب جبال درن کے دونوں طرف ہے۔ بارش کے مقامات تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ان کی سرداری ہیدی کی اولاد میں ہیں جو ان کے مشاہیر میں سے ہے۔ عدوہ ام رنج سے مراکش تک ان کے ساتھ دکالہ کے قبائل متصل ہیں اور مغرب کی جہت میں بحر محیط کے ساحل پر آ زمرور کی طرف ایک قبیلہ ان سے اتصال رکھتا ہے اور دوسرا قبیلہ جو بہت بڑی تعداد میں ہے وہ وطن مذہب، ٹیکس اور پیشہ کے لحاظ سے مصادہ کے ذیل میں آتا ہے اور اس عہد میں ان کی سرداری عزیز بن یروک کی حکومت میں ہے جو زناہ کی حکومت کے آغاز سے ان کا رئیس ہے اس کا ذکر آئندہ آئے گا اور بطویہ، بجاہ اور بنی وار تین جبال تازی سے جبال لدای تک رہتے ہیں جو جبال مغرب میں سے ہے اور بنی بلک کے نام سے معروف ہے یہ ان کا ایک قبیلہ ہے جو عدوہ کے مطابق ٹیکس دیتا ہے اور بطویہ کے تین بطون ہیں ایک بطویہ جو تازی پر رہتا ہے اور بنی وریاغل، ولد المزمہ اور اولاد علی تافریست میں رہتی ہے اور اولاد علی کا بنی عبدالحق کے ساتھ معاہدہ ہے جو بنی مرین کے ملوک ہیں اور ام یعقوب بن عبدالحق ان میں سے تھی۔ پس اس نے ان کو وزیر بنایا اور ان میں سے طلحہ بن علی اور اس کا بھائی عمر بن علی بھی تھا۔ اس کا ذکر ان کی حکومت میں آئے گا اور وہ بحر روم کے ساحل سے جبال درن اور جبال ریف کے درمیان مغرب کے میدان سے متصل ہے جہاں حماد کے مساکن ہیں ان کا ذکر ضہاجہ کے دیگر قبائل میں آئے گا۔ جو پہاڑوں، وادیوں اور میدانوں میں فشتالہ، سطہ، بنو ریاکل، بنو حمید، بنو مزہ جلدہ، بنو عمران، بنو درکول، ورتزر، ملوانہ اور نبی وامر کی طرح پتھروں اور مٹی کے گھروں میں رہتے ہیں اور ان سب کے موطن، درغہ اور امر کو میں ہیں اور یہ کاشکار کی اور کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے ضہاجہ البز کے نام سے معروف ہیں اور یہ ٹیکس گزار قبائل کی ذیل میں

ہیں اور اس عہد میں ان کی اکثر زبان عربی ہے اور یہ جبال غمارہ کے پڑوسی ہیں اور جبال غمارہ کی ایک طرف ان کے ساتھ جبل سریف متصل ہو جاتا ہے جو ضہاجہ میں سے بنی زروال کا موطن ہے اور بنی مغالہ معاش کے لئے کوئی پیشہ نہیں کرتے اور ضہاجہ العز کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اس کی پہاڑوں کی حفاظت کا یہ تقاضا ہے اور آرمور کے ضہاجہ کو جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ ضہاجہ الذل کہتے ہیں کیونکہ وہ ذلیل اور تاوان دینے والے ہیں اور بعض بربریوں کا خیال ہے کہ وہ بنی ورید بھی ضہاجہ میں سے ہیں اور بنو یزقاسن اور باطویہ واصل بن یاسن اجناس کے ماموں ہیں اور مغرب کی زبان میں اس کے معنی زمین پر بیٹھنے والے کے ہیں۔

قبائل بربر میں سے مصادمہ کے حالات اور مغرب میں جو

انہیں حکومت و سلطنت حاصل تھی، اُس کا بیان اور اُس کا

آغاز اور گردش احوال

مصادمہ، مصمود بن یونس بربر کی اولاد میں سے ہیں اور وہ بربری قبائل میں سے زیادہ تعداد والے ہیں اور ان کے بطون میں سے برغواطہ غمارہ اور اہل جبل درن ہیں اور طویل صدیوں سے ان کے موطن مغرب اقصیٰ میں ہیں اور اسلام سے تھوڑا عرصہ قبل اور اس کے آغاز میں ان میں برغواطہ کو سب سے تقدم حاصل تھا۔ پھر اس کے بعد جبال درن کے مصادمہ کو اس عہد تک تقدم حاصل ہو گیا اور برغواطہ کو اپنے زمانے میں حکومت حاصل تھی اور ان میں سے اہل درن کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی اور کچھ دوسری حکومتیں بھی تھیں جیسا کہ ہم ذکر کریں گے پس ہم ان قبائل کا ذکر کرتے ہیں اور جس طرح ہمیں معلوم ہوا ہے ان کی حکومتوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

مصادمہ میں سے برغواطہ اور ان کی حکومت کے حالات اور ان کی حکومت کا آغاز اور گردش احوال:
یہ ان میں سے پہلی قوم ہے۔ جسے آغاز اسلام میں تقدم اور کثرت حاصل تھی اور یہ بڑے اور پراگندہ گروہ تھے اور ان کے موطن خصوصاً مصادمہ کے درمیان تامنا کے میدانوں اور بحر محیط کے سبزہ زار میں سے سلا سے ازموز انقی اور اسقی تک تھے اور ہجرت کی دوسری صدی کے آغاز میں ان کا بڑا سردار طریف ابو صبیح تھا اور یہ میسرہ الخفیر کے جرنیلوں میں سے طریف الخفیری بھی تھا جو دعوت صفری کا منتظم تھا اور اس کے ساتھ معز بن طلوت بھی تھا پھر میسرہ اور صغریہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور طریف تامنا میں ان کی حکومت کا منتظم باقی رہ گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے لئے قوانین بنائے پھر وہ فوت ہو گیا تو اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے صالح کو حکمران بنایا اور وہ اپنے باپ کے ساتھ میسرہ کی جنگوں میں شامل ہوا تھا اور وہ اہل علم اور اصحاب خیر میں سے تھا پھر وہ آیات الہیہ سے ایک طرف ہو گیا اور دعویٰ نبوت کر دیا اور اس نے ان کے لئے ایک دین بنایا۔ جس پر وہ اس کے بعد چلتے رہے اور وہ دین مورخین کی کتب میں مشہور و معروف ہے اور اس

نے دعویٰ کیا کہ اس پر قرآن نازل ہوا ہے اور وہ اس میں سے ان کو سورتیں پڑھ کر سناتا تھا اور ان سورتوں میں سورۃ الدھیک، سورۃ الحجر، سورۃ الفیل، سورۃ آدم، سورۃ نوح اور بہت سے انبیاء کی سورتیں تھیں اور سورۃ ہاروت و ماروت اور ابلیس اور سورہ غرائب الدنیا بھی تھی اور ان کے خیال میں اس سورہ میں عظیم علم تھا۔ جس میں حلال و حرام اور شرع و قصر کو بیان کیا گیا تھا اور وہ اسے اپنی نمازوں میں پڑھتے تھے اور وہ اس کا نام صالح المؤمنین رکھتے تھے۔ جیسا کہ بکری نے زمر بن صالح بن ہاشم بن وراد سے بیان کیا ہے جو اپنے بادشاہ ابو عیسیٰ بن ابی الانصاری کی طرف سے ۳۵۲ھ میں حاکم مستنصر خلیفہ قرطبہ کے پاس آیا تھا اور اس کے تمام حالات کو داؤد بن عمر بطاسی واضح کرتا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ صالح کا ظہور ہشام بن عبد الملک کی خلافت میں ہجرت کی دوسری صدی کے ستائیسویں سال میں ہوا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا ظہور ہجرت کے شروع میں ہوا تھا جب اُسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اطلاع پہنچی تو اس نے آپ کی نقل اتارتے ہوئے اور آپ سے عناد رکھتے ہوئے یہ ادعاء کیا مگر پہلی بات زیادہ درست ہے پھر اُس نے یہ خیال کیا کہ وہ مہدی آخر الزمان ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھی ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور اس کا نام عربوں میں صالح اور السریان میں مالک اور انجی میں عالم اور عبرانی میں رویا اور بربری میں وربا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور ۴۷ سال کی عمر میں ان کی حکومت سنبھالنے کے بعد وہ مشرق کی طرف نکل گیا اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ ان میں سے ساتویں کی حکومت میں واپس آ جائے گا اور اس نے اپنے بیٹے الیاس کو اپنے دین کی وصیت کی اور اُسے تاکید کی کہ وہ حاکم اندلس سے دوستی کرے۔ جو بنی امیہ میں سے ہے اور جب ان کی پوزیشن مضبوط ہو جائے تو وہ اس کے دین کا اظہار کرے اور اس کے بعد اس کے بیٹے الیاس نے اس کام کو سنبھالا اور وہ ہمیشہ ہی پوشیدگی سے اظہار اسلام کرتا رہا۔ کیونکہ اس کے باپ نے اسے اپنے کلمہ کفر سے یہی وصیت کی تھی اور وہ پاکباز پاکدامن اور زاهد تھا اور وہ اپنی حکومت کے پچاسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کے کام کو اس کے بیٹے یونس نے سنبھالا پس اس نے ان کے دین کو واضح کیا اور ان کے کفر کی طرف دعوت دی اور جو اس کے دین میں داخل نہ ہوتا وہ اسے قتل کر دیتا یہاں تک کہ اس نے تامنہ اور اس کے گرد کے شہروں کو جلا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ۳۸۰ شہروں کو جلا دیا اور وہاں کے باشندوں سے مخالفت کرنے کی وجہ سے تلوار سے جنگ کی اور ان میں سے تلوکاف مقام پر لوگوں کو قتل کیا اور یہ ایک بلند پتھر ہے جو راستے کے درمیان اگا ہوا ہے پس اس نے سات ہزار سات سو ستر آدمیوں کو قتل کیا۔

اور موسون کہتا ہے یونس مشرق کی طرف گیا اور اس نے حج کیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد اس کے اہل بیت میں سے کسی نے حج نہیں کیا تھا اور اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور حکومت اس کے بیٹوں سے منتقل ہو گئی اور ان کی حکومت ابو غنیر محمد بن محاذ بن الیسع بن صالح بن طریف نے سنبھالی اور اس نے برغواطہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور اپنے آباء کے دین پر چلا اور اس کی شوکت و عظمت بڑھ گئی اور اس نے بربریوں کے ساتھ قابل ذکر اور مشہور جنگیں کیں جن کی طرف سعید بن ہشام مصمودی نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

”اے محبوبہ جدائی سے قبل ہمیں چہرہ اور یقینی اطلاع دے کہ یہ امت ہلاک اور گمراہ ہو چکی ہے اور سو گئی ہے اور اسے پیٹنے کو

شیریں پانی نہ ملے یہ کہتے ہیں کہ ابوغفیر نبی ہے اللہ تعالیٰ کا ذبوں کی ماں کو ذلیل کرے کیا تو نے کسی بخیل کے گھر کے متعلق دیکھا اور سنا نہیں کہ ہم ان کے گھوڑوں کے پیچھے لگے اور وہ عورتیں رورہی تھیں اور کئی عورتوں نے جنین گرا دیئے تھے اور اہل تاحنا کو اس وقت پتہ چلے گا جب قیامت کے روز قلع ہو کر آئیں گے۔ وہاں یونس اور اس کے باپ کے بیٹے بربر یوں کو حیران ہو کر کھینچتے ہوں گے پس یہ دن تمہارا دن نہیں بلکہ یہ راتیں ہیں جو تم کو میسر ہیں۔“

اور ابوغفیر نے ۴۴ بیویاں کیں اور اس کے اس جیسے ایک یا زیادہ بیٹے ہوئے اور تیسری صدی کے آخر میں اپنی حکومت کے اثنیسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالانصار عبداللہ حکمران بنا اور وہ اس کے نقش قدم پر چلا اور وہ بہت دعوت دینے والا تھا اور اس کے زمانے کے بادشاہ اس سے خوف کھاتے تھے اور اس سے تعلقات پیدا کر کے اس سے مصالحت کرتے تھے اور اُسے دور ہٹاتے تھے اور وہ کبل اور شلوار اور سلاہوا کپڑا پہنتا تھا اور مسافروں کے سوا اس کے علاقے میں کوئی پگڑی نہ باندھتا تھا اور وہ پڑوسی کا محافظ اور عہد کو پورا کرنے والا تھا اور وہ چوتھی صدی کے اکتالیسویں سال میں اپنی حکومت کے چوالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور سلاخت میں دفن ہوا اور وہیں اس کی قبر ہے اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابومسور عیسیٰ ۲۲ سال کی عمر میں حکمران بنا اور اپنے آباء کی سیرت پر چلا اور نبوت و کہانت کا دعویٰ کیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور قبائل مغرب اس کے مطیع ہو گئے۔

رمون بیان کرتا ہے کہ اس کی فوج تقریباً تین ہزار برغواطہ پر مشتمل تھی اور دس ہزار فوج ان کے علاوہ جراوہ زنداغہ برانس، مجاصہ، مضفرہ، مرد مطاطہ، بنو از تکیت، بنو یفری، آحدہ، رکامہ، ایزلن، رصافہ اور رنمراہ پر مشتمل تھی اور ان کے بادشاہوں نے جب سے بھی وہ تھے کبھی خدا کو سجدہ نہیں کیا۔

اور ملوک عدوتین نے برغواطہ سے جنگ و جہاد کرنے میں اس کے بعد ادارہ امویہ اور شیعہ نے بڑے کارنامے سر انجام دیئے ہیں اور جب جعفر بن علی اندلس سے مغرب کی طرف گیا اور منصور بن ابی عامر نے ۷۶ھ میں اُسے اپنا کام سپرد کیا تو وہ بصرہ میں اتر ا پھر اس کے اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور ہند کے سردار اس پر ٹوٹ پڑے اور اس نے حکم دیا کہ وہ اس کام کو بجالائے جو اسے جعفر نے کہا ہے اور معتدہ نے اپنے صالح عمل سے اس کی توجہ برغواطہ کے جہاد کی طرف پھیر دی اور اس نے اہل مغرب اور اندلسی فوجوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کی۔ پس انہوں نے اپنے ملک کے میدان میں اس سے جنگ کی اور اسے شکست ہوئی اور خود اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ چنگ نکلا اور بصرہ میں اپنے بھائی کے ساتھ جا ملا پھر اس کے بعد منصور کے بلانے پر اس کے پاس چلا گیا اور اپنے بھائی یحییٰ کو مغرب کی عملداری میں چھوڑ گیا پھر ضہاجہ نے ان کے ساتھ اس وقت جنگ کی جب اس کے بعد بلکین بن زیری نے ۹۱ھ میں مغرب سے جنگ کی اور زانائہ اس کے آگے بھاگ گئے اور سینہ کے ایک باغ میں کود گئے اور اس کی لکڑیوں میں محفوظ ہو گئے پس وہ ان سے برغواطہ کے جہاد کی طرف لوٹ آیا اور ان پر چڑھائی کر دی۔ تو ابومسور عیسیٰ بن ابی الانصار اپنی قوم کے ساتھ اُسے ملا اور انہیں شکست ہوئی اور منصور قتل ہو گیا اور بلکین نے ان میں قتل عام کر کے خوب خونریزی کی اور ان کے قیدیوں کو قیر وان بھیج دیا۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ منصور کے بعد ان کی حکومت کس نے سنبھالی پھر ان کے ساتھ منصور بن ابی عامر کی فوج نے اس وقت جنگ کی

جب عبدالملک بن منصور نے اپنے غلام واضح کو ان برغواطہ کی پہلی فوجوں اور امرائے نواح اور سرداروں کی امارت دی پس ان میں قتل کرنے اور قیدی بنانے کا بڑا اثر ہوا۔ پھر ان کے ساتھ بنو یفرن نے اس وقت جنگ کی جب ابوالحلیٰ محمد یفرنی نے اس کے بعد سلا کی جانب جو بلاد مغرب میں ہے مستقل حکومت قائم کر لی اور انہوں نے جنگوں کے بعد ان کو زیری بن عطیہ مغرادی سے الگ کر لیا اور پانچویں صدی کے آغاز میں لیلیٰ کی اولاد تیم بن زیری بن لیلیٰ کی طرف منسوب ہوتی تھی اور وہ سلا شہر میں ٹھہرا ہوا تھا اور برغواطہ کا پڑوسی تھا اور ان کے جہاد میں اس کا بڑا اثر تھا۔ یہ ۳۲۰ھ کی بات ہے۔ پس یہ تائید میں ان پر غالب آ گیا اور قتل کرنے اور قیدی بنانے کے بعد اس کا حاکم بن گیا۔ پھر اس کے بعد یہ لوگ اپنی اپنی جگہ واپس آ گئے یہاں تک کہ لتوفہ کی حکومت بگڑ گئی اور اپنے صحرائی موطن سے بلاد مغرب کی طرف چلے گئے اور انہوں نے سوس اقصیٰ کے بہت سے قلعوں اور جبال مصادہ کو فتح کر لیا پھر انہوں نے تائید میں اس کے ارد گرد ریف غربی میں برغواطہ کے ساتھ جہاد کیا پس ابو بکر بن عمر نے جو مرابطین کی قوم میں لیونہ کا امیر تھا۔ ان پر چڑھائی کی اور اس کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں جن میں سے ایک جنگ میں صاحب الدعوة عبداللہ بن یاسین کردی ۳۵۰ھ میں شہید ہو گیا اور ابو بکر اور اس کی قوم اس کے بعد بھی مسلسل جہاد کرتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے ان کی جڑ اکھڑ دی اور زمین سے ان کے آثار مٹا دیئے اور ان کی حکومت کے خاتمہ کے وقت ان کا حکمران ابو حفص عبداللہ تھا جو ابو منصور عیسیٰ بن ابی الانصار عبداللہ بن ابی غفیر محمد بن معاویہ بن السبع بن صالح بن طریف کی اولاد میں سے تھا اور وہ ان کی جنگوں میں ہلاک ہو گیا اور انہی پر ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اس کی جڑ کٹ گئی اور بعض لوگوں نے برغواطہ کے نسب کے بارے میں بیان کیا ہے کہ بعض ان کو زنائہ کے قبائل میں شمار کرتے ہیں دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا جو شمعون بن یعقوب کی اولاد میں سے تھا اور اس نے برباط میں پرورش پائی اور مشرق کی طرف چلا گیا اور عبداللہ مغربی سے پڑھا اور سحر میں مشغول ہو گیا اور کئی فنون کو جمع کیا اور مغرب میں آیا اور تائید میں اتر آیا تو وہاں پر اس نے بربریوں کے جاہل قبیلوں کو پایا پس اس نے ان کے سامنے زہد کا اظہار کیا اور اپنی زبان سے انہیں مسحور کر دیا اور انہیں جھوٹ موٹ باتیں بتائیں تو انہوں نے اس کی اتباع کی پس اس نے دعویٰ نبوت کر دیا اور برباط میں پرورش پانے کی وجہ سے اُسے برباطی بھی کہتے ہیں برباط حصن شریش کی ایک وادی ہے جو بلاد اندلس میں ہے اور عربوں نے اس نام کو مغرب کر کے برغواطہ بنا لیا۔ یہ سب باتیں کتاب الجواہر کے مصنف نے بیان کی ہیں اور البرکے باتیں کا بھی کچھ ذکر کیا ہے مگر یہ ایک واضح غلطی ہے اور یہ لوگ زنائہ میں سے نہیں اور اس کی گواہی ان کے موطن اور ان کے اپنے مصادی بھائیوں کے پڑوس میں رہنے سے ملتی ہے۔

اور صالح بن طریف ان میں مشہور آدمی ہے اور وہ ان کے غیروں میں سے نہیں ہے اور قبائل اور نواح پر غلبہ اس کی جڑ کاٹ دینے سے مکمل نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نسب اپنے آپ کو غیر قوم کی طرف منسوب کرنے والا ہے۔ اس آدمی کا نسب برغواطہ ہے اور مصادہ کے قبائل میں ان کا قبیلہ ایک معروف قبیلہ ہے جیسا کہ ہم سے بیان کیا ہے۔

مصادہ کے بطون میں سے غمارہ کے حالات اور ان کی حکومتوں اور گردش احوال کا بیان: مصادہ کے بطون میں سے یہ قبیلہ غمار بن مصمود کی اولاد میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ غمار بن اصیاد کی اولاد میں سے ہے جو

مصیولان میں سے ہے اور بعض عوام کا کہنا ہے کہ یہ عرب ہیں اور ان پہاڑوں کی طرف بھاگ کر آئے ہیں اور انہوں نے اپنا نام غمارہ رکھ لیا ہے اور یہ ایک عام مذہب ہے اور ان کے قبائل حد و شمار سے زیادہ ہیں اور ان کے مشہور بطون بنو حمیرہ، مثنوہ بنو مال، اعضادہ بنو ذروال اور حکسہ ہیں اور وہ بغیر کسی جماعت کے اپنے آخری ٹھکانوں میں جو بحرور کے ساحل پر عسائہ کے قریب مغرب میں ریف کے میدانوں میں ہیں آتے جاتے ہیں۔ پس وہ تکرر بادل، تنکیلس، نظادیر، سبتہ اور قصر سے طنخہ تک پانچ روز یا اس سے زیادہ کا سفر ہے اور انہوں نے ان مقامات میں بلند پہاڑوں کو اپنا وطن بنایا ہے جو دیوار کی طرح چوڑائی میں ایک دوسرے سے پانچ مراحل تک ملے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ قصر کتامہ کے میدانوں اور وادی درغہ سے آگے گزر جاتے ہیں جو مغرب کے میدانوں میں سے ہے جہاں سے مددگار واپس آ جاتے ہیں اور ان کے کنارے میں پرندے اور اُلُو اترتے ہیں اور ان کی چوٹیوں اور کشادہ راستوں میں سے مسافروں کے راستے جانوروں کی چراگاہیں، کھیتیاں اور باغات کے درخت نکلتے ہیں اور تجھے معلوم ہوگا کہ وہ مصادمہ میں سے ہیں اور ان کے بعض قبائل مصمودہ کے نام سے معروف ہیں اور سبتہ اور طنخہ کے درمیان سکونت پزیر ہیں اور انہی کی طرف وہ قصر اعجاز منسوب ہوتا ہے جس سے بحری خلیج گزر کر طریف کے علاقے کی طرف جاتی ہے اور اسی طرح ان کے موطن کا برغواطہ کے موطن سے جو مصادمہ کے قبائل میں سے ہے۔ بحر غربی کے سبزہ زاروں سے اتصال بھی اس کی مدد کرتا ہے اور وہ بحر محیط ہے کیونکہ وہاں پر ان میں سے بنو حسان اس ساحل پر آباد ہیں جو آغرادہ اور اصیلا کے قریب ہے۔ ہاں وہاں پر انہی ان کو برغواطہ اور دوکالہ کے موطن سے قبائل درن اور اس کے ماوراء بلاد قبلہ تک ملا دیتا ہے۔ پس مصادمہ تھوڑے سے قبائل کو چھوڑ کر پہاڑوں میں رہتے ہیں اور دوسرے لوگ میدانوں میں رہتے ہیں اور فتح کے وقت سے ہی غمارہ ہمیشہ سے ان موطن میں رہ رہے ہیں اور اس سے پہلے کا حال معلوم نہیں ہو سکا اور فتح کے زمانے سے مسلمانوں کی ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں اور ان میں سے سب سے بڑی جنگ موسیٰ بن نصیر کی تھی جس نے ان کو اسلام پر آمادہ کیا اور ان کے بیٹوں کو قیدی بنایا اور ان کی ایک فوج کو خلوف کے ساتھ طنخہ میں اتارا اور اس عہد میں ان کا امیر بلیان تھا جس کے پاس موسیٰ بن نصیر گیا تھا اور اس نے جنگ اندلس میں اس کی مدد کی تھی اور اس کا پڑاؤ سبتہ میں تھا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور یہ تاتکور پر قبضہ کرنے سے پہلے کی بات ہے اور اسلام کے بعد غمارہ نے دوسروں کے لئے حکومتیں قائم کیں اور ان میں جھوٹے مدعیان نبوت بھی ہوئے اور خوارج بھی ہمیشہ محفوظ ہونے کے لئے ان کے پہاڑوں کا قصد کرتے رہے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب: ۲۷

سبتہ کے حکمران

سبتہ قبل از اسلام کے قدیم شہروں میں سے ہے۔ جب موسیٰ بن نصیر نے اس پر چڑھائی کی تو اس نے جزیہ دینا قبول کر لیا، موسیٰ نے اس کے بیٹوں کو یرغمال بنا لیا اور طارق بن زیاد کو جزیہ کے لئے طنجة میں اتارا اور اس کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے لئے فوج کو بھیجا پھر طارق کو اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ان پر فوج بھیجی اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے فتح اس کے ہمسروں کو ہوئی اور جب بلیان فوت ہو گیا تو عرب صلح کے ذریعہ سبتہ شہر پر قابض ہو گئے اور اُسے آباد کیا۔ پھر میسرۃ الخفیر کی خارجی دعوت کا فتنہ اٹھا اور اس نے غمارہ کے بہت سے بربریوں اور دوسرے لوگوں کو قابو کر لیا۔ پس اس نے طنجة کی امارت سے سبتہ پر حملہ کیا اور عربوں کو وہاں سے نکال دیا اور قید کر لیا اور اُسے برباد کر دیا اور وہ خالی ہو گیا پھر ان کے جوانوں اور قبائل کے سرداروں میں سے ماکس وہاں اترا۔ اسی وجہ سے ان کو محکمہ کہتے ہیں۔ پس اس نے اسے تعمیر کیا اور لوگ اس کی طرف واپس آ گئے اور وہ مسلمان ہو گیا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے عصام نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور ایک مدت تک حکمران رہا اور اس کا بھائی الراضی حکمران بنا کہا جاتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ وہ بنی ادریس کی بہت اطاعت کرتے تھے اور جب ناصر کو سر بلندی حاصل ہوئی تو اس نے مغرب کی حکومت میں دلچسپی لی اور بلاد ہبط و غمارہ کے مالکوں بنی ادریس سے اس وقت چھین لیا۔ جب کتامہ اور زنا تہ نے انہیں ان کے ملک فاس سے نکال دیا تھا اور وہ ناصر کی دعوت کا منتظم بن گیا اور ان کے بیٹے اپنی اپنی عملداریوں میں ناصر کے لئے سبتہ سے الگ ہو گئے اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اسے بنو عاصم سے حاصل کرے تو اُس نے اپنی فوجوں اور بحری بیروں کو اپنے جرنیل خجاج بن غفیر کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا اور اس نے اُسے ۳۱۹ھ میں فتح کر لیا اور الراضی بن عصام نے اُسے اس کے لئے چھوڑ دیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور بنی عصام کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور سبتہ ناصر کے قبضہ میں آ گیا اور کچھ عرصہ کے بعد بنو حماد نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے میدانوں نے ایک اور حکومت بنا دی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور جب فتح کے زمانے میں مسلمانوں نے بلاد مغرب اور اس کی عملداریوں پر قبضہ کیا تو انہوں نے انہیں اس میں تقسیم کر لیا اور خلفاء انہیں بربریوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے فوجی مدد دی اور ان میں سب عرب قبائل کے لوگ تھے اور صالح بن منصور حمیدی، پہلی فوج میں یمنی عربوں میں سے تھا اور عبد صالح کے نام سے معروف تھا۔ پس اس نے گور کو اپنے لئے چن لیا اور ولید بن عبد الملک نے

۹۱ھ میں اُسے وہاں جا گیر دی۔ یہ قول صاحب مقیاس کا ہے اور نکور کا علاقہ مشرق سے زداغہ اور جرادہ بن ابی الحفیظ تک منتهی ہوتا ہے جو پانچ روز کی مسافت پر ہے اور مطماطہ اور اہل کدالہ اس کے پڑوس میں رہتے ہیں اور نبسہ اور غساسہ جو جبل مزک اور قلدع کے رہنے والے ہیں اُس کے وہ پڑوسی ہیں۔ جو بنی درتندی اور مید اور زنا تہ کے بھی پڑوسی ہیں اور مغرب سے مردان تک منتهی ہوتا ہے۔ جو غمارہ بنی حمید سے مطماطہ اور ضہاجہ تک چلا جاتا ہے اور ان کے پیچھے اور بہ حزب فرعون اور بنی دلمید اور زنا تہ اور بنی یونیاں اور بنی داسن ہیں۔ جو قاسم کی پارٹی ہیں اور بحر جومی پانچ میل کے فاصلہ پر ہے اور جب صالح کو وہاں جا گیر ملی تو اس نے وہاں اقامت اختیار کر لی اور اس کی نسل وہاں بکثرت ہو گئی اور غمارہ اور ضہاجہ کے قبائل اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اس کی حکومت کو قائم کیا اور اس نے نکسانان پر قبضہ کر لیا اور اسلام ان میں پھیل گیا۔ پھر انہیں تو انین اور فرانس گراں معلوم ہونے لگے اور وہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے صالح کو نکال دیا اور نفزہ کے ایک آدمی کو جو الرندی کے نام سے معروف تھا اپنا حکمران بنا لیا پھر انہوں نے توبہ کی اور اسلام میں واپس آ گئے اور صالح کی طرف رجوع کیا۔ پس وہ ان میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ ۱۳۲ھ میں تلمسان میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے معقّم بن صالح نے سنبھالی جو بڑا شریف النفس اور عبادت گزار تھا اور وہ انہیں خود نماز پڑھتا تھا اور خطبہ دیتا تھا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی اور یس حکمران بنا۔ تو اس نے وادی کے کنارے میں شہر نکور کی حد بندی کی اور ابھی اس نے اسے مکمل نہیں کیا تھا کہ ۱۳۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا سعید حکمران بنا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور وہ شہر نکسانان میں آیا کرتا تھا۔ پھر اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں نکور کی حد بندی کی اور وہاں اتر اور اسے اس عہد میں المدہ کہتے ہیں۔ جو دریاؤں کے درمیان ہے ان میں سے ایک نکور ہے جس کا منبع کزنازیہ ہے اور اس کا منبع وادی درغہ کے مخرج سے ایک ہی ہے اور دوسرا غیس ہے جس کا منبع بنی دریا غیل کے علاقے میں ہے اور دونوں دریا آ کال میں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر الگ ہو کر سمندر میں آ پڑتے ہیں کہا جاتا ہے کہ نکور عروہ اندلس کے بزیانہ میں سے ہے اور نکور کے مجوسیوں نے اپنے بحری بیڑوں میں ۱۳۴ھ میں جنگ کی اور اس پر غالب آ گئے اور اسے دوسری بار لوٹا پھر وہ سعید البرانس کے پاس اکٹھے ہوئے اور انہیں وہاں سے نکال دیا اور اس کے بعد غمارہ نے سعید کے خلاف بغاوت کر دی اور اُسے معزول کر دیا اور اپنے میں سے مسکن کو حکمران بنایا اور اپنی جگہ واپس آ گئے پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر غالب کیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دیا اور ان کا سردار قتل ہو گیا اور اس کی حکومت منقّم ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ ۱۸۸ھ میں ۷۳ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت اس کے بیٹے صالح بن سعید نے سنبھالی۔ تو اس نے سلف کے مذہب کو اختیار کیا اور اس پر استقامت اختیار کی اور اس کی اقتدار کی اس کی بربریوں کے ساتھ جنگیں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ ۲۵۰ھ میں اپنی حکومت کے تیسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا سعید بن صالح کھڑا ہوا اور وہ اس کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا پس اس کا بھائی عبداللہ اور اس کا چچا الرضی اس کے مقابلہ میں نکلے تو وہ بہت سے جنگوں کے بعد ان دونوں پر غالب آ گیا۔ پس اس نے اپنے بھائی کو مشرق کی طرف جلا وطن کر دیا اور وہ اس کی حکومت میں ہی مر گیا اور اس نے اپنے چچا الرضی پر باہمی رشتہ داری کی وجہ سے رحم کیا اور دیگر چچوں اور قرابتداروں کو جن پر اس نے غلبہ پایا قتل کر دیا اور ان میں سے

سعادۃ اللہ بن ہارون نے دونوں کے لئے لوگوں کو بلایا اور بنی بصلتن کے ساتھ جاملا جو جبل ابوالحسن کے رہنے والے ہیں اور انہیں اس کی کمزوری سے آگاہ کیا اور انہوں نے اس کی فوج پر شب خون مارا اور اس پر غالب آگئے اور ہتھیار لے لئے اور ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اور سعادۃ اللہ تلمسان بھاگ گیا اور اس نے اس کے بھائی میمون کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ پھر سعادۃ اللہ صلح کی خواہش لے کر چلا تو اس نے اس کی مدد کی اور اسے اپنے ساتھ کھور میں اتارا۔ پھر سعید نے اپنی قوم اور اپنی رعایا کے ساتھ جو غمارہ میں سے تھی۔ بلاد بطویہ سے جنگ کی اور تمیمو اور قلعو جو اس کا خاندان تھا اور بنی ویدی سے بھی جنگ کی اور اپنے بھائی احمد بن ادریس بن محمد بن سلیمان سے رشتہ داری کی اور اسے اپنے ساتھ کھور میں اتارا اور ان کے نواح میں سعید کے لئے حکومت ہموار ہو گئی۔ یہاں تک کہ عبد اللہ مہدی نے اسے اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور خط کے نیچے لکھا:

”اگر تم سیدھے رہے تو میں تمہاری بہتری کے لئے سیدھا رہوں گا اور اگر تم نے مجھ سے انحراف کیا تو میں تمہارے قتل کو عدل خیال کروں گا اور میں تمہاری تلواروں پر غالب آنے کے لئے اپنی تلوار کو بلند کروں گا اور میں اُسے غصے کے لئے داخل کروں گا اور اسے قتل سے بھروں گا۔“

پس اس کے شاعر امس طلبی نے اسے امیر سعید کے بھائی یوسف بن صالح کے حکم سے لکھا:

”بیٹ اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے اور تو اچھی طرح عدل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے تجھے فیصلہ کن قول سکھایا ہے اور تو ایک جاہل اور منافق ہے جو جاہلوں کے لئے ایک مثال ہے اور ہماری ہمتیں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلند ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تیری ہمت کو پست بنایا ہے۔“

پس عبد اللہ نے مصالہ بن جیوس حاکم تاہرت کو لکھا اور اُسے اس کی طرف جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تو اس نے ۳۰۴ھ میں اپنی حکومت کے چونسال میں اس سے جنگ کی پس سعید اور اس کی قوم کئی روز تک ان پر غالب رہی پھر مصالہ نے ان پر غلبہ پالیا اور انہیں قتل کر دیا اور ان کے سروں کو تادہ کی طرف بھیج دیا اور انہیں وہاں پر گھمایا پھر پایا گیا اور ان کے باقی ماندہ لوگ سمندر پر سوار ہو کر مالت چلے گئے پس ناصر نے ان کی خوب مہمان نوازی کی اور انہیں عطیات دیئے اور ان کی بہت تکریم کی اور مصالہ نے کھور میں چھ ماہ قیام کیا اور پھر تاہرت کی طرف واپس آ گیا اور دلول کتبی کو اس کا حکمران بنایا۔ پس فوج اس کے ارد گرد سے متفرق ہو گئی اور مالت میں بنی سعید اور اس کی قوم کو یہ اطلاع ملی اور وہ ادریس معتمد اور صالح تھے۔ پس وہ کشتیوں میں سوار ہو کر کھور کی طرف آئے اور ان میں سے صالح سب سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور بربروں نے مرسی نکسا مان میں اکٹھے ہو کر ۳۰۵ھ میں اس کی بیعت کر لی اور صغریٰ کی وجہ سے اسے قیم کا لقب دیا اور انہوں نے دلول پر چڑھائی کر کے اُس پر اور اس کے ساتھیوں پر فتح حاصل کر لی اور انہیں قتل کر دیا اور صالح نے ناصر کو فتح کی چھٹی لکھی اور اس کے مضافات میں اس کی دعوت کو قائم کیا اور ناصر نے اس کی طرف ہدایا، تحائف اور ہتھیار بھیجے اور اس کے بھائیوں اور اس کی باقی ماندہ قوم نے اس کے پاس پہنچ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ ہمیشہ اپنے سے پہلے لوگوں کے راستے پر گامزن رہا یہاں تک کہ ۳۱۵ھ میں فوت ہو گیا۔ پس اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر غالب آ کر اسے قتل کر دیا اور شہر کو لوٹ لیا اور ۳۱۶ھ میں اُسے برباد کر دیا پھر اس کی طرف واپس آیا اور ان کی حکومت کو ابو نور اسماعیل بن عبد الملک بن عبد الرحمن بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور نے سنبالا اور صالح بن منصور نے جو شہر بنایا تھا۔ اسے دوبارہ آباد کیا اور وہاں پر تین دن ٹھہرا

رہا۔ پھر میسور ابی القاسم بن عبد اللہ نے اپنے غلام صندل کو جب اس نے فاس میں پڑاؤ کیا۔ جنگ کے لئے روانہ کیا۔ پس اس نے صندل کے ساتھ فوج بھیجی تو اس نے جرادہ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر نکور واپس آ گیا اور اسماعیل بن عبد الملک نے قلعہ آبرہ میں اس سے پناہ حاصل کی اور صندل نے اس کے پاس اپنے طریق سے اپنی بھیجے اور اس نے انہیں قتل کر دیا پس وہ تیزی سے اس کی طرف گیا اور آٹھ دن اس سے جنگ کر کے اس پر غالب آ گیا اور اسے قتل کر دیا اور قلعہ کو لوٹ لیا اور قیدی بنائے اور کتامہ کے ایک آدمی مرماز کو اس پر اپنا جانشین بنایا اور صندل فاس پہنچ گیا۔ پس اہل نکور نے اُسے اٹھایا اور موسیٰ بن معصم بن صالح بن منصور کی بیعت کر لی اور وہ یصلتن میں ابوالحسن کے پاس تھا اور وہ ابن رومی کے نام سے معروف تھا اور صاحب مقباس کہتا ہے کہ وہ موسیٰ بن رومی بن عبد السمیع بن رومی بن ادریس بن صالح بن ادریس بن صالح بن منصور ہے اور اس نے مرماز وادراں کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا اور ان کے سروں کو ناصر کے پاس بھیج دیا۔ پھر اعیاص میں سے اُس پر عبد السمیع بن جرم بن ادریس بن صالح بن منصور نے حملہ کر دیا اور اُسے معزول کر کے ۳۲۹ھ میں نکور سے باہر نکال دیا اور موسیٰ اپنے اہل و عیال کے ساتھ اندلس گیا اور اس کا بھائی ہارون بن رومی اور اس کے بہت سے چچا اور اس کے اہل بیت بھی ساتھ تھے۔ پس اُن میں سے کچھ تو اس کے ساتھ مرہ میں اترے اور کچھ مابقہ میں اترے پھر اہل نکور نے عبد السمیع کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے قتل کر دیا اور انہوں نے مائقہ میں سے جرج بن احمد بن زیادہ اللہ بن سعید بن ادریس بن صالح بن منصور کو بلایا اور وہ جلدی سے ان کے پاس آ گیا اور انہوں نے ۳۳۶ھ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے کام درست ہو گئے اور وہ اپنے سلف کے مذہب کا مقتدی اور حضرت امام مالک کے مذہب کے مطابق عمل کرنے والا تھا۔ یہاں تک کہ ۳۶۰ھ کے آخر میں اپنی حکومت کے پچیسویں سال میں فوت ہو گیا اور یہ حکومت اس کے بیٹوں میں مسلسل چلتی رہی یہاں تک کہ ان پر ازواجہ غالب آ گئے جنہوں نے دہران پر غلبہ حاصل کیا تھا اور ان کے امیر لیلیٰ بن ابی الفتوح ازداجی نے ۴۰۶ھ میں حملہ کیا اور ۴۱۰ھ میں قتل ہو گیا پس اس نے نکور میں ان پر غلبہ پالیا اور اسے برباد کر دیا اور تین سو چودہ سال بعد صالح کی ولایت کی موجودگی میں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور لیلیٰ بن ابی الفتوح کے بیٹوں اور ازواجہ میں ۴۶۰ھ تک حکومت باقی رہی۔

واللہ مالک الامور لا اله ہو

غمارہ کے حامیم مبنی کے حالات: غمارہ کے لوگ جاہلیت میں صاحب اصل ہیں بلکہ صحرائیں رہنے کی وجہ سے انہیں شرائع سے بعد اور جہالت اور بھلائی کے مقام سے دوری حاصل ہے اور ان میں محکمہ میں سے حامیم بن من اللہ بن جریر عمر بن زھو ابن آزاد بن محکمہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کی کثیت ابو محمد مبنی اور اس کا باپ ابو خلف تھا اس نے ۳۳۳ھ میں جبل حامیم میں جو اس کی وجہ سے مشہور ہے تپوان کے قریب دعویٰ نبوت کیا اور ان میں سے بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کی نبوت کا اقرار کر لیا اور اس نے اُن کے لئے قوانین اور عبادات کے طریق اور احکام تیار کئے اور ان کے لئے ایک قرآن بھی بنایا جسے وہ اپنی زبان سے انہیں پڑھ کر سنا تا تھا اور اس کے کلام میں سے یہ عبارت بھی ہے یا من یخلى البصر ينظر فى الدنيا خلنى من الدنيا یا من اخرج موسى بن البحر امتن بحامیم وبابیه ابی خلف من الله دامن راسی و

عقلی و مایکنہ صلدی و ما احاط بہ دمی و لجمی

اور حامیم کی چچی جو ابو خلف من اللہ کی بہن تھی وہ ایمان لے آئی اس کے علاوہ وہ کاہنہ اور ساحرہ بھی تھی اور حامیم کا لقب مغتری تھا اور اس کی بہن دبو ساحرہ اور کاہنہ تھی اور وہ اس سے جنگوں اور قحطوں میں مدد طلب کرتے تھے اور وہ مصمودہ کی جنگوں میں احواز طنجہ میں ۳۵ھ میں قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے عیسیٰ کو غمارہ میں بڑا مقام حاصل ہوا اور وہ اس کا قبیلہ بنو زھو جو وادی لاہ اور وادی واش میں تطوان کے پاس رہتے تھے ناصر کے پاس گئے۔

اور اسی طرح ان میں سے اس کے بعد عاصم بن جمیل البز دعویٰ نے دعویٰ نبوت کیا اور اس کے واقعات مشہور ہیں اور اس عہد میں ہمیشہ سحر سے کام لیتے رہے اور مجھے اہل مغرب کے مشائخ نے بتایا ہے کہ ان میں اکثر جوان عورتیں جادو کا پیشہ اختیار کرتی تھیں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ انہیں روحانیت لانے کا علم حاصل تھا اور وہ جس ستارے سے چاہتے علم حاصل کرتے اور جب اس پر قابض ہو جاتے اور اس کی روحانیت سے اُسے گھر لیتے تو کائنات میں جو چاہتے تصرف کرتے۔ واللہ اعلم

ادارہ (غمارہ) کی حکومت کے حالات اور ان کی گردش احوال: اور عمر بن ادریس نے اپنی دادی کثیرہ ام ادریس کے مشورے سے مغرب کے مضافات کو محمد بن ادریس اور اس کے بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور اس نے ان میں سے تکیاس ترغہ بلاضہاجہ اور غمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور قاسم نے طنجہ سبتہ اور بصرہ اور اس کے قرب و جوار کے بلاذغمارہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ پھر جب عمر کے ساتھ اس کے بھائی محمد کا بگاڑ ہو گیا۔ تو عمر نے ان شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا اور انہیں اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں پھر اس کے بعد بنو محمد بن القاسم نے اپنی پہلی عملداری میں واپس آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور ان میں سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن القاسم نے اپنی پہلی عملداری میں واپس آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور ان میں سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن القاسم نے الدانیہ کے قلعہ حجر النسر اور سبتہ کو اپنے لئے بطور پناہ گاہ اور کارروائیوں کے لئے بطور سرحد کے مخصوص کر لیا اور فاس اور مضافات مغرب کی امارت محمد بن ادریس کی اولاد میں باقی رہ گئی پھر ان میں سے عمر بن ادریس کی اولاد کو فتح نصیب فرمائی اور ان کا آخری امیر یحییٰ بن ادریس بن عمر تھا۔ جس نے مصالہ بن حیوس کے ہاتھ پر عبید اللہ شیبی کی بیعت کی تھی اور اس نے اُسے فاس کا امیر بنا دیا پھر اسے ۳۰۹ھ میں ہٹا دیا اور ۳۱۳ھ میں بنی قاسم میں سے حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس نے جس نے بچھنے لگوانے کے مقامات پر نیزہ مارنے کی وجہ سے حجام کا لقب اختیار کیا تھا اس کے خلاف بغاوت کی اور وہ بڑا دلیر اور شجاع تھا اور اہل فاس نے ریحان پر حملہ کر دیا اور حسن کو قابو کر لیا اور موسیٰ نے اس پر چڑھائی کی اور اسے قتل کر دیا اور وہ خود بھی فوت ہو گیا اور ابن ابی الحافہ نے فاس اور مضافات مغرب پر قبضہ کر لیا اور ادارہ کو جلاوطن کر دیا اور انہیں ان کے قلعہ حجر النسر میں کاٹ کر رکھ دیا اور جبال غمارہ اور بلاذریف کی طرف مائل ہو گیا اور غمارہ کو اپنی دعوت کے ساتھ تمسک میں بڑا مقام حاصل تھا اور انہوں نے اس طرف ایک نئی حکومت قائم کی جسے انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر لیا اور ان میں سے سب سے بڑی حکومت بنی محمد اور بنی عمر کو سیکسان نکور اور بلاذریف میں حاصل تھی۔ پھر عبدالرحمن ناصر اندلس کی حکومت پر قبضہ کرنے اور شیعوں کو ہٹانے کے لئے آگے بڑھا

تو ۳۰۹ھ میں بنو محمد اس کے لئے سبتہ سے دستبردار ہو گئے اور اس اسے حاکمہ کے رئیس رضی بن عصام کے ہاتھ سے حاصل کر لیا اور وہ اس میں ادارہ کی دعوت دیا کرتا تھا۔ پس انہوں نے اُسے وہاں سے نکال دیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اسے اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور جب ابوالقاسم میسور مغرب کی طرف ابن ابی العافیہ سے جنگ کرنے کے لئے فاس گیا تو اس نے ان کی اطاعت چھوڑ دی اور مروانیہ کی دعوت دینے لگا اور بنو محمد السبیل میسور کی مدد سے اس سے انتقام لینے کے لئے گئے اور اس معاملے میں بنو عمر نے جو نکور کے حاکم ہیں ان کی مدد کی اور جب ابن ابی العافیہ نے اپنی مصیبت کو کم خیال کیا اور ۳۲۵ھ میں مغرب سے میسور کی واپسی کے ساتھ صحرا سے واپس لوٹ آیا تو اس نے بنی محمد اور بنی عمر کے ساتھ جنگ کی اور اس کے بعد فوت ہو گیا اور ناصر نے اپنے وزیر قاسم بن محمد بن طلحہ کو ۳۳۳ھ میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور مغرادرہ کے ملک محمد بن حزر اور اس کے بیٹے کو لکھا کہ وہ اس کی فوج کی امداد کریں جو ابن ابی العیش کی سرکردگی میں آرہی ہے پس ابوالعیش بن ادریس بن عمر نے جو ابن شالہ کے نام سے معروف ہے اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور اپنے ایلچیوں کو ناصر کی طرف بھیجا تو اس نے اسے امان دے دی اور اس نے اپنے بیٹے محمد بن ابی العیش کو اطاعت کو پختہ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی آمد پر جلسہ کیا اور اس سے پختہ عہد لیا اور بنی محمد کا باقی ماندہ ادارہ نے بھی ان کے طریق کو چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ مطالبات کرنے لگے تو اس نے سب بنی محمد کے ساتھ اسی طرح پختہ عہد کیا اور ان میں سے محمد بن عیسیٰ بن احمد بن محمد اور حسن بن قاسم بن ابراہیم بن محمد وفد بن کر گئے اور جب سے حسن بن محمد جو حجام کے لقب سے ملقب تھا ابن ابی العافیہ کے خلاف بغاوت کی تھی اس وقت بنو ادریس اپنی سرداری کے معاملہ میں بنی محمد کی طرف رجوع کرتے تھے پس انہوں نے موسیٰ بن ابی العافیہ کے فرار کے بعد قاسم بن محمد کو اپنا امیر بنایا۔ جس کا لقب کنون تھا اور اس نے فاس کے سوادگیر بلاد مغرب پر قبضہ کر لیا اور شیعہ کی دعوت کو قائم کرنے لگا یہاں تک کہ ۳۳۷ھ میں قلعہ حجر النسر میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ان کی حکومت ابوالعیش احمد بن قاسم کنون نے سنبھالی جو جنگوں اور تاریخ کا عالم اور ایک شجاع آدمی تھا اور احمد الفاضل کے نام سے معروف تھا اور مروانیہ کی طرف میلان رکھتا تھا پس اس نے ناصر کے لئے دعا کی اور اپنی عملداری میں اس کے لئے منابر پر خطبات دیئے اور شیعہ کی اطاعت چھوڑ دی اور سب اہل مغرب نے سبھا سے تک اس کی بیعت کی اور جب اہل فاس نے اس کی بیعت کی تو اس نے محمد بن حسن کو ان پر عامل مقرر کیا اور محمد بن ابی العیش بن ادریس بن عمر بن شالہ اپنے باپ کی جانب سے ۳۳۸ھ میں ناصر کے وفد بن کر گیا۔ پس اسے الحضرۃ میں اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو ناصر نے اسے اس کی عملداری کا امیر مقرر کر کے بھجوا دیا اور محمد کی غیر موجودگی میں عیسیٰ نے جو ابوالعیش احمد بن قاسم کنون کا عہد تھا۔ تیکسان میں اس کی عملداری پر حملہ کر دیا اور اس میں داخل ہو گیا اور ابن شالہ کے مال کو قبضہ میں کر لیا اور جب محمد الحضرۃ سے واپس آیا تو غمارہ کے بربر یوں نے عیسیٰ مذکور ابن کنون پر چڑھائی کی اور اس سے برا سلوک کیا اور اسے زخمی کر کے اس کا خون بہایا اور بلاد غمارہ میں اس کے اصحاب کو قتل کیا اور ناصر نے اپنے جرنیلوں کو مغرب کی طرف بھیجا اور یہ پہلا شخص تھا۔ جس نے ۳۳۸ھ میں احمد بن یحییٰ کو جو جرنیلوں کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ فوج کے ساتھ بنی محمد کی طرف بھیجا اور انہیں تظوان کے گرانے لگے اور وہ ان کے پاس سے واپس آ گیا تو وہ باغی ہو گئے پس اس نے ان کی حمید بن یصل مکناہی کو ۳۳۹ھ میں فوج دے کر بھیجا اور

وہ بھی وادی لاو میں اس کے مقابلہ میں آگئے پس اس نے ان پر حملہ کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور ناصر نے ابوالعیش امیر بنی محمد کے ہاتھ سے طنخہ کو چھین کر اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور وہ اصیلا میں ناصر کی بیعت پر قائم رہا۔ پھر ناصر کی فوجیں مغرب کے میدانوں پر چڑھ دوڑیں تو وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ مغرادرہ کے امرائے زناتہ بنی یفرن اور مکناہہ میں اپنی دعوت دینے لگا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پس بنی محمد کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان کے امیر ابوالعیش نے اس سے جہاد کی اجازت طلب کی تو اس نے اُسے اجازت دے دی اور اس کے لئے جزیرہ سے سرحد تک ایک روز کی مسافت تک محلات بنانے کا حکم دیا اور یہ تین روز کی مسافت ہے پس ابوالعیش گیا اور اس نے اپنی عملداری پر اپنے بھائی حسن بن کنون کو اپنا نائب بنایا اور ناصر نے اُسے غلہ دیا اور ہر روز اس کے لئے ایک ہزار دینار کا اجراء کیا اور وہ ۳۴۳ھ میں جہاد کے میدانوں میں شہید ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا جرنیل جو ہر بھی گرفتار ہو گیا اور جب وہ مغرب سے واپس آیا تو حسن نے دوبارہ ناصر کی اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ ۳۵۰ھ میں فوت ہو گیا۔ پس اس نے مغرب کی سرحدوں کو بند کرنے اور اس میں اپنی دعوت کو مضبوط کرنے کا عزم تیز کر دیا اور اس کے لئے اس نے اپنے دوستوں کے عزائم کو بھی جو ملوک زناتہ میں سے تھے تیز کیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ان کے بعد زیری اور بلکین کے درمیان چپقلش پائی جاتی تھی۔ پھر ۳۶۲ھ میں بلکین بن زیری نے اس کے ساتھ مل کر مغرب میں پہلی جنگ کی اور زناتہ میں سخت خونریزی کی اور دیار مغرب میں دور تک گھس گیا اور حسن بن کنون شیعوں کی دعوت دینے لگا اور اس نے مروانیہ کی اطاعت چھوڑ دی پس جب بلکین واپس آیا۔ تو اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طلسم کے ساتھ اندلس کی طرف گیا اور اپنی بہت سے فوج اور دوستوں کو پیچھے چھوڑ گیا اور ان کا ایک فوجی دستہ سبتہ میں داخل ہو گیا اور انہوں نے حکم سے مدد طلب کی تو اس نے اپنے غلام غالب کو جو بہادری میں ذور دور تک شہرت رکھتا تھا بھیجا اور اسے اعانت کے لئے اموال اور فوجیں بھی دیں اور اسے حکم دیا کہ وہ ادارہ کو ان کے مقام سے اتار دے اور جاؤ۔ جسے زندہ منصور ہونے یا مردہ معذور ہونے کے سوا واپس آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور حسن بن کنون کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی تو وہ بصرہ شہر کو چھوڑ گیا اور سبتہ کے قریب اپنے قلعہ حجر النسر میں اپنے ذخائر و اموال اور قابل حفاظت چیزوں کو اٹھا کر لے گیا اور غالب نے بعض مصمودیوں کے ساتھ اس سے جنگ کی اور کئی روز تک ان کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی۔ پھر غالب نے غمارہ کے بریری سرداروں اور اس کی ساتھی فوجوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ تو وہ بھاگ گئے اور اسے اور جبل نسر کے قلعہ کو چھوڑ گئے اور غالب نے اس سے جنگ کی اور حکم نے اسے حکومت کے عربوں اور سرداروں کے جوانوں سے مدد دی اور انہیں اپنے وزیر یحییٰ بن محمد بن ابراہیم التنجینی کے ساتھ ۳۶۳ھ میں اس کے اہل بیت اور خادموں کے ساتھ بھیجا پس وہ غالب کے ساتھ قلعہ میں اکٹھے ہو گئے اور حسن کے خلاف محاصرہ سخت ہو گیا اور اس نے غالب سے امان طلب کی تو اس نے اسے امان دے دی اور قلعہ اس کے ہاتھ سے لے لیا پھر اس نے بلاد ریف کے باقی ماندہ ادارہ پر احسان کیا اور انہیں بھاگا کر تتر بتر کر دیا اور تمام ادارہ کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لیا اور قاس جاکر اس پر قبضہ کر لیا اور محمد بن علی بن قشوش کو عدوۃ القروین میں اور عبدالکریم بن ثعلبہ جذامی کو عدوۃ اندلس میں عامل مقرر کیا اور غالب، حسن بن کنون اور دیگر ملوک ادارہ کے ساتھ قرطبہ واپس آ گیا اور اس نے مغرب کے حالات کو درست کیا اور

شیعہ کی بیخ کنی کی یہ ۳۶۳ھ کا واقعہ ہے اور حکم نے ان کا استقبال کیا اور قرطبہ میں ان کی آمد کا دن حکومت کا سب سے پر رونق دن تھا اور اس نے حسن بن کنون کو معاف کر دیا اور اس سے وعدہ وفائی کی اور اسے اور اس کے جوانوں کو عطیات انعامات اور خلعتیں دیں اور ان کے وظائف لگائے اور ان کے راشن مقرر کئے اور مغاربہ کے سات سو بہادروں کے نام رجسٹر میں لکھے اور اس نے تین سال بعد حسن سے عنبر کے ایک عظیم ٹکڑے کے متعلق سوال کر کے اس پر اتہام لگایا۔ وہ ٹکڑا اس کے دور حکومت میں سواحل مغرب سے اس کے پاس آیا تھا اور اس نے اس کا ایک گاؤں تکیہ بنایا جس سے ٹیک لگا کر وہ آرام حاصل کرتا تھا۔ پس اس نے اسے کہا کہ وہ اسے اٹھا کر اس کے پاس لے آئے تاکہ وہ اس کی رضا کے مطابق فیصلہ کرے مگر اس نے اپنے عمراؤں کی اس شکایت کو تسلیم نہ کیا جو خلیفہ کے پاس حسن کی بد اخلاقی اور لپچڑپن کے متعلق کرتے تھے۔ پس اس نے اسے ہٹا دیا اور اس کے پاس عنبر کے ٹکڑے کے سوا جو کچھ تھا لے لیا اور مغرب حکم کے سامنے درست ہو گیا اور اس کے امراء نے بلکین کی مدافعت میں اس کی مدد کی اور وزیر منصور نے جعفر بن علی کو مغرب پر امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو واپس بلا دیا اور حسن بن کنون نے تمام ادارہ کو ان کے اخراجات کے بوجھ کی وجہ سے مشرق کی طرف جلا وطن کر دیا اور ان پر یہ پابندی عائد کی کہ وہ واپس نہ آئیں پس انہوں نے ۳۶۵ھ میں مرہ سے سمندر کو پار کیا اور قاہرہ میں عزیز کے پڑوس میں اترے جو پورے ساز و سامان سے آراستہ تھا۔ اس نے ان کی بہت عزت کی اور ان سے نصرت کا وعدہ کیا پھر اس نے حسن بن کنون کو مغرب کی طرف بھیجا اور آل زیری بن مناد کی طرف قیروان میں اس کی مدد کے لئے لکھا پس اس نے مغرب میں جا کر اپنی طرف دعوت دی اور منصور بن ابی عامر نے اس کی مدافعت کے لئے فوج بھیجی پس یہ اس پر غالب آ گئے اور اسے گرفتار کر لیا اور اسے اندلس کی طرف بھیج دیا اور راستے ہی میں قتل کر دیا گیا۔ جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور تمام مغرب سے ادارہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ بلاذرامہ سمیتہ اور طنجہ میں بنی حمود کو دوبارہ حکومت مل گئی جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ

باب: ۲۵

حمود اور ان کے موالی

سبب اور طنجه کی حکومت کے حالات اور ان کی گردش

احوال اور ان کے بعد غمازہ کے حالات کا مختصر بیان

جب حکم نے ادارہ کو غزوہ سے مشرق کی طرف جلا وطن کر دیا اور مغرب کے دیگر بلاد سے بھی ان کے آثار مٹا دیئے اور غمارہ مروانیہ کی اطاعت پر قائم ہو گئے اور انہوں نے اندلسیوں کی فوج کو مطیع بنالیا اور حسن بن کنون ان کی حکومت کی طلب میں واپس آ گیا اور منصور بن ابی عامر کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور امارت قبائل میں بکھر گئے اور روپوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس نسب کے اشارہ سے بھی علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی نوع بادیہ نشینی میں بدل گئی اور وہ عمر بن ادریس کے جملہ بربریوں میں سے دو آدمیوں میں سے جو اندلس چلا گیا اور وہ دو آدمی علی اور قاسم نے جو حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبد اللہ بن عمر بن ادریس کے بیٹے تھے۔ جن کا دلیری اور شجاعت میں بڑا شہرہ تھا اور جب عامری حکومت کے خاتمہ کے بعد اندلس میں بربریوں کا فتنہ اٹھا اور بربریوں نے سلیمان بن حکم کو امیر مقرر کر کے المستعین کا لقب دیا۔ تو اس نے حمودہ ان دونوں بیٹوں کو مخصوص کر لیا اور انہوں نے بھی اس کی حکومت کی طرف بہت اچھی طرح توجہ دی۔ یہاں تک کہ جب وہ قرطبہ میں اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے مغاربہ کو حکومتیں دیں۔ تو اس نے اس علی بن حمود کو بھی طنجه کی حکومت اور اس کے باپ کی دیگر عملداریوں کا حاکم مقرر کیا اور یہ وہاں فروکش ہو گیا اور ان کے ساتھ اپنے عہد کو دہرایا پھر اس نے بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اندلس کی طرف چلا گیا اور جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس نے قرطبہ کی حکومت سنبھال لی اور طنجه کی امارت اپنے بیٹے یحییٰ کو دی پھر یحییٰ اپنے باپ کی فوجیہ کی کے بعد اپنے چچا قاسم سے جھگڑا کرتے ہوئے اندلس چلا گیا۔ اور اس کے بعد اس کے بھائی ادریس نے طنجه اور اس کے دیگر مضافات بلکہ عدوہ پر جو غمارہ کے موطن میں سے ہے خود مختار حکومت قائم کر لی۔ پھر وہ اپنے بھائی یحییٰ کی وفات کے بعد مالقہ چلا گیا۔ پس اس نے ان کی حکومت کے آدمیوں کو طلب کیا اور اپنے بھتیجے حسن بن یحییٰ کو سبب اور طنجه میں حاکم مقرر کیا اور نجا خادم کو اس کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اس کی نگرانی میں رہے اور جب ادریس فوت ہو گیا اور ابن بقیہ نے مالقہ پر اپنی مخصوص حکومت قائم کرنے کا

ارادہ کر لیا۔ تو اس نے حسن بن یحییٰ کے لئے نجا خادم کو طنجہ سے بھیجا۔ پس اس نے مالقہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی خدمت میں اپنی حکومت منظم کر لی اور سبتہ کی طرف واپس آ گیا۔ اس نے حسن کو غمارہ کے موطن میں امارت دے دی اور جب حسن فوت ہو گیا تو نجا اندلس کی طرف مخصوص حکومت قائم کرنے کے ارادے سے گیا اور اس نے صقالبی موالی میں سے قابل اعتماد آدمی کو اپنا جانشین بنایا اور وہ ایک کے بعد دوسرے کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ بنی حمودہ ان موالی میں سے حاجب حکومت بر غواطی نے خود مختار قائم کر لی اور یہ شیخ حدادہ غلاموں میں سے تھا جسے اس نے اپنی جہالت کے ایام میں بر غواطہ کے قیدیوں میں سے خریدا تھا اور پھر یہ علی بن حمود کے پاس آ گیا۔ پس اس نے اپنی طبیعت شرافت کو اختیار کیا۔ یہاں تک کہ ان کی علیحدہ حکومت قائم کر لی اور طنجہ میں ان کی کرسی اقتدار پر بیٹھ گیا اور قبائل غمارہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور مراہطین کی حکومت تک اس کی حکمرانی قائم رہی اور ۳۶۱ھ میں ابن تاشفین غالب آ گیا اور اس نے حاجب سکوت کو فاس میں مغرادہ کے خلاف مدد دینے کو کہا اور مغرب کے آخری میدان سے بلاد دمنہ کی طرف چلا گیا۔ جو بلاد غمارہ کے قریب ہے اور یوسف بن تاشفین نے ۳۶۲ھ میں ان سے جنگ کی اور حاجب سکوت کو ان کے خلاف مدد دینے کو کہا۔ پس اس نے اس کے دشمن کے خلاف مدد دینے کا ارادہ کر لیا۔ پھر اس کے بیٹے الفاگل الرئی نے اسے اس بات سے روک دیا۔ پس جب یوسف بن تاشفین اہل دمنہ سے فارغ ہوا تو ان پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے غمازہ کے قلعوں میں سے قلعہ علودان کو فتح کر لیا اور مغرب نے اس سے جنگ کے سامنے اطاعت اختیار کر لی۔ تو اس نے اپنی توجہ سکوت کی طرف کر لی اور صالح بن عمران کی قیادت میں جو ملتونہ کے جوانوں میں سے تھا۔ فوج کو اس کے مقابلہ میں بھیجا۔ پس رعایا نے ان کے آنے سے خوشی منائی اور وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور حاجب سکوت کو بھی اطلاع مل گئی۔ تو اس نے قسم کھائی کہ اس کی رعیت کا کوئی آدمی ان کے ڈھولوں کی آواز نہ سنے اور وہ طنجہ شہر میں چلا گیا۔ جو اس کی عملداری کی سرحد پر واقع ہے اور اس کی جانب اس کا بیٹا ضیاء الدولہ المعز وہاں پر حکمران تھا وہ ان کے مقابلہ کے لئے باہر نکلا اور طنجہ کے باہر دونوں فوجوں کی مدد بھیڑ ہوئی اور سکوت کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور مراہطین کی چکی آواز دینے لگی اور اس کی جان ان کی تلواروں کی دھاروں پر نکل گئی اور وہ طنجہ میں داخل ہو گئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور ضیاء الدولہ سبتہ چلا گیا اور جب طاغیہ نے بلاد اندلس پر حملہ کیا اور ابن عاد نے اپنے فریاد رس کو امیر المؤمنین یوسف بن تاشفین کی طرف بھیجا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ جہاد کرنے اور مسلمانوں کے دفاع کے وعدے کو پورا کریں اور تمام اہل اندلس نے اسے جہاد پر آمادگی کے خطوط لکھے اور اس نے ۳۶۶ھ میں اپنے بیٹے المعز کو مراہطین کی تفرج میں سبتہ قرضہ الحجاز کی طرف بھیجا پس اس نے ان سے جنگ کی اور ابن عباد کے بحری بیڑوں نے اُسے سمندر کی جانب سے گھیر لیا اور سبتہ میں زبردستی داخل ہو گئے اور ضیاء الدولہ کو گرفتار کر لیا اور اسے المعزہ کے پاس پہنچایا گیا۔ پس اس نے ان کے فاس کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے اس سے مال کا مطالبہ کیا اور اسے مقررہ وقت پر قتل کر دیا اور اس کے ذخائر پر اطلاع پالی اور ان ذخائر میں یحییٰ بن علی بن حمود کی انگوٹھی بھی تھی اور اس نے اپنے باپ کو فتح کی چٹھی لکھی اور بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنی غمارہ سے ان کے آثار اور سلطنت مٹ گئی اور وہ باقی ماندہ ایام میں ملتونہ کی اطاعت گزاری کرنے لگے۔

اور جب مغرب میں مہدی کا ظہور ہوا اور اس کی وفات کے بعد موحدین کی پوزیشن مضبوط ہو گئی۔ تو اس کا خلیفہ

عبدالמוمن اپنی بڑی بڑی جنگوں میں ان کے ملک میں جانے لگا۔ پس اس نے ۳۳۳ھ اور اس کے بعد مغرب کو فتح کر لیا۔ کیونکہ اس سے قبل مراکش پر اس کا قبضہ ہو چکا تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور انہوں نے اس کا پیچھا کیا اور سبتہ سے جنگ کی۔ مگر اسے فتح نہ کر سکے اور فتح میں رکاوٹ بننے کی وجہ سے ان کے قائد عیاض نے بڑا کردار ادا کیا۔ جو اس عہد میں اپنے دین، نبوت، علم اور منصب کی وجہ سے ان کا بہت مشہور لیڈر تھا۔ پھر مراکش کی فتح کے بعد سبتہ بھی ۳۳۴ھ میں فتح ہو گیا اور جب بنی عبدالمومن کی حکومت کمزور ہو گئی اور اس کی ہوا اکھڑ گئی اور قاصیہ میں بہت بغاوت ہو گئی۔ تو ان میں ابن محمد کتانی نے ۳۲۵ھ میں انقلاب پیدا کر دیا اور اس کا باپ لوگوں کو چھوڑ کر قصر کتامہ میں الگ تھک رہنے لگا۔ وہ کیمیا کر تھا اور اس سے اس کے بیٹے محمد نے کیمیا گری کو مکہ کیا تھا اور اس کا لقب ابوالطو حسن تھا۔ پس وہ سبتہ کی طرف چلا گیا اور بنی سعید کی ماں میان امراء اور کیمیا گری کا دعویٰ کر دیا۔ تو مختلف قسم کے لوگوں نے اس کی اتباع کی پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور قوانین بنائے اور کئی قسم کے شعبہ دے دکھائے اور اس کے پیروکاروں کی بہت کثرت ہو گئی۔ پھر انہیں ان کی خباثت کا علم ہو گیا۔ تو انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور سبتہ کی فوجوں نے اس پر چڑھائی کی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور ایک بربری نے اُسے دھوکے سے قتل کر دیا پھر مغرب کے شہروں پر اور میدانوں پر غورین کا غلبہ ہو گیا اور ۳۶۸ھ میں وہ مراکش کے تخت حکومت پر قابض ہو گئے اور قبائل غمارہ نے ان کی اطاعت سے انکار کیا اور بھتیجے سے اختلاف کی وجہ سے اطاعت کرنے سے علیحدہ رہے اور ان کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے سبتہ نے بھی بنی مرین کے ملوک کی اطاعت اختیار نہ کی اور ان کی بات شوریٰ تک پہنچی جسے فقیہ ابوالقاسم العزفی نے جو ان کے مشائخ میں سے تھا۔ ترجیح دی جیسا کہ ہم عنقریب تمام حالات کو بیان کریں گے۔ پھر قبائل غمارہ اور ان کے رؤساء کے درمیان جنگیں ہوئیں اور بنی مرین میں سے ایک گروہ مغرب میں طاغیہ السلطان کے پاس چلا گیا۔ یہ لوگ اپنی رضامندی سے آئے تھے اور دوسروں کو ان کے سرداروں نے طوعاً و کرہاً اطاعت میں شامل کیا۔ پس بنو مرین نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور ان پر عادل مقرر کیا اور ان کے پیچھے پیچھے سبتہ چلے گئے اور ۳۷۲ھ میں العزفین کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس کا تذکرہ ہم ان کی حکومت میں بیان کریں گے اور اس وقت انہیں بڑی کثرت اور عزت حاصل ہے اور ان کے حالات نہایت اچھے ہیں اور وہ حکومت کے خود مختار ہونے کے وقت سے اس کے اطاعت گزار اور ٹیکس گزار نہیں اور جب وہ بزدلی دکھاتے ہیں اور حکومت کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ الحضرة سے ان کی طرف فوج بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اطاعت پر قائم ہو جاتے ہیں اور انہیں پہاڑوں کی دشواری کی وجہ سے غلبہ اور تحفظ حاصل ہے اور حکومت کا اعیاض میں سے جو شخص ان کے پاس جاتا ہے۔ وہ اسے پناہ دیتے ہیں اور اس پہاڑ کا حکمران یوسف بن عمر اور اس کے بیٹے ہیں۔ جنہیں اس میں عزت و ثروت حاصل ہے اور انہوں نے وہاں پر کارخانے اور پودے لگائے ہوئے ہیں اور سلطان نے سبتہ کے رجسٹر میں ان کے لئے عطیات مقرر کئے ہیں اور انہیں طنجہ کے میدان میں دوستی پیدا کرنے کیلئے جاگیریں دی ہیں۔

باب: ۲۶

قبائل مصادہ

بطون مصادہ میں سے مغرب اقصیٰ کے اہل عیال ورن

کے حالات اور ان کے غلبہ اور آغاز و انجام کا بیان

قاصیۃ المغرب میں یہ پہاڑ دنیا کے عظیم ترین پہاڑوں میں سے ہیں۔ کیونکہ ان کی جڑیں پاتال میں اور شاخیں آسمان میں ہیں اور ان کے اجسام فضا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی قطاریں مغرب کے سبزہ زار پر تگونی دیوار کی طرح ہیں۔ جو اٹنی کے قریب سے بحر محیط کے ساحل سے شروع ہوتے ہیں اور مشرق میں بے حد و حساب چلے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کی انتہا برنق کے سامنے ہوتی ہے۔ جو برقہ کے علاقے میں ہے اور یہ جگہ مراکش کے قریب ہے اور یہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے صحرا کی طرح اقل تک چلے جاتے ہیں اور اس میں سوار سامنا اور سواحل مراکش سے ایک جانب ہو کر بلاد سوس ملک چلا جاتا ہے اور درعہ قبلہ سے آٹھ روز یا اس سے زیادہ مسافت پر واقع ہے جس میں دریا بہتے ہیں اور زمین عام سرخ اور درختوں والی ہے اور اس کے درمیان درختوں کے سائے اور اس میں بہت کھیتیاں اور دودھ ہے۔

اور حیوانات اور شکار کی چراگا ہیں بہت وسیع ہیں اور درختوں کے اُگنے کی جگہیں بہت اچھی ہیں اور ٹیکس بہت زیادہ جمع ہوتا ہے اور اسے مصادہ کی ان قوموں نے آباد کیا ہے۔ جنہیں ان کے خالق کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور انہوں نے وہاں پر قلعے، محلات اور عمارات بنائی ہیں اور دنیا کے دیگر علاقوں سے بے نیاز ہیں۔ پس آفاق کے تاجر اور فواح و امصار کے لوگ ان کے پاس آتے ہیں اور وہ آغاز اسلام سے لے کر اس سے پہلے کے ان پہاڑوں میں آنے والے ہیں اور انہوں نے ان میں سے کئی صوبوں کو وطن بنا لیا ہے۔ جن میں متعدد شعوب و قبائل کی وجہ سے متعدد ممالک اور عملداریاں پائی جاتی ہیں اور ان کی الگ الگ اقوام کی وجہ سے ان کے نام بھی الگ الگ ہیں اور ان کے دیار کی انتہا بنی فزان کی مشہور عمارت پر ہوتی ہے جہاں سے صیاد کے موطن کا آغاز ہوتا ہے اور ان موطن میں مصادہ کے بہت سے قبائل آباد ہیں۔ جن میں مصرعہ ہستانیہ، شمیل کیداویہ، کنفیہ، درپکر، معزو وغیرہ دکالہ، صاعہ، اما دین، وازکیت، بنو مکر، ایلنہ جسے ہیلانہ بھی کہا جاتا ہے۔ شامل ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایلان بن بر نے معاہدہ سے رشتہ داری کی اور وہ ان کے حلیف تھے اور بطون

امادین میں سے مصفادہ اور ماغوس ہیں اور مصفادہ میں سے دعاغہ اور بوطامان ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غمارہ رہون اور امل اتادین میں سے ہیں۔ واللہ اعلم اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صاحہ کے بطون میں سے ذکر اور کھیس الظوان ہیں جو ارض سو میں ذوی حسان کے حلیف ہیں۔ جو معقلی عربوں میں سے ارض سوس پر غالب ہیں اور بطون کنفیہ میں سے سکبادہ قبیلہ بھی ہے۔ جو ان پہاڑوں کے مضبوط ترین قلعے میں آباد ہیں اور ان کا پہاڑ قبیلہ کی جانب سے سوس کے میدانوں اور مغرب کی جانب سے بحر محیط پر جھانکتا ہے اور جیسا کہ بعد میں بیان کیا جاتا ہے انہیں اپنے قلعے کی مضبوطی کی وجہ سے اپنے قبیلے پر اعزاز حاصل ہے اور آغاز اسلام میں ان مصادمہ کو ان پہاڑوں میں بڑی قوت و طاقت حاصل تھی اور یہ لوگ دین کے اطاعت گزار اور اپنے برغواطمی بھائیوں کے خزانہ مذہب کے مخالف تھے اور ان کا مشاہیر میں سے کثیر ابن وسلاس بن شملال بن امادہ ہے جو یحییٰ بن یحییٰ ہے جو موطا کا امام مالک سے راوی ہے۔ یہ اندلس میں داخل ہوا اور طارق کے ساتھ فتح میں شامل ہوا اور ان کے دوسرے مشاہیر اندلس میں ٹھہر گئے اور ان کی اولاد کا ذکر حکومت اموی کے ذکر میں آتا ہے اور اسلام سے قبل ان میں ملوک اور افراد ہوئے تھے اور ان کی ملتونہ ملوک مغرب کے ساتھ جنگیں ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ مہدی پران کا اتفاق ہو گیا اور اس کی دعوت کو قائم کرنے لگے جو انہیں عظیم حکومت حاصل تھی اور انہیں عدد تین کے ملتونہ سے اور افریقہ میں ضہاجہ سے ملی جیسا کہ یہ بات مشہور ہے اور اب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب : ۲۷

جبال درن میں مہدی کے ابتدائی حالات

موحدین کا بنی عبدالمؤمن کے ذریعے افریقہ میں حکومت قائم کرنا

اور ہمیشہ ہی جبال درن میں مصادمہ کو عظیم پوزیشن اور ان کی جماعت کو کثرت اور ان کی جنگ کو قوت حاصل ہے اور عقبہ بن نافع اور موسیٰ بن نصیر کے ساتھ جنگوں میں بھی انہیں بڑا مقام حاصل رہا یہاں تک کہ وہ اسلام پر قائم ہو گئے۔ جیسا کہ یہ بات مشہور و معروف ہے۔ یہاں تک کہ ملتونہ کی حکومت ان پر سایہ فگن ہوئی اور اس حکومت میں ان کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور اہل سلطنت اور حکومت میں انہیں بڑا مقام حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے مراکش شہر کی حد بندی کی تو انہوں نے ان کو اپنے درن کے موطن کے پڑوس میں اتار اتارنا کہ وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز رہیں۔ آسانی سے اطاعت نہ کرنے والوں کو مطیع بنا کر رکھیں اور اس حکومت کے آغاز اور علی بن یوسف کے عہد میں ان کے مشہور امام محمد بن تو مرت کا ظہور ہوا جو موحدین کی حکومت کا حکمران اور مہدی کے نام سے مشہور تھا۔ جو اصل میں معرغہ میں سے تھا۔ جو مصادمہ کے بطون میں سے ہے۔ جنہیں ہم نے شمار کیا ہے۔ اس کے باپ نے اس کا نام عبد اللہ اور تو مرت رکھا اور صغریٰ میں اسے امغارہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور وہ محمد بن عبد اللہ بن وجیلہ ابن بامصال بن حمزہ بن عیسیٰ تھا جیسا کہ ابن رشتہ سے بیان کیا ہے اور وہ ابن القطان نے اس کی تصدیق کی ہے اور مغرب کے بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ محمد بن تو مرت بن عیساؤس بن ساولا بن سفسون بن انکلدیس بن خالد ہے اور بہت سے مؤرخین کا خیال ہے کہ اس کا نسب اہل بیت سے متعلق ہے اور وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ہود بن خالد بن تمام بن عدنان بن سفیان بن عفوان بن جابر بن عطا بن رباح بن محمد ہے۔ جو سلیمان بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہے۔ جو ادریس اکبر کا بھائی ہے اور اس کے بہت سے گھر والوں نے اس کے نسب کو مصادمہ اور اہل سوس میں بیان کیا ہے اور اس سلیمان کے متعلق ابن خلیل نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور وہ مغرب میں اپنے بھتیجے ادریس کے پاس چلا گیا اور تمسان میں اتر اور اس کی اولاد مغرب میں پھیل گئی راوی بیان کرتا ہے کہ وہ سوس کا ہر طالبی اس کی اولاد میں سے ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ادریس کے ان قرابتداروں میں سے ہے۔ جو اسے مغرب میں آئے تھے اور رباح جو اس نسب کا ستون ہے۔ وہ ابن یبار بن عباس بن محمد بن حسن ہے۔ دونوں صورتوں میں طالبی کی نسبت صرغہ میں واقع ہوتی ہے۔ جو مصادمہ کے قبائل میں سے ہے اور اس کی جڑیں ان میں پیوست ہیں

اور یہ ان کے دھڑے کے ساتھ شامل ہے۔ پس ان کا قبیلہ غلط ملط ہو گیا اور انہی سے منسوب ہو گیا اور انہی میں شمار ہونے لگا اور اس کے اہل بیت بڑے زاہد و عابد اور درویش تھے اور یہ محمد پڑھتا اور علم سے محبت رکھتا ہوا جوان ہوا اور اسے اسافو کہتے تھے جس کے معنی روشنی کے ہیں۔ کیونکہ وہ مساجد میں رہنے کی وجہ سے بکثرت قندیلین جلایا کرتا تھا اور اس نے پانچویں صدی کے سرے پر علم کی جستجو میں مشرق کا سفر کیا اور اندلس سے گزرا اور قرطبہ میں داخل ہوا۔ جو اس وقت علم کا گھر تھا۔ پھر وہ اسکندریہ چلا گیا اور حج کیا اور عراق میں داخل ہوا اور جملہ علماء اور بڑے بڑے دانشوروں سے ملاقات کی اور انہیں بہت علم عطا کیا اور وہ خود بیان کیا کرتا تھا کہ اس کی قوم کو اس کے ہاتھ پر حکومت ملے گی۔ کیونکہ کاہن قیافہ شناس مغرب میں ایک حکومت کے ظہور کا وقت مقرر کر رہے تھے اور ان کے خیال میں اس نے ابوحامد غزالی سے بھی ملاقات کی اور ان سے اپنے دل کی باتوں کے متعلق گفتگو کی۔ تو انہوں نے اس کو اسلام کی حکومت کے اختلال کے خلاف اکسایا اور امت کو جمع کرنے والے اور ملت کو قائم کرنے والے سلطان کے ارکان کو پراگندہ کرنے پر برا بیچتہ کیا۔ ازاں بعد انہیں اس کے ان قبائل پر بدگمانی ہو گئی۔ جن کی وجہ سے اسے اعزاز و تحفظ حاصل تھا اور اس نے ان قبائل میں اپنی خواہش کے پانے اور دعوت کے غالب آنے میں امر الہی کی تکمیل کرتے ہوئے پرورش پائی اور یہ امام اس خواہش کو لئے ہوئے مغرب کی طرف ٹھانٹیں مارتا ہوا سمندر اور دین کا جلتا ہوا شعلہ بن کرواپس لوٹا اور مشرق میں اہل سنت کے اشعری علماء سے بھی ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا اور غفاند سلفیہ میں کامیابی حاصل کرنے اور ان عقلی دلائل سے جو اہل بدعت کے سینے میں گھس جاتے ہیں غفاند کے دفاع میں ان کے طریقے کو مستحسن خیال کیا اور متشابہ آیات اور احادیث کی تاویل میں ان کی رائے کو اختیار کیا۔ حالانکہ اہل مغرب تاویل میں ان کی اتباع کرنے سے علیحدگی اختیار کئے ہوئے تھے اور سلف کی اقتداء میں تاویل کے ترک کرنے اور تشابہات کے اقرار کرنے میں ان کی رائے کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ پس اس نے اہل مغرب کو اس بارے میں سمجھایا اور انہیں تاویل کے قول اور شام عقائد میں اشعری مذاہب کو اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور ان کی امامت اور ان کی تقلید کے وجوب کا اعلان کیا اور ان کی رائے کے مطابق عقائد میں المرشدۃ فی التوحید جیسی کتاب تالیف کی اور وہ امامیہ شیعہ کی طرح امام کی عصمت کا بھی قائل تھا اور اس نے اس بارے میں اپنی کتاب الامامیہ تالیف کی جس کا آغاز اس نے اپنے قول اعزما یرطب سے کیا اور یہ ابتدائی ہی اس کتاب کا لقب بن گیا اور وہ بلاد مغرب کے پہلے شہر طرابلس میں اپنے اس مذہب کا اہتمام کرتے ہوئے اترا اور علماء مغرب نے اس سے جو انحراف اختیار کیا تھا۔ اس پر نکیر کی اور مقدور بھر دامنہی کرنے اور تدریس علم و امر میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ اسے اس کے باعث تکالیف پہنچیں جنہیں اس نے اپنے اعمال صالحہ میں سے خیال کیا اور جب وہ بجایہ میں داخل ہوا تو ان دنوں وہاں پر عزیز بن منصور بن ناصر بن علناس بن حمار صہبانہ کے امراء میں سے تھا اور وہ عجیب دار لوگوں میں سے تھا۔ پس اس نے اسے اور اس کے اتباع کو سختی سے منع کیا اور ایک روز انہیں بڑے کاموں کو راستوں میں روکنے کے درپے ہو گیا۔ جس کے باعث گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز پیدا ہوئی۔ جسے سلطان اور خواص نے ناپسند کیا اور انہوں نے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ تو وہ وہاں سے خوفزدہ ہو کر نکلا اور ملالہ چلا گیا۔ جہاں ان دنوں قبائل ضہاجہ میں سے بنو در پائل تھے۔ جنہیں اعزاز اور قوت و شوکت حاصل تھی۔ پس انہوں نے اسے پناہ دی اور بجایہ کے سلطان نے ان سے مطالبہ کیا کہ

وہ اُسے اس کے سپرد کر دیں مگر انہوں نے انکار کیا اور اس کے ساتھ درشتی سے پیش آئے اور یہ ان کے درمیان ٹھہر کر مدت تک انہیں علم پڑھاتا رہا اور جب یہ فارغ ہوتا تو راستے کے وسط میں دیار ملالہ کے قریب ایک چٹان پر بیٹھ جاتا اور وہ چٹان اس عہد میں بہت مشہور تھی اور وہیں پر اس کا سب سے بڑا ساتھی عبدالمومن بن علی اپنے چچا کے ساتھ حج کرتا ہوا اسے ملا اور اس کے علم سے حیران رہ گیا اور اپنے عزم سے باز آ گیا اور اس کا خاص ہو گیا اور اس سے علم حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور مہدی مغرب کی طرف کو مع کر گیا اور یہ بھی اس کے جملہ ساتھیوں میں شامل تھا اور وہ دانشور چلا گیا اور اس کے جملہ اصحاب میں سے بشیر نے اس کی مصاحبت اختیار کی۔ پھر وہ تلمسان گیا اور لوگوں نے اس کے حالات سنے پس قاضی نے اسے بلایا اور اسے اس کے مذہب کے بارے میں ڈانٹا اور علاقہ والوں کی مخالفت کی وجہ سے اسے توجہ کی اور اس نے خیال کیا کہ اس کا اس بات سے دست کش ہو جانا ہی عدل و انصاف کی بات ہے مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور اپنے طریق پر قائم رہتے ہوئے فاس اور پھر مکناسہ کی طرف چلا گیا اور وہاں پر لوگوں کو بعض برائیوں سے منع کیا۔ پس شریر لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے زد و کوب کر کے درمند کیا اور وہ مراکش چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار کر کے اپنا کام کرنے لگا اور علی بن یوسف کو نماز جمعہ میں جامع مسجد میں ملا اور اسے نصیحت کی اور اسے سخت ست کہا اور ایک دن وہ علی بن یوسف کی بہن کو ملا۔ جو اپنی قوم مہمیین کے طریق کے مطابق ننگے سر عورتوں کے لباس میں تھی تو اس نے اُسے ڈانٹا اور وہ اس کی ڈانٹ کے صدمے سے روتی ہوئی اپنے بھائی کے پاس آئی تو اس نے فقہاء کے ساتھ اس کی شہرت کے متعلق گفتگو کی اور وہ اس کے متعلق غصے اور حسد سے بھرے ہوئے تھے کیونکہ وہ متشابہ کی تاویل میں اشعری مذہب کو اختیار کئے ہوئے تھے اور سلف کے مذہب پر ان کے جمود اختیار کرنے کی وجہ سے ان پر تکبر کرتا تھا اور اس کے خیال میں جمہور نے اسے تجسیم کی تلقین کی اور وہ اشعریہ کے ایک قول کے مطابق ان کی تکفیر کرتا تھا۔ پس وہ اس رائے کی طرف مائل ہو گیا۔ پس انہوں نے امیر کو اس کے خلاف بھڑکایا۔ تو اس نے اسے ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلایا اور یہ ان پر غالب آ گیا اور اپنی جگہ سے باہر چلا گیا اور ان کو لڑتا چھوڑ گیا پس وہ اس دن اغاث چلا گیا اور اپنی عادت کے مطابق بڑی باتوں سے روکنے لگا اور وہاں کے لوگوں نے علی بن یوسف نے اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کے حالات سے برا شکون لیا۔ پس وہ اس کے شاگرد جو اس کے ساتھیوں میں سے تھے۔ وہاں سے نکل گئے اور اس نے اپنے اصحاب میں سے اسماعیل بن ابلیک کو بلایا اور وہ اس کی قوم کے بہادروں میں سے ہے اور سب سے پہلے وہ مسیفوہ اور پھر ہستانہ گیا اور ان کے اشیاء میں سے عمر بن یحییٰ بن محمد واندوین بن علی سے ملا جو ابو حفص کہلاتا تھا اور ابن نعستانہ اس کے گھر کو اپنی خاصکات میں جانتا تھا اور ان کو نصاب کہتے ہیں۔ کہ فصکات واندوین کا جد ہے اور ہستانہ کو ان کی زبان میں ہنسی کہا جاتا ہے۔ اس لئے عمر ہنسی کے نام سے معروف تھا اور ان کے نسب کی تحقیق کا بیان ان کی حکومت کے بیان میں آئے گا پھر مہدی انہیں چھوڑ کر ایکپلین کی طرف کوچ کر گیا۔ جو بلاد معرقہ میں سے ہے اور وہ اپنی قوم کے ہاں مہمان اترے۔ ہاں ہاں کا واقعہ ہے اور اس نے عبادت کے لئے رابطہ پیدا کیا اور طلبہ اور قبائل اس کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور وہ انہیں بربری زبان میں المرشدہ فی التوحید کی تعلیم دیتا تھا اور اس کے راستے میں اس کی بڑی شہرت ہو گئی اور فقیہ العلمیہ نے امیر علی بن یوسف کی مجلس کے ذریعے اُسے پکڑنے کا ارادہ کیا اور وہ مالک بن وہیب تھا۔ جس نے اسے اکسایا تھا اور وہ قیافہ

شناس تھا جو ستاروں سے اندازہ لگاتا تھا اور کاہن یہ باتیں بیان کرتے تھے کہ مغرب کی ایک قوم سے ایک بادشاہ ہونے والا ہے۔ جس میں دو علوی ستاروں اور ایک سیارے کے قرآن سے پھل کی شکل تبدیل ہو جائے گی اور یہ ان کے احکام کا تقاضا ہو گا اور امیر اس بات کی توقع رکھتا تھا۔ پس اس نے کہا کہ اس آدمی سے حکومت کو بچاؤ کیونکہ وہ سوتی کے ردی مسیح کلام میں صاحب قرآن اور مرلج درہم والا ہے۔ جسے لوگ ایک دوسرے سے نقل کرتے ہیں اس کی اصل عبارت یہ ہے:

”اور اس نے اپنے پاؤں میں بیڑی ڈالی ہے تاکہ تجھے ڈھول سنائی نہ دے۔“

اور میں اُسے مرلج درہم والا خیال کرتا ہوں۔ پس علی بن یوسف نے اسے طلب کیا اور نہ پایا اور اس نے سواروں کو اس کی تلاش میں بھیجا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آیا اور شوش کے عامل ابو محمد ملتونی نے اس کے جلد قتل کرنے کے لئے بعض آدمی بھیج کر مداخلت کی اور ان کے بھائیوں نے انہیں چوکنا کر دیا۔ پس وہ اپنے مددگاروں کے قلعے میں چلے گئے اور جس نے ان کے معاملے میں مداخلت کی اسے قتل کر دیا اور انہوں نے مصابہ کو اس کے ہاتھ پر بیعت تو حید اور اس کے تحفظ کیلئے ۵۱۵ھ میں حشمین سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ پس عشرہ وغیرہ میں سے ان کے جوان اس کے پاس آئے اور ان میں خستہ کے ابو حفص عمر بن یحییٰ اور ابو یحییٰ بن یکبت اور یونس بن دانودین اور ابن یمنور بھی تھے اور تیمملل سے ابو حفص عمر بن علی حسنا کی اور محمد بن سلیمان اور عمرو بن تافرانکین اور عبداللہ بن طویات تھے اور ہرغ کا اہب قبیلہ سب کا سب ہی اس کے حکم تلے آ گیا۔ پھر ان کے ساتھ کید موبہ اور کبھیہ بھی شامل ہو گئے اور جب اس کی بیعت مکمل ہو گئی تو انہوں نے اسے مہدی کا لقب دیا اور اس کے قبل اس کا لقب ابام تھا اور وہ اپنے اصحاب کو طلبہ اور اہل دعوت کو موحدین کہتا تھا اور جب اس کے پچاس اصحاب تو اس نے ان کا نام ایت احمسین رکھا اور سوس کے عامل ابو بکر بن محمد ملتونی نے ہرغ میں ان کے مکان پر چڑھائی کی۔ تو انہوں نے اپنے خستہ بھائیوں سے کمک مانگی پس وہ اس کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور ملتونی فوج پر ٹوٹ پڑے اور انہیں فتح کی آواز آئی اور امام نے ان سے اس بات کا وعدہ کیا تھا۔ پس انہوں نے اس کے متعلق غور و فکر کیا اور سب کے سب اس کی دعوت میں شامل ہو گئے اور ملتونی فوجیں یکے بعد دیگرے باران کے مقابلہ میں آئیں۔ مگر انہوں نے انہیں منتشر کر دیا اور وہ اپنی بیعت کے تین سالوں میں جبل تملیل میں منتقل ہو گیا اور اسے اپنا وطن بنا لیا اور اس نے ان کے درمیان اور وادی نفیس کے قریب اپنا گھر اور مسجد بھی بنائی اور مصابہ میں سے جس شخص نے اس کی بیعت کرنے میں تحلف کیا اس نے اس سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ سیدھے ہو گئے۔ پس اس نے اولاد حضرہ کے ساتھ جنگ کی اور کئی بار ان پر حملہ آور ہوا اور انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر اس نے ہسکورہ کے ساتھ جنگ کی اور ان کے ساتھ ابو دونہ ملتونی بھی تھا۔ پس یہ ان پر غالب آ گیا اور واپس لوٹ آیا اور بنو اسکیت نے اس کا پیچھا کیا تو موحدین نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور قیدی بنا لیا۔ پھر اس نے بلد شجر امہ سے جنگ کی اور اس نے اسے فتح کر لیا تھا اور اس نے اپنے اہل حجاب میں سے شیخ ابو محمد عطیہ کو چھوڑا تھا۔ پس اس نے اس سے خیانت کی اور اسے قتل کر دیا پس اس نے ان سے جنگ کی اور ان کو لوٹا اور تیمملل کی طرف واپس آ گیا اور وہاں پر اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ بشیر کا معاملہ پیش آیا اور اس نے موحد کو منافق سے جدا کیا اور وہ ملتونہ کو حشم کہتے تھے۔ پس اس نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور معاہدہ میں سے تمام اہل دعوت کو جمع کیا اور ان پر چڑھائی کر دی

اور انہوں نے کبک میں اس سے جنگ کی اور موحدین نے اُسے شکست دی اور اغمات تک ان کا تعاقب کیا پس وہاں پر بکر بن علی بن یوسف اور ابراہیم بن تاعماشت کے ساتھ ملتونہ کی فوجوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور موحدین نے انہیں شکست دی اور ابراہیم واپس آ گیا اور انہوں نے مراکش تک ان کا تعاقب کیا اور ان کے پڑاؤ سے چالیس روز بعد وہ باب اہلان سے ان سے لڑنے کے لئے نکلا اور انہیں شکست دی اور ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے اور بشیر نے اپنے اصحاب میں سے کچھ کو کھودیا اور ہیلانہ میں خوب قتلّام ہوا اور اس روز عبدالؤمن کی خوب آزمائش ہوئی اور اس کے چار ماہ بعد مہدی فوت ہو گیا اور وہ عدیل سے عدول کرنے اور تجسم کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے ملتونہ پر تعریض کرتے ہوئے اپنے اصحاب کو موحدین کہتا تھا اور وہ بڑا پاکباز تھا اور عورتوں کے پاس نہ آتا تھا اور پیوندگی لباس پہنتا تھا اور اسے زہد و عبادت میں ایک مقام حاصل تھا اور اس نے امام شیعہ سے اتفاق کر کے امام کو معصوم قرار دینے کے سوا اور کوئی بدعت اختیار نہ کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب: ۲۸

عبدالمومن کی حکومت

مہدی کے خلیفہ عبدالمومن کی حکومت کے حالات اور اس کے بیٹوں میں سے چاروں خلفاء کے احوال اور ان کے انجام کا بیان

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب ۲۲ھ میں مہدی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بعد اپنے سب سے بڑے صحابی عبدالمومن بن علی کومی کے متعلق وصیت کی کہ وہ اس کی حکومت کو سنبھالے۔ ہم قبل ازیں اس کے اور اس کے نسب کے متعلق اس کی قوم کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ پس اس نے تمیمل میں اس کے گھر کے پاس اس کی مسجد میں اسے دفن کر دیا اور اس کے اصحاب پھوٹ پڑنے سے ڈر گئے اور انہیں توقع تھی کہ مصادمہ عبدالمومن بن علی کی حکومت سے ناراض ہوں گے۔ کیونکہ وہ ان کے قبیلے میں نہیں ہے۔ پس انہوں نے حکومت کے معاملہ کو مؤخر کر دیا یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں میں دعوت کی شادمانی رچ بس جائے اور انہوں نے اس کی موت کو پوشیدہ رکھا اور تین سال تک اس کی بیماری کے متعلق خلاف واقعہ جھوٹ بولتے رہے اور نماز میں سنت کو قائم کرتے رہے اور تنخواہ دار گویہ اس کے اصحاب کو اس کے گھر لاتا رہا گویا اس نے انہیں اپنی عبادت کے لئے مختص کیا ہے پس وہ اس کی قبر کے ارد گرد بیٹھ جاتے اور اپنے حالات کے متعلق گفتگو کرتے اور پھر وہ اپنے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے باہر نکلتے اور عبدالمومن انہیں تلقین کرتا حتیٰ کہ جب ان کی حکومت مستحکم ہو گئی اور سب کے دلوں میں دعوت جا گزری ہو گئی۔ تو انہوں نے اپنے حالات سے پردہ اٹھایا اور عشرہ میں سے جو آدمی باقی رہ گئے تھے۔ انہوں نے عبدالمومن کو مقدم کرنے میں مدد دی اور اس میں سب سے زیادہ کردار شیخ ابو حفص نے ادا کیا اور ہشتادہ اور باقی مانعہ مصادمہ نے اس پر غلبہ حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے لوگوں کو مہدی کی موت کے متعلق اطلاع دے دی اور اس نے اپنے ساتھی کے متعلق بھی بتا دیا اور یحییٰ بن یسہور نے روایت کی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ افضل ساتھی کے متعلق برکت دے پس سب لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے ۲۴ھ میں تمیمل شہر میں اس کی بیعت پر اتفاق کر کے اطاعت اختیار کر لی۔ پس اس نے مودعین کی حکومت سنبھال لی اور دور دور تک جنگیں کیں اور اس نے تادلہ پر حملہ کیا اور وہاں قیام کیا اور ان میں سے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا پھر اس نے درعہ سے جنگ کی اور ۲۶ھ میں اس پر قبضہ کر لیا پھر اس نے

تاسعون سے جنگ کی اور اسے فتح کر لیا اور اس کے والی ابو بکر بن مازر اور اس کے ساتھ اس کی قوم غمارہ کے جو آدمی بنی ذرار اور بنی مزرع سے تھے۔ انہیں قتل کر دیا۔ پھر لوگ فوج در فوج ان کی دعوت کی طرف سبقت کرنے لگے اور مغرب کے دیگر علاقوں میں بربر یوں نے ملتونہ کے خلاف بغاوت کر دی تو علی بن یوسف نے اپنے بیٹے تاشفین کو ۶۳۳ھ میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ پس وہ ارض سوس کی جانب ان کے پاس آیا اور اس نے کنرولہ کے قبائل کو اس کے ساتھ اکٹھا کر کے اور انہیں اس کے ہراول میں رکھا۔ پس موحدین نے ان کی پہلی جماعت سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور تاشفین بغیر جنگ کے واپس آ گیا اور اس کے بعد کنرولہ موحدین کی حکومت میں شامل ہو گئے اور عبدالمومن نے بلاد مغرب سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے ۳۳۴ھ سے لے کر ۳۴۱ھ تک اپنی طویل جنگ لڑی اور اس نے تسمیل سے اس بارے میں گفتگو نہ کی یہاں تک کہ جب مغربیوں میں فتح اور غلبہ کا خاتمہ ہو گیا۔ تو وہ تسمیل سے اس کی طرف گیا اور تاشفین اپنی فوج کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور لوگ اس سے بھاگ کر عبدالمومن کی طرف چلے جاتے اور وہ پہاڑیوں میں جہاں کھانے کے لئے با فراغت پھل اور گرمی حاصل کرنے کے لئے کڑیاں ہوتی تھیں۔ چلتا چلتا جبل غمارہ تک جا پہنچا اور مغرب میں جنگ اور گرانی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور مغرب سے رعایا متفرق ہو گئی اور طاغیہ نے عددہ میں مسلمانوں کو زخمی کیا اور اس دوران میں عددتین کا بادشاہ علی بن یوسف امیر ملتونہ ۳۵۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے تاشفین نے ان کی حکومت کو سنبھال لیا اور وہ اپنی انہی جنگوں میں مصروف تھا کہ اس کا گھیراؤ کر لیا گیا اور وہ اپنے باپ کے بعد بنی ملتونہ اور مسوقہ کے فتنہ سے افسردہ ہو گیا پس مسوقہ کے امراء جیسے بدران بن محمد اور یحییٰ بن ناکفین اور یحییٰ بن اسحاق جو انکارہ نام سے مصروف تھا اور تلمسان کا والی تھا۔ دہشت زدہ ہو کر عبدالمومن کے ساتھ جا ملے اور اس کی دعوت میں شامل ہو گئے اور ملتونہ نے ان کے اور باقی ماندہ مسوقہ کے عہد کو توڑ دیا اور عبدالمومن اپنے حال پر قائم رہا۔ پس اس نے سبتہ سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا اور اس کے دفاع میں قاضی عیاض نے بڑا کردار ادا کیا۔ جو اپنے دین البوت اور منصب کی وجہ سے ایک مشہور آدمی تھا اور ان دنوں سبتہ کا رئیس تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آخری ایام میں حکومت اس سے ناراض ہو گئی اور وہ سبتہ سے جلا وطن ہو کر تادلہ میں فوت ہو گیا جہاں وہ صحرا میں قضا کا کام کرتا تھا اور عبدالمومن اپنی جنگوں میں دیر تک مصروف رہا اور جبال غمیشہ اور بطویہ تک پہنچ گیا اور اُسے فتح کر لیا۔ پھر وہ طویہ آیا اور اس کے قلعوں کو فتح کر لیا۔ پھر اس نے بلاد زناتہ کو روند ڈالا اور قبائل مرویونہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے یوسف بن دانودین اور ابن مومو کی مگرانی کے لئے ان کی طرف موحدین کی فوج بھیجی پس محمد بن یحییٰ بن فانول عامل تلمسان اپنی ملتونی اور زناتی فوجوں کے ساتھ نکلا تو موحدین نے اسے شکست دی اور ابن فانول قتل ہو گیا اور زناتہ کی فوج منتشر ہو گئی اور اپنے ملک کی طرف واپس آ گئی اور ابن تاشفین نے تلمسان پر ابو بکر بن مزولی کو حاکم مقرر کیا اور ابو بکر بن ماخوخ اور یوسف بن بدر جو بنی مانوہ امراء تھے۔ ریف میں عبدالمومن کے مکان پر پہنچے تو اس نے ابن یغمور اور ابن دانودین کو موحدین کی فوج میں ان کے ساتھ بھیجا۔ پس انہوں نے بلاد عبد الواد اور بنی ماجدی میں خوب خونریزی کی اور انہیں قیدی بنایا اور ملتونی فوجوں نے ان کی مدد کی اور رومی سالار برتیر بھی ان کے ساتھ تھا۔ پس یہ لوگ منداس میں اترے اور زناتہ ٹیپی یلونی اور عبد الواد میں ان کے خلاف اکٹھے ہو گئے اور ان کا سردار حمامہ بن مطہر تھا۔ نیز بنی

نیکلاس اور بنی درسقان اور بنی تو حین بھی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے بنی مانویہ پر حملہ کر کے ان کی غنائم کو چھڑا لیا اور ابو بکر بن ماخوخ اپنی فوج کے چھ سو آدمیوں کے ساتھ قتل ہو گیا اور موحدین اور ابن دانودین جبال سیرات میں قلعہ بند ہو گئے اور تاشفین بن ماخوخ ملتونہ اور زناتہ کے روبرو عبدالمومن کے ساتھ جاملایس وہ اس کے ساتھ تلمسان اور پھر سیرات کی طرف چلا گیا۔ اور اس نے ملتونہ اور زناتہ کی فروگاہ کا قصد کیا اور ان پر حملہ کر دیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور جبل بن درنیک کی دو چٹانوں کے درمیان فروکش ہو گیا اور تاشفین باصفصف میں اتر اور حاکم بجایہ یحییٰ بن عبدالعزیز کی طرف سے اگلے جرنیل طاہر بن کباب کی نگرانی میں ضہاد کی مدد پہنچ گئی اور انہوں نے ضہاد کی عصیت کی وجہ سے تاشفین اور اس کی قوم کی مدد کی اور اس کے پیچھے کے روز اس نے موحدین کی فوج کو دیکھا اور لوگوں کو ملتونہ پر فوراً حملہ کرنے کے متعلق بتایا اور ان کا امیر انہیں موحدین سے جنگ کا عادی بنارہا تھا اور اس نے کہا کہ میں تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں تمہارے حاکم عبدالمومن سے بچاؤں اور میں اپنی قوم کی طرف واپس چلا جاؤں گا۔ پس تاشفین اس بات سے غضبناک ہو گیا اور اسے جنگ کی اجازت دے دی۔ پس اس نے قوم پر حملہ کر دیا اور انہوں نے بھی سوار ہو کر اس سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور یہ اس کا اور اس کی فوج کا آخری دور تھا اور تاشفین نے اس کے قبل اپنے جرنیل کو ایک بڑی فوج کے ساتھ رومی جرنیل روبرتیر کے مقابلہ میں بھیجا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پس اس نے بنی سندم اور زناتہ پر ان کے میدانوں میں غارت گری کی اور غنائم لے کر واپس آیا اور عبدالمومن کی فوج سے موحدین نے ان کا راستہ روکا۔ تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور روبرتیر بھی قتل ہو گیا۔ پھر اس نے بلاد بنی نوما کی طرف ایک اور دستہ بھیجا جس سے تاشفین بن ماخوخ اور اس کے ساتھی موحدین نے جنگ کی اور واپسی پر بجایہ کی فوج کی راہ میں حائل ہو گئے اور اس سے بہت کچھ حاصل کیا اور تاشفین کو یہ جنگیں پے در پے پیش آئیں۔ پس اس نے دھران کی طرف کوچ کا ارادہ کر لیا اور اپنے ولی عہد بیٹے کو ملتونہ کی ایک جماعت کے ساتھ مراکش کی طرف بھیجا اور اس کے احمد بن عطیہ کاتب کو بھی بھیجا اور خود ۳۹۰ء میں دھران کی طرف چلا گیا اور وہاں ایک ماہ قیام کر کے اپنے بحری بیڑے کے سالار محمد بن میمون کا انتظار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے مرہ سے دس ایرانی بحری بیڑے اس کے پڑاؤ کے قریب بھیج دیئے اور عبدالمومن بھی تلمسان سے چل پڑا اور اس نے اپنی ہراول فوج میں شیخ ابو حفص عمر بن یحییٰ اور زناتہ میں سے بنی مانو کو بھیجا۔ پس انہوں نے بلاد بنی پلومی بنی عبدالواد بنی ورسیفین اور بنی تو حین ہیں۔ آ کر خوب خونریزی کی یہاں تک کہ وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گئے اور عبدالمومن کے پاس ان کے رؤساء کا ایک وفد آیا۔ جس میں سید الناس بن امیر الناس شیخ بنی پلومی بھی تھا۔ پس وہ انہیں اچھی طرح ملا اور انہیں دھران کی طرف موحدین کی فوج میں لے گیا۔ پس انہوں نے ملتونہ کو ان کے پڑاؤ میں فتح کر لیا اور انہیں منتشر کر دیا اور تاشفین نے ایک ٹیلے پر پناہ لی۔ تو انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور اس کے ارد گرد آگ جلا دی یہاں تک کہ ان کورات نے آ لیا اور تاشفین قلعے سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور پہاڑ کے ایک کنارے پر گر کر ۲۷ رمضان ۵۳۹ھ کو فوت ہو گیا اور اس نے اس کے سر کو تملیل کی طرف بھیج دیا اور فوج کا دستہ دھران کی طرف چلا گیا۔ پس وہ اہل دھران کے ساتھ محصور ہو گئے۔ یہاں تک کہ پیاس نے ان کو مصیبت میں ڈال دیا اور ان سب نے اس سال عید الفطر کے دن عبدالمومن کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور ملتونہ کی شکست کے ساتھ تاشفین کے قتل کی خبر

تلمسان پہنچی اور ان میں ابو بکر ولھف اور سیرین الحاج اور علی بن میلو بھی دیگر سرداروں کے ساتھ شامل تھے۔ پس جو ملتونی وہاں موجود تھے۔ وہ ان کے ساتھ بھاگ گئے اور عبدالمؤمن نے ناکرارت میں جس شخص کو پایا قتل کر دیا حالانکہ قبل انہوں نے اپنے ساتھ سرداروں کو بھیجا تھا۔ پس یصلیحین نے جو بنی عبدالوادہ کے سرداروں میں سے تھا۔ ان سے جنگ کی اور ان سب کو قتل کر دیا اور جب عبدالمؤمن تلمسان پہنچا۔ تو اس نے اہل ناکرارت کو ٹوٹا کیونکہ ان کی اکثریت نوکروں چاکروں کی تھی اور اہل تلمسان کو معاف کر دیا اور فتح کے سات ماہ بعد سلیمان بن محمد بن وانودین کو ان کا حاکم مقرر کر کے وہاں سے چلا گیا اور بعض مورخین نے لعل کہا ہے کہ وہ تلمسان کے مسلسل محاصرہ کے رہا اور مدد سے پہنچتی رہی اور وہیں پر اسے جھلسا کی بیعت کی اطلاع ملی پھر اس نے مغرب کی طرف کوچ کا عزم کیا اور ابراہیم بن جامع کو تلمسان کے محاصرہ پر چھوڑا پس اس نے ۴۱ھ میں فاس کا قصد کیا جہاں پرتاشیفین کے تلمسانی دستے کا بچا صحرا دی قلعہ بند تھا۔ پس عبدالمؤمن نے ان سے جنگ کی اور کناس کے محاصرہ کے لئے فوج بھیجی پھر خود اس کے پیچھے چلا گیا اور موحدین کی ایک فوج کو فاس میں چھوڑ گیا جس کے لیڈر ابو حفص ابو ابراہیم اور مہدی کے وہ اصحاب تھے۔ جو عشرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ پس انہوں نے سات ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا۔ پھر ابن الجیان نے انہیں داخل کر دیا۔ پس وہ شہر میں داخل ہو گیا اور اس نے رات کو موحدین کو داخل کر دیا اور صحرا دی طبرجہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں ابن غانیہ کے پاس اندلس چلا گیا اور عبدالمؤمن کو فاس کے متعلق اطلاع ملی جبکہ وہ مکناسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ تو وہ فاس کی طرف واپس آ گیا اور ابراہیم بن جامع کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ کیونکہ اس نے جب تلمسان کو فتح کیا تو عبدالمؤمن کی طرف چلا گیا اور اس وقت وہ فاس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ پس راستے میں اسے امیر بنی مرین خصب بن عمر ملا اور انہوں نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے تکلیف اٹھائی پس عبدالمؤمن نے یوسف وانودین عامل تلمسان کی طرف لکھا کہ وہ ان کی طرف فوج بھیجے پس اس نے بنی عبدالوادہ کے شیخ عبدالحق بن منقاد کے ساتھیوں کو بھیجا۔ جنہوں نے بنی مرین پر حملہ کر دیا اور خصب نے ان کے امیر کو قتل کر دیا اور جب عبدالمؤمن نے فاس سے مراکش کی طرف کوچ کیا تو اُسے راستے میں اہل سبتہ کی بیعت کی خبر پہنچی تو اس نے ہشتانہ کے مشائخ میں سے یوسف بن مخلوف کو ان کا حاکم مقرر کر دیا اور وہ سلا کے پاس سے گزرا اور تھوڑی سی جنگ کے بعد اسے فتح کر لیا اور وہاں ابن عشرہ کے گھر میں اترا پھر مراکش کی طرف گیا اور شیخ ابو حفص کو برغواطہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ پس اس نے ان میں خوب خونریزی کی اور واپس آ گیا اور وہ اسے اس کے راستے میں ملا اور سب کے سب مراکش پہنچ گئے اور عطہ کی فوج بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئی۔ پس موحدین نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں بھی خوب قتل و ملام کیا اور ان کے اموال اور عورتوں کو لوٹ کر لے گئے اور مراکش میں نو ماہ تک رہے اور ان کا امیر اسحاق بن علی بن یوسف تھا۔ جب انہیں اس کے باپ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے چھوٹا بیچہ ہونے کی حالت ہی میں اس کی بیعت کر لی اور جب ان کا محاصرہ طول پکڑ گیا اور بھوک نے ان کو تکلیف میں ڈالا تو وہ موحدین کے مقابلہ میں نکلے اور شکست کھائی اور موحدین نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کیا اور ۴۱ھ کے شوال کے آخر میں شہر میں داخل ہو گئے اور عام مسلمین قتل ہو گئے اور اسحاق اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ قصبہ کی طرف بھاگ گیا۔ پھر انہوں نے موحدین کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور اسحاق کو عبدالمؤمن کے سامنے حاضر کیا گیا تو موحدین نے اُسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا اور اس کام میں

ابو حفص بن دا کا ک نے بڑا کردار ادا کیا اور ملشمن کا نشان مٹ گیا اور تمام علاقے پر موحدین کا قبضہ ہو گیا۔ پھر سوس کی جانب سے سلا کے عوام میں سے باغی نے جو محمد بن عبد اللہ بن ہود کے نام سے معروف تھا۔ ان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس نے الہادی کا لقب اختیار کیا اور اس نے ماسہ کی چوکی میں ظہور کیا اور ہر جانب سے دھتکارے ہوئے لوگ اس کے پاس آنے لگے اور اہل آفاق کے جاہلوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے اور اہل سجماسہ اور درعد اور قباہل دکالہ اور کرا کر اور قباہل تامنا اور ہوارہ نے اس کی دعوت کو اختیار کر لیا اور اس کی ضلالت تمام عربوں میں پھیل گئی پس عبد المؤمن نے موحدین کی ایک فوج بیکہ انکار ملتونی کی نگرانی کے لئے بھیجی۔ جو تاشیف بن علی کی رعایا میں سے اس کی طرف آ گیا تھا اور اس نے ماسہ کی اس باغی کے ساتھ جنگ کی اور وہ شکست کھا کر عبد المؤمن کی طرف واپس آ گیا۔ پس اس نے شیخ ابو حفص عمر بن یحییٰ اور موحدین کے اشیان کو بھیجا اور خوب تیاری کی اور ماسہ کی فوج کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور باغی بھی ساٹھ ہزار جوانوں اور سات سو سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا پس موحدین نے ان کو شکست دی اور ذوالحجہ ۴۸۷ھ میں ان کا داعی باوجود اتباع کی کثرت کے جنگ میں مارا گیا اور شیخ ابو حفص نے ابو حفص بن عطیہ کی تحریر میں جو کہ ایک مشہور انشا پرداز ہے عبد المؤمن کی طرف فتح کی چٹھی لکھی اور اس کا باپ ابو احمد علی بن یوسف اور اس کے بیٹے تاشیف کا کاتب تھا اور وہ موحدین کے قبضہ میں آ گیا۔ تو عبد المؤمن نے اسے معاف کر دیا اور جب وہ فاس آیا تو اس ابو حفص نے بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا۔ تو اس نے اسے راستے میں ہی گرفتار کر لیا اور اس نے عذر کیا تو اس نے اس کے عذر کو قبول نہ کیا اور قتل کر دیا اور اس کا بیٹا احمد مراکش میں اسحاق بن علی کا کاتب تھا۔ پس سلطان کے غمخوئے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جنہیں اس نے اس خباثت میں شامل کیا تھا اور وہ شیخ ابو حفص کے ذی وجاہت لوگوں میں شامل ہو گیا اور اس نے اسے تحریرات لکھنے کے لئے طلب کیا۔ تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور عبد المؤمن نے اس کی تحریر پر اطلاع پا کر اس کی تحسین کی پس اس نے پہلے اس سے تحریرات لکھوائیں پھر اس کا مرتبہ اس کے ہاں بلند ہو گیا اور اس نے اسے وزیر بنالیا اور حکومت میں اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور اس نے فوجوں کی کمان کی اور اموال کو جمع اور خرچ کیا اور سلطان کے ہاں وہ رتبہ حاصل کیا جو اس کی حکومت میں کسی کو حاصل نہ تھا۔ یہاں تک کہ اس کے متعلق شکایت ہوئی کہ وہ جہاد میں بہت نرمی کرتا ہے اور اسی میں اس کی موت واقع ہوئی اور ۵۳۷ھ میں خلیفہ نے اسے الگ کر دیا اور جیسا کہ مشہور ہے اسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا اور جب شیخ ابو حفص ماسہ کی جنگ سے واپس آیا تو اس نے مراکش میں چند روز آرام کیا پھر جبال درن میں ماسہ کے داعی کی دعوت کے علمبرداروں سے جنگ کرنے کے لئے چلا گیا۔ پس اس نے اہل نفس اور ہمتانہ پر حملہ کر دیا اور ان میں خوب قتلاں کیا اور قیدی بنائے یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور یہ واپس لوٹ آیا۔ پھر یہ مسکورہ کی طرف گیا اور ان پر حملہ کر کے ان کے قلعوں کو فتح کر لیا پھر اس نے سجماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور مراکش کی طرف واپس آ گیا۔ پھر ثالثہ برغواطہ کی طرف گیا۔ تو انہوں نے ایک بار اس سے جنگ کی پھر اسے شکست دے دی اور مغرب میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور اہل سبقت نے بغاوت کر دی اور یوسف بن مخلوف تیمملی کو باہر نکال کر اسے اور اسکے موحد ساتھیوں کو قتل کر دیا اور قاضی عیاض سمندر کو عبور کر کے یحییٰ بن علی غانیہ الموسویٰ کے پاس اندلس چلا گیا اور اس نے ملاقات کر کے اس سے سبقہ کے والی کا مطالبہ

کیا تو اس نے اس کے ساتھ یحییٰ بن ابی بکر صحراوی کو بھیجا جو عبدالمؤمن کے ساتھ جنگ کے وقت سے فاس میں موجود تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ طنجر چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا اور قرطبہ میں ابن غانیہ سے جا ملا اور اس کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ابن غانیہ نے اسے قاضی عیاض کے ساتھ سبتہ کی طرف بھیجا۔ اور اس نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی۔ اور اس کا ہاتھ ان قبائل تک پہنچ گیا۔ جنہوں نے برغواطہ اور دکالہ میں سے موحدین کو شکست دینے کے وقت سے ان کی اطاعت چھوڑ دی تھی اور یہ سبتہ میں ان سے جا ملا اور ۴۳۳ء میں عبدالمؤمن بن علی ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کی بیخ کنی کر دی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور یحییٰ صحراوی اور ملتونہ سے برأت کا اظہار کر دیا اور اپنے خروج کے چھ ماہ بعد واپس مراکش آ گیا اور المرعہ نے یحییٰ صحراوی کے معاملہ میں اس سے رابطہ کیا۔ تو اس نے اسے معاف کر دیا اور مغرب کے احوال درست ہو گئے اور اہل سبتہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی تو اس نے ان کی یہ بات قبول کر لی اور اسی طرح اہل سلا نے کہا اور اس نے ان سے درگزر کر دیا اور ان کی فسیل کو گرانے کا حکم دے دیا۔ واللہ اعلم۔

فتح اندلس کے حالات: پھر عبدالمؤمن نے اپنے محل سے اندلس کی طرف گیا اور اس کے واقعات میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اس نے تاشفین بن علی کے قتل اور فاس میں موحدین کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں ملثمین سے رابطہ کیا اور ان کے بحری بیڑے کا سالار علی بن عیسیٰ بن میمون تھا۔ اس نے ملتونہ کی اطاعت چھوڑ دی اور جزیرہ قادس میں چلا گیا اور عبدالمؤمن کو فاس کے محاصرہ میں اس کی جگہ پر جا کر ملا اور اس کی دعوت میں داخل ہو گیا اور فاس کی جامع مسجد میں اس کے لئے خطبہ دیا۔ یہ پہلا خطبہ تھا۔ جو اندلس میں ۵۴۰ھ میں ان کے لئے دیا گیا اور حاکم مرتلہ اندلس میں دعوت کے قائم کرنے والے احمد بن قیس نے ابو بکر بن جس کو عبدالمؤمن کی طرف ایچی بنا کر بھیجا۔ اس نے تلمسان میں اس سے ملاقات کی اور اپنے صاحب کا خط اسے دیا۔ خط میں مہدی کی جو تعریف لکھی تھی۔ اس پر اس نے برا منایا اور کوئی جواب نہ دیا اور سدراتی بن وزیر جو بطلیوس، باجہ اور غرب الاندلس کا حاکم تھا۔ اسے احمد بن قیس پر بڑا غلبہ حاصل تھا اور اس نے اسے مرتلہ پر غالب کیا۔ پس احمد بن قیس علی بن عیسیٰ بن میمون کی مداخلت کی وجہ سے مراکش کی فتح کے بعد سمندر عبور کر کے عبدالمؤمن کے پاس چلا گیا اور سبتہ میں اتر اپس یوسف بن مخلوف نے اسے بڑا صاحب عظمت خیال کیا اور اس نے عبدالمؤمن سے مل کر اسے اندلس کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور ملثمین کے خلاف براہیختہ کیا پس اس نے اس کے ساتھ برار بن محمد المسونی کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوج بھیج دی۔ جو عبدالمؤمن کو تاشفین کے حملہ ساتھیوں میں سے دیکھتا تھا اور اسے وہاں پر پہنچنے والوں ملتونہ کے ساتھ جنگ اور بغاوت کا افسر مقرر کر دیا اور اسے موسیٰ بن سعید کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج سے مدد دی اور اس کے بعد عمر بن صالح ضہابی کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج دی اور جب یہ اندلس پہنچے تو عمر بن عزرون کے پاس اترے جو بشر بن کے باغیوں میں سے تھا۔ پھر انہوں نے بلہ کا قصد کیا۔ وہاں پر یوسف بن احمد بن بطروچی باغی تھا۔ پس اس نے ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر انہوں نے مرتلہ کا قصد کیا۔ یہ احمد بن قیس کا اطاعت گزار تھا۔ پھر انہوں نے حلب کا قصد کیا اور اسے فتح کر لیا اور وہاں سے ابن قیس کو پکڑ لیا پھر انہوں نے باجہ اور بطلیوس پر حملہ کیا۔ تو حاکم باجہ سدراتی بن وزیر نے ان کی

اطاعت اختیار کر لی۔ پھر وہ موحدین کے لشکر میں مرتلہ کی طرف گیا۔ یہاں تک کہ سردی کا موسم ختم ہو گیا۔ تو وہ اشبیلیہ کے مقابلہ میں نکلا۔ تو اہل طلیطلہ اور حصن القصر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور باقی ماندہ باغی بھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے بروجر کی جانب سے اشبیلیہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اسے شعبان ۴۱ھ میں فتح کر لیا اور ملتشین وہاں سے قرمونہ کی طرف بھاگ گئے اور اسے ان میں سے جو آدمی بھی ملا اس نے اسے قتل کر دیا۔

اور بلا ارادہ اس دخل اندازی میں اس نے گبرائٹ میں عبد اللہ بن قاضی ابوبکر بن العربی کو بھی قتل کرنا چاہا اور انہوں نے عبد المؤمن بن علی کو فتح کی چٹھی لکھی اور ان کے وفود مراکش میں اس کے پاس آئے جن کی قیادت قاضی ابوبکر کرتا تھا۔ پس اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور سب وفد ۴۲ھ میں انعامات اور جاگیروں کے ساتھ واپس آ گیا اور قاضی ابوبکر راستے ہی میں فوت ہو گیا اور فاس کے قبرستان میں دفن ہوا اور عبد العزیز اور مہدی کا بھائی عیسیٰ اشبیلیہ میں فوج کے سردار تھے۔ ان کا شہر پر بہت اثر پڑا اور ان دونوں نے اہل شہر پر دست درازی کی اور جان و مال کو مباح قرار دیا پھر انہوں نے بطروجی حاکم بلبہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ پس وہ اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں پر جو موحدین موجود تھے انہیں نکال دیا اور دعوت کا رخ ان سے پھیر دیا اور اس نے طلیطلہ اور حصن القصر کی طرف فوج بھیجی اور اس کا ساتھ ان ملتشین سے مل گیا۔ جو دعوت میں شامل تھے اور ابن قیس شلف میں اور علی بن عیسیٰ بن میمون جزیرہ قادس میں اور محمد بن الحجام بطلیوس شہر میں واپس پلٹ آئے اور ابوالغمر بن عزرون بشریش اور رندہ اور ان کی جہات میں موحدین کی اطاعت پر ثابت قدم رہا اور ابن غانیہ جزیرہ خضراء پر غالب آ گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ اہل ستیہ نے بغاوت کر دی اور اشبیلیہ میں موحدین کا تنگ حال ہو گئے۔ پس عیسیٰ اور مہدی کا بھائی عبد العزیز اور ان دونوں کا عم زاد بعلتین اپنے ساتھیوں کے ساتھ اشبیلیہ سے نکل کر جبال بستر میں چلے گئے اور ابوالغمر بن عزرون ان کے پاس آیا اور جزیرہ کے محاصرہ پر ان کا اتفاق ہو گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے فتح کر لیا اور وہاں جو ملتانوی موجود تھے۔ انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور مہدی کا بھائی مراکش چلا گیا اور عبد المؤمن نے یوسف بن سلیمان کو موحدین کی ایک فوج کے ساتھ اشبیلیہ روانہ کیا اور بران بن محمد کو خراج کے لئے باقی رکھا پس یوسف فوج لے کر نکلا اور اس نے بطروجی کی عملداری بلبہ اور طلیطلہ پر قبضہ کر لیا اور ابن قیس نے شلب میں یہی کام کیا اور پھر جبرہ پر غارت گری کی اور حاکم شتر یہ عیسیٰ بن میمون نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کی اور حاکم بطلیوس محمد بن علی بن الحاج نے اسے اپنے تحائف بھیجے پس وہ قبول ہو گئے اور ان کا خیال رکھا گیا اور یوسف اشبیلیہ کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس اثناء میں طاغیہ نے قرطبہ میں یحییٰ بن علی بن غانیہ پر سختی کی اور اس کی جہات پر زیادتی کی۔ یہاں تک کہ وہ ماسہ اور رندہ سے دستبردار ہو گیا اور وہ اشبونہ، طرشوشہ، لارڈہ، افرانہ اور شتمزیہ وغیرہ اندلسی قلعوں پر غالب آ گیا اور اس نے ابن غانیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اپنے گھریں اور آگے بڑھنے دے۔ یا اس کے لئے قرطبہ کو خالی کر دے اور ابن غانیہ نے بران بن محمد کو اس کے پاس بھیجا اور ماتہجہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی اور بران نے اسے ضمانت دی کہ اگر وہ قرطبہ اور قرمونہ کو چھوڑ دے۔ تو وہ خلیفہ کی مدد کرے گا۔ پس باقماطہ نے خیانت کی اور انہیں قلعہ ابن سعید سے الگ کر دیا۔ اور طاغیہ جہان سے چلا گیا اور وہ خود غرناطہ چلا گیا جہاں پر میمون بن بدر خیانت کی اور انہیں قلعہ ابن سعید سے الگ کر دیا۔ اور طاغیہ جہان سے چلا گیا اور وہ خود غرناطہ چلا گیا جہاں پر میمون بن بدر

ملتان میں مراہطین کی ایک جماعت کے ساتھ مقیم تھا۔ ابن غانیہ نے چاہا کہ وہ اسے اس جیسے حال میں بھی موحدین کے ساتھ اکسائے اور اس کی وفات شعبان ۴۳ھ میں غرناطہ میں ہوگی اور اس کی قبر اس عہد تک مشہور ہے اور طاغیہ نے قرطبہ کے بارے میں اس موقع کو غنیمت جانا اور اس پر چڑھائی کر دی اور موحدین نے ابو الغمر بن عزرون کو اشبیلیہ کی حفاظت کے لئے بھیجا اور اسے بلبلہ سے یوسف بطروچی کی مدد بھی پہنچ گئی اور عبدالمؤمن کو بھی اطلاع پہنچ گئی۔ تو اس نے یحییٰ بن یغمر کی نگرانی کے لئے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی اور جب وہ اس میں داخل ہو گیا تو طاغیہ اس کے داخل ہونے کے وقت سے وہاں سے نکل گیا اور حملہ آوروں نے یحییٰ بن یغمر کی طرف جانے میں جلدی کی کہ عبدالمؤمن سے امان طلب کریں۔ پھر انہوں نے مراکش میں اس سے ملاقات کی تو اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور ان سے درگزر کیا اور ۴۵ھ میں وہ شہر سلا پر حملہ کرنے گیا اور اس نے وہاں اپنے وائے اندلس کو بلایا پس وہ اس کے پاس آئے اور ان سب نے اس کی بیعت کر لی اور باغیوں کے سر کردہ لیڈروں جیسے سدرانی بن وزیر حاکم باجہ اور باثورہ اور بطروچی حاکم بلبلہ اور ابن عزرون حاکم شریش اور رندہ اور ابن حجام حاکم بطلوس اور عامل بن مھیب حاکم ظلیمرہ نے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کر لی اور ابن قیس اور اہل غلبہ نے اس اکٹھے سے تحلف کیا اور یہی بات بعد میں اس کے قتل کا سبب بنی اور عبدالمؤمن مراکش واپس آ گیا اور اہل اندلس اپنے شہروں میں واپس لوٹ گئے اور اس نے باغیوں کو ساتھ رکھا اور وہ ہمیشہ اس کے سامنے حاضر رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتح افریقہ کے حالات۔ پھر عبدالمؤمن کو اطلاع ملی کہ امراء کے اختلاف اور عربوں کی چیرہ دستیوں اور خرابی و فساد نے افریقہ کو اس کے خلاف برا بیچنے کر دیا ہے اور یہ کہ انہوں نے قیروان کا محاصرہ کر لیا ہے اور موسیٰ بن یحییٰ ریاحی مرد اسی نے باجہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ پس اس نے شیخ ابو حفص اور ابو ابراہیم وغیرہ مشائخ سے مشورہ کرنے کے بعد افریقہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پس انہوں نے اس سے موافقت کی اور وہ ۴۶ھ کے آخر میں مراکش سے جہاد کی بات کو پوشیدہ رکھ کر چلا۔ یہاں تک کہ سبتہ پہنچ گیا اور اہل اندلس کے احوال کی وضاحت طلب کی پھر سبتہ سے پوشیدہ طور پر مراکش کی طرف کوچ کر گیا اور جلدی سے باجہ گیا اور غفلت کے وقت جزائر میں داخل ہو گیا اور حسن بن علی حاکم مہدیہ اس کے پاس آیا تو اس نے اُسے اپنے ساتھ رکھ لیا اور ام العلویں میں ضہاجہ کی فوجوں نے اسے روکا۔ تو اس نے انہیں شکست دی اور دوسرے دن بجایہ پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن عزیز دو بحری بیڑوں میں سوار ہو کر آ گیا۔ جنہیں اس نے اس کام کے لئے تیار کیا تھا اور اس کے ذخائر و اموال کو ان میں اٹھا کر قسطنطنیہ چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد عبدالمؤمن کے امان دینے پر وہاں سے آ گیا اور مراکش میں فوجی وظیفہ اور حفاظت کے تحت رہا۔ یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ پھر عبدالمؤمن نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی سرکردگی میں موحدین کی فوجوں کو قلعہ کی طرف بھیجا۔ جہاں پر جوش بن عبد العزیز ضہاجہ کی فوجوں کے ساتھ مقیم تھا پس یہ قلعہ میں گھس گیا اور ان میں سے جو آدمی وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور ان کے گھروں کو جلا دیا اور جوش قتل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ وہاں پر قتل ہونے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار تھی اور موحدین کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے اور افریقہ میں رہنے والوں انجی رنجی ریاحی اور مسری عربوں کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے باجہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے بادشاہ یحییٰ بن

عبدالعزیز کے دماغ کے لئے مشورہ کیا اور سلیف کی طرف کوچ کر گئے اور عبدالمؤمن نے اپنے ساتھی موحدین کے ساتھ ان پر چڑھائی کی اور عبدالمؤمن مغرب کی طرف واپس آ گیا تھا اور متجد میں فروکش تھا۔ پس جب اسے اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مدد بھیجی اور دونوں فریقوں کی سلیف میں جنگ ہوئی۔ پھر عربوں کی فوج منتشر ہو گئی اور قتل ہو گئی اور ان کی عورتیں قیدی بنائیں گئیں اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے اور بیٹوں کو قیدی بنالیا گیا اور عبدالمؤمن ۴۳ھ میں مراکش کی طرف واپس آ گیا اور افریقی عربوں کے سردار بخوشی اس کے پاس وفد بن کر گئے تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور وہ اپنی قوم کی طرف واپس آ گئے اور اس نے فائن پر اپنے بیٹے سید ابوالحسن کو حاکم بنایا اور یوسف بن سلمان کو اس کا وزیر بنایا اور تلمسان پر اپنے بیٹے سید ابو حفص کو حاکم مقرر کیا اور ابو محمد بن دانودین کو اس کا وزیر بنایا اور بجایہ پر سید ابو محمد عبداللہ کو حاکم مقرر کیا اور خلف بن حسین کو اس کا وزیر بنایا اور اس کے بیٹے ابو عبداللہ کو دلی عہدی سے مخصوص کیا۔ جس سے مہدی کے بھائیوں عبدالعزیز اور عیسیٰ کی نشستیں بدل گئیں اور وہ دونوں خیانت کو دل میں چھپائے ہوئے مراکش چلے گئے اور انہوں نے بعض کمپنیوں کو اپنے کام میں شامل کر لیا۔ جنہوں نے عمر بن تافراکین پر حملہ کر کے اُسے قصبہ میں اس کے مکان میں قتل کر دیا۔ ان دونوں کے پیچھے پیچھے وزیر ابو حفص بن عطیہ بھی پہنچ گیا اور اس کے پیچھے عبدالمؤمن بھی پہنچ گیا تو انہوں نے اس بغاوت کی آگ کو شہنشاہ کر دیا اور عہدی کے بھائی اور جن لوگوں کو انہوں نے اس بغاوت میں شامل کیا تھا۔ قتل ہو گئے۔

بقیہ اندلس کی فتح: اور ۴۹ھ میں اسے مراکش میں اطلاع ملی کہ یحییٰ بن یغمر حاکم اشبیلیہ نے اہل لبلہ کو ذی کی خیانت کی وجہ سے قتل کر دیا ہے اور اس نے اس بارے میں ان کی معذرت کو قبول کر لیا اور یحییٰ بن یغمر پر نازاں ہو کر اسے اشبیلیہ کی حاکمیت سے معزول کر کے ابو محمد عبداللہ بن ابی حفص بن علی تمیمیلی کو وہاں حاکم مقرر کر دیا اور قرطبہ میں ابو زید بن بکیث کو مقرر کیا اور اس نے عبداللہ بن یحیمان کو بھیجا۔ جو ابن یغمر کو گرفتار کر کے الحضرة لے آیا اور اس نے اسے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے اُسے اپنے بیٹے سید ابو حفص کے ساتھ تلمسان بھیجا اور اندلس کی پوزیشن درست ہو گئی اور میمون بن بدر ملتوی موحدین کے لئے غرناطہ سے نکل گیا۔ تو انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے سید ابوسعید حاکم ستبہ کو عبدالمؤمن کے بیٹے کے عہد کے ساتھ اس کی طرف بھیجا اور ملشئین مراکش چلے گئے اور سید ابوسعید نے مریہ شہر سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ اس نے وہاں کے تمام نصاریٰ کو امان دے دی۔ اور جب ابن مودیشی نے جو شرق اندلس کا باغی تھا۔ انہیں مدد دی اور طاغیہ بھی ان کا ساتھ دیا تھا۔ تو اس کے بعد وزیر ابو حفص بن عطیہ اس کام کے لئے وہاں آیا اور سب کے سب بدافعت سے عاجز آ گئے۔ پھر ۵۱ھ میں اشبیلیہ کے شیوخ عبدالمؤمن کے پاس گئے اور اُسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے کسی بیٹے کو ان پر حکمران بنا دے۔ تو اس نے اپنے بیٹے سید ابویعقوب کو اشبیلیہ کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کی حکومت کا آغاز علی الوسطنی کے مقابلہ کے ساتھ ہوا جو ظہیرہ کا باغی تھا اور اس کے ساتھ اس کا وزیر ابو حفص بن عطیہ بھی تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اطاعت اختیار کر لی۔ پھر وہ عمل بن وزیر اور ابن قیس پر غالب آ گیا اور اس نے ۵۲ھ میں تاشفین ملتوی کوتلہ سے برطرف کر دیا اور ملشئین کو وہاں قابو رہنے میں ابن قیس بھی تھا اور فتح کی تکمیل ہو گئی اور سید ابویعقوب اشبیلیہ کی طرف واپس آ گیا اور ابو حفص بن عطیہ مراکش کی طرف لوٹ آیا اور وہیں اس پر مصیبت آئی اور قتل ہوا اور اس کے بعد عبدالمؤمن

نے عبدالسلام کو می کو وزیر بنایا اور اس نے اس سے رشتہ داری کر لی اور ہمیشہ اس کی وزارت پر قائم رہا۔

افریقہ کی بقیہ فتح: جب عبدالمومن کو ۵۳ھ میں یہ اطلاع ملی کہ طاغیہ نے اشبیلیہ کے باہر اس کے بیٹے سید ابویعقوب پر حملہ کیا ہے اور موحدین کے شیوخ اور ابن عزرون اور ابن الحجام جیسے آدمی سفید ہو گئے ہیں۔ تو وہ جہاد کے لئے اٹھا اور سلا میں اتر آیا۔ پس اُسے افریقہ کی بغاوت کی اطلاع ملی اور اسے مہدیہ میں مسطاری کے معاملے نے پریشان کر دیا۔ پس جب فوج سلا میں پہنچی۔ تو اس نے شیخ ابو حفص کو مغرب میں اپنا جانشین بنایا اور فاس پر یوسف بن سلیمان کو حاکم مقرر کیا اور چلتا چلا تا مہدیہ جا پہنچا جہاں پراہل صقلیہ کے عیسائی رہتے تھے۔ پس اس نے اُسے ۵۵ھ میں صلح سے فتح کر لیا اور دشمن کے ہاتھوں سے تمام ساحلی شہروں جیسے صفاقس اور طرابلس کو بچا لیا اور اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مہدیہ کے محاصرے کی جگہ سے قابس کی طرف بھیجا۔ پس اس نے اسے بنی کامل کے ہاتھوں سے جو اس پر غالب آ گئے تھے۔ چھڑا لیا۔ یہ دھماں قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو ریاہ کا ایک لٹن ہے اور اس نے فقہہ کو بنی اللورد اور درغہ کو بنی بروکسن اور طبرہ کو ابن علال اور جبل زغوان کو بنی حماد بن خلفہ اور سقباریہ کو بنی عباد اور مدینۃ الاربع کو عرب قابضین کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور جب فتح مکمل ہو گئی۔ تو اس نے اپنی عنان مغرب کی طرف موڑ دی اور اسے اطلاع ملی کہ افریقہ میں عربوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ تو وہ موحدین کی طرف اسے ایک فوج لے کر ان کی طرف پلٹا۔ پس وہ جلدی سے قیروان کی طرف گئے اور عربوں پر حملہ کر دیا اور ان کا بڑا سردار عزربن زیاد الفارغی جو بنی علی میں سے تھا قتل ہو گیا اور بنی علی ریاہ کا ایک لٹن ہیں۔ واللہ اعلم۔

شرف اندلس کے باغی ابن مردنیش کے حالات: عبدالمومن کو افریقہ میں اطلاع ملی کہ شرف اندلس کا باغی محمد بن مردنیش مرسیہ سے نکل کر جہاں میں اتر آیا ہے اور وہاں کے والی محمد بن علی کو لی نے اس کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ پھر اس کے بعد اس نے قرطبہ سے جنگ کی اور وہاں سے کوچ کر گیا اور فرمونہ سے خیانت کی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر قرطبہ کی طرف واپس آیا تو ابن بکیت اس سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ پس اس نے اُسے شکست دی اور قتل کر دیا اور اپنے اندلس میں اپنے عمال کو افریقہ کی فتح کے متعلق لکھا اور ان سے مسلسل تعلق رکھا اور جبل فتح کی طرف چلا گیا اور اہل اندلس اور وہاں پر جو موحدین تھے۔ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ پھر وہ واپس آ گیا اور حاکم اشبیلیہ سید ابویعقوب اور حاکم غرناطہ ابوسعید خلیفہ کی ملاقات کے لئے مراکش چلے گئے اور ابن ہمشک نے غرناطہ کا قصد کیا اور اس نے وہاں کے بعض رہنے والوں کی مداخلت سے رات کو حملہ کر دیا اور اس پر غالب آ گیا اور موحدین اس کے بڑے شہروں میں محصور ہو گئے اور عبدالمومن ان کو بچانے کے لئے مراکش سے نکلا اور سلا پہنچ گیا اور سید ابوسعید آیا اور اس نے سمندر کو پار کیا اور اشبیلیہ کے عامل عبداللہ بن ابو حفص اُسے ملا اور ان سب نے غرناطہ پر حملہ کیا اور ابن ہمشک نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی اور سید ابوسعید مالقہ کی طرف لوٹ آیا اور عبدالمومن نے اپنے بھائی سید ابویعقوب کے ذریعے موحدین کی فوج کے ساتھ اس کی مدد کی اور انہوں نے غرناطہ پر حملہ کیا اور ابن مردنیش نصاری کی فوج کے ساتھ ابن ہمشک کی مدد کے لئے وہاں پہنچ گیا اور موحدین نے محض غرناطہ میں جنگ کر کے انہیں شکست دی اور ابن مردنیش مشرف میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گیا اور ابن ہمشک چپان چلا گیا۔ پس موحدین نے اس سے جنگ کی اور دونوں سید قرطبہ آئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں تک کہ سید ابویعقوب کو ۵۸ھ

میں ولی عہدی کے لئے اور اس کے بھائی محمد سے حکومت لینے کے لئے مراکش بلایا گیا۔ پس وہ مراکش گیا اور جب اس کا بھائی خلیفہ عبدالمؤمن جہاد کے لئے اٹھا تو وہ اس کی رکاب میں جہاد کے لئے نکلا اور اس سال کے جمادی الاخرہ میں موت نے اسے آیا اور تمیمیلی میں مہدی کے پہلو میں دفن ہوا۔ واللہ اعلم۔

خلیفہ یوسف بن عبدالمؤمن کی حکومت: جب عبدالمؤمن فوت ہو گیا۔ تو سید ابو حفص نے تمام موحدین کے اتفاق اور خاص طور پر شیخ ابو حفص کی رضامندی سے اپنے بھائی ابو یعقوب کے لئے لوگوں سے بیعت لی اور اس کی وزارت کے رتبہ میں سب سے فائق ہو گیا اور وہ مراکش کی طرف واپس آ گئے اور ابو حفص اپنے بھائی عبدالمؤمن کا بھی وزیر تھا اور اس نے اس کو عبد السلام کوی کی مصیبت کے وقت وزیر بنایا تھا۔ پس اس نے اسے ۵۵ھ میں افریقہ سے واپس بلایا اور ابو علی بن جامع اس کے سامنے عبدالمؤمن کی وفات تک وزارت کے معاملات میں متصرف تھا۔ پس ابو حفص نے اپنے بھائی یعقوب کے لئے بیعت لی پھر عبدالمؤمن کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سید ابوالحسن حاکم فاس بھی فوت ہو گیا اور حاکم بجایہ سید ابو محمد الحضرة کی طرف جاتے ہوئے ابھی اپنے راستے ہی میں تھا۔ پھر ابو یعقوب نے ۶۰ھ میں سید ابوسعید کو غرناطہ سے بلایا۔ پس وہ آیا اور سید ابو حفص نے سب سے ملاقات کی پھر خلیفہ ابو یعقوب کو اطلاع ملی کہ زعترہ، ریاح اور شیخ کے عرب قبائل کو اکٹھا کر کے الحاج بن مردیش نے قرطبہ پر غلبہ پالیا ہے۔ تو اس نے ابوسعید کے ساتھ اپنے بھائی ابو حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ اندلس کی طرف بھیجا۔ پس اس نے سمندر کو پار کیا اور ابن مردیش کا قصد کیا اور اس نے بھی اپنی فوج اور اپنے عیسائی مددگاروں کو اکٹھا کر لیا اور موحدین کی فوج نے محض دسہ میں ان سے جنگ کی اور ابن مردیش اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور وہ سب سے مرسیہ کی طرف بھاگ گیا اور موحدین نے وہاں پر اس سے جنگ کی اور اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور سید ابو حفص اور اس کا بھائی ابوسعید ۶۱ھ میں مراکش کی طرف لوٹ آئے اور ابن مردیش کے قتل کے آگ ٹھنڈی ہو گئی اور خلیفہ نے بجایہ پر اپنے بھائی سید ابو زکریا اور اشبیلیہ پر شیخ ابو عبد اللہ بن ابراہیم کو حاکم مقرر کیا پھر اس سے حکومت لے کر اپنے بھائی سید ابو ابراہیم کو دے دی اور شیخ ابو عبد اللہ کو اس کی وزارت پر مقرر کیا اور قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابواسحاق کو اور غرناطہ پر سید ابوسعید کو حاکم مقرر کیا۔ پھر موحدین نے مکتوبات میں علامات کے مقام پر خلیفہ کی تحریر دیکھی تو انہوں نے امام مہدی کی تحریر کو اختیار کر لیا اور ان کی حکومت کے آخر تک ان یہ کی علامت رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غمارہ کا فتنہ: جب ۶۲ھ میں جبال غمارہ میں فتنہ برپا ہوا۔ جس میں سیح بن متعاذ نے بڑا کردار ادا کیا۔ تو امیر یعقوب نے جبال غمارہ کی طرف مارچ کیا اور اس فتنہ میں ان کے پڑوسی ضہار نے ان سے کشاکش کی۔ پس امیر ابو یعقوب نے موحدین کی فوجوں کو شیخ ابو حفص کی نگرانی کے لئے بھیجا پھر غمارہ اور ضہار کا فتنہ بڑھ گیا۔ تو وہ بہ نفس نفیس ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان پر حملہ کر دیا اور اس کی فتح کئی کر دی اور سیح بن متعاذ قتل ہو گیا اور ان کی بیماری کا قلع قمع ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی سید ابوالحسن کو سب سے باقی ماندہ علاقوں پر حاکم مقرر کیا اور ۶۳ھ میں موحدین نے تجدید بیعت اور امیر المؤمنین کے لقب پر اجتماع کیا اور اس نے افریقی عربوں کو جنگ کی دعوت اور ترغیب دی اور اس کے متعلق انہیں ایک قصیدہ اور خط لکھا۔ جو لوگوں کے درمیان مشہور و معروف ہے اور جب خلیفہ ابو یعقوب کے لئے عدہ کی حکومت منظم ہو گئی اور اس نے اپنی نظر کو اندلس اور جہاد

کی طرف پھیرا اور اسے دشمن کی خیانت کا بھی علم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے نزاحہ پابندہ شہرہ کے قلعہ اور پھر جلدانیہ کے قلعہ میں جو بطلیوس شہر میں تھا اسے تباہ و برباد کر دیا۔ پس اس نے شیخ ابو حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ ۶۴ھ میں بطلیوس کو اس محاصرہ سے بچانے کے لئے نکلا اور جب وہ اشبیلیہ پہنچا تو اُسے اطلاع ملی کہ موحدین اور بطلیوس نے اس ابن الزمک کو شکست دے دی ہے جس نے ابن ادمونش کی اعانت سے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور کہ ابن الزمک ان کے قبضہ میں اسیر ہے اور فرجواتذہ لکٹی اپنے قلعے میں ہے۔ پس شیخ ابو حفص نے قرطبہ جانے کا قصد کیا اور ابراہیم بن ہمشک نے جیان سے انہیں اپنی اطاعت اور ابن مردنیش سے علیحدگی اختیار کر لینے اور اکیلا ہو جانے کی اطلاع بھیجی کیونکہ ان کے درمیان بغض اور فتنہ پیدا ہو چکا تھا۔ پس ابن مردنیش نے اس کے ساتھ جنگ کرنے پر اصرار کیا اور بار بار اس سے جنگ کی تو اس نے شیخ ابو حفص کو اپنی اطاعت کے متعلق اطلاع بھیج دی۔ شیخ ابو حفص اس وقت موحدین کی فوجوں کے ساتھ تھا۔ پس وہ ۶۵ھ میں مراکش سے اٹھا اور اس کے ساتھیوں میں اس کا بھائی سید ابوسعید بھی تھا اور اشبیلیہ پہنچ گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوسعید بطلیوس کی طرف بھیجا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی اور واپس لوٹ آیا اور یہ سب مرسیہ کی طرف چلے گئے اور ابن ہمشک بھی ان کے ساتھ تھا اور انہوں نے ابن مردنیش کا محاصرہ کر لیا اور اہل لوزنہ نے موحدین کی دعوت پر حملہ کر دیا۔ پس سید ابو حفص نے مرسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر بسطہ شہر کو بھی فتح کر لیا اور اس کے عمر آدمجہ بن مردنیش نے جو مرسیہ کا حاکم تھا۔ اطاعت کر لی۔ جس سے اس کا ایک بازو ٹوٹ گیا اور مراکش میں خلیفہ کو اطلاع پہنچی۔ تو اس کے پاس افریقہ سے ابوزکریا حاکم بجایہ اور سید ابو عمران حاکم تلمسان کی صحبت میں عربوں کی جماعتیں آنے لگیں اور اس کے پاس ان کے آنے کا دن جمعہ کا دن تھا۔ پس وہ ان کو اور ان کی باقی ماندہ فوجوں کو ملا اور اندلس کی طرف گیا اور مراکش پر اپنے بھائی سید ابو عمران کو اپنا جانشین بنایا۔ پس وہ ۶۶ھ میں قرطبہ میں اترا۔ پھر اس کے بعد اشبیلیہ چلا گیا جہاں اُسے سید ابو حفص اپنی جنگ سے واپس آئے ہوئے ملا اور جب ابن مردنیش کا محاصرہ طویل ہو گیا۔ تو اُسے شک پڑ گیا۔ تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی ابو الحجاج نے سبقت کی اور وہ اس سال کے رجب میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ہلال اطاعت میں داخل ہو گیا اور سید ابو حفص نے مرسیہ کی طرف جلدی کی اور اس میں داخل ہو گیا اور ہلال اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور اس نے اسے خلیفہ کی طرف اشبیلیہ بھیج دیا۔ پھر خلیفہ جنگ کرتا ہوا دشمن کی طرف چلا گیا اور رندہ میں کئی دن جنگ کرتا رہا۔ اور وہاں سے مرسیہ چلا گیا پھر ۶۸ھ میں اشبیلیہ واپس لوٹ آیا۔ اور ہلال ابن مردنیش کو اپنے ساتھ رکھا اور اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اپنے چچا یوسف کو بللیہ کا حاکم بنایا اور اپنے بھائی سید ابوسعید کو غرناطہ کا حاکم مقرر کیا پھر اسے اطلاع ملی کہ وہ موسیٰ احمد بن کے ساتھ دشمن مسلمانوں کے علاقے کی طرف نکلا ہے۔ پس وہ ان سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اور قلعہ ریاح کی جانب میں ان پر حملہ کر دیا اور ان میں خوب خونریزی کی اور اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا اور حصن القلعہ کی تعمیر کا حکم دیا تاکہ اس کی حیات کو محفوظ کر دے۔ یہ قلعہ ابو حجاج کی جنگ کے وقت جو کریت ابن خلدون کے ساتھ ہوئی تھی۔ فندر بن محمد اور اس کے بھائی عبد اللہ کے زمانے سے بے آباد تھا۔ یہ دونوں بنی امیہ کے امراء میں سے تھے۔ پھر ابن ادونیش نے بغاوت کر کے بلاد مسلمین پر غارت گری کی۔ پس خلیفہ نے فوج کو اکٹھا کیا اور سید ابو حفص کو اس کی طرف بھیجا۔ تو اس نے اس کے گھر کے صحن میں اس سے جنگ کی اور قصرہ کو تلواریں سے فتح

کر لیا اور ہر جیت میں اس کی فوج کو شکست دی پھر خلیفہ اے میں اشبیلیہ سے مراکش واپس آیا اور قرطبہ پر اپنے بھائی حسن کو اور اشبیلیہ پر اپنے بھائی علی کو حاکم مقرر کیا اور مراکش میں طاعون پھوٹی تو سادات میں سے ابو عمران ابو زکریا اور ابو سعید فوت ہو گئے اور شیخ ابو حفص قرطبہ سے آیا تو وہ راستے ہی میں فوت ہو گیا اور سلا میں دفن ہوا اور خلیفہ نے اپنے دونوں بھائیوں ابو علی اور ابوالحسن کو بلایا اور ابو علی کو سجلماسہ کی امارت دی اور ابوالحسن قرطبہ کی طرف لوٹ گیا اور اس نے اپنے بھائی سید ابو حفص کے بیٹے ابو علی کو غرناطہ اور ابو محمد عبد اللہ کو مالقہ کی امارت دی اور ۳۷ھ میں اس نے بنی جامع کی اولاد پر حملہ کیا اور انہیں مار دہ کی طرف جلا وطن کر دیا اور ۳۸ھ میں اس نے قائم بن محمد بن مردیش کو اپنے بحری بیڑے کا افسر مقرر کیا اور اسے جنگ کے لئے اشبونہ بھیجا۔ پس اس نے غنیمت حاصل کی اور واپسی کی اور اسی سال میں اس کے بھائی سید وزیر ابو حفص کی جہاد میں وفات ہو گئی اور اس نے دشمن کے قتل کرنے میں مبالغہ سے کام لیا اور اس کے بیٹے اندلس سے آئے اور خلیفہ کو طاغیہ کی بغاوت کی خبر ملی اور اس نے جہاد کا عزم کر لیا اور افریقہ کے عربوں سے جہاد کی استدعا کرنے لگا۔

قفصہ کی بغاوت اور اس کے رجوع کے حالات: علی بن المعز جو طویل کے نام سے معروف تھا بنی الرند کی اولاد میں سے تھا۔ جو قفصہ کے بادشاہ تھے اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس نے ۷۷ھ میں بغاوت کر دی اور خلیفہ کو اس کی اطلاع پہنچی۔ تو وہ مراکش سے تیزی کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو آیا اور بجایہ کی طرف چلا گیا اور اس کے پاس بتلی بن المنصر باقی رہ گیا۔ جسے عبد المؤمن نے قفصہ سے برطرف کر دیا تھا اور وہ مسلسل اپنے باغی رشتہ داروں سے رابطہ کئے رہا اور عربوں کو جو وہاں پر موجود تھا مخاطب کرتا رہا۔ پس اس نے اُسے گرفتار کر لیا اور اس کے پاس اس چغلی کے گواہ اس کی تقاریر تھیں۔ پس جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا۔ اس نے اس سے چھین لیا اور قفصہ کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں مردیش ہو گیا اور اس کے پاس ریاحی عربوں کے سردار اطاعت کے لئے آئے تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور وہ مسلسل قفصہ کا محاصرہ کئے رہا۔ یہاں تک کہ علی بن المعز دستبردار ہو گیا اور تونس واپس لوٹ آیا اور اس نے عربوں کی فوج کو بھیجا اور افریقہ اور الزاب پر اپنے بھائی سید ابو علی کو اور بجایہ پر سید ابو موسیٰ کو حاکم مقرر کیا اور الحضرۃ کی طرف واپس لوٹ آیا۔

بار بار جہاد کرنا: اور جب وہ ۷۷ھ میں قفصہ کی فتح سے واپس آیا تو اس کا بھائی ابوالاسحاق اشبیلیہ سے اور سید ابو عبد الرحمن یعقوب مرسیہ سے اور تمام موحدین اور اندلس کے رؤساء اس پر واپسی کی تہمت لگاتے ہوئے اس کے پاس گئے۔ پس اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے اور اُسے یہ اطلاع ملی کہ محمد بن یوسف برواندین اشبیلیہ سے موحدین کے ساتھ دشمن کے علاقے میں گیا ہے۔ پس اس نے بابورہ شہر سے جنگ کی اور اس کے ارد گرد کو غنیمت میں حاصل کیا اور اس کے بعض قلعوں کو فتح کیا اور اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا اور سمندر میں اہل اشبونہ کے بحری بیڑے سے ان کی جنگ ہوئی اور انہوں نے ان کو شکست دی اور غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ ان کی جاگیروں پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ ادونش ابن شانجہ نے قرطبہ سے جنگ کی ہے اور مالقہ رندہ اور غرناطہ کے اطراف میں غارت گری کی ہے۔ پھر وہ استجہ میں اتر اور شعیلہ کے قلعے پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر نصاریٰ کو آباد کر دیا اور واپس لوٹ آیا۔ پس سید ابو اسحاق باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلا اور قلعے سے چالیس روز تک کی اور پھر اسے اطلاع ملی کہ ادونش نے

طلیطلہ سے اس کی مدد کے لئے بغاوت کر دی ہے۔ تو وہ واپس لوٹ آیا اور محمد بن یوسف بن دانودین موحدین کی فوج کے ساتھ اشبیلیہ سے نکلا اور طلحہ سے جنگ کی اور وہاں کے باشندے اس کے مقابلہ میں نکلے تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور غنائم کے ساتھ واپس لوٹ آیا پھر خلیفہ ابو یعقوب نے دوبارہ جہاد کرنے کا عزم کیا اور اندلس پر اپنے امینوں کو حاکم مقرر کیا اور انہیں فوج اکٹھی کرنے کے لئے آگے بھیجا۔ پس اس نے اپنے بیٹے سید ابوزید الحصر صانی اور سید ابو عبد اللہ کو بالترتیب غرناطہ اور مرسیہ پر حاکم مقرر کیا اور ۹۷۷ھ میں تیزی کے ساتھ سلا پر حملہ کرنے گیا اور وہاں اسے ابو محمد بن ابی اسحاق بن جامع افریقہ سے عربوں کی فوج کے ساتھ آکر ملا اور یہ فاس کی طرف گیا اور اپنی ہر اول فوج میں ہنساتہ تمکیل اور عرب فوج کو بھیجا اور صفر ۸۰ھ میں سبتہ سے سمندر کو پار کر کے جبل فتح میں اتر اور اشبیلیہ کی طرف گیا جہاں اسے اندلس کی فوج ملی اور اس نے محمد بن دانودین سے ناراض ہو کر اسے حصن غافق کی طرف جلا وطن کر دیا اور جنگ کرتا ہوا شمرین کی طرف چلا گیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس کے محاصرے کو چھوڑ دیا اور اس کے محاصرہ کو چھوڑنے کے روز لوگ جانے لگے اور نصاریٰ قلعے سے باہر نکل آئے تو انہوں نے خلیفہ کو بغیر کسی تیاری کے دیکھا پس اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جو اس کے پاس موجود تھے جہاد کا ارادہ کیا اور شدید جھڑپ کے بعد واپس آ گئے اور اس روز خلیفہ ہلاک ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اسے جنگ کی شدت میں تیر لگا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے ایک بیماری نے آلیا۔ جس کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا اور جب خلیفہ ابو ایوب قلعہ شمرین میں فوت ہو گیا۔ تو اس کے بیٹے یعقوب کی بیعت ہوئی اور وہ لوگوں کے ساتھ اشبیلیہ واپس آیا اور بیعت کی تکمیل کی اور شیخ ابو محمد عبد الواحد برابی حفص کو وزیر بنایا اور لوگ اس کے بھائی سید یحییٰ کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے پس اس نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا اور کفار کے شہروں میں خوب خونریزی کی پھر سمندر پار کر کے الحصر چلا گیا اور قصر معمود میں اسے سید ابوزکریا بن سید ابو حفص زعنبہ کے مشائخ کے ساتھ تلمسان سے آتے ہوئے ملا اور مراکش چلا گیا اور وہاں پر اس نے بری باتوں کو دور کیا اور عدل و انصاف پھیلایا اور احکام کی نشر و اشاعت کی اور یہ شان بن غانیہ کی حکومت میں پہلی نئی بات تھی۔

شان ابن غانیہ کے حالات: جب دشمن نے جزیرہ میورخہ پر غلبہ پالیا اور اس کا والی ہلاک ہو گیا۔ تو یوسف بن تاشفین مبشر مجاہد کے ساتھیوں میں سے تھا اور میورخہ کے باشندے بغیر سردار کے باقی رہ گئے تھے اور مبشر نے اس کی طرف دادخواہ کو بھیجا۔ حالانکہ دشمن اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ پس جب دشمن نے میورخہ پر قبضہ کر لیا اور اسے لوٹا اور جلایا اور تباہ و برباد کر دیا تو اس نے علی بن یوسف کو اس کا والی بنا کر بھیجا اور انور بن ابوبکر جو ملتونہ کے جوانوں میں سے تھا اس کے ساتھ اپنی فوج میں سے پانچ سو سواروں کو بھیجا۔ پس اس کی غضبناکی نے انہیں خوفزدہ کر دیا اور اس نے انہیں سمندر سے دور ایک اور شہر تعمیر کرنے کی رغبت دلائی تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس نے ان کے لیڈر کو قتل کر دیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے قید کر لیا اور اسے علی بن یوسف کے پاس لے گئے۔ تو اس نے ان کو اس سے نجات دی اور محمد بن علی بن یحییٰ کو ان کا حاکم بنایا۔ مسوقی جو ابن غانیہ کے نام سے مشہور تھا اور اس کا بھائی یحییٰ غرب اندلس کا حکمران تھا اور اشبیلیہ میں آیا ہوا تھا۔ اس نے اس کے بھائی کو قرطبہ کا عامل مقرر کیا۔ پس علی بن یوسف نے اسے حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ اپنے بھائی محمد کو میورخہ کی حکومت دے دے پس وہ قرطبہ سے میورخہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے عبد اللہ اسحاق، علی، زبیر، ابراہیم

اور طلحہ بھی تھے اور عبد اللہ اور اسحاق اپنے چچائیگی کی تربیت و کفالت میں تھے اور اس نے ان دونوں کو اپنا متبھی بنالیا اور جب محمد ابن علی بن غانیہ میورخہ پہنچا تو علی اور انور نے اسے پکڑ لیا اور اسے پابجوال کر کے مراکش بھیج دیا اور دس سال تک اسی حالت میں رہا اور یحییٰ بن غانیہ فوت ہو گیا اور عبد اللہ نے اپنے بھائی محمد کے بیٹے کو غرناطہ اور اس کے بھائی اسحاق بن محمد کو فرمونہ پر حاکم مقرر کیا پھر علی فوت ہو گیا اور ملتونہ کی حکومت کمزور ہو گئی اور ان پر موحدین غالب آ گئے۔ پس محمد نے اپنے بیٹوں عبد اللہ اور اسحاق کو بھیجا اور وہ دونوں بحری بیڑے میں اس کے پاس پہنچ گئے اور ملتونہ کی حکومت ختم ہو گئی پھر محمد نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو وصیت کی تو اس کے بھائی اسحاق نے اس سے عہد کیا اور ایک ملتونی جماعت کو اس کے قتل کرنے کے لئے داخل کر دیا۔ پس انہوں نے اُسے اور اس کے باپ محمد کو قتل کر دیا پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو اس نے ان پر تہمت لگائی اور امیر البحر لب بن میمون نے ان کو ان کے گھروں میں اگیدنے کے لئے مداخلت کی اور ۵۳۶ھ میں انہیں قتل کر دیا اور وہ میورخہ کا امیر باقی رہ گیا اور سب سے پہلے بناسیا اور الفراسہ کی طرف متوجہ ہوا اور لوگ اس کی بری عادات سے تنگ آ گئے لب بن میمون اس کے پاس سے موحدین کی طرف بھاگ گیا پھر آخر میں جنگ کی طرف لوٹ آیا اور وہ خلیفہ ابو ایوب کی طرف قیدیوں اور اہلچویں کو بھیجا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی فوجیدگی سے قبل وہ ۸۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے چھوڑے محمد، علی، یحییٰ، عبد اللہ، یسیر، تاشفین، طلحہ، عمر، یوسف اور حسن، پس اس نے اپنے بیٹے محمد کو حاکم مقرر کیا اور خلیفہ ابو یعقوب کی طرف اس کی اطاعت کے لئے بھیجا اور اس نے علی بن الروبر تیر کو اس کی آزمائش کے لئے بھیجا اور اس نے اس کی وعدہ خلائی کو محسوس کر لیا پس انہوں نے اسے تبدیل کر دیا اور گرفتار کر لیا اور ان میں سے علی کو ان کا امیر بنا دیا اور انہیں خلیفہ کی وفات اور اس کے بیٹے منصور کی حکومت کی خبر پہنچی تو انہوں نے ابن الروبر تیر کو گرفتار کر لیا اور ان کے بحری بیڑے میں سوار ہو کر بجایہ کی طرف چلے گئے اور اس نے اپنے بھائی طلحہ کو میورخہ کا حاکم مقرر کیا اور اپنے بحری بیڑے میں رات کو غفلت کے وقت بجایہ آیا۔ جہاں سید ابوربیلہ بن عبد اللہ بن عبد المؤمن حکمران تھا۔ پس انہوں نے ۸۱ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور سید ابوربیح اور سید ابو موسیٰ عمران بن عبد المؤمن حاکم افریقہ کو گرفتار کر لیا اور اس نے اپنے بھائی یحییٰ کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور خود الجزائر کی طرف چلا گیا اور اسے فتح کر لیا اور یحییٰ نے اس پر اپنے بھائی طلحہ کے بیٹے کو حاکم مقرر کیا پھر وہ ملیانہ کی طرف گیا اور اس پر بدر بن عائشہ کو حاکم مقرر کیا۔ پھر قلعہ کی طرف گیا پھر قسطنطنیہ کی طرف گیا اور اس سے جنگ کی اور منصور کو جنگ سے واپسی پر ستبہ میں آ کر خبر ملی تو اس نے اپنے چچا ابو حفص کے بیٹے ابو یزید کو بھیجا اور ابن غانیہ سے جنگ کرنے پر افسر مقرر کیا اور محمد بن ابوالاسحاق بن جامع کو بحری بیڑوں کا افسر مقرر کیا اور سید ابوزید تلمسان پہنچا اور اس کا بھائی سید ابوالحسن ان دنوں وہاں والی تھا اور اس نے اس کی مضبوطی میں بڑی ژرف نگاہی سے کام لیا۔ پھر اپنی فوج کے ساتھ تلمسان سے کوچ کر گیا اور رعیت کو معافی دینے کا اعلان کر دیا۔ پس اہل ملیانہ نے ابن عائشہ پر حملہ کر کے اسے نکال دیا اور بحری بیڑوں نے الجزائر کی طرف سبقت کر کے اس پر قبضہ کر کے اور یحییٰ بن طلحہ کو گرفتار کر لیا اور بدر بن عائشہ کو ام العلو سے لایا گیا اور ان سب کو شلف میں قتل کر دیا گیا اور احمد العقلمی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بجایہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا اور یحییٰ بن غانیہ اپنے بھائی علی کو قسطنطنیہ کا محاصرہ میں اس کی جگہ پر جالما۔ پس اس نے محاصرہ کو چھوڑ دیا اور سید ابوزید بھکلات لایا۔ ا

ورسید ابو موسیٰ اس کی قید سے نکل گیا اور وہ اُسے وہاں ملا اور پھر دشمن کی تلاش میں چلا گیا اور قسطنطنیہ کو چھوڑ کر صحرا کی طرف نکل گیا اور موحدین نے فاس میں اس کے ہیڈ کوارٹر تک اس کا پیچھا کیا اور پھر بجایہ کی طرف واپس آ گئے اور سید ابو زید بجایہ میں ٹھہر گیا اور علی بن غانیہ نے قفسہ کا قصد کیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور توڑ سے جنگ کی مگر اسے فتح نہ کر سکا اور طرابلس چلا گیا اور غزی ضہابی ابن غانیہ کی فوج سے نکل کر بعض عرب قبائل میں چلا گیا اور اس نے اشیر پر غلبہ پالیا اور سید ابو زید نے ان کی طرف اپنے بیٹے ابو حفص عمر کو بھیجا اور اس کے ساتھ غانم بن مردیش بھی تھا۔ پس وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور اس نے ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا اور غزی قتل ہو گیا اور اس کا سر بجایہ لاکر نصب کر دیا گیا اور اس کا بھائی عبداللہ بھی اُسے جا ملا اور جو محمد ون نے بجایہ سے سلاطین جنگ کی۔ کیونکہ ان پر اتہام تھا کہ وہ ابن غانیہ کے معاملے میں شامل ہیں اور خلیفہ نے سید ابو زید کو بجایہ سے بلایا اور اس کی جگہ اس کے بھائی سید ابو عبداللہ کو حاکم مقرر کیا اور الحضرہ کی طرف لوٹ آیا اور اس اثناء میں یہ اطلاع مل گئی کہ ابن الردبر تیر نے میورخہ پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کے واقعات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ امیر یوسف بن عبداللہ المؤمن نے اسے بنی غانیہ کو اپنی حکومت کی طرف بلانے کے لئے میورخہ بھیجا۔ کیونکہ ان کے بھائی محمد نے اسے اس طرح خطاب کیا تھا۔ پس جب ابن الردبر تیر اس کے پاس پہنچا تو انہوں نے ان کے بھائی محمد کے سامنے اس کی حالت کو تبدیل کر دیا اور اکٹھے ہو کر اُسے گرفتار کر لیا اور علی بن الردبر تیر اپنے معاملے میں الجھا ہوا تھا اور ان کے عجی غلاموں نے اسے اس کی قید سے رہائی دلانے کے لئے مدخلت کی کہ وہ ان کے اہل و عیال سمیت ان کے علاقے تک ان کا راستہ چھوڑ دے۔ تو اس نے ان کی مراد کو پورا کر دیا اور وہ قبضہ چلا گیا اور محمد بن ابی اسحاق کو اس کی قید کی جگہ سے چھڑایا اور سب کے سب الحضرہ چلے گئے اور علی بن غانیہ کو طرابلس میں اطلاع ملی۔ تو اس نے اپنے بھائی عبداللہ کو مغلیہ کی طرف بھیجا اور وہاں سے سوار ہو کر میورخہ گیا اور اس کی کسی بستی میں اتر اور حیلہ بازی سے کام لے کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے افریقہ میں فتح کی آگ جلا دی اور علی بن غانیہ بلاد الجریڈ میں آیا اور اس نے وہاں کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس کے قبضہ کی خبر قفسہ پہنچی تو منصور ۸۲ھ میں مراکش سے اس کے پاس گیا اور فاس پہنچ گیا اور وہاں آرام کیا اور ریاض تازہ کی طرف چلا گیا۔ پھر تیاری کی طرف تو نس گیا اور ابن غانیہ کے پاس جو اعراب اور ملتہمین تھے ان کو اس نے جمع کیا اور اس کے ساتھ حاکم طرابلس قرش الغزی بھی آیا۔ پس منصور ان کی طرف سید ابو یوسف بن سید ابو حفص کی نگرانی کے لئے اپنی فوج بھیجی اور اس نے ان کے ساتھ غمرہ میں جنگ کی اور موحدین کی فوج منتشر ہو گئی اور علی بن الردبر تیر اور ابو علی بن یغمر کے قتل ہونے سے جنگ ختم ہو گئی اور وزیر عمر بن ابو زید گم ہو گیا اور ان کا ایک دستہ قفسہ پہنچ گیا اور اس نے وہاں پر خوب خونریزی کی اور باقیوں نے تونس کی طرف بھاگ کر جان بچائی اور منصور اس حال میں اس خبر کی تلافی کے لئے نکلا اور قیروان میں اتر اور جلدی سے الحامہ کی طرف گیا۔ پس فریقین نے آپس میں مشورہ کیا اور آگے بڑھے اور ابن غانیہ اور اس کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ جان بچا کر جنگ سے بھاگا اور اس کے ساتھ اس کا دوست قرش بھی تھا اور اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا پس منصور نے قابس پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا اور ابن غانیہ اور دو بیہ کی جو بیویاں وہاں پر موجود تھیں۔ انہیں سمندر کے ذریعے تونس کی طرف سے گیا اور پھر اس نے تونس کی طرف رخ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے۔ انہیں قتل کر دیا۔ پھر قفسہ کی

طرف آیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور اس نے اہل شہر کو امان دے دی اور قراقش کے اصحاب کو جلاوطن کر دیا اور باقی ماندہ ملشٹین اور ان کے ساتھ جو فوج تھی۔ سب قتل ہو گئے اور اس نے اس کی فیصلوں کو گرا دیا اور تونس کی طرف واپس آ گیا اور مہدیہ کے پاس سے گزرا۔ اور تاہرت کے راستے پر چلا گیا اور بنی توجین کا امیر عباس بن عطیہ تلمسان کی طرف اس کا رہبر تھا۔ پس اس نے چچا سید ابواسحاق کی کسی بات کی وجہ سے جو اسے اس کے متعلق تھا اور اس نے اسے غضبناک کر دیا تھا اسے تلمسان سے ایک طرف کر دیا۔ پھر وہ مراکش کی طرف چلا گیا اور اسے اطلاع ملی کہ وہ اس کے بھائی سید ابو حفص والی مرسہ کو جس کا لقب رشید تھا اور اس کے چچا سید ابوریح والی تادلا کو جب غمرہ کی جنگ کی اطلاع ملی تو انہوں نے خلاف پر حملہ کرنے کی نیت کر لی۔ پس جب وہ دونوں اس کے پاس مبارکباد دینے کے لئے آئے تو اس نے فاتح فوج کو ان کے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا اور پھر ان دونوں کو قتل کر دیا اور سید ابوالحسن بن سید ابو حفص کو بجایہ کا حاکم مقرر کر دیا اور یحییٰ بن غانیہ نے قسطنطنیہ کا قصد کیا تو سید ابوالحسن نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی اور اسے شکست دی اور قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا اور ابن غانیہ پر نسیا کرہ چلا گیا اور وہاں کی کھجوروں کو کا شادیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا۔ پھر اس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور اسے سر نہ کر سکا اور بجایہ کی طرف آ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس نے افریقہ میں بہت خرابی اور فساد پیدا کیا اور اس کے واقعات کو ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

اس جہاد کے واقعات: جب ناصر کو یہ اطلاع ملی کہ دشمن بلنسیہ کے بہت سے قلعوں پر غالب آ گیا ہے تو اس بات نے اسے قلق و اضطراب میں ڈال دیا اور اس نے شیخ ابو محمد بن ابی حفص کو خط لکھ کر اس سے جنگ کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ تو اس نے مشورہ نہ دیا۔ بس یہ اس کے خلاف ہو گیا اور ۹۰۰ھ میں مراکش سے نکل کر اشبیلیہ پہنچ گیا اور وہاں ٹھہر کر جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ پھر اشبیلیہ سے واپس آ کر اس نے بلاد ابن ادفونس کا قصد کیا اور راستے میں قلعہ شطرہ اور انچ کو فتح کر لیا اور قلعہ ریاح میں طاعیہ سے جنگ کی۔ جہاں یوسف بن قادس مقیم تھا اور یہ اس کا گلا گھونٹنے لگے۔ پس اس نے اس سے دست برداری پر مصالحت کی اور اس نے ناصر کے پاس پہنچ کر اسے قتل کر دیا اور عقاب مقام پر جانے کی تیاری کرنے لگا اور طاعیہ نے بھی اس کے لئے تیاری کر لی اور طاعیہ برشلونہ بھی اس کی مدد کے لئے اس کے پاس آ گیا اور مسلمانوں کی پسپائی ہوئی اور یہ صفر ۶۰۹ھ کے آخر میں یوم بلا اور تیخس میں منتشر ہو گئے اور یہ مراکش سے واپس پلٹ آیا اور ایک سال بعد شعبان میں فوت ہو گیا اور ابن ادفونس نے اپنے عزیز ادا لیحوج سے جو لون کا حاکم تھا مناظرہ کیا کہ وہ ناصر کی مدد کرے اور مسلمانوں کو شکست سے دوچار کرے تو اس نے ایسا ہی کیا پھر وہ مسلمانوں کے علاقوں پر غارت گری کی کارروائی کے بعد اندلس واپس آ گئے۔ تو سید ابوزکریا بن ابی حفص بن عبدالمومن نے اشبیلیہ کے قریب ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور مسلمان وہاں سر بلند ہوئے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔ واللہ اعلم۔

ابن الفرس کی بغاوت: عبد الرحیم بن عبد الرحمن بن الفرس اندلس میں علاوہ طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور الحصر کے نام سے معروف تھا۔ ایک روز وہ منصور کی مجلس میں آیا اور ایسی گفتگو کی جس سے وہ اپنی حکومت کے انجام کے متعلق ڈر گیا اور یہ مجلس سے باہر نکل کر مدت تک روپوش رہا اور منصور کی وفات کے بعد بلا ذکر دلہ میں ظاہر ہوا اور امامت کا مدعی بن بیٹھا اور قحطانی

ہونے کا دعویٰ کر دیا اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک قحطان سے ایک آدمی نہ نکلے گا جو لوگوں کو اپنے عصا سے چلائے گا اور زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہے اور اس کی طرف یہ شعر بھی منسوب کئے جاتے ہیں:

”عبد المؤمن بن علی کے بیٹوں سے کہہ دو کہ عظیم حادثہ کے وقوع کے لئے تیاری کر لیں۔ قحطان کا سردار اور عالم آچکا ہے جو بات کی انتہا تک پہنچنے والا اور حکومتوں پر غالب آنے والا ہے اور لوگ اس کے عصا کے فرمانبردار ہیں اور وہ امر و نہی کے ساتھ ان کو چلانے والا ہے اور علم و عمل کا سمندر ہے اور انہوں نے اس کی حکومت کی طرف جلدی کی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے اور اللہ تعالیٰ کجروؤں کو ناکام کرنے والا ہے۔“

مستنصر بن ناصر کی حکومت: جب محمد بن ناصر بن منصور فوت ہو گیا۔ تو اللہ میں اس کے بیٹے یوسف کی بیعت ہوئی جس کی عمر سولہ سال تھی اور اس نے مستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا اور ابن جامع اور موحدین کے مشائخ نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے اور المستنصر کی صغر سنی کی وجہ سے افریقہ سے ابو محمد بن شیخ ابو حفص کی بیعت میں تاخیر ہو گئی۔ پھر وزیر ابن جامع نے حیلہ بازی سے کام لیا اور اس نے عبدالعزیز بن ابوزید کے اشتغال کے لئے یہ کام کیا۔ پس اس کی بیعت پہنچ گئی اور مستنصر جوانی کے تقاضا کے مطابق تدبیر کرنے سے غافل رہا اور اس نے اپنی حکومت کی عملداریوں پر سادات کو حاکم مقرر کیا۔ پس اس نے منصور کے بھائی سید ابوالبرہیم کو فاس کا حاکم مقرر کیا اور جس نے الظاہر کا لقب اختیار کیا اور وہ ابوالرغضی تھا اور اشبیلیہ پر اپنے چچا سید ابواسحاق احوں کو حاکم مقرر کیا اور الفش نے ان قلعوں پر قبضہ کر لیا جنہیں موحدین نے چھین لیا تھا اور اس نے اندلس کے محافظوں کو شکست دی اور اس کا اپنی فجار کی طرف بھاگ گیا۔ پس ابن جامع نے اس سے صلح کرنے کی تدبیر کی۔ تو اس نے اس سے صلح کر لی۔ پھر اس نے ابن زید بن پوجان کی وفات کے بعد ابن جامع کو وزارت سے ہٹا دیا اور ابوبیجی الحضر و جی کو وزیر بنایا اور ابوعلی بن اشرف کو اشغال کا حاکم مقرر کیا پھر وہ ابن جامع سے راضی ہو گیا اور اسے دوبارہ وزیر بنالیا اور ابوزید بن پوجان کو تلمسان کی حکومت سے معزول کر کے ابوسعید بن منصور کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اسے مرسیہ کی طرف بھیج دیا۔ جسے وہاں قید کر لیا گیا اور منصور کا زمانہ صلح و آشتی سے گزر رہا تھا یہاں تک کہ ۳۱۱ھ میں فاس کی جہات میں بنو مرین غالب آ گئے۔ پس سید ابوالبرہیم والی فاس موحدین کی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور قید کر لیا۔ پھر انہوں نے اسے پہچان کر آزاد کر دیا۔ پھر حاکم افریقہ ابو محمد بن ابی حفص کی وفات کی خبر پہنچ گئی تو اس نے منصورہ بھائی ابوعلی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا جو اشبیلیہ کا والی تھا۔ پس اس نے اسے معزول کر دیا اور افریقہ پر سحایہ بن شٹی کو حاکم مقرر کیا۔ جو اشبیلیہ کا والی تھا۔ پس اس نے اسے معزول کر دیا۔ اور افریقہ پر سحایہ بن شٹی کو حاکم مقرر کیا۔ جو سلطان کا خاص آدمی تھا اور جیسا کہ بنو حفص کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور وہ افریقہ کی طرف گیا اور فاس کی جانب سے عبیدیوں کا ایک آدمی نکلا جو عاصد کی طرف منسوب ہوتا تھا اور مہدی نام رکھتا تھا۔ پس منصور کے بھائی سید ابوالبرہیم نے فاس کی طرف اپنے پیروکاروں کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لئے مال کو خرچ کیا۔ پس وہ اس کے خلاف ہو گئے اور اسے کھینچ کر اس کے پاس لے آئے اور وہ قتل ہو گیا اور ۱۹۱ھ میں مستنصر نے اپنے چچا ابو محمد کو جو عادل

کے نام سے معروف تھا۔ مرسیہ کا حاکم مقرر کیا اور اسے غرناطہ سے معزول کر دیا اور مستنصر ۲۰ھ میں فوت ہو گیا اور معاملات نے پیچیدگی اختیار کر لی اور وہ بات ہوئی جسے لوگ بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

منصور کے بھائی مملوع کی حکومت کے حالات اور جب ۲۰ھ میں المستنصر اٹھی میں فوت ہو گیا۔ تو ابن جامع اور موحدین اکٹھے ہوئے اور انہوں نے منصور کے بھائی سید ابو محمد عبدالواحد کی بیعت کر لی پس اس نے حکومت سنبھال لی اور مال سے ابن اشرفی کے مطالبہ کرنے کا حکم دیا اور اس کے بھائی نے ابوالعلاء کو افریقہ پر نئے سرے سے حکومت قائم کرنے کے لئے لکھا حالانکہ مستنصر نے اس کی معزولی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ پس اُسے مردہ ہونے کی حالت میں حکومت مل گئی اور اس کے بیٹے ابو زید مشر نے حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر افریقہ کے حالات میں کریں گے اور مملوع نے ابن یوجان کو رہا کرنے سے اپنے حکم کا نفاذ کیا۔ پس اس نے اسے رہا کر دیا پھر ابن جامع نے اسے اس بات سے روکا اور اس کے بھائی ابواسحاق کو بحری بیڑے میں اُسے میورخہ کی طرف جلا وطن کرنے کے لئے بھیجا۔ جیسا کہ مستنصر نے اسے اپنی وفات سے قبل بھیجا تھا اور مرسیہ کا والی ابو محمد عبداللہ بن منصور تھا اور ابن یوجان نے اسے حکومت پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا اور اسے بتایا کہ اس نے منصور سے سنا ہے کہ اس نے ناصر کے بعد اس کے لئے خلافت کی وصیت کی ہے اور لوگ ابن جامع کو پسند نہیں کرتے تھے اور انڈلس کے تمام والی منصور کے بیٹے تھے۔ پس اس نے اس بات کو غور سے سنا اور وہ اپنے چچا کی بیعت میں مترد تھا پس اس نے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور اپنا نام عادل رکھا اور اس کے بھائیوں ابوالعلیٰ حاکم قرطبہ ابوالحسن حاکم غرناطہ اور ابو موسیٰ حاکم مالقہ نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی اور ابو محمد بن ابی حفص بن عبداللہ بن جو الیاسی کے نام سے معروف تھا اور جیان کا حاکم تھا۔ اسے مملوع نے اپنے چچا ابو ربیع بن ابی حفص کے بدلہ میں معزول کر دیا تو اس نے باغی ہو کر عادل کی بیعت کر لی اور حاکم قرطبہ ابوالعلیٰ کے ساتھ جو عادل کا بھائی تھا اشبیلیہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں منصور کا بھائی عبدالعزیز اور مملوع مقیم تھے۔ پس وہ ان کی دعوت میں شامل ہو گیا اور الیاسی کے بھائی سید ابو زید بن ابو عبداللہ نے عادل کی بیعت نہ کی اور مملوع کی اطاعت سے وابستہ ہو گیا اور عادل مرسیہ سے نکل کر اشبیلیہ گیا اور زید بن یوجان کے ساتھ اشبیلیہ میں داخل ہوا اور مراکش میں یہ اطلاع پہنچی تو موحدین نے مملوع کے بارے میں اختلاف کیا اور ابن جامع کے معزول کرنے اور اسے ہسکورہ کی طرف جلا وطن کرنے میں جلدی کرنے لگے اور ہمساتہ کی حکومت ابو زکریا بن ابی یحییٰ سید ابن ابی حفص نے اور تمیمیل کی حکومت یوسف بن علی نے سنبھال لی اور اس نے بحری بیڑے میر ابواسحاق بن جامع کو جوڑ کیا اور اُسے جبرالٹر سے گزرنے سے روکنے کے لئے بھیجا اور اس نے ہسکورہ سے نکلتے وقت ابن جامع سے سرگوشی کی کہ وہ اس کے متعلق وہاں سے کوئی حیلہ کرے اور ابھی اس کا کام مکمل نہ ہوا تھا۔ کہ وہ ربیع ۲۱ھ میں ایک خفیہ مکان میں قتل ہو گیا اور موحدین نے عادل کی بیعت کر لی۔ واللہ اعلم۔

عادل بن منصور کی حکومت کے حالات جب عادل کو موحدین کی بیعت اور زکریا بن شعیب کا خط مملوع کے قصہ کے متعلق پہنچا۔ تو اس نے الیاسی کی تبدیلی کے ساتھ اس کا موازنہ کیا۔ تو اس نے اس کی بغاوت کر کے اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور ظافر کا لقب اختیار کر لیا اور اپنے کام میں لگ گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوالعلیٰ کو اس کے محاصرہ کے لئے

بھیجا۔ مگر وہ اسے زیر نہ کر سکا اور اس کے بعد اس نے اپنے بیٹے ابوسعید بن شیخ ابو حفص کو بھیجا۔ مگر وہ بھی کامیاب نہ ہو سکا اور اندلس کے حالات عادل کے خلاف ہو گئے اور اشبیلیہ اور مرسیہ پر نصاریٰ کی لوٹ مار بکثرت ہو گئی۔ حالانکہ وہ خود وہاں مقیم تھا اور موحدین کی فوجوں نے طلیطلہ میں شکست کھائی اور اس کے خواص نے اُسے ابن یوجان کے خلاف برا بیچتہ کیا اور وہ سیدہ کی طرف چلا گیا اور اندلس میں البیاسی کی بات بڑھ گئی اور نصاریٰ اس کے کام پر غالب آ گئے پس عادل عدوہ کی طرف گیا اور اپنے بھائی ابو العلی کو اندلس کا حاکم مقرر کر گیا اور جب وہ حجاز کے علاقے میں تھا۔ تو عبید بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص نے اس کے پاس آ کر اسے کہا آپ کا کیا حال ہے تو اس نے یہ شعر پڑھا:

”جب منصور کو اس حال کا پتہ چلے گا تو زمانہ اس کے پاس ہمدردی کرتا ہوا آئے گا۔“

پس اس نے اس شعر کی تحسین کی اور اسے افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا اور اپنے عمر اسید ابوزید کو اُسے کے متعلق لکھا اور سلا پنچ گیا اور وہاں ٹھہر گیا اور شیوخ حشم کے متعلق اطلاع بھیجی اور ابن یوجان کو امیر خلط ہلال بن حمدان ابن مقدم کے متعلق بڑا فکر تھا۔ پس ابن جرمون جو سفیان کا امیر تھا۔ پنچنے میں دیر کرنے لگا اور خلط اور سفیان آ گئے اور عادل جلدی سے جا کر مراکش میں داخل ہو گیا اور اس نے ابوزید بن ابی محمد بن شیخ ابی حفص کو اپنا وزیر بنالیا اور ابن یوجان پر بدل گیا۔ پس اس کے باطن میں خرابی پیدا ہو گئی اور ابن شعبد کی حکومت پر غالب آ گیا اور یوسف بن علی ہساتہ اور تملیل کا سردار تھا۔ پھر ہسکورہ اور خلط بھی مخالف ہو گئے اور انہوں نے مراکش کے نواح میں فساد برپا کر دیا اور ابن یوجان ان کے مقابلہ میں نکلا مگر اس سے کچھ نہ بنا اور انہوں نے بلاد و کالہ کو برباد کر دیا۔ پس عادل نے ان کی طرف ابراہیم بن اسماعیل بن اشخ ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی ایک فوج بھیجی اور ابراہیم وہ شخص ہے جس نے شیخ ابو محمد کی اولاد سے افریقہ میں جھگڑا کیا تھا۔ جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ پس اس نے شکست کھائی اور قتل ہو گیا اور ابن السید اور یوسف بن علی فوج اکٹھی کرنے اور ہسکورہ کی مدافعت کرنے کے لئے اپنے قبائل کی طرف چلے گئے۔ پس ان دونوں نے عادل کو علیحدہ کرنے اور یحییٰ بن ناصر کی بیعت کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے مراکش جا کر محل میں گھس کر اس پر حملہ کر دیا اور اُسے لوٹ لیا اور عادل اسے میں عید الفطر کے ایام میں گلا گھسنے سے قتل ہو گیا۔

باب: ۲۹

مامون بن منصور

کی حکومت کے حالات اور یحییٰ بن ناصر کا اس کی مزاحمت کرنا

جب مامون کو پتہ چلا کہ موحدین اور عربوں نے اسکے بھائی کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور اشبیلیہ میں اس کی حکومت زبوں حال ہو گئی ہے تو اس کی بیعت ہوئی اور اندلس کی اکثریت نے اسے قبول کر لیا اور بلجیہ اور مشرقی اندلس کے حاکم سید ابو زید نے بھی بیعت کر لی اور اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں کہ موحدین نے عادل کے خلاف بغاوت کر کے اسے محل میں قتل کر دیا اور اس کے بھائی ناصر بن یوجان کے بیٹے یحییٰ کی خفیہ طور پر بیعت کر لی اور اس نے حکومت کو بگاڑنے کے لئے کارروائیاں کیں اور انہیں ہسکورہ میں داخل کر دیا، اس وقت عرب مراکش پر غارت گری میں مشغول تھے اور اس نے موحدین کی فوجوں کو شکست دی اور شعیب کو ابن یوجان کے متعلق ایک تدبیر سمجھ آئی تو اس نے اسے اس کے گھر میں قتل کر دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یحییٰ بن ناصر اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا پس موحدین نے عادل کو معزول کر دیا اور اپنی بیعت مامون کو بھیج دی اور اس میں حسن ابو عبد اللہ الحریری اور سید ابو حفص بن ابی حفص نے بڑا کردار ادا کیا۔ پس یحییٰ بن ناصر اور ابن الشہید کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے ۲۶۱ھ میں مراکش آ کر انہیں قتل کر دیا اور فاس اور تلمسان کے حکمران محمد بن ابی زید بن یوجان اور حاکم سید ابو موسیٰ بن منصور اور اس کے بھانجے حاکم بجایہ ابن الاطالی نے مامون کی بیعت کر لی اور حاکم افریقہ بیعت کرنے سے باز رہا اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس بات کا سبب امیر کا خود کو ترجیح دینا تھا اور یحییٰ بن ناصر کی دعوت پر افریقہ حکما سہ کے سوا اور کوئی قائم نہ رہا اور البیاسی نے قرطبہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے اشبیلیہ پر چڑھائی کی اور وہاں پر مامون اور طاغیہ سے جنگ کی۔ اس کے بعد وہ فحاط اور مسلمانوں کے دیگر قلعوں سے اس کے لئے دست بردار ہو گیا۔ پس مامون نے اشبیلیہ کے نواح میں انہیں شکست دی۔ پھر محمد بن یوسف بن ہود نے حملہ کر کے مرسیہ پر قبضہ کر لیا اور جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس نے مشرقی اندلس کے بہت سے حصے پر قبضہ کر لیا اور مامون نے اس پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس پر فتح حاصل نہ کر سکا۔ اس لئے اشبیلیہ واپس آ گیا۔ پھر ۹۶۱ھ میں اہل مغرب کی استدعا پر مراکش کی طرف گیا اور انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں اور ہلال بن حمید نے

اسے پیغام بھیجا کہ خلط کا امیر اسے بلاتا ہے اور طاعنیہ نے نصاریٰ کی ایک فوج سے مدد طلب کی اور اس سے طے کیا کہ مامون اس کی جو شرائط قبول کر لے گا۔ اس کے مطابق وہ اس سے معاملہ کرے گا اور وہ عددہ کی طرف چلا گیا اور اہل اشبیلیہ نے ابن ہود کی بیعت کرنے میں جلدی کی اور یحییٰ بن ناصر نے اسے روکا تو مامون نے اسے شکست دی اور اس کے ساتھ جو موحدین اور عرب تھے انہیں قتل کر دیا اور یحییٰ جبل ہنسائے چلا گیا۔ پھر مامون، الحضرة میں داخل ہو گیا اور اس نے موحدین کے مشائخ کو بلایا اور گن گن کر انہیں باتیں بتائیں اور ان کے ایک سو سرداروں کو گرفتار کر کے انہیں قتل کر دیا اور شہروں میں اپنا خط بکھو ادیا کہ مکہ اور خطبہ سے مہدی کا نام منادیا جائے اور اذان میں بربری زبان میں اس کی عیب گری کی جائے اور زیادہ تر طلوع فجر کی اذان میں ایسا کیا جائے اور اس قسم کے دیگر طریقے بھی مہدی معصوم کے ساتھ روا رکھے گئے اور اس نے اپنے ساتھ آنے والے نصاریٰ کو مراکش میں ان کی شرط کے مطابق ان کو گر جانے کی اجازت دے دی۔ تو وہ وہاں پر اپنے ناقوس بجانے لگے۔ اس کے بعد اندلس پر ابن ہود قابض ہو گیا تو اس نے باقی ماندہ موحدین کو وہاں سے نکال دیا اور عوام نے انہیں ہر جگہ قتل کر دیا اور سید ابوریح بھی قتل ہو گیا جو منصور کے بھائی کا بیٹا تھا۔ حالانکہ مامون نے اسے قرطبہ کا والی بنا کر وہاں چھوڑا تھا اور امیر ابوزکریا بن محمد بن الشیخ ابی حفص افریقہ میں خود حکمران بن بیٹھا اور ۲۷۳ھ میں اس کی اطاعت کو چھوڑ دیا۔ پس اس نے اپنے حمزہ اسید ابوعمران بن محمد الخرصان کو ابو عبد اللہ الحیانی کے ساتھ جو امیر ابوزکریا کا بھائی تھا۔ بجایہ کا حکمران بنایا اور یحییٰ بن ناصر نے اس پر چڑھائی کی اور شکست کھائی اور پھر دوبارہ شکست کھائی اور اس نے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو الحضرة کے بازاروں میں نصب کر دیا اور یحییٰ بن ناصر بلا در درجہ اور سبکدوش میں چلا گیا۔ پھر اس کے بھائی موسیٰ نے مامون کے خلاف بغاوت کر دی اور سبغہ میں اپنی طرف دعوت دینی شروع کر دی اور المودید کا نام اختیار کیا۔ پس مامون، مراکش سے چلا تو اسے راستے میں اطلاع ملی کہ بنی فازان اور مکلہ سے کے قبائل نے مکناسہ کا محاصرہ کر لیا ہے اور اس کے نواح میں فساد و خرابی کی ہے۔ پس وہ اس کی طرف چل پڑے اور اس کے عادل کو ہٹا دیا اور وہ سبغہ کی طرف گیا اور تین ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس کے بھائی ابوموسیٰ نے ابن ہود کے لئے حاکم اندلس سے مدد مانگی تو اس نے اسے اپنے بحری بیڑوں سے مدد دی اور یحییٰ بن ناصر نے مامون کے برخلاف الحضرة کا قصد کیا اور سفیانی عربوں اور اس کے سردار جریمون بن عیسیٰ کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا اور ان کے ساتھ جعشانہ کا شیخ ابوسعید بن دانودین بھی تھا اور انہوں نے وہاں پر فساد پیدا کر دیا پس مامون سبغہ کو چھوڑ کر الحضرة کی طرف گیا اور راستے ہی میں ۳۰۰ کے آغاز میں وادی ام الریح میں فوت ہو گیا اور اس کے جاتے ہی اس کا بھائی سید ابوموسیٰ بن ہود کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور اسے سبغہ پر قبضہ کر دیا اور فتح ولادی واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید بن مامون کی حکومت کے حالات: مامون کی وفات کے بعد اس کے بیٹے عبدالواحد کی بیعت کی گئی اور اسے رشید کا لقب دیا گیا اور انہوں نے اس کے باپ کی وفات کو چھپائے رکھا اور وہ تیزی کے ساتھ مراکش کی طرف گئے اور یحییٰ بن ناصر ابوسعید بن دانودین کو خلیفہ بنانے کے بعد انہیں راستے میں ملا پس انہوں نے اسے شکست دی اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے اور رشید نے مراکش پر حملہ کیا تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ رکاوٹ کی پھر وہ اس کے پاس آئے اور اس کی بیعت پر قائم ہو گئے اور اس کے پاس اس کا چچا ابو محمد سعد بھی آ گیا اور اسے حکومت میں ایک مقام دے دیا گیا اور

تمام مذاہب اور حل و عقد کے کام اس کے سپرد تھے اور الحضرة میں رشید کے قیام کے بعد ہسا کا کرہ کا سردار عمر بن وقار مامون کے بچوں اور بھائیوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچا۔ جو اس کے ہاں موجود تھے اور وہ اشبیلیہ سے اس کے پاس اس وقت آئے تھے۔ جب وہاں کے باشندوں نے ان کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور وہ سبب میں اپنے بیچا ابو موسیٰ کے پاس ٹھہر گئے اور جب ابن ہود سبب پر قابض ہو گیا۔ تو وہاں سے الحضرة میں آ گئے اور ہسکورہ کے پاس سے گزرے اور ابن وقاربط مامون سے بہت محتاط تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی طرف واپس نہیں۔ پس اس نے ان بچوں کی صحبت اختیار کر لی اور رشیدہ کے پاس آیا تو اس نے اُسے قبول کر لیا اور سید ابی محمد سعد اور اس کے ساتھ مسعود بن حمدان کے ساتھی جو غلط کا سردار تھا۔ اس کی ملاقات کو متعلق کر دیا اور جب سید ابو محمد فوت ہو گیا تو ابن وقاربط اس کی قوم اور پناہ گاہ میں چلا گیا اور اس نے اختلاف کی نقاب کشائی کی اور یحییٰ بن ناصر کی دعوت میں شامل ہو گیا اور موحدین کے قبائل اس کے لئے جمع ہو گئے اور ۳۱۰ھ میں رشیدان کے مقابلہ میں گیا اور اس نے الحضرة پر اپنے داماد ابوعلیٰ ادریس کو اپنا جانشین بنایا اور اس نے پہاڑ پر چڑھ کر یحییٰ اور اس کی فوج پر حضور جہ میں اس کی جگہ پر حملہ کر دیا اور ان کے بیڑاؤ پر غالب آ گیا اور یحییٰ بلا دسجلاسہ میں چلا گیا اور رشید الحضرة میں واپس آ گیا اور یحییٰ بن ناصر کے ساتھ جو موحدین تھے ان میں سے بہت سوں نے رشید سے امان طلب کر لی۔ جو اس نے انہیں امان دے دی اور وہ الحضرة چلے گئے اور ان کا سردار ابو عثمان سعید بن زکریا الکدیموی اور بقیہ لوگ اس کے ساتھ یہ شرط طے کرنے کے بعد کہ وہ دوبارہ مہدی کے ان قوانین کو جاری کر دے جو مامون نے زائل کر دیئے ہیں۔ اس کے پیچھے آ گئے۔ پس وہ قوانین دوبارہ نافذ کر دیئے گئے اور ان لوگوں میں ابو بکر بن یحییٰ، تمیل کے شیخ یوسف بن علی بن یوسف کی طرف سے اور محمد بن بوزیکن ہستانی، ابوعلی بن عزوز کی طرف سے اپنی بن کر آئے اور اپنے بھتیجے والوں کی طرف قبولیت حاصل کر کے لوٹے۔ پس یہ دونوں الحضرة آئے اور ان کے ساتھ یحییٰ کا بھائی موسیٰ بن ناصر بھی آیا اور ان کے پیچھے ابو محمد بن ابی زکریا بھی آ گیا اور انہوں نے دعوت مہدی کے قوانین کے اعادہ کا فراموش کر دیا اور مسعود بن حمدان غلطی کو عمر بن وقاربط نے ان ساتھیوں کے خلاف بھڑکا دیا جو دونوں سے تعلق رکھتے تھے اور یہ یہ بائیسہ میں غلام تھا اور اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں میں اتباع اور جماعتوں کو چھوڑ کر غلط کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ پس وہ اطاعت کرنے اور آنے میں سستی کرنے لگا۔ پس رشید نے اسے بلانے کے لئے یہ کاروائی کی کہ اپنی فوج کو باجہ کی طرف اپنے وزیر ابو محمد کی نگرانی کے لئے بھیج دیا۔ یہاں تک کہ ابن حمدان کے لئے فضا خالی ہو گئی اور اس کے شکوک و شبہات زائل ہو گئے اور اس کے پاس آیا اور اس نے الحضرة جانے میں جلدی کی اور اس کے ساتھ عمر بن وقاربط کا چچا معاویہ بھی آیا پس اس نے اسے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا اور اس نے مسعود بن حمدان کو اخلائی مجلس میں گفتگو کے لئے بلایا اور اسے اور اس کے اصحاب کو گرفتار کر کے اسی وقت حملہ کرنے کے بعد قتل کر دیا اور رشید نے ان کے متعلق اپنی دلی خواہش کو پورا کر لیا اور اس نے اپنے وزیر اور فوج کو باجہ سے بلایا اور وہ آ گئے اور جب ان کی قوم کو ان کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے یحییٰ بن ہلال بن حمدان کو اپنا لیڈر بنایا اور دیگر جہات پر چڑھ دوڑے اور یحییٰ کی دعوت دینے لگے اور انہوں نے اسے اس کی جگہ قاصیہ الصحر سے بلایا اور عمر بن وقاربط نے اس بارے میں ان میں مداخلت کی اور وہ الحضرة کے محاصرہ کے لئے چل پڑے اور فوج ان کے ساتھ

جنگ کرنے کو نکلے اور ان کے ساتھ عبدالصمد بن بلولان بھی تھا۔ پس ابن وقارب کو اس کی فوج میں داخل کر دیا گیا اور وہ شکست کھا گئے اور نصاریٰ کی فوج کا گھیراؤ ہو گیا اور اسے قتل کر دیا گیا اور الحضرة کی صورت حال بگڑ گئی اور اہمیت اختیار کر گئی اور خوراک ناپید ہو گئی اور رشید نے موحدین کے پہاڑوں کی طرف چلے جانے کا عزم کر لیا پس وہ ان کی طرف چلا گیا اور وہاں سے جھلماسہ جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور مراکش کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اُسے یحییٰ بن ناصر اور اس کی قوم نے جو ہسکورہ میں سے تھی اور خلط نے فتح کر لیا اور وہاں ان کا حکم چلنے لگا اور خلافت کے حالات بدل گئے اور سلطان پر سید ابوالبرہیم بن ابی حفص جو ابو حافہ کے لقب سے ملقب تھا غالب آ گیا اور ۳۳۳ھ میں رشید جھلماسہ سے مراکش جانے کے ارادے سے نکلا اور اس نے جرمون بن عیسیٰ اور اس کی قوم سے جو سفیان میں سے تھی گفتگو کی تو وہ وادی ربح کو پار کر گئے اور یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور فریقین کی جنگ ہوئی اور یحییٰ کی فوج شکست کھا گئی اور ان میں بہت قتل و ہوا اور رشید فتح مند ہو کر الحضرة میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن وقارب نے خلط کو بتایا کہ وہ حاکم اندلس ابن ہود کی مدد کریں اور اس کی دعوت سے وابستہ ہو جائیں تو انہوں نے یحییٰ کی بیعت توڑ دی اور عمر بن وقارب کے ساتھ اپنا زور مدد طلب کرنے کے لئے خلط کے پاس بھیجا۔ پس وہ وہاں پر ٹھہر گیا اور رشید مراکش سے نکلا تو خلط اس کے آگے آگے بھاگ گیا اور فاس کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنے وزیر ابو محمد کو غمارہ اور فزاز کی طرف اموال کے جمع کرنے کے لئے بھیجا اور جب خلط نے یحییٰ بن ناصر کی بیعت توڑ دی تو وہ معقلی عربوں کے پاس چلا گیا۔ تو انہوں نے اُسے پناہ دی اور اسے مدد کا وعدہ دیا اور مطالبات کرنے میں اس پر ظلم کیا اور تازی کی جہت میں اسے فریب کاری سے قتل کر دیا اور فاس میں رشید کے پاس اس کے سر کو لایا گیا۔ تو اس نے اسے مراکش بھیج دیا اور وہاں پر اپنے نائب ابوعلی بن عبدالعزیز کو اشارہ کیا کہ وہ ان عربوں کو قتل کر دے جو اس کی قید میں ہیں اور وہ عاصم کا شیخ حسن بن زید اور ان کے شیخ ابو جابر کی طرف سے قابل اتباع قائد تھا۔ پس اس نے انہیں قتل کر دیا اور رشید ۳۳۴ھ میں الحضرة واپس آ گیا اور اُسے اطلاع ملی کہ حاکم درعدہ ابو محمد بن دانودین نے جھلماسہ پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ اس طرح ہوا کہ جب رشید جھلماسہ سے چلا تو اس نے یوسف بن علی تمیمی کو وہاں پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس نے اپنی خالہ کے بیٹے یحییٰ بن ارقم بن محمد بن مردیش کو عامل مقرر کر دیا۔ تو ضہاجہ کے ایک باغی نے اس پر حملہ کر دیا اور اُسے اپنے پھندے میں لا کر قتل کر دیا اور اس کا بیٹا ارقم بدلے کا مطالبہ کرتا ہوا آیا اور اس نے جو ارادہ کیا تھا۔ اسے پورا کر لیا۔ پھر اس خوف سے کہ رشید اسے معزول نہ کر دے۔ بغاوت کر دی اور ۳۳۵ھ میں رشید بڑی سرعت کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کو گیا اور ابو محمد بن دانودین ہمیشہ ہی اُسے بچانے کے لئے تدبیریں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قابو پالیا اور ارقم کو معاف کر دیا اور جب ابن وقارب ۳۳۴ھ میں ابن ہود کی طرف گیا۔ تو ابن ہود کے بحری بیڑے میں سوار ہوا اور سلا جانے کا ارادہ کیا جہاں پر رشید کا داماد سید ابوعلی حکمران تھا اور اس نے اس پر غالب آنے کی تدبیر کی اور ۳۳۵ھ میں اشبیلیہ کے باشندے نے رشید کی بیعت کر لی اور ابن ہود کی بیعت توڑ دی اور عمر بن الجعد نے اس میں بڑا کردار ادا کیا اور بنو حجاج سبہ کی طرف چلے گئے اور ان کا وفد الحضرة پہنچا اور وہ اپنے راستے میں سبہ کے پاس گزرے تو وہاں کے باشندوں نے رشید کی بیعت کرنے میں ان کی اقتدار کی اور اپنے امیر الیاشتی کو معزول کر دیا جو ابن ہود کا باغی تھا اور وہ الحضرة آئے اور رشید نے ان میں سے ابوعلی بن خلاص ان کا حاکم مقرر کیا۔

پس اس نے انہیں ابن وقاربط پر اختیار دے دیا اور اسے اپنے ایلچیوں کے ایک وفد میں رشید کی طرف بھیجا۔ پس باز مور
گر قمار ہو گیا اور اسے اونٹ پر بٹھا کر گھمانے کے بعد قتل کر کے ہسکورہ کے قلعے میں صلیب دے دیا گیا اور اشبیلیہ اور سبتہ کے
وفد واپس آ گئے اور رشید نے خلط کے رؤسا کو بلا کر انہیں پکڑ لیا اور اس نے اپنی فوجوں کو بھیجا جنہوں نے ان کے خیموں
ہتھیاروں اور قبیلوں کو لوٹ لیا پھر اس نے ان کے سرداروں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ ابن وقاربط بھی قتل ہو گیا اور
ان کی جڑ کاٹ دی گئی اور ۳۶ میں محمد بن یوسف بن نصر بن امر جو اندلس میں ابن ہود کا باغی تھا۔ اس کی بیعت کچی اور ۳۷
میں مغرب میں طاقت بڑھ گئی اور بنو مرین منتشر ہو گئے اور اس نے ان پر چڑھائی کی۔ پس انہوں نے اسے شکست دی۔ پھر
اس نے دوسری اور تیسری بار چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور دو سال تک ان سے جنگ کرتا رہا اور الحضرة کی
طرف لوٹ آیا اور مغرب میں بنی مرین کے مظالم بڑھ گئے اور انہوں نے مکنا سے پرداؤ ڈالا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان
میں سے بنی حمامہ کو تادان تھا اور بنی عسکر کو پیچھے ہٹا دیا اور ۳۷ میں رشید نے اپنے کا تب ابن المومیانی کو ایک سردار کے
ساتھ شامل ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا اور وہ عمر بن عبدالعزیز جو منصور کا بھائی تھا۔ اسے پتہ چلا کہ اس نے اُسے ایک خط لکھا
ہے اور اپنی نے غلطی سے اسے خلیفہ کے گھر میں پھینک دیا اور اس کے بعد ۴۰ میں محل کی ایک نہر میں رشید ڈوب کر فوت ہو
گیا۔ کہتے ہیں کہ اسے پانی سے نکالا گیا اور اسے اس وقت بخار ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی وفات ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سعید بن مامون کی حکومت کے حالات: جب رشید فوت ہو گیا تو ابو محمد بن دانودین کی تعیین سے اس کے بھائی
ابو الحسن السعید کی بیعت لی گئی اور اس نے المقتدر باللہ کا لقب اختیار کیا اور ابواسحاق بن سید ابوالبراء ایم اور یحییٰ بن عطوش کو اپنا
وزیر بنایا اور اس نے موحدین کے جملہ سرداروں کو گرفتار کر لیا اور ان کے اموال کا صفایا کر دیا اور چشم کے عرب رؤسا کو اپنا
جانشین بنایا اور ان سب کو اپنی حکومت پر غالب کر دیا اور سفیان کا سردار کانون بن جرمون محکمہ کا نمبر اسر دار تھا اور اس کی
بیعت کے آغاز ہی میں حاکم سبتہ ابو علی بن الخلامی البلسی نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اسی طرح اہل اشبیلیہ نے بھی
کیا اور سب نے حاکم افریقہ امیر ابو زکریا کی بیعت کر لی۔ پھر جملہ اسہ میں عبد اللہ بن زکریا الحضرة و جی حاکم افریقہ نے اس کے
خلافت بغاوت کر دی۔ پس اس وجہ سے حاکم افریقہ امیر ابو زکریا نے تلمسان پر جلدی سے حملہ کر دیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور پھر
جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اس نے تعمیر اس کو تلمسان کا امیر مقرر کیا اور سعید مراکش سے ۴۲ میں بلاد
مغرب کو ہموار کرنے کے لئے نکلا اور سعید بن زکریا الکدموی پر بدل گیا اور اُسے ثائفیت میں اس کے پڑاؤ سے چا پکڑا اور
اس کا بھائی ابو زید بھاگ گیا اور اس کے ساتھ ابو سعید العودا الرطب بھی تھا اور وہ جملہ اسہ چلے گئے پس مراکش میں ان کے
اموال کا صفایا ہو گیا اور وہ جملہ اسہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا اور اس کے والی عبد اللہ الحضرة و جی کو اسباب امتناع میں
پکڑ لیا پس ابو زید بن زکریا الکدموی نے اس سے خیانت کی اور اہل جملہ اسہ کو اس کے خلاف بغاوت کرنے میں شامل کر لیا
اور شہر پر قبضہ کر لیا اور سعید سے اس کے لئے مدد طلب کی پس وہ پہنچا تو اس نے الحضرة و جی کو قتل کر دیا اور ابو سعید العودا الرطب
تونس کی طرف بھاگ گیا۔ پھر سعید مغرب کی طرف لوٹ آیا اور سعید بن زکریا قتل ہو گیا اور وہ العفر قدہ میں اتر ا جو فاس کے
وسطی علاقوں میں سے ہے اور اس نے بنی مرین کے ساتھ صلح کر لی اور مراکش کی طرف واپس آ کر ابو محمد بن دانودین کو گرفتار

کر لیا۔ اسے باز مور نے قید کیا اور اس کے ساتھ اس نے یحییٰ بن مزاحم اور یحییٰ بن عطوش کو ابن ماکسن کی نگرانی کے لئے قید کر دیا۔ تو اس نے قید خانے سے بھاگنے کی ایک تدبیر کی اور رات کو بھاگ کر کانون بن جرمون کی طرف چلا گیا۔ تو اس نے اسے سوار کروا کر اس کے ساتھ سفیانی عربوں کے کچھ لوگ بھیجے جو اسے اس کی قوم ہنساتے کے پاس پہنچا دیں اور سعید نے اس کے بعد اس سے مراسلت کی اور اُسے ٹھہرایا اور عذر پیش کیا اور اسے اپنی عملداری کے قلعوں میں سے تاقیوت میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کرنے میں مدد دی پھر کانون بن جرمون اور سفیان نے سعید کے خلافت بغاوت کر دی اور بنو جابر اور خلط ان کی مخالفت اس کے پاس آ گئے اور وہ مراکش سے اور اس نے ابواسحاق بن سید ابی ابراہیم اسحاق کو جو منصور کا بھائی تھا۔ اپنا وزیر بنایا اور اپنے بھائی ابو زید کو مراکش پر اور ان دونوں کے بھائی ابو حفص عمر کو بلا کر اپنا جانشین مقرر کیا اور مراکش سے چلا گیا اور ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اس کے لئے بنی راشد اور بنی درار سفیان کی فوجیں جمع کیں یہاں تک کہ جب دونوں فریق جنگ کے لئے ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو کانون بن جرمون، موحدین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ازموور کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور سعید اس کے تعاقب میں واپس آ گیا اور کانون بھاگ گیا اور سعید نے اسے روکا اور اس پر حملہ کر دیا اور اس کی قوم سفیان سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس کے مال مویشی پر قبضہ کر لیا اور کانون بن مرین کے ایک دستے میں چلا گیا اور سعید الحضرة کی طرف لوٹ آیا اور ۴۳ھ میں مکناسہ میں عوام سعید کے والی کے خلاف بھڑک اٹھے اور اسے قتل کر دیا اور اس نے ان کے سرداروں کو اس کی سطوت سے ڈرایا تو انہوں نے حاکم افریقہ امیر ابو زکریا بن ابی حفص کو حکومت دے دی اور اپنی بیعتیں بھی اسے بھیج دیں اور یہ سب کچھ امیر بنی مرین ابو یحییٰ بن عبدالحق کی مداخلت اور ان کے ساتھ اتفاق کرنے سے ہوا اور انہوں نے ابو یحییٰ بن عبدالحق کو مال دینے کی شرط کی جو انہوں نے بجاؤ کی صورت میں اسے دیا پھر انہوں نے اپنے معاملے کے متعلق گفتگو کی اور اپنے صلحا کو ان کی بیعت کے لئے بھیجا تو سعید ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس سال اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے حاکم افریقہ امیر ابو زکریا کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی اور ابن خلاص نے اپنے بحری بیڑے میں کے ساتھ اپنا ہدیہ بھیجا جو بندر گاہ سے چلے ہی غرق ہو گیا اور ۲۷ رمضان ۴۶ھ میں طاعیہ نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا اور جب تلمسان پر غالب آنے کے وقت سید کو پتہ چلا کہ اہل اشبیلیہ اور اہل سبتہ نے ابو زکریا کی بیعت کر لی ہے۔ تو اس نے نعمیر اس کو اس کی دعوت دینے کا حکم دیا۔ پھر اہل مکناسہ اور اہل بجلماسہ کے بیعت کر لینے سے اس نے تلمسان اور پھر افریقہ تک اپنی نظر دوڑائی اور ذوالحجہ ۴۵ھ میں مراکش کی طرف چلا گیا۔ تو اسے کانون بن جرمون ملا تو اس نے اس کی دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور سفیان کا قبیلہ اکٹھا ہو کر دیگر قبائل جنم کے ساتھ سعید کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور جب سعید تازی میں اترتا تو اسے بنی مرین کے امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کی طرف سے ایک وفد ملا جنہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک فوج بھی اس کے ساتھ بھیجی۔ پھر سعید نے تلمسان پر حملہ کر دیا اور اس کی وفات تا مروت میں بنی عبد الوادہ کے ہاتھوں صفر ۴۶ھ میں ہوئی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ خلط کی مداخلت سے ہوا تھا پس انہوں نے محلہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے دشمن کانون کو قتل کر دیا اور فوج مغرب کی طرف چل پڑی اور عبد اللہ بن سعید کے پاس اکٹھی ہو گئی اور تازی کی جہات میں بنو مرین نے ان کو روکا اور عبد اللہ بن سعید کو

قتل کر دیا اور ایک رستے مراکش میں چلا گیا اور اس نے المرتضیٰ کی بیعت کر لی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

منصور کے بھتیجے المرتضیٰ کی حکومت کے حالات : سعید کی فوتیگی کے بعد فوج کا ایک دستہ مراکش چلا گیا اور موحدین نے سید ابی حفص عمر بن سید ابی ابراہیم اسحاق اور منصور کے بھائی کی بیعت پر اجتماع کر لیا اور انہوں نے اسے سلا سے طلب کیا اور اسے ان کا وفد راستے میں تا منا میں ملا اور اس کے ساتھ عرب کے شیوخ بھی تھے پس انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے المرتضیٰ کا لقب اختیار کیا اور اس نے یعقوب بن کانون کو بنی جابر پر اور اپنے چچا یعقوب بن جرمون کو سفیانی عربوں پر حاکم مقرر کیا۔ حالانکہ اس کی قوم بھی اس سے قبل اسے اپنا لیڈر بنا چکی تھی اور اس نے الحضرۃ میں آکر ابو محمد بن یونس کو وزیر بنایا اور سعید کے خاص آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ پھر اس کا بھائی ابو اسحاق رستے میں سے جلماسہ کے راستے کو اختیار کئے ہوئے پہنچ گیا۔ تو اس نے اسے وزیر بنالیا اور اس پر بھروسہ و اعتماد کیا اور ابو یحییٰ بن عبدالحق اور بنو مرین نے ابوس کے بھائی سید ابی علی کے ہاتھ سے تازی کے قلعے کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ سعید فوت ہو گیا اور انہوں نے اسے وہاں سے نکال دیا اور وہ مراکش چلا گیا اور جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس کے بعد ۵۳ھ میں فاس شہر پر قبضہ کر لیا اور اس سال ستیہ پر ابو القاسم الغزنی نے حملہ کر دیا اور ستیہ کے والی ابن الشہید کو حاکم افریقہ امیر ابو زکریا کی قرابت سے نکال دیا اور جیسا کہ حفصی حکومت اور بنی العزنی کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس نے دعوت کو المرتضیٰ کی جانب پھیر دیا اور ۵۴ھ میں مرتضیٰ کے پاس موسیٰ بن زیان الونکاسی اور اس کا بھائی علی بن مرین کے قبائل سے وفد بن کر آئے اور انہوں نے اسے عبدالحق کے ساتھ جنگ کرنے پر اکسایا۔ بس یہ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور جب یہ امان ایملولی تک پہنچا۔ تو یعقوب بن جرمون نے آپس میں صلح کے قضیہ کی بات مشہور کر دی۔ بس یہ کوچ کرنے لگے اور ان کے دلوں پر گھبراہٹ غالب آ گئی اور یہ منتشر ہو گئے اور بغیر جنگ کئے شکست ہو گئی اور المرتضیٰ نے الحضرۃ پہنچ کر کسی بات کی وجہ سے جو اسے معلوم ہوئی تھی۔ ابو محمد بن یونس کو معزول کر دیا اور اسے اپنے خواص کے ساتھ راویوں میں ٹھہرایا اور اس کے راویوں میں سے علی بن بدر ۵۵ھ میں سوس کی طرف بھاگ گیا اور اعلانیہ طور پر عناد کا اظہار کرنے لگا اور سلطان نے اس کی طرف فوج بھیجی۔ تو وہ واپس آ گئی اور اس پر کامیابی نہ حاصل کر سکی اور ۵۶ھ میں اس کی حکومت کا معاملہ دگرگوں ہو گیا اور اس نے اثباتات کے لہر اب اور بنی حسان کو اکٹھا کیا اور تار دانت سے جنگ کی اور جو آدمی بھی وہاں موجود تھے۔ ان کا محاصرہ کر لیا اور المرتضیٰ نے اس کی طرف موحدین کی ایک فوج بھیجی تو وہ وہاں سے چلا گیا اور پھر ان کی واپسی کے بعد اسی حال پر واپس آ گیا اور المرتضیٰ کو ابن یونس کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کی تحریر سے اطلاع مل گئی۔ جو اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے بھیجی تھی۔ پس اسے اور اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اسی سال میں اسے قتل کر دیا گیا اور اس سال غلط کے مشائخ نے الحضرۃ سے استدعا کی اور جو لوگ ان میں سے سعید کے قتل میں شامل تھے انہیں قتل کر دیا اور اسی سال ابو الحسن بن لیلو موحدین کی ایک فوج کے ساتھ تامنا کی طرف آیا تا کہ عربوں کے احوال کو واضح کرے اور اس کے ساتھ یعقوب بن جرمون بھی تھا اور المرتضیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ بنی ہاجر کے شیخ یعقوب بن محمد بن قسطن کو گرفتار کرے۔ تو اس نے اسے اور اس کے وزیر مسلم کو گرفتار کر لیا اور انہیں پابجولاں الحضرۃ کی طرف بھجوا دیا اور ۵۳ھ میں المرتضیٰ فاس اور اس کے نواح کو بنی

مرین کے ہاتھوں سے واپس لینے کے لئے مراکش سے نکلا کیونکہ انہوں نے ان پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ پس وہ بنی بھلول کے پاس پہنچا اور بنو مرین اور ان کے امیر ابویحییٰ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس مقام پر موحدین کو شکست ہوئی اور المرتضیٰ شکست کھا کر مراکش واپس آ گیا اور اپنے باقی ماندہ ایام میں بنی مرین پر نظر رکھتا رہا اور العزنی سنیہ میں اور ابن الامیر طنحہ میں خود کو ترجیح دے کر حاکم بن بیٹھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور ۵۵۵ھ میں المرتضیٰ نے موحدین کی ایک فوج ابو محمد کی نگرانی کے لئے بھیجی۔ جسے علی بن بدر نے جنگ کر کے شکست دے دی اور سوس میں خود حاکم بن بیٹھا اور اسی سال ابویحییٰ بن عبدالحق نے سجلماسہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے والی عبدالحق بن الکو کو اپنے ایک غلام محمد الفطرنی کی مداحلت سے سلا کے نواح میں گرفتار کر لیا اور الفطرنی نے ابویحییٰ کے ساتھ یہ شرط کی تھی کہ وہ اسے سجلماسہ کا والی بنائے گا۔ پس اس نے اپنی شرط پوری کر دی اور اس کے ساتھ بنی مرین کے آدمیوں کو بھی وہاں بھیجا اور جب یحییٰ بن عبدالحق فوت ہو گیا۔ تو محمد الفطرنی نے انہیں باہر نکال دیا اور خود سجلماسہ کا حاکم بن بیٹھا اور اس نے دوبارہ المرتضیٰ کی دعوت کا پرچار شروع کر دیا اور اس نے معذرت کی اور اس سے بھی اپنی مخصوص حکومت کی شرط لگائی تو اس نے احکام شریعت کے سوا اس کی شرط کو پورا کر دیا اور اس نے الحضرة سے ابو عمر بن حجاج اور بعض سادات کو اس قضیہ پر غور کرنے کے لئے اور نصاریٰ کے ایک جرنیل کو حفاظت کے لئے بھیجا۔ پس ابن حجاج نے الفطرنی کے قتل کے لئے تدبیر کی اور نصاریٰ کے جرنیل نے اس کی ذمہ داری لی اور سید نے المرتضیٰ کی دعوت سے سجلماسہ کی حکومت اپنے لئے خاص کر لی اور اس اثناء میں بنی مرین کی دعوت مضبوط ہو گئی اور یعقوب بن عبدالحق تامنا کے میدانوں میں اتر اپس مرتضیٰ نے ان کی طرف موحدین کی فوجوں کو یحییٰ بن دانودین کی نگرانی کے لئے بھیجا۔ پس وہ وادی ام ربیع کی طرف بھاگ گئے اور موحدین نے ان کا تعاقب کیا تو وہ ان کی طرف واپس آ گئے اور بنو جابر نے ان سے خیانت کی اور موحدین نے دو آدمیوں کے حکم سے شکست کھائی اور خلط کا سردار عیسیٰ بن علی بنی مرین کے ساتھ جا ملا اور وہ اپنے وطنوں کو واپس کوچ کر گئے اور مرتضیٰ نے یعقوب بن جرمون کو قبائل سفیان سے مقدم کیا اور اس کے بھائی کانون کا بیٹا محمد اپنی قوم کی سرداری میں اس کا مقابلہ کرتا تھا اور اس سے تنگی محسوس کرتا تھا۔ پس اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بھائیوں مسعود اور علی نے ایک بیابان میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور مرتضیٰ نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبد الرحمن کو حاکم مقرر کیا۔ پس اس نے یوسف بن وزارک اور یعقوب بن علوان کو وزیر بنایا اور خود لذات میں منہمک ہو گیا اور رہزنی کرنے لگا۔ پھر اطاعت توڑ کر بنی مرین سے جا ملا پس اس نے اس کی جگہ عبد اللہ بن جرمون کو حاکم مقرر کیا۔ پھر مرتضیٰ نے ابو زمام کو حاکم بنایا پھر اس کے عجز کو دیکھ کر اس کے بھائی مسعود کو حکومت دے دی اور امراء خلط میں سے عواج بن ہلال بنی مرین کو چھوڑ کر مرتضیٰ کی اطاعت میں آ گیا۔ پس اس نے اس کے اصحاب کو بھی مراکش میں اس کے ساتھ اتارا اور اس کے پیچھے پیچھے عبد الرحمن بن یعقوب بن جرمون آ کر عواج کو گرفتار کر لیا اور اسے علی بن ابی علی کے پاس بھجوا دیا۔ تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس نے اس کے ساتھ عبد الرحمن بن یعقوب اور اس کے وزیر کو بھی گرفتار کر لیا اور سب کے سب قتل ہو گئے اور سفیان کی سرداری مسعود بن کانون نے اور بنی جابر کی سرداری اسماعیل بن یعقوب بن قسطون نے اپنے لئے خاص کر لی اور ۶۰۰ھ میں واقعہ ام الرجلین سے یحییٰ بن دانودین کی واپسی کے وقت موحدین کی ایک فوج محمد بن علی الزلماط کی نگرانی کے لئے سوس

کی طرف گئی اور علی بن بدر نے اس سے جنگ کی۔ پس اس نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد مرتضیٰ نے علی بن بدر کی جنگ کی ذمہ داری وزیر ابی زید بن زکنت کو سونپی اور اس کے ساتھ ایک فوج بھیجی جس میں نصرانی لیڈر و خلص بھی شامل تھا۔ پس فریقین کے درمیان جنگ شروع ہو گئی مگر موحدین کو اس میں باوجود اپنی کثرت صبر حسن ابتلاء کے غلبہ حاصل نہ ہوا۔ پس ان سے دغلب کی سستی اور وزیر کی اطاعت سے اس کے خروج نے سب کچھ پھین لیا اور اس نے یہ بات مرتضیٰ کو لکھی تو اس نے اُسے طلب کیا اور ابو زید بن یحییٰ اسکندمیوی کو اسے راستے میں روکنے اور اسے قتل کر دینے کا حکم دیا اور ۶۲ھ میں یعقوب بن عبدالحق بن مرین کی فوج کے ساتھ آیا اور انہوں نے مراکش سے جنگ کی اور مراکش کے باہر موحدین اور ان کے درمیان مسلسل کئی روز تک جنگ ہوئی جس میں عبد اللہ الفخون بن یعقوب ہلاک ہو گیا۔ تو مرتضیٰ نے اس کے باپ کی طرف تعزیت کی چٹھی بھیجی اور اس سے ملاطفت کی اور اس کے لئے خراج مقرر کیا جسے وہ ہر سال اسے بھجواتا پس وہ راضی ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر وہاں سے کوچ کر گیا واللہ اعلم۔

باب: ۳۰

ابی دبوس کی بغاوت

اُس کا مراکش پر غلبہ، مرتضیٰ کی وفات اور اس کی حکومت کے واقعات

جب الحجون کی وفات کے بعد بنو مرین مراکش سے کوچ کر گئے تو الحضرت سے اس کی جنگوں کے سالار ابو العلی الملقب بابی دبوس ابن السید ابی عبداللہ محمد بن السید ابی حفص بن عبدالمؤمن نے ایک چغلی کی وجہ سے جس نے مرتضیٰ کے ہاں بڑا مقام حاصل کر لیا تھا۔ فرار اختیار کر لیا اور اس کے چچا سید ابی موسیٰ عمران عبداللہ بن خلیفہ کے بیٹے نے اس کی مصاحبت کی پس یہ دونوں ہسکورہ کے عظیم سردار مسعود بن کلد اسن کے پاس چلے گئے اور اس نے اسے پناہ دی۔ پھر وہ فاس میں یعقوب بن عبدالحق کا دادخواہ بن کر اس کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ کمیشن اور ذخیرہ میں تقسیم کی شرط کر لی۔ تو اس نے اسے مالی امداد دی، کہا جاتا ہے کہ وہ پانچ ہزار عسری دینار تھے اور اس نے ابن علی خلطی کو مدد کرنے اور ہتھیار دینے کا اشارہ کیا اور علی بن ابی علی خلطی کی طرف لوٹ آیا پس اس نے اُسے اپنی قوم سے مدد دی، پھر یہ ہسکورہ کی طرف گیا اور اپنے ساتھی مسعود بن کلد اسن کے ہاں اتر آپس قبائل ہسکورہ اور ہزرجہ نے اس کی اطاعت کی اور انہوں نے اس کی طرف ضہاجہ کے عظیم سردار عزوز بن بیورک کو ازموور کی جانب بھیجا اور وہ یعقوب بن عبدالحق کے حملہ تک مرتضیٰ کی اطاعت سے منحرف تھا اور اس کے پاس سرداروں، موحدین اور نصاریٰ کی ایک جماعت گئی اور مرتضیٰ کو سفیان کے سردار مسعود بن کانون اور بنی جابر کے سردار اسماعیل بن قسطون کے متعلق شبہ پڑ گیا۔ پس اس نے دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ان دونوں کی قوم کے بہت سے آدمی ابی دبوس کے پاس گئے اور اسماعیل اپنے قید خانے میں قتل کر دیا گیا۔ پس اس کے بھائی نے بغاوت کر دی اور ان کے ساتھ جا ملا اور علوش بن کانون بھی اپنے بھائی کے متعلق اسی قسم کے سلوک سے ڈر گیا۔ پس اس نے ان کا پیچھا کیا اور ابو العلی نے مراکش پر چڑھائی کی اور جب وہ اغمت پہنچا تو وہاں اس نے وزیر ابو یزید بن بکست اس کی حفاظتی فوجوں میں دیکھا پس اس نے اس سے جنگ کی، اور ابن بکیت کو شکست ہوئی اور اس کے عام ساتھی مارے گئے اور ابو دبوس مراکش کی طرف چلا گیا اور علوش بن کانون نے باب اسریعت پر غارت گری کی۔ حالانکہ لوگ نماز جمعہ ادا کر رہے تھے اور اس نے اپنا نیزہ اس کے کواڑوں میں گاڑ دیا اور ۶۵ سال آ گیا اور مرتضیٰ ابو دبوس کے کاموں سے غافل ہو کر مراکش میں بیٹھا تھا اور فضیلیں محافظوں اور پہرے داروں سے خالی ہو چکی تھیں اور ابو دبوس نے باب اغمت کا قصد کیا اور وہاں سے دیوار پھاند کر شہر میں

غفلت کی حالت میں داخل ہو گیا اور اس نے فصبہ کا قصد کیا اور باب طبول سے اس میں داخل ہو گیا اور مرتضیٰ بھاگ گیا اور اس کے ساتھ وزیر ابو زید بن لپو کر لی اور ابو موسیٰ بن عزوز الخشانی بھی تھے۔ پس یہ ہنساتے کے پاس چلے گئے اور انہیں اکٹھا کیا اور ان کی اطاعت اختیار کر لی۔ پس وہ کدمیہ کی طرف کوچ کر گیا اور اپنے راستے میں وہ علی بن زکران الوکاسی کے پاس سے گزرا۔ جو اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کی طرف آ گیا تھا اور ابھی تک اس کے پاس نہ آیا تھا۔ پس مرتضیٰ اس کے ہاں اتر پڑا اور اس کے ساتھ کدمیہ گیا۔ جہاں اس کا وزیر ابو زید عبدالرحمن بن عبدالکریم رہتا تھا۔ پس اس نے اس کے ہاں جانے کا ارادہ کیا۔ تو ابن سعد اللہ نے اسے روکا اور وہ شغشاوہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں اس نے کئی اونٹ دیکھے پس علی بن زکدان نے وہ اونٹ اسے دے دیئے اور ابن دانودین کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو اور ابن عطوش کو لکھا کہ وہ اپنے خاص لشکر کو لے کر اس کے ساتھ مل جائیں۔ پس یہ دونوں الحضرة کی طرف چل پڑے اور ابودبوس نے علی بن زکدان کو خطاب کیا اور اپنے پاس آنے کی رغبت دلائی تو مرتضیٰ کو اس بات سے شک پڑ گیا اور از مور چلا گیا۔ تو اس کے والی ابن عطوش نے اسے گرفتار کر لیا اور اسی طرح اس کے داماد کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور یہ خبر ابودبوس تک پہنچ گئی۔ تو اس نے اپنے وزیر سید ابو موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ اس سے خط و کتابت کرے کہ ذخیرے کی جگہوں کا کیا حال ہے تو اس نے جواب دیا کہ ان کے پاس کوئی ذخیرہ نہیں اور اس پر حلف اٹھایا اور رحم کی درخواست کی۔ تو ابودبوس نے اس پر مہربانی کی اور یہ اہل کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے اپنے وزیر ابو موسیٰ اور مسعود بن کانون کو بھیجا کہ وہ اسے اس کے پاس لے آئیں۔ پھر انہی سرداروں کے بتانے سے اسے معلوم ہوا کہ وہ اس کے پاس نہیں آئے گا۔ تو اس نے سید ابو موسیٰ کو اس کے قتل کرنے کے لئے خط لکھا۔ تو اس نے اسے قتل کر دیا اور ابودبوس نے مستقل حکومت قائم کر لی اور واثق باللہ اور معتمد علی اللہ کا لقب اختیار کر لئے اور سید ابو موسیٰ اور اس کے بھائی سید ابو زید کو اپنا وزیر بنایا اور خوب بخشش کی اور ریاستوں کے متعلق غور و فکر کیا اور رعیت سے ٹیکس اٹھا دیئے اور اس کے اور مسعود بن کلداسن کے درمیان وحشت پیدا ہو گئی۔ پس وہ اس کے ازالہ کے لئے اس کے پاس گیا اور عبدالعزیز بن عطوش سفیر بن کر اس کے پاس آیا اور اسے پتہ چلا کہ یعقوب بن عبدالحق نامنا میں اترے۔ پس اس نے حمید بن مخلوف ہسکورہ کو ہدیہ دے کر اس کے پاس بھیجا تو اس نے ہدیہ کو قبول کر لیا اور ان کے درمیان پختہ معاہدہ ہو گیا اور وہ اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا اور حمید واثق کی طرف واپس آ گیا اور اس نے مسعود بن کلداسن کی اطاعت میں عبدالعزیز بن عطوش کے پہنچنے پر اتفاق کیا۔ پس ابودبوس بلا حاجہ پر ابو موسیٰ بن عزوز کو امیر مقرر کرنے کے بعد مراکش کی طرف لوٹ آیا اور اسے راستے میں عبدالعزیز بن السعید کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے اور ابن ملکیت اور ابن کلداسن نے اسے ملک میں داخل کیا ہے پس انہوں نے اس کی بیماری پر صبر کیا اور حملہ میں ان کی حالت کو بدل دیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

ہسکورہ: قبائل معاہدہ میں سے یہ سب سے زیادہ اکثریت والے ہیں اور ان کے بہت سے بطون ہیں۔ جن میں سب سے بڑا بطن ہسکورہ ہے اور ان کے سوا جو بطون نفیسہ کی طرح ہیں انہیں حکومت نے اپنی موافقت اور اپنی مشکلات کے حل کرنے میں ختم کر دیا ہے۔ پس ان کے جوان اپنے سے پہلی قوم کے طریق پر چلتے ہوئے ہلاک ہو گئے۔ ہسکورہ کو موحدین کے درمیان اپنی کثرت اور غلبہ کے باعث ایک مقام اور عزت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ وہ صاحب قوت بھی تھے اور وہ ان کی

آسائش اور مرفہ الحال میں شامل نہیں ہوئے اور جس پہاڑ کو انہوں نے اپنا وطن بنایا ہے۔ جس کے ذریعے انہوں نے پُر شور آفاق اونچے ٹیلوں اور بلند پہاڑوں سے پناہ لی ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے افلاک کو چھو لیا ہے اور ستاروں کو اپنی مانگ میں سجا دیا ہے اور اپنی چادر میں بادلوں کو لپیٹ دیا ہے اور اس نے تند و تیز اور تاریک ہواؤں کو پناہ دی ہے اور آسانی خبروں کی طرف اپنے کان لگائے ہیں اور اس نے بحر اخصرب اپنی شاخوں سے سایہ کر دیا ہے اور وہ بلاد سوس میں بیابان اس کی پشت کے پیچھے ہو گیا ہے اور اس نے درن کے باقی ماندہ پہاڑوں کو اپنی گود میں ٹھہرا دیا ہے اور جب موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنو مرین تمام مصادہ پر غالب آ گئے اور ان پر ٹیکس عائد کر کے انہیں ذلیل کر دیا تو وہ ان کے غلبہ کے سامنے جھک گئے اور اطاعت کے لئے انہیں اپنا ہاتھ دے دیا اور ہسکورہ کے لوگ اپنے قلعے کی پناہ میں آ گئے اور اس کی مضبوطی کی وجہ سے قوی ہو گئے پس نہ وہ ان میں خدمت میں داخل ہوئے اور نہ انہیں اپنی تمہاری اور نہ ہی ان کی دعوت کا جھنڈا بلند کیا اور یہ صرف ان کی حکومت کی مخالفت اور ان کی بات نہ ماننے کی وجہ سے تھا اور جب فوجیں ان کے ساتھ نبرد آزما ہوئیں۔ تو وہ انہیں معروف اطاعت اور غیر واجب ٹیکس دینے اور اس کے باوجود ان کا سردار اپنے لئے ٹیکس لیتا اور اپنی حفاظت کے لئے انہیں تنکیوں میں ڈالتا اور بسا اوقات وہ انہیں جبل کے بعض قبائل اور سوس کے میدانوں میں اپنے قریب رہنے والے لوگوں کے پاس بھیجتا اور اس طرح وہ اپنی قوم ہسکورہ اور نفیسہ کے آدمی کے لئے ارض سوس میں رہنے والے عربوں اور سفیان جو حارث کلطن ہیں اور معقل جو الشبانہ کلطن میں سے بہت سے آدمیوں کو جمع کر لیتا اور عبدالمؤمن بن یوسف کے خاتمے کے بعد ہمارے بیان کے عبدالواحد ان کا سردار تھا اور انہوں نے عجمیوں کی زبان کو درست کر دیا اور اسے تخصیص اور بہادری میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ اس کی وفات ۶۸۰ھ میں ہوئی اور یہ بڑا صاحب علم تھا اور ایک جماعت اس کی کتب کو یاد کرنے والی تھی اور یہ فروع فقہ کا حافظ تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ فلسفہ کا دلدادہ اور علم کیمیا، سیما، بحر اور شعبہ بازی کے نتائج کا حریص اور قدیم شرائع اور نازل شدہ کتب سے واقفیت رکھتا تھا اور یہود کے علماء حتیٰ کہ ان کے لیڈروں کے ساتھ مجالست کرتا تھا۔ اس پر دین سے بے رغبتی کا اتہام لگایا گیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عبد اللہ حکمران بنا جو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے والا تھا۔ خصوصاً سحر اور صنعت کیمیا کے حصول کا اسے بہت شوق تھا اور جب سلطان ابوالحسن اپنے بھائی عمر کے معاملہ سے فارغ ہوا اور مغرب کے فتنہ کو فرو کر دیا اور اس کے اطراف پر قبضہ کر لیا اور اس کے قلعے میں فوجوں کے ساتھ اتر پڑا اور اس کے میدانوں کو بغیر اس کے کہ پیچھے سے اعراب سوس ان کی مدد کریں۔ فوجوں نے روند ڈالا۔ کیونکہ اسے ان کے علاقے پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا اور یہ ان کی اطاعت کا اقتضاء تھا اور اس نے اپنے اعمال کو فوجوں کے ساتھ ان کے درمیان اتار دیا۔ پس عبد اللہ نے معروف اطاعت کے ذریعے اس سے خلاصی حاصل کی اور اس میں اپنے بیٹے کو رہن لکھا اور سلطان کے ساتھ تحائف اور مہمانی کی شرط کی جو اس نے قبول کر لی اور اسے اپنی رضامندی دے دی اور جب قیروان میں سلطان کو مصیبت نے آیا اور مغرب جنگ سے مضطرب ہو گیا اور مراکش بلاد کی فضا مشائخ سے خالی ہو گئی۔ تو مصامدی سرداروں نے مراکش جانے اور اسے برباد کرنے پر اتفاق کیا۔ کیونکہ وہ دارالامارت اور فوجوں کے اجتماع کا مقام تھا اور عبد اللہ سیکسوی نے اس فیصلے کے نفاذ کا ارادہ کیا اور اس نے تخریب مساجد کا کام اپنے ذمے لیا کیونکہ وہ مساجد سے دور رہنا چاہتے تھے اور جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔

فاس میں حکومت کے قیام اور سلطان ابو عنان پر بنو مرین کے اتفاق سے ان کا عزم کمزور پڑ گیا اور ان میں اختراق پیدا ہو گیا۔ پس ان میں سے ہر ایک اپنے بھٹ میں داخل تھا اور جب ابو عنان اپنے باپ کے معاملہ سے فارغ ہوا اور مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور بنو عبد الواد اس پر چھا گئے اور اس کے بھائی ابو الفضل بن مطرح کو اندلس میں اطاعت سے دیں نکالا ملا جو اپنا حق طلب کرنے کے لئے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پس سفیر نے اسے مراحل سوس کی طرف سوار کر دیا تو وہ وہاں اترا کر عبد اللہ سیکسوی سے ملا تو اس نے اسے پناہ دی اور اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ پس ابو عنان نے بھی اپنے عزائم کو پورا کرنا چاہا اور اس نے اپنے وزیر فاس بن میمون بن دادار کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا منظم بنایا اور ۵۵ھ میں مغرب کی فوجوں کو نکال کر اس کے صحن میں بٹھا دیا اور دامن کوہ میں اس کے حصار کے لئے ایک شہر کا نقشہ بنایا جس کا نام قاہرہ رکھا اور اس کا گلا گھٹنے لگا اور اس کے قلعے کے ارکان اس کے راستوں پر ٹکراؤ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ صلح پر آمادہ ہو گیا اور اس نے شرط لگائی کہ وہ ابو الفضل مضری کے عہد کو ترک کر دے اور وہ جہاں چاہے چلا جائے تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور حسب عادت اس سے صلح کر لی اور اس سے الگ ہو گیا اور سلطان ابو سالم کے زمانے میں عبد اللہ سیکسوی کے خلاف اس کے بیٹے محمد نے خروج کیا۔ جو ان کی زبان میں ایزم کے نام سے معروف تھا۔ جس کے منے شیر کے ہوئے ہیں۔ پس وہ اس پر غالب آ گیا اور عبد اللہ عامر بن محمد الحفشانی کے ساتھ چلا۔ جو اپنے دور میں مضادہ کا بڑا سردار اور ان پر سلطان کا عامل تھا۔ پس اس نے اس سے فوج مانگی اور عامر نے اس بارے میں اس سے مدد کا وعدہ کیا اور اسے ڈیڑھ دو سال مہلت دی یہاں تک کہ وہ سلطان کے پاس گیا اور اس بارے میں اس سے مدد طلب کی پھر اس نے اس کے دشمن کے مقابلہ پر پر اس کی مدد کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پس لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے اپنی حکومت کے اہلکاروں سے کہا کہ وہ اس کی مدد کریں اور عبد اللہ چل کر قاہرہ آیا اور اپنے باپ اور اس کے مددگاروں کا گلا گھونٹنے لگا۔ پھر اس کے بعض رازداروں نے اسے اندر داخل کیا اور اسے بعض پوشیدہ مقامات کی اطلاع دی جن سے وہ پہاڑ میں داخل ہو گیا اور انہوں نے اس کے بیٹے ایزم پر حملہ کر دیا اور عبد اللہ نے اپنی قوم کو آواز دی اور محمد ان کے آگے بھاگ اٹھا اور جبل کے نواح میں خلاص مقام پر اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور عبد اللہ نے اپنی حکومت واپس لے لی اور اس کے پاؤں جم گئے۔ یہاں تک کہ اس کے عمواد یحییٰ بن سلیمان نے جب اسے پتہ چلا کہ وزیر عمر بن عبد اللہ نے سلطان مغرب کو اور عامر بن محمد نے مراکش کی حکومت کو اپنے لئے خاص کر لیا ہے۔ اس کے متعلق تدبیر کی اور اس بات سے یحییٰ اپنے باپ پر غضبناک ہو گیا۔ جو عبد اللہ کا چچا تھا اور جسے اس نے اپنی عمارت کے ابتدائی ایام میں قتل کر دیا تھا اور ۵۵ھ تک سیکسویہ پر قابض رہا۔ پس ابو بکر بن عمر بن خرد نے اس پر حملہ کر کے اسے اپنے بھائی عبد اللہ کے بدلہ میں قتل کر دیا اور سیکسویہ کی حکومت پر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ پھر کچھ سالوں کے بعد اس کے عمواد نے جو اس کے اہل بیت میں سے تھا۔ اس کے خلاف خروج کیا۔ مجھے اس کے متعلق صرف اتنا ہی پتہ چلا چکا ہے کہ اس کا نام عبد الرحمن تھا اور اس کی بغاوت مغرب سے دوسرے کوچ کے بعد ۷۵ھ میں ہوئی تھی اور مجھے اس کی حکومت کے ثقہ آدمیوں نے بتایا ہے کہ اس نے ابو بکر بن عمر پر کامیابی حاصل کر کے اسے قتل کر دیا تھا اور اس عہد یعنی ۹۷ھ تک وہ جبل کا مخصوص حاکم بنا رہا اور پھر مجھے ۸۸ھ میں اطلاع ملی کہ یہ عبد الرحمن ابو زید بن مخلوف بن عمر آجلید کے نام سے معروف ہے

جسے یحییٰ بن عبد اللہ بن عمر نے قتل کیا تھا اور اس نے جبل کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور وہ اب تک اس کا مالک ہے اور وہ ایزم بن عبد اللہ کا بھائی ہے۔

مصادہ کے بقیہ قبائل: ان سات مثلاً ہیلاً نہ حاجہ اور دکالہ وغیرہ کے سوا کچھ قبائل نے جبل کی چوٹیوں یا اس کے میدانوں کو اپنا وطن بنا لیا ہے ان اقوام کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان میں سے دکالہ اندرونی جانب سے جبل کے میدان ہے۔ جو غربی جانب سے مراکش کے سمندر کے قریب ہے۔ جہاں پر ریاط آسفی ہے۔ جو ان کے بطون ہیں۔ بنی ماکر کے نام سے مشہور ہے اور ان کے مصادہ یا ضہاجہ کی طرف منسوب ہونے میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور غربی جانب کے اس میدان میں جو ساحل سمندر اور جبل درن کے درمیان ہے میں مڑتا ہے۔ ایک اور میدان ہے جو سوس تک پہنچتا ہے جہاں پر حاجہ کے لوگ ان کے پڑوسی ہیں جو اسے آباد کئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کی اکثریت ایک درخت کی وجہ سے جو ار جان کے نام سے مشہور ہے۔ سرخ پوختیوں والی ہے اور یہ لوگ ان درختوں میں پناہ لیتے ہیں اور ان کے پھلوں سے اپنے سالن کے لئے تیل نچوڑتے ہیں اور وہ پھل نہایت خوش رنگ خوش بو اور خوش مزہ ہوتا ہے۔ جسے گورنر صاحبان دارالامارت میں اپنے تحائف میں بھیجتے ہیں اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے دوسرے ٹھکانے ارض سوس کے قریب ہیں اور جبل درن سے ہٹ کر قبلہ کی طرف تادست کا شہر ہے جہاں پر ان پوختیوں کا بہت بڑا حصہ پایا جاتا ہے اور ان کے اوسار وہاں اترتے ہیں اور ان کی سرداری ایک بطن میں ہے۔ جو مغرادرہ کے نام سے مشہور ہے اور سلطان ابو حنان کے زمانے میں ان کا سردار ابراہیم بن حسین بن حماد بن حسین اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن ابراہیم بن حسین اور اس کے بعد ان کا عمز ادخالہ بن عیسیٰ بن حماد تھا اور اس کی ریاست سلطان عبدالرحمن بن بطون کے مراکش پر غالب آنے کے زمانے تک ان پر قائم رہی۔ پس اُسے بنی مرین کے شیخ علی بن عمر الورتابی نے جو بنی دینطان میں سے تھا قتل کر دیا اور مجھے معلوم نہیں کہ اس کے بعد ان کی ریاست کے ملی اور ہمارے علم کے مطابق وہ اور دکالہ سب کے سب بہت ٹپکس لینے والے تھے۔ واللہ الخلق والامرو وهو خیر الودائن۔

اور ہلال بن بدر نے اس میں فیصلہ کیا اور یحییٰ بن دانودین کو کزولہ ملطہ، نفیسہ اور ضاکہ وغیرہ سے قبائل سوس کو جنگ کے لئے اکٹھا کرنے کے لئے آگے کہا اور وہ قبائل کو اکٹھا کرتا اور منازل سے گزرتا ہوا تادورنت پہنچا تو اس نے اُسے سواری چند بیرونی گھرانوں کو خالی پایا اور وہ حمیدین کے ہاں محمد علی بن بدر کا داماد اور قریبی تھا۔ وادی سوس میں قلعہ قینخت میں اتر اچھڑ ہاجہ کا قلعہ تھا۔ پس ابن بدر نے ان کو اس پر غالب کر دیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ پس ابو دبوس نے اس سے جنگ کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس میں اس کی فوجوں نے شکست دی اور محمد بن علی بن ذکوان نے ستر ہزار دینار پر ابو دبوس کو نکالنے کے لئے مداخلت کی جو وہ اسے ادا کیا کرے گا پس اس نے فتح کرنے میں جلدی کی اور وہ جان بچا کر اپنے گھر چلا گیا اور اس سے مال کا مطالبہ کیا گیا اور وہ ابن ذکوان کے پاس قیدی بن کر رہا اور ابن بدر قلعے میں اس پر قابو نہ پاسکا۔ پھر اس نے اطاعت اختیار کر لی اور اس کے اچھی اس کی اطاعت کی اطلاع لے کر پہنچے۔ پس واثق الحضرة کی طرف لوٹ گیا اور ۶۵ میں اس میں داخل ہو گیا اور اسے یعقوب بن عبدالحق کی بغاوت کی خبر ملی تو اس نے مرتبہ کو ابو الحسن بن قطران کے ساتھ

تلمسان کی طرف بھیجا اور اس کا ایلچی ابن ابی عثمان مراکش سے ابن ابی مدیون الوکا سی راہنما کے ساتھ ان کے پاس آیا اور
 سلماہ کی سرحد پر لے گیا جہاں پر یحییٰ بن یحییٰ اس قیام پذیر تھا پس اس نے بعض متعلقین کو اپنے باپ کے پاس بھیجا تو انہوں
 نے اسے ملیانہ کی جہت پر پایا اور ابن قطر ال تلمسان میں ٹھہر کر اس کا انتظار کرتا رہا اور جب یعقوب بن عبدالحق کو اس بات کا
 پتہ چلا تو وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے گیا اور مراکش کے مضافات میں اتر ا اور اہل نواح نے اس کی
 اطاعت کی اور ابو دوس موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے گیا تو یعقوب اسے وادی اعفر میں گھسیٹ لایا پھر اس
 نے اس سے جنگ کی پس اس کا میدان درہم برہم ہو گیا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور وہ شکست کھا کر مراکش جانا چاہتا تھا
 اور لوگ اس کے تعاقب میں تھے۔ پس اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور یعقوب بن عبدالحق جلدی کر کے محرم ۶۸۱ کے آغاز میں
 مراکش میں داخل ہو گیا اور موحدین کے بقیہ مشائخ بنی دوس کے ایک آدمی عبدالحق کی بیعت کر کے اپنے قلعوں میں بھاگ
 گئے اور انہوں نے پانچ دن کی مدت تک اس کا نام معتصم رکھا اور وہ بھی ان کے ساتھ چلا گیا اور بنی عبدالمومن کی حکومت کا
 خاتمہ ہو گیا۔

باب: ۳۱

موحدین کے باقی ماندہ قبائل

جبال درون سے مراکش میں ان کی حکومت کے خاتمہ کے بعد

کے حالات اور ان کی گردشِ احوال

جب مہدی نے جبال درن میں اپنی قوم کو جو مصادمہ میں سے تھی اپنی حکومت کی دعوت دی تو اس عہد میں ان کی دعوت کا اصل اس تجسیم کی نفی کرتا تھا جس پر اہل مغرب کو اعتماد تھا اور اس نے شریعت کے متشابہات کی تاویل کو ترک کر دیا اور انجام کار تکفیری مذہب پر چلتے ہوئے اس نے اس بات کے انکار کرنے والے کو صریحاً تکفیر کی یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی دعوت کا نام دعوتِ توحید اور اپنے اتباع کا نام ملشمنین پر چوٹ کرتے ہوئے موحدین رکھا بلاشبہ ان کے مذاہب جہیمت کے اعتقاد کے حامل تھے اور اس فتح سے قبل یقیناً اہل سابقہ سے مختص تھا اور فتحِ مراکش سے قبل اہل سابقہ آٹھ قبائل تھے جن میں سے سات مصادمہ میں سے تھے۔ ہر غیہ مام مہدی کے قبیلے کے لوگ تھے اور ہتھانہ اور تمیلل وہ لوگ تھے جنہوں نے ہرغہ کے ساتھ جنگ اور حفاظت پر بیعت کی تھی اور کنفسیہ ہر وجہ کد میوہ اور دریکہ اور موحدین کا آٹھواں قبیلہ کومیہ تھا۔ جو عبدالمؤمن کا قبیلہ تھا اور فتح سے قبل اس کے بڑے بڑے ساتھی اس کی دعوت میں شامل ہو چکے تھے اور ان کی سبقت کی وجہ سے انہیں عبدالمؤمن کے ہاں برتری حاصل تھی پس یہ قبائل اس برتری اور اس نام سے مخصوص ہو گئے اور انہوں نے حکومت کو سنبھالا اور اس کے تحت کو اٹھایا اور وہ دیگر علاقوں میں اصحابِ امر کی نسبت تویم کے ساتھ اس کے مذاہب و ممالک سے متفق ہو گئے اور جو باقی رہ گئے وہ موت کے خوف سے اپنی پناہ گاہوں میں باقی رہے اور حکومت کے بعد زناٹہ سے قبل ان پر غلبہ کے دامن دراز ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے ان کو نادانوں کے ساتھ باقی رہنے دیا اور انہیں رعایا کے ٹکس گزاروں میں شامل کر دیا اور کبھی زناٹہ اور کبھی دوسرے آدمی ان پر حکمرانی کرنے لگے۔

و فی ذلک عبرة و ذکرى لاولی الالباب . والملك لله یورثہ من یشاء

ہر غہ: یہ امام مہدی سے تھوڑا عرصہ قبل ہوئے ہیں اور اب یہ مٹ مٹا گئے ہیں اور یہ ہر جانب سے القاصیہ میں داخل ہو گئے ہیں کیونکہ ان کی حکومت ان کے غیروں یعنی مصادمہ کے آدمیوں کے ہاتھوں میں تھی اور یہ کسی چیز کے مالک نہ تھے۔

تمیل: اور اسی طرح تمیل بھی مہدی کی دعوت میں تعصب دکھانے اور اس پر اکٹھا ہونے اور اس کی حکومت کے قائم کرنے میں ان کے بھائی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے پاس آ گیا اور اس نے ان کے درمیان اپنا گھر اور مسجد بنائی اور وہ ان کو ان کے امتلا کی عظمت کے مطابق غنیمت دینا اور انہیں حکومت کی عملداریوں میں دور دور بھیج دیا گیا پس ان کے آدمی ختم ہو گئے اور مصادمہ نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور امام کی قبر اس دور میں بھی ان کے درمیان موجود ہے اور اس کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے اور صبح و شام اس پر قرآن پاک کے پارے پڑھے جاتے ہیں اور اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اجنبی زائرین کے آگے اجازت میں آسانی پیدا کرنے اور بڑائی ظاہر کرنے کیلئے پردہ لٹکایا جاتا ہے اور حکومت کے جشن میں معروف رسم کے مطابق زنانہ کے سامنے صدقات پیش کئے جاتے ہیں اور وہ تمام مصادمہ کے ساتھ اس بات پر بڑی مضبوطی سے قائم ہیں کہ انہیں عنقریب دوبارہ حکومت ملے گی اور اہل مشرق و مغرب ان کی حکومت پر غالب آئے گی اور زمین پر چھا جائے گی جیسا کہ مہدی نے ان سے وعدہ کیا تھا اور وہ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کرتے۔

ہتئاتہ: اور ہتئاتہ حکومت میں دونوں قبیلوں کے پیچھے ہے اور ان کے بعد جو بھی آئے ہیں وہ ان کے نقش قدم پر چلے ہیں کیونکہ انہیں کثرت اور قوت حاصل تھی اور ان کے سردار ابو حفص عمر بن یحییٰ کا مقام امام مہدی کے صحابہ کا ہے اور انہیں مصادمہ پر اعزاز حاصل ہے اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انہیں افریقہ میں حکومت حاصل تھی پس ان میں سے دونوں حکومتوں کے مخلوق پر غلبہ پانے کے لئے اتفاق کر لیا اور وہ اپنے معروف وطن جبال درن میں باقی رہ گئے اور وہ پہاڑ مراکش کی سرحد کے ساتھ ملا ہوا ہے جو خود مختاری اور کسی کی اطاعت کے بین بین اشیاء ہے اور انہیں اپنی قوم میں اپنی پناہ گاہوں کی مضبوطی کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہے اور جب بنو مرین نے مصادمہ پر غلبہ پالیا تو انہوں نے ان سے دعوت کے مسائل کو روک دیا اور ان کے رؤساء اولاد دیونس کو ان کے ساتھ اجتماع کرنا ہوتا تھا کیونکہ بنی عبد المؤمن کی حکومت کے آخر میں یہ مغوض تھے پس انہوں نے ان کو اچھائی اور میل جول کے لئے مخصوص کر لیا اور سلطان یوسف بن یعقوب بن عبد الحق کے زمانے میں علی بن محمد ان کا بڑا سردار تھا اور قوم میں سے اس کا مخلص دوست تھا اور وہ مکہ میں ابن الملیانی کا تب کے ہاتھوں ایک خط کی وجہ سے مارا گیا جس میں اس نے کچھ خلاف واقعہ باتیں لکھ دی تھیں اور وہ اُسے سلطان کے پاس اس کے بیٹے جو مراکش کا امیر تھا کے ذریعے بھجوا دیا تو اس کی قید میں مصادمہ کے مشائخ کا ایک گروہ قتل کر دیا گیا جن میں علی بن محمد بھی شامل تھا پس سلطان اپنی سواریوں کے ساتھ اس گروہ کی خاطر کھڑا ہوا اور ابن الملیانی کے بھاگ جانے کے بارے میں جو اس سے کوئی بات نہ ہوئی اس پر نادم ہوا۔ جیسا کہ سلطان یوسف بن یعقوب کے حالات میں اس واقعہ کے متعلق ذکر کیا گیا ہے اور جب سلطان ابوسعید حاکم بنا تو مصادمہ کی حکومت کا جو اثر و رسوخ تھا وہ بھی جاتا رہا اور وہ حکومت کے مطیع ہو گئے اور بنو مرین اپنے آدمیوں کے ساتھ دوبارہ ان پر حکومت کرنے لگے۔ اور موسیٰ بن علی بن محمد کی حکومت کے آغاز کے بعد سلطان کے حالات کہ اس نے اسے مصادمہ اور ان کے ٹکس پر سے حاکم بنایا اور اسے مراکش میں اتارا پس یہ کئی سال تک حکومت سے سیراب ہوتا رہا اور اس کے قدم حکومت میں مضبوط ہو گئے اور اس نے اپنے اہل بیت کو وراثت میں دیا اور اس کی وجہ سے حکومت میں ان کا ایک مقام بن گیا جس کا انتظام انہوں نے حکومت میں کیا تھا اور وہ وزارت کے لئے بھی نمائندے بنے اور

جب موسیٰ فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بعد اس کے بھائی محمد کو حاکم مقرر کیا اور اُسے بھی اس کے طریق کے مطابق چلایا یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہو گیا پس سلطان نے اس کے بیٹوں کو اپنی کئی قسم کی خدمتوں میں لگا دیا اور ان میں سے عامر کو اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا اور جب سلطان ابوالحسن نے افریقہ کی طرف کوچ کیا تو مضامدہ کے مضاحب و امراء اور سب سرداروں میں عامر بھی شامل تھا اور جب ۴۹۷ھ میں قیروان کی مصیبت پیش آئی تو اس نے موحدین کے دستور کے مطابق اسے تونس میں پولیس کا افسر مقرر کر دیا اور اس نے اس کی پریشانی کو دور کر دیا اور جب وہ تونس سے چلا تو اس کی بہت سے حریم اور دولت و مال عامر کو دیکھنے کے لئے کشتیوں پر سوار ہو گئیں یہاں تک کہ جب سلطان ابوالحسن کا بحری بیڑا تیز ہونے کے باعث غرق ہو گیا تو اس کشتی کو جس میں وہ سوار تھے اسے سمندر کی موجوں نے مریہ کی طرف پھینک دیا جو اندلس کی ایک سرحد ہے اور سلطان ابوالحسن سمندری مصیبت کے بعد ۵۰ھ میں الجزیرہ کی طرف چلا گیا اور اس نے بنی عبدالواد پر چڑھائی کر دی تو انہوں نے اسے شکست دی اور وہ مغرب کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ جملہ اسہ میں اتراپس ابو عنان نے اس کا قصد کیا اور وہ وہاں سے مراکش چلا گیا اور مضامدہ اور حشم کی عرب اس کی دعوت دینے لگے اور اس نے فوج اکٹھی کر لی اور اس کے بیٹے نے جیات ام رنج میں غمات میں اس سے جنگ کی اور اسے پسائی اختیار کرنی پڑی اور وہ جبل پختہ کی طرف بھاگ گیا اور عامر کی غیبت کے زمانہ سے عبدالعزیز بن محمد ان کا سردار تھا اور وہ اس کے خواص میں سے تھا پس عبدالعزیز نے اسے اپنے گھر میں اتارا اور اس کی قوم اسے بچانے کے لئے زبردستی حاکم بن بیٹھی اور موت زیادہ مشہور کر نچال ہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بعد میں اس کا تذکرہ کریں گے پس انہوں نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا اور ابو عنان کے حکم کے مطابق اتر پڑے پس اس نے ان کی عزت کی اور اس وفاداری کے نتیجہ میں انہیں اپنا قرب بخشا اور عبدالعزیز کو اپنی امارت پر قائم رکھا اور عامر کو جو ان کا بڑا سردار تھا اسے مریہ سے اس کی جگہ طلب کیا پس وہ سلطان کی لونڈیوں اور حرموں کا جو اس کی امانت تھیں نگران بن گیا اور سلطان نے بھی اسے عزت و تکریم سے ملی، اور اس نے اسے اپنی خاص توجہ کا مورد بنایا اور اس کا بھائی عبدالعزیز اس کے لئے حکومت کو چھوڑ گیا پس اس نے اسے اپنا نائب مقرر کیا پھر سلطان نے ۵۴ھ میں عامر کو باقی ماندہ مضامدہ پر حاکم مقرر کیا اور اُسے ان سے ٹیکس لینے پر افسر مقرر کیا تو اس نے اس کام کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا اور اسے مراکشی عملدار یوں کے غم سے فارغ کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے کام کی تشہیر کی اور ٹیکس جمع کرنے پر اس کا شکریہ ادا کیا اور سلطان ابو عنان فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے سعید اور وزیر حسن بن عمر مودودی کو مقدم کیا اور وہ اس پر اس تربیت کی وجہ سے جو اسے رتبہ کے لئے دی گئی تھی حسد کرتا تھا اور دونوں کے درمیان اس وجہ سے دشمنی چلی آتی تھی پس وہ اس کے حملہ کے خوف سے مراکش سے نکل کر جبل پختہ میں اپنی پناہ گاہ کی طرف چلا گیا اور اس کے ساتھ سلطان ابو عنان کا بیٹا جو المستعد لقب کرتا تھا وہ بھی چلا گیا اور اس کے باپ نے اپنی وفات سے قبل جوانی ہی میں اُسے عامر کی نگرانی کے لئے مراکش کا حاکم مقرر کر دیا تھا پس وہ اسے جبل میں لے گیا یہاں تک کہ سلطان ابی سالم کے پاؤں حکومت میں جم گئے اور ۶۰ھ میں وہ مغرب کا خود مختار حکمران بن گیا اور عامر بن محمد اپنے ایلچوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے بھتیجے محمد المستعد کو بھیجا تو سلطان نے اس کی سفارت کو قبول کیا اور اس کی وفاؤں کا شکریہ ادا کیا اور وہ ایک عرصہ تک اس کے دروازے پر ٹھہرا ہا پھر

اس نے اسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا پھر اس کے ساتھ تلمسان کی طرف چلا گیا اور اس کی وفات سے قبل تک اس کے دروازے پر بٹھرا رہا تو اس نے اس کی امارت کی جگہ اسے بھجوا دیا اور جب سلطان ابوسالم فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد عمر بن عبد اللہ بن عمر نے مغرب کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس کے اور عمار کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے اور اس کے ساتھ اس سوراخ کو بند کرنے کے لئے پختہ عہد کیا اور بلاد مراکش کی حفاظت کے لئے اس کے پاس گیا اور یہ کہ وہ اس سے پہلے کسی کو حاکم مقرر نہ کرے اور وہ اس کام کا ذمہ دار تھا اور اس نے اسے مراکش کے مضافات سے وادی ام ریج تک کا حاکم مقرر کر دیا اور اس طرف کی حکومت اس کے سپرد کر دی اور سلطان ابوسعید ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے بیٹوں میں سے اعیاص اور عبد المؤمن بن سلطان ابوعلی اس کے پاس گئے پس اس نے عبد المؤمن کو قید کر لیا اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس نے بعد میں ابوالفضل کو اس کی امارت پر قدرت دے دی اور اس کے اور عمر کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور وہ بنی مرین کی فوج اور سب لشکروں کے ساتھ فاس سے اس پر حملہ کر دیا گیا تو اس نے اپنے اور اپنی قوم کی پناہ لے لی اور اس کے بعد وہ خود حاکم بن بیٹھا اور عبد المؤمن اپنے قید خانے سے بنی مرین کے بلانے پر وہاں پہنچا کیونکہ وہ اس کی حکومت کے امیدوار تھے کیونکہ اس نے وزراء کو ان سے بادشاہوں سے روک کر انہیں غمگین کیا تھا اور جب انہوں نے اس پر عمار کی ترجیح کو دیکھا تو انہوں نے اس سے اعراض کیا اور اس کے اور عمر کے درمیان مغرب کے مضافات کی تقسیم پر صلح ہو گئی اور وہ واپس آ گیا اور عمار مراکش اور اس کے مضافات پر خود مختار حاکم بن بیٹھا اور جب عمر بن عبد اللہ عبد العزیز بن سلطان ابی الحسن کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا تو ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ عمار بن محمد پر اچانک حملہ کر دے جیسے اس کے چچا نے عمر بن عبد اللہ پر کیا ہے اور اس نے یہ نذر مانی اور وہ اپنے اونٹوں کو لے کر جبل میں اس کے گھر چلا گیا پس ابوالفضل نے اپنے عمر اور عبد المؤمن پر حملہ کر دیا۔ کیونکہ وہ مراکش میں قید تھا اور اس وجہ سے اس کے اور عمار بن محمد کے درمیان جھگڑا مستحکم ہو گیا اور اس نے سلطان عبد العزیز کی طرف پیغام بھیجا پس وہ ۶۹ھ میں فاس سے اٹھا اور ابوالفضل بھاگ کر ناولہ پہنچ گیا اور اُس کے چچا سلطان عبد العزیز نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا جیسا کہ اُس کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے اور اس نے سفارت میں عمار کو طلب کیا۔ پس وہ اپنی جان کے متعلق اس سے ڈرا اور اس نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی پس وہ الحضرة کی طرف لوٹ آیا اور اپنے عزائم کو مجتمع کیا اور اس نے مراکش اور اس کے مضافات پر علی بن اجانا کو مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا اور اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اپنی پناہ گاہ سے عمار اور اس کی قوم کے ساتھ جنگ کرے اور اس نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے ایک طاقتور اور سلطان کے پروردہ لوگوں کو گرفتار کر لیا اور اس طرح اس نے سلطان کے عزائم کو حرکت دی۔

پھر اس نے اُسے میں اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس کی فوج تیز تر ہو گئی اور اس نے جبل میں گھستے ہی اسے گرفتار کر لیا اور اسے قیدی بنا کر سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اُسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے لے کر الحضرة کی طرف لوٹ آیا اور جب اس نے عید الفطر کی عبادت ادا کر لی تو اسے بلا کر ڈانٹا پھر اس کے حکم کے مطابق اسے اس کے قتل ہونے کی جگہ پر لے جایا گیا اور کوڑے مار مار کر اس کا خون نکال دیا گیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور سلطان نے اپنی قوم پر اپنے بھائی عبد العزیز کے بیٹے فارس کو حاکم مقرر کیا جو اپنے چچا کی ہلاکت کے موقع پر اس کے پاس آ گیا تھا اور اس نے اس کے بیٹے ابو

یہی کو اطاعت میں سبقت اختیار کرنے کی وجہ سے جبل میں ان پر حملہ کرنے سے تھوڑا عرصہ قبل معاف کر دیا۔ یہ بات اُس کے باپ نے اُسے اس پر رحم کرنے کے لئے بتائی۔ پس وہ سلامتی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور سلطان نے اسے اپنے مددگاروں میں شامل کر لیا۔ پھر اس کے بعد فارس بن عبدالعزیز فوت ہو گیا اور ۴۷۷ھ میں سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد مغرب میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور مراکش کے مضافات سلطان عبدالرحمن بن علی المقلب بن سلطان ابی علی کی حکومت میں آ گئے اور یحییٰ بن عامر بھی اس کے پاس آ گیا تو اُس نے اُسے اس کی قوم کا سردار مقرر کر دیا پھر اس نے اس پر الزام لگایا کہ جب سے اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا ہے وہ احوال کو اٹھا کر لے گیا ہے اور وہ اسے اس کی صفائی پیش کرنے کے لئے لے گیا اور ابن عامر چونکا ہوا ہو گیا اور مصادمہ کے بعض قبائل سے جاملا جن کے سردار نوس کی اطراف میں رہتے تھے اور وہ ان کے ہاں مہمان بنا اور ان کے ہاں ۸۵ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔ واللہ وارث الارض و من علیہا

کدمیوہ: کدمیوہ حکومت کے معاملہ میں بختاۃ اور تمیلل کے پیروکار ہیں اور ان کا پہاڑ جبل بختاۃ کے کنارے پر واقع ہے اور موحدین کے عہد میں ان کے رؤساء بنو سعد اللہ تھے اور جب بنو مرین مصادمہ پر غالب آ گئے تو انہوں نے ان پر ٹیکس لگائے تو یحییٰ بن سعد اللہ نے انکار کیا اور عبدالکریم بن عیسیٰ اور اس کی قوم نے بنی مرین کی اطاعت کرنے پر اس کی مخالفت کی اور فوجیں ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ ۶۹۴ھ میں سعد اللہ فوت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب کی فوجیں اس کے محاصرہ پر اکٹھی ہو چکی تھیں۔ پس انہوں نے اس کے قلعوں کو گرا دیا اور اس کی قوم کو مطیع بنا لیا اور سلطان یوسف بن یعقوب نے عبدالکریم بن عیسیٰ کو جب سے اس کے باپ نے وصیت کی تھی چن لیا تھا اور اُسے اس کا حاکم مقرر کر دیا تھا پھر اس نے امرائے مصادمہ کو گرفتار کر لیا اور اسے بھی گرفتار ہونے والوں میں گرفتار کر لیا یہاں تک کہ ابن الملیانی نے اس کے چچا کی عداوت کی وجہ سے ان کو ہلاک کرنے کی کارروائی کی جس نے اس خط کو مشتبہ کر دیا جو سلطان کی زبان سے اس کے باپ امیر مراکش کو لکھا گیا۔ پس عبدالکریم بھی قتل ہونے والوں کے ساتھ قتل ہو گیا اور اس کے ساتھ بنو عیسیٰ، علی، منصور اور اس کا بھتیجا عبدالعزیز بن محمد بھی قتل ہو گئے اور سلطان اثبات سے غضبناک ہو گیا اور ابن الملیونی اس کے پڑاؤ سے نکل کر تلمسان کے محاصرہ کے لئے چلا گیا اور اس میں داخل ہو گیا پھر کدمیوہ کی حکومت عبدالحتی نے سنبھالی اور جب مراکش اور باقی ماندہ مصادمہ پر عامر کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے عبدالحتی کے عہد کو توڑ دیا اور مخالفت شروع کر دی اور سکسوی جو حکومت کے آغاز سے فتنہ کا بانی تھا اس کی مداخلت کا نوٹس لینا بھی ترک کر دیا پس وہ ۷۷۷ھ میں اپنی قوم اور سلطان کے مراکشی مشائخ کے ساتھ اس کی نگرانی کے لئے گیا اور اس کے قلعے پر زبردستی داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور کدمیوہ پر غالب آ گیا اور بنو سعد اللہ فاس چلے گئے اور وہاں قیام پزیر ہو گئے یہاں تک کہ جب سلطان ابوسالم اپنے بھائی ابوعمان کے بعد سمندر میں داخل ہو کر اپنی حکومت کی طرف گیا اور غمارہ کے ہاں اترا تو یوسف بن سعد اللہ اس کے پاس آیا اور اسے اپنی سابقیت کے عہد کو پختہ کروایا پس جب وہ نئے شہر پر قابض ہوا اور اس کی حکومت مستقل ہو گئی تو اس نے اس کے تقرب کا خیال کرتے ہوئے اسے اس کی قوم کا حاکم مقرر کر دیا پس وہ سلطان ابی سالم کے زمانے تک اپنی حکومت پر قائم رہا اور مراکش کا عامل محمد بن ابی العلی تھا جو سلطان کے خواص اور مغرب کے حکمرانوں کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ مراکش کے مضافات پر مدد کے لئے اعتماد رکھتا تھا اور اس

کے پاس اس بارے میں ایک خط آیا اور وہ مراکش کی طرف گیا جہاں اس نے یوسف بن سعد اللہ کو قتل کر دیا اور ابن ابی العلی سے عہد شکنی کی پھر اسے قتل کر دیا اور اسے اس کے بیٹے عبدالحق کے ساتھ ملا دیا اور تھوڑے سے عرصے کے لئے کدیمیوہ سے سرداری جاتی رہی پھر بنو سعد اللہ کی طرف واپس آ گئی۔

وریکہ: یہ ہناتہ کے پڑوسی ہیں اور ان کے درمیان قدیم سے متواتر جنگیں ہو رہی ہیں اور بدلہ کے بغیر خون بہہ رہے ہیں اور جنگ ان کے درمیان برابر ہی رہتی ہے اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے یہاں تک کہ ہناتہ اپنی حکومت کے زور سے ان پر غالب آ گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ و هو علی کل شیء قدید

باب: ۳۳

بنی عبدالمؤمن کے خاتمہ کے بعد

بنی بدرہ کے حالات جو موحدین میں سے سوس کے امراء ہیں

اور ان کی گردش احوال

ابو محمد بن یونس ہشتاتہ کے موحدین کے وزراء میں سے تھا اور اُسے مرتضیٰ نے وزیر بنایا تھا پھر اس پر ناراض ہو کر اُسے ۶۵۰ھ میں معزول کر دیا اور تاملت میں اُسے گھر میں نظر بند کر دیا اور اس کی قوم اور اس کے خواص اسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور یہ علی بن بدر کے قرابت داروں میں سے تھا جو بنی باداسن میں سے تھا پس یہ سوس کی طرف بھاگ گیا اور ۵۱۵ھ میں اعلانیہ مخالفت کرنے لگا اور دامن کوہ میں تانصاحت کے قلعے میں اتر اچھاں وادی سوس، درن اور رشیدہ اور اس کے قلعے کو دور کرتی ہے اور اس نے قلعے کو ضہاجہ کے ہاتھوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا اور اسے مضبوط کیا اور اس میں اپنے عزیز واد بو حمدین کو اتارا پھر اس نے سوس کے میدان اور جاجانی حسان جو مصلیٰ اعراب میں سے ہیں پر ملویہ کے نواح میں بلاد ریف تک ان کے موطن پر قبضہ کر لیا پس وہ اس کی طرف کوچ کر آئے اور اس نے ان کے ذریعے سوس کے نواح میں فساد اور خرابی پیدا کی اور اس کے بہت سے قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پس اس نے ان سے پورا ٹیکس لیا اور تارودانت میں موحدین کے عامل پر چڑھائی کر دی اور اس پر راستوں کو تنگ کر دیا اور اس کے حالات بگڑ گئے اور وزیر ابو محمد بن یونس نے اس پر مداخلت کا اہتمام لگایا اور علی بن بدر کی طرف اس نے جو خط لکھا تھا اس پر اطلاع پائی تو مرتضیٰ نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا اور ۵۲۰ھ میں اُسے قتل کر دیا اور اس نے ابو محمد بن اصال کو موحدین کی فوج کے ساتھ بلاد سوس کی طرف جنگ کے لئے بھیجا اور اسے اس فوج کا سالار مقرر کیا پس یہ تارودانت میں اتر آئے اور علی بن بدر تیودین میں قلعہ بند ہو گیا اور ابن اصناک نے اپنی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو ابن بدر نے اسے شکست دی اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور یہ شکست کھا کر مراکش کی طرف لوٹ آیا اور علی بن بدر اپنی مخالفت پر قائم رہا اور مرتضیٰ نے محمد بن علی اور لماط کو موحدین کی فوج کے ساتھ ۶۰۰ھ میں اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے انہیں شکست دی اور ابن ازلماط قتل ہو گیا اور اس کے

بعد مرتضیٰ نے سوس پر اپنے وزیر زید بن بکیت کو حاکم مقرر کیا پس اس نے اس پر چڑھائی کی اور کچھ عرصہ ان دونوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی اور یہ بھی بغیر کامیابی حاصل کئے واپس لوٹ آیا اور بلا دسوس میں ابن پدر کی پوزیشن مضبوط ہوگئی اور اس نے الشبانہ اور ذوی حسان کے اعراب سے کام لیا اور اس کے بیٹوں اور بنی کزولہ کے قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کی اور ان کی آپس میں بہت جنگیں ہوتی تھیں اور اکثر جنگوں میں ذوی حسان سے مدد طلب کی جاتی تھی اور جب ۶۵ھ میں ابودبوس مراکش پر غالب آیا اور اپنے ملک کی درستی سے فارغ ہو گیا تو اس نے سوس جانے کا ارادہ کر لیا اور مراکش سے کوچ کر گیا اور اس نے اپنے آگے یحییٰ بن دانودین کو قبائل اور پہاڑی لوگوں کے اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا پھر وہ تاسکروت سے سوس کے میدان تک پہاڑ سے میدان میں اتر اور بنی باداسن کا مہمان بنا اور ابن پدر کا قبیلہ تیودین سے دوفرخ کے فاصلہ پر تھا اور اس نے تارودنت میں تیز خت کا قصد کیا اور ابن پدر کی بربادی اور فساد کے آثار کو دیکھا اور جب یہ تیز خت کے قلعہ میں پہنچا تو اس کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا اور اس کے محاصرہ کے لئے قبائل کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور بوحمہ بن علی بن پدر کا عزم ادا تھا پس اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور جب اس پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو علی بن زکدان جو بنی مرین کے مشائخ میں سے تھا آیا اور یہ ابودبوس کے مددگاروں میں سے تھا پس اس نے اسے اطاعت میں داخل کر لیا اور سلطان نے اس شرط پر اس کی اطاعت قبول کر لی کہ وہ اپنے قلعے سے دستبردار ہو جائے۔ پھر جنگ نے اسے جلدی میں ڈال دیا اور وہ ان پر فوج لے آیا اور انہوں نے قلعے کی پناہ لی اور حمہ بن علی بن زکدان کے گھر کی طرف بھاگ گیا اور سلطان نے اسے اس کے قید کرنے کا حکم دیا اور سلطان نے قلعے پر قبضہ کر لیا اور ابودس علی بن پدر کے محاصرہ کے لئے چلا گیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس پر محققین نصب کر دیں اور جب اس پر محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے گفتگو کرنے اور دوبارہ اطاعت اختیار کرنے میں رغبت کا اظہار کیا۔ پس اس نے یہ بات قبول کر لی اور سلطان نے اس کا محاصرہ چھوڑ دیا اور الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور جب ۶۸ھ میں بنو مرین نے مراکش پر غلبہ پالیا تو علی بن پدر نے خود کو ترجیح دے لی اور سوس پر قبضہ کر لیا اور تارودنت اور بستیوں اور اس کے باقی ماندہ شہروں اور قلعوں پر قابض ہو گیا اور اعراب کے لئے اس نے اپنی تلوار کی دھار کو تیز کر لیا پس انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے پسپائی ہوئی اور ۶۸ھ میں یہ قتل ہو گیا اور اس کی حکومت اس کے بھتیجے عبدالرحمن بن حسن نے کچھ مدت کے لئے سنبھالی پھر وہ فوت ہو گیا تو ان کی حکومت علی بن حسن بن بدر نے سنبھالی اور جب ابو علی بن سلطان ابی سعید بھلماسہ کے بادشاہ کی طرف سے اس کے باپ کے ساتھ معاہدہ کی درستی کے لئے گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے تو وہ بھلماسہ میں اتر اور وہاں پر اس کی حکومت کو مضبوط کیا اور اس نے تمام مصلحتی عربوں سے کام لیا تو انہوں نے اسے سوس کی حکومت کی رغبت دلائی اور ابن پدر کے اموال کا لالچ دیا تو اس نے بھلماسہ سے جنگ کی اور ابن پدر اس کے آگے جبال گنینہ کی طرف بھاگ گیا اور سلطان ابو علی نے نصاحت میں اس کے قلعہ پر اور سوس کے باقی ماندہ شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس کے ذخائر و اموال کا صفایا کر کے بھلماسہ کی طرف لوٹ آیا پھر اس کے بعد سلطان ابوالحسن نے اس پر غلبہ پالیا اور بنی پدر کی بادشاہی کا خاتمہ ہو گیا اور عبدالرحمن بن علی بن حسن اس کے ساتھ مل کر اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور سلطان نے ارض سوس میں مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ البریتانی کو اتارا جو اس کے وزراء کے طبقے میں سے تھا

اور اسے ان عملدار یوں کا حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بھائی حسون کو حاکم مقرر کیا یہاں تک کہ قیروان کی مصیبت آئی اور حسون فوت ہو گیا اور فوج وہاں سے تتر بتر ہو گئی اور بنی حسان اور الشبانہ کے عرب اس پر غالب آ گئے اور انہوں نے اس کے قبائل ٹکس لگائے اور جب ابو عنان اپنے باپ کے بعد مقرب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا تو اس نے اپنی فوجوں کو ۱۵۶ھ میں اپنے وزیر فارس بن ودراء کی نگرانی کے لئے نوس میں جنگ کرنے کیلئے بھیجا پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے قبائل اور عربوں سے خدمت لی اور اس کے شہروں میں مشائخ مقرر کئے اور اپنے وزارت کے مکان کی طرف لوٹ آیا پس مشائخ منتشر ہو گئے اور اس کے ساتھ مل گئے اور اس عہد میں سوس کی عملداری بادشاہ کے سائے سے باہر رہ گئی اور یہ ایک بہت بڑا وطن ہے اور اس عہد میں الجرییدی جلاد کی چوڑائی کی طرح ہے اور اس کی فضا بحر محیط سے نیل مصر کی ترائی تک قبلہ میں استوار کے پیچھے سے اسکندریہ تک متصل ہے اور یہ وطن جبال درن کے سامنے ہے۔ جو قبیلوں، بستیوں، کھیتوں، شہروں، پہاڑوں اور قلعوں کے والا ہے جو وادی سوس کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ پہاڑ کے اندر سے کلاوہ اور سکسیوہ کے درمیان گرتا ہے اور اس کے میدان کی طرف چلا جاتا ہے پھر مغرب کی طرف سے گزرتا ہوا بحر محیط میں جا گرتا ہے اور اس کی وادی کی دونوں جانب جو شہروں اور کھیتوں والی ہے۔ بڑے بڑے قبیلے ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں اور وہاں کے باشندے اس میں گئے بناتے ہیں اور جب یہ وادی پہاڑ سے میدان میں گرتی ہے تو اس سنگم پر تارورنٹ کا شہر ہے اور اس وادی کے سمندر میں گرنے کے مقام اور وادی آش کے گرنے کے مقام کے درمیان جنوب کی جانب ساحل سمندر پر دونوں کی مسافت کا فاصلہ ہے اور وہیں پر ماسہ کے وہ مکانات ہیں جو فقراء کے لئے وقف ہیں جہاں پر اولیاء کا آنا جانا اور عبادت کرنا ایک مشہور بات ہے اور عوام کا خیال ہے کہ فاطمی کا خروج وہاں سے ہو گا اور وہاں سے اس طرح سمندر کے ساحل پر جنوب کی طرف اولاد بونعمان کا زوایہ دودن کی مسافت کے فاصلے پر ہے اور اس کے بعد کئی مراحل پر سرخ ندی کی چادر ہے اور یہ سیردیوں میں معقل کی جولانگا ہوں کی انتہاء ہے اور وادی سوس کے سرے پر جبل زکون ہے جو جبل کلاوی کے سامنے ہے اور جبال درن کے سامنے جبال نکیسہ ہیں جو جبال درغہ تک چلے جاتے ہیں اور مشرق میں ان سے آخری پہاڑ ابن حمیدی کے نام سے معروف ہے اور جبال نکیسہ سے وادی نوال اترتی ہے اور مغرب کی طرف گزر کر سمندر میں چلی جاتی ہے اور اس وادی پر تارکادوست کا شہر ہے جو جماعتوں اور سامان کے اترنے کا اسٹیشن ہے اور وہاں پر ایک بازار ہے جس کا ایک دن میں آفاق کے تاجر قصد کر کے آتے ہیں اور وہ آج تک مشہور ہے اور ایک شہر جبال نکیسہ کے دامن میں کھود کر بنایا گیا ہے اس کے اور تارکادوست کے درمیان دودنوں کی مسافت ہے اور ارض سوس لمطہ کے نزول کے لئے میدان ہے اور لمطہ ان میں سے وہ ہیں جو درن اور کزولہ کے پاس رہتے ہیں اور وہ ریگستان اور جنگل کے پاس رہتے ہیں اور جب معقل نے اس کے میدانوں پر غلبہ حاصل کیا تو انہوں نے آپس میں انہیں رہنے کے لئے تقسیم کر لیا پس الشبانہ جبال درن کے سب سے قریب ہیں اور قبائل لمطہ ان کے حلیف ہیں اور کزولہ ذوی حسان کے حلیف ہیں اور اس عہد تک ان کی یہی صورت حال ہے۔

موحدین میں سے بنی حفص ملوک افریقہ کے حالات اور ان کا آغاز و انجام ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جبل درن اور اس کے ارد گرد مصادہ کے قبائل ہشائہ، تمیل، ہرغہ، کفیسہ، سکسیوہ، کدمیوہ، ہزوحہ، وریکہ، ہزیرہ،

تاریخ ابن خلدون۔ حصہ یازدہم

رکرا کہ حاجہ اور کلاہ وغیرہ کی طرح بہت زیادہ ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا اور اسلام سے قبل اور بعد میں ان میں ملوک اور رؤسا ہوئے ہیں اور بھنائے ان کے بڑے قبائل میں سے ہے اور ان سے تعداد اور قوت میں بہت زیادہ ہے اور وہی مہدی کی دعوت کے قیام اور اس کی حکومت کی تیاری اور اس کے بعد عبدالمؤمن کی حکومت کے قیام کے لئے سبقت کرنے والے ہیں جیسا کہ ہم نے مصادہ کی زبان سے اس کے حالات میں بیان کیا ہے یہاں تک کہ امام مہدی کے عہد میں ان کا بڑا سردار شیخ ابو حفص عمر بن یحییٰ تھا اور البیدق نے نقل کیا ہے کہ اس کا نام اُن کی زبان میں فارمکات تھا اور اس عہد میں بھنائے کہتے ہیں کہ یہ ان کے جد امجد کا نام ہے اور وہ ان میں بہت بڑا آدمی تھا جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا اور وہ اپنی قوم میں پہلا شخص تھا جس نے امام مہدی کی تابعداری اختیار کی اور یوسف بن داؤد بن داؤد بن یحییٰ بن بکیت اور ابن یحیٰ اور غیرہ اس کے بعد آئے اور وہ مہدی کے خاص صحابہ میں سے تھا اور اس کی دعوت کی طرف سبقت کرنے والے دس آدمیوں میں شامل تھا اور وہ ان میں عبدالمؤمن کے پیچھے تھا اور عبدالمؤمن کو مہدی کا جمالی ہونے کے سوا اس پر اور کوئی برتری نہ تھی اور مصادہ میں وہ ان کا اتنا بڑا سردار تھا جس کا مقابلہ نہ کیا جاسکتا تھا اور وہ موحدین میں شیخ کے نام سے موسوم تھا جیسے مہدی امام کے نام سے موسوم تھا اور ابن خلیل وغیرہ موحدین نے اس کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ عبدالمؤمن بن یحییٰ بن محمد بن داؤد بن علی بن احمد بن دلال بن اوریس بن خالد بن الیسع بن الیاس بن عمر بن دافق بن محمد ابن نجیہ بن کعب بن محمد بن سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرشی نسب مصادہ میں مل جل گیا ہے اور اس کی عصبت اس پر حاوی ہے جیسا کہ ایک قوم سے دوسری قوم میں ملنے والے انساب میں ہوتا ہے جیسا کہ ہم کتاب کے شروع میں بیان کر چکے ہیں اور جب امام فوت ہو گیا اور اس نے عبدالمؤمن کے متعلق اپنی حکومت کی وصیت کی اور وہ مصادہ کی عصبت سے دور تھا ہاں اس میں مہدی کی بزرگی کا کچھ اثر تھا پس اس نے مہدی کی موت کو پوشیدہ رکھا اور عبدالمؤمن نے مصادہ کی اطاعت کی آزمائش کی اور تین سال تک اس کی موت کے متعلق بتانے میں توقف کیا پھر ابو حفص نے اُسے کہا ہم تجھے اسی طرح مقدم کریں گے جیسے امام تجھے مقدم کرتا تھا تو اُسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت منقذ ہونے والی ہے۔ پھر اس نے اس کی بیعت کا اعلان کر دیا اور اس کے مقدم کرنے میں امام کے عہد کو پورا کر دکھایا اور مصادہ کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا مگر دو آدمیوں نے اس کے متعلق اختلاف نہ کیا اور عبدالمؤمن اور اس کے بیٹے کے باقی ماندہ ایام میں تمام امور مہمہ میں انہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور انہوں نے دعوت کے مصائب میں اسے کفایت کی اور اس نے انہیں اس کے غم سے بے نیاز کر دیا اور عبدالمؤمن اُسے موافق میں مقدم کرتا تھا پس وہ ان میں خوب تجربہ کار ہو گیا اور فتح مراکش سے قبل ۳۷۱ میں عبدالمؤمن نے اسے مغرب اوسط پر حملہ کے وقت اپنے ہراول میں بھیجا اور تمام زناتہ جیسے بنی دناؤ بنی عبد الواد بنی رسیعان اور بنی تو حین وغیرہ موحدین سے جنگ کرنے کے لئے مند اس میں جمع تھے اور اس نے سخت خوزینہ کرنے کے بعد عبدالمؤمن کے مراکش میں پہلے دخول کے وقت زناتہ کو دعوت پر آمادہ کیا تو ماسہ میں ایک باغی نے اس کے خلاف خروج کیا اور مختلف لوگوں کے منہ اس کی طرف پھر گئے تو اس کی ضلالت نواح میں پھیل گئی اور اس کی پوزیشن خراب ہو گئی تو اس نے شیخ ابو حفص کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کی بیماری کا قلع قمع کر دیا اور اس کی گمراہی کے آثار کو مٹا دیا اور جب عبدالمؤمن نے افریقہ جانے کا ارادہ کیا تو

اس نے بیٹگی ابو حفص سے کوئی مشورہ نہ لیا اور جب وہ وہاں سے واپس آیا اور اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد بنایا تو موحدین نے اس کی مخالفت کی اور اس کے بیٹے کی ولادیت کو برا خیال کیا تو اس نے ابو حفص کو اندلس سے اس کی جگہ بلایا اور موحدین کو اس کی بیعت پر آمادہ کیا اور الحضری کے قتل کی طرف اشارہ کیا جو اس کے مخالفین کا سرغنہ تھا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بیٹے محمد کو ولی عہد کی تکمیل ہو گئی اور جب عبدالمومن نے ۵۴ھ میں مہدیہ کے فتح کرنے کے لئے دوبارہ افریقہ جانے کا ارادہ کیا تو اس نے مغرب پر شیخ ابو حفص کو اپنا جانشین بنایا اور وہ عبدالمومن کی ان وصیتوں کو بھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے بارے میں کی تھیں سفر میں افریقہ کی طرف لے گیا اور امام کے اصحاب میں سے عمر بن یحییٰ اور یوسف بن سلیمان کے سوا کوئی آدمی باقی نہ رہا اور عمر تمہارے دوستوں میں سے ہے اور یوسف کو اس نے فوج دے کر اندلس کی طرف بھیجا تا کہ اس سے راحت حاصل کرے اور اسے کہا کہ مصادمہ میں سے جسے تو ناپسند کرے اس کے ساتھ اسی طرح کرنا اور ابن مرویش کو چھوڑ دے جو اس نے تیرے لئے چھوڑا ہے اور اس کے متعلق گردش روزگار کا انتظار کر اور اس نے افریقہ کو عربوں سے خالی کر دیا اور انہیں بلاد مغرب کی طرف جلا وطن کر دیا اور ضرورت پڑنے پر انہیں ابن مرویش سے جنگ کرنے کے لئے محفوظ رکھا اور یوسف بن عبدالمومن حکمران بنا تو شیخ ابو حفص نے اس کی بیعت سے تخلف کیا اور موحدین اس کے تخلف کی وجہ سے غمگین ہوئے یہاں تک کہ اس نے جو حکم اس کی سلطنت کی جگہ کے لئے جاری کیا تھا اس کی غرض واضح ہو گئی اور وہ اس کی خوبیوں سے حیران رہ گیا اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور اس کی خلافت سے رضامندی کا اعلان کر دیا اور یوسف اور اس کی قوم کے پاس بڑی بڑی بشارتیں تھیں اور اس نے ۶۳ھ میں امیر المؤمنین کا نام اختیار کر لیا اور جب یوسف بن عبدالمومن حکمران بنا تو جبال غمارہ اور ضہاجہ میں فتنہ برپا ہو گیا جس میں ۶۲ھ میں سبع بن نے بڑا کردار ادا کیا اور اس نے شیخ ابی حفص کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کی ذمہ دارسوئی پھر خود جنگ کے لئے نکلا اور ان میں خوب خونریزی کی اور مکمل فتح حاصل کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب اسے ۶۴ھ میں طاعیہ کے اندلس پر حملہ کرنے اور بطلوس شہر کے ساتھ خیانت کرنے کا پتہ چلا تو اس نے اس شہر کو بچانے کے لئے جانے کا عزم کیا اور اس نے شیخ ابی حفص کی نگرانی کے لئے موحدین کی فوجوں کو آگے بھیجا اور قرطبہ میں اتر اور اس نے اندلس میں رہنے والے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اس کی رائے کی طرف رجوع کریں پس اس نے بطلوس کو اس محاصرہ سے چھڑایا اور جہاد میں اس نے وہاں بہت کارنامے دکھائے اور جب وہ ۱۰۷ھ میں قرطبہ سے الحضرۃ کی طرف واپس آیا تو راستے میں سلا کے قریب فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے بنی عبدالمومن کے سرداروں کے ساتھ اندلس، مغرب اور افریقہ میں باری باری امارت حاصل کرتے رہے پس منصور نے اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے بیٹے ابوسعید کو افریقہ کا حاکم بنایا اور اس کے واقعات میں سے وہ واقعہ بھی ہے جو سجدیہ میں عبدالکریم منتری کے ساتھ ہوا جس کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے اور اس نے ابو یحییٰ بن ابو محمد بن عبدالواحد کو وزیر بنایا اور وہ ۹۱ھ میں معرکہ کے روز اس کے ہراول میں تھا پس اس نے مسلمانوں سے مصیبت کو دور کیا اور اسے اس جنگ میں جو نصرت و ثبات حاصل ہوا اس سے اس کی شہرت ہو گئی اور وہ اس جنگ میں شہید ہو گیا اور اس کی اولاد ہمیشہ بنی الشہید کے نام سے مشہور رہی اور وہ اس عہد میں تونس میں مقیم ہیں اور جب ۱۰۶ھ میں ناصر ابن غانیہ کے تونس پر غالب آنے کی خبر ملتے ہی افریقہ پر حملہ کرنے کے لئے

گیا تو اس نے تونس کو اس کے قبضہ سے واپس لے لیا پھر اس نے سحریہ سے جنگ کی تو اعراب کے بھیڑیوں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور ابن غانیہ نے ان کو اکٹھا کیا اور قابس میں اترا تو ناصر نے ان کی طرف ابو محمد عبدالواحد بن شیخ ابی حفص کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا پس اس نے ۶۶ھ میں قابس کے نواح میں تاجرا مقام پر ابن غانیہ پر حملہ کیا اور ابن غانیہ کا بھائی جبارہ قتل ہو گیا اور اس نے ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے اور ان سے سید ابو زید بن یوسف بن عبدالؤمن والی کو جو تونس میں تھا دور کر دیا اور ابن غانیہ سے اُسے قید کر لیا اور وہ ناصر کے پاس جہاں وہ محاصرہ کئے ہوئے تھا واپس آ گیا اور وہ محاصرہ کی فتح کا سبب بن گیا اور اس بات نے بھی ناصر کو افریقہ میں شیخ ابو محمد کی دوستی پر آمادہ کیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور جب ابن غانیہ اور اس کے پیروکاروں سے افریقہ پر حملہ کیا اور وہ اس کے شہروں پر قابض ہو گیا اور اس نے تونس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے امیر ابو زید کو قید کر لیا تو ۶۷ھ میں ناصر مغرب سے اٹھا تو اس نے تونس کو ان کے ہاتھوں سے واپس لے لیا اور انہیں اس کے نواح سے بھاگ دیا اور اس نے مہدیہ کا محاصرہ کرتے ہوئے وہاں خیمے لگا دیئے اور انہی غانیہ نے اپنے بیٹوں اور ذخائر کو وہاں اتار دیا اور اس دوران میں اپنی فوج قابس پر چڑھایا پس ناصر نے شیخ ابو محمد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بھیجا اور اس نے قابس کی جہات میں تاجرا مقام پر اس پر چڑھائی کی پس اس نے انہیں شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور ان میں خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے اور سید ابو زید کو ان کی قید سے چھڑایا اور واضح کامیابی حاصل کر کے ناصر کے پاس لوٹ آیا۔ جہاں وہ مہدیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اہل شہر نے اس کی شکست کے روز غنائم اور قیدیوں کو دیکھا تو وہ حیران رہ گئے اور نادام ہوئے اور انہوں نے امان طلب کی اور مہدیہ کی فتح مکمل ہو گئی اور ناصر تونس کی طرف واپس آ گیا اور وہاں پر ۶۸ھ کے نصف تک ایک سال قیام کیا اور اس اثناء میں اس نے اپنے بھائی سید ابواسحاق کے تعاقب اور ان کے فساد کے مقامات کو مٹانے کے لئے بھیجا پس اس نے طرابلس کے پیچھے کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور بنی دمر، مطماطہ اور نفوس میں خوب خونریزی کی اور سرت اور برقہ کے علاقے کے قریب پہنچ گیا اور سولیمہ ابن مذکور تک جا پہنچا اور ابن غانیہ برقہ کے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور لاپتہ ہو گیا اور سید تونس کی طرف واپس لوٹ آیا اور ناصر نے مغرب کی طرف کوچ کرنے کا قصد کیا اور افریقہ پر رضامندی کا سایہ لوٹ آیا اور ان پر حفاظت کے پردے تان دیئے اور اُسے معلوم ہوا کہ ابن غانیہ عنقریب افریقہ جا کر اس کی مخالفت کرے گا اور یہ کہ مراکش فریادرس سے بہت دور ہے اور ایک ایسے آدمی کا ہونا ضروری ہے جو خلافت کی جگہ کو پر کرے اور حکومت کی ضروریات کو پورا کرے۔ پس اس نے ابو محمد بن شیخ ابی حفص کو منتخب کیا لیکن وہ اس پر کوئی زیادتی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے اور اس کے باپ کو ان کی حکومت میں بڑی شان حاصل تھی اور بنی عبدالؤمن کا معاملہ شیخ ابو حفص کے اتفاق اور اس کی مدد سے تکمیل کو پہنچا تھا اور اس کے باپ منصور نے شیخ ابو محمد کو اس کے اور اس کے بھائیوں کے متعلق وصیت کی تھی اور جب وہ صبح کی نماز میں حاضر ہوتا تو اُسے نماز پڑھانے کا کام سپرد کرتا اور یہ خبر ابو محمد کو پہنچی تو وہ رک گیا اور ناصر نے اس سے بالمشافہ بات کی تو اس نے معذرت کی اور اس کی طرف اپنے بیٹے یوسف کو بھیجا تو اس نے اس کے پہنچنے پر اس کا اکرام کیا اور اسے اس شرط پر جواب دیا کہ وہ

تین سال تک افریقہ کی مہمات کو پورا کر کے مغرب چلا جائے اور یہ کہ وہ ان پر موحدین کے آدمیوں کو منتخب کر کے مقرر کرے گا اور یہ کہ عزل و نصب کے مقابلہ میں اس کی عیب گیری نہیں کی جائے گی تو اس نے اس کی شرط کو قبول کر لیا اور لوگوں میں اس کی ولایت کا اعلان کر دیا گیا اور موحدین کے درمیان اس کا جھنڈا بلند کر دیا گیا اور ناصر مغرب کی طرف کوچ کر گیا اور شیخ ابو محمد اس کے پاس سے بجایہ لوٹ آیا اور ۱۰۳۱ھ کو ہفتہ کے روز تونس شہر میں امارت کی سیٹ پر بیٹھا اور اپنے احکام کو نافذ کیا اور ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن فخل کو اپنا کاتب بنایا اور ابن غانیہ طرابلس کے نواح کی طرف لوٹ آیا اور اس نے مسلمین اور ہلال کے عربوں میں سے اپنے پیروکاروں اور دوستوں کو اکٹھا کیا اور ان میں محمد بن مسعود بھی اپنی زداودہ قوم کے ساتھ موجود تھا اور انہوں نے دوبارہ فساد اور خرابی شروع کر دی اور ۱۰۳۲ھ میں ابو محمد موحدین کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور بنو عوف جو سلیم قبیلہ میں سے ہیں اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ مرد اس اور علاق ہیں۔ پس بشیر نے ان سے ٹڈبھڑکی تو وہ دن بھر جنگ کرتے رہے اور مدد آ گئی اور ان کے آخری حصے میں ابن غانیہ کی فوج تتر بتر ہو گئی اور موحدین اور عربوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے اموال کو چھین لیا اور ابن غانیہ مجروح ہو کر اقصا مبرہ کی طرف بھاگ گیا اور ابو محمد فتح اور غنیمت حاصل کر کے تونس کی طرف لوٹ آیا اور ناصر کے ساتھ فتح کے متعلق بات چیت کی اور ولایت سے ہٹنے کے متعلق وعدے کو پورا کرنے کے بارے میں کہا تو اس نے اس کے ساتھ اچھی طرح بات نہ کی اور حکومت میں رہنے کے بارے میں مہمات مغرب کا عذر کیا اور یہ کہ وہ اس بارے میں از سر نو غور کرے گا اور اس نے اس کی طرف مال گھوڑے اور لباس عطا بخشش کے لئے بھیجے جن کی قیمت ایک کروڑ دینار تھی ان میں بارہ ہزار آٹھ سو لباس، تین سو تلواریں اور ایک سو گھوڑا تھے اس کے علاوہ اس نے سب سے اور بجایہ سے بھی اُسے چیزیں بھیجیں اور مزید دینے کا بھی اس سے وعدہ کیا اور خطوط کی تاریخ ۶۰۵ھ ہے۔ پس ابو محمد علی اپنے حال پر قائم رہا اور اس کے اور بچی میورتی کے درمیان پے در پے جنگیں ہوتی رہیں جن کا ذکر ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

معمر کہ تاہرت اور اس میں ابو محمد کا غنائم حاصل کرنا: اور جب بچی بن غانیہ معمر کہ اشیر سے بھاگ گیا تو اسے خیال آیا کہ وہ تلمسان کے نواح میں بلاد زناتہ میں چلا جائے اور اس نے تلمسان کے والی شیخ ابی عمران بن موسیٰ بن یوسف بن عبدالمومن کے مراکش سے وہاں پہنچنے اور بلاد زناتہ کی طرف ٹیکس جمع کرنے کے لئے جانے کے ساتھ موازنہ کیا اور شیخ ابو محمد نے اس کے مقام سے اسے متنبہ کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اس کا سامنا نہ کرے کیونکہ وہ اس کے پیروکاروں میں سے ہے تو اس نے اس بات کے ناطے سے انکار کر دیا اور تاہرت کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں ابن غانیہ پر حملہ کر دیا پس اس کی فوج منتشر ہو گئی اور زناتہ ایک قلعہ کے قریب ہو گئے اور سید ابو عمران قتل ہو گیا اور تاہرت کو لوٹ لیا گیا اور یہ اس کی آبادی کا آخری دور تھا اور ان کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر پور ہو گئے اور وہ افریقہ کی طرف لوٹ آئے پس شیخ ابو محمد نے اُسے ایک مقام پر روکا اور اس نے ان پر حملہ کر دیا اور قیدیوں کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور ان کی باقی ماندہ غنائم کو بھی لے گیا اور اس جنگ میں بہت سے ملشمن مارے گئے اور ان کا ایک دستہ طرابلس کی جانب چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور ابو محمد کے تاہرت کو ابن غانیہ کے ہاتھ سے چھڑانے اور واقعہ اشیر کے بعد ابن غانیہ طرابلس کی طرف چلا گیا اور اُسے ملثمین کا ایک دستہ اور اس کے عرب دوست اسے ملے اور انجلی، ریاحی و زواوہ کی جنگوں میں اس کے ساتھ تھا اور ان کا سردار محمد بن مسعود تھا پس انہوں نے مشورہ سے دوبارہ جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور صبر و ثبات کا عہد و پیمان کیا اور وہ ہر طرف اعراب و دوستوں کی تلاش میں نکل گئے اور ان کے پاس بہت سی قوین جمع ہو گئیں جن میں ریاح، زغبہ، شریہ، عوف، ذباب اور نعات شامل تھے پس انہوں نے اکٹھے ہو کر افریقہ میں داخل ہونے کی نیت کر لی پس ابو محمد انکے پیچھے سے قبل ہی وہاں پہنچ گیا اور وہ ۶۰۶ھ میں تونس سے نکلا اور تیزی سے ان کی طرف چلا اور جبل نفوسہ کے پاس ان کی جنگ ہوئی اور جب جنگ تیز ہو گئی تو ابو محمد نے اس کی عمارتوں اور خیموں کو برباد کر دیا اور بنی عوف بن سلیم کے بعض گروہ اس کے پاس آ گئے اور ابن غانیہ کا میدان جنگ خراب ہو گیا اور موحدین نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ رات کے اندھیروں میں داخل ہو گیا اور ان کے ہاتھ غنائم اور قیدیوں سے بھر گئے اور عرب عورتیں لائی گئیں اور انہوں نے حملے اور بھاگنے کے وقت ان کو ان کے سامنے الگ الگ پیش کیا تھا پس وہ موحدین کے لئے غنیمت بن گئیں اور پردہ نشین قیدی بن گئیں اور اس معرکہ میں ملثمین، زناتہ اور عربوں کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ جن میں زواوہ کا شیخ الیہ بن محمد بن مسعود البلط بن سلطان اور اس کا عمو ادحر کان بن شیخ بن عسا کر بن سلطان اور شیخ بنی قرہ اور جراز بن دینر جو مغرادرہ کا سردار اور محمد بن العاری بن غانیہ اور ان جیسے دوسرے لوگ بھی شامل تھے اور ابن غانیہ پر سکتہ، شکست خوردہ اور تمام جہات سے ناامید ہو کر واپس لوٹ آیا اور ابو محمد اور موحدین غالب ہو کر لوٹے اور افریقہ میں ابو محمد کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے عام فساد کا قلع قمع کر دیا اور اس کے ٹکس کو پورا وصول کیا اور اس کے جنگی معر کے دراز ہو گئے اور اس کے جھنڈے کو توڑا نہیں گیا اور ناصر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا یوسف المستنصر حاکم بنا اور اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے مشائخ نے اس پر حملہ کیا اور بنی مرین کے فتنے اور مغرب میں ان کے غالب آنے میں مشغول ہو گئے پس اس نے شیخ ابو محمد سے افریقہ میں درخواست کی اور اس کے کام آنے اور اس کے ضبط احوال اور قیام ملک پر اعتماد کیا تو اس نے اسے اس کے مضافات پر باقی رکھا اور اخراجات کے لئے اس کی طرف احوال بھجوائے اور وہ ہمیشہ وہیں پر عامل رہا یہاں تک کہ ۶۱۸ھ میں فوت ہو گیا۔

شیخ ابو محمد بن شیخ ابو حفص کی وفات اور

اس کے بیٹے عبدالرحمن کی حکومت کے حالات

شیخ ابو محمد فاتح کی وفات ۶۱۸ھ میں ہوئی اور شوریٰ میں موحدین کی حکومت دو فریقوں میں بٹ گئی ان میں سے ایک فریق عبدالرحمن بن شیخ ابو محمد کا تھا اور دوسرا اس کے عمو ابراہیم بن اسماعیل بن شیخ ابی حفص کا تھا پس وہ کچھ عرصہ کے لئے متردد رہے پھر اس کے بیٹے امیر ابو زید عبدالرحمن پر متفق ہو گئے اور اُسے عہد و پیمان دیے اور اُسے اس کے باپ کی جگہ امارت پر بٹھایا پس بغاوت فرد ہو گئی اور اُس نے حکومت کے قیام کے لئے اپنے عزام کو تیار کر لیا اور عطا و بخشش کی اور شعراء کو

انعامات دیئے اور ابو عبد اللہ بن ابوالحسن کو اپنا کاتب بنایا اور المستنصر کو بڑی شان سے خطاب کیا اور نواح کو ہموار کرنے اور جوانب کی حفاظت کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا۔ یہاں تک کہ اُسے المستنصر کا خط ملا جس میں ولایت سے تین ماہ تک معزول ہونے کا ذکر تھا پس ابوالقاسم العزفی کی مداخلت سے جمہون الرنداجی کی بغاوت رک گئی اور سرداروں نے العزفی کی ولایت پر اتفاق کر لیا اور دعوت کو مرضی کی طرف پھیر دیا۔ یہ ۷۳۷ھ کا واقعہ ہے اور دعوت کے بارے میں اہل طنجہ نے ان کی پیروی کی اور ابن الامیر یوسف بن محمد بن عبد اللہ بن احمد الہمدانی نے وہاں اپنے آپ کو ترجیح دے دی اور اس سے قبل وہاں ابوعلی بن اخلاص والی تھا۔ پس جب العزفی اور جمہون الرنداجی کو حکومت ملی تو اس نے ان سے عہد و پیمان کیا پھر اس نے عباسی کے لئے خطبہ دیا اور اپنے آپ کو دعائیں اس کے ساتھ شریک کیا یہاں تک کہ بنو مرین نے خیانت سے اُسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کر چکے اور اس کے بیٹے تونس کی طرف چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا داماد قاضی ابوالضم عبد الرحمن بن یعقوب بھی تھا جو ان کی خالہ ساطبہ کا بیٹا تھا۔ وہ اور اس کی قوم جلا وطنی کے ایام میں طنجہ چلے گئے اور وہاں قیام پزیر ہو گئے اور بنو الاثین نے ان سے رشتہ داری کی اور ان کے ساتھ تونس کی جانب کوچ کر گئے اور اس نے قاضی ابوالقاسم کی سیرت اور احکام و تالیق کے متعلق اس کے فضل و معرفت کو معلوم کیا اور سلطان کے زمانے میں الحضرۃ میں اُسے قضاء کے کاموں میں لگادیا اور اُسے اس کام میں بہت شہرت حاصل ہوئی اور جب امیر ابی زکریا کی وفات کی خبر صقلیہ پہنچی وہاں مسلمانوں پر بلرم شہر میں رہتے تھے اور سلطان نے ان کے ساتھ الجزایرہ کے حکمران سے شہر اور اس کے گرد و نواح کے متعلق اشتراک کا معاہدہ کر لیا تھا۔ پس انہوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ جب انہیں سلطان کی وفات کی خبر ملی تو نصاریٰ نے ان میں فساد برپا کرنے میں جلدی کی پس انہوں نے قلعے اور وڈناک جگہوں میں پناہ لی اور ان پر بنی عباس کے ایک باغی کو امیر مقرر کیا اور طاغیہ نے پہاڑ کی جانب سے صقلیہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پس اس نے انہیں اپنی دعوت کے لئے سمندر پار بھیج دیا پھر وہ جزیرہ مالطہ کی طرف چلا گیا اور انہیں ان کے بھائیوں کے ساتھ ملا دیا اور طاغیہ صقلیہ اور اس کے جزائر پر قابض ہو گیا اور اس نے وہاں سے اپنے کلمہ کفر سے کلمہ اسلام کو مٹا دیا۔

سلطان ابو عبد اللہ المستنصر کی بیعت کے حالات اور اس کے دور کے واقعات: اور جب سلطان ابو زکریا بونہ کے باہر ۷۴۷ھ میں فوت ہو گیا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لوگوں نے اس کے بیٹے امیر ابو عبد اللہ پر اتفاق کر لیا اور اس کے چچا محمد اللحمیانی نے خواص اور باقی ماندہ فوجیوں سے اس کی بیعت لی اور اس نے تونس کی طرف کوچ کیا اور ۳ رجب کو الحضرۃ میں داخل ہوا اور اس کی آمد کے روز اس نے از سر نو بیعت لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا پھر کچھ وقت کے بعد اس نے تجدید بیعت کی اور اپنی علامت کی جگہ الحمد للہ اور الشکر للہ کے الفاظ اختیار کئے اور اس نے اپنی حکومت کا بوجھ اٹھالیا اور اپنے باپ کے خاص آدمی خسی کا فور کو گرفتار کر لیا جو اس کے گھر کی آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا پس اُس نے اسے مہدیہ کی طرف بھجوا دیا اور جہات کی طرف کارکنان سے بیعت لینے کے لئے گیا پس ہر جانب نے ایک دوسرے کی پیروی کی اور اُس نے ابو عبد اللہ بن ابی یہدی کو وزیر بنایا اور قضاء پر ابو زید تو زری کو مقرر کیا جو اس کے چچا محمد اللحمیانی کے بچوں کا تالیق تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر ابو زکریا کے دو بھائی تھے ایک کا نام محمد تھا جو اس سے عمر میں بڑا تھا اور لمبی داڑھی کی وجہ سے اللخیمانی کے نام سے مشہور تھا اور دوسرے کا نام ابو ابراہیم تھا ان کے درمیان ایسا خلوص اور دوستی تھی جسے بیان نہیں کیا جاسکتا اور جب امیر ابو زکریا فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے ابو عبد اللہ المستنصر نے حکومت سنجال لی اور اس نے محمد بن ابی یہدی کو اپنا وزیر بنایا جو اپنی قوم میں بڑا آدمی تھا پس اس نے اس کی صغریٰ کی وجہ سے اس پر حملہ کرنے کا سوچا حالانکہ وہ بیس سال کی عمر کا تھا اور اُسے سلطان کی رکاوٹ بڑی مشکل معلوم ہوئی کیونکہ اس کے پاس مولے تازہ عجمی غلام اور اندلس کے گھرانوں کے پروردہ آدمی تھے اور اس کے باپ نے ان میں کچھ آدمیوں کو چنا اور ایک فوج مرتب کی جنہوں نے موحدین پر غلبہ پایا اور حکومت میں ان کے مراکز میں اُن سے مڑ بھڑکی۔ پس ابن یہدی نے سلطان کے دونوں بھائیوں کو داخل کیا اور جو حکومت ان دونوں کے ہاتھ سے جا چکی تھی اس پر افسوس کیا۔ مگر اُسے ان سے اپنی امید پوری ہوتی نظر نہ آئی پس وہ محمد اللخیمانی کی طرف لوٹا تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور ابن ابی یہدی نے خفیہ طور پر اس کی بیعت کر لی اور اس سے مدد کا وعدہ کیا اور سلطان کو اپنے چچا محمد اللخیمانی کی طرف سے یہ اطلاع پہنچ گئی اور اُس نے اسے اس کے بیٹے کے ستر سے متنبہ کیا اور اسی طرح قاضی ابوتورزی نے بھی اسے خیر خواہی کرتے ہوئے اطلاع دی اور ابن ابی یہدی نے جمادی ۳۸ھ کی صبح کو سلطان کے دروازے پر اپنی وزارت کی جگہ بنائی اور وزیر ابی زید بن جامع کو گرفتار کر لیا اور وہ باہر آیا اور موحدین کے مشائخ بھی اس کے ساتھ تھے پس انہوں نے ابن محمد اللخیمانی کی اس کے گھر پر بیعت کی اور سلطان نے اپنے دوستوں کو سوار کرایا اور جر نیل ظافر کو ان کے ساتھ جنگ کرنے پر افسر مقرر کیا پس وہ فوج اور اپنے دوستوں کے ساتھ نکلا اور شہر سے باہر عید گاہ میں موحدین سے جاملایا پس اس نے ان کی فوج کو شکست دی اور ابن ابی یہدی اور ابن دازکندن قتل ہو گئے اور ظافر موسیٰ سلطان سلطان کے چچا اللخیمانی کے گھر کی طرف گیا اور اُسے اور اس کے بیٹے کو جو صاحب بیعت تھا قتل کر دیا اور ان دونوں کے سروں کو سلطان کی طرف لے گیا اور راستے میں اُس کے بھائی ابراہیم اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا اور اس نے موحدین کے گھر لوٹ لئے اور انہیں تباہ و برباد کر دیا پھر فتنہ اور بغاوت سرد پڑ گئی اور سلطان نے فوج اور دوستوں پر مہربانی کی اور ان کو ان کے روزینے دیئے اور ان سے حسن سلوک کیا اور اس نے عبد اللہ بن ابوالحسن کو جو حکومت کے آغاز میں اُسے چھوڑ گیا تھا دوبارہ بلا لیا اور ابن یہدی اپنے عہدے سے ہٹ گیا اور اس کی طوالت سے کمزور ہو گیا پس وہ اپنے حال کی طرف لوٹ آیا اور حالات درست ہو گئے پھر سلطان کے پاس اس کے غلام ظافر کی شکایت کی گئی اور انہوں نے ان فتوؤں کو جو وہ بلا جرم اُس کے چچا کے قتل کے لئے لایا تھا ختم کر دیا اور وہ اس سے چوکنہ ہو گیا اور حملہ سے ڈر گیا اور زواوہ کے ساتھ جاملایا اور اس شکایت میں اس کے غلام ہلال نے بڑا کردار ادا کیا پس اس نے اسے اس کی جگہ مقرر کر دیا اور وہ بھاگ کر عربوں کے پڑوس میں رہنے لگا یہاں تک کہ اس کے حالات میں وہ بات ہو گئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

سلطان کے ان کارناموں کا تذکرہ جو اس نے اپنے دور حکومت میں کئے: اس کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس نے شاہی محلات کے نقشے بنائے اور سب سے پہلے اس نے نزات کی طرف ۵۵ھ میں شکار کے لئے ایک شکار گاہ بنائی پس اس نے زمین پر ایک باڑ بنائی جس کا حلقہ حد بندی سے باہر تھا جس میں وحشی جانوروں کا کوئی ریوڑ نہ چر سکتا تھا۔

پس جب وہ شکار کے لئے سوار ہوتا تو وہ اس باز کو قورا تک اپنے خاص غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ بھانڈ جاتا اور اس کے ساتھ اس کے وہ اصحاب بھی نکلے جن کے پاس کتے، باز، شکرے، سلوئی کتے اور چیتے ہوتے پس وہ انہیں وحشی جانوروں پر چھوڑتے اور انہوں نے اس کے آگے چوڑائی میں ایک دیوار بنائی اور وہ بقیہ دن اس شکار سے اپنی ضرورت پوری کرتا اور یہ اس کے بڑے کاموں میں سے ایک کام تھا پھر اس نے اپنے محلات اور طالبیہ کے سرے کے باغات میں دودیاؤں سے رابطہ پیدا کر دیا جو دس ہاتھ کی چوڑائی سے گزرتی تھیں اور دس ہاتھ اونچی تھیں اور ان باغات کی طرف نکلنے وقت بیویاں لوگوں کی نگاہوں سے پردے میں رہتی تھیں اور یہ ایک بڑا عظیم الشان محل تھا اور حکومت کے دور کا ایک ہمیشہ رہنے والا کارنامہ تھا پھر اس نے گھر کے صحن میں ایک بلند عمارت بنائی جو مصودی زبان میں قبة اساراک کے نام سے مشہور ہے اور یہ بلند عمارت وہ ایوان ہے جو بہت بلند اور وسیع اطراف والا ہے اور اس کے دونوں جانب تین دروازے ہیں اور ہر دروازے کے دونوں کواڑ نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں اور ہر کواڑ کو ایک طاقتور جماعت بند کرتی اور کھلتی ہے اور اس کا بڑا دروازہ مغرب کی سمت ان سیڑھیوں تک پہنچتا ہے جو اس پر چڑھنے کے لئے نصب کی گئی ہیں۔ جن کی تعداد پچاس سے بھی زیادہ ہے اور دونوں جانب کے دونوں دروازے دو راستوں کی طرف پہنچاتے ہیں۔ جو قورا کی دیوار تک لے جاتے ہیں پھر قورا کے میدان کی طرف مڑ جاتے ہیں جس میں بادشاہ عید کی مجالس اور وفود سے ملاقات کے لئے اپنے تخت پر بیٹھتا ہے پس یہ بادشاہ کی بڑائی اور حکومت کی جلالت کے اظہار کا بہت بڑا محل ہے اسی طرح اس نے سامنے کے صحن سے باہر ایک شہرہ آفاق محل بنایا ہے جو ابو فہر کے نام سے مشہور ہے جو چھتے ہوئے اور بغیر چھتے ہوئے باغوں پر مشتمل ہے جن میں انجیر، زیتون، انار، کھجور اور انگور اور دیگر ہر قسم کے پھل اور درخت پائے جاتے ہیں اور ہر درخت کی قسم ایک ترتیب کے ساتھ لگائی گئی ہے یہاں تک کہ اس میں سرو، کیلے اور جنگلی درخت لگائے گئے ہیں اور ان کے درمیان میں لیموں، نارنگیوں، پیرولوں، خوشبودار پودوں، چینی، خیری اور نیلوفر کے باغات ہیں اور ان باغات کے وسط میں اس نے ایک وسیع باغ بنایا ہے اور اس میں چنار کی لکڑیوں سے پانی کے لئے روک بنائی ہے اور اس میں ایک قدیم نہر سے پانی لایا جاتا ہے جو زرخوان اور قرطابیہ کے چشموں کے درمیان میں واقع ہے اور زیر زمین چلتی ہے اور اس پر بڑی بڑی عمارات بنائی گئی ہیں اور یہ ایک نہایت گہرے کنوئیں سے جو مضبوط بنیاد والا اور چوکور صحن والا ہے پھوٹی ہے اور جب اس میں زیادہ پانی ہو جاتا ہے تو اسے دوسری نہر میں ڈال دیتی ہے جو قریب فاصلے پر واقع ہے پھر یہ ایک حوض میں جا پڑتی ہے اور جب وہ حوض بھر جاتا ہے اور لہریں لینے لگتا ہے تو کھڑی کشتیوں میں سوار ہو کر سیر کی جاتی ہے۔ جب ابن جمیل زیان بن ابی الجمالات، مدافع بن ابی الحجاج بن سید مرویش بلنسیہ کی حکومت میں خود مختار بن بیٹھا تو بلنسیہ پر سید ابو زید ابو حفص غالب آ گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اندلس میں عبدالمومن کی ہوا اکھڑ گئی اور ابن عود نے خروج کیا اور میں ابن احمد نے بغاوت کی اور اندلس جنگ سے مضطرب ہو گیا اور ارغون کے بادشاہ نے بلنسیہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور مسلمانوں کے محاصرہ کے لئے دشمنوں کے پاس ۳۳۰ھ میں سات اترنے کی جنگیں تھیں جن میں سے دو بلنسیہ اور جزیرہ شغور اور شاطبہ اور ایک ایک جیان، بلطیرہ، مرسیہ اور لیلہ میں تھیں اور اہل جنوہ اس کے پیچھے سب سے تھے پھر طاغیہ نے فتنالہ پر قبضہ کر لیا جو قرطبہ کا شہر ہے اور طاغیہ ارغون نے بلنسیہ اور الجزیرہ کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور

بلنسیہ کے محاصرہ کے لئے اس نے اُسیہ کا قلعہ بنایا جہاں اس نے اپنی فوج کو اتارا اور واپس لوٹ آیا اور زیان بن مرویش اس کی باقی ماندہ فوج سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور اہل شاطیہ اور شغریہ جنگ کے لئے نکلے اور اس نے ان پر چڑھائی کی پس مسلمان تتر بتر ہو گئے اور ان میں سے اکثر مارے گئے اور ابو الریح بن سالم جو اندلس میں شیخ الحدیث تھیں شہید ہو گیا اور یہ ایک عظیم دن تھا اور بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا دیباچہ تھا۔ پھر دشمن کے دستوں نے اس پر بار بار حملے کئے پھر رمضان ۳۵ھ میں طاغیہ ارغون نے اس پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے خوب تکلیف پہنچائی اور عبدالمومن مراکش میں تھا پس اس کی ہوا اکھڑ گئی اور افریقہ میں بنی ابی حفص کی حکومت غالب آ گئی اور ابن مرویش اور مشرقی اندلس کے باشندوں نے امیر ابو زکریا سے حملہ کرنے کی توقع کی اور انہوں نے الحضرۃ میں جمعہ کے روز اُسے اپنی بیعتیں بھی بھیج دیں اور اس محفل میں اس نے اپنا قصیدہ پڑھا جس میں اس نے مسلمانوں سے مدد طلب کی ہے اور وہ قصیدہ یہ ہے:

”تو اپنے سواروں کے ساتھ جو اللہ کے سوار ہیں اندلس پہنچ اور ہمیں ضرورت کے مطابق مدد دے تجھ سے ہمیشہ ہی مدد طلب کی جائے اور وہاں کے زخمی جو تکلیف برداشت کر رہے ہیں اس سے بچے اور ان کی مصیبت لمبی ہو گئی ہے یہ وہ جزیرہ جس کے باشندے مصائب کا شکار ہو گئے ہیں اور ان کے نصیب برباد ہو گئے ہیں اور ہر صبح ان کا ماتم دشمنوں کے نزدیک خوشی کا باعث بنتا ہے اور ہر شام مصیبت کا مقابلہ کرنا امان کو خوف اور خوشی کو غم میں بدل دیتا ہے اور بلنسیہ اور قرطبہ میں وہ کچھ ہو رہا ہے جس سے جان نکلی جاتی ہے اور شہروں میں شرک آ گیا ہے اور اسلام کوچ کر گیا ہے ہائے وہ مساجد جو دشمنوں کے لئے گرے بن گئی ہیں اور وہاں سے نداد کے لئے گھنٹے بجائے جاتے ہیں ہائے افسوس قرآن شریف پڑھانے والے مدارس مٹ گئے ہیں۔ وہ شہر آنکھوں کے لئے بہت خوبصورت تھے اور نگاہیں ان کے درختوں سے لطف اندوز ہوتی تھیں اور اب ان کی حالت کا ایک عجیب منظر ہو گیا ہے جو قافلے کو روک لیتا ہے اور بیٹھنے والے کو سوار کر دیتا ہے وہ عیش کدھر گیا جس سے ہم داستانیں بناتے تھے اور وہ شاخیں کہاں گئیں جن سے ہم شہد حاصل کرتے تھے اس کی خوبیوں نے ایک سرکش مٹا دیا ہے اور اس نے اس کی توڑ پھوڑ میں غفلت سے کام نہیں لیا اور اس کے لئے فضا خالی ہو گئی ہے اور جس چیز کو اس کی ٹانگیں نہیں اچک سکیں اس کو اس نے ہاتھ لبا کر کے لے لیا ہے۔ اے مولیٰ جو کچھ دشمنوں نے مٹا دیا ہے اسے زندہ کر دے جیسے تو نے مہدی کی دعوت سے مٹی ہوئی چیزوں کو زندہ کر دیا تھا ان ایام میں۔ میں نصرت حق کے لئے سبقت کرنے والا تھا اور میں نور ہدایت سے نور حاصل کرتے ہوئے رات گزارتا تھا۔ اے منصور بادشاہ اپنے شہروں کو ان سے پاک کر کیونکہ وہ نجس ہیں اور نجس کو دھوئے بغیر طہارت حاصل نہیں ہوتی اور کائنات والی فوج کے ساتھ ان کی زمین کو روند ڈال یہاں تک کہ ہر سردار کے سر کو پکڑ دے اور شرق اندلس کے لوگوں کی مدد کرن کی آنکھیں اشکوں سے لبریز ہیں اور وہ برستی رہتی ہیں۔ تجھے مبارک ہو ان کے صحن کو کم مودراز پشت گھوڑوں اور خطی نیزوں سے بھر دے اور فتح کا ایک وقت مقرر کر دے۔ شاید دشمنوں کا وقت قریب آ گیا ہے یا آنے والا ہے۔“

پس امیر ابو زکریا نے ان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور ان کی طرف اپنے بحری بیڑے کو کھانے، اسلحہ اور مال سے بھر کر ابو یحییٰ بن یحییٰ بن الشہید بن اسحاق بن ابی حفص کے ساتھ بھیجا اور ان تمام چیزوں کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی اور جب

بحری بیڑہ ان کی مدد کو آیا تو وہ محاصرہ کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے پس وہ دانیہ کی بندرگاہ میں اترے اور وہاں سے انہیں مدد پہنچائی اور قاض کو لوٹ آیا اور ابن مرویش کی طرف سے کوئی آدمی اس کے پاس نہ آیا جو اس سے چیزوں کو لیتا اور بلندیہ کے باشندوں کا محاصرہ سخت ہو گیا اور خوراک ختم ہو گئی اور بہت سے آدمی بھوک سے مر گئے پس شہر سپرد کرنے کے متعلق خواہش ہوئی تو اس کی ایک جانب صفر ۳۷ھ میں ارغون کے بادشاہ نے لے لی اور ابن مرویش وہاں سے نکل کر جزیرہ شغریٰ کی طرف چلا گیا اور وہاں کے باشندوں سے امیر ابو زکریا کی بیعت لی پھر اہل مرسہ کے پاس گیا جہاں پر سال کے آغاز میں ابو بکر عزیز بن عبد الملک بن خطاب کی بیعت ہو چکی تھی پس اس نے اس سال کے رمضان میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ان کی بیعت امیر ابو زکریا کو بھیج دی اور بلاد شرقیہ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے اور ۳۷ھ میں ابن مرویش کا وفد تونس سے اس کی طرف لوٹ آیا۔ یہاں تک کہ ابن ہود کا مرسہ پر غلبہ ہو گیا اور یہ وہاں سے نکل کر ۳۸ھ میں لبت الھون کی طرف چلا گیا۔ یہاں تک کہ طاعیہ برشلونہ نے ۲۲ھ میں اس کے ہاتھ سے مرسہ کو چھین لیا اور وہ تونس کی طرف چلا گیا۔

الجوہری کے آغاز و انجام کے حالات: اس آدمی کا نام محمد بن محمد الجوہری تھا اور یہ سبتہ اور غمارہ جو مغرب کے مضافات میں سے تھے کے والی اکمازیر بھٹائی کی خدمت کی وجہ سے مشہور تھا اور یہ بہت اچھا کنٹرولر اور ریاست کا خواہشمند تھا اور جب یہ تونس میں آیا اور سلطان کے والیوں سے متعلق ہوا تو اس نے ان امور پر غور کیا جو اسے سلطان کے قریب کرنے والی اور اس کے مقام کو بلند کرنے والی ہوں تو اس نے افریقہ میں جنگلات میں رہنے والے بربری اہل خیام کے خراج کو غیر منضبط پایا جس کا رجسٹر میں بھی کوئی اندراج و شمار نہ تھا تو اسے پتہ چلا کہ یہ تو والیوں اور عمال کا کھا جا ہے۔ پس ان کی طرف گیا اور ان کے خراج کو سلطان کے پاس پہنچایا جس کی وجہ سے عمال کے درمیان اس کی شہرت ہو گئی اور سلطان ابو زکریا اس کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے مشوروں پر اعتماد کرنے لگا اور اسے اپنا خاص آدمی بنالیا اور اس نے ابو بکر کفشی جو ابن القریر کے نام سے مشہور تھا۔ کی موت پر اتفاق کیا یہ شخص الحضرة میں بڑے کاروبار والا تھا پس اس نے اس کی جگہ اس کو عامل مقرر کر دیا اور اس خطہ میں موحدین کے مشائخ کوئی بڑا آدمی ہی والی بناتا تھا پس سلطان نے اسے اس کی کارگزاری اور کفایت کی وجہ وہاں عامل مقرر کر دیا جس سے اس کی خواہش پوری ہو گئی اور اسے اس نے اپنی خواہش تک پہنچنے کے لئے ایک ذریعہ شمار کیا پس اس نے شمشیر زنوں کا لباس تیار کیا اور سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑوں کو تیار کیا اور بیابانی لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے آلہ تیار کیا اور اس اثناء میں اسے ابو علی بن نعمان اور ابو عبید اللہ بن الحسین کے سر اقلندہ یہ ہونے پر افسوس ہوا پس ان دونوں نے اس سے دشمنی کی اور سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اس کی نافرمانی کے شر سے متنبہ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز سلطان نے بعض مخالفوں اور نافرمانوں کی تقدیم کے متعلق اس سے مشورہ طلب کیا تو اس نے اسے کہا میرے پاس تیرے دروازے پر ہزاروں لشکر موجود ہیں تو ان کے ذریعہ ان جیسے لوگوں میں جس کو تیرا مارنا چاہتا ہے مار دے تو سلطان نے اس سے منہ پھیر لیا اور اسے اس شکایت کے مصداق پایا جو اس کے متعلق کی گئی تھی اور جب اس نے عبد الحق یوسف بن یاسین کو زکریا بن سلطان کے ساتھ بجایہ میں کاروبار میں مقدم کیا تو جرہری نے اسے بتایا کہ یہ اس نے اس کی شکایت کی وجہ سے کیا ہے اور اسے وصیت کی کہ وہ اس کے معاملے کے بارے میں آگاہی حاصل کرے اور اس کے خط کے مطابق عمل کرے پس

عبدالحق نے یہ بات امیر زکریا کو بتادی پس وہ بے چین ہو گیا اور جوہری کے سامنے آنے پر برا منایا اور ہمیشہ ہی اس کے متعلق اس قسم کی باتیں کی جاتی رہیں یہاں تک کہ اس پر فردرجرم عائد کر دی گئی اور امیر ابو زکریا نے اس پر حملہ کر کے اسے ۸۹ھ میں گرفتار کر لیا اور اُسے آزمائش کے لئے اس کے دشمنوں ابن المان اور الندومی کے سپرد کر دیا۔ پس اس نے عذاب پر سہر دکھایا اور ایک روز اس کے قید خانے میں مر گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا گلا گھونٹ لیا تھا اور اس کے جسم کو راستے کے وسط میں پھینک دیا گیا اور اس اہل شہادت نے اس کے ساتھ قسم قسم کی بے ہودگی کی اور جب سے امیر ابو زکریا نے مستقل طور پر افریقہ کی حکومت سنبھالی اور اسے بنی عبدالمؤمن سے حاصل کیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے وہ مراکش میں الحضرۃ کے بادشاہ سے مقابلہ کرتا تھا اور تخت دعوت پر غالب تھا اور اس کا خیال تھا کہ زنا تہ کی مدد سے وہ جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اسے مل جائے گا پس وہ امرائے زنا تہ کو اس میں رغبت دلاتا اور ان سے بنی مرین بنی عبدالوداد اور توجین اور مغرادرہ کے احیاء کے لئے مراسلت کرتا اور یغمر اسن نے جب سے آل عبدالمؤمن کی اطاعت اختیار کر لی تھی وہ عملی طور پر ان کی دعوت کو قائم کر رہا تھا اور ان کے پاس آ گیا تھا اور ان کے دوست کے ساتھ صلح اور ان کے دشمن کے ساتھ جنگ کرتا تھا اور ان میں سے رشیدان سے بہت حسن سلوک کرتا تھا اور خلوص رکھتا تھا اور اس نے اس سے مزید دوستی چاہی اور مغرب اور حکومت پر اس جیسے چڑھائی کرنے والے بنی مرین کی طرف مائل ہونے اور اس کی خوشی کے ارادے سے اس نے اُسے مختلف قسم کے تحائف دیئے۔ پس سلطان ابو زکریا نے یغمر اسن کے ساتھ رشید کے اس رابطے پر برا منایا اور انہیں اپنے پڑوس میں ایک قریبی جگہ پر پابند کر دیا۔ اسی دوران میں بنی توجین کا امیر عبدالقوی اور بنی مندیل بن عبدالرحمن امرائے مفرا دہ کا ایک وفد اس کے پاس یغمر اسن کے خلاف مدد مانگتے ہوئے آیا۔ پس انہوں نے اس کے معاملہ کو آسان کر دیا اور اسے تلمسان کا خود مختار حاکم بننے کی خوش کن باتیں بتائیں اور اس نے زنا تہ کو متفق کیا اور اس نے مراکش میں موحدین کے بادشاہ کو کچلنے کے لئے سواریاں تیار کیں اور موحدین اور باقی ماندہ دوستوں اور فوجوں کو تلمسان کی طرف جانے کے لئے تیار کر دیا اور بنی مسلم اور ریاح کے جو اعراب اس کی اطاعت میں تھے وہ بھی اپنی سواریوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکل پڑے۔ پس انہوں نے حفاظتی فوج کو اتار دیا اور وہ ۳۹ھ میں ایک بہت بڑی فوج اور عظیم لشکر کے ساتھ اٹھا اور اس نے عبدالقوی بن عباس اور مندیل بن محمد کے لڑکوں کو اپنے اپنے وطنوں سے آنے والے لوگوں اور ذوبان اور زغہ کے قبائل اور عربوں کی فوج کے ساتھ اپنی فوج کے آگے آگے بھیجا اور ان کے ملک کی سرحدوں میں ان سے مقابلہ کے لئے جگہ مقرر کی اور جب وہ مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کے میدانوں کے منتہی پر کے سامنے صحرائے زامر میں اُترا تو عرب سلطان کی رکاب میں چلنے سے سستی کرنے لگے اور عذر کرنے لگے پس امیر ابو زکریا نے ان سے جنگ کے لئے کھڑا کرنے اور ان کے عزائم کو بیدار کرنے کے لئے ایک لطیف حیلہ کیا اور وہ اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین کی تمام فوجوں کے ساتھ شہر کے میدان میں تلمسان سے جنگ کی اور یغمر اسن اور اس کی فوجیں تیر اندازی کرتے ہوئے سلطان کے مقابلہ میں ٹکلیں پس وہ تتر بتر ہو گئے اور دیواروں کی پناہ لینے لگے اور فیصلوں کو بچانے سے عاجز آ گئے پس بلندی سے خوب جنگ ہوئی اور یغمر اسن نے دیکھا کہ شہر میں اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص میں چھپ کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا اور موحدین کی فوجوں نے اُسے روکا تو

اس نے بھی ان کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کر لیا اور ان کے بعض بہادروں کو پچھاڑ دیا تو انہوں نے اُسے رستہ دے دیا اور وہ صحرا میں چلا گیا اور ہر جانب سے فوجیں شہر کی طرف کھسک گئیں پھر انہوں نے اس میں گھس کر عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے اور اموال کے لوٹنے سے فساد پیدا کر دیا اور جب اس نے دیکھا تو اس نے اس گھبراہٹ اور صدمہ کو دور کر دیا اور جنگ کی آگ سرد ہو گئی اور موحدین اور امیر نے ان لوگوں کے متعلق غور و فکر کیا جو اسے تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت دے رہے تھے اور اُسے بنی عبدالمومن کی دعوت اور اس کی مدافعت کے لئے اس کی سرحد پر اتار رہے تھے اور ان کے اشراف نے اس بات کو بڑا سمجھا اور امرائے زناتہ نے اسے ینغر اسن کے مقابلہ میں کمزور سمجھتے ہوئے بھگا دیا اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ وہ سردار ہے جو نہ اپنے آپ کو زخمی کر سکتا ہے اور نہ اچانک حملہ کر سکتا ہے اور نہ اپنے شکار سے روک سکتا ہے اور ینغر اسن نے پڑاؤ کے اگر گرفتار گروں کو بھیجا جنہوں نے لوگوں کو اچک لیا اور انہوں نے کمین گاہوں سے اسے دیکھ لیا پھر اس نے سلطان کے پاس ایک وفد بھیجا جس نے تلمسان اور افریقہ کے بدلہ کا مطالبہ کرتے ہوئے مراکش کے حاکم پر اتفاق کرنے کی تجویز پیش کی اور یہ کہ وہ اس اکیلے کو محمدی دعوت دے دے تو اس نے یہ بات قبول کر لی اور اس کی ماں سوط النساء شرط قبول کے لئے اس کے پاس آئی تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اُسے بڑا انعام دیا اور اس کے آنے جانے کی تحسین کی اور اس نے ینغر اسن کے لئے افریقہ کے بعض مضافات کی شرط لگائی اور اس کے خراج کے لئے اپنے عمال کے ہاتھوں کو کھول دیا اور وہ اپنی آمد کے سترہ روز بعد الحضرة کی طرف لوٹ گیا اور راستے میں موحدین نے اس کے دل میں ینغر اسن کی تخی کا وسوسہ ڈالا اور اسے بتایا کہ وہ زناتہ اور امرائے مغرب میں سے اسی کے حاسدوں کو کھڑا کرے تاکہ وہ اپنے ارادے سے باز رہے اور انہوں نے اُسے سلطان کا لباس زیب تن کروا دیا تو اس نے اس کی بات مان لی اور عبدالقوی بن عطیہ تو جینی اور عباس بن مندیل مغرادی اور منصور ملکشیشی اپنی اپنی قوم کا سردار بنا دیا گیا اور انہیں آلہ بنانے اور ینغر اسن کے طریق پر بادشاہی پروانے بنانے کی اجازت دے دی پس انہوں نے اس کی اور موحدین کی لیڈروں کی موجودگی میں انہیں تیار کر لیا اور انہوں نے اس کے دروازے پر ان مراسم کو قائم کیا اور وہ اپنے ملک کی وسعت اور خواہش کی تکمیل اور اس کی حکومت کے سامنے مغرب کی اطاعت اور اس میں بنی عبدالمومن کی دعوت کے باعث ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ تونس کی طرف چلا گیا پس وہ الحضرة میں داخل ہوا اور اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور شعراء نے فتح کے شعر پڑھے اور اس نے انہیں انعامات دیئے اور لوگوں کی گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں۔

اہل اندلس کے دعوتِ حفصی میں شامل ہونے اور اشبیلیہ اور اس کے بہت سے شہروں کی

بیعت کے پہنچنے کے حالات: ابوالولید کی اولاد میں سے ابو مروان احمد الیاجی اشبیلیہ میں موجود تھا اور حافظ ابو بکر جو نہایت مشہور آدمی ہے۔ اس کی اولاد میں سے ابو عمر بن الحجد موجود تھا اور یہ اپنے اجداد سے بزرگی اور بڑائی کے وارث تھے اور خلفاء نے انہیں ان کے طریقوں پر چلایا اور یہ دونوں اپنے اپنے ملک کے باشندوں کے متبوع و مطاع تھے اور ابوالقاسم امیر زکریا کے جملہ مدگاروں میں شامل ہو گیا اور اس نے اس بات کی اپنے بیٹے کو بھی وصیت کی یہاں تک کہ اس کے نفس نے اسے حملہ اور خروج کرنے کی ترغیب دی اور اس پر اس اسباب کا رعب چھا گیا کہ لوگوں کا گروہ اس کی تشہیر کرے گا اور

اس کا سبب یہ ہوا کہ سلطان نے تانبے کے نئے پیسے بنائے جو چاندی سے بنائے جاتے تھے اس طرح اس نے مشرقی سکے کی مشابہت اختیار کی تاکہ بازاروں میں لوگوں کو معاملات اور ضروریات کے پورا کرنے میں آسانی ہو اور یہ وجہ بھی ہوئی کہ چاندی کے سکے کو لینے والے یہودیوں نے اس کے بنانے اور خرچنے میں خریب کاری شروع کر دی اور اس نے اپنے نئے سکے کا نام حدوس رکھا پھر لوگوں نے اسے خیانت سے خراب کر دیا اور صاحب مرتبہ لوگوں نے اسے کم وزن بیان کیا اور اس میں خرابی پھیل گئی پس سلطان نے اس کی سزا میں سختی کر دی اور اس نے لوگوں کے ہاتھ کاٹے اور انہیں قتل کیا اور جو اس سکے کو لیتا شبہ میں پڑ جاتا اور لوگوں نے اس کے بارے میں فکر کی اور لوگوں نے سلطان کو اسے ختم کرنے کو کہا اور اس بارے میں بہت باتیں ہونے لگیں اور فتنہ پیدا ہو گیا اور نئے انداز سے عوام کو یہ بات برداشت کرنا پڑی کہ باہر سے جو شخص فتنہ کو بھڑکاتا ہے وہ قاسم بن ابی زید ہے پس سلطان نے یہ سکہ ختم کر دیا اور اس کے عمراد ابوالقاسم کی پوزیشن نے اسے غمگین کر دیا اور اسے اطلاع ملی تو اس اس کا نفس جو اُسے خروج کی ترغیب دیتا تھا اس کے متعلق اس پر رعب چھا گیا تو وہ ۶۱۱ھ میں الحضرة سے بھاگ کر ریاح سے چلا اور ان کے امیر شبل بن موسیٰ بن محمد انیس زواوہ کے ہاں اتر اپس اس نے اس کی حکومت کی تابعداری کی پھر اسے اطلاع ملی کہ سلطان اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے تو وہ اس کے حملے سے ڈر گیا اور اس کے قبیلہ سے عربوں کی حکومت مضطرب ہو گئی اور جب ابوالقاسم نے ان کے اضطراب کو محسوس کیا اور اس بات سے خوفزدہ ہو گیا کہ جب سلطان ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ اسے اس کے سپرد کر دیں گے تو وہ وہاں سے تلمسان چلا گیا اور سمندر پار کر کے اندلس میں رہنے لگا پھر اس نے برے کام کرنے شروع کر دیئے اور حکومت نے بھی اس کی عیب گیری شروع کر دی تو وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور مدت تک تمیل میں قیام پزیر رہا پھر تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہیں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ امیر ابواسحاق ابن احمر کی پناہ سے کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

مسئلہ کی طرف سلطان کے خروج کے حالات جب سلطان کو اس کے عمراد قاسم بن ابی زید کے متعلق اطلاع ملی کہ ریاح کی بیعت لینے کے بعد وہ مغرب کی طرف چلا گیا ہے اور انہوں نے اس کے ساتھ شہروں پر چڑھائی کی ہے تو وہ ۶۱۲ھ میں موحدین کی فوجوں کے ساتھ وطن کو درست کرنے اور اس سے فساد کے آثار کو مٹانے اور عربوں کو طاعنیہ سے مقدم کرنے کے لئے نکلا اور جہات سے ہوتا ہوا بلاد ریاح میں پہنچا اور ان پر قبضہ کر لیا اور ان کی اطراف کو درست کیا اور شبل بن موسیٰ اور اس کی زواوہ قوم بیابان کی طرف بھاگ گئے اور سلطان ریاح کے آخری وطن مسئلہ میں اتر پڑا اور وہاں اس سے بنی تو حین کے امیر محمد بن عبدالقوی نے ملاقات کی اور اس کی ملاقات سے برکت حاصل کرتے ہوئے نئے سرے سے تجدید اطاعت کی پس اس نے اس کے ساتھ اس کے امثال کا ساحن سلوک کیا اور اُسے سامان اور انعامات سے مدد دی اور اسے کوئل گھوڑے اور سونے سے بھری ہوئی کشتیاں دیں اور کتان اور بہترین روئی کے کپڑوں کے خیمے لگائے اور ان کے ساتھ مال، سواریاں، گھوڑے اور ہتھیار دیئے اور الزاب کی عملداری میں اُسے اوماش کا شہر ہیڈ کوارٹر کے طور پر جاگیر میں دیا اور وہ اپنے وطن کی طرف لوٹ آیا اور سلطان بھی تونس کی طرف واپس آ گیا لیکن اس کے دل میں ریاح کے متعلق کیہ تھا یہاں تک

کہ اس نے اپنی تدبیر کا رخ اس کی طرف کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور دوسری بار وہ الحضرة میں اترا جو اس کے مولی ہلال کی وفات کی جگہ ہے جو قائد کے نام سے مشہور تھا اور اسے حکومت میں سلطان کی طرح قدیمی مرتبہ حاصل تھا اور وہ شجاعی، سخی، خوش اخلاق اور اہل علم اور حاجتمندوں کی طرف توجہ کرنے والا تھا اور اس کے بہت سے اچھے کارنامے منقول ہیں جن سے اس کی بہت شہرت ہوئی پس سلطان کو اس کی وفات کا بہت غم ہوا۔

اور شہل بن موسیٰ اور اس کی زواوہ قوم نے طاعیہ کو پریشان کرنے کے لئے بہت کام کئے اور اس گھرانے میں سے جو آدمی ان کے ساتھ ملا انہوں نے اُسے بادشاہ بننے کی رائے دی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے پہلے امیر ابو اسحاق کی اور پھر اس کے بعد اس کے عمز ابو القاسم بن ابی زید کی پیروی کی اور سلطان ۶۴ھ میں ان کے مقابلہ کے لئے گیا اور ان کے اوطان پر قبضہ کر لیا اور وہ صحرا میں چلے گئے اور یہ تونس کی طرف واپس آ گیا اور اس نے ابی ہلال عباد عامل بجایہ جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اشارہ کیا کہ وہ ان سے حسن سلوک اور دوستی کرے تاکہ وہ اس کے پاس آتے رہیں اور سلطان نے کعب بن سلیم ذیاب اور بنی ہلال کے فریقوں سے اپنے حلیفوں کو جمع کیا اور ۶۵ھ میں موحدین کی فوجوں کے ساتھ تونس سے نکلا اور بنو عسا کر بن سلطان نے جو مسعود بن سلطان کے بھائی ہیں اس سے ملاقات کی پس اس نے محمد بن عسا کر کو اس کی قوم اور دیگر ریاہ پر امیر بنادیا اور بنو مسعود بن سلطان صحرا کی طرف بھاگ گئے اور سلطان نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ نقوس میں اترا اور انہوں نے الزاب کی گھاٹیوں میں پڑاؤ ڈال لیا اور ان کے اپنی ابی ہلال کے پاس میدان میں داخل ہونے کے لئے اسے مراجعت سے مانوس کرنے کے لئے آنے جانے لگے پس اس نے اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے انہیں سلطان کے پاس جانے کو کہا تو انہوں نے اس کے اشارہ کو قبول کر لیا اور ان کا امیر شہل بن موسیٰ بن محمد بن مسعود اور اس کا بھائی گئے تو اس نے انہیں اور درید بن تازی کو گرفتار کر لیا جو کرفہ کے شیوخ میں سے تھا اور ان کا سامان لوٹ لیا اور قتل کر دیا اور ان کے جسموں کو نقوس کی جہات کے کناروں پر نصب کر دیا جہاں پر انہوں نے ابو القاسم بن ابی زید کی بیعت کی تھی اور ان کے سروں کو مسکڑہ کی طرف بھجوا دیا جہاں ان کو نصب کر دیا گیا اور وہ لڑتا ہوا ان کے قبائل کی طرف چلا گیا اور اس نے ان کو الزاب کی گھاٹیوں میں ان کی جگہوں پر اتار دیا اور وہاں پر ان کے ساتھ رہا پس وہ بھاگ گئے اور سواروں اور گھوڑوں اور خیموں کو چھوڑ گئے اور سردر یکش کے ہاتھ ان سے بھر گئے اور کبادوں پر بیٹھ کر بچوں اور عیال کے ساتھ بھاگ گئے اور فوجیں ان کا پیچھا کر رہی تھیں یہاں تک کہ وہ الزاب کے سامنے وادی شدی سے آگے گزر گئے اور یہ وہ وادی ہے جو مغرب اوسط کے سامنے سے جبل راشد سے نکلتی ہے اور الزاب سے گزرتی ہوئی مشرق کی طرف چلی جاتی ہے اور سنجہ نغزادہ میں جا گرتی ہے جو بلاد الجرید میں سے ہے پس جب ان کا دستہ وادی سے گزر گیا تو وہ اس بے آب و گیاہ جنگل اور سیاہ پتھریلی زمین میں چلے گئے جسے الحمد اہ کہتے ہیں پس فوجیں ان کے تعاقب سے واپس آ گئیں اور سلطان اپنی جنگ سے کامیاب و کامران ہو کر واپس آیا اور شعراء نے مبارکباد کے قصائد پڑھے اور زواوہ کی جماعت ملوک زناتہ کے ساتھ جاملی اور بنو یحییٰ بن درید بنغمر ابن بن زیان کے ہاں اور بنو محمد بن مسعود یعقوب بن عبدالحق کے ہاں اترے پس انہوں نے ان کو بہت عطیات دیئے اور ان کے ہاتھوں کو انعامات اور اصطبلوں کو گھوڑوں اور قبیلوں کو اونٹوں سے بھر دیا اور وہ اپنے وطنوں کو لوٹ

آئے اور دارکھ اور ریغہ کے محلات پر قبضہ کر لیا اور انہیں سلطان کی حکومت سے الگ کر لیا پھر وہ الزاب کی طرف مڑ گئے تو اس کے عامل ان کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا اور یہ مقررہ کاٹھکانہ تھا اور اس نے الزاب کی حدود پر ان سے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور بطاویہ تک اس کا تعاقب کیا اس کے نزدیک اسے قتل کر دیا اور انہوں نے الزاب، جبل اور اس اور بلاد ہسنہ پر چڑھائی کی یہاں تک کہ حکومتوں نے انہیں یہ علاقے دے دیئے اور یہ ان کی ملکیت ہو گئے۔

طاغیہ افرنجہ اور تونس کے نصرانیوں سے اس کی جنگ کے حالات : یہ قوم افرنجہ کے نام سے مشہور ہے اور عوام اسے افرانہ شہر کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے افرانس کہتے ہیں اور ان کا نسب یافت بن نوح کے ساتھ جاملتا ہے اور یہ لوگ بحر روم کے دونوں کناروں میں سے شمالی کنارے پر رہتے ہیں جو جزیرہ اندلس اور خلج قسطنطنیہ کے درمیان واقع ہے اور یہ مشرق کی جانب سے رومیوں اور مغرب کی جانب سے جلالقہ کے پڑوسی ہیں اور انہوں نے رومیوں کے ساتھ ہی نصرانیت کو اختیار کر لیا تھا اور شاہ روم کی واپسی پر ان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور یہ رومیوں کے ساتھ سمندری پار کر کے افریقہ چلے گئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بڑے بڑے شہروں مثلاً سیطیلہ، جلولا، قرطاجنہ، مرنانق اور باغایہ میں اتر پڑے اور وہاں پر جو بربری رہتے تھے ان پر غالب آ گئے یہاں تک کہ انہوں نے ان کے دین کی اتباع کر لی اور ان کی اطاعت اختیار کر لی پھر اسلام آیا تو اعراب نے ان کے ہاتھوں سے افریقہ کے باقی ماندہ شہروں مشرقی کنارے اور سمندری جزائر مثلاً افریطش، مالطہ، صقلیہ اور میورقہ کو چھین کر فتح حاصل کر لی۔ پھر انہوں نے خلج طنجہ کو پار کیا اور القوط، جلالقہ اور لیشکنس پر غلبہ پا لیا اور جزیرہ اندلس پر قابض ہو گئے اور اس کی گھاٹیوں اور گھروں سے نکل کر ان افرنجہ کے میدانوں کی طرف آ گئے اور ان پر قبضہ کر لیا اور ان میں فساد برپا کر دیا اور ہمیشہ ہی اُن والے اندلس میں بنی امیہ کے آغاز میں اس طرف آتے رہے اور افریقہ کے والی اغالہ میں سے تھے اور ان سے پہلے بھی مسلمانوں کی فوجیں اور ان کے بحری بیڑے اس کنارے سے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ سمندری جزائر میں ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے اپنے کنارے کے میدانوں میں ان سے جنگ کی اور ان کے دلوں میں ہمیشہ ہی کینہ قائم رہا اور وہ چھپے ہوئے علاقوں کی واپسی کا طمع کرتے رہے اور الریح ساحل شام کے بہت قریب تھا اور جب رومی حکومت قسطنطنیہ اور رومہ پہنچی اور خرنجہ کی حکومت مضبوط ہو گئی تو انہوں نے مشرق میں اسے خلافت کا نام دیا اور شام کے قلعوں اور سرحدوں پر غالبہ حاصل کرنے کے لئے بڑھے اور ان پر چڑھائی کی اور ان میں سے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور مسجد اقصیٰ پر غالب آ گئے اور اس میں مسجد کی بجائے ایک بہت بڑا گر جائیا اور کئی بار مصر اور قاہرہ سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حاکم مصر و شام صلاح الدین ابوالیوب کردی کو چھٹی صدی کے وسط میں مسلمانوں کے لئے بچانے والا باغ اور اہل کفر پر عذاب بنا کر بھیجا پس اس نے ان کے ساتھ جہاد میں شجاعت دکھائی اور جو کچھ انہوں نے قبضہ میں کیا تھا اسے واپس لیا اور مسجد اقصیٰ کو ان کے جھوٹ اور کفر سے پاک کیا اور وہ اپنے جہاد کی کاروائیوں میں فوت ہو گیا۔ پھر انہوں نے دوبارہ حملہ کیا اور ساتویں صدی میں حاکم مصر و شام ملک صالح کے عہد میں اور تونس میں امیر ابوزکریا کے زمانے میں مصر سے جنگ کی پس انہوں نے دمیاط میں اپنے خیمے لگائے اور اسے فتح کر لیا اور انہوں نے مصر کی بستیوں پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس دوران میں ملک صالح فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا معظم حکمران بنا اور مسلمانوں کو نیل کے بہاؤ

کے زمانے میں جنگ سے فرصت ملی پس انہوں نے العیاض کو فتح کیا اور پانی کی فراوانی کو دور کر دیا پس اس نے ان کے پڑاؤ کا گھیراؤ کر لیا اور ان میں سے ایک عالم فوت ہو گیا اور اس نے ان کے سلطان کو جنگ سے بیڑیاں ڈال کر سلطان کی طرف بھیج دیا اور اس نے اسے اسکندریہ میں قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد اس کے پاس سے گزرا اور اس نے اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ مسلمانوں کو دمیاط پر قبضہ دلانے گا۔ پس انہوں نے صلح کی شرط پر اس سے وعدہ وفا کی اس نے تھوڑی مدت میں ہی عہد شکنی کی اور اپنے علاقے کے تاجروں کے مال کے ضامن ہونے کے خیال میں اس نے ازراہ ظلم تونس پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور انہوں نے الیائی کو قرض دیا اور جب سلطان نے اُسے ہٹا دیا تو انہوں نے بغیر حد و صوب کے اس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو تین سو دینار تھا پس انہوں نے غضبناک ہو کر اپنے طاغیہ کے پاس شکایت کی تو وہ بھی ان کے لئے برا فروختہ ہو گیا اور انہوں نے اُسے تونس سے جنگ کرنے کی طرف رغبت دلائی کیونکہ اس میں بھوک اور جانوروں کی وبا پڑی ہوئی تھی۔ پس اس نے افرنج کے طاغیہ انفرنسیس کو بھیجا جس کا نام سٹولیس بن یولیس تھا اور اس نے افرنجی زبان میں ریڈفرنس کا لقب اختیار کیا تھا جس کے معنی شاہ فرانس کے ہیں پس اس نے اس کو ملوک نصاریٰ کی طرف بھیجا کہ وہ انہیں تونس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکالے اور اس نے خلیفہ المسیح کی طرف بھی آدمی بھیجا تو اس نے ملوک نصاریٰ کو اس مدد کرنے کی طرف اشارہ کیا اور گرجوں کے احوال بھی اسے مدد کے لئے لگے ہاتھوں دیئے اور باقی ماندہ شہروں میں بھی نصاریٰ کی جنگ کی تیاری کی خبر مشہور ہو گئی اور مسلمان ممالک میں سے جن نصرانی بادشاہوں نے اسے جنگ کے متعلق جواب دیا وہ شاہ انکشار شاہ اسکوستا شاہ نزول اور شاہ برشلوز تھے۔ جس کا نام ریدراکون تھا اور افرنجی بادشاہوں کی ایک اور جماعت نے بھی اسے جواب دیا۔ ابن اثیر نے یہ بات اسی طرح بیان کی ہے اور مسلمانوں کو ان کے غصے نے پریشان کر دیا اور سلطان نے اپنی باقی ماندہ عملداریوں میں خوب تیاری کرنے کا حکم دے دیا اور سرحدوں میں فیصلوں کو درست کرنے اور خوارک اسٹاک کرنے کا حکم دے دیا اور نصرانی تاجر مسلمانوں کے شہروں کے ساتھ معاہدہ کرنے سے احتراز کرنے لگے اور سلطان نے اپنے ایلیچوں کو انفرنسیس کی طرف اس کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کے ساتھ ایسی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا جس سے وہ اپنے ارادے سے باز آجائے اور وہ اپنی شرائط کی تکمیل کے لئے اسی ہزار دینار کا سونا اٹھا کر لے گئے پس اس نے ان کے ہاتھوں سے مال لے لیا اور انہیں بتایا کہ جنگ ان کے علاقے میں ہوگی اور جب انہوں نے مال طلب کیا تو وہ بہانے کرنے لگے کہ اس نے مال لیا ہی نہیں اور ان کا معاملہ اس کے ساتھ حاکم مصر کے ایلیچی کے پہنچنے کا سا ہو گیا پس اسے انفرنسیس کے پاس حاضر کیا گیا تو اس نے اسے بیٹھنے کو کہا تو اس نے بیٹھنے سے انکار کر دیا اور اسے سلطان مصر کے شاعر ابی مطروح کے یہ اشعار سنائے کہ:

”جب تو فرنسیس کے پاس جائے تو اسے خیر خواہ دزیر کی سچی باتیں کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ تجھے مسیح کے عبادت گزار نصاریٰ کے قتل کا اجر عطا کرے تو مصر میں اس کی حکومت طلب کرتے ہوئے آیا اور تو خیال کرتا ہے کہ ڈھول کے ساتھ بزدل طاقتور ہو جاتا ہے پس موت تجھے اوہم کی طرف لے آئی اور تیری آنکھوں کے سامنے جگہ بھی تنگ ہو گئی اور تیری تمام اصحاب کو تیری بد تدبیری نے قبر میں ڈال دیا اور ستر ہزار میں سے ہر آدمی یا مقتول ہے یا مجروح ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے ایسی ہی باتوں کا الہام کرے شاید عیسیٰ کو تم سے راحت محسوس ہو اور اگر تمہارا

پوپ اس بات سے راضی ہے تو بہت دفعہ خیر خواہ بھی دھوکہ بازی کرتا ہے پس انہوں نے اُسے کا ہن بٹالیا اور وہ تمہاری جماعت اور تمہارے ست آدمی سے تمہارا زیادہ خیر خواہ ہے۔ انہیں کہہ دو کہ اگر انہوں نے بدلہ لینے یا کسی برے کام کے لئے دوبارہ آنے کا ارادہ کر لیا ہے تو ابن لقمان کا گھراپنی حالت پر قائم ہے اور بیڑیاں بھی پڑی ہوئی ہیں اور آختہ کیا ہوا خوبصورت ہوتا ہے۔“

یعنی ابن لقمان کے گھر میں اسکندریہ میں اس کے قید کرنے کی جگہ ہے اور اہل مصر کے عرف میں طواشی آختہ کو کہتے ہیں پس جب وہ ان اشعار کو پڑھ چکا تو اس بات نے طاغیہ کو سرکشی اور تکبر میں بڑھادیا اور اس نے تونس کی جنگ میں عہد شکنی سے معذرت کی اور باقی ماندہ علاقوں سے ایلیچوں کو اسی روز واپس بلا لیا پس سلطان کے ایلیچی نے ان کی حالت سے انتباہ کرتے ہوئے پہنچ گئے اور طاغیہ نے اپنی فوجوں کو اکٹھا کیا اور ذوالقعدہ ۶۸ھ کے آخر میں اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر تونس کی طرف گیا پس یہ لوگ سردانیہ یا صقلیہ میں جمع ہو گئے پھر اس نے ان سے تونس کی بندرگاہ کا وعدہ کیا اور وہ چل پڑے اور سلطان نے لوگوں میں سے دشمن کے متعلق چوکس رہنے اور تیاری کرنے اور قریب ترین شہر میں جنگ کے لئے جانے کا اعلان کر دیا اور اس نے الشوانی کو حالات کی دریافت کے لئے بھیجا اور وہ کئی دن تک حالات معلوم کرتا رہا پھر قرطاجنہ کی بندرگاہ پر پے در پے بحری بیڑے آنے لگے اور سلطان نے اندلس کے اہل شوری سے اور موحدین سے ان کے جانے اور ساحل پر اترنے یا اس سے انہیں روکنے کے متعلق گفتگو کی تو بعض لوگوں نے انہیں اس وقت تک روکنے کا مشورہ دیا کہ ان کی خوراک کے ذخائر ختم ہو جائیں تو وہ اس جگہ سے جانے پر مجبور ہو جائیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ جب وہ الحضرة کی بندرگاہ سے جو محافظوں اور فوجوں والی ہے جائیں گے تو وہ ایک سرحد پر حملہ کریں گے اور اس پر قبضہ کر کے لوٹ لیں گے مگر اس پر ان کا غلبہ پانا مشکل ہوگا۔ تو سلطان نے اس بات سے اتفاق کیا اور انہیں جانے کے لئے چھوڑ دیا پس وہ قرطاجنہ کے ساحل پر اترے اور اس سے قبل رودس کے سواحل اندلسی فوج اور رضا کاروں کی چوکیوں سے بھر چکے تھے اور وہ تقریباً چار ہزار سوار تھے جو رئیس الدولہ محمد بن الحسین کی نگرانی کے لئے اترے ہوئے تھے اور جب نصاریٰ ساحل پر اترے تو وہ تقریباً چھ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ تھے یہ بات مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ سے بیان کی ہے نیز وہ کہتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بڑے تین سو بحری بیڑے تھے اور وہ سات بادشاہ تھے جن میں انفریس اور حاکم صقلیہ جرون کے بھائی اور جزر اور علیجہ کا حاکم جو طاغیہ کا ساتھی تھا۔ جس کا نام الرئیہ تھا اور البرا بکیر کا حاکم اور عام مورخین انہیں بادشاہ کا نام دیتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے الگ الگ تونس پر حملہ کیا تھا حالانکہ ایسا نہیں تھا بلکہ وہ حملہ کرنے والا ایک ہی آدمی تھا جس کا نام طاغیہ فرنجیہ تھا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی اور جرنیل تھے جن میں سے ہر ایک اپنی قوت اور شدت جنگ کی وجہ سے بادشاہ شمار ہوتا تھا۔ پس انہوں نے قرطاجنہ کے قدیم شہر میں اپنی فوجیں اتار دیں اور وہ دیواروں کی طرح تھے اور شہر کے اندر کے پڑاؤ میں فوج برافروختہ ہو گئی اور انہوں نے فیصلوں کی خرابی کو لکڑی کے تختوں سے درست کیا اور ان کی برجوں کو مرتب کیا اور فیصل پر ایک بڑی گہری خندق بنائی اور محفوظ ہو گئے اور سلطان اس کی تخریب میں اپنی دانائی کے ضائع کرنے پر پشیمان ہوا اور فرنجیہ کا بادشاہ اور اس کی قوم چھ ماہ تک تونس میں نبرد آزار رہے اور اس کے پاس صقلیہ اور عددہ کے بحری بیڑوں سے جوانوں اسلحہ اور خوراک کی مدد پہنچتی رہی اور اس نے بعض مسلمانوں کو بحیرہ کے ایک راستے میں داخل کر دیا اور عربوں نے

ان کا پیچھا کیا پس انہوں نے اچانک دشمن کو آلیا اور فتح حاصل کرنے اور غنیمت لی اور ان کی جگہ کو بھی معلوم کر لیا پس انہیں بحیرہ کی نگرانی کا مکلف کیا گیا اور الشوانی نے بحیرہ میں تیر انداز بھیجے اور انہوں نے ان کی طرف جانے والے راستے کو روک دیا اور سلطان نے اپنے ممالک میں فوج کو اکٹھے کرنے والے بھیجے اور اسے ہر جانب سے امداد ملی اور حاکم بجایہ ابو ہلال بھی پہنچ گیا اور عربوں، سدیش، دلباصہ اور دھوارہ کی فوجیں بھی آگئیں یہاں تک کہ زنا تہ کے ملک مغرب نے بھی اُسے مدد دی اور محمد بن عبدالقوی نے اپنے بیٹے زیان کی نگرانی کے لئے بنی تو جین کی فوج اس کی طرف بھیجی اور سلطان نے باقی ماندہ تنخواہ دار اور رضا کا فوج پر سات موحدین کو سالار مقرر کیا جن کے نام یہ ہیں۔ اسماعیل بن ابی کلاس، عیسیٰ بن داؤد، یحییٰ بن ابی بکر، یحییٰ بن صالح، ابو ہلال عیاذ حاکم بجایہ اور محمد بن عبود اور ان سب کے سرخیل یحییٰ بن صالح اور یحییٰ بن ابی بکر تھے اور مسلمانوں کی اس قدر تعداد جمع ہوگئی جسے شمار نہیں کیا جاسکتا تھا اور صلحاء اور فقہاء اور درویش خود جہاد کے لئے نکلے اور سلطان خود اپنے خواص اور دلی دوستوں کے ساتھ ایوانہ میں بیٹھ گیا اور وہ خواص اور دلی دوست یہ تھے۔ شیخ ابو سعید جو العود کے نام سے مشہور تھا اور ابن ابی الحسین اور قاضی ابو القاسم بن البراء اور اخوالعیش اور محرم ۹۷ھ میں منصف مقام پر ان کی جنگ ہوئی پس اس روز یحییٰ بن صالح اور جردن نے حملہ کیا اور فریقین میں سے بہت سی مخلوق مرگئی اور انہوں نے عشاء کے بعد پڑاؤ پر حملہ کیا اور مسلمان اس کے نزدیک ہلاک ہو گئے اور پانچ سو نصاریٰ کے قتل کے بعد اس پر غالب آ گئے اور اس کے خیمے جس طرح لگے تھے لگے رہے اور اس نے پڑاؤ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا پس اسے لوگوں نے دست بدست کھودا اور شیخ ابو سعید نے خود بھی کھدائی کی اور مسلمان تونس میں مصیبت میں پڑ گئے اور بدگمانی کرنے لگے اور سلطان پر تونس سے قیروان جانے کا الزام لگایا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ہلاک کیا اور فرنجہ کا بادشاہ مر گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ طبعی موت مرا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اُسے ایک جنگ میں اچانک تیر آ لگا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے وبائی مرض ہو گیا تھا اور بعض کہتے ہیں سلطان نے ابن جرام دلائی کے ساتھ اس کے پاس ایک زہر آلود تلوار بھی تھی جس سے وہ ہلاک کیا گیا تھا مگر یہ بات بعید از عقل ہے اور جب وہ فوت ہو گیا تو نصاریٰ نے اس کے بیٹے دمیاط پر اتفاق کر لیا اور اس کا یہ نام اس وجہ سے ہے کہ وہ یہاں پر پیدا ہوا تھا پس انہوں نے اس کی بیعت کی اور جانے کا ارادہ کر لیا اور ان کا دار و مدار علجہ پر تھا پس اس نے المستنصر سے خط و کتابت کی کہ جو کچھ وہ اپنے آنے پر اخراجات کر چکے ہیں انہیں دے دیئے جائیں پس چونکہ عربوں نے اپنے سرمائی مقامات کی طرف جانے کا عزم کر لیا تھا اس لئے سلطان نے ان کی مدد کی اور اس نے ربیع الاول ۶۹ھ میں مصالحت کرنے کے لئے فقہاء کے مشائخ کو بھجوایا اور قاضی ابن زیتون نے چند روزہ سالوں کے لئے مصالحت کے انعقاد کی ذمہ داری لی اور ابو الحسن علی بن عمرو اور احمد بن العماز اور زیان بن محمد بن عبدالقوی امیر بنی تو جین حاضر ہوئے اور حاکم صقلیہ جردن اپنے جزیرہ پر صلح کے لئے مخصوص ہوا اور نصاریٰ اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ چلے گئے اور انہیں سخت آندھی نے آ لیا جس سے وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور سلطان نے جو مال دشمن کو دیا تھا اس کا نادان رعایا پر ڈال دیا جو انہوں نے رضا کارانہ طور پر اسے دے دیا، کہتے ہیں کہ وہ مال دس اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھا اور نصاریٰ قرطاجہ میں تین مہینے چھوڑ گئے اور سلطان نے حاکم مغرب اور نواح کے ملک سے حالات کے متعلق اور مسلمانوں سے اپنے دفاع اور اپنی صلح کے

مشعل بات چیت کی اور قراطیجہ کو اس کی بنیادوں سے مٹا دینے کا حکم دیا اور فرج اپنی دعوت کی طرف لوٹ آئے اور یہ ان کے غلبے کا آخری زمانہ تھا پھر وہ مسلسل کمزور ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ ان کی حکومت عملدار یوں میں تقسیم ہو گئی اور حاکم صقلیہ اور حاکم نایل، حنہ اور سردانیہ اپنے آپ کو دوسروں سے ترجیح دینے لگے اور اس دور میں ان کا قدیم ترین دار الخلافہ حد درجہ کمزور ہو گیا۔ واللہ وارث الارض و من علیہا ہو و خیر الوارثین۔

اصل میں یہ آدمی بنی سعید میں سے تھا جو غرناطہ کے قریبی قلعے کے رؤسائے اور ان میں سے بہت سے آدمی موحدین کے زمانے میں عدد تین کے عامل تھے اور اس کا دادا ابوالحسن سعید قیروان میں بہت بڑا کاروباری آدمی تھا اور اس کا یہ پوتا جس کا نام محمد ہے اس نے اس کی کفالت میں نشوونما پائی اور جب یہ معزول ہو کر مغرب کی طرف لوٹا تو ۶۰۲ھ میں بونہ میں فوت ہو گیا اور اس کا پوتا محمد تونس کی طرف لوٹ آیا اور اس دور میں شیخ ابو محمد بن ابی حفص افریقہ کا حاکم تھا پس یہ اس کے بیٹے ابی زید کی خدمت میں لگ گیا اور جب اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت سنبھالی تو محمد اس کی خواہشات پر غالب آ گیا پھر سید ابوعلی مراکش سے آیا اور افریقہ کا حاکم محمد بن ابی الحسین اس کے مددگاروں میں سے تھا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ مراکش میں مسکورہ کے محاصرہ میں فوت ہو گیا تھا اور ابن ابی الحسین تونس کی طرف واپس آ گیا اور اس نے امیر ابوزکریا کے ساتھ ابتداء ہی میں رابطہ پیدا کر لیا اور اس کی خواہشات پر غالب آ گیا اور جب المستنصر حاکم بنا تو اس نے تھوڑی دیر اسے اپنے طریق پر چلنے دیا پھر وہ الحمیانی کے واقعہ کے بعد اس سے بگڑ گیا اور باطنیہ فرقے میں سے اس کے دشمنوں کی چغلی کا اثر بڑھ گیا اور انہوں نے ابوالقاسم بن عزومہ ابی زید ابن الشیخ ابی محمد کے ساتھ اس کی مداخلت کو نشر کیا تو سلطان نے اسے ہٹا کر اس کے گھر میں نو ماہ تک نظر بند کر دیا پھر اُسے رہا کر دیا اور دوبارہ اُسے اس کی جگہ مقرر کر لیا اور اس نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لیا اور سلطان کے احکام پر اس کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ ۹۱۷ھ میں اس کی وفات ہو گئی اور اس نے اس کے عزا سعید بن یوسف بن ابی الحسین کو الحضرة کے کاموں کا مکلف کیا اور اس نے بہت سامان جمع کر لیا اور الحضرة سے بہت کچھ حاصل کیا اور رئیس ابو عبد اللہ مختلف علوم کا جامع اور شعر و لغت اور نظم و نثر کا بڑا ماہر تھے اور اس کی ایک تالیف ترتیب المحکم ہے جو صحاح جوہری اور اس کے اختصار کی ترتیب کے مطابق ہے اور وہ اپنی ریاست میں مضبوط رائے خود داری عالی ہمت اور خدمت میں بڑا محتاط تھا اور اس کے کچھ اشعار بھی ہیں جن میں سے التجانی وغیرہ نے کچھ اشعار نقل کئے ہیں اور ان میں سے زیادہ مشہور وہ ہیں جو اس نے امیر ابوزکریا کی طرف سے عنان بن جابر کو مخاطب کرتے ہوئے بیان کئے ہیں جو اس نے مخالف ہو کر ابن عاصیہ کی اتباع کر لی تھی اور وہ اشعار ”ز“ کی ردیف میں ہیں اور اس سے قبل دوسرے اشعار میں ”د“ کی ردیف میں ہیں اور اس کا ایک بیٹا سعید نام کا تھا جو اپنے باپ کی زندگی میں مراتب سلطانیہ میں فوت ہو گیا پھر وہ اپنی انتہا سے پہلے ہی شادمان ہو گیا اور اس کی تیسری موت شیخ ابو سعید عثمان بن محمد بختائی جو العودا لوط کے نام سے مشہور تھا کی موت تھی اور مغرب میں اس کے اہل بیت بنی ابی زید کے نام سے مشہور تھے اور ان میں ایک عبدالعزیز بھی تھا جو صاحب الاشغال کے نام سے مشہور تھا اور سعید کے زمانے میں تیسری بدسلوکی سے مغرب سے بھاگ گیا اور ۴۱۱ھ میں سبلماسہ چلا گیا اور وہاں عبد اللہ الحضرة جی نے بہت اچھل کود کی اور امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی پس عبد اللہ نے اُسے

موحدین کے مشائخ کے درجے اور اپنے اہل مجلس میں شامل کر لیا پھر اس نے بنی نعمان کی مصیبت کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے ہاں وہ مقام حاصل کیا کہ کوئی اس کی ہم سہری نہ کر سکتا تھا اور اس کی رائے اور تدبیر پر غالب آ گیا یہاں تک کہ ۳۷ھ میں فوت ہو گیا اور عوام و خواص میں اس کا ذکر خیر باقی رہ گیا۔

اہل جزائر کی بغاوت اور ان کی فتح کے حالات: جب اہل جزائر نے زناتہ اور اہالیان مغرب اوسط کی حکومت کے سائے کو سمیٹتے دیکھا تو انہوں نے اپنی حکومت کے قیام کی سوجھی اور انہوں نے اطاعت کا جواہ اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی اور ۶۹ھ میں سلطان نے ان کی طرف فوج بھیجی اور اس نے صاحب فقر ابو ہلال عیاد بن سعید ہناتی کو جو اس کا ساتھی تھا اشارہ کیا تو وہ ۷۷ھ میں موحدین کی فوجیں لے کر آ گیا اور اس نے ایک سال تک ان سے جنگ کی مگر وہ فتح حاصل نہ کر سکا تو وہ وہاں سے ہٹ کر بجایہ واپس آ گیا اور ۸۳ھ میں بنی وراء کے پڑاؤ میں فوت ہو گیا اور پھر ۸۴ھ میں سلطان نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کا قصد کیا اور خشکی میں ان کی طرف فوج بھیجی اور سمندر میں بحری بیڑے بھی بھیجے اور تونس کی فوج پر ابو الحسن بن یاسین کو سالار مقرر کیا اور عامل بجایہ کو اشارہ کیا کہ وہ ایک اور فوج بھیجے تو اس نے ابو العباس بن ابی العلام کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی اور ان بڑی اور بحری فوجوں نے جزائر کو چاروں جانب سے گھیر لیا اور اس کا محاصرہ سخت کر دیا اور اسے بزور قوت فتح کر لیا اور ان میں خوب قتل و قتل کیا اور گھروں کو لوٹا اور عمدہ احوال ضائع ہوئے اور اس نے شہر کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور انہیں پایہ زنجیر تونس لایا گیا اور قبضہ میں قید کر دیا گیا یہاں تک کہ سلطان کی وفات کے بعد واثق نے انہیں رہا کر دیا۔

اور الجزائر کی فتح کے بعد سلطان تونس سے شکار کے لئے باہر نکلا اور عملدار یوں کا جائزہ لیا اور سفر میں اسے مرض نے آ لیا اور وہ اپنے گھر واپس آ گیا اور اس کی بیماری میں اضافہ ہو گیا اور اس کی موت کی افواہیں پھیل گئیں اور وہ ۵۵ھ کو عید الاضحیٰ کے روز لڑکھڑاتی ٹانگوں کے ساتھ نکلا اور اس کے پاؤں زمیں پر گھسٹتے جاتے تھے اور وہ لوگوں کی خاطر بڑے صبر کا اظہار کرتے ہوئے منبر پر بیٹھا پھر اپنے گھر میں داخل ہوا اور اسی شب کو فوت ہو گیا اور آل حفص کے ملوک میں یہ سلطان بہت عظیم آدمی تھا اور اس کی شہرت بہت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور عدد تین سے القاصیہ کی سرحدوں نے بھی اس کے دامن کو تھامنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہوا تھا اور بڑے بڑے لوگ خصوصاً اندلس سے عجیب کلام کہنے والے شاعر، بلخ، کاتب، سمجھدار عالم، پرہیزگار بادشاہ اور پرجوش شجاع اس کے بیٹے کی حکومت کی پناہ لیتے ہوئے مشرق و مغرب میں خلافت کے نشانات کو مٹانے اور ایوان حکومت کے سوا بادشاہ کی آواز دبانے کے لئے جمع ہو گئے اور طاعنیہ نے مشرقی اور مغربی اندلس میں سلطنت کی بنیادوں کو ختم کر دیا پس قرطبہ پر ۳۳ھ میں اور بنیہ پر ۳۶ھ میں اور اشبیلیہ میں ۳۶ھ میں قبضہ ہو گیا اور وہ ۵۷ھ میں مشرق میں عربوں اور اسلام کے دار الخلافہ بغداد پر قابض ہو گیا اور بنومرین نے بنی عبدالمومن کی حکومت چھین لی اور وہ ۶۸ھ میں موحدین کے دار الخلافہ مراکش میں اکٹھے ہو گئے اور یہ سب کچھ اس کے اور اس کے باپ کے عہد میں ہوا اور ان کی حکومت بڑی مضبوط، مرفہ الحال اور چتھے دار اور بکثرت فوجوں والی تھی اور اس کی جنگوں اور فتوحات اور جلال و عظمت کے بہت سے واقعات ہیں اور اس کے دور میں تونس کے تمدن نے بڑی ترقی کی اور اس کے باشندے بہت سے مرفہ

تاریخ ابن خلدون
الحال ہو گئے اور لوگ سوار یوں، ملبوسات، عمارات، خانگی اشیاء اور برتنوں میں اچھی اور عمدہ چیزوں کا پیچھا کرنے لگے۔ پس انہوں نے ان چیزوں کو بہت اچھے طریق پر تیار کیا یہاں تک کہ انتہا کو پہنچ گئے پھر ان کی صف لپیٹ دی گئی۔ واللہ مالک الامور۔

الواثق یحییٰ بن المستنصر مخلوع کی بیعت کے حالات اور دیگر احوال کا تذکرہ

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان المستنصر ۵۷۱ھ میں فوت ہو گیا تو موحدین اور دوسرے لوگوں نے اس کے باپ کی وفات کی شب اکٹھے ہو کر اس کے بیٹے کی بیعت کر لی اور اس نے الواثق کا لقب اختیار کر لیا اور اپنی حکومت کا آغاز مظالم کے دور کرنے، قیدیوں کو رہا کرنے، فوج اور اہل دیوان کو عطیات دینے اور مساجد کی اصلاح کرنے اور لوگوں سے بہت سے ٹیکسوں کو دور کرنے سے کیا اور شعراء نے اس کی مدح کی تو اس نے انہیں قیمتی انعامات دیئے اور عیسیٰ بن داؤد کو اپنی قید سے رہا کر کے پھر اسے پہلا مقام دے دیا اور لوگوں سے بیعت لینے اور اس کی حکومت کے قیام کا متولی سعید بن یوسف بن ابی الحسین تھا کیونکہ اسے حکومت میں بڑا مقام اور شہرت میں بڑا رسوخ حاصل تھا پس اس نے حکومت سنبھال لی اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک اس نے اسے ہٹا دیا اور اس سے حکومت لے لی اس آدمی کا نام یحییٰ بن عبد الملک غافقی تھا اور کنیت ابو الحسن تھی اور یہ اندلس کا باشندہ تھا اور مرسیہ کے مضافات میں رہتا تھا اور یہ دشمن کے غلبہ کے زمانہ میں شرق اندلس سے غیر ملکی مسافروں کے ساتھ آیا اور یہ بہت اچھی کتابت کرتا تھا اور اس کے سوا اور کوئی کام نہ جانتا تھا پس وہ مضافات میں گھومتا رہا پھر ابو الحسن کی خدمت میں چلا گیا تو اُس نے اسے کاتب بنالیا پھر وہ اسے ولایت دیوان میں لے گیا تو اس کی شان بڑھ گئی اس دوران میں اس کا واثق بن سلطان کے پاس آنا جانا ہو گیا اور جب واثق کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے اس کے مرتبہ کو بڑھا دیا اور شورئ کے لئے خاص کر لیا اور اُسے اپنی علامت کی کتاب عطا کی اور سعید بن الحسین اس کی تقدیم پر متاسف تھا اور اس سے حسد کرتا تھا پس اس نے سلطان کو اس کے خلاف اکسایا اور اسے اس کے مال میں رغبت دلائی پس اس نے ابو سعید بن ابی الحسین کو چھ ماہ کے لئے گرفتار کر لیا اور قصبہ میں قید کر دیا اور اس نے معملہ بن یاسین اور ابن صیاد وغیرہ کی طرف پیادہ فوج بھیجی اور موحدین میں سے ابو زید بن ابی الاعلام کو ابن ابی الحسین سے مال لینے اور اس کی آزمائش کرنے پر مقرر کیا اور وہ مسلسل اس سے مال لیتا رہا یہاں تک کہ اس نے ناڈری کا اعادہ کر دیا اور اس سے حلف طلب کیا گیا تو اس نے حلف اٹھا دیا پھر اسے مارا گیا تو اس نے بتایا کہ اس نے کچھ لوگوں کے پاس اپنا مال بطور امانت رکھا ہوا ہے

انہوں نے اسے کہا کہ اس کے متعلق بتاؤ تو انہوں نے وہ مال ادا کر دیا پھر اس نے اپنے ایک غلام کو اپنے گھر کے ایک مدفون ذخیرے کے متعلق بتایا تو اس نے اس سے تقریباً چھ ہزار دینار نکالے پھر اس کے بعد اس نے اس کی کسی بات کو قبول نہیں کیا اور اسے خوب عذاب دیا یہاں تک کہ وہ اسی سال ذوالحجہ میں فوت ہو گیا اور اس کے جسم کو ایسی جگہ دفن کیا گیا کہ اس کے مدفون کو کوئی نہیں جانتا اور ابوالحسن الخیر حکومت و سلطنت پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوالعلاء کو بجایہ کا والی بنا کر بھیجا اور مشائخ اور خواص نے اس کی سرکشی اور اس کے کبر و نخوت سے جو تکلیف اٹھائی اس پر افسوس کیا یہاں تک کہ اس کا وبال پلٹ کر حکومت پر آ پڑا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔



باب: ۳۳

سلطان ابواسحاق کا

اندلس میں ورود

اہل بجایہ کا سلطان ابواسحاق کی

اطاعت میں داخل ہونے کے حالات

سلطان المستنصر نے ۶۱۰ھ میں ابو ہلال عیاد بن سعید بختی کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور اُسے اس کے بھائی امیر حفص سے حکومت دلائی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہ اس پر بنی وراء کی ہلاکت تک جو ۳۷ھ میں ہوئی حکمران رہا اور اس کے بعد اس نے اس کے بیٹے محمد کو وہاں کا حاکم مقرر کیا جسے اس کی حکومت میں بڑی قوت حاصل تھی پھر المستنصر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا الواثق حکمران بن گیا تو اس نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور بجایہ کی بیعت کا وفد بھجوا یا پھر ابوالحسن القائم الدولہ نے اپنے بھائی ادریس کو بجایہ کی حکومت کا کاروبار سونپا تو اس نے کارِ سلطنت کو سنبھالا اور احوال کو فہم کر دیا اور مشائخ میں اپنا حکم چلانے لگا اور محمد بن الجاہل ہلال نے اس کی زیادتی پر برا منا یا پس ادریس نے اسے گزند پہنچانے کا ارادہ کیا تو محمد بن ابی ہلال اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے اپنے بعض دلی دوستوں کو اس کے قتل میں شامل کیا اور سرداروں سے بھی اس کے متعلق گفتگو کی پس انہوں نے یکم ذوالقعدہ ۶۱۷ھ کو سلطان کے دروازے میں اُسے جو سیٹ حاصل تھی اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو مختلف لوگوں میں پھینک دیا پس انہوں نے اُسے بھیج دیا اور یہ واقعہ سلطان ابی اسحاق کے تلمسان میں اُترنے کے ساتھ ہوا اور جب اسے اپنے بھائی المستنصر کی وفات کی خبر ملی تو اس نے تھوڑی دیر تردد کے بعد اپنا حق لینے کا ارادہ کر لیا پھر وہ تلمسان واپس لوٹ آیا اور انحر اس بن زیان کے ہاں اتر آیا پس وہ اس کی آمد پر کھڑا ہو گیا اور اس کی فیاضی کے متعلق مبالغہ آرائی کی اور اہل بجایہ اور ابن ابی ہلال نے بھی اپنا اپنا کام کیا اور انحضرت پر سلطان کے حملوں سے خوفزدہ ہو گئے پس اس نے سلطان ابواسحاق سے بات چیت کی اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے پاس وفد بھیجا جس نے اسے حکومت کے متعلق اکسایا پس اس نے انہیں جواب دیا اور وہ ذوالقعدہ کے آخر میں آیا تو موحدین اور اہل

بجایہ کے سرداروں نے اس کی بیعت کی اور محمد بن ہلال نے اس کی حکومت کو سنبھالا پھر اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اور اس سے جنگ کی اور وہاں پر عبدالعزیز بن عیسیٰ بن داؤد موجود تھا پس وہ اُسے فتح نہ کر سکا اور وہ وہاں سے چلا گیا یہاں تک کہ وہ بات ظہور پذیر ہوئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔

اور جب واثق اور اس کے وزیر ابن المبرک کو بجایہ میں سلطان ابواسحاق کے دخول کی اطلاع ملی تو اس نے فوجوں کو اس کے پیچھے پیچھے جنگ کے لئے بھیجا اور اپنے چچا ابو حفص کو ان کا سالار مقرر کیا اور ابو زید بن جامع کو اس کا وزیر بنایا پس وہ تونس سے نکلا اور بجایہ میں اس کی فوج موجیں مارنے لگی اور واثق قسطنطنیہ کی طرف بڑھا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے امیر ابواسحاق کو قسطنطنیہ جانے سے روکا پھر امیر ابو حفص کے خروج کے متعلق ابن الجعد کی رائے میں تردد پیدا ہو گیا اور اس نے اپنی فوج کو روکنے کا ارادہ کر لیا پس واثق نے ابو حفص اور اس کے وزیر ابن جامع کو لکھا اور ان میں ہر ایک اپنے ساتھی کو ترغیب دیتا۔ پس ان دونوں نے گفتگو کے بعد امیر ابواسحاق کو بلانے پر اتفاق کر لیا اور اسے یہ اطلاع بھی بھجوا دی اور واثق کو بھی تونس میں یہ خبر پہنچ گئی جب وہ محافظوں اور دلی دوستوں سے الگ تھلگ ہو چکا تھا۔ پس اسے حکومت کے چلے جانے کے متعلق یقین ہو گیا اور اس نے سرداروں کو بلایا اور اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے ماہ ربیع الاول ۵۷۷ھ کو حکومت چھوڑ دی اور قصبہ کے شاہی محلات کو چھوڑ کر دارالاقوری کی طرف چلا آیا اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

الحضرة پر سلطان ابواسحاق کے غلبہ کے حالات: جب سلطان ابواسحاق کو بجایہ سے اپنے امیر ابو حفص اور ابن جامع کا خط ملا تو اس نے صبح سویرے ان کے پاس پہنچنے میں جلدی کی پھر اسے اپنے نتیجے واثق کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے تونس میں علیحدگی اختیار کر لی ہے پس وہ سب اور الحضرة کے باقی ماندہ باشندے اپنے اپنے مراتب کے مطابق اس کی ملاقات کو گئے اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ اور محمد بن ہلال جو اس کی حکومت کا شیخ تھا۔ نصف ذوالحجہ ۵۷۷ھ کے آخر میں الحضرة میں داخل ہوئے اور اس نے اپنی درباری پر ابو القاسم بن شیخ کا تب ابی الحسن کو اور کارسلطنت کے انجام دینے پر ابن ابی بکر بن حسن بن خلدون کو مقرر کیا اور وہ اشبیلیہ سے اپنے بیٹے حسن کے ساتھ امیر ابو زید کے پاس گیا کیونکہ اس نے ان کے ساتھ ایک عہد کیا تھا اور حسن مشرقی کی طرف چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ابو بکر الحضرة میں باقی رہ گیا پس امیر ابواسحاق نے اس کے کارسلطنت میں داخل ہوتے ہی عامل مقرر کر دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کارسلطنت کے منتظم صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے اور اس نے فضل بن علی بن مری کو الزاب کا حاکم مقرر کیا حالانکہ اس کے والی بھی صرف موحدین ہی مقرر ہوتے تھے لیکن اس نے فضل بن علی کے اس عہد کا پاس کیا جو اس نے اس کے ساتھ اندلس جانے کے متعلق کیا تھا پس اس نے اسے الزاب پر اور اُس کے بھائی عبدالواحد کو قسطلیہ پر حاکم مقرر کر دیا پھر اس نے ابو الحیر کو گرفتار کر لیا اور اُسے قید کرنے کا حکم دے دیا اور اسے امتحان و آزمائش کے لئے موسیٰ بن یاسین کے پاس بھیج دیا اور اس نے تعویذات کی جگہ مختلف اشکال کی جادو کی لکیریں دیکھیں جن کے ذریعے ان کے خیال میں اس کا مخدوم جادو کرتا تھا پس اس نے اس کے ساتھ گفتگو کی اور اس کی حالت و آزمائش کی تھی اور اس کی سطوت کے ایام میں سعید ابی الحسن کی شان قسم دینے اور ہلاک ہونے والی تھی یہاں تک کہ وہ اسی سال جمادی الاول کے مہینے میں فوت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کسی بڑا ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور جب

سلطان ابواسحاق اپنے تخت حکومت پر قائم ہو گیا اور اس کی خلافت کا کڑا مضبوط ہو گیا اور تو اس نے محمد بن ابی ہلال کو گرفتار کر لیا اور اسے سڑے میں مصیبت لانے کی وجہ سے قتل کر دیا کیونکہ اسے اس سے حکومت میں خرابی لانے کی توقع تھی اور اسے اس کی فتنہ انگیز مسماعی کا بھی علم ہو چکا تھا۔

اور جب واثق حکومت سے الگ ہو گیا اور دارالالتوری کی طرف چلا آیا تو وہ وہاں کئی روز تک ٹھہرا رہا اور اس کے تین چھوٹے چھوٹے بیٹے فضل، طاہر اور طیب بھی اس کے ساتھ تھے پھر اس کے متعلق سلطان ابواسحاق کے پاس شکایت کی گئی کہ وہ بغاوت کا ارادہ رکھتا ہے اور اس نے اس کام میں فوج کے بعض عیسائی رؤسا کو بھی شامل کیا ہے پس اس کے مقام تربیت نے اسے پریشان کر دیا اور اس نے قصبہ میں اس کے بیٹوں کی جگہ پر اسے اس کے بھائی المستنصر کے زنانہ میں قید کر دیا پھر اس نے ماہ صفر ۷۷۷ھ میں سب کو قتل کر دیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے عنانِ امارت اپنے بیٹے کو دے دی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

امیر ابو فارس بن سلطان ابواسحاق کا اپنے باپ کے زمانے

میں بجایہ کا حکمران بننا اور اس کا سبب

سلطان ابواسحاق کے پانچ بیٹے تھے ابو فارس عبدالعزیز، ابو محمد عبدالواحد، ابو زکریا یحییٰ، خالد اور عمر۔ ان میں ابو فارس عبدالعزیز سب سے بڑا اور سلطان المستنصر نے انہیں اپنے عہد حکومت میں ان کے باپ کے ریاچ کی طرف بھاگ جانے کی وجہ سے محل کے ایک کمرے میں محبوس کیا ہوا تھا اور ان کا راشن مقرر کیا ہوا تھا پس انہوں نے اس کی زیر کفالت اور اس کے وافر رزق کے تحت پرورش پائی یہاں تک کہ ان کا باپ ابواسحاق حکومت پر قابض ہو گیا پس وہ اس کے کناروں تک گئے اور پھلے پھولے اور عزت حاصل کی اور انہوں نے سبقت کرنے والے جوانوں کو چٹا اور سلطان نے انہیں ہر طرح سے آزادی دے دی۔ اور ان میں سب سے فائق ان کا بڑا بھائی ابو فارس تھا کیونکہ اسے ولی عہدی کے لئے تربیت دی گئی تھی اور وہ سلطان کے چند لوگوں میں سے تھا اور احمد بن ابی بکر بن سید الناس اور اس کے بھائی ابو الحسین نے ایک نیکی کی وجہ سے اس پر اپنی محبت و عنایت کی چادر ڈال دی تھی اور وہ یہ کہ ان کا باپ ابو بکر بن سید الناس اشبیلیہ کے اشراف میں سے تھا اور حافظ حدیث تھا اور داؤد اور اس کے اصحاب کے مذہب پر ظاہری فقہ کا راوی تھا اور یہ فقہ اہل اشبیلیہ اور خصوصاً اندلس کے لوگوں کے درمیان مروج تھا پس جب طاغیہ نے حکومت پر حملہ کیا اور اس کی سرحدوں کو ہڑپ کر گیا اور اس کے میدانوں کو چھین کر لے گیا اور اس کے دیار و احصار کی طرف گیا تو اس نے سرداروں اور اشراف کو مغربین اور افریقہ کی طرف جانے کی اجازت دے دی اور ان کا زیادہ تر قصد، ہفصی حکومت کی مضبوطی کے لئے تونس جانے کا تھا پس جب حافظ ابو بکر نے اندلس کے حالات کے اختلال اور اس کے بد انجام اور اس کے باشندوں کے جانے کو دیکھا تو اس نے خلفائے تونس کے ساتھ جو نیکی کی تھی اس کی وجہ سے ان کے پاس جانے کی نیت کر لی پس وہ سمندر پار کر کے تونس میں جاتا تو سلطان اسے بڑی عزت

کے ساتھ ملا اور اُسے اس مدرسہ میں جو حامی الہواء کے پاس ہے اور جسے اس کی ماں ام الخلف نے بنایا تھا۔ تدریس علم پر مقرر کر دیا اور اس کے بیٹوں احمد اور ابوالحسن نے اپنے باپ کے اختصاص کی وجہ سے حکومت کے ماحول اور کفالت میں پرورش پائی اور طلب علم سے طلب دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور سلطان کے مراتب کی طرف دیکھنے لگے اور انہوں نے سلطان ابواسحاق کے بیٹوں کے ساتھ محل کے ان کمروں سے رابطہ پیدا کر لیا جن میں ان کے چچا نے انہیں ان کے باپ کے جانے کے بعد رہائش دی تھی پس وہ ان سے مل جل گئے اور ان کی خدمت کرنے لگے اور جب سلطان حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو ولی عہدی کی تربیت دی اور اُسے وزارت کے طریقوں پر چلایا تو اس نے احمد بن سید الناس کو چنا اور اس کی تعریف کی اور اس کی عزت افزائی کے لئے اسے خلعت دیئے اور اُسے اپنے حاجب کے لقب سے مختص کیا اور اس کا بھائی ابوالحسن اس بارے میں اس سے زبردستی کے رنگ میں مقابلہ کرتا تھا جس کی وجہ سے خواص ان دونوں سے حسد کرنے لگے پس انہوں نے سلطان ابواسحاق کو دوبارہ بھڑکا دیا اور اس کے مقام سے اُسے خوفزدہ کر دیا کہ احمد بن سید الناس نے اُسے حکومت پر حملہ کرنے میں شامل کیا ہے اور اس چغلی میں عبدالوہاب بن قائم الکلامی نے جو اعلیٰ درجہ کے کاتبوں میں سے تھا بڑا کردار ادا کیا اور وہ ان دنوں عوام کے لئے لکھتا تھا پس سلطان نے ۶۹ھ رجب کے آخر میں محل کے دروازے کی طرف بلا کر سید الناس پر حملہ کر دیا پس تلواروں نے اسے کاٹ دیا اور اس کے جسم کو ایک گڑھے میں چھپا دیا گیا اور امیر ابوفارس کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ نہایت غمگین ہو کر اپنے باپ کے پاس سوار ہو کر آیا تو اس کے باپ نے اسے تسلی دی اور بتایا کہ اسے معلوم ہوا ہے کہ ابن سید الناس حکومت کے ساتھ فریب کرنے لگا تھا اور اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی سیاهی کو مٹایا اور ابوالحسن اس ہلاکت سے بچ گیا اور کئی روز روپوش رہنے کے بعد امیر ابوفارس کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا پھر اُسے قید خانے سے رہا کر دیا گیا اور اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے اور سلطان نے اس کے بیٹے کو مانوس کرنے کے لئے بہت کوشش کی اور اس کے سینے سے کینے کو دور کر دیا اور اسے بجایہ اور اس کے مضامین کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے وہاں کا مستقل امیر بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھ دربانی کے لئے جدی محمد کو بھیجا جو ابوبکر بن حسن بن خلدون کا بیٹا تھا پس وہ ۶۹ھ میں بجایہ کی طرف گیا اور اس کی حکومت کو سنبھالا اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے وہ اس کی حکومت کے آخر تک وہاں پر امیر رہا۔

اس آدمی کا نام ابوبکر بن موسیٰ بن عیسیٰ ہے اور اس کی نسبت کومیہ میں ہے جو موحدین کے گھرانوں میں سے ہے اور یہ ابن کادائی والی قسطنطنیہ کا خادم اور دوست تھا اور سلطان ابواسحاق نے اُسے قسطنطنیہ کا نگہبان مقرر کیا اور اس کی حکومت مسلسل قائم رہی اور المستصر فوت ہو گیا تو حالات بگڑ گئے پھر واثق نے اسے حاکم مقرر کیا پھر سلطان ابواسحاق نے کیا اور ابن وزیر بڑا طامع تھا اور لوگوں کے احوال کو اکٹھا کرنے سے ملول نہیں ہوتا تھا اسے پتہ چلا کہ قسطنطنیہ اس فتح کا قلعہ اور پناہ گاہ ہے تو اسے اس میں پناہ لینے اور حکومت پر حملہ کرنے کی سوجھی اور اہل حکومت پر اس کا برا اثر پڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ سلطان ابواسحاق کے سامنے پیش کر دیا اور اس کے لئے تیار ہو گئے پس جب اس نے طاعیہ کی طرف سے جنگ کرنے کے آثار دیکھے تو ان سے کوئی وعدہ نہ کیا اور طاعیہ نے اس معاملہ کے متعلق جو اس کے سامنے پیش کیا گیا تھا تکبر و معذرت کی تو اس نے اُسے قبول کر لیا اور اُسے مبارکباد دی اور جب امیر ابوفارس ۷۰ھ میں اپنے مقام امارت بجایہ کی طرف جاتے ہوئے اس

کے پاس سے گزرا تو اس نے اس سے ملاقات سے تخلف کیا اور صلحاء کی ایک جماعت کو معذرت کرنے اور مہربانی طلب کرنے کے لئے اس کے پاس بھیجا تو اس نے اس کی مرضی کے مطابق ایسا ہی کر دیا اور جب امیر ابو فارس بجایہ کی جانب دور چلا گیا تو ملک ارغون کے کاتب نے نصاریٰ کی ایک فوج کے ساتھ حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور یہ اس کی سرحد میں ان کے ساتھ ہوتا تھا اور انہیں جنگ کے لئے ادھر ادھر لے جاتا تھا تاکہ لوگ اسے اس کا داعی خیال کریں پس اس نے اس بات کو قبول کیا اور اس کے پاس بحری بیڑا بھیجنے کا وعدہ کیا تو اس نے اس کی کھلم کھلا علیحدگی اختیار کر لی اور قسطنطنیہ کی سرحد پر اپنی طرف دعوت دینے لگا اور امیر ابو فارس نے بجایہ سے اس پر چڑھائی کی اور اعراب اور قبائل کے سواروں کو اکٹھا کر لیا اور میلہ میں جا اُترا اور اہل قسطنطنیہ کی رعیت میں سے ایک گروہ اس کے پاس گیا جسے ابن وزیر نے بھیجا تھا تو اس نے ان سے اعراض کیا اور ۸۱ھ ربیع کے آغاز میں قسطنطنیہ کا قصد کیا اور اس پر حملہ کر دیا اور اس کے محاصرہ کے لئے لوگوں کو اکٹھا کر لیا اور تحقیقیں نصب کر دیں اور تیر اندازوں کی جگہیں مقرر کر دیں اور ایک دن یا دن کا کچھ حصہ قسطنطنیہ سے جنگ کی اور ایک جانب سے معقل فیصل پر چڑھ گیا اور اس چڑھائی کے منظم کمرائے کے وقت محمد بن ابی بن خلدون اور ابان بن وزیر تھے اور وہ اس کا بھائی اور ان دونوں کے پیروکار گھیرے میں آ کر قتل ہو گئے اور ان کے سروں کو شہر کی فیصل پر نصب کر دیا گیا اور امیر شہر کے گلی کو چوں میں تسلی دیتا ہوا چلا اور فیصلوں اور پلوں کا جو حصہ ٹوٹ پھوٹ گیا تھا اس کی مرمت کا حکم دیا اور محل میں چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس الحضرۃ میں فتح کی خوشخبری بھیجی اور نصاریٰ کا بحری بیڑا فل کی بندرگاہ پر ابن وزیر کے وعدہ کے مطابق آیا اور ان کی مساعی ناکام ہو گئیں اور امیر ابو فارس تیسری فتح کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا اور ربیع کے آخر میں اس میں داخل ہو گیا۔

ابن سلطان کا جہاد کے لئے فوجوں کی قیادت کرنا: سلطان اپنی حکومت کے مراتب کے لئے اپنے بیٹوں کو ترجیح دیتا تھا اور انہیں اپنی حکومت کے منصوبوں میں شغف اور تربیت دلانے کے لئے منظم مقرر کرتا تھا پس اس نے رجب ۸۱ھ میں اپنے بیٹے امیر زکریا کو موحدین کی ایک فوج پر سالار مقرر کیا اور اسے قفصہ کی جہات کی نگرانی اور اس کے خراج کو اکٹھا کرنے کے لئے قفصہ کی طرف بھیجا پس وہ ان کی طرف گیا اور اپنے کام کو پورا کر کے رمضان میں تونس کی طرف واپس آ گیا پھر اُس نے اپنے دوسرے بیٹے محمد بن عبدالواحد کو اپنی فوج کا سالار مقرر کیا اور اُسے ہوارہ کے وطن کی طرف ان کے تاوان ختم کرنے اور ٹیکس جمع کرنے کے لئے بھیجا اور اس کے ساتھ عبدالوہاب بن قائد الکلاعی کو اس کے اور لوگوں کے درمیان ثالث بنا کر بھیجا پس وہ قیروان پہنچا اور اُسے طرابلس کے نواح، ذباب میں دغی کے ظہور اور اس کے احوال کی اطلاع ملی پس اس نے سلطان کو اطلاع بجھوائی اور اپنا کام شروع کر دیا پھر دغی کا معاملہ چھوٹ ہو گیا اور وہ تونس کی طرف واپس لوٹ گیا۔

اور جب سلطان نے اپنی حکومت کو حاصل کرنے کے لئے اندلس سے سمندر پار کیا اور تلمسان میں یقمر اس بن زبان کے ہاں اتر تو اس نے اس کی پیشوائی اور ملاقات کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا اور سوار کر دیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حکومت کا زیادہ حقدار ہے تو اپنے اسلاف کے دستور کے مطابق اپنی بیعت کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اور حکومت کے معاملہ میں اس کی مدد کرے گا اور اپنی ایک بیٹی کا جو خیام خلافت میں بیٹھی تھی اس کے بیٹے عثمان کے ساتھ رشتہ کر دیا اور جب سلطان الحضرۃ پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے ملک کے حالات پر قابو پالیا تو

تاریخ ابن خلدون سے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو ابو عامر کنیت کرتا تھا اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اس عقد کی تکمیل کے لئے بھیجا پس سلطان نے ان کی نیکی پر اعتماد کیا اور ان کے مطالبہ میں ان کی مدد کی اور وہ الحضرۃ میں کئی روز قیام پذیر رہے اور انہوں نے دعی کے قتنوں میں بڑے کارنامے دکھائے اور ۸۱ھ میں اپنی عورت کے ساتھ واپس آ گئے اور عثمان ہوی کے پہنچنے کے وقت اس کے پاس گیا اور وہ آخر تک ان کے محلات کی نفیس چیز اور ان کی حکومت کے اور ان کے اور ان کی قوم کے لئے شہرت کا باعث رہی۔

ابو عمارہ دعی کے ظہور اور اس کے عجیب و غریب حالات کا بیان

احمد بن مرزوق ابو عمارہ بجایہ کے ان اشراف میں سے تھا جو سیلہ سے وہاں آئے تھے اس نے بجایہ میں پرورش پائی اور جہالت سے درزی کا پیشہ کرتا تھا اور وہ اپنے آپ کو بادشاہ خیال کرتا تھا۔ کیونکہ اس کے زعم میں عارفین اسے اس بات کی خبر دیتے تھے۔ پھر وہ اپنے شہر کو چھوڑ کر صحرائے سجلماسہ میں چلا گیا اور معقلی عربوں سے مل جل گیا اور اہل بیت کی طرف منسوب ہونے لگا اور دعویٰ کرنے لگا کہ وہ جہلاء کے نزدیک فاطمی منتظر ہے اور وہ کانوں کو اپنی فنکاری سے سونے میں تبدیل کر دے گا پس لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کئی روز تک اس کے مقام کے متعلق باتیں کرتے رہے اور مجھے عماریہ کے شیوخ میں سے (عماریہ معقل کا ایک بطن ہے) طلحہ بن مظفر نے بتایا کہ اس نے اسے اس کے ظہور کے ایام میں معقل میں دیکھا کہ وہ اس دعویٰ میں التباس کر رہا تھا یہاں تک کہ عجز نے اسے رسوا کر دیا پھر جب لوگوں نے اس کے سونا بنانے کے ادعاء میں اسے عاجز پایا تو اس سے بے رغبتی اختیار کر لی اور وہ زمین میں پھرتا ہوا جہات طرابلس میں پہنچ گیا اور ذباب کے ہاں اتر اور ان میں سے ایک نو جوان نصیر نے جو واثق المستصر کا غلام تھا اور بری لقب کرتا تھا اس کی مصاحبت اختیار کر لی اور جب اس نے اسے دیکھا تو اسے اس میں اپنے آقا کے بیٹے فضل کی شبیہ نظر آئی تو وہ رونے لگا اور اس کے پاؤں چومنے لگا تو ابن ابی عمارہ نے اسے کہا تمہارا کیا حال ہے تو اس نے اُسے سب واقعہ سنایا تو اُس نے کہا تو نے مجھے اس دعویٰ میں سچا قرار دیا ہے اور میں ان لوگوں سے جو ان سے لڑیں گے تجھے ترجیح دوں گا اور نصیر امرائے عرب کے پاس خوشی کے ساتھ اپنے آقا کے بیٹے کی منادی کرتا ہوا آیا یہاں تک کہ ان پر شک کرنے لگا۔ پھر باؤس بن ابی عمارہ کے پاس ان گفتگوؤں کے لئے آیا جو عربوں اور واثق کے درمیان ہوئیں تھیں اور ابن ابی عمارہ نے اپنی حکومت کے شبہ کے ازالہ کے لئے انہیں بیان کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور مطمئن ہو گئے اور اس کی بیعت کر لی اور اس کی حکومت امیر ذباب غرغرم بن ضاہر بن عسکر نے سنبھالی اور عربوں کو اس کی خاطر مجھے کہا اور انہوں نے طرابلس سے جنگ کی اور ان دنوں وہاں محمد بن عیسیٰ ہخانی حکمران تھا جو عنق الفصہ کے نام سے مشہور تھا پس وہ طرابلس کو سر نہ کر سکے اور سمندر کی طرف زیزر اور اس کی جہات کی طرف جہاں ہوارہ رہتے تھے چلے گئے اور ان پر حملہ کر دیا پھر وہ ان نواح میں چلا گیا اور لمبا یہ اور زواہہ کا ٹکس لیا اور بطون ہوارہ میں سے نفوسہ غریان، نفزہ پرتاوان ڈالے اور انہیں وصول کیا پھر اس نے قابس پر چڑھائی کی تو جب ۸۱ھ میں عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے آباء کے حق کو پورا کرنے کے لئے برضاء و رغبت اس سے عہد و بیان کر لیا اور اس کی خلافت کا

اعلان کر دیا اور اپنی قوم کو پورا اور بنی کعب بن سلم کو اس کا خادم بنالیا اور ان کی سرداری ان کے شیخ عبدالرحمن کے بیٹوں میں تھی پس انہوں نے اس کے داعی کو قبول کیا اور اس کی خدمت میں لگ گئے اور اس کی پارٹی کے لوگ اور محافظ اور نذرانہ کی بستیوں کے لوگ اس کی بیعت کو آنے لگے پھر اس نے بلاد تور اور قسطلہ پر چڑھائی کی تو انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی پھر وہ قفصہ کی طرف واپس آیا تو اس کے باشندوں نے بھی اس کی بیعت کر لی اور اس کی پوزیشن بڑھ گئی اور شہرت پھیل گئی تو سلطان ابواسحاق نے تونس سے اس کی جانب فوج بھیجی جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

اور جب طرابلس کے نواح میں دعی کا معاملہ عظیم ہو گیا اور اہل انصار میں سے بہت سے لوگ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے تو سلطان نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو زکریا کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا پس وہ تونس سے نکلا اور اس نے قیروان سے جنگ کی اور وہاں سے ٹیکس اور تادان حاصل کئے اور پھر دعی کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے چل پڑا اور نمودہ تک پہنچ گیا اور اُسے وہاں خبر ملی کہ دعی نے قفصہ پر قبضہ کر لیا ہے پس فوج میں زلزلہ آ گیا اور وہ اس کے ارد گرد سے منتشر ہو گئے اور یہ تونس کی طرف لوٹ آیا اور رمضان کے آخر دن اس میں داخل ہو گیا اور دعی بھی قفصہ سے اس کے پیچھے پیچھے آیا اور قیروان میں فروکش میں ہوا تو وہاں کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اور مہدیہ صفاقس اور سوسہ کے باشندوں نے بھی اس کی اقتداء کی اور اس کی بیعت کر لی اور تونس میں بہت افواہیں پھیلنے لگیں پس سلطان پریشان ہو گیا اور اس نے شوال کے وسط میں شہر کے باہر اپنا پڑاؤ کر لیا اور لوگوں پر جنگ فرض کر دی اور تعداد میں اضافہ ہو گیا اور سلطان شہر سے باہر اپنے پڑاؤ میں آیا اور دعی نے بھی قیروان سے اس پر چڑھائی کرنے کے لئے کوچ کیا تو اس کے پاس فوج اور موحدین کے مشائخ آ گئے اور طاغیہ بنی المستنصر نے جوان کا طویل خلیفہ تھا جب اس نے واثق اور اس کے بیٹوں کے ساتھ ان کی عملداریوں میں جنگ کی تو ان پر ازراہ شفقت حکومت کو لمبا کر دیا پھر حکومت کا بڑا آدمی موسیٰ بن یاسین موحدین کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ سلطان سے الگ ہو گیا اور راستے ہی میں دعی کے ساتھ جا ملا پس وہ اقتدار سے اتر گیا اور اس کی حکومت کا کڑا ٹوٹ گیا اور وہ بجایہ کی طرف بھاگ گیا جس کا تذکرہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سلطان ابواسحاق کے بجایہ جانے اور دعی بن ابی عمارہ

کے تونس میں داخل ہونے کے حالات

اور جب آخر شوال ۸۱ھ میں سلطان ابواسحاق کی فوج منتشر ہو گئی اور وہ اپنے خواص اور ایک فوج کے ساتھ سوار ہو کر بجایہ جاتے ہوئے تونس کے پاس سے گزرا تو اس کے پاس ٹھہر گیا اور اپنے اہل و عیال کو لے کر کلب البرد میں چلا گیا اور وہ خوراک کی قلت اور بارش اور برفباری کی وجہ سے بڑی تکلیف برداشت کر رہا تھا اور اپنے راستے میں آنے والے قبائل کو رشوت دیتا تاکہ وہ اس سے صلح رکھیں پھر وہ قسطنطنیہ کے پاس سے گزرا تو اس کے عامل عبداللہ بن توفیان البرغی نے اسے وہاں داخل ہونے سے روکا اور بعض بستیوں نے اسے خوراک دی اور وہ بجایہ کی طرف کوچ کر گیا اور پھر اس کا وہ حال ہوا جو

بیان کیا جاتا ہے اور دعی بن ابی عمارہ الحضرة میں آیا اور موسیٰ بن یاسین کو اپنی وزارت اور ابو القاسم احمد بن الشیخ کو اپنی حجابت کی ذمہ داری سونپی اور صاحب اشغال ابی بکر بن الحسین بن خلدون کو گرفتار کر لیا اور اس سے سب مال لے لیا اور بطور آزمائش اصرار کے ساتھ اس سے مال کا مطالبہ کیا پھر اسے گلا گھونٹ کر مار دیا اور بجایہ کا خطہ عبدالملک بن مکی انیس قابس کو دے دیا اور حکومت کی مقدار پوری کر لی اور زمین کے ٹکڑے حکومت کے آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دیئے اور اس نے اپنی پوری توجہ بجایہ کی جنگ کی طرف لگا دی۔

اور جب سلطان ابو اسحاق اپنے ملک سے ملک بدر ہو کر اپنی حکومت کی کرسی سے بے پرواہ ہو کر ذوالقعدہ کے مہینے میں بجایہ پہنچا تو اس کا بیٹا امیر ابو فارس اس کے پاس آیا اور اسے اس کے محل میں داخل ہونے سے روک دیا تو وہ روض الریف میں اترا اور اس نے اسے حکومت سے علیحدگی اختیار کرنے کو کہا تو وہ اس کے لئے حکومت سے علیحدہ ہو گیا اور اس نے موحدین کے سرداروں اور بجایہ کے مشائخ کو اس بات پر گواہ بنایا اور اُسے کو کب میں اتارا اور آخر ذوالقعدہ میں لوگوں کو اس کی بیعت کی دعوت دی تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور محمد علی اللہ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اپنے ریاچی اور سد و کیشی دوستوں میں اعلان کر دیا اور بجایہ سے دعی پر چڑھائی کرنے کے لئے نکلا اور اپنے امیر ابو زکریا کو اپنا جانشین بنایا اور امیر ابو حفص اور اس کے دو بھائی اس کے ساتھ نکلے اور جو کچھ ہوا اُس کا ذکر ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

امیر ابو فارس کے دعی سے جنگ کرنے اور شکست کھانے اور معرکہ میں اس کے اور اس کے بھائیوں کے قتل ہونے کے حالات اور ان کے باپ سلطان ابو اسحاق کے فوت ہونے اور ان کے بھائی امیر ابو زکریا کے تلمسان کی طرف فرار اختیار کرنے کے اثرات

جب دعی کو امیر ابو فارس کے متعلق اطلاع ملی کہ اُس نے اپنے باپ پر ترجیح حاصل کر لی ہے اور اس کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہے تو اس نے محضی گھرانے کے لوگوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے قتل کے ارادہ کے بعد انہیں قید کر دیا اور موحدین کی فوج کے ساتھ صفر ۸۲ھ میں تونس سے نکلا اور مراجنہ جا پہنچا اور دونوں فوجوں نے تین رجب الاوّل کو ایک دوسرے کو دیکھا اور ان کا اکثر حصہ لڑائی ہوتی رہی پھر امیر ابو فارس کا میدان جنگ خراب ہو گیا اور اس کے مددگاروں نے مدد چھوڑ دی اور وہ معرکہ میں قتل ہو گیا اور اس کا پڑاؤ لٹ گیا اور اس کے بھائی باندھ کر قتل کئے گئے، عبدالواحد، عمر، خالد اور ابو محمد عبدالواحد کو دعی نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور ان کے سروں کو تونس بھجوا دیا جہاں انہیں تیروں پر چڑھا کر پھرایا گیا اور شہر کی فصیلوں پر نصب کر دیا

گیا اور اس کا چچا امیر ابو حفص جنگ سے بھاگ گیا اور اس کے حالات کا ذکر ہم بیان کریں گے اور جنگ کی خبر بجایہ پہنچی تو وہاں کے باشندے مضطرب ہو گئے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور سلطان ابو اسحاق اور اس کا بیٹا امیر ابو زکریا تلمسان کی طرف چلے گئے تو اہل بجایہ نے محمد بن السید کو اپنا سردار بنایا جو ان میں دعی کی اطاعت پر قائم تھا اور وہ اقتدار کے دوران نکلا تو اُسے جبل بنی غوبین میں زوادہ نے آلیا اور اُسے گرفتار کر لیا اور امیر ابو زکریا تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور سلطان ابو اسحاق ہی بجایہ میں قید ہو کر باقی رہ گیا جو نہی یہ خبر تو نس پہنچی تو دعی نے محمد بن عیسیٰ بن داؤد کو بھیجا جس نے اُسے ربیع الاول ۸۲ھ کے آخر میں قتل کر دیا اور اس کی حکومت ختم ہو گئی اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو حفص اپنے بھتیجے کی جنگ میں دعی کے ساتھ مراجعت میں حاضر تھا پس اس نے پیدل چل کر جنگ سے جان بچائی اور قلعہ سنان کی طرف چلا گیا جو جنگ کی جگہ سے قریب ہوا رہ کی پناہ گاہ ہے اور اس کے جانے اور نجات پانے تک وہاں ان کے تین پروردہ آدمیوں ابو الحسن بن ابی بکر بن سید الناس اور الفارازی اور محمد بن ابی بکر بن خلدون نے پناہ لی جو مؤلف کا جدِ قرب ہے اور بسا اوقات جب وہ تھک جاتا تو وہ اسے اپنی پشتوں پر اٹھا لیتے اور جب وہ بچ کر قلعہ سنان آ گیا تو لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور اس کے بچ کر قلعہ کی طرف آ جانے کی خبر مشہور ہو گئی اور دعی نے عربوں کو کمرور کر دیا تھا اور اس نے انہیں بری طرح دبا یا پس اس کی آمد کے روز لوگوں نے اس کے پاس ان کے فساد کی شکایت کی تو اس نے ان میں سے تین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور صلیب دے دی پھر اس نے موحدین کے سردار عبدالحق بن تافراکین کو ان کی بیماریوں کے قلع قمع کے لئے بھیجا اور اُسے ان میں خونریزی کرنے کا اشارہ کیا پس ان کا جو آدمی بھی اُسے ملا تو اُس نے قتل کر دیا پھر اس نے بنی علال کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور اسی کے قریب آدمیوں کو جیل میں دے دیا پس ان پر اس کا بہت برا اثر پڑا اور انہوں نے اعیاص کو بار بار طلب کیا اور قلعہ سنان میں امیر ابو حفص کے مقام کے متعلق ایک دوسرے کو خبر سنائی پس وہ اس کی طرف چلے گئے اور ربیع ۸۳ھ میں اس کی بیعت کر لی اور اس کے لئے آلات اور خیمے اکٹھے کر لئے اور ان کے امیر ابوسلیم بن احمد نے اس کی حکومت سنبھال لی اور دعی کو اطلاع ملی تو اُسے اپنے از باب حکومت کے متعلق بدظنی پیدا ہو گئی اور اس نے اپنی حکومت کے سردار ابو عمران بن یاسین اور ابو الحسن بن یاسین اور ابن دانودین اور حسن بن عبد الرحمن سردار زناتہ کو گرفتار کر لیا اور ان کی آزمائش کی اور ان کے احوال لے لئے اور آخر میں انہیں قتل کر دیا اور لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق نرمی پیدا ہو گئی اور دعی کی حکومت مضطرب ہو گئی یہاں تک کہ وہ کچھ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

دعی کے خروج اور رجوع کے حالات اور سلطان ابو حفص کا اپنے

ملک پر قابض ہونا اور وفات پانا

جب سلطان ابو حفص کا غلبہ ہو گیا اور عربوں نے اس کی بیعت کر لی اور الحضرة کے باشندوں نے اس کے متعلق ایک دوسرے سے باتیں سنیں اور لوگ اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے اور دعی نے اہل حکومت پر حملہ کر دیا تو انہوں نے اس سے بغض رکھا اور وہ تونس سے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے ارادہ سے نکلا۔ پس فوجیوں نے اس کے متعلق بری افواہیں اڑا دیں اور وہ شکست کھا کر واپس لوٹ آیا اور ملک نے سلطان ابو حفص کی اطاعت قبول کر لی اور اس نے تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی اور سمنوم کے قریب اتر اور دعی نے شہر سے باہر اس کے مقابلہ میں پڑاؤ ڈال لیا اور کئی روز تک جنگ نے ان کے درمیان طول پکڑے رکھا اور لوگ ہر روز دعی کے مکر و فریب کو دیکھتے یہاں تک کہ انہوں نے اس سے اظہار بیزاری کر دیا اور اُسے چھوڑ دیا اور اپنے پڑاؤ کو چھوڑ کر روپوش ہو گیا اور سلطان ربیع الاخر ۸۳ھ کو شہر میں داخل ہوا اور اس کے تحت حکومت پر قابض ہو گیا اور اس کے دور نزدیک کو خرابی سے پاک کیا اور دعی تونس میں روپوش ہو گیا اور وہاں سے باشندوں کے جھگڑے میں گم ہو گیا اور چاروں طرف اس کی تلاش شروع ہو گئی تو پتہ چلا کہ وہ سلطان کی آمد کی راتوں میں رعیت کے ایک آدمی ابو قاسم القرمادی کے گھروں میں ہے تو اسی وقت ان گھروں کو منہدم کر دیا گیا اور وہاں سلطان کے پاس گیا تو اُس نے سرداروں کو بلایا اور اُسے تو بیخ کی اور اس سے برا سلوک کیا تو اس نے ان کے نسب کی طرف منسوب ہونے کا اعتراف کر لیا پس اس نے اس کی آزمائش اور قتل کا حکم دے دیا اور اس سے بے رحمانہ سلوک کیا اور اس کے جسم کو پھرایا اور سر کو نصب کر دیا اور عبد اللہ بن یغمر اس کے قتل میں شامل تھا اور اس کے حالات بڑے عبرتناک اور سلطان نے خود حکومت سنبھال لی اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا اور لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور طرابلس اور تمسان سے اہل قاصینہ نے اور ان دونوں شہروں کے درمیانی علاقے کے لوگوں نے اس کو اپنی بیعتیں بھیج دیں اور اس نے شیخ ابو عبد اللہ الفا زازی کو جنگوں میں اپنی فوجوں اور رضاحیہ پر امیر مقرر کیا اور انہیں اپنی حکومت کے ساتھ کئے گئے عہد اور اس سے پہلے خلفاء اس بات سے کنارہ کشی کرتے تھے اور اپنے خلاف کوئی دروازہ نہ کھولتے تھے اور وہ اپنے مال اور الحضرة میں لطف اندوز ہو کر قیام پذیر رہا یہاں تک کہ وہ کچھ وقو خ پریر ہوا جس کا ہم تذکرہ کریں گے ان شاء اللہ۔

اور عظیم واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس سلطان کے دور حکومت میں دشمن نے سمندری جزائر پر حملہ کر دیا اور ان کے بحری بیڑے رجب ۸۸ھ میں جزیرہ جربہ میں آ کر ٹھہر گئے اور ان دنوں جزائر کی ریاست محمد بن مہوشخ الوہیبیہ اور شیخ النکازہ کے پاس تھی اور یہ دونوں خوراج کے فرقے ہیں اور حقلیہ کے حکمران المرأکیا نے عدریک بن البرید اکون جو برشلونہ کے سمندری ساحلوں کا بادشاہ تھا کا نائب بن کر ان پر چڑھائی کی کہتے ہیں کہ وہ غربان اور شوائی کے ستر بحری بیڑے تھے اور اس نے انہیں کئی بار تنگ کیا پھر انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور ان کے احوال کو لوٹ لیا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی

بنا کر لے گئے کہتے ہیں کہ جب وہ میں گرم پتھر مارنے کے بعد ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے نہایت اندوہ گین تھا پھر انہوں نے اس کے ساحل پر ایک قلعہ بنایا اور اسے محافظوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا اور ہر سال ان پر آٹھ ہزار دینار ٹیکس مقرر کیا اور صدی کے سرے تک المراکیا کو اس پر قائم رکھا اور الجزیرہ نصاریٰ کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ ۸۷۰ھ کے آخر میں یہ لوگ مالقہ کی طرف واپس آ گئے جیسا کہ ہم اس کا حال بیان کریں گے اور ۸۷۵ھ میں دشمن نے جزیرہ میورقہ کو فتح کر لیا اور طاعیہ برشلونہ بیس ہزار جانبازوں کے ساتھ اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہو کر اس کی طرف گیا اور یہ لوگ میورقہ کے پاس سے گزرے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ ایک سمندر ہیں اور انہوں نے ابی عمر بن حکیم درویش سے پانی پینے کے لئے اترنے کی اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دے دی پس جب یہ لوگ ساحل پر آ گئے تو انہوں نے وہاں کے باشندوں کو جنگ کا الارم دے دیا پس یہ تین دن لڑتے رہے اور مسلمانوں نے ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا اور زخم لگائے اور طاعیہ کے جرنیلوں میں تھا پس وہ جنگ سے ایک طرف ہو گیا اور جب تیسرا دن ہوا اور شکست اس کی قوم پر چھا گئی تو طاعیہ نے فوج کے ساتھ حملہ کر دیا اور مسلمان شکست کھا گئے اور انہوں نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی اور جوانوں سمیت محصور ہو گئے اور انہوں نے ابن حکم کو اپنے اہل اور خواص کا ذمہ داری بنایا اور سستیہ کی طرف چلے گئے اور بقیہ لوگوں نے دشمن کے فیصلے کو قبول کر لیا اور پھر وہ میورقہ کی طرف گیا اور وہاں کے ذخائر اور سامان پر قبضہ کر لیا۔

اور اس کے بعد ۸۷۶ھ میں خزور کی بندرگاہ میں خیانت کی اور اس کی فیصلوں کو توڑ کر اس کے اندر گھس گئے اور جو کچھ وہاں موجود تھا اٹھالے گئے اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنا کر لے گئے اور گھروں کو جلا دیا پھر یہ تونس کی بندرگاہ سے گزرے اور اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ آئے اور اسی سال یا اس کے بعد ۸۷۹ھ میں دشمن کے بحری بیڑے نے المہدیہ سے جنگ کی جس میں جنگ کے لئے سوار موجود تھے پس انہوں نے تین بار اس پر چڑھائی کی اور مسلمانوں نے تمام المہدیہ کو فتح کر لیا پھر اہل عجم کی مدد آ گئی اور دشمن شکست کھا گیا یہاں تک کہ انہوں نے بحری بیڑے کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے۔

باب: ۳۷

امیر ابو بکر زکریا

کا الجزائر قسطنطنیہ پر قبضہ

کے مختصر حالات اور اس کا آغاز اور اس کا انجام

اور امیر ابو بکر زکریا بن سلطان کو اپنی بلند ہمتی، قابلیت اور اہل علم سے مخالطت کی وجہ سے حکومت کی لیاقت حاصل تھی اور یہ امور اس کے حسن حال کی گواہی دیتے تھے اور یہی وہ شخص ہے جس نے دارالاقوری کے بالمقابل جہاں وہ تونس میں سکونت پزیر تھا ایک علمی مدرسہ کا نقشہ بنایا اور جب یہ بجایہ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد فتح کر تلمسان پہنچا تو اپنے داماد عثمان بن یغمر اس کے پاس اتر اور اس کے بعد ابو الحسن بن ابی بکر بن سید الناس بھی جو اس کے باپ اور بھائی کا پروردہ تھا، ماجنہ کی جنگ سے فتح جانے کے بعد سلطان ابی حفص کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے آ گیا اور جب عربوں نے اس کی بیعت کر لی اور حکومت کے آثار نمایاں ہو گئے تو ابو الحسن نے دیکھا کہ سلطان الفاز ازی کو ان پر ترجیح دیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہو گیا اور تلمسان میں امیر ابو زکریا کے ساتھ جا ملا اور اسے اپنی حکومت کے حاصل کرنے کی ترغیب دی اور اس نے بجایہ کے تاجروں سے مال قرض لیا اور اُسے اس کی حکومت کی سطوت کے لئے خرچ کیا اور آدمیوں کو اکٹھا کیا اور مددگاروں سے حسن سلوک کیا اور اس کے ارادوں کی خبر پھیل گئی تو عثمان بن یغمر اس نے اُسے روکا کیونکہ اس نے سلطان ابو حفص کی اس شرط پر اطاعت اختیار کی ہوئی تھی کہ وہ اس سے وہ سلوک ردوار کھے گا جو اس سے پہلے الحضرۃ کے خلفاء کے ساتھ انہوں نے ردوار کھا تھا پس امیر ابو زکریا نے اپنے کام کا ارادہ کر لیا اور تلمسان سے شکار کا تور یہ کر کے داؤد بن ہلال بن عطف امیر بنی یعقوب اور زغبرہ کے بنی عامر کے ساتھ جا ملا اور عثمان بن یغمر اس نے داؤد کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اس کے پاس لوٹا دے تو اس نے اس کے ساتھ عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا اور وہ اس کے ساتھ اپنی قوم سمیت بلا زغبرہ کے آخر میں چلا گیا اور یہ لوگ عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں اترے جو زوادہ کے رؤساء میں سے تھا پس اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور یہ سب قسطنطنیہ کے مضافات میں چلے گئے اور عرب اور سوریکیش بھی اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس نے ۸۳ھ میں البلا سے جنگ

کی اور ان دنوں اس کا عامل ابونوخیان تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور بجایہ کا حکمران ابوالحسن بن طفیل تھا جس کی عامل کے ساتھ رشتہ داری تھی پس اس نے امیر ابوزکریا کو البلاء کے معاملات میں شامل کر لیا اور اس کے لئے اور اس کے رشتہ دار کے لئے شرط لگا دی پس سلطان نے ان کی شرط کو پورا کر دیا اور انہوں نے اسے البلاء پر قبضہ دلادیا اور وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا اور وہ بجایہ کی طرف چلا گیا جہاں کے باشندوں میں اضطراب پیدا ہو چکا تھا جس نے انہیں اختلاف و انشقاق تک پہنچا دیا تھا پس انہوں نے امیر ابوزکریا کو براہیختہ کیا تو وہ جلدی سے ان کی طرف گیا اور ۸۴ھ میں بجایہ میں داخل ہو گیا کہتے ہیں کہ قیسیطیہ پر حکومت سے پہلے اُسے بجایہ پر حکومت حاصل تھی اور ہم نے جو کچھ اپنے شیوخ سے سنا ہے اس میں یہ بات سب سے زیادہ درست اور صحیح ہے اور اہل جزائر نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور یہ قریبی سرحدوں پر قابض ہو گیا اور اس نے الملتخب الاحیاء دین اللہ کا لقب اختیار کر لیا اور اپنے چچا کے ادب کی وجہ سے جو الحضرة میں خلیفہ تھا اس نے امیر المؤمنین کے نام کو چھوڑ دیا اور جماعت کے اہل حل و عقد نے موحدین کی مدد کی اور اس نے ابوالحسن بن سید الناس کو حاجب مقرر کیا پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے غربی جانب اپنے بیٹوں کو بادشاہ بنایا اور حکومت تقسیم ہو گئی یہاں تک کہ خالصۃ اس کی اولاد جو بادشاہوں کے لئے ہو گئی اور انہوں نے الحضرة پر قبضہ کر لیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے اور جب امیر ابوزکریا نے غربی جانب پر قبضہ کر لیا اور الحضرة کے مضافات کو حاصل کر لیا تو اس نے تونس پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا پس اس نے ۸۵ھ میں اپنی فوجوں کیساتھ اس پر حملہ کیا اور عبد اللہ بن رحاب بن محمود جو ذیاب کے مشائخ میں سے تھا اس کے پاس گیا اور الفا زازی نے اُسے احوال تونس سے روکا پس اس نے قابس سے جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ جنگ کرنا اس کا کارنامہ تھا پس ایک روز اس کے جانبازوں پر شکست حاوی ہو گئی تو اس نے ان میں خوب قتل و قیدی بنائے اور اس کی شہر پناہ کو گرا دیا اور گھروں اور کھجوروں کو جلادیا اور مسرات کی طرف چلا گیا اور اس کے واقعات میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ جب امیر ابوزکریا بادلِ نخواستہ اپنی حکومت کے حصول کے لئے تلمسان سے نکلا تو اس کا پڑوسی داؤد بن عطا ف اُسے واپس لانے سے باز رہا اور اس کے بغض و عداوت سے اس کا دل لبریز ہو گیا اور اس نے ازسرنو حاکم تونس کی بیعت کی اور وہاں اپنے پروردہ علی بن محمد خراسانی کو بھیجا اور اس دوران میں علی بن توجین اور مغرکاد مغرب اوسط میں ظہور ہو گیا اور الحضرة کے باشندے امیر ابوزکریا کے مقام سے تنگدل ہو گئے کیونکہ وہ ان سے مطالبات کرتا اور ان کے دور دراز کے آدمیوں کو ذلیل کرتا تھا پس انہوں نے عثمان بن یغمر اس کو بجایہ کے بعد اس کے قلعہ سے جنگ کرنے میں شامل کیا تا کہ وہ اسے اس کی اولاد کو لوٹا دیں پس اس نے ۸۶ھ میں بجایہ پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا مگر وہ اسے باقی ماندہ مضافات کے ساتھ سرنہ کر سکا اور صرف چند ٹیلوں کو فتح کر سکا اور امیر ابوزکریا ۸۷ھ میں بجایہ کی طرف لوٹ آیا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

اہل جزیرہ کی مخصوص حکومت کے آغاز کے حالات: ایک روز تقویٰ کی کاروائی سے سداوہ اور کثومہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس میں سداوہ کے شیخ کا بیٹا مارا گیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ خود شیخ کثومہ سے اس کا بدلہ لے گا اور توزر کا عامل محمد بن ابی بکر تمیمیل تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا پس اس نے شیخ کثومہ کی ذمہ داری لی اور اس کے دشمن

کے مقابلہ میں اس کی مدد کے لئے مال خرچ کیا اور الحضرة سے خط و کتابت کی اور اہل سواد کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اہل نقطہ اور قیدیوں ان کے مقابلہ میں اکٹھے ہو گئے اور وہ اہل توزر کی جمعیت میں نکلا اور ان کے شہر میں ان کے ساتھ جنگ کی اور ضمانت دینے اور مال خرچ کرنے سے پناہ طلب کی مگر اس نے قبول نہ کیا پس اہل نفرادہ نے ان کو مدد دی اور اس پر چڑھائی کی تو اس کی فوج شکست کھا گئی اور انہوں نے ان میں خوب قتل کیا اور قیدی بنا کر توزر لے آئے یہ واقعہ ۸۶۱ھ کا ہے پھر اس کے بعد ان کی دوبارہ جنگ ہوئی تو انہوں نے اس پر فتح حاصل کی اور پھر اس نے تاوان دینے پر اس سے صلح کی اور یہ شرط لگائی کہ اس کے سوا ان پر اور کوئی حکم لاگو نہ ہوگا اور یہ نفرادہ کے رؤساء ان میں سے ہوں گے پس اس نے ان کی شرط کو پورا کیا اور یہ اہل الجرید کے اختصاص کا آغاز تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے ان شاء اللہ۔ ابو دبوس، مراکش میں بنی عبد المؤمن کا آخری خلیفہ تھا جسے ۶۵۸ھ میں قتل کر دیا گیا تھا اور اس کے بیٹے پراگندہ ہو گئے اور زمین میں پھرنے لگے اور ان میں سے عثمان شرق اندلس میں چلا گیا اور طاغیہ برشلونہ کے ہاں اتر اور اس نے اس کی عزت افزائی کی اور وہاں پر اس نے اپنے چچا سید ابی زید المنصور کی اولاد کو پایا جو دشمن کی رعیت میں سے ان کے ٹھکانوں میں ابی دبوس کا بھائی تھا اور وہاں پر سید ابی زید اپنے دین کو چھوڑ کر ان کے دین میں آنے کی وجہ سے ایک مقام حاصل تھا پس انہوں نے اپنے قریبی کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کی اطاعت کے بارے میں تقاریر کیں اور اس نے مرغم بن صابر بن عسکر کو جو بنی ذیاب میں سے الجواری کا شیخ تھا اسے اس کی قید سے چھڑانے پر اتفاق کیا جسے اہل صقلیہ میں سے الغزی نے طرابلس کے نواح میں ۸۶۲ھ میں قیدی بنایا تھا اور انہوں نے اہل برشلونہ میں سے ایک آدمی کے پاس اسے فروخت کر دیا اور اسے طاغیہ نے خرید لیا اور وہ اس کے پاس قیدی بن کر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عثمان بن ابی دبوس اس کے پاس گیا اور موحدی دعوت کے حق کے طلب کرنے کی وجہ سے شہرت پا گیا اور اس نے اطراف کے لوگوں میں کامیابی کی امید کی کیونکہ وہ محافظوں سے دور رہتے ہیں پس وہ سمندر کو عبور کر کے طرابلس چلا گیا اور طاغیہ کے ہاں یہ بھی اس کی خوش بختی کی علامت ہے کہ اس نے مرغم بن صابر کو اس کی خاطر رہا کر دیا اور اس کے ساتھ اس کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا اور اس کے لئے بحری بیڑے تیار کئے اور انہوں نے اس کے ساتھ جو مالی شرط طے کی اس کے مطابق اس نے بحری بیڑوں کو جاننا زوں اور رسد سے بھر دیا پس وہ ۸۸۵ھ میں طرابلس اترے اور مرغم نے اپنی قوم کو اکٹھا کیا اور انہیں ابی دبوس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور انہوں نے اس کے اور اس کی نصرانی فوج کے ساتھ البلا سے جنگ کی پس انہوں نے تین دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا اور اس کا برا اثر ان پر پڑا پھر نصاریٰ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ چلے گئے اور البلا کے قریب ترین ساحل پر لنگر انداز ہو گئے اور ابن ابی دبوس اور مرغم طرابلس کے محاصرہ کے لئے فوج اتارنے کے بعد طرابلس کے نواح میں چلے گئے پس انہوں نے ان سے وہ تاوان لئے جو انہوں نے اپنی شرائط میں نصاریٰ کو بھی نہ دیئے تھے اور وہ اپنے بحری بیڑے میں واپس آ گئے اور ابن ابی دبوس عربوں کے ساتھ گھومتا رہا اور اس کے بعد ابن کنی نے اسے بلالیا کہ وہ اپنے اختصاص میں سنت ہو جائے مگر ابھی اس کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ وہ ایک برچھا لگنے سے ہلاک ہو گیا۔

ابوالحسن بن سید الناس حاجب بجایہ کی وفات کے حالات اور اس کی جگہ ابن ابی حنی کی حکومت کا قیام

اس سے قبل ہم اس شخص کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ تلمسان میں امیر ابوزکریا کے ساتھ جاملتا تھا اور اس کی خوب خدمت کی تھی پس جب امیر ابوزکریا غربی سرحد پر قابض ہو گیا اور اس نے اسے الحضرة کے مضافات سے الگ کر لیا اور بجایہ میں اتر اور وہاں سے تونس کی مدد کی تو اس نے ابوالحسن بن سید الناس کو اپنا حاجب مقرر کیا اور اس کے دروازے کے پیچھے جو کچھ تھا اس نے اس کے سپرد کر دیا اور اس نے اسے اس کی ریاست میں ابوالحسن کے طریقوں پر چلایا جو اس سے قبل اس المستقر کی حکومت میں انیس تھا جس کے طریقوں پر یہ لوگ چلتے اور اس کے مقاصد کے دلدادہ تھے۔ بلکہ اس کی ریاست حجابت کے معاملہ میں ابوالحسن کی ریاست سے زیادہ بہتر تھی کیونکہ بجایہ کی حکومت کی فضا موحدین کے ان مشائخ سے صاف ہو چکی تھی جو اس سے مزاحمت کرتے تھے اور اس نے اپنے مخدوم کی حکومت کو نہایت شاندار طریق سے چلایا اور اس کی طرف لوگوں کی توجہ ہو گئی اور زمام حکومت اس کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ ۹۰ھ میں اس کی وفات ہو گئی پس امیر ابوزکریا نے اس کی جگہ اپنے کاتب ابوالقاسم بن ابی حنی کو مقرر کیا اور میں اس کی اولیت کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی جانتا ہوں کہ وہ اندلس کے مسافروں میں سے تھا جو حکومت کے پاس آیا اور مضافات میں تصرف کرنے لگا اور پھر اس نے ابوالحسن بن سید الناس کے ساتھ رابطہ کیا تو اس نے اس سے لکھوایا پھر اسے ترقی دے دی اور اسے اپنے لئے منتخب کر لیا اور اس کو آزادی دے دی اور اس نے سید الناس کے ہاتھ سے زمام حکومت لے لی اور اس کی خدمت گزاری اسے مظفر کے ہاتھ میں لے گئی یہاں تک کہ سردار لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور خواص نے اسے امید دلائی اور سلطان کو اس کے متعلق علم ہوا کہ وہ اپنے مخدوم کے امور کی سرانجام دہی کی قوت رکھتا ہے اور اسے دوسروں کی کارگزاری سے بے نیاز کر دیتا ہے اور ابوالحسن بن سید الناس فوت ہو گیا تو سلطان نے اسے اس کے کام پر مقرر کر دیا تو وہ اس کے باقی ماندہ ایام حکومت اور اس کے بیٹے امیر ابوالبقاء کی حکومت کے آغاز میں اس کام پر مقرر رہا یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا جس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے۔

ان شاء اللہ

الزاب کا امیر ابو حفص کی اطاعت سے خروج کر کے امیر ابوزکریا کا اطاعت کرنا اور اس کا اپنی جماعت میں بسکرہ کا شامل کرنا

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابواسحاق نے الزاب پر فضل بن علی بن مزنی کو حاکم مقرر کیا جو بسکرہ کے مشائخ میں سے تھا پس اس نے اپنی حکومت کو سنبھال لیا اور جب سلطان فوت ہو گیا تو الزاب کی بستیوں میں بسنے والے عربوں کے بعض گروہوں نے اس کی ایک دشمن قوم کی مداخلت سے اس پر حملہ کر کے اُسے ۸۳ھ میں قتل کر دیا اور البلاء میں اپنی حکومت قائم کرنی چاہی تو بنی زیان کے مشائخ نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور بلا شرکت غیرے اپنی شہر کی حکومت سنبھال لی اور الحضرة کے حاکم امیر ابو حفص کی بیعت کر لی اور دستور کے مطابق اس کی اطاعت اختیار کر لی اور انہوں نے دانپہ میں منصور بن فضل بن مزنی کے ساتھ جنگ کی اور یہ شخص کرفہ میں اپنے بیٹے کی وفات کے وقت الحضرة چلا گیا تھا جو ہلال بن عامر کے قبائل میں سے ہے اور یہ وہ عرب ہیں جو جبل اور اس کی حکومت کے ذمہ دار ہیں اور یہ ان گروہوں کے ہمسروں کے ہاں اتراتو انہوں نے اسے سواری دی اور مال جمع کر دیا اور ۲۷۷ھ میں بجایہ چلا گیا اور سلطان کے دروازے پر اتر اور اسے الزاب کی حکومت کی رغبت دلائی اور حاجب بن ابی حمی کو مختلف قسم کے تحائف دیئے اور اسے ضمانت دی کہ وہ الزاب میں دعوت کو سلطان کے حق میں پھیر دے گا اور وہاں کا خراج بھی نہیں دے گا پس اس نے اُسے اس بات سے مائل کر لیا اور اس نے اسے الزاب کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے فوج سے مدد دی اور اس نے بسکرہ سے جنگ کی مگر اسے سرنہ کر سکا اور وہاں کے مشائخ بنو دمار نے تونس کی سے اپنی دوری اور اپنے دشمن فضل بن منصور کے الحاح کو دیکھا تو انہوں نے امیر ابوزکریا کی اطاعت کا اعلان کر دیا اور اس کی طرف اپنا وفد اور بیعتیں بھیج دیں اور اس نے عادیہ ابن مزنی کو ان سے ہٹا دیا پس انہوں نے اس سے قبولیت کی جو توقع کی تھی اس نے اس کے ساتھ انہیں واپس کیا اور یہ کہ ان کے احکام اس کے سالار فوج کے ہاتھ میں ہوں گے اور اس نے ابن مزنی کو بجایہ کی طرف جاتے دیکھا اور جب وفد بسکرہ پہنچا تو وہ قائد اور منصور بن مزنی کی طرف نکل آئے اور اسے شہر میں داخل کیا اور اس کی اطاعت اختیار کی اور حالات یہاں تک کہ تبدیل ہو گئے کہ منصور بن مزنی کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم اس کے حالات میں کریں گے اور الزاب ہمیشہ ہی امیر ابوزکریا اور اس کے بیٹوں کی دعوت کے تحت رہا یہاں تک کہ وہ الحضرة پر قابض ہو گیا اور آپ بعد میں اس کے بیٹوں کے حالات کا مطالعہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

شیخ الموحد بن عبد اللہ الفاززی اور حاجب ابوالقاسم ابن الشیخ

رؤسائے حکومت کی وفات کے حالات

عبد اللہ الفاززی موحد بن کے مشائخ میں سے تھا اور سلطان ابو حفص کا خاص دوست تھا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے اسے فوج کا امیر مقرر کیا تھا اور اسے جنگیں کرنے اور نواحی کے ہموار کرنے کے لئے بھیجا تھا پس اس نے ان معاملات میں قابل رشک مقام حاصل کیا اور جہات پر قبضہ کر لیا اور باغیوں کو رام کیا اور انہیں نکال باہر کیا اور خراج جمع کیا اور اس بارے میں اس نے قابل ذکر کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور بلاد الجریڈ اور ان کے مشائخ کے ساتھ بھی اس کے احوال اور کاروائیاں رہی ہیں اور یہی وہ شخص ہے جس نے اہل توزر کے مشائخ کی شکایت پر احمد بن بہلول کی آزمائش کی اور اُسے ان پر حکومت کرنے کے ارادوں سے روکا اور یہ اپنے آخری سفر میں تونس سے دودن کے فاصلہ پر ۹۳ھ میں وفات پا گیا اور اسی سال حاجب ابوالقاسم بن الشیخ کی وفات ہوئی اور اس کی اولیت کا واقعہ یہ ہے کہ یہ ۲۶ھ میں اپنے شہر دانیہ سے بجایہ آیا اور اس کے عامل محمد بن یاسین سے رابطہ پیدا کر لیا پس اس نے اسے کاتب بنالیا اور یہ اس پر حاوی ہو گیا اور ابن یاسین کو الحضرة بلایا گیا تو ابن الشیخ بھی اس کے ساتھیوں میں سے تھا پس سلطان نے جستجو کی کہ وہ کتابت کے لئے کسے اپنا نمائندہ بنائے تو ابن یاسین نے اپنے کاتب ابوالقاسم بن الشیخ کی بہت تعریف کی اور سلطان نے اس کا امتحان لیا تو یہ اُسے پسند نہ آیا پھر اُس نے اس کے بارے میں رائے پر نظر ثانی کی اور اس کی تحسین کی اور اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا اور ابن ابی الحسن کو اسے آداب اور خدمت کے طور طریقے سکھانے کا حکم دیا اور اس نے اپنے مخدوم کا بار ہلکا کر دیا یہاں تک کہ ابوالحسن فوت ہو گیا اور سلطان کے گھر کے اخراجات اس کی نگرانی پر موقوف تھے اور اس بارے میں اس کا قلم کام کرتا تھا پس اس نے اس کی وفات کے بعد ابن الشیخ کو سلطان المنصرہ کے آخری ایام تک اس کام کے لئے الگ کر لیا اور جب سلطان واثق حاکم بنا تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ابن ابی الحسن اس کے سامنے آیا تو اس نے اسے اس کے کام پر باقی رکھا اور اُسے اپنے لئے مختص کر لیا اور اُسے اپنے ساتھیوں میں شامل کر لیا پھر سلطان ابوالقاسم کی حکومت آئی تو اس نے بھی اسے اس کے کام پر قائم رکھا اور اسے ابی بکر بن خلدون صاحب اشغال کے ساتھ لکرا دیا اور اس کے عہد میں ریاست کبریٰ اس کے بیٹوں ابی فارس اور اس کے بعد ابو زکریا عبد المؤمن کے پاس تھی پھر دعویٰ کا قضیہ پیش آیا اور وہ اس کی حکومت پر قابض ہو گیا تو اس نے ابوالقاسم بن الشیخ کو چن لیا اور اُسے کتاب العلامۃ فی فواتح السجلات دے کر شغیر کے علاقے کی طرف بھیج دیا اور جب سلطان ابو حفص کو دوبارہ اپنی حکومت مل گئی اور دعویٰ قتل ہو گیا تو ابن الشیخ کو اپنے اس رتبے کی وجہ سے جو اسے دئی کے ہاں

حاصل تھا خوف پیدا ہوا تو اس نے بھلائی اور عبادت کی علامت کے طور پر صلحاء کی پناہ لی تو انہوں نے اس کی سفارش کی جسے سلطان نے قبول کر لیا اور اس نے از خود ان کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ اس کے سپرد کوئی کام کیا جائے تو اس نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور ساتھ ہی کتاب العلامۃ فی فوائح السجلات کی تنقید کا کام دے دیا پس جب سلطان ابو حفص کو اپنی حکومت مل گئی اور باغی قتل ہو گیا اور علامت حکومت کے کسی اور آدمی کی طرف چلی گئی پس وہ اپنی وفات تک جو ۹۴ھ میں ہوئی اس عہدے پر قائم رہا اور اس کے بعد بھی حجابت کا نام ان تینوں خطوط پر قائم رہا اور اس نے تدبیر و حرب کا حکم دیا اور اس کی ریاست موحدین کے مشائخ کی طرف راجع رہی یہاں تک کہ احوال بدل گئے اور الٹ پلٹ گئے جیسا کہ آپ کو آئندہ بیان ہونے والے حالات سے پتہ چلے گا اور اس کے بعد سلطان نے اپنا حاجب ابو عبد اللہ الحنفی کو مقرر کیا جو اخیر کے طبقہ میں سے تھا اور وہ حکومت کے آخر تک اس عہدہ پر قائم رہا۔

سلطان ابو حفص کی وفات کے حالات اور اس کا اپنے بعد حکومت کی وصیت کرنا

سلطان ابو حفص ہمیشہ ہی غالب اور آسودہ حال میں رہا یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہو گئی اور ۹۴ھ ذوالحجہ کے آغاز میں اسے درد اٹھا پھر یہ درد شدت اختیار کر گیا اور مسلمانوں کے معاملات نے اسے بے قرار کر دیا پس اس نے اپنے بیٹے عبد اللہ کے لئے ایام التشریق کے دوسرے دن خلافت کی وصیت کی اور موحدین نے اس کی صغر سنی کی وجہ سے اس کے مراتب سے تخلف کے باعث اسے اچھا نہ سمجھا پھر یہ کہ وہ بالغ بھی نہ تھا انہوں نے اس بارے میں باتیں کی اور سلطان کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ ناراض ہوا اور انہیں چھوڑ کر ولی ابی محمد المر جانی کے ساتھ شوریٰ کی طرف آیا اور اس کے متعلق اس کی رائے بہت اچھی تھی اور ظن بھی نیک تھا اور جب واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹوں کو ان کے قید خانے میں قتل کر دیا گیا تو اس کی ایک بیٹی اس ولی کو حمل میں لئے ہوئے رباط کی طرف بھاگ گئی اور اسے اس کے گھر میں جتا تو شیخ نے اس کا نام محمد رکھا اور اس کا حقیقہ کیا اور فقراء کو گندم کے آٹے اور گھی کا کھانا پکا کر کھلایا اور ہمیشہ کے لئے اس کا لقب ابو عسیدہ پڑ گیا پھر یہ رد پوشی کے بعد ان کے محلات میں چلا گیا اور اس نے اپنی قوم کے خلفاء زبر سائے پرورش پائی اور جوان ہوا اور ولی ابی محمد کے ساتھ اس کا عہد باقی رہا اور دونوں اس پر ہمیشہ قائم رہے اور جب سلطان ابو حفص نے اس کے ساتھ عہد کے متعلق گفتگو کی اور اس کے بیٹے پر موحدین کی نکتہ چینی کا ذکر کیا تو شیخ نے اسے بتایا کہ وہ عہد کو محمد بن واثق کی طرف پھیر دے تو اس نے اس کے اشارہ کو قبول کیا اور اسے ولی عہدی کی تربیت دی اور موحدین کے مشائخ اور سرداروں کی موجودگی میں اپنے اس عہد کو نافذ کیا اور آخر ذوالحجہ ۹۴ھ میں فوت ہو گیا۔

سلطان ابو عسیدہ کی حکومت کے حالات اور اس کے بعد کے احوال: جب سلطان ابو حفص فوت ہو گیا

تو موحدین کے سردار مدگار فوج اور دیگر سب لوگ قصبہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے اس کے ولی عہد سلطان ابو عبد اللہ محمد کی ۲۴ ذوالحجہ ۹۴ھ کو بیعت کر لی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کا لقب ابو عسیدہ بن سلطان واثق تھا پس اس کی بیعت سے لوگوں کا شرح صدر ہو گیا اور سب لوگوں نے اُسے پسند کیا اور اس نے المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا اور اس نے اپنی حکومت کا آغاز عبد اللہ بن سلطان ابی حفص کے قتل سے کیا، کیونکہ وہ بھی ولی عہدی کے لئے ایک مقام رکھتا تھا اور اس نے محمد بن پرزیکش کو اپنا وزیر بنایا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور محمد الشیخی کو حجابت، تدبیر اور فوج کے امور کی سرانجام دہی پر قائم رکھا اور موحدین کی ریاست ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللجانی کے پاس تھی پس اس نے جو کام اس کے سپرد کیا اس نے اسے ذمہ داری سے سرانجام دیا اور عبد الحق بن سلیمان نے جو اس سے پہلے موحدین کا رئیس تھا اسے اس بارے میں تنگ کیا یہاں تک کہ وہ الگ ہو گیا اور فوت ہو گیا تو وہ بلا شرکت غیرے حکومت پر قابض ہو گیا اور الشیخی اس کی حجابت کا با اختیار منتظم بن گیا اور اس کا ہم میں محمد بن ابراہیم بن الدباغ اس کا مددگار تھا اور ابن دباغ کے حالات میں سے یہ واقعہ بھی ہے کہ اس کا باپ ابراہیم ۶۶ھ میں اشبیلیہ کے مسافروں میں تونس آیا تو یہ تونس میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی اور ماہر حساب دانوں مثلاً ابوالحسن اور ابوالحکم بن رجس تیار کرنے اور حساب کرنے کی تربیت لی اور ابوالحسن کی بیٹی کے متعلق ان دونوں سے رشتہ داری کر لی پس ان دونوں نے اس کا نکاح کروادیا اور اُسے دیوان اعمال کی سیکریٹری شپ کے لئے تربیت دی اور جب ابو عبد اللہ الغازی با اختیار رئیس بن گیا تو اُسے اپنا کاتب بنالیا اور وہ بڑا کنز و عقل اور خلیفہ کا نافرمان تھا اور اس کا کاتب محمد بن دباغ اسے خلیفہ کی اغراض کے لئے تیار کر رہا تھا کہ اچانک حاجب بن الشیخ نے اس کے متعلق سازش کی اور اُسے خلیفہ کے پاس اسے بارے میں بات کرنے کا اچھا موقع مل گیا اور جب سلطان ابو عسیدہ حکمران بنا تو اس نے اس کی سابقہ فرمانبرداری کا لحاظ رکھا اور اس کا حاجب الشیخی بکری کی طرح کی تحریر سے بے بہرہ تھا پس سلطان نے ابن دباغ کو کاتب بنا لیا پھر اسے ۹۵ھ میں اپنی علامت کی کتابت پر ترقی دے دی اور وہ اس میں بڑا ماہر تھا پس وہ حجابت میں الشیخی کا معاون بن گیا اور سلطنت کے کاروبار اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ ۹۹ھ میں الشیخی فوت ہو گیا تو سلطان نے اسے اپنا حاجب مقرر کر دیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ اس کام پر با اختیار ہو گیا اور تدبیر و حرب کا کام موحدین کے مشائخ کے پاس تھا۔

عبد الحق بن سلیمان کی مصیبت کا حال اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کے حالات: ابو محمد عبد الحق بن سلیمان سلطان ابو حفص کے زمانے میں موحدین کا رئیس تھا اور اس کی اصل وہ تھیں جو حکومت کے آغاز سے ہیوں میں آباد ہیں اسے اور اس کے اسلاف کو ان پر حکومت حاصل تھی اور اس سلطان کے زمانے میں اُسے الحضرۃ میں تمام موحدین کی سرداری حاصل ہو گئی اور اس کے دوست اور مددگار بھی تھے اور یہ اپنے بیٹے عبد اللہ کی ولی عہدی کا بہت حریص تھا اور اس بارے میں موحدین کی نکتہ چینیوں کا جواب دیتا رہتا تھا پس سلطان ابو عسیدہ نے اسے مال سمیت قیدی بنالیا اور جب اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور عبد اللہ اپنے قید خانے میں قتل ہو گیا تو اس نے ابو محمد بن سلیمان کو گرفتار کر لیا اور صفر ۹۵ھ میں اسے قید کر دیا یہاں تک کہ وہ اپنے قید خانے میں صدی کے سرے پر قتل ہو گیا اور اس کی مصیبت کے وقت اس کے دونوں بیٹے محمد

اور عبداللہ بھاگ گئے اور عبداللہ امیر ابو زکریا کے ساتھ جاملہ اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے بیٹے سلطان ابوالبقاء خالد کے ساتھ تونس میں داخل ہو گیا اور محمد بھاگنے کے بعد مغرب اقصی چلا گیا اور بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کے ہاں تلمسان کا محاصرہ کرنے والی فوج کے پڑاؤ میں اترا تو اس نے اس کی بہت عزت کی اور یہ ایک مدت تک اس کے ہاں مقیم رہا۔ پھر اپنے وطن کو واپس آ گیا اور پہلے طور طریق کو چھوڑ کر زہد و عبادت کے طریق کو اختیار کر لیا اور انی لباس پہن لیا اور صلحاء کی صحبت اختیار کر لی اور فریضہ حج ادا کیا اور اس نے لمبی عمر پائی اور تمام لوگوں کو اس سے حسن ظن ہو گیا اور اس پر اس کی دعاؤں پر یقین پیدا ہو گیا اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے ملنے جلنے والوں کی تعداد بکثرت ہو گئی اور اس کے بالمقابل خلفاء نے اسے ایک اور عظمت دی اور اسے کئی بار ملوک زناتہ کے پاس بھیجا اور جب سلطان ابوالحسن کی فوجوں نے جبل فتح سے جنگ کی تو وہ جبل فتح کے ایک جہاد میں بھی شامل ہوا اور وہ ہمیشہ اسی طریق پر قائم رہا یہاں تک کہ وہ آٹھویں صدی کے نصف میں طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا۔

سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب کے مراسلہ اور اس کے تحائف کے حالات: جب سلطان ابو عسیدہ کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اسے غربی جانب سے جنگ کرنے اور اس کی سرحدوں کو امیر ابو زکریا سے واپس لینے کی سوجھی اور امیر ابو زکریا کا یہ حال تھا کہ اہل جزائر نے اپنے موحد عامل کی وفات کے بعد اس کے خلاف بغاوت کر دی ہوئی تھی اور اس کے بعد ان کے مشائخ میں سے محمد بن علان وہاں کو پڑا اور عثمان بن یغمر اسن اور اس کے پیچھے بنی عبدالواد کی حکومت مضبوط ہو گئی اور انہوں نے تو جین، مفرادہ اور بلکنین پر غلبہ پالیا اور اس کی سعی و کوشش الحضرة کے حکمران کے لئے تھی کیونکہ وہ ان کی دعوت سے متمسک تھا اور ان کی بیعت میں اپنے باپ کے مذہب کا پابند تھا پس سلطان ابو عسیدہ کے عزائم اس بات کے لئے پختہ ہو گئے اور وہ ۹۵ھ میں الحضرة سے چلا اور اپنی عملداری کی سرحدوں سے گزر کر قسطنطینہ کے مضافات میں جا پہنچا اور رعایا اور قبائل اس کے آگے بھاگ اٹھے اور وہ میلہ تک پہنچ گیا اور وہیں سے وہ رمضان میں الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور جب اس نے بجایہ کی عملداری کو اپنی جنگ سے تنگ کر دیا تو امیر ابو زکریا نے غربی جانب کو تسکین دینے کے لئے اپنی نظر دوڑائی تاکہ وہ اس سے فارغ ہو کر سلطان صاحب الحضرة کی مدافعت کر سکے پس اس کا ہاتھ عثمان بن یغمر اسن تک پہنچ گیا اور اس نے اس کے ساتھ محبت و تعلق کے باعث قدیم رشتے مضبوط کر لئے اور اس دوران میں سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے تلمسان پر چڑھائی کر دی اور اس پر اپنا پورا زور لگا دیا اور عثمان بن یغمر اسن نے امیر ابو زکریا سے کمک طلب کی تو اس نے اسے موحدین کی ایک فوج کے ساتھ مدد دی جس کے ساتھ بنی مرین کی ایک فوج نے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور ان میں خوب خونریزی کی اور ان کی فوج بجایہ کی طرف واپس آ گئی اور یوسف بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کو بجایہ کی طرف بھیجا اور ان پر اپنے بھائی ابو یحییٰ کو سالار مقرر کیا اور اس سے قبل عثمان بن سباع، حاکم بجایہ سے الگ ہو کر اس کے پاس آیا اور اسے اس کی سلطنت میں رغبت دلانے لگا پس اس نے اسے خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب عزت افزائی کی اور اس کے ساتھ اس فوج کو بھیجا پس وہ بجایہ جا پہنچے اور اس پر دباؤ ڈالا پھر اس سے گزر کر تارکارت اور بلاد سد و نکش میں چلے گئے اور ان جہات پر تباہی و بربادی اور فساد پھیلایا اور ان پر قبضہ کر لیا اور تلمسان میں یوسف بن

یعقوب کے پڑاؤ میں لوٹ آئے اور جب حاکم الحضرة سلطان ابو عسیدہ کو اس بات کا علم ہوا کہ امیر ابوزکریا نے عثمان بن بشر اس کو آمد اودی ہے تو اس نے اس کے دشمن یوسف بن یعقوب کو اطلاع دی اور اسے بجایہ اور اس کے نواح پر حملہ کرنے پر اکسایا اور اس بارے میں اس نے رئیس الموحدين ابو عبد اللہ بن الکجار کو اپنا سفیر بنایا پھر اس نے دوسری بار ۳۵۷ھ میں عظیم تحائف کے ساتھ اسے سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ سنہری زین، تلوار اور نیمبر لے کر گیا جو یا قوت اور جو اہر کے قیمتی زیورات کی طرز پر بنی ہوئی تھیں اور اس دوسری سفارت میں وزیر الدولہ ابو عبد اللہ بن پرزکین اس کا رفیق تھا اور وہ یعقوب بن یوسف سے بہت سے تحائف لے کر لوٹا جن میں تین سو نچریں بھی تھیں اور تحائف و ملاطفت اور سفارات و مخاطبات کا سلسلہ مسلسل جاری رہا اور یوسف بن یعقوب سلطان کو تعریفیہ حالات لکھتا اور رئیس الموحدين ابو یحییٰ اللخیمانی کو لکھتا اور بنی مرین کی فوجیں بجایہ کی نواح میں آنے جانے لگیں یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں بیان ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہداج کے قتل اور کعب کے فتنہ پیدا کرنے اور ان کے ابن ابی دبوس کی بیعت کرنے کے حالات اور اس کے بعد ان کی

مصیبت کا بیان

جب سے کعب نے امیر ابو حفص کی حکومت کا ساتھ دیا تھا ان کی دولت و ثروت میں اضافہ ہو گیا تھا اور آسودگی نے ان کو متکبر بنا دیا تھا اور انہوں نے بہت فساد اور خرابی پیدا کر دی تھی اور ان کی رہزنی اور باغوں کی توڑ پھوڑ اور کھیتوں کی لوٹ مار نے طول اختیار کر لیا تھا پس عوام ان سے کینہ رکھنے لگے اور ان کے بُرے حالات کے منتظر رہنے لگے اور ان کا رئیس ہداج بن عبیدہ ۵۷۷ھ میں البلد آیا تو جاسوس اس کے پاس آگئے اور عوام نے بھی اس کے متعلق بُرے ارادے کر لئے اور وہ نماز جمعہ کے لئے مسجد میں گیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ مسجد میں جوتوں سمیت چلا گیا تھا اور وہ کہنے لگا مجھ پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جاسکتی میں تو سلطان کی مجلس میں بھی جوتوں سمیت چلا جاتا ہوں پس لوگوں نے نماز کے بعد اسے لکارا اور اُسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹا پس سلطان کے خلاف ان کا فساد بہت بڑھ گیا اور اس دور کے شیخ الکعب احمد بن ابی اللیل نے عثمان بن ابی دبوس کو اس کے مقام سے جو نواح طرابلس میں تھا بلایا اور اسے امیر مقرر کر دیا اور اس کے بعد الحضرة پر چڑھائی کر دی پس وہ دونوں ہمیشہ اسی حالت میں رہے اور وزیر ابو عبد اللہ بن پرزکین فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا اور انہیں شکست دی اور فوج کے ساتھ جہات کی درستی اور عربوں کے شور و غل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے نکلا پس احمد بن ابی اللیل اس کے پاس آیا اور ہوراء کے جوانوں میں سے سلیمان بھی دوبارہ اطاعت اختیار کر کے اس کے

ساتھ تھا اور ابن ابی دیوس اپنے مقام کی طرف چلا گیا اور اس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور وہ ہمیشہ قید ہی میں رہے یہاں تک کہ احمد نے ۸۷۸ھ میں اپنے قید خانے میں فوت ہو گیا اور کعب کی امارت محمد بن ابی اللیل نے سنبھال لی اور اس کے ساتھ حمزہ اور اس کا بھائی عمر کا بیٹا مولاهم اس کے مددگار تھے اور وزیر ۸۷۷ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور مولاهم ابن عمرو فذبن کر گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور الحضرۃ کی طرف بھیج دیا۔ پس اسے بھی اپنے چچا احمد کے ساتھ قید کر دیا گیا اور اس کے بھائی حمزہ نے اعلانیہ طور پر مخالفت شروع کر دی اور اس کی قوم نے مخالفت کرنے میں اس کی اتباع کی تو ان کا فساد بڑھ گیا اور انہوں نے رعایا کو تکلیف پہنچائی اور عوام کی طرف سے عام شکایات ہونے لگیں اور انہوں نے بازاروں میں شور و شغب برپا کر دیا پھر وہ ایک دروازے پر بغاوت کے ارادے سے آئے تو دروازے کو ان کے درے بند کر دیا گیا تو انہوں نے پتھر اڑ کر دیا اور ان کا خیال تھا کہ ان پر جو مصیبت آئی ہے وہ حاجب ابن دباغ کی وجہ سے آئی ہے اور وہ اس کے قتل سے اپنے دلوں کو ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے اور حاجب نے ان کے معاملہ کو اٹھایا اور سب کو قتل کرنا چاہا تو سلطان نے اس بات سے انکار کیا اور اسے ان کے ساتھ نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کی بیعت مضبوط ہو جائے پھر وہ اس شخص کے سزا دینے کے درپے ہو گیا جس نے ان میں بڑا کردار ادا کیا تھا یہ واقعہ رمضان ۸۷۸ھ کا ہے اور عرب مسلسل اپنی بد مستیوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ سلطان وفات پا گیا جس کا تذکرہ آئندہ بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

اہل جزائر کی بغاوت اور وہاں پر ابن علان کا حکومت کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کرنا

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ المستنصر کے ایام میں الجزائر نے بغاوت کر دی تھی اور موحدین کی فوجیں بزور قوت ان کے پاس آگئی تھیں اور ان کے مشائخ کو انہوں نے تونس میں قید کر دیا تھا یہاں تک کہ اس کی وفات کے بعد انہوں نے تونس کو آزاد کر دیا اور جب امیر ابوزکریا الاوسط بجایہ کی مغربی سرحدوں اور قسطنطنیہ کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو موحدین کے زمانے میں الجزائر کا حکمران ابن الکجاء تھا پس اس نے جزائر کے مشائخ کے اتفاق سے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور اس کے پاس گیا اور اس نے ابن الکجاء کو اس کی ولایت لکھ دی اور وہ ہمیشہ ہی ان کا حکمران رہا یہاں تک کہ بنو مرین نے اٹھ کر بجایہ پر چڑھائی کر دی اور ابن الکجاء عمر رسیدہ اور بوڑھا ہو چکا تھا اور اس دوران میں اس کی وفات ہو گئی اور ابن علان الجزائر کے مشائخ میں سے تھا اور اس کے اوامر و نواہی پر عمل ہوتا تھا نیز وہ امارت کا منیع تھا جس کی وجہ سے اسے باقی ایام میں اہل جزائر پر سرداری حاصل تھی کہتے ہیں کہ اسے اس کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق بھی تھا پس جب ابن الکجاء وہاں پہنچا تو اسے مخصوص حکومت کے قیام اور الجزائر میں کود پڑنے کی سوجھی اور اس نے بطوانہ سے امیر کی وفات کی شب اہل قوت کے

تاریخ ابن خلدون
متعلق پیغام بھیجا اور انہیں قتل کر دیا گیا اور وہ مخصوص حکومت کا داعی بن گیا اور امیر ابو زکریا بن مرین سے جنگ کی وجہ سے اس کے پاس موجود تھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی اور بجایہ آخر تک موحدین کا باغی رہا تا آنکہ بنو عبد الواد نے اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

امیر ابو زکریا کی وفات اور اس کے بیٹے امیر ابو البقاء کی بیعت کے حالات جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو زکریا نے مغربی سرحدوں پر قبضہ کر لیا تھا اور انہیں الحضرة کی عملداریوں سے علیحدہ کر لیا تھا اور دعوت خفصی کو دو حکومتوں میں تقسیم کر دیا تھا اور وہ نہایت درجہ محتاط بیدار مغز اور پختہ رائے آدمی تھا کہ کوئی دوسرا ان امور میں اس کے مقام تک نہ پہنچ سکتا تھا اور وہ اپنے وطن کی بہت دیکھ بھال کرنے والا اور خود اپنی عملداریوں کا دورہ کرنے والا اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے والا تھا اور وہ ہمیشہ اسی طریق پر کار بند رہا یہاں تک کہ ساتویں صدی کے سرے پر وفات پا گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابو البقاء خالد کو ۹۸ھ میں ولی عہد بنایا تھا اور اسے قسطنطین کی امارت دی تھی اور اسے وہیں رکھا ہوا تھا پس جب امیر ابو زکریا فوت ہو گیا تو حاجب ابو القاسم بن ابی جی نے موحدین کے مشائخ اور فوجی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور ان سے امیر ابو البقاء کے لئے بیعت لی اُسے اطلاع ملی تو وہ آیا کو اس کی بیعت عامہ ہوئی اور ابن ابی جی اس کی حمایت پر قائم رہا اور اس نے یحییٰ بن ابی الاعلام کو وزیر بنایا اور اس نے ضہاجہ پر ابو عبد الرحمن بن یعقوب بن حلوب کو ان کا امیر بنایا جو الحمد للہ دار کھلاتا تھا اور موحدین کی سرداری ابو زکریا یحییٰ بن زکریا کو دی جو خفصی گھرانے سے تھا اور یہ صورت حال اسی طرح قائم رہی یہاں تک کہ وہ حالات پیدا ہو گئے جن کا ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

قاضی الغیوینی کی سفارت اور اس کے قتل کے حالات قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ بنی مرین نے حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ پر حملہ کیا تھا اور جب سلطان ابو البقاء نے حکومت سنبھالی تو اس نے حاکم تونس سے علیحدگی کو ختم کرنے کے لئے اس سے تعلقات قائم کرنے کا عزم کر لیا اور اس بارے میں سفارت کے لئے ابو زکریا یحییٰ بن زکریا خفصی کو مقرر کیا تا کہ ان دونوں کے درمیان مضبوط تعلقات قائم ہوں اور اس نے اس کے ساتھ قاضی ابو العباس الغیوینی کو جو بجایہ کا عظیم سردار اور ان کا مشیر تھا، بھجوایا پس وہ پیغام رسانی کے بعد بجایہ کی طرف واپس لوٹا تو اس نے سلطان کے جاسوسوں کو الغیوینی کے رستہ میں دیکھا پس انہوں نے اس کے خلاف لوگوں کو برا بھلا کہنا اور مشہور کیا کہ یہ الحضرة کے حاکم کو سلطان پر حملہ کرنے میں شامل کیا تھا اور اس میں ظافر الکبیر نے بڑا کردار ادا کیا تھا اور اس کی باتوں کو بیان کیا اور جو کچھ اس نے سلطان ابو اسحاق کے ساتھ کیا تھا اس کا بھی ذکر کیا کہ اس نے بنی غیوین کو اس کے خلاف اکسایا تھا پس سلطان اس سے وحشت محسوس کرنے لگا اور ۱۰۷۷ھ میں اسے گرفتار کر لیا پھر انہوں نے اسے اس کے قتل پر اکسایا تو ۱۰۷۳ھ میں منصور ترکی نے اسے اس کے قید خانے میں قتل کر دیا۔

باب: ۳۵

سلطان ابوالبقاء

کا حاجب بن ابی حی کو معزول کر دینا

سلطان کے بگاڑ کا سبب حاجب کا تونس کی سفارت کرنا تھا

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالبقاء حکمران بنا تو بنی مرین کی فوجیں حاکم تونس کی مداخلت سے بجایہ کے مضامفات میں گشت کرتی پھرتی تھیں پس انہوں نے اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور ابن ابی حی اپنی حجابت میں حکومت میں باختیار تھا پس ان کے احوال کو دیکھ کر اس کا دل تنگ پڑ گیا اور ان کے ساتھ حکومت کے رویہ نے اسے فکر مند کر دیا اور اس نے خیال کیا کہ الحضرة کے حکمران کے ساتھ پیٹھ جوڑی کرنے سے یہ اپنے عزائم سے رک جائیں گے پس اس نے سلطان پر اعتماد کی وجہ سے یہ کام از خود کرنے کا عزم کر لیا اور ۵۵۷ھ میں بجایہ سے نکلا اور اپنے سلطان کی جانب سے ایچی بن کر الحضرة آیا جس سے حکومت خوش ہو گئی اور اس کے ساتھ اور اس کے بھیجنے والے کے ساتھ جو مناسب سلوک تھا وہ کیا گیا اور شیخ الموحدين مدبر الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللحمیانی نے اس کی حد درجہ تکریم اور عزت افزائی کرتے ہوئے اسے اپنے گھر میں اتارا اور اس نے ایچی بن کر اپنے دل کی بات کو پورا کیا اور جب سلطان کے جاسوسوں نے دیکھا کہ اس کے چلے جانے سے اب سلطان کے پاس جانے کا راستہ صاف ہے تو وہ اسے مشورے دیئے اور ابن ابی حی کی چغلیاں کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے اور یعقوب بن عمر اس سے ڈرتا ڈرتا اس کام کے لئے تیار ہو گیا اور عبداللہ رخامی نے جو ابن ابی حی کا کاتب تھا اس سے موافقت کی۔ نیز یہ اس کا دوست بھی تھا اور ابن طفیل اس کا قریب دار ہونے کے باعث لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکاتا تھا اور اس کے دل میں اس کی عداوت بیٹھ گئی تھی اور اس نے اُسے عبداللہ رخامی سے ناراض کروادیا حالانکہ یہ اس کا دوست اور راز دار تھا پس اس نے یعقوب کے ساتھ مل کر اس کی چغلی کھانے کی ذمہ داری لی اور یعقوب نے اس میں بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابن ابی حی نے الحضرة کے حکمران کو خود طاقت فراہم کر کے قسطنطین کی سرحدوں میں داخل کیا ہے کیونکہ قسطنطین میں ابن ابی حی کا داماد عامل ہے اور اسی نے اسے وہاں عامل مقرر کیا ہے پس سلطان اس بات

سے پریشان ہو گیا اور اس کے تونس سے واپس آنے کے بعد اس سے بدل گیا اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے حملے سے ڈرنے لگا پھر ابن ابی حمی اپنے فرائض کی سرانجام دہی اور سلطان کے ہاں اپنا راستہ صاف کرنے میں مشغول ہو گیا اور بجایہ سے حج کو جانے کے لئے نکلا اور قسطنطینہ اور بجایہ کے نواح میں رہنے والے قبائل کے پاس چلا گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا پھر تونس چلا گیا اور وہاں پر سلطان ابو عسیدہ کی وفات اور ابو بکر شہید کی بیعت کے وقت تک ٹھہرا رہا اور امیر ابو البقاء کے تونس آنے پر اس کے پاس گیا اور اس نگر او کی لہر سے بچ گیا اور مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنا فرض ادا کرتا رہا پھر مغرب کی طرف واپس آ گیا اور افریقہ بھاگ گیا اور تلمسان پہنچ گیا اور اس سے ابو جوح کو بجایہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا جس کا تذکرہ ہم بیان کر گئے ان شاء اللہ۔

ابو عبد الرحمن بن عمر کی حجابت کے حالات اور اس کا انجام

اس کا نام یعقوب بن ابی بکر بن محمد بن عمر سلمیٰ اور کنیت ابو عبد الرحمن ہے اس کے دادا محمد کے متعلق اس کے اہل بیت نے مجھے بتایا کہ وہ شاطیہ میں قاضی تھا اور دشمن کے زمانے میں وہ مسافروں کے ساتھ تونس چلا گیا اور سلطان ابو عسیدہ کے زمانے میں ریلج الجو میں اتر آیا اور اس کے بیٹے ابو بکر بن محمد قسطنطینہ چلے گئے اور امیر ابو زکریا الاوسط کے زمانے میں ابن اوقان کے ہاں اترے جو وہاں کا عامل اور موحدین کے مشائخ میں سے تھا پس اس نے ان کی بہت عزت و تکریم کی اور ابو بکر کو کچہری کا کام سپرد کیا اور اسے اپنے لئے منتخب کر لیا اور وہ اپنے کام کے سلسلہ میں الحضرة آیا کرتا تھا پس امیر ابی زکریا کے غلام اور اس کے گھر کے خاص آدمی مرجان الحضری سے تعلقات پیدا کر لئے اور اس نے سلطان کے اونٹوں کے لئے امیر خالد اور اس کی ماں سے خادم طلب کیا اور یہ ان کے ہاں بڑا صاحب مرتبہ ہو گیا اور اس کے بیٹے یعقوب نے محل کی بیٹیوں اور خادماؤں میں سے ایک سے شادی کر لی اور اس فضا میں پرورش پائی اور وہ دار السلطان کے قہرمان الحاج فضل اور اس کے خواص کی صحبت سے وابستہ ہو گئے اور الحاج فضل عمدہ کپڑوں کے حصول کے لئے بکثرت اندلس آیا کرتا تھا اور سلطان نے اسے اپنی حکومت کے آخر میں اندلس کی طرف بھیجا تو اس نے ابن عمر کو ساتھ لے لیا اور الحاج فضل وہیں فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بیٹے محمد کو ابن عمر سے مخاطب کرنے کی طرف عدول کیا اور اسے اس کام کی تکمیل کرنے اور آنے کا حکم دیا پس وہ اور الحاج فضل کا بیٹا آئے تو سلطان نے ان کے کام کو اچھا نہ سمجھا اور ابن عمر اپنے ساتھی سے زیادہ کچھدار تھا وہ اس کی خدمت میں لگ گیا جس نے اسے سلطان کے ہاں ترقی اور مرتبہ دلایا پس اس نے اسے خراج اکٹھا کرنے پر لگا دیا پھر اشغال کے مضافات اس کے سپرد کر دیئے اور اس نے ابن ابی حمی اور عبد اللہ رخامی کو تنگ کیا تو وہ اس سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے سلطان کو اسے برطرف کرنے کے لئے اکسایا تو اس نے اسے برطرف کر دیا اور اسے اندلس بھجوا دیا پس یہ وہاں پر قیام پزیر رہا اور اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد سلطان ابو البقاء سے رحم کی اپیل کی اور اس کے خدمتگاروں میں شامل ہو گیا اور ابن الرنداجی کے بیٹوں علی اور حسین کے پاس آیا اور ان کے ساتھ سمندر پر سوار ہو کر ابن ابی حمی کی غیر حاضری میں بجایہ چلا گیا پس سلطان نے یعقوب بن عمر کو اپنا حاجب بنالیا اور اشغال پر عبد اللہ رخامی کو سردار مقرر کیا اور وہ اپنے مخدوم کے ساتھ رہنے کی

وجہ سے امور حجابت کے سرانجام دینے میں بڑا مستعد تھا پس وہ ابن عمر کا مددگار بن گیا اور اس کے مقام سے رقابت کرنے لگا پس اس نے سلطان کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس کی عداوت اور قبیح کاموں کے متعلق اسے بتایا پس اس نے اسے ہٹا کر میورقہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ یہاں تک کہ سلطان بنی مرین یوسف بن یعقوب نے اسے اس کی قید سے چھڑایا اور عبداللہ بن ابی مرین سے بگڑنے کے بعد اسے اشغال کی ذمہ داری سونپنے کے لئے قلام کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے پس یوسف بن یعقوب اپنی امید کے پورا کرنے سے قبل ہی فوت ہو گیا اور رخامی نے تلمسان میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی اور یعقوب بن عمر نے اپنے کام کا بار خود ہی اٹھایا اور وہاں پر قوت حاصل کی اور سلطان نے جوڑ توڑ کے کام اس کے سپرد کر دیئے پس اس کی نگاہ میں مراتب گھوم گئے اور اس نے اپنی غرض کے مطابق کاموں کو چلایا اور اس نے سب سے پہلے اپنے محسن المر جان کو مروادیا اور اس نے سلطان کے سینے کو اس کے بغض سے بھر دیا اور اسے اس کی غیر حاضری سے محتاط کر دیا۔ پس اس نے اسے گرفتار کر کے سمندر میں پھینک دیا اور اسے ایک مچھلی نگل گئی اور سلطان کی توجہ ابن عمر کے لئے خالی ہو گئی اور حل و عقد کے لئے منفرد ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالبقاء نے الحضرة پر قبضہ کر لیا اور اس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب: ۳۶

ابن الامیر کی بغاوت

اور

سلطان ابو عسیدہ کی بیعت

سلطان ابو البقاء خالد کا اُسے فتح کرنا اور قتل ہونا

یوسف بن امیر الہمدانی کو طنجہ میں ابو یحییٰ بن مرین کے بیٹوں نے قتل کر دیا جیسا کہ ان کے حالات میں آئندہ بیان ہوگا اس کے بعد المستنصر کے دور حکومت میں اس کے بیٹے تونس چلے گئے اور سلطان نے سبہ میں علی بن خلاص کے دور حکومت میں ان کے دعوتِ شخصی کے قیام کا وسیلہ ہونے کے باعث ان کا لحاظ کیا اور اس کے بعد بھی ان کا خیال رکھا یہاں تک کہ الغزنی نے سبہ پر غلبہ پالیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں اس کا ذکر کریں گے پس اس نے ان کی عزت و تکریم کی اور وہ اس کی آسودگی کے زمانے میں الحضرة چلے گئے اور ان کا سردار بڑا احمق اور متکبر تھا جس کی وجہ سے بعض اوقات اُسے حکومت کی جانب سے تباہی کا سامنا بھی کرنا پڑا اور ان کا رجم کرنا ان پر ظلم کرنے سے مانع رہا اور اس کے بیٹے اس کی آسودگی میں پروان چڑھے پھر سلطان فوت ہو گیا اور حالات دگرگوں ہو گئے اور زمانے نے حوادث اور آفتیں ڈالیں اور علی اُن میں سے غریبی سرحد پر چلا گیا اور ابن ابی جی کے ساتھ اس کے نسبی اور دلمادی کے تعلقات پختہ ہو گئے اور جب ابن ابی جی امیر ابو زکریا کی حجابت پر با اختیار ہو گیا تو اس نے علی بن امیر کی مشارکت اور اس کی عہدوں کی ترقی میں کوئی کمی نہ کی یہاں تک کہ اس نے اُسے قسطنطینہ کی سرحد کا خود مختار والی اور سلطان ابی بکر بن امیر ابی زکریا کا حاجب بنادیا اور اُسے اس کے ساتھ اتارا تو وہ اس کی حجابت پر مقرر ہو گیا اور اس نے حجابت کے معاملہ میں اپنی بے پردائی اور دانائی کا اظہار کیا تو سلطان ابن ابی جی نے ناراض ہو کر اسے حجابت سے ہٹا دیا تو ابو الحسن بن الامیر بگڑ گیا اور سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا تو اس نے الحضرة کے حکمران کی دعوت دینی شروع کر دی اور اس کی بیعت کے لئے اس کے پاس گیا اور اس سے مدد مانگی پس رئیس الموحدین ابو یحییٰ زکریا بن احمد بن محمد اللخیمانی نے اس سے تعلق پیدا کیا اور ۵۰۴ھ میں اس نے اس کے سلطان کی بیعت کر لی اور سلطان

ابو البقاء کو بجایہ میں یہ خبر پہنچی تو وہ ۶۰۴ھ کے آخر میں اس پر فوجوں کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے آیا اور کئی روز تک اس سے نبرد آزما رہا مگر وہ اس پر قابو نہ پاسکا اور اسے چھوڑ کر جانے کا ارادہ کر لیا پھر امیر کے رازداروں میں سے ایک آدمی نے جو ابن نوزہ کے نام سے مشہور تھا ابو الحسن بن عثمان کے ساتھ جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا ساز باز کی اور اس کا پڑاؤ باب الوادی میں تھا پس جنگ انہیں وہاں سے فکیل تک لے آئی اور مدبھیڑ کے وقت سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر آیا اور شہر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور اس کے مددگار کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے پس بنوالمستمد اور بنو بادیس اور شہر کے مشائخ اس کے پاس آئے اور وہ بزور قوت شہر میں داخل ہو گیا اور ابو محمد الرخامی نے جا کر اس سے اپنا حکم ماننے کا مطالبہ کیا پھر وہ اسے سلطان کے آدمیوں کے ساتھ ابن الامیر کے گھر لایا تو اس نے وہاں اس پر حملہ کر دیا اور لوگ اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور وہ اس کے ایک کمرے میں چھپ گیا۔ پس الرخامی نے اس کے ساتھ مہربانی کی اور اس سے حکم ماننے کا مطالبہ کیا۔ پھر اسے پشت سے ترکی گھوڑے پر سوار کر دیا اور سلطان کے سامنے پیش کیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے جسم کو نصب کر دیا اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان بن گیا۔ واللہ اعلم۔

اور اس سے قبل ہم امیر ابو زکریا کے خلاف الجزائر کی بغاوت اور وہاں پر ابن علان کے ترجیح حاصل کر کے حالات بیان کر چکے ہیں پس جب سلطان ابو البقاء نے حکومت پر قبضہ کیا اور اس کے حالات درست ہو گئے اور یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین تلمسان سے چلے گئے تو سلطان نے اس پر چڑھائی کرنے کے متعلق غور و فکر کیا اور ۶۱۷ھ میں ان کی طرف گیا اور منیچہ تک پہنچا اور ملکین کا سردار منصور بن محمد اور اس کی قوم کا ایک گروہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور امیر مغراہہ راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بنی عبدالواد کے سامنے بھاگتے ہوئے اس کی پناہ لی پس اس نے اُسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی اور ان نواح میں رہنے والے تمام قبائل کو اکٹھا کیا اور الجزائر پر چڑھائی کر دی اور کئی روز تک وہاں ٹھہرا رہا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکا اور بجایہ کی طرف لوٹ آیا اور الجزائر میں اس کی جنگ طویل ہو گئی یہاں تک کہ بنو عبدالواد نے اس پر غلبہ پالیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور اس کے ساتھ راشد بن محمد بھی اس کی خدمت کا عہدہ کر کے آیا یہاں تک کہ عبدالرحمن بن غلوف نے اُسے قتل کر دیا جیسا کہ اس کا تذکرہ اپنے موقع پر ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

سلف کے حالات اور تونس اور بجایہ کے حکمرانوں کے

درمیان اس کی شروط

جب سلطان ابو البقاء خالد نے قسطنطینہ کو فتح کیا اور ابن الامیر قتل ہو گیا تو اس کام سے فراغت پانے کے بعد الحضرۃ کے باشندوں کو اس کے چلے جانے اور صاحب ثغر کی مصالحت پر ندامت ہوئی اور اس کے ساتھ یوسف بن یعقوب کی وفات کا واقعہ بھی شامل ہو گیا جس کے متعلق وہ امید رکھتے تھے کہ وہ اسے مصروف رکھے گا پس وہ صلح کی طرف مائل ہوئے اور انہوں نے اس بارے میں اس کی طرف ایک وفد بھیجا پس انہوں نے سب امور کی درستگی کی اور سلطان ابو البقاء نے ان پر

یہ شرط عائد کی کہ ان میں سے جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہو جائے گا اس کے بعد حکومت اور بیعت اس کے دوسرے ساتھی کے لئے ہوگی پس شرط طے ہوگئی اور سردار اور موحدین کے مشائخ بجایہ میں اور پھر تونس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے گواہی دی اور اس عہد کو پختہ کیا یہاں تک کہ سلطان ابو عسیدہ کی وفات پر الحضرۃ کے باشندوں نے اسے توڑ دیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

تونس سے شیخ الدولہ ابن اللخیمانی کے جربہ کے محاصرہ کے لئے سفر

کرنے اور وہاں سے حج کے لئے جانے کے حالات

جب اس صلح کی بات مکمل ہوگئی تو رئیس الدولہ ابو یحییٰ زکریا بن اللخیمانی نے اپنے متعلق نظر ثانی کی اور ان لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے متعلق سوچا جنہوں نے اسے وطن بنالیا اور وہ دیار مصر کے امراء کے مقربین کے وفد کی جو ہدیہ سے یوسف بن یعقوب کی طرف گیا تھا واپسی کی امید رکھتا تھا پس اس نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے ان کی مصاحبت کی اور اس نے ان کے کام کو موخر کر دیا اور اپنے ارادے کو پختہ کر لیا اور اس نے نصاریٰ کے ہاتھوں سے جزیرہ جربہ کو واپس لینے کے لئے آل جزیرہ جربہ کی طرف چڑھائی کو پوشیدہ رکھا پس وہ اس کے بعد اپنے احوال کو درست کرنے کے لئے الجزیرہ کی طرف بھاگ گیا اور بظاہر سلطان کی رائے بھی حاصل کر لی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اس کے ساتھ فوجوں کو بھیجا پس وہ جمادی ۶۸۷ھ میں تونس سے آل جربہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اور چلتا چلتا اس کے آس پاس پہنچ گیا پھر وہاں سے چل کر الجزیرہ پہنچ گیا اور جب نصاریٰ نے ۸۸ھ میں اس پر قبضہ کیا تھا تو انہوں نے محافظوں کے تحفظ کے لئے فشتیل میں ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا پس فوجیں وہاں اتر پڑیں اور شیخ ابو یحییٰ نے اپنے عمال کو بجایہ بھیج دیا اور دو ماہ تک اس سے نبرد آزما رہا اور رسد ختم ہوگئی اور رضامندی کے بغیر قلعہ فتح کرنا مشکل ہو گیا پس وہ قابس کی طرف لوٹ آیا پھر بلاد الجزیرہ کی طرف گیا اور تو زر پہنچا اور اس نے وہاں اتر کر محمد بن بہلول کو جو وہاں کے مشائخ میں سے تھا اپنی خدمت میں لگایا اور وہاں کے خراج پر قبضہ کر لیا اور قابس کی طرف لوٹ آیا اور عبد الملک بن عثمان کی نے اسے اپنے گھر میں اتارا اور اس نے وہاں صراحت کے ساتھ اپنے حج کے متعلق بتایا اور فوجوں کو الحضرۃ کی طرف بھیج دیا اور اس کے بعد موحدین کی سرداری اور حکومت کی باگ دوڑ ابو ایوب بن یزدقن نے سنبھالی اور وہ قابس سے اس کی ناخوشگوار آب و ہوا کے باعث وہاں ایک پہاڑ میں چلا گیا اور حجازی قافلے کا انتظار کرنے لگا اور وہ بیمار تھا اس لئے پھر طرابلس آ گیا اور وہاں پر ڈیڑھ سال تک قیام پزیر رہا یہاں تک کہ ۸۰ھ کے آخر میں غرب اقصیٰ کا ترکی وفد وہاں بھیجا اور وہ ان کے ساتھ حج کو چلا گیا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد منصب خلافت پر قابض ہو گیا جس کا ذکر آئندہ آئے گا اور وہ فوجوں کی واپسی کے بعد ۸۰ھ میں نصرانیہ سے فشتیل پہنچا اور ان فوجوں میں مدرک بن طاعیہ حاکم صقلیہ بھی تھا پس اہل جزیرہ میں سے مکاریہ نے ابو عبد اللہ بن الحسین کی نگرانی میں ان سے جنگ کی اور اس کے ساتھ اہل جربہ میں سے ابن اومغار بھی اپنی قوم کے ساتھ شامل تھا پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر فتح دی اور ضہاجی

حکومت کے آغاز سے ہی دشمن کے ساتھ اس جزیرہ کا ایک مقام تھا اور بسا اوقات مکاریہ کے درمیان جنگ ہو جاتی تو ایک گروہ نصاریٰ کے ساتھ جھجڑی کر لیتا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابوبکر کے عہد میں اس کی واپسی ہوئی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

سلطان ابو عصیدہ کی وفات اور ابوبکر شہید کے حالات: سلطان ابو عصیدہ کی سلطنت و حکومت کے تیار ہو جانے کے بعد اسے استعفاء کا مرض لاحق ہو گیا جو مزمن ہو گیا اور وہ ربیع الآخر ۹۰۹ء میں اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور اس کا کوئی بیٹا نہ تھا اور ان کے محل میں امیر ابو زکریا کی اولاد میں سے ایک نواسہ تھا جن کا دادا ابوبکر کی اولاد میں سے تھا اس بیٹے کی وفات کا ذکر ہم نے اس کے بھائی ابو حفص کے حالات میں کیا ہے جس نے سلطان المستنصر کے زمانے میں ملیانہ کو فتح کیا تھا پس ہمیشہ ہی اس کے بیٹے ان کے محلات اور سلطنت کے سایہ عاطفت میں رہے اور ان میں سے ابوبکر بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے سلطان ابو عصیدہ کی حکومت میں پرورش پائی اور جب سلطان ابو عصیدہ نے وفات پائی تو اس نے کوئی بیٹا نہ چھوڑا اور سلطان ابو البقاء خالد نے حمزہ بن عمر کو اس کے بھائی کے قید خانے سے خروج کرنے کے وقت اس کے پاس بھیجا تو اس نے اسے الحضرۃ کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور اسے حکومت حاصل کرنے پر آمادہ کیا پھر عبد اللہ بن برزکین نے سلطان ابو عصیدہ سے رابطہ پیدا کیا اور اس نے سلطان ابو البقاء کو تونس سے اٹھایا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور موحدین تونس میں اس کی چڑھائی کے متعلق پریشان ہو گئے اور ڈر گئے اور انہوں نے امیر ابوبکر کی بیعت کر لی جو شہید کے نام سے مشہور ہے اور اس نے ابو عبد اللہ بن برزکین اپنی وزارت پر قائم رکھا اور محمد بن دباغ کو حجابت کے عہدہ سے ہٹا دیا اور اُسے دھکی دی کیونکہ وہ اس کے ساتھ کینہ رکھتا تھا اور اس کا مخالف تھا یہاں تک کہ وہ سلطان ابو البقاء کے غلبہ کے وقت فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

الحضرۃ پر سلطان ابو البقاء کے قبضہ کرنے اور دعوتِ حفصی

میں منفرد ہونے کے حالات

جب سلطان ابو البقاء کو بجایہ اور اس کے مضافات میں اپنے مقام پر سلطان ابو عصیدہ کی بیماری کی اطلاع ملی (تو چونکہ ان دونوں کے درمیان یہ عہدہ ہو چکا تھا کہ جو شخص اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہو جائے گا تو سب حکومت دوسرے کے لئے ہوگی) تو اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ الحضرۃ کے باشندے اس شرط کی مخالفت کریں گے تو اس نے الحضرۃ جانے کا ارادہ کر لیا اور حمزہ بن عمر بھی ان سے الگ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا پس اس نے اسے رغبت دلائی اور وہ بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور اس نے الجزائر پر چڑھائی کرنے کا تور یہ کیا کیونکہ انہوں نے اس کے باپ کے خلاف بغاوت کی تھی اور ابن علان وہاں خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا پھر وہ قصر جابر کی طرف چلا گیا اور جب وہ وہاں پہنچا تو سلطان ابو عصیدہ کی وفات اور

اس کے بعد موحدین کے ابو بکر بن عبدالرحمن بن ابی بکر بن الامیر ابی زکریا کی بیعت کرنے کی خبر بھی وہاں پہنچ گئی جس نے اسے موحدین پر غصہ دلادیا اور وہ تیزی کے ساتھ چلا اور اولاد ابو اللیل کے تمام لوگ اس کے پاس اور اولاد مہمل میں سے ان جیسے لوگ حاکم تونس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان کے ساتھ شیخ الذولہ ابو یعقوب بن یزوتن اور وزیر ابو زکین ابو عبداللہ بن تمکن بھی جنگ کے لئے نکلے اور انہوں نے اپنے سلطان کو اپنی جانوں کی قربانی دے کر بچایا اور جب سلطان ابو البقاء نے ان پر چڑھائی کی تو ان کے میدان جنگ میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گئے اور ان کا پڑاؤ لٹ گیا اور وزیر ابو زکین قتل ہو گیا اور عرب قبائل بیابان کی طرف بھاگ گئے اور فوج شہر میں داخل ہو گئی اور حالات خراب ہو گئے اور امیر ابو بکر بن عبدالرحمن باہر نکلا اور شہر کے میدان میں تھوڑا عرصہ ٹھہرا پھر فوج اس سے الگ ہو گئی اور وہ لوگ سلطان ابو البقاء کے پاس سائل بن کر چلے گئے اور ابو بکر بھاگ گیا پھر ایک جانب سے گرفتار کر کے سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا اور سلطان کے ساتھ مل کر الحضرۃ کے باشندوں کے مشائخ، موحدین، فقہاء اور دیگر سب لوگوں نے جنگ کی اور اس کی بیعت بھی کی اور اس پر قتل ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس کا نام شہید پڑ گیا اور اس نے اس کے عزاؤں کو ابو زکریا بن زکریا نے قتل کیا اور دوسرے روز وہ الحضرۃ میں آیا اور خلافت سنبھال کر اس نے ابوالمصوّر کا لقب اختیار کر لیا پھر اس کے لقب میں المتوکل کا اضافہ کیا گیا اور اس نے ابو یعقوب ابو زکریا بن ابی الاعلام کے ساتھ شریک کر پر قائم رکھا ابو زکریا اس کے ہاں پہلے بھی رئیس تھا اور اس نے بن عمر کو حجابت کے کاموں پر قائم رکھا اور میں اشغال پر منصور بن فضل بن مرنی کو حاکم مقرر کیا اور یہ سلسلہ احوال کہ وہ حالات پیدا ہوئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

ابن مرنی یحییٰ بن خالد کی بیعت اور اس کے انجام کے حالات یحییٰ بن خالد بن سلطان ابو اسحاق سلطان ابو البقاء خالد کے ساتھیوں میں سے تھا اور حکومت کسی اختلاف کی وجہ سے بگڑ گئی تو وہ حملے کے خوف سے بھاگ کر منصور بن مرنی کے پاس چلا گیا اور منصور ابن عمر سے وحشت محسوس کرتا تھا پس اس نے اسے اپنا کام سنبھالنے کو کہا تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس نے اسے اپنی حجابت پر مقرر کیا اور اس نے عربوں کو اس کے لئے اکٹھا کیا اور قسطنطیہ پر انہیں حملہ کرنے کے لئے متفق کر لیا ان دنوں وہاں ابن طفیل حکمران تھا اور یحییٰ بن خالد کے پاس بھی کمینوں کے مخلوط گروہ اکٹھے ہو گئے تھے اور انہوں نے اسے ابن مرنی کے متعلق برا بیچنے کیا تو اس نے ان سے اپنی فتح کا وعدہ کیا اور ابن مرنی کو بھی اس کی بری نیت کی خبر مل گئی تو اس نے اس کی اطاعت سے دست کشی اختیار کر لی اور اسے چھوڑ کر اپنے شہر کی طرف لوٹ آیا پس اس کی فوج منتشر ہو گئی اور ابن مرنی نے دوبارہ ابو البقاء کی اطاعت اور دوستی اختیار کر لی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور یحییٰ بن خالد کمک مانگتا ہوا تلمسان گیا اور وہاں کے امیر ابو زیان محمد بن عثمان بن مضر اس کے ہاں اترے اور وہ اس کی آمد کے ایام میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ابو جوموسیٰ بن عثمان حکمران بنا تو اس نے اسے مدد دی اور وہ قسطنطیہ سے جنگ کرنے کے لئے گیا مگر اسے سر نہ کر سکا پھر ابن مرنی نے اسے مسکرہ میں بلایا پس وہ اس کے ہاں ٹھہرا اور اس کے لئے بڑا وظیفہ اور باڈی گارڈ مقرر کئے اور سلطان ابن الحکمانی تونس سے اس کے پاس عطیات و انعامات بھیجتا تھا یہاں تک کہ اس نے تونس میں اسے مضافات کی کچھ بستیاں جاگیر میں دے دی تھیں جو سلطان اور اس کے بیٹے کے لئے تھیں پس وہ ہمیشہ ہی اس کے اور اس کے

بعد اس کے بیٹے کے حصہ میں تھیں۔ یہاں تک کہ بچی بن خالد اس کے پاس اپنی جگہ پر آئے یہ میں فوت ہو گیا۔

قسنطینہ میں حاجب ابن عمر کے ہاتھ پر سلطان ابوبکر کی

بیعت کے حالات اور اس کی اولیت

جب سلطان ابوالبقاء نے الحضرة پر حملہ کیا تو اس نے عبدالرحمن بن یعقوب بن مخلوف کو اپنی قوم کی سرداری کے ساتھ بجایہ کا حاکم بھی مقرر کر دیا جسے اس کے آباء وہاں سے سفر کرتے وقت نائب مقرر کیا کرتے تھے اور وہ المزدار لقب کرتا تھا اور اس نے اُسے اپنے بھائی امیر ابوبکر کا جو قسنطینہ کا حاکم تھا حاجب مقرر کر دیا پس وہ وہاں چلا گیا اور سلطان ابوالبقاء تونس میں ٹھہر گیا اور اس کی گرفت مضبوط ہو گئی پس اس نے سد و نکش کے جوانوں میں سے عدوان بن مہدی کو اور ابن امانج کے جوانوں میں سے دعار بن حریر کو قتل کر دیا اور ارباب حکومت نے اس کے بارے میں آپس میں گفتگو کی اور اس کی خیانت سے خوفزدہ ہو گئے اور حاجب بن عمر اور اس کے ساتھی منصور بن عامل الزاب نے اس کی حکومت سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ بازی کی اور امیر مغرادرہ راشد بن محمد نے ایک پارٹی بنالی اور وہ ان کے پاس اس وقت گیا تھا جب بنی عبدالواد اپنے وطن پر غالب آ گئے تھے پس انہوں نے اسکے مناسب حال اس کی تکریم کی اور وہ بھی ان کے دوستوں میں شامل ہو گیا اور اس پر اور اس کی قوم پر ان کی جنگ کی چکی گھومتی رہی اور سلطان ابوالبقاء نے امیر زنا تہ کے پاس الحضرة جاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ رکھا تو ان میں سے کسی آدمی نے اپنے نوکر کو حاجب کی طرف بھیجا اور اس پر ایک خادم نے زیادتی کی تو اس نے اسی وقت اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا جس سے امیر راشد بن محمد غصے میں آ گیا اور اسی وقت اپنے عزائم کو مرتب کر کے اپنے خیمے اکھاڑ لئے اور حاجب کو بھی اس کے ارادے کا پتہ چلا گیا اور اس کا اور اس کے ساتھی کا حیلہ مکمل ہو گیا اور سلطان کو بجایہ اور اس کے مضافات کے حالات نے پریشان کر دیا اور وہ اس کے بارے میں راشد سے بہت خوفزدہ تھا کیونکہ وہ عبدالرحمن بن مخلوف کا مہربان دوست تھا اور اس نے دونوں سے گفتگو کی کہ کون اسے وہاں بھجوائے گا پس حاجب نے اسے منصور بن مرنی کے متعلق اور منصور نے اسے حاجب کے متعلق بتایا اور وہ دونوں کئی روز تک ایک دوسرے کے ذمہ بات لگاتے رہے یہاں تک کہ سب اس کی طرف چلے گئے اور ابن عمر نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے بھائی ابوبکر کو قسنطینہ کا حکمران بنادے تو اس نے اسے حکمران بنادیا اور اس نے عمر اعلیٰ کو تونس میں حجابت میں اس کا نائب مقرر کر دیا اور وہ الحضرة کو چھوڑ کر قسنطینہ چلا گیا اور منصور بن فضل الزاب میں اپنے کام پر چلا گیا اور اس کے اختلاف کا تذکرہ ایک مشہور بات ہے اور ابن عمر نے سلطان ابوبکر کی حجابت کا کام سنبھال لیا پھر اسے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کی سوجھی اور اس کے آثار ان پر واضح ہو گئے پس سلطان ابوالبقاء کو ان کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا اور علی بن الغمر نے اس کے شک کو بھانپ لیا اور قسنطینہ چلا گیا اور سلطان ابوالبقاء نے فوج تیار کی اور اپنے غلام خافر کو جو بیکر کے نام سے معروف ہے اس کا سالار مقرر کیا اور اسے قسنطینہ کی طرف بھیجا پس وہ باجہ تک پہنچا اور وہاں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو بیان کیا جاتا ہے اور ابن عمر نے مجاہد کی طرف جلدی

کی اور مولانا سلطان ابوبکر کو اس کی طرف بلایا تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور اگلے میں بیعت کی تکمیل ہو گئی اور اس نے التوکل کا لقب اختیار کیا اور قسطنطینہ کے باہر پڑاؤ ڈال لیا یہاں تک کہ اسے ابن مخلوف کی کھلی مخالفت کی اطلاع ملی جس کا ذکر ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

بجایہ پر سلطان کے غالب آنے اور ابن مخلوف کے قتل ہونے کے حالات: یعقوب بن مخلوف جس کی کنیت عبدالرحمن تھی بجایہ کے نواح میں رہنے والے شاہی فوج میں ضہاجہ کا بڑا سردار تھا اور اسے حکومت اور ان کی جنگوں اور ان کے دشمن کے دفاع میں بڑا مقام حاصل تھا اور جب ۷۳۷ھ میں بنی مرین کی فوجیں ابونجی یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ بجایہ میں آئیں تو اس نے ان جنگوں میں بڑے کارنامے دکھائے اور امیر ابو زکریا اور اس کا بیٹا اسے بجایہ سے سفر کرنے کے موقع پر اپنا جانشین بنایا کرتے تھے اور اس کا لقب المر دار تھا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبدالرحمن اس کا جانشین ہوا اور سلطان ابوالہقاء خالد نے ۷۹۹ھ میں تونس پر چڑھائی کے وقت بجایہ میں اُسے اپنا جانشین بنایا اور اُسے وہاں اتارا اور وہ اپنی جنگجوئی اور حکومت میں اپنے مقام کی وجہ سے بڑا متکبر اور جھگڑاؤ تھا پس جب سلطان ابوبکر نے اسے اپنے لئے اور اپنے بھائی کی اطاعت چھوڑنے کی دعوت دی تو ابوعبدالرحمن نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور انہوں نے اُسے کہا کہ وہ بجایہ اور اس کے مضافات کے والی کی بھی بیعت لے تو اس نے انکار کیا اور اپنے صاحب کی دعوت سے متمسک رہا اور ابن عمر اپنے مقام کی وجہ سے لوگوں کا محسوس بن گیا پس اس نے لوگوں کو جمع کر کے صاحب اشغال عبدالواحد بن قاضی ابوالعباس غماری اور صاحب دیوان محمد بن یحییٰ القالون کو جو اہل مریہ میں سے حاجب بن عمر کا پروردہ تھا گرفتار کر لیا اور اس نے جب وہ اس کے پاس سے گزرا تھا اس کے ساتھ ایک نیکی کی تھی اور جب علی بجایہ کا حاکم بنا تو اس نے اسے اس کی نیکی کا بدلہ دیا اور اس بلند مرتبہ عطا کیا اور اسے خراج کے معاملات میں لگایا اور بجایہ کی کچھری کا منتظم مقرر کیا پس عبدالرحمن بن مخلوف نے اسے اور اس کے ساتھی کو گرفتار کر لیا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے سلطان ابوالہقاء خالد کی دعوت کا اعلان کر دیا اور سلطان ابوبکر اپنے پڑاؤ سے جو قسطنطینہ کے باہر تھا، کوچ کر گیا اور جلدی کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا اور اس کے قریب جا اتر اور ابن مخلوف نے سلطان کے سامنے ابن عمر کی معزولی کی شرط پیش کی اور اس بارے میں دونوں کے درمیان ایلیچوں کی آمد و رفت رہی اور وزیر ابو زکریا بن ابی الاعلام اس معاملے کی اصلاح کرنے والوں میں شامل تھا کیونکہ اسے علی بن مخلوف سے دامادی کا تعلق تھا اور جس وقت وہ پلٹ کر اس کے پاس واپس آیا کہ سلطان نے اس کی شرط کو قبول نہیں کیا اور اسے ان کے پاس واپس جانے سے روک دیا ہے اور اسے اپنے پاس قید کر لیا ہے تو فوج نے سلطان کے ساتھ حملہ کر دیا اور ضہاجہ اور ان کے مغرادی ساتھیوں کے ساتھ جو بڑے طاقتور تھے جنگ نہ کر سکے اور سلطان اپنے پڑاؤ سے بھاگ گیا اور پڑاؤ میں جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا اور سلطان اپنے ایک فوجی دستے کے ساتھ قسطنطینہ میں داخل ہوا اور ابن مخلوف نے اس کے تعاقب میں ایک فوجی بھیجی پس وہ میلہ پہنچ گئے اور اس میں زبردستی داخل ہو گئے پھر وہ قسطنطینہ پہنچے اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتے رہے پھر بجایہ کی طرف لوٹ آئے اور سلطان کی حکومت مضطرب ہو گئی اور اُسے خیال ہوا کہ باجہ سے خافراس پر حملہ کرے گا اور اسے اطلاع ملی کہ یحییٰ بن زکریا بن احمد الحمیانی مشرق سے واپس آ گیا ہے اور جب وہ طرابلس پہنچا تو اُس نے افریقہ کے اضطراب کو دیکھ کر اپنی طرف دعوت

دینی شروع کر دی پس اس کی بیعت ہوئی اور ہر جانب سے عرب اس کے پاس آنے لگے پس سلطان نے دیکھا کہ دانائی کی بات یہ ہے کہ وہ حاجب بن عبدالرحمن بن عمر کو اس کے پاس بھیجے تاکہ وہ اس کی حکومت کی تعریف کرے اور الحضرة کے باشندے اس کی طرف توجہ نہ دیں پس اس نے سلطان سے فرار کے بارے میں تور یہ کیا اور ابن مخلوف کے متعلق تدبیر کرنے میں اس سے موافقت کی اور ابن عمر اللحیانی کے ساتھ چلا اور اُسے تونس کی حکومت کے حصول کے متعلق اُکسایا اور اُسے بتایا کہ یہ ایک معمولی امر ہے اور ابن عمر کے جانے کے وقت سلطان اس کے مقابلہ میں گیا اور اسے اس کے خواص میں رگید کر رکھ دیا اور اپنی حجابت حسن بن ابراہیم بن ابی بکر بن ثابت رئیس اہل جبل کے سپرد کی جو قسطنطینہ اور کتامہ کے اعتقل کے قریب ہے اور اس کی قوم بنی نہلان کے نام سے مشہور ہے اور اس نے اس سے قبل بھی اُسے منتخب کیا تھا اور وہ ۱۲۷۱ھ میں فوجوں کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا اور اس نے قسطنطینہ پر حاجب کے بھائی عبداللہ بن ثابت کو اپنا جانشین بنایا اور جہات میں یہ بات مشہور کر دی کہ سلطان ابن عمر سے ناراض ہو گیا ہے اور وہ ابن اللحیانی کے پاس چلا گیا ہے اور الحضرة کے خلاف فوج کشی کے لئے اس سے کمک طلب کی ہے اور یہ خبر ابن مخلوف کو بھی پہنچ گئی ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ تونس میں سلطان خالد کا حال خراب ہے تو اس نے سلطان ابو بکر کو لالچ دیا اور اُسے عمان بن سل بن عثمان بن سباع بن یحییٰ جو زواوہ کے جوانوں میں سے ہے اور ولی یعقوب ملاذی کی مداخلت سے اپنے لئے اُس سے نواح قسطنطینہ کے متعلق پختہ عہد لینے کا یقین ہو گیا اور وہ بجایہ سے بسرعت تمام چلا اور بلاد سندکش میں برجیہ مقام پر اس سے ملاقات کی پس اس نے اُسے خوش آمدید کہا پھر اُس نے اسے نصف شب اپنے خیمے میں اپنے غلاموں کے ساتھ بادہ نوشی کے لئے بلایا پس اس نے ان کے ساتھ شراب پی یہاں تک کہ مدہوش ہو گیا اور انہوں نے کسی مخالفت کی وجہ سے اسے غضبناک کر دیا پس وہ غضبناک ہو گیا اور انہیں خونزدہ کرنے لگا پس انہوں نے اُسے خنجر مار مار کر ہلاک کر دیا اور اس کے جسم کو گھسیٹا اور اسے خیموں کے درمیان پھینک دیا اور اس کی باقی ماندہ قوم اور اس کے خواص کو گرفتار کر لیا اور اس کا کاتب عبداللہ بن ہلال بھاگ کر مغرب چلا گیا اور سلطان جلدی سے بجایہ کی طرف آیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ اس کی حکومت کو سر بلندی حاصل ہو گئی اور وہ بجایہ میں اس وقت داخل ہوا جب لوگ غفلت میں پڑے تھے اور سلطان اپنے باپ کی باقی ماندہ سلطنت پر بھی قابض ہو گیا جو غربی جانب کے نام سے مشہور ہے پس اس کی حکومت مکمل طور پر قائم ہو گئی اور وہ اپنے ساتھی ابن عمر کے انتظار میں اقامت پزیر ہو گیا یہاں تک کہ وہ حالات پیدا ہوئے جس کا تذکرہ ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

سلطان ابوالبقاء خالد کی وفات اور الحضرة پر

سلطان ابو یحییٰ بن اللحیانی کے قبضہ کرنے کے حالات

قسطنطینہ میں سلطان ابو بکر کی بیعت کرنے کے بعد سلطان ابوالبقاء خالد کے حالات خراب ہو گئے اور اس نے قسطنطینہ سے مقابلہ کے لئے فوجوں کو بھیجا اور اپنے غلام خافر کو جو کبیر کے نام سے مشہور تھا ان کا سالار مقرر کیا۔ پس اس نے

بجایہ میں پڑاؤ ڈال لیا اور سلطان کے حکم کا انتظار کرنے لگا اور جب ابویحییٰ زکریا بن احمد بن محمد بن اللخیمانی ابن ابی محمد عبد الواحد بن الشیخ ابی حفص مشرق سے واپس لوٹا اور اس نے حالات کی خرابی کو دیکھا تو طرابلس میں اس کی بیعت کی گئی اور حاجب ابو عبد الرحمن بن عمر سلطان ابو بکر کی جانب سے تحائف لے کر وہاں سے اس کے پاس گیا اور یہ کہ وہ اس کی امداد کرے گا اور اس نے اپنے اس عہد کو بہت پختہ کیا اور اولاد ابو اللیل سے کعب کے جوان اس کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اسکی حکومت کا شیخ ابو عبد اللہ محمد بن محمد المرزوری بھی تھا پس وہ الحضرة کی طرف تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے آئے اور سلطان نے اپنے غلام ظافر سے جہاں وہ باجہ میں مقیم تھا کمک طلب کرنے کے لئے پیغام بھیجا پس انہوں نے اس کے پہنچنے سے قبل ہی اس کا راستہ روک لیا اور اس پر حملہ کر دیا اور ظافر کو قید کر لیا اور ۸ جمادی الاول ۷۷۱ھ کو تونس پر حملہ کر دیا اور اس کے صحن میں جا کھڑے ہوئے اور شہر میں بڑی گھبراہٹ تھی اور شیخ الدولہ ابو زکریا حفصی کو وہاں قتل کر دیا گیا اور قاضی ابو اسحاق بن عبد الریغ جو بڑا خوددار متبوع اور بہادر تھا سلطان کے پاس گیا پس اس نے اُسے دشمن کی مدافعت پر اکسایا مگر اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنے سے بزدلی دکھائی اور بیماری کا عذر کیا اور حکومت سے علیحدگی کی گواہی دی اور بیعت چھوڑ دی اور ابو عبد اللہ المرزوری محل میں داخل ہوا تو اُس نے اسے قید کر لیا پھر بلاتا خیر اس کے پیچھے پیچھے سلطان ابویحییٰ آیا تو اس کی بیعت عامہ ہوئی اور وہ شہر میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے کاتب ابو زکریا یحییٰ بن علی بن یعقوب کو اس کے عم زاد محمد بن یعقوب کی موجودگی میں الحضرة میں اپنی تجاہت پر مقرر کیا اور بنو یعقوب شاطبہ میں صاحب علم و قضاء گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور بجایہ کے سامنے الحضرة کی طرف آگئے تھے اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ ان میں سے ابو القاسم عبد الرحمن بن یعقوب ابن الامین حاکم طنجه کے ساتھ گیا تھا اور افریقہ میں قضاء کے امور میں متصرف ہوا تھا اور سلطان المستنصر نے اُسے الحضرة کی قضا کا کام سپرد کیا تھا اور وہ اسے چھوڑ کر شاہان مصر کے پاس چلا گیا اور بنو علی عبد الواحد یحییٰ اور محمد اس کے اقارب میں سے تھے اور انہیں سلطان ابو حفص کی حکومت میں اس کے بعد بھی بڑا غلبہ حاصل رہا اور ان میں سے عبد الواحد الجرییدہ کے خراج کا منتظم تھا جو ۷۷۲ھ میں تو زور میں فوت ہو گیا اور سلطان ابویحییٰ بن اللخیمانی نے اس کے بھائی ابو زکریا یحییٰ کو جبکہ وہ موحدین کا رئیس تھا اپنا کاتب بنایا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مقام حاصل کیا اور اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ حج کیا اور جب اس نے خلاف سنبھالی تو اسے ترجیح دی اور اُسے اپنا حاجب مقرر کیا اور جب وہ تونس میں مقیم ہوا اور اس کی حکومت قائم ہو گئی تو اس نے حاجب ابو عبد الرحمن بن عمر کو اس کے بھیجنے والے سلطان ابو بکر کے پاس دوبارہ بھیج دیا کیونکہ اس نے ابویحییٰ کے متعلق اس سے پختہ وعدہ کیا تھا اور ابن عمر اس کا ضامن ہوا تھا پس وہ اس کے ہاں بڑے وظیفہ پر باعزت طور پر رہا۔ یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

باب: ۳۷

ابن عمر کا

حاکم بجایہ مقرر ہونا

ابن عمر کے سلطان کے پاس بجایہ میں

آنے اور ابن ثابت اور ظافر الکبیر کی مصیبت

کا بیان

جب ابن عمر کو بجایہ کا حاکم مقرر کیا گیا تو وہ پہلے کی طرح جنگ اور کفالت میں خود مختار بن بیٹھا اور خصوصاً اس روز سے جب عبداللہ بن ہلال سے اس کا میل جول ہوا اور ابن مخلوف نے اس کے ساتھ خط و کتابت کی اور وہ تلمسان چلا گیا اور ابن عمر نے اس کے حالات کو معلوم کرنے کے لئے اپنے عزائم کو مہمزدی اور حسن بن ابراہیم بن ثابت کو اس کے عہدہ سے ہٹا دیا مگر وہ ایک روز بھی نہ ہٹا اور وہ وطن کے خراج کو جمع کرنے کے لئے نکلا پھر سلطان نے اسے بھڑکایا اور قسطنطینہ میں اس کی خود مختاری سے اُسے ڈرایا کیونکہ اس کی پناہ گاہ اس کے قریب ہی تھی اور سلطان بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لئے قسطنطینہ کی طرف گیا اور جب وہ برجیوہ پہنچا تو اُسے عبداللہ بن ثابت ملا پس اُس نے اُسے اور اس کے بھائی حسن بن حاجب کو ان کے احوال چھیننے کے بعد گرفتار کر لیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے حسن بن ثابت کو قسطنطینہ کی عملداری کی طرف چلے جانے کے بعد اس کے پیچھے اپنے بعض غلاموں کو بھیجا اور ان کے ساتھ عبدالکریم بن مندیل کی عملداری کی طرف سد و نکلش کے جوانوں کے ساتھ بڑھاپس انہوں نے اسے وادی قطن میں قتل کر دیا اور سلطان نے اس پر مصیبت نہیں لائی اور ظافر الکبیر پر شکست کھانے اور عربوں کی قید میں آ جانے کے بعد عربوں نے بہت احسان کیا اور اسے رہا کر دیا اور وہ سلطان ابو بکر کے پاس چلا گیا پس اس نے اُسے اس کے بھائی کی طرح اپنا مخلص دوست بنالیا اور ابن ثابت کی مصیبت کے وقت اسے قسطنطینہ کا حکمران بنا دیا اور ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو ریاستوں سے الگ رہنے کے باعث کا تب بنا

لیا۔ پس اس نے ظافر کو قسطنطنیہ کا والی بنالیا۔ پھر سلطان اُسے بجایہ لے آیا اور ابن عمر اس کے مقام سے متگدل ہونے لگا پس سلطان نے اُسے بھڑکایا تو اُس نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسے شکایت سے ناراض ہو کر اندلس بھیج دیا۔

بجایہ میں بنی عبدالواد کی فوجوں کے مقابلہ کے حالات اور اس

دوران میں ہونے والے واقعات

سلطان ابویحییٰ نے ۵۱۷ھ میں بجایہ میں اپنی فوج کے شکست کھانے کے بعد اپنے غلاموں کے حالات معلوم کرنے کے متعلق سعید بن بشر بن مخلوف کو ابوحمزہ موسیٰ بن عثمان بن یغمر اس کے پاس بھیجا اور مغرب اوسط کے زمانہ میں اس کے لئے فتح اور غلبہ مقدر تھا پس اس نے یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنی مرین کے ہاتھوں سے ان کے شہر چھین کر تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس کی جہات پر غلبہ پالیا اور مغرادرہ اور توجین کے مضافات اور الجزائر پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باغی ابن علان کو اس کے عہدے سے اتار دیا اور ابن مخلوف کے ہاتھ سے اندلس کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔ پس اس وجہ سے موسیٰ بن عثمان نے بجایہ کی حکومت کے حصول کا لالچ کیا پھر اسے ابن مخلوف کے مرنے کی خبر پہنچی تو سلطان نے اس کی طرف تعلقات قائم کرنے اور اس کی سرحد پر سلطان کے غلبہ کی اطلاع بھیجی مگر وہ اپنے مطالبہ پر قائم رہا اور یہ اڈا بھی کیا کہ اس کی شرط کے مطابق بجایہ کی حکومت اس کے لئے ہے اور ضہاجہ بھی اپنے حکمران کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ مل گئے پس انہوں نے بھی بجایہ کی حکومت میں رغبت کی پھر عثمان بن سباع بن یحییٰ سلطان کو غصہ دلانے کے لئے آیا کیونکہ اُسے ابن مخلوف پر اس کی عہد شکنی اور اپنے بارے میں اس کے عہد کے متعلق ناراضگی تھی اور ابن ابی یحییٰ اس کے حجاب سے ہٹ جانے اور حج سے واپس آنے کے بعد اس کے پاس ٹھہرا پس انہوں نے اس بات میں رغبت کی اور اسے بجایہ کی حکومت کے حصول کے لئے برا بھیجتے کیا اور اس نے اپنے چچا یوسف بن یغمر اس کے بیٹے محمد اور اپنے چچا ابی عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود اور اس کے غلام مساح کی نگرانی کے لئے بجایہ کی طرف فوجوں کو بھیجا اور ان کے ساتھ ابوالقاسم بن ابی یحییٰ حاجب کو بھیجا پس وہ شلف میں اس کے ٹھہرنے کی جگہ سے ہی الگ ہو گئے اور بسرعت تمام چلے اور ابن ابی یحییٰ اپنے راستے ہی میں جبل میں فوت ہو گیا اور انہوں نے البلاء سے جنگ کی پھر وہاں سے شرقی جہات کی طرف چلے گئے اور وہاں پر خوب خونریزی کی اور ابن ثابت کے سواروں نے وہاں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور ۵۱۷ھ میں اسے لوٹ لیا اور محافظوں کو اس کی مدافعت میں مقتول اور مجروح ہو کر بڑا نقصان اٹھانا پڑا اور واپس آ کر انہوں نے بادصغوں کے قلعے کو مضبوط کیا پس وہ بھی تباہ و برباد ہو گیا اور اس کی فوج اور رسد لوٹ لی گئی اور ابوحمزہ نے بجایہ کے محاصرہ کے لئے ایک دوسری فوج بھیجی جس کا سالار مسعود بن عمر بن عامر بن ابراہیم بن یغمر اس کو مقرر کیا پس انہوں نے ۵۱۷ھ میں اس سے جنگ کی اور محمد بن یوسف بن یغمر اس کا خروج بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور ابوحمزہ کی مخالفت میں بنو توجین بھی اس کے ساتھ تھے اور یہ کہ انہوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے شکست دی اور اس کی چھاؤنی پر قبضہ

کر لیا پس مسعود بن ابی عامر اور اس کی فوج بھاگ گئی اور وہ بجایہ کو چھوڑ کر چلے گئے اور اس کے بعد محمد بن یوسف کا پیغام اطاعت و اجتماع پہنچ گیا۔ پس سلطان نے محمد بن الحاج کو اس کی طرف تحائف اور آلات بھیجے اور اس کو مدد دیئے اور افریقہ سے بغیر اس کو جو حصہ ملتا تھا اس کے دینے کا وعدہ کیا اور ابن عبدالوہاب بجایہ سے غافل ہو گیا اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے وطن جانے کے لئے نکلا یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ذکر ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

بجایہ میں ابن عمر کی خود مختاری کے حالات: ابن عمر ہمیشہ ہی سلطان کی حجابت میں خود مختار رہا وہ سمجھتا تھا کہ اس کی مہار اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا حکم اس کے نفاذ پر موقوف ہے اور وہ اُسے اس کے خواص کے متعلق اُکسا تا رہتا تھا اور وہ انہیں قتل کرتا اور ان پر تاوان ڈالتا رہتا تھا اور بسا اوقات سلطان اس کی خود مختاری سے برا بھی مان جاتا تھا اور اسے میں اہل قسطنطنیہ کے ایک آدمی نے اس کے ساتھ مداخلت کی کیونکہ اس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر کے ان کو فکر مند کر دیا تھا اور وہ شخص خود مختاری کے سلسلہ میں اس جیسا ہی تھا۔ جب یہ منہوس خبر سلطان کو پہنچی اور اس نے اپنی دھار کو تیز کیا اور محمد بن فضل نے انہیں خلوت میں باوجود اس کے قرب کے حاجب کے ساتھ بغیر کسی مشورہ کے قتل کر دیا اور ابن عمر صبح صبح سلطان کے دروازے پر اپنی جگہ پر آیا تو اس نے اس کے جسم کو کپڑے میں لپٹا ہوا اس کے دروازے پر پڑا پایا اور اُسے بتایا گیا کہ سلطان نے اس پر حملہ کیا ہے تو اُسے سلطان کی خود مختاری اور اس کی دھار کی تیزی کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا اور وہ اس کے حملہ سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے خیال کیا کہ یہ خواص اور خلوتیان راز نے شکایت کی ہے پس اس نے اس سے دور ہونے اور سرحد میں اپنی خود مختاری کے متعلق تدبیر کی پس اس نے انہیں ابن الحیمانی کے ہاتھ سے افریقہ کو چھیننے کے لئے اُکسایا اور اس کے لئے انہیں خیمے، فوجیں اور آلات و ہتھیار اور خادم دیئے اور سلطان ۱۵۷ھ میں قسطنطنیہ چلا گیا پھر جنگ کرتا ہوا بلاد ہوارہ میں آیا اور ۱۶۷ھ میں قسطنطنیہ کی طرف لوٹ آیا اور ابن عمر بجایہ میں اور زنائی دشمنوں کو وہاں سے ہٹانے میں خود مختار بن گیا اور اس نے سلطان کی حجابت پر محمد بن قانون کو جو اس کی آنکھ کی ٹھنڈک تھا۔ جانشین بنایا کیونکہ وہ اس کی خود مختاری کا امیدوار تھا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

سلطان ابویحییٰ کے قابس کی طرف سفر کرنے اور خلافت سے الگ

ہونے کے حالات

سلطان ابویحییٰ اللخیمانی عمر رسیدہ ماہر سیاستدان اور تجربہ کار آدمی تھا اور اپنے آپ کو خلافت کے قابل نہ سمجھتا تھا اور امیر ابو زکریا کے بیٹوں کے ساتھ اس کا استحقاق رکھتا تھا۔ امیر ابو زکریا کی فوج میں اعیانہ زناتہ اور شول کے سرداروں جو تو حین مغرادرہ بنی عبدالوہاب اور بنی مرین میں سے تھے کے شامل ہونے کی وجہ سے اس کی پوزیشن بہت مضبوط ہو گئی تھی اور وہ اپنے امام کے ساتھ جو ان کے ملک میں سے ہوتا تھا اپنی اپنی جانوں کے خوف سے اس کے پاس پناہ لیتے تھے کیونکہ انہوں

نے نسب اور قبیلے کی سرداری اور شول کی ریاست میں ان کے ساتھ حصہ داری کی تھی اور ان میں سے کچھ لوگوں نے ان کے ٹھکانوں پر غلبہ پایا تھا پس انہوں نے ان پر مغرادرہ بنی تو جین اور ملکش کو قبضہ دلادیا جس سے سلطان کی فوج برامان گئی اور اس کی فوج بہت بڑھ گئی اور بادشاہ اس سے ڈرنے لگے اور وہ ۱۶۷ھ میں افریقہ کی طرف گیا اور بلاذہوارہ میں گھوما اور وہاں کا ٹیکس لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پس سلطان ابن اللخیان کو خیال آیا کہ وہ تونس میں اس پر حملہ کرے گا اور افریقہ اس کے خلاف مضطرب تھا اور اس کا اعتماد محافظوں پر تھا اور مدافعت کا کام اس کے عجب مددگاروں کے سپرد تھا اس نے ان میں سے حمزہ بن عمر بن ابی لیل کو حکمران بنایا اور اس نے اس کو عربوں کی ریاست سوئپ دی اور اس کی باگیں ڈھیلی کر دیں اور اسے اموال دیئے جس کی وجہ سے عربوں کی مخالفت زیادہ ہو گئی پس انہوں نے افریقہ سے جانے اور خلافت چھوڑنے کا اتفاق کر لیا پس اس نے اموال اور ذخائر کو اکٹھا کر لیا اور ان کے برتنوں، قالینوں، گھٹیا سامان استعمال کے برتنوں حتیٰ کہ ان کتابوں کو بھی فروخت کر دیا جو امیر ابو زکریا نے جمع کی تھیں اور اس طرح انہوں نے بیس قطار سے زیادہ سونا اور یاقوت اور موتیوں کے بورے جمع کئے اور وہ تونس سے محافظوں کو الحضرۃ، باجہ اور حمامات میں مقرر کرنے کے بعد اپنی عملداری کی نگرانی کے لئے جانے کا توریہ کر کے تونس سے قابس کی طرف گیا اور اس نے الحضرۃ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور قابس پہنچ کر وہاں مقیم ہو گیا اور مال کو اس کی جہات میں صرف کیا یہاں تک کہ تونس میں اس کے بیٹے کی بیعت ہو گئی جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

سلطان ابوبکر کے الحضرۃ پر حملہ کرنے اور قسطنطینہ کی طرف واپس

آنے کے حالات

جب سلطان ۱۶۷ھ میں ہوارہ سے قسطنطینہ کی طرف واپس آیا تو اس نے تونس پر دوسری بار چڑھائی کرنے کے لئے بڑی کوشش کی اور اس نے فوج کو اکٹھا کیا اور عطیات تقسیم کئے اور کمزوریوں کو دور کیا اور زائد عربوں اور سدو نکش کے لشکروں کو طبقہ وار پیش کیا اور قسطنطینہ پر حاجب محمد بن قانون کو اپنا جانشین بنایا اور اپنے سب سے بڑے حاجب بن عمر کی طرف بجایہ کی امارت سے پیغام بھیجوا یا کہ وہ عطیات اور اخراجات کے لئے مالی مدد دے پس اس نے اس کی طرف منصور بن فضل موزنی کو جو الزراب کا عامل تھا بھیجا اور ابن عمر نے جب دیکھا کہ وہ اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے اور مال کے خرچ کرنے کے لئے ایک جماعت ہے تو اس نے اس کے ساتھ جبل اور اس، الحصۃ، سدو نکش، عیاص اور الفضاحہ کی عملداریوں کو بھی شامل کر لیا اور خراج کی تمام عملداریاں اور ان کی آمد و خرچ کا حساب اس کی نظروں میں تھا پس ابن عمر نے اسے سلطان کے اخراجات کو قائم کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے اسے اپنی جابت کے کاموں پر جانشین مقرر کر دیا اور سلطان جمادی ۱۶۷ھ میں قسطنطینہ سے مرحلے پر مرحلہ طے کرتے ہوئے چلا اور راستے میں اسے عربوں کے وفود ملے اور وہ باجہ کے

محافظوں سے مدد طلب کرتا ہوا تونس پہنچ گیا اور سلطان ابو یحییٰ اللہانی تونس سے قابس کی طرف چلا آیا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے وہاں پر ابوالحسن بن دانودین کو جانشین مقرر کیا اور اس نے اس کی طرف سلطان ابوبکر کے تونس پر حملہ کرنے کا پیغام بھیجا اور یہ کہ وہ مدافعت کا محتاج ہے۔ پس اللہیانی نے پہلے اموال کے متعلق ان سے معذرت کی اور فوج اور مال میں ان کے ساتھ کو کھول دیا پس وہ سوار ہوئے اور انہوں نے رئیس الدیوان سے سببی تعلق پیدا کیا اور اس کے بیٹے محمد کو جو ابو حزمہ کنیت کرتا تھا نکالا اور اس کی قید سے رہا کر دیا اور انہیں سلطان ابوبکر کے باجہ آنے کی خبر ملی تو وہ سب کے سب تونس سے نکلے اور ان کی مخالفت میں مولا ہم ابن عمر بن ابی اللیل سلطان کی طرف گیا جو حکومت سے ناراضگی رکھتا تھا اور اس پر گردش آنے کا منتظر تھا جیسا کہ اللہیانی نے اپنے بھائی حمزہ کو اس پر اثر اندازہ کیا ہوا تھا پس وہ سلطان کو باجہ کے قریب ملا اور اس سے معاہدہ کیا اور اُسے ترغیب دی اور وہ تونس پہنچا اور شعبان ۵۷۱ھ میں سلطان کے باغات میں سے سنافرہ کے باغ میں اُترا اور سردار اس کے پاس آئے اور ابو حزمہ اور اس کے اصحاب کی انتظار میں بیعت میں تردد کرنے لگے اور ان کے واقعات میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ جب سلطان باجہ سے سرعت تمام چلا تو حمزہ بن عمر نے اللہیانی کے مددگاروں اور خواص سے تونس میں ملاقات کرنے میں جلدی کی اور وہ تونس سے باہر آ چکے تھے پس اس نے انہیں ابو فرہ بن سلطان اللہیانی کی بیعت کرنے اور اس کے ساتھ قوم سے جنگ کرنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور سلطان سے جنگ کرنے کے لئے گئے اور حمزہ نے اس کے بھائی مولا ہم سے سازش کی کہ وہ بڑا اور حملہ کر دے پس سلطان نے سنافرہ کے باغ میں جہاں مقیم تھا وہاں سے ساتویں روز بیعت کی تکمیل سے قبل ہی بھاگ گیا اور قسطنطینہ چلا گیا اور مولا ہم اس کے پاس سے وطن کی سرحدوں سے واپس آ گیا اور اس نے منصور بن مرنی کو باجہ میں ابن عمر کے پاس بھیجا اور ابو فرہ بن اللہیانی اور موحدین نصف شعبان کو اسی سال تونس میں داخل ہو گئے اور الحضرہ میں اس کی بیعت عامہ ہوئی اور اس نے المستنصر کا لقب اختیار کیا اور اہل تونس نے فیصلوں کا احاطہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ باڑ بن جائے پس انہوں نے اس کی بات مان لی اور کام شروع کر دیا اور عربوں نے اپنے مطالبات کے ساتھ اسے کمزور کر دیا اور شروط میں اس پر زیادتی کرنے لگے یہاں تک کہ مولا ناسلطان نے دوبارہ چڑھائی کی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

الحضرہ پر سلطان ابوبکر کے قبضہ کرنے اور ابو فرہ پر حملہ کرنے

اور اس کے باپ کے طرابلس سے مشرق کی طرف بھاگ

جانے کے حالات

جب سلطان تونس سے قسطنطینہ کی طرف واپس آیا تو اس نے اپنے جرنیل محمد بن سید الناس کو بجایہ کی طرف بھیجا

جس سے ابن عمر کو پریشانی لاحق ہو گئی اور وہ اس سے بگڑ گیا اور سلطان نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا اور اس سے چشم پوشی کی اور اس سے مدد مانگی پس اس نے فوج، ہتھیار اور خیمے اکٹھے کئے اور اس کی طرف ارباب حکومت میں سے سات آدمی سات لشکروں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ تھے محمد بن سید الناس، محمد بن الحکم، ظفر السنان اور اس کا بھائی جو امیر ابو زکریا الاوسط کے غلاموں میں سے تھا، محمد المدیونی، محمد الحمرسی اور محمد البطوی اور اس نے زناتہ کے عظماء اور امراء میں سے عبد الحق بن عثمان کو بھیجا۔ جو بنی مرین کے اعیاص میں سے تھا اور اندلس سے اس کے پاس آیا تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور ابو رشید بن محمد بن یوسف کو جو بنی عبدالواد کے اعیاص میں سے تھا اس کی قوم کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ بھیجا اور وہ اپنے لشکروں کے ساتھ قسطنطینہ میں سلطان کے پاس پہنچے پس اس نے تونس پر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے افریقہ کے حالات کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا پس صفر ۱۸ھ میں نکلا اور اپنی حجابت پر ابو عبد اللہ بن القانون کو مقرر کیا اور ابو الحسن بن عمرو اس کا ردیف تھا اور اندلس میں ہوارہ کا وفد اور ان کا بڑا سردار سلیمان بن جامع اُسے ملا اور انہوں نے اسے بتایا کہ ابو فرہ بن اللخیمانی باجہ سے مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے جنگ کے ارادے سے چلا ہے پس مولانا سلطان نے بسرعت تمام کوچ کیا اور اُسے مولانا ہم بن عمر ملا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کی اور وہ ابو فرہ اور اس کی فوج کے تعاقب میں چل پڑے یہاں تک کہ قیروان کے قریب پہنچ گئے اور وہاں کا عامل اور مشائخ اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور اطاعت اختیار کی اور سلطان اپنے دشمن کے تعاقب سے رجوع کر کے الحضرة کی طرف چلا گیا اور وہاں پر ابو فرہ بن اللخیمانی جو محمد بن الفلاق کے خواص میں سے تھا اثر ہوا تھا۔ پس اس نے تیر اندازوں کو میدان میں نکالا اور فوجیں ایک دن کی ایک گھڑی میں واپس آ گئیں پھر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور ان کی عام پناہ گاہوں کو لوٹ لیا گیا اور ابن الفلاق قتل ہو گیا اور سلطان اسی سال ماہ ربیع الاول میں الحضرة میں داخل ہو گیا اور اس نے عوام کے درمیان پیدا ہونے والے فسادات کو درست کیا اور میمون بن ابی زید کو پولیس کا افسر مقرر کیا اور اُسے البلاء پر نائب بنایا اور ابو فرہ بن اللخیمانی اور اس کی فوج کے تعاقب میں چل پڑا پس اس نے جہات ہوارہ میں مصبوح مقام پر ان پر حملہ کر دیا اور موحدین کے مشائخ میں سے ابو عبد اللہ بن الشہید جو حفصی گھرانے میں سے تھا اور ابو عبد اللہ بن یاسین قتل ہو گئے اور ضیہ میں سے کتاب ابی الفضل البجائی مارا گیا اور اس نے شیخ الدولہ ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ کو گرفتار کر لیا اور اُسے بیڑیاں ڈال کر سلطان کے پاس لایا تو اس نے اسے اور اس کی قوم کو معاف کر دیا پھر اس کے بعد دوبارہ اس نے اُسے اس کے کام پر لگا دیا اور سلطان اسی سال واپس تونس آ گیا اور جب ابو یعلیٰ بن اللخیمانی کو خبر ملی کہ سلطان اُسے میں دوبارہ تونس پر حملہ کر رہا ہے تو وہ ان موحدین اور عربوں کو جو اس کے بیٹے ابو فرہ کی بیعت میں شامل تھے لے کر قابس سے نواح طرابلس کی طرف کوچ کر گیا پھر اسے سلطان کے قسطنطینہ کی طرف واپس آنے کی اطلاع ملی تو اس نے ابو عبد اللہ بن یعقوب کو اپنے حجاب کے قریب طرابلس میں ٹھہرایا اور اس کے ساتھ ہجر بن مرغم بھی تھا جو ذئاب میں سے الجوازی کا بڑا سردار تھا پس اس نے ملوک اور قلعوں کو فتح کیا اور اموال کو اکٹھا کیا اور برقہ تک جا پہنچا اور ذئاب کے گروہ میں سے آل سالم اور آل سلیمان سے خادم مانگے اور طرابلس میں اپنے بادشاہ کے پاس واپس آ گیا اور ابو فرہ کی شکست دینے کے بعد فوج اُسے ملی پس اس نے اپنے حجاب ابو زکریا بن یعقوب اور وزیر

ابو عبد اللہ بن یاسین کو اموال دے کر عربوں کو اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے اموال کو علان اور ذئاب میں تقسیم کر دیا اور ابو فرہ نے قیروان پر چڑھائی کی اور اس کی خبر سلطان ابو بکر کو ملی تو وہ آخر شعبان ۸۷ھ میں تونس سے نکلا تو وہ قیروان سے بھاگ گئے پھر وہ برا فروختہ ہو گئے اور انہوں نے موت کا طلب گار بن کر اپنی سواریاں روک لیں یہاں تک کہ فوج العام پر فوجیں ان پر چڑھ آئیں اور ان کی فوج تتر بتر ہو گئی اور سواریاں بھاگ گئیں اور وہ شکست کھا کر کوچ کر گئے اور قتل اور لوٹنے بھی ان سے اپنا حصہ وصول کیا اور ابو فرہ نے ایک دستے کے ساتھ مہدیہ میں پناہ لی اور وہ اس کے باپ کی دعوت پر قائم تھے پس وہ وہاں سے بچ گیا اور اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے اور اس کے باپ کو طرابلس میں اپنے مقام پر اس کے متعلق اطلاع ملی تو اس کی فوج مضطرب ہو گئی اور اس نے نصاریٰ کو پیغام بھیجا کہ وہ اُسے بحری بیڑے میں سوار کروا کر اسکندریہ لے جائیں پس اُسے چھ بحری بیڑے ملے جنہوں نے اس کے اہل و عیال اور اولاد کو اٹھالیا اور وہ سمندر پر سوار ہو کر اپنے حاجب ابو زکریا بن یعقوب کے ساتھ اسکندریہ آ گیا اور اس نے عبد اللہ ابو عبد اللہ بن ابی عمران کو جو اس کے قرابت داروں اور رشتہ داروں میں سے تھا۔ طرابلس پر اپنا جانشین بنایا اور وہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ کعب نے اُسے بلایا اور اُسے امیر مقرر کیا اور انہوں نے سلطان پر کئی بار چڑھائی کی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے اور سلطان ابو یحییٰ بن اللخیان سمندر پر سوار ہو کر اسکندریہ آ گیا اور وہاں سلطان محمد بن قلاؤن کے ہاں اترا جو مصر و شام کے ترکی ملوک میں سے تھا اور وہ اسے مصر لے آیا اور وہ اس کی آمد اور ملاقات سے بہت خوش ہوا اور اسے بلند رتبہ دیا اور اُسے بہت وظیفہ اور جاگیریں دیں یہاں تک کہ وہ ۲۸۷ھ میں فوت ہو گیا اور سلطان ابو بکر فوج العام میں ابو مزہبہ اور اس کی قوم پر حملہ کے بعد تونس کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال شوال میں اس میں داخل ہو گیا اور افریقہ اس کی اطاعت پر قائم ہو گیا اور اس کے شہر اور سرحدیں مہدیہ اور طرابلس کو اس کی دعوت دینے کے لئے منظم ہو گئیں۔ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کا کچھ ذکر آئندہ آئے گا۔

بجایہ میں حاجب بن عمر کی وفات اور حاجب محمد بن القانوں کی

ولایت اور اس سے ابن سید الناس کو حکومت ملنے کے حالات

جب حاجب بن عمر ۸۷ھ میں بجایہ میں خود مختار بن بیٹھا تو سلطان قسطنطیلہ کی طرف منتقل ہو گیا اور وہ اس کے بعد اُسے واپس نہیں لے سکا پھر جب وہ دوبارہ تونس سے ۸۷ھ میں واپس آیا تو منصور بن فضل اس کے پاس گیا اور اس نے اس کے پیچھے اپنے جرنیل ابو عبد اللہ محمد بن حاجب ابیہ محمد بن سید الناس کو بھیجا کہ وہ بجایہ میں واپس آنے کی وجہ سے اُسے اس کے محلات مہیا کر دیئے پس ابن عمر نے اسے واپس کر دیا اور اس نے سے بگڑ بیٹھا اور سلطان نے اس سے مدد مانگی تو اس نے جلدی سے مدد دی تو اس نے رضامندی سے اسے جاگیر دی اور بجایہ اور قسطنطیلہ کی امارت بھی عنایت کر دی جیسا کہ ہم قبل

ازیں یہ سب باتیں بیان کر آئے ہیں پس ابن عمرؓ اور اس کے مضافات میں خطبہ میں سلطان کے ذکر کرنے اور سکے میں اس کے نام پر اکتفا کرتے ہوئے خود مختار بن بیٹھا اور وہ اسی پوزیشن پر قائم رہا یہاں تک کہ سلطان نے تونس اور اس کی جہات پر قبضہ کر لیا اور اس نے اس کے پاس اپنے عمر ز ادعلیٰ بن محمد بن عمر کو بھیجا تو عبدالرحمن حاجب نے اسے قسطنطینہ کا امیر مقرر کر دیا اور وہ اس کی طرف چلا گیا اور اس دوران میں وہ زنانہ کی فوجوں کو بجایہ سے ہٹا تا رہا اور ابو جوحا حکم تلمسان اس کے محمد بن یوسف پر غالب آنے اور اس کے ہاتھ سے بلاد مغرادرہ اور توجین کو واپس لینے کے بعد فوجوں کو اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا کرتا تھا اور اس نے وادی میں جو وہاں سے دودن کے فاصلہ پر ہے قلعہ تعمیر کیا جہاں وہ فوجوں کو اس کے محاصرہ کے لئے تیار کرتا پھر ابو جوحا فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابوتاشیفین ۱۸ھ میں حکمران بنا اور جو نبی سلطان نے تونس کی طرف چڑھائی کر کے اُسے فتح کیا بجایہ کے ہزار کی حدت میں کمی ہو گئی پھر ابوتاشیفین اپنی عملداریوں کی درنگی کے لئے تلمسان سے نکلا اور محمد بن یوسف جبل دانسترلیس میں اپنے قلعے میں قتل ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے پس وہ وہاں سے تلمسان کی طرف واپس لوٹ آیا اور ابن عمر بیمار ہو گیا تو اُس نے اپنے عمر ادعلیٰ کے متعلق اس کی عملداری کی قسطنطینہ میں اطلاع دی اور سلطان کا حکم پہنچنے تک اسے وہاں کا ولی عہد بنانے اور بجایہ کی حکومت قائم کرنے کی وصیت کی اور وہ بستر علالت پر کچھ دن گزرنے کے بعد شوال ۱۹ھ میں فوت ہو گیا اور علی بن عمر نے بجایہ کی حکومت سنبھال لی اور سلطان کو یہ اطلاع ملی تو اُسے تفر کے حالات نے پریشان کر دیا اور ابن سید الناس اپنے گھر کے وکیل آمدنی و مصارف کے ساتھ اس کے خزانہ کے حصول اور اس کے ذخیرہ کی تلاش میں اس کے پاس گیا اور اس نے بہت سے ذخائر سونا چاندی حاصل کیا اور علی بن عمر بھی اس کے ساتھ آیا اور سلطان نے اسے اپنی رضامندی سے دیا اور وہ الحضرة میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس کا ابن ابی عمران سے اختلاف ہو گیا پھر اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کی اور سلطان کو اس کے دشمن کی حکومت نے برا فروختہ کر دیا پس جب وہ تونس کی طرف واپس آیا تو اس نے اپنے غلام نجاح اور حملال کو اس کے قتل کا اشارہ کیا تو انہوں نے بستانہ کے باہر اُسے دھوکے سے قتل کر دیا اور اُسے زخم لگائے اور وہ اپنے زخموں کے باعث ہلاک ہو گیا۔

قسطنطینہ پر امیر ابو عبد اللہ کی امارت اور بجایہ پر اس کے بھائی امیر ابو زکریا کی امارت اور اس کی حجابت پر ابن القانون کی تقرری کے حالات: جب ابن عمر فوت ہو گیا تو سلطان کو بجایہ کے حالات نے فکر مند کر دیا کیونکہ وہ محاصرہ اور بنی عبدالواد کے مطالبہ کی حالت میں تھا پس اس نے دیکھا کہ وہ محافظوں کو قریبی سرحدوں میں بھیج دے اور وہاں مدافعت و محافظت اپنے بیٹوں کو اتارے اور اس نے اپنے بیٹے امیر عبد اللہ کو قسطنطینہ کا اور دوسرے بیٹے امیر ابو زکریا کو بجایہ کا امیر مقرر کیا اور اس کی حجابت ابو عبد اللہ بن القانون کو دی جو ان دونوں کی صغریٰ کی وجہ سے وہاں خود مختار تھا اور اس کے لئے فوج کو اکٹھا کیا اور اسے بجایہ میں دشمن کو روکنے اور اس کے محاصرہ پر زور دینے کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا اور وہ تونس سے ۲۰ھ کے آغاز میں فوج اور اصحاب کے جلوس میں کوچ کر گئے اور حجابت کا کام ابن القانون پر مہربانی کے باعث خالی رہ گیا اور امور میں تصرف کے لئے سلطان کے آدمیوں میں سے ابو عبد اللہ بن عبد العزیز کر دی جس نے المزدار کا لقب اختیار کیا تھا باقی رہ گیا اور سلطان کے خواص میں سے وہ شخص سب سے مقدم تھا جو الدخلہ کے نام سے مشہور

تھا اور اشغال پر کاتب ابو القاسم بن عبدالعزیز مقدم تھا اور ابھی ہم ان کی اولیت کا ذکر کریں گے اور وہ سر بلندی اور عزت کے لباس میں تاجر سے چلتا ہوا بجایہ واپس لوٹ آیا۔ یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

ابن القانون کی آمد اور بجایہ میں ابن سید الناس اور قسطنطینہ میں ظافر الکبیر کو حکومت کا ملنا

جب ابو عبداللہ بن یحییٰ بجایہ کی طرف لوٹا اور سلطان کی توجہ اپنے خواص کے لئے بجایہ میں اپنی حکمرانی کے وقت خالی ہو گئی تو انہوں نے اس کے متعلق چغلیاں کھائیں اور انہوں نے اس کے لئے مصیبتیں کھڑی کیں اور اس میں المزدار بن عبدالعزیز نے صاحب الاشغال ابو القاسم بن عبدالعزیز کی مداخلت سے بڑا کردار ادا کیا اور سلطان کے ہاں اس کی بہت چغلیاں ہوئیں یہاں تک کہ اُسے اس کے متعلق بدظنی ہو گئی اور اس نے محمد بن سید الناس کو بجایہ کا امیر مقرر کر دیا اور اس نے اس کے حصار اور اس کے امیر کی حجابت کا کام سنبھال لیا یہاں تک کہ اس نے اسے حجابت کے لئے مقدم کیا اور اس کے حالات کو ہم آگے بیان کریں گے اور ابن القانون الحضرة جاتے ہوئے قسطنطینہ سے گزرا تو اسے وہاں پناہ لینے کی سوچھی اور وہاں کے مشائخ نے اس بارے میں مداخلت کی اور اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا پس اس نے انہیں سزا کے طور پر الحضرة کی طرف بھیج دیا اور یہ اطلاع سلطان کو بھی پہنچ گئی تو اس نے ابن قانون کو قید کر لیا اور قسطنطینہ کی حجابت بھی ابن سید الناس کو دینے کا عزم کر لیا تو وہاں کے مشائخ نے معافی طلب کی اور اُسے بتایا کہ امین اس کا قریبی اور بھتیجا بھی ہے اور انہوں نے اس کے باپ کی مالدار کی کا بھی ذکر کیا تو وہ اس بات سے رُک گیا اور اپنے عزم کو اپنے غلام ظافر الکبیر کی طرف پھیر دیا اور یہ بات اس وقت ہوئی جب وہ مغرب سے آیا اور اس کے واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ امیر ابو زکریا کے غلاموں میں سے تھا اور اُسے اس کے بیٹے سلطان ابو البقاء کی حکومت میں بڑا غلبہ حاصل تھا اور جب سلطان ابو بکر کو پریشانی لاحق ہوئی تو اس نے فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی اور باجہ میں قیام کیا اور المزدار دوری اور عرب ابن الحکیانی کی ہراؤل فوج میں تونس کی طرف آئے تو اس نے ان پر چڑھائی کی تو انہوں نے اُسے الگ کر دیا اور گرفتار کر لیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر آئے ہیں پھر اس کے بعد وہ مولانا سلطان ابو یحییٰ سے جا ملا تو اس نے اسے دوبارہ حکومت میں وہی پوزیشن دلا دی جو اسے پہلے حاصل تھی اور سلاطین میں ابن ثابت کی وفات پر اسے قسطنطینہ کا والی بنادیا پھر ابن عمر اس سے تنگ ہو گیا اور اس کے متعلق سلطان کو برا بھانت کیا تو اس نے اسے دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اندلس بھیج دیا اور یہ مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابو سعید کے ہاں اترا یہاں تک کہ اسے ابن عمر کی وفات کی اطلاع ملی تو یہ دوبارہ تونس کی طرف لوٹ آیا اور سلطان اس کے ساتھ بڑی عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا اور اس کے ساتھ ہی بجایہ سے حاجب بن قانون بھی پہنچ گیا پس سلطان نے ظافر کو قسطنطینہ میں اپنے بیٹے امیر ابو عبداللہ کا حاجب مقرر کیا پس یہ قسطنطینہ آیا اور اس کے کام کو سنبھالا اور اپنے خواص کو بڑی بڑی

خدمات پر مامور کیا اور وہاں پر الحضرة کے جو خدام تھے انہیں ان کے شہر کی طرف واپس کر دیا اور امیر ابو عبد اللہ کے ہاں ابو العباس بن یاسین متصرف تھا اور کاتب ابو زکریا بن الدباغ خراج کے امور کا متصرف تھا اور یہ دونوں امیر ابو عبد اللہ کی رکاب میں الحضرة سے آئے تھے پس ظافرنے وہاں پہنچتے ہی ان دونوں کو ہٹا دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے ان شاء اللہ۔

ابن ابی عمران کے غلبے اور ابن قانون کے اس کی طرف فرار کرنے کے حالات

محمد بن ابی عمران، ابو عمران موسیٰ بن ابراہیم، ابن الشیخ ابی حفص کی اولاد میں سے تھا اور یہ وہی شخص ہے جو ابو محمد عبد اللہ ابن عمہ الشیخ ابو محمد عبد الواحد کا نائب بن کر افریقہ کا حکمران مقرر ہوا تھا اور اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں اسے مراکش سے وہاں خط لکھا تھا پس یہ آٹھ ماہ تک وہاں پر حکمرانی کرتا رہا اور وہ ۶۲۳ھ کے آخر میں آ گیا اور ابو عمران اس کے جملہ دوستوں میں شامل ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی اور اس کے بیٹوں نے ان کی حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی اور اس کے بیٹوں میں ایک بیٹا ابو بکر بھی تھا جو اس محمد کا والد تھا اور اس کی بہت شہرت تھی اور سلطان ابو یحییٰ زکریا بن الحکیانی اس کی قربانداری کا لحاظ کرتا تھا اور اس نے اس کے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا اور تونس سے نکلتے وقت اس کو اپنا جانشین بنایا پھر اسے کشتی پر سوار ہو کر اسکندریہ کی طرف جاتے ہوئے طرابلس پر اپنا جانشین بنایا اور ابو فرہ نے شکست کھانے اور اپنی فوج کے منتشر ہو جانے کے بعد مہدیہ میں پناہ لی تھی سلطان ابو بکر نے وہاں پر اس سے مقابلہ کیا مگر وہ مہدیہ کو سر نہ کر سکا اور ابو فرہ سے صلح کر کے وہاں سے چلا آیا اور حمزہ بن عمر سلطان کی مخالفت میں افریقہ کے نواح میں گھومتا پھرتا تھا یہاں تک کہ سلطان کو اس کی مخالفت گراں گزری اور بہت سے بددبھی اس کے پاس چلے آئے اور اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی پس محمد بن ابی عمران اپنی حکومت کے مقام سے طرابلس کی سرحد پر آیا اور سلطان کے پاس کمال تیاری کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے گیا پس سلطان ابو بکر ۶۲۲ھ کے رمضان میں تونس سے نکلا اور قسطنطینہ چلا گیا اور اس کے ساتھ مولانا محمد بن عمر بھی تھا اور خواص نے سلطان کے پاس چغلیاں کر کے حاجب محمد بن یحییٰ بن قانون کو ناراض کر دیا تھا اور اس کا انحراف اس پر واضح ہو گیا تھا اور معن بن مطاع خزازی جو حمزہ بن عمر کا وزیر اور مشیر تھا ابن قانون کا دوست تھا پس اس نے ابن ابی عمران کے لانے میں مداخلت کی اور جب سلطان ان کی فوج کے آگے آگے نکلا تو ابن قانون تونس میں پیچھے رہ گیا اور دوسرے دن شہر میں ایک منادی سوار ہو کر ابن ابی عمران کی دعوت دینے لگا اور ابن ابی عمران نے سلطان کے خروج کے وقت دوسری دفعہ مداخلت کی اور الحضرة پر قابض ہو گیا اور بقیہ سال وہیں پر مقیم رہا اور دوسرے سال کے آغاز میں بھی وہیں رہا اور سلطان قسطنطینہ چلا گیا اور اس نے اپنی فوج کو جمع کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور تیاری کو مکمل کیا اور صفر ۶۲۳ھ کو وہاں سے چلا اور ابن ابی عمران

بھی حمزہ بن عمر کی معیت میں فوج کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کو نکلا اور سلطان نے الرحلۃ میں ان سے پہلی اور دوسری مرتبہ جنگ کی اور ان پر حملہ کر دیا اور شیخ الموحدین ابو عبد اللہ بن ابی بکرفوت ہو گیا اور ان کے ہر اوّل میں محمد بن ابی منصور بن مرنی وغیرہ تھے اور فوج نے ان میں خوب قتلّام کیا اور قیدی بنائے اور سلطان کو ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ کوئی اس کا ہمسرہ نہ تھا پھر اس نے مولاہم بن عمر کو گرفتار کر لیا اس کے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے ان شاء اللہ۔

مولاہم بن عمر اور اس کے کعبی اصحاب کے قتل کے حالات : جب سلطان کو ابن ابی عمران اور اس کے پیروکاروں پر مقررہ غلبہ اور کامیابی حاصل ہو گئی اور اس نے اس فتح میں ان سے مولاہم بن عمر کی منشاء کے خلاف سلوک کیا اور اس کے اصحاب نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے ان کی خرابی کا پتہ چلتا تھا پھر سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ مولاہم نے اس پر حملہ کرنے والوں میں اپنے بیٹے منصور یا اپنے ربیب جعدان کو شامل کیا ہے اور جعدان بن عبد اللہ بن احمد بن کعب اور سلیمان بن جامع، ہوارہ کے شیدخ میں سے تھے اور اس نے ان کے عمر ادعون بن عبد اللہ بن احمو کو جبکہ انہوں نے اُسے اس بات میں شامل کر لیا تھا ان سے روک لیا پس اس نے سلطان کو بہت نصیحتیں کیں مگر جب انہوں نے سلطان پر حملہ کیا تو اس نے انہیں گرفتار کر کے تونس کی طرف بھیج دیا اور انہیں وہاں پر قید کر دیا گیا اور وہ خود الحضرة کی طرف لوٹ آیا اور اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں اس میں داخل ہو گیا اور لوگوں سے از سر نو بیعت لی اور عربوں نے اس کی اتباع میں چڑھائی کی یہاں تک کہ شہر کے باہر آ اترے اور اس پر مولاہم اور اس کے اصحاب کی رہائی کی شرط پیش کی پس سلطان نے ان کے قتل کا حکم دے دیا اور انہوں ان کے قید خانوں میں قتل کر دیا گیا اور ان کے جنسوں کو حمزہ کے پاس بھیج دیا گیا تو اُسے بہت صدمہ ہوا اور اس نے اپنی قوم سے فریاد کی اور انہوں نے اپنے ساتھی کا بدلہ لینے کا مشورہ کیا اور وہ جلدی سے الحضرة کی طرف گیا اور ابن ابی عمران بھی جانے کے وقت اور سلطان کے ہٹانے کے معاملہ میں ان کے ساتھ تھا اور انہیں خیال ہوا کہ یہ لوگ موقع کی تلاش میں ہیں اور سلطان ان کی آمد کے چالیس روز بعد تونس سے نکل کر قسطنطیہ چلا گیا اور ابن ابی عمران تونس میں آیا اور چھ ماہ تک یہاں قیام پزیر رہا اس دوران میں سلطان نے اپنی فوج اکٹھی کر لی اور تیاری مکمل کر لی اور وہ قسطنطیہ سے اٹھا اور ابن ابی عمران نے اس پر چڑھائی کی اور ابن عمر نے اسے شکست دی اور سلطان نے ان پر حملہ کر دیا اور خوب قتلّام کیا اور انہیں نواح میں بھگا دیا اور تونس واپس لوٹ آیا اور صفر ۶۲۳ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور حمزہ سیدھا آگے چلا گیا اور اس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ابن الحیمانی اور زناتہ کے ساتھ جنگ رغبیس اور ابن ابی عمران کے

ساتھ جنگ الشقة کے حالات

جب حمزہ بن عمر اور ابن ابی عمران نے یکے بعد دیگرے تونس سے شکست کھائی اور حمزہ نے دیکھا کہ ابن ابی عمران

اس کے کچھ کام نہیں آ سکتا تو اس نے اسے طرابلس میں اس کی عملداری میں بھیج دیا اور اس نے ابوفربہ کی طرف ابن سلطان اللخیمانی کو بھیجا کیونکہ مہدیہ میں اسے بڑا مقام حاصل تھا پس اس نے اسے زنانہ کے دادخواہوں اور بنی عبدالواد کے سلطان کے وفود میں شامل کر لیا پس ابوفربہ نے اس کے ساتھ کوچ کیا اور وہ تلمسان کے حکمران ابوتاشیفین کے پاس گیا اور اُسے بجایہ پر فتح پانے کے بارے میں رغبت دلائی اور یہ کہ حاکم تونس فوج بھجوا کر بجایہ کی مدد کرنے سے غافل رہے گا پس سلطان نے ان کے ساتھ ہزاروں کی فوج بھجوا دی اور اس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو مقرر کیا جو تیز دکت میں ثغر کا حاکم تھا اور بہت سے خواص اور عظیم آدمیوں کو بھی بھجوا دیا اور وہ تلمسان سے بسرعت تمام چلے اور سلطان کو بھی ان کے تلمسان سے چلنے کی خبر پہنچ گئی تو وہ تونس سے اپنی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے نکلا یہاں تک کہ بونہ اور قسطنطینہ کے درمیان رغیش مقام پر پہنچ گیا اور وہ قلب میں نہایت پختہ عزم کے ساتھ ڈنارہا پس ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شعبان ۶۲۳ھ میں شکست کھا گئے اور فوج کے ساتھ ان کے کپڑوں اور زنانہ کی قیدی عورتوں سے بھر گئے اور سلطان ان کے پاس سے گزرا تو اس نے عورتوں کو رہا کر دیا اور ابوموسیٰ اور موسیٰ بن علی کردی کو اپنی فوج کے ساتھ تلمسان واپس آ گئے اور سلطان ان کی شکست کے چند روز بعد الحضرہ کی طرف واپس آ گیا اور راستے میں اُسے یہ اطلاع ملی کہ عرب قیروان کے نواح میں اکٹھے ہو رہے ہیں تو وہ الحضرہ سے گزر کر الشقہ میں نہیں جا ملا اور ان پر حملہ کر دیا اور شوال ۶۲۴ھ میں تونس کی طرف لوٹ آیا پس حمزہ اور اس کے ساتھیوں نے فوجوں کی علیحدگی کے وقت اس کا تعاقب کیا اور اس کے ساتھ ابراہیم بن شہید حفصی بھی تھا اور عامر ابوعلی بن کثیران کی خبر لے کر اس کے پاس پہنچ گیا تو باجہ میں پڑاؤ کرنے کے بعد وہ ان کے مقابلہ کے لئے تھوڑی سی فوج کے ساتھ نکلا اور اس کا سالار عبداللہ عاقل تھا پس عربوں نے شاذلہ کے نواح میں اس پر حملہ کر دیا اور اس کے ہر اوّل دستہ سے جنگ کی اور میدان کا رزار گرم ہو گیا اور عبداللہ عاقل اور لوگ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے اور جنگ نے شدت اختیار کر لی پھر عربوں کو شکست ہو گئی اور ان کی بیویاں لوٹ لی گئیں اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور سلطان شہر کی طرف واپس آ گیا اور الحضرہ میں مقیم ہو گیا۔

حمزہ کے ابراہیم بن شہید کو لانے اور اس کے الحضرہ پر قبضہ کرنے کے حالات: جب ابوفربہ بن اللخیمانی اور حمزہ بن عمر اور بنی عبدالواد کی فوجیں شکست کھا گئیں تو ابوفربہ تلمسان چلا گیا اور وہیں پر فوت ہو گیا اور اس کے بعد حمزہ نے سلطان کے ساتھ کچھ جنگیں کیں اور کعب اس پر غالب آنے اور اس پر چڑھائی کرنے سے مایوس ہو گئے تو حمزہ بن عمر دادخواہی کے لئے ابن تاشیفین کے پاس گیا اور اس کے ساتھ طالب بن مہلب بھی تھا جو اس کی قوم میں اس کا ہمسر تھا نیز اولاد قوس میں سے بنی حکیم کا شیخ محمد بن مسکین بھی اس کے ساتھ تھا اور یہ سب کے سب سلیم میں سے تھے اور ان کے ساتھ حاجب بن قانون بھی تھا پس انہوں نے اس کی فوج کو ان کے دادخواہ کی مدد پر آمادہ کیا اور سلطان نے ان کے لئے ایک فوج تیاری کی جس کا سالار موسیٰ بن علی کردی کو کیا اور اُسے دوبارہ ان کے ساتھ بھیجا اور تونس کی حکومت کے لئے ان میں اعیاص ابی حفص سے ابراہیم بن شہید کو امیر مقرر کیا اور اس کا باپ جو شہید ہوا وہ ابو بکر بن ابی الخطاب عبدالرحمن تھا جسے سلطان ابو عصفیہ کی وفات پر امیر مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ان کا یہ باپ عربوں سے جا ملا تھا اور انہوں نے اُسے

امیر بنالیا تھا اور جنگ رئیس کے بعد وہ اُسے تونس پر چڑھالائے تھے اور فوجیں ان کے مقابلہ میں نکلیں پس وہ شکست کھا گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور وہ تلمسان چلا گیا اور یہ وفد اس کے بعد آیا پس سلطان ابوتاشفین نے اُسے ان کا امیر مقرر کر دیا اور محمد بن یحییٰ بن قانون کو اپنا حاجب بنالیا اور موسیٰ بن علی کردی کی مگرانی کے لئے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور انہوں نے افریقہ پر چڑھائی کی اور سلطان ابو بکر ذوالقعدہ ۶۲۳ھ میں ان کی مدافعت کے لئے تونس سے نکلا اور قسطنطینہ تک جا پہنچا اور انہوں نے اُسے تیاری مکمل کرنے سے قبل جلد ہی جالیا پس وہ ان کے صحن میں جا اتر اور موسیٰ بن علی بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوا اور ابراہیم بن شہید اور حمزہ بن عمر تونس کی طرف آئے اور جب وہ رجب ۶۲۵ھ میں تونس میں داخل ہو گیا اور اس پر غالب آ گیا اور اس نے باجہ پر محمد بن داؤد کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا امیر مقرر کیا اور رمضان کی ایک شب کو سلطان کے بعض خاص آدمیوں نے جو البلاء میں چھپے بیٹھے تھے اس پر حملہ کر دیا جن میں یوسف بن عامر بن عثمان بھی شامل تھا جو عبدالحق بن عثمان کا بھتیجا تھا جو اعیاص بنی مرین میں سے تھا اور ان میں قائد بلاط بھی تھا جو الحضرۃ کے پیچھے سوار ہونے والے سرداروں میں تھا اور ابن حسان نقیب الشرفاء بھی تھا پس انہوں نے اکٹھے ہو کر سلطان کی دعوت کا نعرہ لگایا اور قصبہ میں گھومے مگر اسے سر نہ کر سکے تو وہ وارکشلی کے گھر گئے جو پیچھے سوار ہونے والے ترک سرداروں میں سے تھا اور وہ ابن القانون کا خاص آدمی تھا پس انہوں نے قصبہ کے ساتھ جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکے پھر صبح نے ان کو اپنا مقصد پورا کرنے میں جلد بازی پر آمادہ کیا تو وہ قتل کے درپے ہو گئے اور وہ ان کے کام سے فارغ ہو گیا اور موسیٰ بن علی اور اس کی ساتھی فوجیں جب ابن الشہید سے قسطنطینہ کے محاصرہ کے لئے پیچھے رہ گئیں تو وہ کئی روز تک وہاں مقیم رہا پھر پندرہ راتیں مقابلہ کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا اور اپنے صاحب کے پاس تلمسان میں لوٹ آیا اور سلطان قسطنطینہ سے نکلا اور اس نے فوج اور تیاری کو مکمل کیا اور تونس پر حملہ کرنے میں جلدی کی۔ پس ابن الشہید اور ابن القانون وہاں سے بھاگ گئے اور سلطان نے شوال ۶۲۵ھ میں تونس میں داخل ہو کر اس کے دار السلطنت پر قبضہ کر لیا اور وہاں قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ اس کے وہ حالات ہوئے جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔

بجایہ کے محاصرہ، تیمز روکت کی تعمیر اور سلطان کی فوجوں کی شکست

کے حالات

جب سے ابوتاشفین کے لئے فضا صاف ہو گئی تھی اور قوم میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تھی اور وہ بجایہ میں فوجیں بھیجے اور محاصرہ کو لمبا کرنے پر اصرار کرتا تھا اور سلطان ابو بکر اپنی حکومت کے جوانوں اور اپنے عظیم وزراء اول کے ذریعہ اس کے تحفظ کے لئے دفاع کرتا تھا اور اول بڑا طاقتور اور اہل کفایت میں سے تھا اور اس نے انہیں اموال اسلحہ اور فوج کی مدد بھیجی اور انہیں جنگوں میں مبر و ثبات کی وصیت کی اور اس کے ہمسرا اس کے پیچھے تھے اور ابوتاشفین جب محسوس کرتا کہ سلطان ابو بکر

بجائیہ کی مدافعت کے لئے تیار ہے یا جنگ کے لئے فوج تیار کرنے کا عزم کر رہا ہے تو وہ اسے کسی ایسے کام میں مشغول کر دیتا جو اس کے عزم کو کمزور کر دیتا اور اس کی گرفت کی لگام کو تھام لیتا اور اس بارے میں ابن عمر کا فتنہ سب سے بھیانک شغل تھا کیونکہ وہ عربوں کو اطاعت سے روکتا تھا اور اعراب کو الحضرة پر چڑھائی کرنے کے لئے اکٹھا کرتا تھا اور اعیاص کو ایسی باتوں کی طمع دیتا تھا جو انہیں مخالفت سے حاصل نہ ہو سکتی تھیں اور اس تمام مدت میں اسی کی یہی عادت رہی اور جب ابوتاشغین نے ۶۲۵ھ میں ابراہیم بن الشہید اور حمزہ بن عمر اور ان کے افریقی مددگاروں کی طرف فوجیں بھیجیں تو اس نے ان کا سالار موسیٰ بن علی کو مقرر کیا۔ جس نے قسطنطینہ سے جنگ کی پھر وہاں سے چلا آیا اور ۶۲۸ھ میں دوبارہ اس کا محاصرہ کیا اور اس کے نواح میں غارت گری کی اور ان کے سب اموال کو لے لیا اور وادی بجایہ کی طرف لوٹ آیا اور بجایہ سے ایک دن کے فاصلے پر بسکلات شہر کی حد بندی کی اور راستے کے وسط میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک سڑک بنائی کیونکہ بجایہ سمندر کی جانب اس سے ٹیڑھی طرف تھا پس انہوں نے اس شہر کی حد بندی کی اور اسے مضبوط بنایا اور اسے مسافٹوں کی صورت میں فوج پر تقسیم کر دیا پس وہ چالیس روز میں مکمل ہو گیا اور انہوں نے جبل قبالہ اور جدہ میں اپنے قدیم ترین قلعے کے نام پر اس کا نام تیمر زوکت رکھا جہاں پر بشمر ابن نے سعید کے مقابلہ میں پناہ لی تھی اور اس نے اس سے جنگ کی اور وہیں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور انہوں نے اس شہر کو فوج اور رسد سے بھر دیا اور اسے پیادہ فوج، سواروں اور قبائل سے لڑنے کے لئے آباد کیا جس سے سلطان کو بہت اضطراب پیدا ہوا پس اس نے اپنی فوج کے جرنیلوں اور اپنے غامطوں سے کہا کہ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ حاکم ثغر محمد بن سید الناس کی طرف بھاگ جائیں اور اس کے ساتھ مل کر اس برباد شہر پر حملہ کریں اور اس کی تخریب کے لئے موت قبول کریں پس قسطنطینہ سے ظافر الکبیر اور ہوارہ سے عبداللہ عاقل اور پونہ سے ظافر السنان اٹھے اور ۶۲۷ھ میں بجایہ آئے اور موسیٰ بن علی کو بھی ان کی اطلاع مل گئی تو وہ بھی بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ نکلا اور تمام فوجیں بجایہ سے ابن سید الناس کے جھنڈے تلے نکلیں اور اس نے دشمن پر بسکلات میں چڑھائی کی مگر اسے اور اس کے اصحاب کو شکست ہوئی اور ظافر الکبیر قتل ہو گیا اور ان کی فوج بجایہ واپس آ گئی اور ابن سید الناس کو ان کے متعلق بدظنی ہو گئی جیسے موسیٰ بن علی بن زبون کو اپنے ساتھی کے متعلق ہو گئی تھی پس اس نے انہیں اس رات شہر میں داخل ہونے سے روک دیا اور صبح کو وہ اپنی اپنی عملداریوں میں واپس چلے گئے اور سلطان نے قسطنطینہ پر ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو کچھ روز کے لئے امیر مقرر کیا پھر اسے الحضرة لے آیا تا کہ محمد بن عبدالعزیز الحمزہ دار اس سے حجابت کے کاموں میں مدد دے کیونکہ وہ حجابت کے ضروری امور سے نا آشنا تھا اور اس نے قسطنطینہ میں امیر ابو عبداللہ کی حجابت پر اپنے غلام ظافر السنان کو مقرر کیا یہاں تک کہ اس کے حالات میں تبدیلی ہو گئی جس کا ذکر ہم کریں گے۔

حاجب المز دار کے وفات پانے اور اس کی جگہ ابن سید الناس

کے حاکم بننے اور ابن قالدون کے قتل ہونے کے حالات

یہ شخص محمد بن القالدون المز دار کے نام سے مشہور ہے اور جسے اس کی اولیت کے متعلق صرف اسی قدر علم ہے کہ وہ ان کردوں میں سے ایک کردی ہے جن کے رؤساء ملک مغرب کے پاس ان دنوں وفد بن کر گئے تھے جن دنوں تاتاریوں نے انہیں ان کے وطن شہر زور سے ۶۵۶ھ میں بغداد پر غالب آنے کے بعد جلاوطن کر دیا تھا پس ان میں سے کچھ تو نس میں ٹھہر گئے اور کچھ مغرب کی طرف چلے آئے اور مراکش میں مرتضیٰ کے ہاں اترے پس اس نے ان کو اچھا پڑوسی بنایا اور ان میں سے کچھ لوگ بنی مرین کی طرف اور کچھ بنی عبدالواد کی طرف چلے گئے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور الحضرة میں اقامت اختیار کرنے والوں میں سلف بن عبدالعزیز بھی تھا جس نے امیر ابو زکریا الاوسط کی حکومت پرورش پائی اور اس کے بیٹوں کے ساتھ مل جل گیا اور اس کے بیٹے سلطان ابو بکر کے دوستوں کے ساتھ تو نس آیا اور یہ اس کے خواص میں جو غلہ کے نام سے مشہور تھے مقدم تھا اور اسی وجہ سے المز دار کے نام سے معروف تھا اور بڑا بہادر باوقار اور دہندار آدمی تھا اور حکومت میں اُسے بڑا رسوخ حاصل تھا اور اسی نے حاجب بن قالدون کے متعلق چغلی کرنے میں بڑا کردار ادا کیا یہاں تک کہ وہ اس کے مقام سے پریشان ہو گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ ۶۲۱ھ میں ابی عمران کے پاس گیا اور سلطان نے اسے اس کی جگہ حاجب مقرر کر دیا اور یہ کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز سے حجابت کے متعلق مدد لینے لگا کیونکہ یہ حجابت کے آداب سے نا آشنا تھا اور یہ بہت باہمت اور دلیر آدمی تھا اور یہ ہمیشہ اسی پوزیشن میں رہا یہاں تک کہ شعبان ۶۲۲ھ میں فوت ہو گیا اور سلطان نے محمد بن خلدون کو جہا راجد اقرب ہے حاجب مقرر کرنا چاہا مگر اس نے انکار کیا اور اقالہ (رتج فح کرنا) میں رغبت ظاہر کی اور اس نے حاکم ثغر محمد بن ابی الحسین سید الناس کو سلطان کے سلف کے ساتھ اس کے سلف کو آگے کرنے کا اشارہ کیا کیونکہ اس کے پیروکار بہت تھے اور یہ خود بہت خوددار آدمی تھا مجھے یہ بات میرے باپ رحمہ اللہ اور ہمارے ساتھی محمد بن منصور مرنی نے بتائی ہے اس نے مجھے بتایا کہ میں المز دار کی وفات کے روز تمہارے دادا کو باجہ میں سلطان کی چھاؤنی کی طرف بلانے کے لئے حاضر ہوا اور سلطان نے اسے برآمدے میں داخل کر لیا اور وہ کچھ دیر غائب رہا پھر باہر نکل آیا اور نوکروں کے درمیان یہ خبر پھیل گئی کہ اسے زمین کے لئے بلایا گیا ہے مگر اس نے اسے ناپسند کیا ہے اور ان دنوں سلطان نے حجابت پر کاتب ابوالقاسم بن عبدالعزیز کو مقرر کیا ہوا تھا اور اس نے اپنے مخلص دوست محمد بن حاجب ابیہ ابی الحسین بن سید الناس کو بلایا تو وہ ۶۲۸ھ کے محرم کے آغاز میں آیا اور اس نے اسے اپنی حجابت سپرد کر دی پس اس نے اسے اچھی طرح نبھایا اور اس نے اُسے از سر نو بجایہ کا حاکم مقرر کیا اور اس کے بیٹے کو حجابت دی اور حجابت میں نیابت کے لئے اس کے پاس محمد بن فردون کو بھجوایا اور اس کے ساتھ اس کا کاتب ابوالقاسم بن المرید بھی تھا اور بجایہ کے یہی حالات رہے اور زمانہ کی فوجیں اس دوران میں گھومتی رہیں اور ان کے قلعے اس کو تنگ کرتے رہے اور ابن قالدون ابن سید الناس کے آمد سے

تھوڑا عرصہ پہلے اپنے مہمان زواودہ کے سردار علی بن احمد کی سفارش کے لئے آیا اور زمین کی طرف اس کے لوٹنے کی خواہش کی اور اس کا ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ جب وہ ابن ابی عمران کی خدمت میں تونس میں سلطان سے پیچھے رہ گیا تو اس نے اندلس کی طرف جہازوں کو جاتے دیکھا پس سلطان نے انہیں جلدی کرنے کو کہا اور یہ ابن ابی عمران کے ساتھ نکلا اور اس نے اس کے ساتھ کئی بار الحضرة پر چڑھائی کی اور تلمسان چلا گیا پھر ابن الشہید کے ساتھ آیا اور کئی کارنامے کئے پھر ابن الشہید کی حکومت کمزور پڑ گئی اور وہ ریاحی زواودہ کے پاس چلا گیا اور زمانے میں ان کے رئیس علی بن احمد کے ہاں اتر تو اس نے اسے پناہ دے دی اور اسے طولقہ میں اتارا جو بلاد الزاب میں ہے اور سلطان نے اس کے متعلق تقریر کی اور اسے امان دی یہاں تک کہ اسے قریب کیا اور وہ اپنے بھائی موسیٰ بن احمد کے ساتھ الحضرة آیا اور ابن قانون کے دل میں زمین کی خواہش تھی اور ابن سید الناس اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا اور اس نے اسے مشغول کر دیا اور اس کے بعد ابن قانون آیا تو سلطان اسے اپنے پاس لے گیا اور اس سے معذرت کی اور وعدہ کیا اور اسے قفصہ کی امارت دے دی پس یہ وہاں گیا اور سلطان کے معلومی غلاموں شہیر اور فارح کے ساتھ رہا اور ابن سید الناس نے قفصہ کے مشائخ کو اس کے محافظوں کو گرفتار کرنے کا اشارہ کیا تا کہ غلام اس پر قابو پالیں پس جب یہ شہر کے میدان میں اتر تو اسے اس کی گلیوں میں قتل کر دیا گیا اور اس کے قتل کے لئے ایک مضطرب کرنے والے آواز پائی جاتی تھی جسے لوگوں نے شہر کے باہر سنا اور ابن قانون اپنے خیمے سے حملہ کرتا ہوا نکلا پس اس کے ساتھ جو غلام آئے تھے انہوں نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور اسے خنجر مار مار کر وہیں ڈھیر کر دیا۔

بونہ پر فضل کی حکومت کے حالات: سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز ہی سے بونہ پر اپنے غلام مسرور معلومی کو حاکم مقرر کیا تھا پس اس نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور اس کی حکمرانی سے قوت حاصل کی اور اسے گرفت کرنے اور جنگ آزما کی میں ایک مقام حاصل تھا، اس کے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ظالم اور جابر بھی تھا اور یہ دلعاہہ کی طرف نکلا اور اس نے انہیں مجبور کر دیا اور وہ اپنے اموال کے ساتھ اس کی مدافعت کو نکلے پس اس نے ان سے جنگ کی اور اس کی ہلاکت کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے بیٹے ابوالعباس فضل کو بونہ کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے وہاں بھیج دیا اور اپنے معلومی غلاموں میں سے ظافر السنان کو اس کی حجابت اور اس کی فوج کی قیادت پر مقرر کیا تو اس نے اس کام کو نہایت خوبی سے سرانجام دیا۔

جنگ ریاس اور اس سے قبل سلطان کے بھائی امیر ابو فارس کے قتل کے حالات: جب سلطان ابو بکر تونس آیا تو اس کے ساتھ اس کے تین بھائی محمد عبدالعزیز اور عبدالرحمن بھی آئے اور ان میں سے عبدالرحمن فوت ہو گیا اور باقی دو زندہ رہ گئے جنہیں آسودگی اور جاہ و حشمت میں بہرہ وافر حاصل تھا اور امیر ابو فارس کے دل میں رتبہ اور حکومت حاصل کرنے کا بہت خیال تھا اور عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق بن مرین کے سرداروں اور ان کی حکومت کے اعیاص میں سے تھا یہ اندلس سے بڑے اشتیاق کے ساتھ الحضرة آیا اور بجایہ میں ابن عمر کے پاس اس کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل ۶۱۸ھ میں اتر پھر سلطان کے پاس گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اور اس کے خواص کو وظائف اور جاگیروں سے بہرہ وافر عطا کیا اور اسے کھلی زمین میں کھیتی باڑی کرنے اور سوار ہونے کے لئے جگہ دی اور وہ اپنی جنگوں میں اس سے مدد مانگتا تھا

تاریخ ابن خلدون اور جنگوں میں آزاد آدمیوں کی طرح بن ٹھن کر نکلتا گویا یہ اپنی قوم کا سردار ہے اور اس کے اہل وطن نے اس کی بیعت کی تھی اور اس میں بڑا غرور و تکبر تھا ایک روز یہ حاجب بن سید الناس کے پاس گیا تو اس نے اجازت دینے سے معذرت چاہی تو یہ غضبناک ہو کر چلا گیا اور امیر ابو فارس کے گھر کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے خروج اور بغاوت کرنے پر آمادہ کیا اور یہ دونوں رجب ۶۲۷ھ میں ایک دن باہر نکل گئے اور ایک عرب قبیلے کے پاس سے گزرے تو ان دونوں کو قبیلے کا امیر ملا اور اس نے انہیں مہمان بننے کی پیش کش کی، عبدالحق نے تو اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سیدھا چلا گیا۔ یہاں تک کہ تلمسان پہنچ گیا اور امیر ابو فارس نے یہ پیشکش قبول کر لی اور وہاں اتر گیا، لوگوں نے یہ خبر سلطان کو پہنچا دی تو اس نے اسی وقت محمد بن الحکیم کو جو اس کی حکومت کے جرنیلوں میں سے تھا نصاریٰ اور فوج کے ایک دستے کے ساتھ بھیجا پس انہوں نے صبح صبح قبیلے پر حملہ کر دیا اور جس گھر میں یہ اتر تھا اس کا محاصرہ کر لیا اس نے جان توڑ کر مقابلہ کیا مگر انہوں نے اسے نیزوں سے فوراً قتل کر دیا اور اس کے جسم کو الحضرۃ لے آئے جہاں اسے دفن کر دیا گیا اور عبدالحق بن عثمان ابوتاشیفین کے ہاں اتر اور اسے شخصی حکومت کے حصول اور اس کے مقبوضات پر قبضہ کرنے میں رغبت دلائی اور اس کے پیچھے پیچھے حمزہ بن عمر اور سلیم کے جوان اپنے دستور کے مطابق مدد طلب کرتے ہوئے گئے پس ابوتاشیفین نے ان کے دادخواہی بات کو قبول کیا اور محمد بن عمران کو ان کا امیر مقرر کیا اور اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ سلطان اللہیانی نے اسے طرابلس کا عامل چھوڑا پس جب ابو فرہہ کو شکست ہوئی اور اس کی حکومت کمزور پڑ گئی تو عربوں نے اسے بلایا اور اسے ۶۲۸ھ میں الحضرۃ پر چڑھا لائے پس اس نے چھ ماہ تک اس پر قبضہ رکھا پھر سلطان کی واپسی پر اس وہاں سے بھاگ گیا اور طرابلس چلا گیا یہاں تک کہ ۶۲۸ھ میں وہاں کے باشندوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس پر حملہ کر کے اسے وہاں سے نکال دیا پس یہ عربوں کے پاس چلا گیا اور وہ اسے کئی بار سلطان پر چڑھائی کے لئے لائے مگر ہر بار شکست کھاتے رہے پھر یہ تلمسان چلا گیا اور ابوتاشیفین کے پاس بڑی عزت کے ساتھ ٹھہرا یہاں تک کہ ۶۲۹ھ میں یہ وفد اس کے پاس پہنچا اور اس نے اسے افریقہ کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں زنانہ کی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور یحییٰ بن موسیٰ کو جو اس کے خواص میں سے تھا ان کا سالار مقرر کیا اور عبدالحق بن عثمان اپنے بیٹوں غلاموں، خاندان کے آدمیوں اور خواص کے ساتھ ان کے ساتھ واپس آیا اور وہ جم کر جنگ کرنے والے جاناڑ تھے پس ان سب نے فوراً تونس پر حملہ کر دیا اور سلطان بھی ان سے جنگ کرنے کے لئے گیا اور ۶۲۹ھ میں ہوارہ کے نواح میں ریاس مقام پر دونوں فوجوں کا سامنا ہوا سلطان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی اور اس کا محاصرہ ہو گیا اور تھوک خشک ہو جانے اور جنگ میں زخم کھانے کے بعد بھاگ گئی اور اس کے بہت سے خواص مارے گئے جن میں سب سے مشہور محمد المدیونی تھا، اور ان کا پڑاؤ لٹ گیا اور سلطان کے بیٹے احمد اور عمر گرفتار ہو گئے اور انہیں تونس لایا گیا اس کے بعد ابوتاشیفین اور سلطان کے درمیان خط و کتابت ہوئی اس کے بعد ابوتاشیفین نے انہیں رہا کر دیا اس خط و کتابت کا آغاز ابوتاشیفین نے کیا اور صلح کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو رہا کر دیا اور اس کے بعد مکمل صلح نہیں ہوئی اور اس جنگ کے بعد ابن ابی عمران تونس آ گیا اور صفر ۶۳۰ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن موسیٰ قائد بنی عبدالواد نے اس پر اپنے آپ کو ترجیح دی اور اسے اپنی حکومت کے کسی کام میں تصرف کرنے سے روک دیا پھر یحییٰ بن موسیٰ فوج کو اکٹھا کرنے

اور تیاری کرنے کے بعد قسطنطین سے سلطان ابوبکر کے پاس تونس آ گیا اور ابن عمران وہاں سے بھاگ گیا اور سلطان اس سال رجب کے مہینے میں تونس میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ہم ذکر کریں گے۔

بنی عبدالواد کے خلاف کمک طلب کرنے کے متعلق غرب کے

بادشاہ کامراسلہ اور اس کے بعد ہونے والی رشتہ داری

جب سلطان ابوبکر نے ریاس کے واقعہ سے فراغت پائی تو وہ بونہ کی طرف گیا اور وہاں سے سمندری سفر کے ذریعہ بجایہ گیا اور اس کا دل اس بات سے بہت تنگ ہو گیا تھا کہ بنی عبدالواد اس کے مقبوضات کو حاصل کرنے پر اصرار کرتے تھے اور اس سرحد اور وطن کی طرف فوجوں کو بھیجتے تھے پس اس نے مغرب کے بادشاہ سلطان ابی سعید کے پاس جانے کے لئے غورو فکر کیا تاکہ اسے اپنے اور اس کے اسلاف کے گزشتہ تعلقات کی یاد دہانی کرائے اور یہ کہ بنی عبدالواد کے ساتھ ان کا کیا تعلق تھا کہ وہ ان کو روکے پھر اس نے اپنے بیٹے امیر ابو زکریا کو قاصد مقرر کیا اور اس کے ساتھ ابو محمد عبداللہ بن تافراکین کو بھیجا جو موحدین کے مشائخ میں سے بڑا خطیب اور اس کی شوری کا مشیر تھا انہوں نے بجایہ سے سمندر کا سفر کیا اور عناسہ کی بندرگاہ پر اترے اور حاکم مغرب اس کی آمد سے بہت خوش ہوا اور وفد کی عزت افزائی کی اور اس نے اس شرط پر ان کے اور اپنے دشمن سے جنگ کرنے کو قبول کیا کہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جائے اور سلطان ابوسعید اور سلطان ابویحییٰ دونوں اپنے لشکروں کے ساتھ تلمسان میں مقررہ جگہ پر پہنچیں اور سلطان ابوسعید نے ۶۲۱ھ میں سبتہ کے بحری بیڑے کے سالار یحییٰ الرنداجی کو مولانا سلطان ابوبکر کے پاس بہترین مال دے کر بھیجا اور وہ ابن ابی عمران کے متعلق بات کرنے سے رک گیا پس جب ابن السلطان اور اس کے مددگار اس کے پاس آئے تو اس نے اس بارے میں باتوں کو دہرایا اور تقریر میں سلطان ابراہیم بن ابی حاتم العزنی کو نیابت کے لئے مقرر کیا اور اسے وفد کے ساتھ بھیجا پس وہ سلطان کو ۶۲۰ھ کے آخر میں ملے اور اس نے اپنے دشمن کو نکال باہر کیا اور اس کے دل نے شفا پائی پس امیر کے ساتھی دشوار راستوں کو طے کر کے اس کے پاس آئے اور اس نے انہیں ۶۲۱ھ میں اپنے بحری بیڑوں کو اس کے پاس بھیجا اور ان کے بھیجنے کے لئے موحدین کے مشائخ میں سے ابوالقاسم بن عمرو اور محمد بن سلیمان ناسک کو بھیجا اور اس کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے پس وہ بڑی عزت کے ساتھ دیر کے ہاں اترے اور ان کے جلسوں، دعوتوں اور سامانوں کی شان و شوکت دونوں حکومتوں کے لئے قابل فخر تھی اور زمانے میں ہمیشہ اس کا تذکرہ رہے گا۔

باب: ۳۸

بنی عبدالواد کا فرار

تیمزدکت کی تباہی کے حالات

اور جیسا کہ ہم ۶۳۱ھ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابوسعید فوت ہو گیا اور اس کے بعد سلطان ابوالحسن حکمران بنا تو اس نے ابوتاشیفین کو پیغام بھیجا کہ وہ عنان کو بلا دموحدین میں فساد کرنے اور ان پر زیادتی کرنے کے باعث گرفتار کرے تو اس نے ضد اور تکبر سے کام لیا اور بہت برا جواب دیا پس وہ ۶۳۲ھ میں ان کے دادخواہ کے طور پر اس پر حملہ آور ہوا اور شہروں کو طے کرتا ہوا تلمسان پہنچ گیا اور اس کی فوجیں بجایہ سے ہٹ کر ان کے سلطان کے پاس چلی گئیں اور سلطان ابوالحسن تلمسان سے بجایہ کے حالات معلوم کرنے اور اس کا محاصرہ کر کے دشمن کو روکنے کے لئے آیا اور اس نے اس کی مدد کے لئے اپنی قوم کی ایک فوج بھیجی جس کا سالار محمد البطوی کو مقرر کیا اور اس کے بحری بیڑوں نے فوج کو سوا محل دھران سے سوار کروا لیا وہ وہاں آ گئے اور ان کا مناسب حال عزت اور وظائف سے استقبال کیا گیا اور سلطان ابوالحسن نے ابوبکر کو اپنے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کرنے کے لئے اٹھایا جیسا کہ اس کے باپ اور اس کے بیٹے امیر ابو زکریا کے درمیان شرط طے ہوئی تھی پس سلطان چڑھائی کی تیاری اور رکاوٹوں کے دور کرنے میں مصروف ہو گیا اور سلطان ابوالحسن تاسالہ میں ایک ماہ تک اس کے انتظار میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ سردی کے موسم میں واپس آ گیا اور اسے تاسالہ سے اطلاع ملی کہ اس کے بھائی سلطان ابوعلی حاکم سجماسہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور اس نے درعہ جا کر وہاں کے عامل کے ساتھ صلح کرنے اور سجماسہ میں اس کی پوزیشن کے پیش نظر اس سے دور رہنے کی شرط کے بعد قتل کر دیا ہے پس جب اسے یہ اطلاع پہنچی تو وہ اس کی اصلاح احوال کے مغرب لئے کی طرف واپس لوٹا اور سلطان ابوبکر اس دوران میں تونس سے فوج اور تیاری کے ساتھ جا چکا تھا پس وہ بجایہ پہنچا اور اس نے اپنے ہر اؤل دستوں کو بنی عبدالواد کی ان سرحدوں کی طرف بھیجا جو بجایہ کا احاطہ کئے ہوئے تھیں پس انہوں نے اس کی فوج کو شکست دی پھر اس نے اپنی تمام فوج کے ساتھ تیمزدکت پر چڑھائی کی اور وہاں جو فوج تیار کی گئی تھی وہ بھاگ گئی تو اس نے وہاں قیام کر کے اسے برباد کر دیا اور اس کے اموال اور اسلحہ کو لوٹ لیا اور اس کے آثار کو مٹا دیا اور وہاں سے سیلہ چلا آیا جو گمراہی میں تیمزدکت کی بہن تھی اور زوادہ میں سے اؤلاد سباع کا وطن تھی اور ان کے

مشائخ سلیمان اور یحییٰ تھے جو علی بن سباع کے بیٹے تھے اور ان کا چچا عثمان بن سباع اور اس کا بیٹا سعید ابوتاشیفین کی اطاعت سے متمسک تھے اور اس کی قوم نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کی فوجیں بلاد موحدین کو روندنے اور ان میں فساد برپا کرنے کے لئے چل پڑیں اور ابوتاشیفین نے انہیں بلاد مسیلہ، جبال مشنان، دانوغہ اور جبل عیاض جاگیر میں دے دیئے پس انہوں نے ان جاگیروں کو اس کی عملداری میں بدل دیا اور جب سلطان نے بجایہ سے ان کی فوجوں کو بھگایا اور ان کی سرحد کو گرا دیا اور بجایہ کی عملداریوں کو واپس لے لیا اور وہ اس کے تمام علاقے میں از سر نو اپنی دعوت دینا چاہتا تھا اور اس طرح اس نے علی بن احمد کو جو اولاد محمد کا سردار تھا اولاد سباع سے لڑنے کے لئے بہت اکسایا یہ لوگ ان کے ہمسر اور ان سے کینہ رکھنے والے تھے پس اس نے جنگ کرتے ہوئے مسیلہ کی طرف کوچ کیا یہاں تک کہ وہ پہنچ گیا اور اس کی نعمتوں کو کاٹ دیا اور فضیلوں کو برباد کر دیا اور اسے اپنے مقام پر عبدالواحد بن سلطان اللخیمانی کی پوزیشن کے متعلق اطلاع ملی اور اس نے اسے تونس کی طرف جلا وطن کر دیا اور اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے باپ سلطان ابی یحییٰ کی وفات کے بعد ۶۲۹ھ میں مشرق سے آیا اور ذباب کے ہاں اترا اور عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کی جو قابس میں مشائخ کا رئیس تھا اور لوگوں نے ایک دوسرے سے باتیں سنیں اور افریقہ فوجوں اور محافطوں سے دور تھا کیونکہ وہ سلطان کے ساتھ چلے گئے تھے پس حمزہ بن عمر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کے پاس آ کر اس کی بیعت کر لی اور الحضرة چلا گیا اور اس کے گھن میں جا اترا اور عبدالواحد بن اللخیمانی ابن مکی کے ساتھیوں کے ساتھ البلاء کی طرف گیا اور وہاں جا کر انہوں نے اقامت اختیار کر لی جو نبی یہ خبر سلطان کو پہنچی تو وہ الحضرة سے واپس آ گیا اور اس نے اپنے آگے محمد بن البطوی کو جو اس کے خواص میں سے تھا ایک فوج کے ساتھ بھیجا جو انہوں نے اسی کام کے لئے منتخب کی تھی ابن اللخیمانی اور اس کی فوج اپنی آمد کے پندرہ روز بعد تونس سے بھاگ گئے اور البطوی تونس پہنچ گیا اور سلطان اس کے بعد عید الفطر ۶۳۲ھ کے ایام میں وہاں آ گیا۔

حاجب ابن سید الناس کی مصیبت اور ابن عبدالعزیز اور اس کے

بعد ابن عبدالحکیم کی حاکمیت کے حالات

اور ہم قبل ازیں اس آدمی کی اولیت کے متعلق بیان کر چکے ہیں کہ اس کا باپ ابوالحسن بجایہ میں امیر ابو زکریا کا حاجب تھا اور جب اس نے ۶۹۰ھ میں وفات پائی تو اس نے اپنے بیٹے محمد کو سلطان کی کفالت میں پیچھے چھوڑا اور اس نے اس کے زیر سایہ پرورش پائی اور یہ اپنے باپ کے بعد ابن ابی جی اور الرخامی کی طرح جو اس کے باپ کے پروردہ تھے حکومت کا حاجب تھا اور وہ اس کے حق کو پہنچاتے اور بڑائی میں اسے اپنے آپ پر ترجیح دیتے تھے اور اسے ابن عمر کے زمانے میں سوا بچپن اور جوانی کی عمر میں کبھی بھی بزرگی سے ہٹایا نہیں گیا اور جب سلطان ابو یحییٰ نے تونس کے حصول کے لئے قسطنطین کی طرف کوچ کیا اور ابن عمر نے فوجیں اور ہتھیار تیار کئے اور اس کے لئے حاجب وزراء اور جرنیل مقرر کئے تو یہ ان لوگوں میں شامل تھا جو محمد بن سید الناس نے اس کے ساتھ فوج پر جرنیل بنا کر بھیجے تھے اور یہ سلطان کا سفر تھا اور اسے اس کے ہاں

تاریخ ابن خلدون

خصوصیت حاصل تھی اور اس نے ابن عمر کی وفات کے بعد جب اس نے ابن قائلون کو بجایہ سے جدا کر دیا، اسے وہاں کا امیر مقرر کیا پس اس نے زنانہ کی فوجوں کے مقابلہ میں بجایہ کی حفاظت کی اور بہت کارنامے دکھائے اور اس کے اور قائد زنانہ موسیٰ بن علی بن زبون کے درمیان چپقلش پائی جاتی تھی اور دونوں سلطان کے ہاں اپنے ساتھی کے مقام کو حاصل کرنا چاہتے تھے پس اس نے ان دونوں کی بات کو سمجھ لیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے ۶۲ھ میں اسے حجابت کا عہدہ سپرد کر دیا اور بجایہ میں محمد بن فرمون اور احمد بن مزید کو اپنا جانشین بنایا تاکہ وہ دشمن کی مدافعت اور امیر ابو زکریا بن سلطان کی کفالت کا کام سنبھال لیں اور وہ سلطان کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے شاہی محلات میں ٹھہرایا اور اسے اپنی سلطنت کے امور آزادانہ طور پر تفویض کر دیئے تو وہ بے قابو ہو گیا اور سلطان نے اسے ڈھیل دے دی اور اس نے اس کی کچھ ایسی لغزشیں شمار کیں جو اس بات پر دلالت کرتی تھیں کہ وہ دشمن کے بارے میں کر رہا ہے اور ان کو طاقتور کر کے اپنے آقا کو ہٹا رہا ہے اور بجایہ کی سرحد کی حفاظت کی وجہ سے جو مقام اسے حاصل ہو چکا تھا سلطان نے اس کی وجہ سے اسے مہلت دے دی اور دوسرے کاموں میں مشغول رہا اور جب مطلع صاف ہو گیا اور ابوالحسن نے اپنی گھات سے ان پر جھانکا اور سلطان ابوبکر نے بجایہ پر حملہ کیا اور تیمر زکت کو بر باد کیا تو اس وقت خواص نے حاجب محمد بن سید الناس کے متعلق اسے اکسایا تو اس کی خود مختاری نے اسے غصہ دلادیا اور اس نے اسے گرفتار کر لیا اور ربیع ۶۳۳ھ میں اس پر چڑھائی سے اس کی واپسی ہوئی اور اس نے اسے قید کر دیا پھر اس نے مال وصول کرنے کے لئے اسے طرح طرح کے عذاب دیئے مگر ایک قطرہ مال بھی حاصل نہ کر سکا اور وہ مسلسل اسے رضاعت اور اس کے اسلاف کے ساتھ اپنے باپ کے احسانات کے واسطے دیتا رہا۔ یہاں تک کہ عذاب نے اسے ڈس لیا تو اس نے فحش باتیں شروع کر دیں اور اس نے سلطان سے مقابلہ کیا اور لاشی سے اس کا سر کچل کر اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے جسم کو گھینٹا گیا اور الحضرۃ کے باہر جلا دیا گیا اور اس کے نشانات مناد دیئے گئے گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھا اور جب سلطان نے علی بن سید الناس کو گرفتار کیا اور اس کی خود مختاری کے اثرات کو مٹایا تو اس نے اپنی حجابت کا تب ابو القاسم بن عبد العزیز کے سپرد کی اور وہ حج سے اس وقت واپس آیا جب ابن سبی نے عبد الواحد بن الحیانی کی بیعت کی پس وہ تیمر زکت جاتے ہوئے سلطان کو راستے میں جا ملا اور الحضرۃ میں داخل ہونے تک اس کے ساتھ رہا اور اس نے علی بن سید الناس کو گرفتار کر کے حجابت اس کے سپرد کر دی اور وہ کمزور آدمی تھا جو جنگ نہیں کر سکتا تھا پس سلطان نے جنگ اور تدبیر امور کا کام محمد بن عبد الحکیم کو سپرد کر دیا جو ان دنوں اس کا عظیم رازدار تھا اور الحضرۃ کے پیچھے کا جو علاقہ تھا وہ محمد بن علی بن محمد بن حمزہ بن ابراہیم بن احمد کے سپرد کر دیا اس کا نسب بنی العزنی سے ملتا ہے جو سب سے روسا ہیں اور ان کا دادا احمد ہے جسے ابو العباس کہتے ہیں اور وہ علم دین اور رائے میں شہرت یافتہ ہے اور ابن القاسم موحدین کے بعد سب سے خود مختار سردار ہے اور اس کی اولیت کا واقعہ مجھے محمد بن یحییٰ بن ابی طالب العزنی نے بتایا ہے جو سب سے العزنیوں کا آخری سردار ہے اور حسین نے بھی مجھے بتایا جو اس کے چچا عبد الرحمن بن ابی طالب کا بیٹا ہے اور اسی طرح ثقہ آدمیوں نے مجھے ابراہیم سے بتایا جو ان دونوں کے چچا ابو حاتم کا بیٹا ہے یہ سب بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم العزنی کا ایک بھائی ابراہیم کے نام کا تھا جو اپنی جان پر بہت ظلم کرتا تھا اس نے سب سے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور اس کے بھائی ابو القاسم نے حلف اٹھایا کہ وہ اس سے قصاص لے گا پس وہ

بھاگ کر دیار مشرق میں چلا گیا اور یہ ان کا آخری واقعہ ہے اور یہ محمد اس کے بیٹوں میں سے ہے اور ان کے سرداروں کی روایت کے مطابق بقیہ واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم کے ہاں محمد پیدا ہوا اور محمد کے ہاں حمزہ اور حمزہ کے ہاں علی پیدا ہوا پس اس نے سلطان ابوبکر کی حاکمیت کے زمانے میں غری سرحدوں میں قرأت اور طب کا علم حاصل کیا اور سلطان کو ایک روز درود ہوا اور وہ دواؤں سے عاجز آ گیا تو اطباء کو اس کے لئے اکٹھا کیا گیا اور ان میں یہ علی بھی موجود تھا پس اس نے مرض کا اندازہ لگا کر اس کی اچھی طرح دوا کی تو اسے سلطان کے ہاں اچھا مقام مل گیا اور اس نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا اور اپنے خواص اور خلوتیان راز میں شامل کر لیا اور اسے حکومت میں ایسا مقام حاصل ہوا کہ کوئی شخص بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور اسے حکومت میں حکیم کے نام سے بلایا جاتا تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی اسی نام سے مشہور ہوا اور اس نے قسطنطین کے ایک گھرانے میں رشتہ داری کی تو انہوں نے اس کی شادی کروادی اور اس کے اہل سلطان کے حرم سے مل گئے اور اس کا بیٹا محمد سلطان کے محل میں پیدا ہوا اور اس کے بیٹے نے امیر ابوبکر کے ساتھ دودھ پیا اور اس نے حکومت کی گود اور کفالت میں بہت اچھی تربیت پائی اور جب وہ انتہا کو پہنچا اور ریکس الدولہ یعقوب بن عمر نے اپنی توجہ اس کی طرف پھیری تو یہ سلطان کے خواص اور مخلصین کے درمیان سب سے زیادہ سرداری کا مستحق تھا اور جب سلطان نے افریقہ پر حملہ کیا تو اسے ایک فوج کی قیادت دی پھر ابن عمر کی وفات کے بعد جب ابن سید الناس باجہ سے بجایہ چلا گیا تو اس نے اسے باجہ کا امیر مقرر کر دیا اور باجہ حکومت کی سب سے بڑی عملداری تھی پس اس نے وہاں خوب طاقت حاصل کی پھر جب سلطان نے ابن سید الناس کی مصیبت میں اپنے خواص سے مشورہ کیا تو اسے اس کے سپرد کیا پس اس نے اسے گرفتار کر کے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ ریاض راس الطاہیہ کے ایک کمرے میں بیڑیوں سے جکڑ دیا اور ابن سید الناس نے سلطان اور صاحب مرتبہ لوگوں سے استدعا کی پس جب یہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اس کی مشکلیں باندھ دیں اور اسے برج میں اس کے قید خانے میں کھینچ کر لے گئے جو اس جیسے لوگوں کو عذاب دینے کے لئے قصبہ میں تیار کیا گیا تھا اور ابن الحکیم نے اس کی آزمائش اور عذاب کی ذمہ داری لی یہاں تک کہ یہ فوت ہو گیا اور سلطان نے اسے جنگ اور اس کے منصوبوں کی تدبیر پر مقرر کیا اور الحضرة کے پرے کا علاقہ اس کے سپرد کر دیا اور اموال کے دینے اور اوامر کی تحریر کا کام ابن عبدالعزیز کے سپرد کیا اور یہ حکومت کا بار اٹھانے میں اس کے برابر تھا مگر ابن عبدالحکیم نے جو کہ اسے جنگی تدابیر اور کتابت کی ریاست حاصل تھی تلوار کی قلم پر ترجیح دی پس اس نے اپنی سرداری سے قوت اور آسودگی حاصل کی۔ اس کے اور حکومت کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

تقصص کی فتح اور امیر ابوالعباس کی ولایت کے حالات جب غری سرحدوں اور الحضرة اور اس کے قرب و جوار کے علاقے کی تقسیم کی وجہ سے اہل جرید سے حکومت کا سایہ سنا تو ان کی حکومت مشائخ کے مشورہ سے چلنے لگی سوائے ان اوقات کے جب وہ خود مختاری کی آرزوئیں کرنے لگے جیسا کہ موحدین سے قبل ان کی حالت تھی پس عبدالمومن افریقہ آیا اور بنی الاندلس سے قسطنطین پر اور ابن طاؤس تو زور پر اور ابن مطروح طرابلس پر حکمران تھے اور سلطان ابوبکر اپنی مشغلت حکومت کے قیام کے بعد ان سے غافل ہو گیا اور اس کا شخصی دعوت کے ساتھ منفرد ہونا آل بیفر اس بن زیان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی فوجوں کو حمزہ بن عمر کے ساتھ اپنے اوطان پر چڑھائی کرانے کا باعث بن گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے ان کو

روگنا اور اپنی کمین گاہوں سے ان پر چھانکنا شروع کر دیا تو وہ خود مختاری کے بعد اپنے گھونسلوں میں واپس آ گئے اور غربی سرحدوں سے ان کا محاصرہ نرم پڑ گیا اور حکومت کے کندھوں سے ان کا بوجھ ہٹ گیا اور حکومت کے خلاف خوارج کا اضطراب مانتہ پڑ گیا اور بڑی افواہیں اڑانے والوں کی آوازیں ان کی ہلاکت کی جگہوں میں دب گئیں اور سلطان نے گمراہ کرنے والے بھیریوں اور بھونکنے والے کتوں کی جانب اپنی نظر پھیری۔ جو شہروں کے لیڈر اور بیابانوں کے اعراب تھے پس اس نے ۶۳۵ھ میں قفصہ پر حملہ کیا جہاں یحییٰ بن محمد بن علی بن عبد الجلیل بن العابد الشریفی خود مختار بن بیٹھا تھا پس اس نے کئی روز تک قفصہ سے جنگ کی اور فوجیں ان پر کئی طرح سے حملہ آور ہوئیں رہیں اور اس نے وہاں پر تحقیقیں نصب کر دیں تو انہوں نے تحفظ اختیار کر لیا پس اس نے ان کی تدبیروں کا خاتمہ کر دیا اور ان کی مددروک دی تو انہوں نے امان طلب کر لی تو اس نے انہیں امان دے دی اور ان کا آخری رئیس ابن عبد الجلیل اس کے پاس آیا تو اس نے اسے الحضرة کی طرف بھجوا دیا اور اسے اور اس کی قوم بنی عابد کے جوانوں کو وہاں اتارا اور ان کے باقی ماندہ لوگ قابس کی طرف بھاگ گئے پس وہ ابن بکی کے پڑوس میں اترا اور اہل شہر اس کے حکم کے ماتحت آ گئے پس اس نے ان سے اچھی طرح درگزر کیا اور انصاف کیا اور ضرورت مندوں کو جاگیریں دیں اور ان کے ہاتھوں میں جو شاہی تحریات تھیں ان کی تجدید کی پھر اس نے کئی آدمیوں کو اپنے مخصوص شہر امیر ابو العباس کے عہد میں رہائش کے لئے ترجیح دی اور اسے ان کے درمیان اتارا اور اسے قسطنطنیہ اور اس کے نواح کی امارت دی اور اس کی حجابت پر ابو القاسم بن عتو کو مقرر کیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال رمضان میں اس میں داخل ہو گیا۔

امیر ابو فارس عزوز اور ابو البقاء خالد کی سوسہ پر حکمرانی کے حالات

پھر مہدیہ کا ان کے ساتھ الحاق

جب سلطان نے اپنے حاجب ابن سید الناس کو برطرف کیا اور اس کے بیٹے امیر ابو زکریا کی حجابت محمد بن فرحون نے سنبھالی اور آل بٹمر اس کو ان کے دشمن نے جو تکلیف پہنچائی اس نے اسے درد مند کر دیا تو اس نے اپنی حکومت کے حالات کی درستی اور اپنی عملداریوں کی بنیادوں کو اچھے آدمیوں کے ذریعہ مضبوط کروانے کے لئے نظر دوڑائی تو اس نے سوسہ اور بلاد ساحلیہ پر اپنے دو بیٹوں عزوز اور خالد کو امیر مقرر کیا یہ دونوں حکومت میں حصہ دار تھے اور انہیں سوسہ میں اتارا اور ان کے ساتھ محمد بن طاہر کو بھی اتارا جو حکومت کا پروردہ اور اہل اندلس کے ان لوگوں میں شامل تھا جو مسافر بن کر یہاں آئے تھے اور ان کے اسلاف کی مرسیہ میں ریاست تھی جو قبائل کے حالات میں ایک مشہور ریاست ہے اور اس کا بھائی ابو القاسم الحضرة میں صاحب الاشغال تھا پس وہ دونوں اسی حالت میں وہاں قیام پزیر رہے پھر محمد بن طاہر فوت ہو گیا تو سلطان نے محمد بن فرحون کو بجایہ سے بلایا اور اسے کہا کہ وہ جسے چاہے اپنی حجابت پر مقرر کر دے اور اس نے ابن فرحون کو ۶۳۵ھ میں ان دو

صفر بن امیروں کے ساتھ اتارا پھر امیر ابو زکریا نے اُسے بلایا تو وہ اس کے پاس واپس چلا گیا اور یہ دونوں امیر سوسہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن الحکم کو برطرف کر دیا اور اس کے قریب تدار محمد بن الزکریا کو مہدیہ کو کہا جسے وہاں ابن الحکم نے اس وقت سے اتارا ہوا تھا جب اس نے مہدیہ کو اہل رحیں کے ایک آدمی سے جو اس پر غالب آ گیا تھا چھین کر فتح کیا تھا اس کا نام عبد الغفار تھا اور اس نے اپنے لئے وہاں ایک قلعہ بنایا تھا اور اپنے اس قریب تدار کو وہاں اتارا تھا اور اسے فوج اور رسد سے بھر دیا تھا مگر یہ چیزیں اسے کچھ کام نہ آئیں اور جب وہ فوت ہو گیا تو ابن الزکریا کو بھی برطرف ہو گیا اور سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابو البقاء کو ان دونوں پر حاکم مقرر کر کے بھیجا اور امیر ابو الفارس کو اس نے سوسہ کی امارت دی پس وہ دونوں اپنی موت تک وہاں رہے اور ان کی موت کے واقعہ کو ہم آئندہ بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

باب: ۳۹

امیر ابی عبد اللہ

کی امارت

صاحب قسطنطینہ امیر ابی عبد اللہ

کی امارت اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی

امارت کے حالات

امیر ابو عبد اللہ اپنے باپ کے بیٹوں میں اس کی عنایت اور پسندیدگی کے لئے مخلص تھا اس نے اس پر پوری توجہ صرف کی اور اسے اپنی محبت کا مورد بنایا کیونکہ وہ اس میں امیر بننے کی علامات شواہد دیکھتا تھا اور لوگ بھی اسے اس کا حقدار جانتے تھے ہوا یوں کہ ابن عمر غری سرحدوں بجایہ اور قسطنطینہ پر خود مختار حاکم تھا اور زنا تہ کے دشمنوں کو جوان سرحدوں کا مطالبہ کرتے تھے ان سے دور رکھتا تھا جب ابن عمر ۶۱۹ھ میں فوت ہو گیا تو سلطان نے اپنی سرحدوں پر نظر ڈالی اور بجایہ پر اپنے بیٹے امیر ابو زکریا کو امیر مقرر کیا اور اس کی حجابت پر ابن القابون کو مقرر کیا اور اسے اس کے ساتھ دشمن کی مدافعت کے لئے بھیج دیا اور قسطنطینہ پر امیر ابو عبد اللہ کو امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ احمد بن یاسین کو بھی بھیجا اور یہ سب ۶۲۰ھ میں تونس سے چلے اور ہر کوئی اپنی عملداری میں جا اتر اور ظافر الکبیر غرب سے آیا تو سلطان نے اسے قسطنطینہ میں اپنے بیٹے کا حجاب مقرر کر دیا اور اسے وہاں اتارا یہاں تک کہ وہ ۶۲۷ھ میں تیز دکت میں فوت ہو گیا تو اس کی حجابت کے لئے ابو القاسم بن عبد العزیز الکاتب تونس سے آیا پس اس نے چالیس روز قیام کیا پھر الحضرة کی طرف واپس چلا گیا اور سلطان نے بجایہ کی حجابت کے ساتھ قسطنطینہ کی حجابت بھی ابن سید الناس کو دے دی اور اس نے وہاں اپنے غلام کو بلال کو اپنا نائب بنا کر بھیج دیا جو

موسیٰ بن علی قائد بنی عبدالواد کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا تھا پس وہ امیر ابو عبد اللہ کی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ جب امیر ابو عبد اللہ اس کے پیچھے پیچھے آیا تو ابن سید الناس گرفتار مصیبت ہو گیا اور وہ خود مختاری کرنے لگا اور سلطان نے اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی اور وہ اپنے کاموں میں اس سے مشورہ کرتا اور خلوت میں راز و نیاز کرتا اور اس نے قسطنطینہ میں اس کے ساتھ معلوچین میں سے نیل کو اتاراجورسم حجابت ادا کرتا پھر اس نے ۶۳۲ھ میں خافرا السنان کو تونس سے سامان کی تیاری اور جنگ کی قیادت کے لئے بلایا وہ اس کام کے لئے آیا اور ڈیڑھ سال قیام پر بیرہا پھر واپس چلا گیا اور پہلے کی طرح نیل اس کی حجابت کا کام کرنے لگا اور اس نے پیش کو فوجوں کی قیادت اور وطن کی حفاظت کے لئے بھیجا پس اس نے اس سے مراسم خدمت اور حکومت کے مراتب تقسیم کر لئے اور امیر ابو عبد اللہ کا یہی حال رہا اور اس کا ملوکانہ جلال اور غلبہ بڑھتا رہا کہ اُسے موت نے آ لیا اور وہ ۶۳۷ھ کے آخر میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بڑے بیٹے امیر ابو یزید عبد الرحمن نے حکومت سنبھالی پس سلطان ابو بکر نے اُسے اس کے باپ کے کام پر مقرر کر دیا تا کہ نیل مولاہم کی اس کی صغریٰ کی وجہ سے نگرانی کرتا رہے اور حکومت کے آخری ایام تک ان کا یہی حال رہا اور اس کے حالات کا تذکرہ ہم ابھی کریں گے۔

عربوں کے حالات حمزہ کی وفات پھر اس کے بیٹوں کی الحضرۃ پر چڑھائی اور شکست اور معز بن ہمر کا قتل اور اس کے ساتھ ملتے

جلتے واقعات

جب سلطان ابوالحسن تلمسان اور اس کی عملداریوں پر قابض ہو گیا اور آل زیان کی جڑ کٹ گئی اور زمانہ نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور لوگ اس کے جھنڈے تلے آ گئے اور قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور لوگ اس کے جھنڈے تلے آ گئے اور قبائل نے اس کی اطاعت اختیار کر لی دل اس کے رعب سے دھڑکنے لگے تو حمزہ بن عمر افریقی ممالک کے متعلق رغبت دلاتے ہوئے اس کے پاس گیا اور اس سے قبل دیدہ نے بھی ابوتاشفین کے ساتھ اُسے ان ممالک کے بارے میں ترغیب دی تھی پس اس نے حمزہ کی سرکشی اور مستی سے مایوس ہو کر اسے روکا اور سلطان کی مخالفت پر تو بخ کی اور اس نے اس کے لئے دوبارہ اطاعت اختیار کرنے اور اس کی مرضی کے مطابق کام کرنے کے لئے سفارش کا طریق اختیار کیا پس حمزہ سلطان کے علم اور اپنے ساتھی کی سفارش کو وسیلہ بنا کر سلطان کی طرف واپس آیا اور اُسے یقین دلایا کہ وہ اپنی استقامت سے عربوں کے دلوں سے اختلاف کے مواد کو اکھاڑ پھینکے گا پس سلطان نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اُسے خیر خواہی اور خلوص نیت کی تلقین کی پس حمزہ بن عمر ہمیشہ ہی اپنی فوج کے سالار محمد بن الحکیم کے مشورے کو صحیح نیت سے مانتا رہا اور سلطان اس سے راضی رہا پس اس نے افریقہ اور اس کی عملداریوں پر غلبہ پا کر وہاں سے فساد کا قلع قمع کیا اور بدوؤں کے تمام اونٹوں کا صدقہ

لیا اور تمام سرکش قبائل کو سرحدوں پر اطاعت اختیار کرنے اور خراج کے اموال سے دست کش رہنے کے لئے جمع کر دیا اس قائد نے اس بارے میں بہت کارنامے کئے ہیں جن سے حکومت ہموار ہو گئی اور قاصیہ میں خود مختاری اختیار کرنے والے ذلیل ہو گئے اور اختلافات کا خاتمہ ہو گیا پس اس نے ۶۳۵ھ میں مہدیہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عبدالغفار المنتری نے جو اہل رحیس میں سے تھا مہدیہ پر غلبہ پالیا اور سمعہ پر قبضہ کر کے اس کے والی محمد بن عبدون کو جو اس کے مشائخ میں سے تھا گرفتار کر لیا اور اُسے مہدیہ کے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ اُسے اس کی مصیبت کے بعد رہا کر دیا اور اس کے بعد اس نے توزر سے جنگ کی یہاں تک کہ ابن بہلول نے عصیت کے لئے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اس کے بیٹوں کو یرغمال بنانے کے لئے طلب کیا اور اس نے کئی بار مسکرہ سے جنگ کی اور یوسف بن منصور مزی نے اسے اس عہد کی وجہ سے روکا جو سلطان ابو بکر اور اس کے سلف کے درمیان ہوا تھا اور وہ سلطان ابو الحسن کی خدمت کے تعلق کی وجہ سے اسے خراج بھی دیتا تھا پس ابن الحکیم اس کے خراج کے پورا ہونے کے بعد اس سے الگ ہو گیا اور بلاد ریغہ پر چڑھائی کر کے اس کے دار الخلافہ تغرت کو فتح کر لیا اور اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا اور جبل اور اس کی طرف چلا گیا اور اس کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور اس اثناء میں مخالفوں کے خلاف ہر جانب سے حکومت نے پر زور تحریک چلائی اور سلطان کی فوجیں ہر علاقے میں گھس گئیں اس اثناء میں حمزہ بن عمر ۶۴۲ھ میں ابن عون بن ابی علی کے ہاتھوں اچانک نیزہ لگنے سے ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں نے اس کی حکومت کو سنبھالا ان دنوں اس کا بڑا بیٹا عمر تھا اور انہیں یہ بدگمانی ہو گئی کہ حمزہ کا قتل حکومت کے ایما سے ہوا ہے پس وہ اکٹھے ہو گئے اور مشورے کرنے لگے اور انہوں نے اپنے ہمسروں اولاد مہملہل سے کمک طلب کی پس انہوں نے ان کے ساتھ جتھ بندی کی اور ابن الحکیم نے سلطان کی زنا تہ افواج کے ساتھ حملہ کیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور ان کے بہت سے سردار مارے گئے اور وہ الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور وہاں اس کی تلاش کی گئی اور انہوں نے اس کا تعاقب کیا پس وہ اس کے میدان میں اترے اور انہوں نے سات روز تک فوجوں سے جنگ کی پھر ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور طالب بن مہملہل نے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ بھاگ گئے اور سلطان ماہ جمادی میں اپنی فوجوں اور حواریہ عربوں کے دستوں کے ساتھ نکلا اور اس نے قیردان کے نواح میں رقادہ کے مقام پر ان پر حملہ کر دیا اور رمضان کے آخر میں الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور یہ شکست کھا کر بیابان کی طرف چلے گئے اور اپنے راستے میں قفصہ میں امیر ابو العباس کے پاس سے گزرے اور اُسے ان کے باپ کی مخالفت میں رغبت دلانے گئے اور یہ کہ وہ اس سے الحضرة پر حملہ کروادیں پس اس نے انہیں اس بارے میں مہلت دی یہاں تک کہ اس نے حمزہ کے وزیر المعز بن مطاع پر کامیابی حاصل کر لی جو نفاق اور جھوٹ کا سرغنہ تھا پس اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو الحضرة کی طرف بھیج دیا۔ جہاں اُسے نصب کر دیا گیا اور اس بات کی وجہ سے اُسے سلطان کے ہاں اچھا مقام حاصل ہو گیا اور اس کے بعد وہ الحضرة گیا اور ایک محفل میں جس میں بڑے بڑے سردار اور حکومت کے کارکنان جمع تھے اس کی بیعت کر لی اور یہ ایک بڑے اجتماع کا دن تھا جس میں سب کے سامنے عہد کو پڑھا گیا اور وہ سلطان کے داعی بن کر وہاں سے نکلے اور اس کے بعد بنو حمزہ نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اس پر قائم رہے یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

حاجب بن عبد العزیز کی وفات اور اس کے بعد ابو محمد بن

تافراکین کی امارت

اور ابن الحکیم کی مصیبت کے حالات

اس آدمی کا نام احمد بن اسماعیل بن عبد العزیز الغسانی اور کنیت ابو القاسم تھی اور اس کے اسلاف اصل میں اندلسی تھے جو مراکش چلے آئے تھے اور وہاں پر انہوں نے موحدین کی خدمت کی اور اس کا باپ اسماعیل تونس میں ٹھہر گیا اور القاسم نے وہیں پرورش پائی اور حاجب ابن الدباغ نے اُسے اپنا کاتب بنالیا اور جب سلطان ابو البقاء خالد تونس میں آیا اور اس نے ابن الدباغ کو برطرف کر دیا تو عبد العزیز نے حاجب بن عمر کی پناہ لی اور تونس سے نکل کر قسطنطینہ چلا گیا اور ظافر الکبیر وہاں ٹھہر گیا پس اس نے اسے خادم بنالیا یہاں تک کہ اسے اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا گیا اور ابن عمر نے اُسے قسطنطینہ میں ۶۱۳ھ میں اشتغال کا حاکم مقرر کیا اور یہ وہاں ٹھہرا رہا اور ابن قالون کی خدمت سے متعلق ہو گیا اور اس نے اسے اشتغال تونس پر عامل مقرر کر دیا پھر اس نے ابن قالون کے معتقل المر داری بن عبد العزیز کے ساتھ چغلی کھائی اور ابن قالون ۶۲۱ھ میں بھاگ گیا اور المر داری بن عبد العزیز نے حجاب سنبھالی اور ابو القاسم بن عبد العزیز اس کا معاون تھا کیونکہ یہ حجاب کے آداب میں کمزور تھا اور جب ابن عبد العزیز المر داری فوت ہو گیا تو ابو القاسم بن عبد العزیز رسوم حجاب ادا کرتا رہا یہاں تک کہ بجایہ سے ابن سید الناس آ گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے حجاب کا عہدہ سنبھال لیا اور اس ابن عبد العزیز کے مقام سے برا فروخت ہو گیا اور اسے الحضرۃ سے نکال دیا اور الحامہ کے مضافات کا والی بنا دیا۔ پھر جب عبد الواحد الحمیانی نے قابس کی جہات میں ظہور کیا تو یہ وہاں سے آ گیا اور جب سلطان نے تیز دکت کی طرف چڑھائی کی تو یہ اس کے ساتھ مل گیا اور سلطان کے خواص میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس نے ابن سید الناس کو برطرف کر دیا اور جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے اس نے الحضرۃ میں حجاب کو سنبھال لیا اور ۶۱۳ھ کے آغاز میں فوت ہو گیا۔ پس سلطان نے شیخ الموحدین ابو محمد بن عبد اللہ بن تافراکین کو اپنی حجاب پر مقرر کیا اور یہ بنو تافراکین موحدین کے ان گھرانوں میں سے تھے جو تخیلال اور ایت انمیس میں رہتے تھے اور عبد المؤمن نے ان کے بڑے سردار عمر بن تافراکین کو قابس کا والی مقرر کیا۔ یہ پہلا شہر تھا جس پر موحدین نے ۵۴۰ھ میں قبضہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے مراکش کو فتح کر لیا اور عبد المؤمن اپنی غیر حاضری کے ایام میں اسے مراکش پر امارت اور نماز میں اپنا نائب مقرر کیا کرتا تھا اور جب ۵۵۵ھ میں امام مہدی کے بھائی ادا مغر کے بیٹوں عبد العزیز اور علی نے مراکش پر حملہ کیا تو وہ ان کے پہلے حملہ کے دوران وہاں موجود نہ تھا اور جب عمر بن تافراکین کو نماز کے لئے بلایا گیا تو انہوں نے اسے روک کر قتل کر دیا اور صبح نے انہیں رسوا کر دیا تو عوام نے انہیں قتل کر دیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا

عبداللہ بن عمر موحدین کے جوانوں اور ان کے مشائخ میں سے تھا اور جب خلیفہ یوسف بن عبدالمومن نے قرطبہ پر اپنے بھائی سید ابواسحاق کو امیر مقرر کیا تو اس کے ساتھ عبداللہ بن عمر تافراکین کو بھی موحدین کی ایک جماعت کے ساتھ مشورہ کے لئے بھجوایا اور ان میں یوسف بن دانو دین بھی شامل تھا اور عبداللہ ان سب میں فائق تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر آیا جسے اپنے مذہب میں اشغال اور اپنی جلالت کی وجہ سے دیکھا جاتا تھا اور جب سید ابوسعید بن عمر بن عبدالمومن افریقہ کا والی بنا تو اس نے اسے قابس اور اس کے مضافات کا حکمران مقرر کیا یہاں تک کہ ۵۹۲ھ میں یحییٰ نے اسے برطرف کر دیا پھر حکومت اور مشائخ کے عظیم آدمیوں کا آخری آدمی عبدالعزیز بن تافراکین تھا جو مراکش میں موحدین کا اس وقت حلیف بنا جب انہوں نے ماموں کی بیعت کو توڑ دیا تھا پس اس نے صبح کی اذان کے وقت مسجد جاتے ہوئے راستے میں اسے قتل کروا دیا کیونکہ وہ جماعتوں کا معاند کیا کرتا تھا اور ماموں نے اس کے بھائی عبدالحق اور اس کے بیٹوں احمد، محمد اور عمر کے بارے میں اس کی رعایت کی پس جب موحدین نے جنگ کی اور ان کو گھبراہٹ نے آ لیا تو عبدالحق حج کا توریہ کر کے کوچ کر گیا اور سلطان المستنصر کے پاس چلا گیا پس اس نے اُسے الحضرہ میں اپنے مکان میں اتارا اور بعض اوقات اسے الحامہ میں بیماری کا خاتمہ کرنے کے لئے بھیجا اور الحامہ کے مشائخ کے درمیان اُسے اختلاف کی توقع تھی پس اس نے وہاں خوب کام کیا اور مخالفین قتل ہو گئے اور بیمار یوں کا خاتمہ ہو گیا اور ابولہال کے قتل ہو جانے کے بعد سلطان ابوالکاک نے اُسے بجایہ کا والی مقرر کر دیا اور اُس نے وہاں خوب قوت حاصل کی اور جب وہ والی بنا تو ابن عمارہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے اسے عربوں کے مغلوب کرنے اور ان کی عداوت کو روکنے کے لئے موحدین کو فوج میں بھیجا تھا اور اس نے اُن میں حسبِ نشاء قلام کیا اور وہ ہمیشہ ہی امارت اور بڑائی میں معروف رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بھائی عبدالعزیز کے بیٹے احمد، محمد اور عمر اس کے پیچھے پیچھے مغرب سے آ گئے اور الحضرہ میں اچھی جگہ اترے اور جاہ و نعمت سے سرفراز ہوئے اور احمد ان میں سے بڑا تھا اور سلطان ابو حفص نے اسے قصصہ اور پھر مہدیہ کا والی مقرر کیا پھر اس نے ولایت سے استعفیٰ دے دیا تو اس کا استعفیٰ قبول کر لیا گیا اور سلطان ابو عسیدہ جب الحضرہ سے باہر جاتا تو اُسے اپنا نائب مقرر کرتا یہاں تک کہ وہ آٹھویں صدی کے شروع میں تیسرے سال فوت ہو گیا اور اس کے دونوں بیٹے ابو محمد عبداللہ اور ابوالعباس احمد حکومت نے حکومت کے زیرِ سایہ پرورش پائی اور ان میں سے عبداللہ نے ابو یعقوب بن رذوتین کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کا عقد کر دیا اور اس کے بعد اس کا بھائی احمد بن ابی محمد بن یحییٰ کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کا عقد کر دیا اور ابو فرہ بن اللخیمانی نے ابو محمد عبداللہ کو چن لیا اور اس کی صحبت کو ترجیح دی اور وہ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ مصوح کی جنگ ہوئی اور اس نے بہت سے موحدین کو گرفتار کر لیا جن میں یہ بھی شامل تھا اور سلطان ابوبکر نے اس پر احسان کیا اور یہ اس کی عنایت سے بلند مراتب حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے شیخ ابی محمد بن القاسم کے بعد اسے ۶۲۲ھ میں موحدین کا شیخ بنا دیا اور اُسے اپنے بیٹے امیر ابو زکریا والی بجایہ کے ساتھ مغرب کے بادشاہ کے پاس بنی عبدالواد کے خلاف دادخواہی کے لئے بھیجا پس وہ سلطان کی خدمت میں اتر ا اور اپنی سفارت پیش کی اور اس کے بعد انبار کی طرف چلا گیا اور وہ اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام میں بھی مغرب کے بادشاہ کی طرف سفارت کے لئے مختص رہا اور حاجب ابن سید الناس اس کے مقام سے جلتا تھا اور اس نے اس

کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو سلطان نے اس کی مداخلت کی اور کہتے ہیں کہ اس کے دل میں اس کو مصیبت میں ڈالنے کا جو خیال تھا اس نے اس تک پہنچا دیا اور جب ابن عبدالعزیز حاحب اور ابن الحکیم قائد کے درمیان جنگ، تدبیر اور سلطان سے دوستی اور اس کے احکام کی تنفیذ کے کام تقسیم ہوئے تو وہ مشورہ اور تدبیر میں سب سے فائق تھا اور وہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی رائے پر اعتماد کرتے تھے اور یہ ان کے چوہوں کا تیسرا پایہ اور اس کی آراء کا پالش تھا اور جب حاحب بن عبدالعزیز سلطان کے پاس گیا تو انہوں نے خیال کیا کہ اس کی وفات ابن الحکیم کی تحذیر اور اس کی بری سازش سے ہوئی ہے اور اس نے تونس کے میدان ۴۲ھ میں اس کے ساتھ اس وقت مذاکرات کئے تھے جب عرب اس کے پاس آئے تھے جیسا کہ ہم قبل ازیں سلطان کے ان حالات میں بیان کر آئے ہیں جو بنی ابی دیوں کے بعض آدمیوں پر غلبہ پانے کے بارے میں ہیں جو الحضرۃ میں قید تھے اور خیانت نے اس کی زبان پر سلطان کے نفس نفیس عربوں کی طرف خروج نہ کرنے کے متعلق شور ڈلوادیا اور ابن عبدالعزیز نے یہ بات اس کی موت کے وقت سلطان تک پہنچا دی اور خود برات کا اظہار کرتا ہوا اس کے پاس آ گیا پس اس نے اسے یاد رکھنے والے کانوں میں ڈال دیا اور ابن الحکیم کی وفات ہو گئی اور جب وہ فوت ہو گیا اور شیخ الموحد بن ابو محمد بن تافراکین والی بنا تو اس نے ابن الحکیم کی مصیبت کے متعلق اس سے گفتگو کی اور وہ اس کا انتظار کرتا تھا کیونکہ ان کے درمیان محبت تھی اور ابن الحکیم قاصیہ پر قبضہ کرنے کے سلسلہ میں الحضرۃ سے غائب تھا اور اس نے جبل اور اس سے جنگ کی اور اس میں گھس گیا اور اس کا خراج حاصل کیا اور الزاب کے علاقے میں چلا گیا اور اس کے عامل یوسف بن منصور سے اس کا خراج لیا اور ریغہ کی طرف بڑھا اور ثغرت سے جنگ کی اور اس میں گھس گیا اور فوج کے ہاتھ ان کی کمائی اور گھوڑوں سے بھر گئے اور اسے ابن عبدالعزیز کی وفات اور ابو محمد بن تافراکین کے حاحب بنے کی خبر ملی تو اس نے اس بات کو برا خیال کیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ سلطان اس کی ولایت کے بارے میں اس سے عدول نہیں کرے گا اور وہ اس کے لئے اپنے کا تب ابوالقاسم دازار و پری کو تیار کر رہا تھا کیونکہ اس سے قبل ابن عبدالعزیز اس پر ترجیح دیتے ہوئے امتیاز نہیں کیا تھا پس جو کچھ ہوا اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا پس اس نے بہت اندیشہ کیا اور اپنے اصحاب و اکٹھا کیا اور بسرعت تمام الحضرۃ کی طرف چل دیا اور سلطان نے ابو محمد بن تافراکین سے اس کی مصیبت کے متعلق مشورہ کیا اور خواص کو اس کی گرفتاری کے لئے تیار کیا اور یہ نصف ربیع ۴۴ھ کو الحضرۃ آیا اور سلطان نے اس کے لئے ایک بڑا جلسہ کیا اور اس نے اپنے تحائف جو چوپاؤں اور غلاموں وغیرہ پر مشتمل تھے پیش کئے جب جلسہ اختتام پذیر ہوا اور سلطان کے وزراء نے اس کی مشالیت کی اور وہ اپنے دروازے پر پہنچ گیا تو اس نے خواص کو اشارہ کیا تو انہوں نے اُسے پکڑ لیا اور اٹھا کر قید خانے میں لے گئے اور اس سے اموال حاصل کرنے کے لئے اسے بہت عذاب دیئے پس اس نے اموال کو وہاں سے نکالا جہاں اس نے انہیں چھپایا ہوا تھا اور بادشاہ کے خزانے میں اس سے چار لاکھ کا خالص سونا اور اتنی ہی قیمت کے جوہرات جمع ہوئے اور اس کے مال کا صفایا ہو گیا اور جب اس کا مال ختم ہو گیا تو اسی سال رجب میں قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ دیا گیا اور وہ زمانے کے لئے عبرت بن گیا اور اس نے ان کے بیٹوں کو ان کی ماں کے ساتھ مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا اور ان میں سے کچھ غربت ہی میں ہلاک ہو گئے اور وہ ان کے اصغر کو کچھ دنوں کے بعد غلام بنا کر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا۔

الجرید اور اس کی مکمل فتح اور جزیرہ جرہہ پر احمد بن مکی کی

ولایت کے حالات

جب سے حکومت زناتہ بنی عبدالواد کے مطالبہ اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اضطراب سے دو چار ہوئی تھی الجرید کا معاملہ شورئی کے سپرد تھا اور ہر شہر کے مشائخ خود مختار ہو گئے تھے اور پھر ان میں سے ایک آدمی حکومت سنبھال لیتا تھا اور محمد بن بہلول تو زر کے مشائخ میں سے تھا اور وہاں کا خود مختار حاکم بھی تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور جب حکومت خود مختاری کی طرف مائل ہوئی اور سلطان نے حملہ کے لئے اپنی دھار کو تیز کیا اور قفصہ میں مشائخ کے آثار مٹا دیئے اور اپنے بیٹے امیر ابوالعباس کو بلاد قسطلیہ کا والی مقرر کیا اور اُسے قفصہ میں اتارا اور اس نے وہاں اپنی امارت کو استوار کرنے کے لئے قیام کیا اور اس نے شہروں میں اس بات کے آزمانے کے لئے کہ وہ اس کی اطاعت کے متعلق کیا اظہار کرتے ہیں۔ وفد بھیجے اور اس نے اپنے حاجب ابوالقاسم بن عتو کو نقطہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ وہاں کے رؤساء بنی مدافع کی اطاعت کی آزمائش کرے جو بنی خلف کے نام سے مشہور تھے اور وہ چار بھائی جو حکومت کی غفلت کے باعث نقطہ کے خود مختار رئیس بن گئے تھے پس اس نے انہیں بُرے عذاب دیئے اور وہ ان قلعوں میں پناہ گزیں ہو گئے جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ ان کو روک دیں گے اور رعایا نے ان سے بیزاری کا اظہار کر دیا تو وہ ششدر رہ گئے اور انہوں نے سلطان کا حاکم ماننے کے متعلق دریافت کیا تو انہیں عبرت کے لئے قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دے دیا گیا اور جنگ سے قبل ان کا چھوٹا بھائی علی تلوار سے بچ گیا کیونکہ وہ فوج کی طرف چلا آیا تھا اور اُسے موت سے پناہ دے دی گئی تھی پس امیر ابوالعباس نے نقطہ شہر کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اس کے باپ نے از سر نو اس کی بیعت لی اور بہت سے نفزادہ کو قابو کر لیا اور جب نقطہ اور نفزادہ کی تفتیش ہوئی تو اس کا خیال تو زر کے بادشاہ کی طرف گیا جو اختلاف و انشقاق کی جز تھا اور محمد بن بہلول اس کے بُرے حال سے ڈر گیا اور وہ اپنے دل کی بات کے متعلق ساتھی تلاش کرنے کے لئے قائد الدولہ محمد بن الحکیم کے پاس گیا تو وہ اس سے الگ ہو گیا یہاں تک کہ دونوں کی وفات ایک ہی سال میں ہو گئی اور تو زر کے حالات خراب ہو گئے اس کے بیٹے اور بھائی ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا اور اس کا بھائی ابوبکر الحضرۃ میں قید تھا جسے سلطان نے اطاعت اور خراج کے پختہ عہد لینے کے بعد رہا کر دیا اور اس نے تو زر کا اس پر قبضہ کر لیا اور امیر ابوالعباس حاکم قفصہ و بلاد مقطلیہ نے اس سے معہودہ اطاعت کا مطالبہ کیا تو اس نے اپنی دلی خود مختاری کے متعلق اس سے جھگڑا کیا اور تو زر اس کی امارت کے سینے میں چوڑی ہڈی بن کر اٹک گیا پس اس نے اس کے باپ سلطان ابوبکر کو مخاطب کیا اور اسے اس کے خلاف اکسایا تو اس نے ۴۵ھ میں اس سے جنگ کی تو وہ بھاگ کر قفصہ چلا گیا اور اس کی اطلاع وہاں کے رئیس ابوبکر بن بہلول کو پہنچی تو وہ حیران رہ گیا اور اس کے مددگار اسے چھوڑ گئے اور اس نے اعلانیہ سلطان کی اطاعت اور ملاقات کی پس اس کے

پاس سے اس کا اور اس کے باپ کا کاتب علی بن محمد المعودی جو اس کی حکومت پر حاوی تھا بھاگ کر یوسف بن مزنی کی پناہ میں
 بسرہ چلا گیا اور سلطان جلدی سے توڑ کی طرف گیا تو ابو بکر بن بہلول نے اس کے پاس آ کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا
 اور اس کے دوستوں میں شامل ہو گیا پھر اسے اپنی کوتاہی پر ندامت ہوئی اور اس نے حکومت کی بڑائی کو محسوس کر لیا اور اسے
 موت کا اگتھا کیا گیا تو وہ الزاب چلا گیا اور بسرہ میں یوسف بن منصور کے ہاں اتر ا جس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کی
 مہمان نوازی کی جس کا لوگوں میں بہت چرچا ہوا اور جب سلطان نے توڑ پر قبضہ کیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کیا تو
 اس پر اپنے بیٹے امیر ابو العباس کو امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا اور وہاں کے لوگوں پر اسے قدرت بخشی اور سلطان مظفر و
 منصور ہو کر الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور وہ مسلسل حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور امیر ابو العباس
 کی سلطنت بلا درجید کے ساتھ متصل ہو گئی اور ابو بکر بن بہلول نے کئی بار توڑ پر حملہ کیا اور ان سب حملوں میں وہ موت سے بچ
 گیا یہاں تک کہ ۶۷۷ھ میں لوگوں کی ہلاکت سے تھوڑا عرصہ قبل بسرہ میں فوت ہو گیا اور ابو العباس نے اس کی جگہ امارت
 سنبھالی اور وہ ہمیشہ حالات کو سازگار بناتا رہا اور حملہ آوروں کو رام کرتا رہا اور قابس میں ابو بکر نے اس کی سرکشی کی اور اس کا
 واقعہ یہ ہے کہ جب عبدالملک اپنے حاجب عبدالواحد اللخیمانی کے ساتھ تونس واپس لوٹا اور ابن اللخیمانی مغرب کی طرف چلا گیا
 اذوہ قابس میں ٹھہرا ہا تو آل زیان کے بادشاہ کے جانے کے وقت اسے سلطان کے ساتھ اپنے معاملے کے متعلق شک گزرا
 تو اس نے گناہوں سے دست کش ہوتے ہوئے اپنے بھائی احمد بن مکی کو سلطان ابو بکر کے پاس سفارشی بنا کر بھیجا تو اس نے
 اس کی سفارش کی اور سلطان نے اسے دوبارہ اس کی ریاست دے دی اور وہ اطاعت پر قائم ہو گیا اور فتنہ اور سرکشی کے
 طریقوں سے الگ ہو گیا اور احمد بن مکی کے پاس بڑا مال اور سامان تھا اور اس کا دل ریاست اور شرف کا بہت دلدادہ تھا اور وہ
 بہت اچھے اشعار بھی کہتا تھا اور اس کا خط مشرقی طرز کا تھا جو نہایت عمدہ تھا ان سب باتوں کی وجہ سے امیر ابو العباس کے دل کا
 میلان اس کی طرف تھا اور وہ اس کے گزشتہ آثار کے باعث اس کی مخالفت کو شبہ کی نظر سے دیکھتا تھا اور امیر ابو العباس ہمیشہ
 ہی اس کی فریب دہی کے لئے چکر لگاتا رہا یہاں تک کہ اسے اپنی ماں کی مجلس میں لے آیا جو مولانا سلطان کی بہن تھی اور حج
 سے واپس آ رہی تھی پس اس نے اس کے دلی شکوک کو دور کیا اور اس سے دوستی کا پختہ عہد کیا اور اسے اپنے لئے چن لیا پس وہ
 اس کی امارت میں قابل رشک مقام پر آ گیا اور سلطان نے اسے جزیرہ جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے اس کی عملداری میں
 شامل کر دیا اور مخلوف بن الکمد کو برطرف کر دیا جس نے اسے ۶۸۸ھ میں فتح کیا تھا۔ پس احمد بن مکی وہاں آیا اور اس کا بھائی
 عبدالملک قابس کا خود مختار حاکم بن گیا اور وہ دونوں اسی حالت میں رہے اور انہوں نے ابو العباس کی امارت جو جربہ کے
 مضافات کا حاکم تھا اپنے عزائم کو نمایاں کیا اور وہ اسی حالت میں رہے ان سب کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے ان شاء اللہ۔

وزیر ابو العباس بن تافراکین کی وفات کے حالات: سلطان ابو بکر نے قائد بن الحکیم کی مصیبت کے وقت اپنی
 حاجت پر شیخ الموحد بن ابو محمد بن تافراکین کو مقرر کیا اور اپنے دروازے کے اندر کے تمام معاملات بھی اس کے سپرد کر دیئے
 اور وزارت پر اس کے بھائی ابو العباس احمد کو مقرر کیا اور ابو محمد حاجت کے عہدے کی وجہ سے دروازہ نشین تھا پس اس نے
 فوجوں کو جنگ کی طرف بھیج دیا اور الضاحیہ کی امارت اپنے بھائی ابو العباس کو دے دی اور اس نے اس کام کو سنبھال لیا اور بنو

سلیم، حمزہ بن عمر کی وفات کے بعد اس کی اطاعت سے ناراض تھے انہوں نے اختلاف و عناد کا طریق اختیار کیا اور حمزہ کے حالات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ اس نے الحضرة پر چڑھائی کی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور نجم، قوس بن حکیم کی اولاد میں سے تھا ان کے اور اس کے درمیان اختلاف و عناد اور دھوکہ بازی چلتی تھی اور سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابو العباس کی حجابت پر الجریہ مضافات میں ابو القاسم بن عتو کو مقرر کیا تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور وہ بڑے عم خویش شرف میں بنی تافراکین کا ہمسر تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مقام دیا تھا اس پر حسد کرتا تھا پس جب ابو محمد حاجب بنا تو وہ اس کے حسد اور کینے سے بھر گیا اور اس نے مورخین کے خیال کے مطابق اس بستی میں نجم کو ابو العباس بن تافراکین سے انتقام لینے کے لئے داخل کیا اور اس نے جو کچھ اسے دیا تھا اس پر اس سے شرط کی اور انہوں نے اپنی بات کو پوشیدہ رکھا اور ابو العباس بن تافراکین سے شروع میں فوجوں کے ساتھ ہوا راہ کا خراج لینے کے لئے گیا تو اس کے پاس نجم اور اس کی قوم آئی اور اسے خراج کے حصول میں تنگ کیا پھر انہوں نے ایک دن موقع پر اس پر حملہ کر دیا تو اس کی فوج اور اس کا گھوڑا کبابہ بھاگ گئے پس یہ قتل ہو گیا اور اس کے جسم کو الحضرة لا کر دفن کر دیا گیا اور نجم نے کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی اور المال کی طرف چلا گیا اور سلطان کی وفات تک اسی حالت میں رہا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

بجایہ کے حاکم امیر ابو زکریا کی وفات اور اس کے بعد اس کے

بھائی امیر ابو حفص کے خلاف اہل بجایہ کی بغاوت اور اس کے

بیٹے امیر ابو عبد اللہ کی ولایت کے حالات

جب حاجب بن عمرو فوت ہو گیا تو سلطان ابو بکر نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابو زکریا کو بجایہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے اپنے حاجب محمد بن قانوں کے ساتھ بجایہ روانہ کر دیا اور اس کے امور کو اس کی نگرانی میں رکھا پھر قانوں، تونس کی طرف لوٹ آیا تو اس نے اس کے ساتھ ابن سید الناس کو اتارا پس جب سید الناس الحضرة کی حجابت پر مستقل ہو گیا تو اس نے اپنی حجابت پر ابو عبد اللہ بن فرمون کو مقرر کیا پھر جب اس نے ابن سید الناس اور ابن فرمون کو گرفتار کیا تو امیر ابو زکریا اپنی حکومت میں خود مختار ہو گیا پس سلطان نے اسے بجایہ کی حکومت سپرد کر دی اور اس نے اس کے پاس اپنے باپ امیر ابو زکریا الاوسط کے غلام ظافر السنان کو اس کی فوجوں کا سالار اور کاتب ابو اسحاق بن علق کو اس کا حاجب بنا کر بھیجا پس وہ دونوں مدت تک اس کے دروازے پر کھڑے رہے پھر اس نے انہیں الحضرة کی طرف بھیج دیا اور اس نے اس کی حجابت کے لئے ابو العباس احمد بن زکریا الرندی کو پیش کیا جس کا باپ اعلیٰ میں سے تھا اور وہ العلالت کے صوفیا کے مذہب کی طرف منسوب ہوتا تھا اور عبد الحق

بن سعین کی کتابیں مطالعہ کرتا تھا اور اس احمد نے بجایہ میں پرورش پائی اور سلطان کی خدمت میں لگ گیا اور اس نے یہاں تک ترقی کی کہ امیر ابو زکریا نے اسے عامل مقرر کر دیا پھر یہ فوت ہو گیا اور سلطان ابو بکر نے ان امراء کو اپنے بیٹے کی حجاب کے لئے ناپسند کیا پس اس نے حجاب کے لئے الحضرة سے موحدین کے سردار اور سفیر ابو محمد بن تافراکین کو ۴۰۰۰۰ کے لئے بھیجا اور اس نے اس کی حکومت کے حالات کو درست کیا اور اس کی سلطنت کا رعب بڑھ گیا اور اس نے اس کے سفر کے لئے فوج تیار کی اور اسے اس کے مضافات کی طرف بھجوا دیا تو وہ وہاں کے حالات کی تحقیق کرتا ہوا وسیلہ اور مقررہ کی سرحدوں تک جا پہنچا اور ابھی سال پورا نہیں ہوا تھا کہ اہل بجایہ کے مشائخ نے اسے ناراض کر دیا کیونکہ وہ رعب اور حجاب کو پسند نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ سلطان کا دروازہ ان پر سختی سے بند ہو گیا اور قاضی ابن یوسف نے منہ کے بل گر کر اور تنگدلی کے ساتھ اس میں بڑا کر دار ادا کیا اور اس نے اس بات سے معافی چاہی جو اسے دے دی گئی اور وہ الحضرة میں اپنی جگہ واپس آ گیا پھر امیر ابو زکریا نے اپنے پہلے حاجب ابو عبد اللہ محمد بن فرمون کو ابن سید الناس کے عہد میں بلایا اور سلطان نے اسے مغرب کے بادشاہ کی طرف اس بحری بیڑے میں ایٹچی بنا کر بھیجا جسے اس نے مسلمانوں کی مدد کے لئے اس وقت بھیجا تھا جب سلطان ابو الحسن طریف کی طرف جارہا تھا اور اس کا بھائی زید بن فرمون اس بحری بیڑے کا سالار تھا کیونکہ وہ بجایہ کے سمندر میں اس کا سالار تھا پس جب ابو عبد اللہ بن فرحون اپنی سفارت سے واپس لوٹا اس نے اسے ابو زکریا کے پاس قیام کرنے کی اجازت دے دی اور اسے اس کی حجاب پر مقرر کر دیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اس کے بعد اس علاقہ میں ابن القشاش والی بنا پھر اس نے اسے معزول کر دیا اور ابو القاسم بن علناس کو والی مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقہ میں سے تھا اور اس نے اس امیر کے گھر سے تعلق پیدا کر لیا اور اس کی نسل میں ترقی کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اسے حجاب کا کام دے دیا اور پھر اسے معزول کر دیا اور یحییٰ بن محمد المنعت الحضری کو حاجب مقرر کیا اس کا چچا اور باپ اندلس کے مسافروں کے ساتھ آئے تھے اور قاری تھے اور اہل بجایہ نے اس کے چچا ابو الحسن سے علم قرأت سیکھا تھا اور وہ شاہی مسجد کا خطیب تھا اور اس نے اپنے بھتیجے کی پرورش کی اور اُسے کچہری میں کام پر لگا دیا اور وہ ریاست کا بہت طلبگار تھا اور اس نے ابو زکریا کے غلام کی چیتی نوٹھی ام الحکم سے رابطہ استوار کیا اور وہ اس کی خواہشات پر غالب آ گئی پس اس نے ابن المنعت کو حجاب کے کام کے لئے لکھا اور اس نے اُسے وہاں کام پر لگا لیا پس اس نے سلطان کے سفر کی ضروریات اور مقامات کے احوال کو درست کیا اور اس کے لئے فوجیں تیار کیں اور اس کی عملداریوں میں گھوما اور یہ امیر ربیع الاول ۷۷۷ھ میں ایک مہینہ کی وجہ سے ایک سفر میں فوت ہو گیا اور یہ تکرار ت میں جو بجایہ کے مضافات میں سے ہے اس کی حجاب پر مقرر تھا اور اس کا بیٹا امیر ابو عبد اللہ اس کے غلام فارح بن معلوجی بن سید الناس کی گود میں تھا پس انہوں نے اسے امارت کے لئے آتے پایا پس وہ اپنے غلام کے ساتھ خلیفہ کے حکم کا انتظار کرنے لگا اور اس کے پہلے حاجب ابو القاسم بن علناس نے الحضرة جانے میں جلدی کی اور خلیفہ تک بات پہنچائی تو اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے ابو حفص کو والی مقرر کر دیا جو الحضرة میں اس کے ساتھ تھا پس وہ بجایہ پہنچا اور لوگوں کی غفلت کے وقت اس میں داخل ہو گیا اور خواص میں سے کینے آدمیوں نے اسے تلوار کی دھار پر رکھ لیا پس وہ لوگوں کے حملے سے ڈر گیا اور انہوں نے بھی مشورہ کیا پھر ایک گھبراہٹ والے دن تمام لوگوں نے آنے والے امیر پر حملہ کرنے میں مدد کی پس انہوں نے

ہتھیار لگا کر قبضہ کا چکر لگایا اور ابن مولاہم کی امارت کا اعلان کر دیا پھر وہ اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور اس کے گھر میں گھس گئے اور اس کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور ان کا تمام سامان لوٹنے کے بعد اسے بوسیدہ رسی کے ساتھ باہر نکال دیا پھر وہ اور مولاہم امیر ابو عبد اللہ محمد بن امیر کے گھر گئے جبکہ وہ ان کو چھوڑ کر جانے خلیفہ سے تعلق پیدا کرنے کا عزم کر چکا تھا اور اس کے آنے والے بچانے اس بارے میں اسے اجازت دی تو انہوں نے اس کے گھر میں اس کی بیعت کر لی پھر دوسرے دن وہ اسے قصبہ کے محل میں لے آئے اور انہوں نے اسے اپنی حکومت کا مالک بنا دیا اور اس کی حکومت کو اس کے غلام فارح نے سنبھالا اور اس نے اسے حجاب کا لقب دیا اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی اور امیر ابو حفص کی امارت پر ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ وہ اسی سال کے جمادی الاولیٰ کے آخر میں الحضرۃ چلا گیا اور مولا ناسلطان کی وفات کے بعد اس کے جو حالات ہوئے اس کا ذکر ہم بیان کریں گے اور سلطان نے بجایہ کی حکومت حاصل کر لی اور اس نے ان کی طرف ابو عبد اللہ بن سلیمان کو جو کبار صالحین اور موحدین کے مشائخ میں سے تھا انہیں تسکین دینے اور مانوس کرنے کے لئے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا جس میں اپنے پوتے امیر ابو زکریا کی تقرری کے لئے ان کی رضامندی کو طلب کیا گیا تھا پس ان کے دل پر سکون ہو گئے اور وہ ابن مولاہم کی امارت سے مانوس ہو گئے اور معاملات اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

مولا ناسلطان ابو بکر کی وفات اور اس کے بیٹے امیر ابو حفص کی

امارت کے حالات

ابھی لوگ ہر طرح کے امن و امان، عدل و انصاف اور آسودگی اور عزت کے سایہ میں پڑے تھے کہ بروز بدھ ۵۴۰ھ کو آدھی رات کے وقت تونس میں سلطان ابو بکر کے مرنے کی خبر آ گئی پس لوگ اپنے بستروں سے اٹھ کر قصر امارت کی طرف ایک دوسرے سے موت کی خبر پوچھتے اور سنتے ہوئے چل پڑے اور ساری رات مدھوش آدمیوں کی طرح پھرتے رہے حالانکہ وہ مدھوش نہ تھے اور امیر ابو حفص جلدی سے گھر سے اٹھ کر محل کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر کے اس کے دروازوں پر قبضہ کر لیا اور ابو محمد بن تافراکین حاجب کو اس کے گھر سے بلایا نیز موحدین کے مشائخ، غلاموں اور فوج کے آدمیوں کو بھی بلایا اور حاجب نے ان سے امیر ابو حفص کی بیعت لی پھر دوسرے دن اس نے حکومت کی طرف سے ایک عظیم جلاس منعقد کیا جسے ابو محمد نے قوانین کا ماہر ہونے کے باعث اچھی طرح ترتیب دیا تھا اس کے بعد اجلاس ختم ہو گیا اور اس کی بیعت ہو گئی اور اس کی خلافت مضبوط ہو گئی اور امیر خالد بن مولا ناسلطان الحضرۃ میں مقیم تھا جب اس نے وفات کی خبر سنی تو اسی رات بھاگ گیا اور اسے مندیل بن کعب کے لڑکوں نے گرفتار کر لیا اور اسے الحضرۃ واپس لا کر قید کر دیا اور اس کے باپ محمد بن تافراکین نے پہلے کی طرح حجاب کا کام سنبھال لیا یہاں تک کہ سلطان کے خواص نے اس کے متعلق بہت چغلیاں کرنی شروع کر دیں اور اسے اس کے خلاف بھڑکاتے رہے اور اس کے حسد کا ذکر کرتے رہے نیز اس کے باپ کے عہد میں

حاجب اور امیر کے درمیان جو چپقلش پائی جاتی تھی اس کا تذکرہ بھی کرتے رہے اور اس نے اپنے مرتبے کے لحاظ سے ان سے حصہ لیا اور اس نے حاجب کو ان سے ڈرایا تو اس نے ان کے ساتھیوں سے جان چھڑانے کے لئے حیلہ کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا جائے گا۔

ولی عہد امیر ابو العباس کے اپنے مقام امارت الجرید سے الحضرة پر چڑھائی کرنے اور قتل ہونے اور اس کے دونوں بھائیوں امیر ابو فارس عزوز اور ابو البقاء خالد کے قتل ہونے کے حالات

سلطان ابو بکر نے اپنے بیٹے امیر ابو العباس جو الجرید کا والی تھا کو اپنا ولی عہد بنایا تھا جیسا کہ ہم ۳۳۳ھ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں پس جب اُسے اپنے باپ کی وفات اور اپنے بھائی کی بیعت کی اطلاع ملی تو اسے الحضرة کے باشندوں پر عہد شکنی کرنے کی وجہ سے بہت غصہ آیا اور اس نے عربوں کو اپنی حکومت کی مدد کے لئے بلایا تو انہوں نے اس کی پکار کا جواب دیا اور وہ سب کے سب اس کے بھائی کی اطاعت کو چھوڑ کر اس کی اطاعت میں آ گئے کیونکہ وہ عرب ارباب حکومت اور دوسرے لوگوں پر اپنی تلوار کی دھار تیز رکھتا اور انہیں مارتا تھا اور اس نے الحضرة پر چڑھائی کی اور اس کے بھائی ابو فارس نے جو سوسہ کا حکمران تھا قیروان میں اس سے جنگ کی تو اس نے اطاعت اختیار کر لی اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور سلطان ابو حفص عمر نے اپنی فوج کو اکٹھا کیا اور کمزریوں کو دور کیا اور شعبان کو تونس سے کوچ کر گیا اور اس کا حاجب ابو محمد بن تافراکین اس سے اپنی موت سے ڈر گیا اور بچاؤ کی تدابیر کرنے لگا اور جب دونوں فوجیں آسنے سامنے ہوئیں تو حاجب ایک کام کے لئے تونس واپس آ گیا اور رات کو سوار ہو کر مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان کو اس کے بھاگ جانے کی اطلاع ملی تو وہ بھی بھاگ گیا اور اس کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور اس نے اپنے بھائی ابو البقاء کو اپنی قید سے رہا کر دیا پھر اپنی حکومت کی ساتویں رات کو اپنے محل میں داخل ہوا اور آٹھویں دن امیر ابو حفص نے اس پر حملہ کر دیا پس شہر نے اس پر چڑھائی کر دی کیونکہ عوام کے دلوں میں اس کے متعلق کینہ تھا کیونکہ وہ ان کی عورتوں کو لے آیا تھا اور جوانی کے جنون میں رات کو ان کے گھروں میں چلا جاتا تھا چنانچہ میں اپنی لذات کو پورا کرتا تھا اور اس نے اپنے بھائی امیر ابو العباس پر حملہ کر دیا اور نہایت سرعت کے ساتھ اس کے سر کو نیزے پر چڑھا دیا اور اس کے جسم کو فوج نے روند ڈالا اور وہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بن گیا اور شہر میں جو عام عرب سردار اور ان کے جوان تھے وہ بھڑک اٹھے اور اس کی گھبراہٹ میں جن لوگوں کے لئے قتل ہونا مقدر تھا وہ قتل ہو گئے اور بہت سے لوگوں کو کھینچ کر سلطان کے پاس لے جایا گیا تو اس نے انہیں قید کر دیا اور ان

میں سے ابوالہون بن حمزہ بن عمر قتل کر دیا اور اس نے اپنے دونوں بھائیوں خالد اور عزود کو گرفتار کر لیا اور مخالف اطراف سے ان کے ہاتھ پاؤں کانٹے کا حکم دے دیا پس ان کے ہاتھ پاؤں کانٹ دیئے گئے اور ان کے مرنے سے الحضرۃ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے حجابت پر ابوالعباس احمد بن علی بن زین کو مقرر کیا جو کاتبوں کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا اور وہ فحشی حاجب کا کاتب تھا اور اس کے بعد وہ ظافر الکبیر کا کاتب بنا اور سلطان ابوبکر اپنی حکومت کے آغاز میں الحضرۃ پہنچا پس علی بن عمر نے ابن قالدون حاجب کی ولایت پر افسوس کیا اور سلطان نے اس کے متعلق گفتگو کی اور اسے ہٹا دیا پھر اسے قید خانے سے رہا کر دیا اور وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور سلطان ابن سعید کے ہاں اتر اتوا اس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر وہ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور سلطان کے تمام عہد حکومت میں جلاوطن رہا اور امیر ابو حفص نے اس کے بیٹے کو کاتب بنالیا اور اس کے اس کا ساتھ تعلق تھا اور جب ابی محمد بن تافراکین کے فرار کے بعد اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے اس کے باپ ابوالعباس کو اپنی حجابت پر مقرر کیا اور جنگ اور فوج کا سالار اپنے باپ اور دادا کے غلام ظافر کو مقرر کیا جو انسان کے نام سے مشہور تھا اور اس نے اپنے مشورے اور راز کے لئے اسے پسند کر لیا اور اس نے ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن نوار کو اپنا کاتب بنایا جو تونس کے شریف گھرانوں کے فقہاء اور قضاۃ کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس کے اسلاف بھی مشہور آدمی تھے اور وہ سلطان کے گھر آ گیا اور اس نے اس کے بیٹے کے لئے مکتب بنایا اور اس امیر ابو حفص نے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے یہاں علم پڑھا اسے سنایا یہی وجہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ بڑی عنایت کرتا تھا اور جب اس نے مستقل حکومت قائم کر لی تو وہ اس کا مستقل مشیر تھا اور اس کا حال اسی طرح رہا یہاں تک کہ وہ کیفیت ہوئی جس کا ذکر ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

افریقہ پر سلطان ابوالحسن کے غالب آنے اور امیر ابو حفص کے

وفات پانے اور اس کے بیٹوں کے بجایہ اور قسطنطنیہ سے

مغرب کی طرف جانے اور اس کے درمیان ہونے والے

واقعات کے حالات

سلطان ابوالحسن نے سب سے پہلے تلمسان پر قبضہ کیا تھا اور اس سے قبل بھی وہ افریقہ پر قبضہ کرنے کے متعلق سوچا کرتا تھا اور سلطان ابوبکر کے متعلق گردش روزگار کا منتظر رہا کرتا تھا اور اس کے ارتقا کے بارے میں پوشیدہ طور پر حسد کرتا تھا پس جب اس کی وفات کے بعد اس کا حاجب محمد بن تافراکین اسے ملا تو اس نے اسے افریقہ کی سلطنت کے متعلق رغبت دلائی

اور وہاں جانے پر آمادہ کیا اور اس کے لئے نئی کشتیاں بنائیں تو اس بات سے اس کے عزائم بیدار ہو گئے پھر ولی عہد اور اس کے دونوں بھائیوں کی وفات کی خبر اور جنگ کی خبر بھی پہنچ گئی پس اس بات نے اُسے غصہ دلایا کیونکہ وہ اس کی ولی عہدی پر رضامندی تھا اور ولی عہدی کے متعلق اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر اس کے رجسٹر میں موجود تھی اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ امیر ابو العباس، ابو القاسم بن عتو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا سلطان کے آخری ایام میں سلطان ابوالحسن کے پاس تحائف لے کر گیا اور معاہدے کے رجسٹر کو بھی ساتھ لیتا گیا اور سلطان ابوالحسن کے والد کو اس سے آگاہ کیا اور اس سے اس عہد کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور اس نے یہ بات اس کے رجسٹر میں اپنے خط میں لکھی پس اس نے اُسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھا اور اس کے عہد کو پختہ کر دیا پس جب اسے ولی عہد کے مرنے کی اطلاع ملی تو وہ بہانے کرنے لگا تا کہ جو بات اس نے پختہ کی ہے اُسے توڑ دے پس اس نے افریقہ اور وہاں جو لوگ رہتے تھے ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور تلمسان کے باہر پڑاؤ ڈال دیا اور عطیات تقسیم کئے اور کمزوریوں کو دور کیا اور پھر صفر ۷۲۸ھ میں دنیا کو سامان سمیت گھینٹا ہوا کوچ کر گیا اور حمزہ کے بیٹوں نے جو افریقہ میں بدوؤں کے امراء تھے اور کعب کے آدمیوں نے ان کے بھائی خالد کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ جنگ کے روز اپنے ہلاک ہونے والے بھائی ابوالحول کے بدلہ کے لئے اس سے مدد مانگے تو اس نے ان کی بات مان لی اور اسی طرح افریقہ سے اہل قاصیہ بھی ان کی اطاعت میں آ گئے پس قابس کا امیر ابن مکی اور توزر کا امیر ابن مملول اور قفصہ کا امیر ابن العابد اور الحامہ کا امیر ابن ابی عنان اور نفطہ کا امیر ابن الخلف ایک وفد میں اس کے پاس آئے اور یوہران میں اُسے ملے اور رغبت اور خوف سے اس کی بیعت کی اور امیر طرابلس ابن ثابت کی بیعت بھی اس کے سامنے پیش کی اور وہی آدمی ان سے پیچھے رہ گیا جس کا گھر دور تھا پھر ان کے بعد الزاب کا امیر یوسف بن منصور بن مزنی بھی آیا اور اس کے ساتھ زواودہ کے موحدین کے مشائخ بھی تھے اور ان کا سردار یعقوب بن علی بھی تھا پس بجایہ کے مضافات سے جو حسن اسے ملے تو اس نے ان کی خوب عزت افزائی کی اور انہیں نہایت قیمتی عطیات و انعامات دیئے اور ان میں سے ہر ایک کو اس کے شہر اور عملداری پر امیر مقرر کر دیا اور اہل جزائر کے ساتھ خراج کے لئے والی بھیجے کہ وہ مسعود بن پر سادی کی جو طبقہ وزراء میں سے تھا نگرانی کریں اور وہ تیزی کے ساتھ بجایہ کی طرف چلا گیا پس جب اس کی فوجیں بجایہ کے قریب آئیں تو وہاں کے باشندوں نے نہایت اچھے رنگ میں اپنا تحفظ کیا پھر جھکاؤ اختیار کر لیا اور بجایہ کے امیر ابو عبد اللہ محمد بن الایمر نے باہر نکل کر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اسے اس کے بھائیوں سمیت مغرب کی طرف بھیج دیا اور اسے ندرومہ شہر میں اتارا اور اسے ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس کے ٹکس سے حصہ دیا اور اس نے ٹکس کی وصولی کے لئے اپنے عمال اور خلفاء کو بھیجا اور خود قسطنطینہ کی طرف چلا گیا۔ پس امیر ابو عبد اللہ کے بیٹے اس کی پیشوائی کو نکلے جن کے آگے آگے ان کا بڑا بھائی ابو زید تھا اور وہ ان کے پاس آیا اور انہیں مغرب کی طرف بھیج دیا اور انہیں وجہ شہر میں اتارا اور وہاں کانکس انہیں دیا اور اس نے اپنے عمال اور خلفاء کو قسطنطینہ میں اتارا اور قرا بتدار جہاں پر قید تھے وہاں سے انہیں رہا کر دیا اور ان رہا ہونے والوں میں ابو عبد اللہ محمد سلطان ابوبکر کا بھائی اور اس کے بیٹے اور محمد بن امیر خالد اور اس کے بھائی اور اس کے بیٹے بھی شامل تھے اور اس نے ان کو اپنے مددگاروں میں شامل کر کے الحضرۃ سے مغرب کی طرف بھیج دیا اور وہاں پر اس کے پاس بنو حمزہ بن عمر اور ان کی کعب

قوم کے مشائخ آئے اور انہوں نے اسے تونس سے اولاد مہملہل کے اونٹوں کے ساتھ مولیٰ ابی حفص کے بھاگ جانے کی اطلاع دی نیز انہوں نے اسے ان کے بیابان میں چلے جانے سے قبل انہیں روکنے پر آمادہ کیا اور اس نے ان کے ساتھ اس کی تلاش میں فوجیں بھیجیں تاکہ وہ اس کے غلام حوالہ عمری کی نگرانی کریں اور اس نے بنی عکسر کے یحییٰ بن سلیمان کی نگرانی کے لئے ایک اور فوج تونس کی طرف بھیجی اور اس کے ساتھ ابوالعباس مکی بھی تھا اور فوجیں امیر ابو حفص کی تلاش میں چل پڑیں اور انہوں نے قابس کی جہات میں الحامہ کے علاقے میں پکڑ لیا اور ان پر حملہ کر دیا پس انہوں نے معمولی سادفایا کیا پھر وہ اور امیر ابو حفص کا گھوڑا کبابہ جنگلی چوہوں کے سوراخ میں گھس گئے اور پیادہ پا چلتے ہوئے اس سے اور اس کے غلام خافر سے تاریکیاں دور ہو گئیں پس ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور فوج کے سالار نے ان کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیا اور جب رات چھا گئی تو اسے خیال آیا کہ کہیں اپنے آقا کے حضور ان کو پیش کرنے سے قبل ہی عرب ان کو اس کی قید سے چھڑا نہ لیں پس اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو سلطان ابوالحسن کے پاس بھیج دیا پس وہ باجہ میں اس کے پاس پہنچ گئے اور فوج کا ایک دستہ جنگ سے قابس کی طرف بھاگ گیا تو عبدالملک بن مکی نے حکومت کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں ابوالقاسم بن عتو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور ضمر بن موسیٰ جو سدویکیش کے جوانوں میں سے تھا اور دیگر اعیان حکومت شامل تھے پس ابن مکی نے ان کو سلطان کے پاس بھیج دیا اس نے ابن عتو، ضمر بن موسیٰ اور علی بن منصور کے ہاتھ پاؤں مخالف اطراف سے کاٹ دیئے اور باقی آدمیوں کو قید کر لیا اور فوجیں تونس کی طرف بڑھ گئیں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے سلطان آیا اور اسی سال جمادی الآخرہ کے مہینے میں بڑے ترک و احتشام کے ساتھ الحضرۃ میں داخل ہوا اور آوازیں ماند پڑ گئیں اور لوگ پرسکون ہو گئے اور مفسد پردازوں کے ہاتھ رک گئے اور بونہ کی ازیال کے سوا موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ اس نے وہاں پر مولافضل بن مولانا ابی بکر کو اس کی دامادی کے مقام کی وجہ سے اور اپنے باپ کی وفات پر اس کے پاس حاضر ہونے کی وجہ سے امیر مقرر کیا تھا پھر سلطان قیروان کی طرف اور پھر سوسہ اور مہدیہ کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں کے آثار کا طواف کیا اور شیعہ اور ضہاجہ کے ملوک کے آثار اور عمارات پر کھڑا ہوا اور قبور کی زیارت سے برکت حاصل کی جن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ صحابہ تابعین اور اولیاء کی قبور ہیں اور تونس کی طرف لوٹ آیا اور آخر شبان میں اس میں داخل ہو گیا۔

بونہ پر امیر ابوالعباس فضل کی امارت اور

اس کے آغاز و انجام کے حالات

سلطان ابوالحسن نے سلطان ابوبکر کی وفات سے قبل اس کی ایک بیٹی سے رشتہ کیا تھا اور اس نے اس سلسلہ میں عریف بن یحییٰ کو جو زغبہ میں سے بنی سوید کا سردار اور اس کا مشیر اور خاص راز دار تھا۔ ارباب حکومت کے ایک وفد کے ساتھ جو طبقہ فقہاء کتاب اور موالی سے تعلق رکھتا تھا اس کے پاس بھیجا اور ان میں اس کی مجلس کے مفتی ابو عبد اللہ السطی اور اس

کی حکومت کا کاتب ابو الفضل عبداللہ بن ابی مدین اور امیر الحرم غنیمت بن ابی شامل تھے پس سلطان نے اس کی مدد کی اور اپنی پیادہ کی لوندی عزو نہ متنبہ بہت فضل کے ساتھ اس کا عقد کر دیا اور اسے اس کی وفات سے قبل اس کے بھائی فضل کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ ابو محمد عبدالواحد بن الجہاز بھی تھا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا انہیں راستے میں سلطان کی وفات کی خبر مل گئی پس جب وہ سلطان ابوالحسن کے پاس آئے تو اس نے انہیں اچھی طرح قبول کیا اور فضل کے رتبہ کو بلند کر دیا اور اس کی حکومت کو اس کے لئے درست کر دیا پس اس نے اس بات کے ذکر سے عرض کیا مگر اس نے دامادی کا تعلق اور سابقہ وعدے کا لحاظ کیا پس اس نے یونہی پر اس کے امیر مقرر ہوئے ہیں اس کی مدد کی جو اس کے باپ کے دور میں اس کی عملداری تھا اور جب وہ وہاں سے تونس گیا تو اس نے اُسے وہاں اتارا اور مولیٰ فضل اس کی کینے کی وجہ سے الگ ہو گیا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس جانے کی وجہ سے اس کی دامادی کے حق کی وجہ سے اس کے آباء کے ملک کو اس کے لئے چھوڑ کر الگ ہو جائیں اور وہ اپنی عملداری میں حملہ کرنے کی امید پر قیام پزیر ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم بیان کریں گے۔

عربوں کے ابن دیوس کی بیعت کرنے اور قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ ان کے جنگ کرنے اور اس کے ساتھ ہونے

والے سب واقعات کے حالات

جب سلطان ابوالحسن کے لئے افریقہ کی حکومت منظم ہو گئی تو عربوں نے اپنے بادشاہوں کو شہر بطور جاگیر دینے اور ان پر ٹیکس لگانے پر انفسوس کا اظہار کیا پس غم و غصہ کی وجہ سے انہوں نے اپنے سر جھکا لئے اور اس کے غلبہ کے سامنے ہجرت اختیار کر لیا اور گردش روزگار کا انتظار کرنے لگے اور بعض اوقات کچھ بد اطراف پر غارت گری بھی کرتے جنہیں سلطان ان کے بڑوں کی حرکت شمار کرتا اور بعض اوقات انہوں نے تونس کے مضامات پر بھی غارت گری کی اور چراگاہوں سے اونٹ ہانک کر لے گئے اور اس کے دوران کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور وہ اس کی قتل و غارت گری کرنے والی فوج سے ڈر گئے اور اس کی جنگ کی توقع کرنے لگے اور ان گور کے موسم میں ان کے جوانوں میں سے خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد جو بنو کعب میں سے تھا اور خلیفہ بن عبداللہ جو بنی مسکین میں سے تھا اور خلیفہ بن بوزید جو حکیم کے جوانوں میں سے تھا اس کے پاس گئے اور ان کے بڑے افعال کی وجہ سے ان کے خیالات سلطان کے بارے میں بگڑ گئے پس انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کرنے میں عبدالواحد بن اللججانی کو بھی شامل کر لیا اور عبدالواحد کا واقعہ یہ ہے کہ وہ ۳۲ھ میں تونس سے فرار ہونے کے بعد ابوتاشیفین کے پاس چلا گیا اور وہاں عزت و احترام کے ساتھ مقیم رہا اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان کا محاصرہ کیا اور اس کا محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو عبدالواحد نے ابوتاشیفین سے پوچھا کہ وہ خروج کے لئے اس سے علیحدہ ہونا چاہتا ہے پس اس

نے اسے الوداع کیا اور وہ سلطان ابوالحسن کے پاس چلا گیا اور ہمیشہ ہی اس کے مددگاروں میں شامل رہا یہاں تک کہ وہ افریقہ میں جا اتراپس جب اس کے اور کعب کے درمیان درشتگی پیدا ہو گئی اور انہوں نے بنی ابی حفص سے اعیاص کو طلب کیا اور وہ عبدالمومن سے بچنے کے لئے انہیں حکومت کے لئے منتخب کرتے تھے پس انہوں نے اسے داخل کر لیا اور یہ اس بات سے پریشان ہو گیا اور سلطان کے حملہ سے خوفزدہ ہو گیا پس سلطان کو بھی اطلاع مل گئی اور اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور انہیں اس کے ساتھ بلایا تو انہوں نے انکار کیا اور تہمت لگائی پھر اس نے انہیں ڈانٹا اور قید کر دیا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے الحضرۃ کے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا اور عطیات کے دینے میں دیر کر دی اور کزوریوں کو دور کیا اور ان کے قبیلوں کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو ناامیدی نے ان کی امید کے اسباب کو قطع کر دیا اور وہ جتھ بندی کرتے ہوئے چل پڑے اور اعیاص کی حکومت کے لئے اصلاح کرنے لگے اور مہلہل کے لڑکے ان کے سردار تھے جنہیں سلطان نے قبول اپنی رضامندی اور قبولیت سے مایوس کر دیا تھا کیونکہ انہوں نے حد سے بڑھ کر مولیٰ ابی حفص کی خیر خواہی اور مدد کی تھی پس وہ جنگل میں چلے گئے اور المال میں داخل ہو گئے پس قتیبہ بن حمزہ اور اس کی ماں ان کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کی عورتیں بھی تھیں انہوں نے مہلہل کے لڑکوں کو عصیت اور قرابت کا واسطہ دیا تو انہوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور قسطلہ میں جمع ہو گئے اور مٹی اور خون کو اکسانے لگے اور سلطان کی جنگ اور خوف کے دامن گیر ہونے پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور موحدین کے اعیاص سے امارت کے لئے آدمی تلاش کرنے لگے اور احمد بن دہوس جو مراکش میں بنی عبدالمومن کا آخری خلیفہ تھا تو زر میں موجود تھا اور ہم جہات طرابلس میں اس کے خروج اور سلطان ابو عصیدہ کے عہد میں عربوں کے ساتھ اس کے تونس پر حملہ کرنے کے حالات بیان کر چکے ہیں پھر وہ منتشر ہو گئے اور عثمان قابس اور طرابلس کی جہات میں باقی رہ گیا یہاں تک کہ جزیرہ جربہ میں فوت ہو گیا اور اس کے باپ عبدالسلام کے بیٹے کچھ وقت کے بعد الحضرۃ میں مقیم ہو گئے اور انہیں سلطان ابوبکر کے عہد میں وہاں قید کر دیا گیا پھر اس نے انہیں ابن الحکم کے لڑکوں کے ساتھ اس کی مصیبت کے وقت اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیا جیسا کہ ہم ان سب باتوں کو بیان کر چکے ہیں پس وہ اسکندریہ میں اترے اور اپنی معاش کے لئے پیشے سیکھنے لگے اور ان میں سے احمد مغرب کی طرف واپس آ گیا اور تو زر میں مقیم ہو گیا اور اس نے سلائی کا کام سیکھ لیا اور جب عربوں نے اعیاص کو تلاش کیا تو اس کے بعض جاننے والے نے اس کی عدم شہرت کے باوجود اس کے متعلق انہیں بتا دیا پس وہ اس کے پاس جا کر اسے لے آئے اور ہتھیار لے کر اس کے پاس آ گئے اور اسے امیر بنالیا اور موت پر اس کی بیعت کی اور سلطان اپنی فوج کے ساتھ ایام حج میں تونس سے ۸۰ھ میں ان کے پاس واپس آیا اور قیروان سے درے قیہ میں ان کے ساتھ جنگ کی پس اس نے ان پر غلبہ پالیا اور وہ اس کے آگے آگے قیروان کی طرف بھاگ گئے پھر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ۲ محرم ۹۰ھ کو موت کے طلبکار بن کر لوٹ آئے پس اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ قیروان میں داخل ہو گیا اور انہوں نے اس کے پڑاؤ کو سامان سمیت لوٹ لیا اور اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے اور وہ تونس کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

تونس میں قصبہ کے محاصرہ کرنے پھر قیروان اور قصبہ کو چھوڑ

جانے اور اس کے درمیان کے واقعات کے حالات

شیخ ابو محمد بن تافراکین، سلطان ابوبکر کی حجابت کے ایام میں اپنے کام میں خود مختار تھا اور اس کے بقیہ کام بھی اسی کے سپرد تھے پس جب سلطان ابوالحسن نے اسے اپنا وزیر بنایا تو وہ اسے اپنے پسندیدہ کام پر نہ چلا سکا کیونکہ وہ اپنے کام پر مگران تھا اور وزراء کو کام تفویض کرنا اس کی شان نہ تھی اور اس کا خیال تھا کہ سلطان ابوالحسن اسے افریقہ کی حکومت سپرد کر دے گا اور بسا اوقات وہ خیال کرتے تھے کہ اس نے اس کے متعلق اس سے وعدہ کیا تھا اور اس کے دل میں حکومت کے متعلق بیماری تھی اور عرب اس کے ساتھ اپنے دلی اختلافات اور حملہ کے متعلق باتیں کرتے تھے پس جب سلطان ابوالحسن اور اس کی فوج پر ان کے غالب آنے کی خواہش پوری ہو گئی اور انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا تو ابن تافراکین سلطان کے خلاف خروج کرنے کی تدبیر کی کیونکہ اس میں اس سے اور اس کی قوم سے نکارت واضح ہوتی تھی اور اس نے عربوں کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور یہ کہ وہ اسے اپنی بیعت کی باتیں سنا کر اطاعت پر آمادہ کریں پس اس نے اسے اجازت دی اور وہ ان کے پاس گیا اور انہوں نے اسے اپنے سلطان کی حجابت سپرد کر دی اور پھر اسے قصبہ کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا اور اس نے تونس سے کوچ کرتے وقت اپنے بہت سے بیٹوں اور اپنی قوم کے بہت سے سرداروں کو پیچھے چھوڑا اور اس نے سلطان کی فوج کو ان پر اپنا جانشین بنایا پس تونس کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے انہوں نے قصبہ میں پناہ لے لی اور عوام نے انہیں گھیر لیا مگر وہ قصبہ کو سر نہ کر سکے اور انہوں نے ہتھیار بنائے اور لوگوں میں اموال کو تقسیم کیا۔ اور ان میں معلوجین کے بشیر کی سرمایہ داری کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور امیر ابوسلم بن سلطان ابوالحسن مغرب سے آیا اور اسے قیروان سے ورے ہی خبر مل گئی تو اس کی فوج منتشر ہو گئی اور وہ تونس کی طرف واپس آ گیا اور یہ قصبہ میں ان کے ساتھ تھا اور جب ابن تافراکین قیروان کے حصار کے گڑھے سے نکلا تو انہوں نے تونس کے قصبہ پر قبضہ کرنے کا لالچ کیا اور اس نے اس کی مہر توڑ دی پھر سلطان ابن ابی دلبوس اسے ملا اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان کی وجہ سے ابن تافراکین نے بہت تنگی برداشت کی اور وہاں متعینیں نصب کر دیں مگر وہ کچھ کام نہ آئیں اور وہ اس دوران میں قوانین کے اختلال اور کاموں کے اضطراب کی وجہ سے خود نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اسے سلطان کے متعلق خبر ملی کہ وہ قیروان سے سوسہ کی طرف چلا گیا ہے اور اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ عربوں نے اس کی فوج پر حملہ کرنے کے بعد قیروان کا محاصرہ کر لیا اور وہ اس کے محاصرہ میں شدت اختیار کرتے گئے اور سلطان اور کعب میں سے مہملہل کے لڑکوں اور بنی سلیم میں سے حکیم نے اس کے چھوڑنے کے متعلق دخل اندازی کی تو اس نے ان سے اموال کی شرط لگائی اور اس کے باعث عربوں کی رائے میں اختلاف پیدا ہو گیا اور قیروان سے قتیبہ بن حمزہ اطاعت کے خیال سے اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اس کے دونوں بھائیوں خالد اور احمد کو رہا کر دیا اور ان سے کوئی پیمانہ نہ کیا پھر مہملہل کی اولاد میں سے محمد بن طالب اور خلیفہ بن ابی زید اور قوس کی اولاد میں سے ابوالہول بن یعقوب اس کے پاس آئے اور وہ اپنی فوج سمیت ان کے ساتھ سوسہ کی طرف گیا اور اس پر حملہ کر دیا اور وہاں سے اپنے بحری

بیڑوں میں سوار ہو کر تونس کی طرف آیا اور تونس میں ابن تافراکین کے پاس بھی یہ خبر پہنچ گئی تو وہ اپنے اصحاب سے کھسک کر اور کشتی پر سوار ہو کر ربيع ۴۳ھ میں اسکندریہ کی طرف چلا گیا اس کے اصحاب نے صبح کو اسے گم پایا تو وہ مضطرب ہو کر تونس سے بھاگ گئے اور اہل قصبہ نے جو سلطان کے مددگار تھے باہر نکل کر اس پر قبضہ کر لیا اور خواص کے گھروں کو تباہ کر دیا اور سلطان ربيع الآخر میں اپنے بحری بیڑے سے وہاں اتر اور اس کے پاؤں وہاں جم گئے اور اگر اس کے بیڑوں نے مغرب میں جا کر اس کے اسباب کو قطع نہ کیا ہوتا تو وہ واپسی کی امید کرتا اس کا ذکر ہم ان کے حالات میں کریں گے اور عربوں اور ابن ابی دبوس نے ان کے ساتھ الحضرہ پر چڑھائی کی اور وہاں پر سلطان سے جنگ کی مگر وہ الحضرہ کو سر نہ کر سکے پس وہ مصالحت کی طرف آ گئے اور اس نے ان سے صلح کر لی اور حمزہ بن عمر اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے ابن ابی دبوس کو گرفتار کر لیا اور اس نے اسے اس پر قدرت دے دی اور وہ ہمیشہ اس کی قید میں رہا یہاں تک کہ وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور وہ خود اندلس چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور سلطان نے تونس میں قیام کیا اور احمد بن مکی اس کے پاس گیا تو اس نے عبدالواحد بن اللججانی کو شرقی سرحدوں طرابلس، قابس، صفاقس اور جربہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے ابن مکی کے ساتھ بھیج دیا پس وہ وہاں پہنچے ہی طاعون جارف سے ہلاک ہو گیا اور اس نے ابو القاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا امارت دے دی اور یہ وہی شخص تھا جسے اس نے ابو محمد بن تافراکین کے اکسانے پر قلع کر دیا تھا پس جب اس کا اختلاف نمایاں ہو گیا تو اس نے ابن عتو کو دوبارہ اس کا عہدہ دے دیا اور اسے بلاد قسطلہ کا امیر بنا دیا اور اسے وہاں بھجوا دیا اور وہ خود تونس میں مقیم ہو گیا اور اس کے حالات کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

بجایہ اور قسطنطینہ پر امیر فضل کے قبضہ کرنے

اور پھر ان کے امراء

کی حکومت کو درست کرنے کے حالات

مغرب میں سلطان ابوالحسن کی حکومت کا یہ دستور تھا کہ ہر سال کے آخر میں عمال کے وفد اپنے خراج اور اپنے عمال کے محاسبہ کے لئے اس کے پاس آتے تھے پس وہ قاصیۃ المغرب سے اس سال بھی اس کے پاس آئے اور انہیں قسطنطینہ کی جنگ کی خبر ملی اور الزاب کا عامل ابن حزن بن بھی ان کے ساتھ اپنے خراج اور تحائف کے ساتھ آیا اور ان کے ساتھ اس کا عمراد تاشیف بن سلطان ابی الحسن بھی تھا جو جنگ طریف کے دن سے قید تھا اور طاغیہ اور اس کے باپ کے درمیان صلح ہوئی تو اس نے اسے رہا کر دیا اور اس نے اس کے ساتھ اپنے جرنیلوں کی ایک پارٹی بھیجی جو اس کے ساتھ اس کے باپ کے پاس آئے اور مغرب سے اس کا بھائی عبداللہ بھی اس کے ساتھ آیا اور ان کے ساتھ اہل مالی کا ایک سوڈانی وفد بھی سفارت کی غرض سے آیا اور یہ سب قسطنطینہ میں اکٹھے ہو گئے پس جب انہیں سلطان پر حملہ کی خبر ملی تو پریشانی میں اضافہ ہو گیا اور عوام کے

سبے وقوفوں نے جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اسے چھیننے کا ارادہ کیا اور سرداروں کو اہل شہر سے اپنی جانوں کے متعلق خوف لاحق ہو گیا تو انہوں نے ابو العباس فضل کو اس کی عملداری بوند سے بلایا اور جب وہ قسطنطین آیا تو عوام نے ان تمام وفودِ عمال پر حملہ کر دیا جو وہاں موجود تھے اور ان کے اموال لوٹ لئے اور ان میں سے کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا اور سلطان کے بیٹے سلطان اور جلالقہ کے وفود کے ساتھ ابنِ مزنی کی معیت میں بسکرہ میں زواودہ کے امیر یعقوب بن علی کی حفاظت میں آ گئے اور ابنِ مزنی نے ان کی خوب مہمان نوازی اور عزت افزائی کی یہاں تک کہ وہ رجب ۹ھ میں سلطان ابوالحسن کے پاس تو نس چلے گئے اور مولیٰ فضل قسطنطین کی طرف آ گیا اور اس نے اپنی کام کی کھوئی ہوئی حکومت کو دوبارہ قائم کیا اور لوگوں کو اپنے عدل و احسان سے شادم کام کر دیا اور جاگیریں اور انعامات دیئے اور جب اس نے صاغیہ کے اہل کو دیکھا تو وہ دعوتِ خصی کی طرف مائل ہیں تو وہ بجایہ چلا گیا اور جب وہاں پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے ان عمال پر حملہ کر دیا جنہیں سلطان نے وہاں اتارا تھا اور انہیں لوٹ لیا اور ان کی مصیبت کو دیکھ کر حریفۃ الرفل کی طرف بھاگ گئے اور فضل نے بجایہ میں آ کر تختِ حکومت پر قبضہ کر لیا اور اسے قسطنطین اور بوند کے ساتھ اپنی حکومت میں شامل کر دیا اور پہلے کی طرح دوبارہ حکومت کے القاب و آداب کو اختیار کر لیا اور الحضرۃ کی طرف جانے کا عزم کر لیا اور ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ محرب سے بجایہ اور قسطنطین کے امراء کی آمد کی خبر آ گئی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب امیر ابو عثمان کو اپنے باپ کے ساتھ جنگ کرنے اور اپنے بھتیجے منصور کے اپنے ملک کے نئے دار الخلافہ کی طرف جانے کی خبر ملی اور اس نے محسوس کر لیا کہ اس کا باپ قیردان میں حصار کے کڑھے سے نکل رہا ہے تو اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف دعوتِ دینی شروع کر دی اور مغرب کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں ذکر کریں گے اور اس نے امیر ابو عبد اللہ محمد بن الامیر ابی زکریا کو جو بجایہ اور انبار کا والی تھا اس کی عملداری کی طرف بھجوا دیا اور اسے مالی مدد دی اور اس سے عہد لئے کہ وہ اس کے باپ کے مقابلے میں اس کا مددگار ہوگا اور وہ اس کے اور خلوص کے درمیان حائل ہو جائے گا جب وہ وہاں سے گزرے گا اور ابو عبد اللہ بجایہ کی طرف چلا گیا اور اس سے قبل اس کے چچا نے وہاں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا تھا پس اس نے بجایہ میں اس کے ساتھ جنگ کی اور لمبا عرصہ اس کا محاصرہ کئے رکھا اور نبیل مولیٰ ابنِ معلوجی مولیٰ امیر ابو عبد اللہ جنگ کو چھوڑ کر اس کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کی اور وہ قسطنطین کی طرف چلا گیا جہاں اس سے قبل فضل عامل تھا پس لوگوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر دیا اور نبیل نے اندر داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر امیر بنی زید بن امیر عبد اللہ کی دعوتِ دینی شروع کر دی اور امیر ابو عثمان اسے اور اس کے بھائیوں کو مغرب کی طرف لے گیا تھا اور اس نے فاس میں فروکش ہونے کے بعد ان سے اپنے باپ کے متعلق ان کے چچا کی طرح پختہ عہد لینے کے بعد ان کے مقام امارت قسطنطین کی طرف بھیج دیا پس وہ نبیل مولاہم کے پیچھے پیچھے آ گئے اور شہر میں داخل ہو گئے اور ابو زید اپنی امارت کی جگہ فروکش ہو گیا جیسا کہ وہ مغرب کی طرف ان کے کوچ کرنے سے قبل فروکش تھا اور امیر ابو عبد اللہ نے ہمیشہ بجایہ سے جنگ کی یہاں تک کہ اس نے رمضان کی ایک شب کو بعض ان جیسے لوگوں کی مداخلت کے ساتھ جنہیں اس کے غلام نے داخل کیا تھا بجایہ پر شب خون مارا اور اس بارے میں فارح نے اس کی کفالت کی پس اس نے انہیں اموال دیئے اور انہوں نے اس پر شب خون مارنے کا وعدہ کیا اور انہوں نے اس کے دروازوں میں سے باب البر

کو اس کے لئے کھول دیا اور وہ اس میں داخل ہو گیا اور اچانک انہیں ڈھولوں کی آواز نے آ لیا اور سلطان اپنی نیند سے بیدار ہوا اور اپنے محل سے نکل کر اس پہاڑ پر چڑھ گیا جو بجایہ پر جھانکتا ہے اور اس کی گھاٹیوں میں گھس گیا یہاں تک کہ صبح طلوع ہو گئی اور اس پر حملہ کر کے اسے اس کے پیچھے کے پاس بلایا گیا تو اس نے اس پر احسان کیا اور اُسے زندہ رہنے دیا اور اُسے کشتی پر سوار کروا کر شوال ۳۹ھ میں بونہ شہر کی طرف بھجوا دیا اور بعض اعیاص کو اس کی قرابت سے غم ہوا جنہوں نے اس پر حملہ کیا تھا اور وہ محمد بن عبدالواحد تھا جو ابوبکر بن امیر ابوزکریا اکبری کی اولاد میں سے تھا وہ اور اس کا بھائی عمر الحضرة میں تھے اور عمر کی نظر قرابت پر تھی پس جب یہ اضطراب پیدا ہوا تو وہ فضل کے پاس چلے گئے اور وہ انہیں بجایہ کی طرف سفر کرنے کے موقع پر بونہ میں چھوڑ گیا تو انہیں حکومت پر قبضہ کرنے کی سوجھی نگر ابھی ان کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ عوام خواص نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اسی وقت قتل ہو گئے اور فضل بونہ کی طرف آ گیا جبکہ ان کے آثار مٹ چکے تھے اور ان کے بادل چھٹ چکے تھے پس وہ اپنے محل میں داخل ہو گیا اور سفر کا عصا پھینک دیا اور امیر ابو عبد اللہ بن امیر ابوزکریا بجایہ میں اپنے باپ کی امارت کی جگہ خود مختار امیر بن گیا اور امیر ابوزید بن امیر ابو عبد اللہ قسطنطین میں اپنے باپ کی امارت کی جگہ اور امیر ابو العباس فضل بونہ میں اپنی امارت کی جگہ اور سلطان ابوالحسن تونس میں مستقل حاکم بن گئے یہاں تک کہ ان کے وہ حالات ہوئے جن کا تذکرہ ہم کریں گے۔

سلطان ابوالحسن کے مغرب کی طرف سفر کرنے جانے کے بعد فضل کے تونس کی طرف چڑھائی کرنے

کے حالات

ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ عرب سلطان ابودبوس کی اطاعت اختیار کرنے کے بعد سلطان ابوالحسن سے الگ ہو گئے اور دوسری بار اس پر چڑھائی کر دی اور اس میں قتیہ بن حمزہ نے بڑا کردار ادا کیا اور اس کا بھائی خالد مہملہ کی اولاد کے ساتھ سلطان کے پاس گیا اور ان میں انتشار پیدا ہو گیا اور ان کا سردار عمر بن حمزہ حج کے لئے نکلا تو قتیہ اور اس کے اصحاب امیر فضل اپنے مقامات امارت بوندہ سے اپنے حق اور اپنے آباء کی حکومت کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے پس اس نے انہیں جواب دیا اور ۵۹ھ کے آخر میں ان کے قبیلوں کے پاس پہنچ گیا پس انہوں نے تونس سے جنگ کی اور اس پر چڑھائی کر دی پھر ۵۹ھ کے آغاز میں اس سے جنگ کو ترک کر دیا اور گرمی کے آخر میں وہاں سے چلے آئے اور ابوالقاسم بن عتو نے صاحب الجرید کو اپنی عملداری تو زور سے بلایا پس وہ فضل کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور اس نے تمام اہل جرید کو اطاعت پر آمادہ کیا اور اس بارے میں بنوکی نے اس کی اتباع کی اور افریقہ اپنی اطراف سے سلطان ابوالحسن کے قبضہ سے نکل گیا اور وہ ۵۹ھ میں اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہو کر انگو کے موسم میں مغرب کی طرف آیا اور مولیٰ فضل تونس کی طرف چلا گیا جہاں ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن موجود تھا جسے اس کے باپ نے مغرب کی طرف سفر کرنے کے وقت عوام کے حملوں اور ان کی گھبراہٹ سے بچنے کے لئے امیر مقرر کیا تھا اور وہ اس وجہ سے بھی اس کے متعلق مطمئن تھا کہ اس نے عمر بن حمزہ کی بیٹی کے ساتھ اس کا رشتہ کیا تھا اور جب حج کے ایام میں مولیٰ فضل کے جھنڈے تونس میں لہرائے تو دعوتِ ہفصی کے لئے شیعوں کی نص چلنے لگی اور عوام نے محل کا محاصرہ کر لیا اور اسے بھر مارے اور ابوالفضل نے بنی حمزہ کو اپنے رشتہ کے تعلق کا واسطہ دیا تو ابواللیل اس کے پاس آیا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو نکال کر قبیلے کے پاس لے گیا اور اس کے ساتھ بنو کعب کے جوانوں کو سوار کرا کر بھیجا جنہوں نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا اور اسے اس کے وطن کی راہ بتائی اور فضل الحضرة میں داخل ہوا اور اپنے آبا کی خلافت کی نشست پر بیٹھا اور بنو مرین نے حکومت کے جن آثار کو مٹا دیا تھا اس نے ان کی تجدید کی اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فضل کی وفات ابو محمد بن تافراکین کی کفالت اور اختیار کے تحت اس کے بھائی ابواسحاق کی

بیعت کے حالات: جب ابوالعباس الحضرة میں داخل ہو کر اس کا خود مختار حاکم بن گیا تو اس نے الجرید سے واپس آتے ہی اپنے چچا ابوالقاسم کی نیابت میں احمد بن محمد بن عتو کو جماعت امیر مقرر کر دیا اور جنگ اور فوج کا سالار اپنے خاص دوست محمد بن الشواش کو مقرر کیا اور ابواللیل قتیبہ بن حمزہ اس کے دیگر امور میں اس پر حاوی ہوا اور اس کے مطالبات کرنے میں بڑا جری تھا اس کے خاص دوست نے اس بات سے بُرا منایا تو انہوں نے بُرا منانے کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا اور یہ کہ وہ اپنے بھائی خالد کو اور اس نے ابوالقاسم بن عتو کو جسے اس نے حجاب اور اپنی حکومت سپرد کی ہوئی تھی اور حکومت کی باگ دوڑ اس کے ہاتھ میں دے دی ہوئی تھی پیغام بھیجا تو وہ سوسہ سے سمندری سفر کے ذریعہ اس کے پاس آیا اور خالد بن حمزہ نے اس کے ترک عہد کے بعد اس سے اپنے بھائی کے خلاف مددگار بننے کی خواہش کی اور ابواللیل بن حمزہ نے بھی ان کے امور کے استحکام سے قبل ان سے گفتگو کی پس اس نے سلطان پر غلبہ پالیا اور اسے اس کے سالار محمد بن الشواش کو معزول کرنے پر آمادہ کر لیا۔

پس اس نے اُسے بونہ کی فوجوں کا سالار بنا کر دمال بھیج دیا اور ابواللیل بن حمزہ اور اس کے بھائی خالد کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی قریب تھا کہ ان کی جمعیت پریشان ہو جاتی اور اسی دوران میں کہ وہ جنگ کی آگ کو ہوا دے رہے تھے اور فوجوں کو اکٹھا کر رہے تھے کہ اچانک ان کا بڑا سردار عمر اور ابو محمد عبداللہ بن تافراکین اپنے جج سے واپس آ گئے اور جب ابن تافراکین اسکندریہ میں اترا تو سلطان نے اس کے بارے میں اہل مشرق کی طرف پیغام بھیجا اور بلوک مصر نے کہا کہ وہ اس کے بارے میں پناہیت مقرر کرے پس سقاروس نے جو ان دنوں حکومت پر حاوی تھا اسے اس کے خلاف پناہ دی اور اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے پہلے مصر سے نکلا اور عمر بن حمزہ بھی اپنے فریضہ کی ادائیگی کے لئے نکلا اور ۵۵۰ھ کے آخر میں حجاج کی مجالس میں اکٹھے ہو گئے اور ان دونوں نے افریقہ کی طرف واپس جانے اور ان دونوں کے معاملہ میں ان کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا اور واپس لوٹ آئے اور ان دونوں نے خالد اور قتیبہ کو صغیر میں پایا پس عمر بن دایہ کے اشارے سے وہ دونوں اکٹھے ہو گئے اور ٹھہر گئے اور ان کے دلوں سے کینوں کو دور کیا اور اس نے سلطان کے خلاف سازش کرنے پر اتفاق کیا اور اس کے دوست قتیبہ نے اس کو واپس آنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ اپنی حجاب اپنے باپ کے دوست اور ان کی حکومت کے بڑے آدمی ابو محمد تافراکین کے سپرد کر دے اور اسے ابن عتور سے لے کر اُسے دے دے مگر اس نے انکار کر دیا پھر ان کے قبیلے شہر کے باہر اتر پڑے اور انہوں نے سلطان کو ان کی طرف جانے پر برا بھانت کیا تاکہ وہ اس عہد کو پورا کریں اور وہ شہر کے میدان میں کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے گھیر لیا پھر انہوں نے ان کے گھروں تک ان کی اقتدا کی اور ابن تافراکین کو شہر میں داخل ہونے کے لئے قریب کیا پس وہ جمادی الاولیٰ ۵۵۱ھ کو اس میں داخل ہو گیا اور مولیٰ ابواسحاق ابراہیم بن مولانا سلطان ابوبکر کے گھر گیا اور اس سے اس کی مرضی کے مطابق عہد کر کے اسے محل میں لے آیا اور اسے تخت خلافت پر بٹھا دیا اور عوام و خاص نے اس کی بیعت دنوں اور ان کی وہ ایک نوخیز جوان تھا پس اس کی بیعت منعقد ہو گئی اور بنو نے بھی آ کر اس کی بیعت کر لی اور اس شب اس کے بھائی فضل کو بھی اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا اور نصف رات کو اس کے قید خانے اسے ڈوب دیا گیا یہاں تک کہ وہ جان بحق ہو

گیا اور اس کا حاجب ابوالقاسم بن عتو شہر کی جھنکیوں میں روپوش ہو گیا اور کئی راتوں کے بعد اسے اس کے متعلق اطلاع مل گئی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور آزمائش میں ڈال دیا اور وہ اس کی آزمائش ہی میں ہلاک ہو گیا اور حیات کے عمل کو بیعت لینے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے بھیج دیں اور حاکم تو زرا بن بہلول بھی اطاعت پر کمر بستہ ہو گیا اور اس نے خراج اور تحائف بھیجے اور حاکم ثقفہ اور حاکم فطحہ نے بھی اس کی اتباع کی اور ابن مکی نے ان کی مخالفت کی اور ابن تافراکین پر چڑھائی کرنے گیا کیونکہ اس نے سلطان کی کفالت کی تھی اور اسے اس کی حکومت میں تصرف نہ کرنے دیا تھا اور اس پر حاوی ہو گیا تھا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

حاکم قسطنطینہ کی چڑھائی اور ابن مکی کی جماعت کے حالات اور گردش احوال: جب ابو محمد بن تافراکین نے تونس پر قبضہ کر لیا اور ابوالاسحاق کی بیعت خلافت لی اور اس پر حاوی ہو گیا تو امراء اس کے اثر و رسوخ کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے اور ابن مکی نے بھی اس چغلی کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہو گیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان سلطان ابوبکر کے زمانے سے حسد پایا جاتا تھا اور اس نے اولاد سے اس کے برخلاف مدد طلب کی جو کعب کی ریاست میں اولاد ابوللیل کے حصہ دار اور امارت میں ان سے رسہ کشی کرنے والے تھے۔ پس جب انہوں نے صاغیہ بن تافراکین کو اولاد ابوللیل کی طرف اپنا ہمسرد دیکھا تو انہوں نے اس کے متعلق اتفاق کیا اور قبائل علان میں سے بنی حکم کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور الصواحی پر چڑھائی کر دی اور غارت گری کرنے لگے پھر وہ حاکم قسطنطینہ امیر ابوزبد کے پاس انہیں افریقہ پر حملہ کرنے اور اس کے باپ کی حکومت کو غاصبوں سے چھڑانے پر اکسانے کے لئے کہا پس اس نے اپنے غلام میمون بن منصور الجبال اور اپنے باپ کے غلاموں کی نگرانی کے لئے دوفوجی دستے ان کے ساتھ بھیجے اور وہ قسطنطینہ سے کوچ کر گئے اور ان کے ساتھ روادودہ کا سردار یعقوب بن علی بھی اپنی قوم اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ کر گیا اور ابو محمد تافراکین نے الحضرة سے قاسم کے لئے ابوللیل کے ساتھ ایک فوج بھیجی اور ان دونوں ابوللیل قتیہ بن حمزہ، یعقوب بن حکیم کے ہاتھوں قتل ہو گیا جو اولاد قوس میں سے تھا جو بنی حکم کے شیوخ تھے اور ان کی فوج تونس واپس آ گئی اور اولاد مہملہ کے ہاتھ لے ہو گئے اور قسطنطینہ کی فوجیں علاقے میں پھیل گئیں اور انہوں نے معوارہ کے اوطان سے اموال کو اکٹھا کیا اور ابدہ تک چلے گئے پھر قسطنطینہ کو لوٹ گئے اور اولاد ابوللیل پر قتیہ کی جگہ اس کا بھائی خالد بن حمزہ حکمران بن گیا اور اس نے ان کی حکومت سنبھال لی اور اس دوران میں ابوالعباس بن مکی اپنے مقام ولایت فاس سے حاکم قسطنطینہ مولیٰ زبد کے ساتھ خط و کتابت کرتا رہا اور اسے عربوں کی فوجی اور مالی امداد اور عطیات دینے کے لئے تیار کرتا رہا اور جب موسم سرما ختم ہو گیا اور وہ اولاد مہملہ کے ساتھ اس کے پاس گیا تو وہ اس کے ساتھ نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا اور اسے اپنی حاجات پر مقرر کر دیا اور اس نے اپنی فوجوں اور ہتھیاروں کو جمع کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور ۵۳ھ میں قسطنطینہ سے کوچ کر گیا اور ابو محمد بن تافراکین نے اپنے سلطان ابوالاسحاق کو ضروری فوجیں اور ہتھیار مہیا کر دیئے اور اس کی جنگ کا منتظم اپنے بیٹے ابو عبد اللہ محمد بن نزار کو مقرر کیا اور جو فقہاء اور کاتبوں کے مشائخ کے طبقہ سے تعلق رکھتا تھا اور وہ سلطان کے بیٹوں کو لکھنا سکھاتا اور قرآن پڑھاتا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور تیاری کے ساتھ تونس سے چلا اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو محمد نے حملہ کر دیا اور لڑائی چھیڑ گئی اور سلطان

ابو اسحاق کے میدان کارزار میں بچ گئی اور ان کی فوج منتشر ہو گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے اور لوگوں نے شام تک ان کا تعاقب کیا اور سلطان اپنے دوست ابو محمد بن تافراکین کے پاس تونس چلا گیا اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گئے اور انہوں نے کئی روز تک تونس سے جنگ کی مگر وہ اسے نہ کر سکے اور وہ قیروان اور پھر قفصہ کی طرف چلے گئے اور انہیں یہ اطلاع ملی کہ مغرب اقصی کا بادشاہ سلطان ابو عبد اللہ ابو محمد بن تافراکین کی مدخلت سے قسطنطینہ کی طرف چلا گیا ہے اور اس نے اس سے کمک مانگی ہے اور جیات قسطنطینہ سے جنگ کی ہے اور اس کی کھیتوں کو لوٹ لیا ہے اور اس پر اور اس کے میدانوں پر غارت گری کی ہے پس انہیں یہ اطلاع بھی ملی کہ وہ بنی مرین کی فوج سے قوت حاصل کر کے بجایہ کی طرف لوٹ آیا ہے اور امیر ابو زید نے اس کی سرحد اور اس کے دارالامارت قسطنطینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور ابو العباس بن مکی اور اولاد مہملہ نے اسے رغبت دلائی کہ وہ اپنے بھائیوں کے درمیان جو اس کے پاس آتے اور اس کے ساتھ مل کر جنگ کرتے ہیں جانشین مقرر کر دے تو اس نے اپنے بھائی عباس کو ان پر والی مقرر کر دیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے اور اس کے حقیقی بھائی ابو یحییٰ زکریا نے انہیں میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے اور اس موقع پر امیر ابو زید قفصہ سے جلدی جلدی قسطنطینہ کی طرف آ گیا اور اسی سال کے ماہ جمادی میں وہاں اتر پڑا۔

حاکم بجایہ کے ابو عنان کے پاس جانے اور اس پر اور اس کے شہر پر اور اپنے مقصود قسطنطینہ پر قبضہ کرنے کے حالات: امیر ابو عبد اللہ حاکم بجایہ اور امیر ابو عنان کے درمیان جب وہ تلمسان کا امیر تھا اور جب شخصی اعیان ندر و مر اور وجہہ میں اترے ہوئے تھے بڑے تعلقات اور دوستی پائی جاتی تھی جسے جوانی کے تعلقات حکومت اور سابقہ رشتہ داری نے بہت مضبوط کر دیا تھا یہی وجہ ہے کہ امیر ابو عبد اللہ بن مرین کی طرف جھاؤ رکھتا تھا۔ جن کی وجہ سے اس نے اپنی حکومت کے حصول کی طرف راہ پائی تھی اور جیسا کہ ہم قبل ازیں کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابوالحسن تونس سے کوچ کے وقت اپنے بحری بیڑے میں گزرا تو اس نے امیر ابو عنان سے کئے ہوئے معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے اہل سواحل کو حکم دیا کہ وہ سلطان ابوالحسن کو خوراک اور پانی نہ دیں اور جب ۵۳۳ھ میں سلطان ابو عنان نے بنی عبید اللہ پر حملہ کر دیا اور مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور ان کی فوج بجایہ کی طرف بھاگ گئی تو اس نے امیر ابو عبد اللہ کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی جیہات میں انہیں روکے اور گرفتار کرے تو اس نے اسکی بات کو مان لیا اور بجایہ کے نواح میں مکین گاہوں میں محمد بن سلطان ابو سعید عنان بن عبد الرحمن اور اس کے بھائی ابو ثابت زعیم بن عبد الرحمن اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد بن سلطان کی گرفتاری کے لئے جاسوس بھیجے تو انہوں نے گرفتار کر کے قید کر لیا اور انہیں سلطان ابو عنان کے پاس بھیج دیا پھر وہ ان کے پاس آیا تو وہ اسے بہت عزت و احترام کے ساتھ خوب ملا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر اس نے اس کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خلاف سازش کی نے اسے اس بڑائی کے مقابل بجایہ کی حکومت کو چھوڑ کر مکناسہ المغرب کی حکومت دلانے پر اکسایا اور کہا کہ وہ یہ بات اپنے سوا کسی بے اعتماد آدمی پر ظاہر نہ کرے مگر اس نے اسے مایوسانہ جواب دیا اور اس نے سلطان کی مجلس اور بنی مرین کے سرداروں کے سامنے اس میں رغبت کا اظہار کیا پس اس نے اس کی مدد کی اور اس کا انعام بڑھا دیا اور امیر ابو عنان نے اپنے غلام خارج کو لکھ بھیجا کہ وہ اس کے بیوی بچوں کو لے آئے اور ابو عنان نے بجایہ پر عمر بن علی بن وزیر و الطالسی کو امیر

مقرر کر دیا اور بنی واطاس اپنے خیال میں امیر لتونہ علی بن یوسف کی طرف متوجہ ہوئے ہیں پس ابو عنان نے اس نسب ضہاجی کی مضبوطی کی وجہ سے جو اس کے اور اس کے اہل وطن کے درمیان پایا جاتا تھا اسے وہاں کی ولایت کے لئے مخصوص کر لیا اور سب کے سب المریہ سے واپس لوٹ آئے اور جب وہ بجایہ میں فروکش ہوئے تو دعوتِ خُصی کے مددگاروں اور وہاں کے ضہاجہ اور موالی نے آپس میں مشورہ کیا اور ان کے جوانوں نے وزیر عمر بن علی اور بنی مرین کے پیروکاروں کے قتل کے متعلق چپکے چپکے باتیں کیں اور ضہاجہ کا لیڈر منصور بن ابراہیم بن الحاج اپنی قوم کے جوانوں کے ساتھ فارح کے مشورہ سے اس بات کے درپے ہو گیا اور وہ قصبہ میں اس کے گھر گئے تو منصور نے اس سے باتیں کرتے ہوئے اس پر نیزے سے حملہ کر دیا اور ایک دوسرے آدمی نے قاضی ابن مرکان کو نیزہ مار دیا کیونکہ وہ بنی مرین کا پیروکار تھا پھر انہوں نے عمر بن علی کا کام تمام کر دیا اور قاضی اپنے گھر جا کر مر گیا اور فارح کو گھبراہٹ نے آیا اور وہ سوار ہو کر اس کے پاس آ گیا اور ایک آدمی نے حاکم قسطنطینہ مولیٰ ابی زید کی دعوت کی آواز لگائی تو اس کے پاس یہ اطلاع لے کر گئے اور اسے آنے پر آمادہ کیا اور کئی روز تک وہ اس امر پر قائم رہے پھر اہل بجایہ کے سرداروں نے حاکم مغرب کے حملہ کے خوف کی وجہ سے اس کی دعوت ہونے کے متعلق مشورہ کیا پس انہوں نے فارح پر حملہ کر دیا اور اسے ۵۳ھ کے ایام تشریق میں قتل کر دیا اور اس کے سر کو تلسان میں سلطان کے پاس بھیج دیا اور اس بات میں ابن سید الناس کے غلام ہلال اور محمد بن حاجب ابی عبد اللہ بن سید الناس اور مشائخ نے بڑا کردار ادا کیا اور انہوں نے عامل مواس کو بلایا جو بنی مرین میں سے تھا اور اس کا نام یحییٰ بن عمر بن عبد المؤمن تھا جو بنی وٹکاس میں سے تھا پس وہ جلدی سے ان کے پاس آیا اور سلطان ابو عنان نے اپنے حاجب ابو عبد اللہ محمد بن ابی عمر کو قو کے ساتھ بجایہ کی طرف بھیجا اور وہ ۵۴ھ کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا ضہاجہ کی طرف چلے گئے اور ان کے بڑے اور کام کے آدمی تونس چلے گئے اور اس نے مولیٰ بن سید الناس کے مضافات پر چھاپا مارا کیونکہ اسے اس کے متعلق بدگمانی ہو گئی تھی نیز اس نے قاضی محمد بن عمر کو گرفتار کر لیا کیونکہ فارح کا پیروکار تھا اور اس نے شہر کے عوام کے لیڈروں کو بھی گرفتار کر لیا اور انہیں قید کر کے مغرب کی طرف بھیج دیا اور اپنی توجہ اصلاحِ وطن کی طرف پھیر دی اور اس نے عربوں کے بڑے آدمیوں اور بجایہ اور قسطنطینہ کے باشندوں کو بلایا اور الزاب کا حاکم اور زوادہ کا بزرگ یوسف بن مری بھی اس کے پاس آیا اور اس نے اطاعت اختیار کرنے پر اس کے بیٹوں کو بطورِ رِغْمال طلب کیا اور وہ ان کے ساتھ مغرب کی طرف چلا گیا اور ابو عنان نے بجایہ پر موسیٰ بن ابراہیم پر نیانی کو عامل مقرر کیا جو وزراء کے طبقہ میں سے تھا اور اسے دمال بھیج دیا اور جب وہ سلطان کے پاس گئے تو اس نے ان کے ساتھ بڑی نشست کی اور انہیں عزت و احترام کے ساتھ ملا اور بڑی جاگیریں اور عطیات دیئے اور اس نے ان کے ان کے لئے اقرار نامے جاری کئے اور ان سے اطاعت پر عہد و موافقت لے لئے اور ان کی چیزیں گروی رکھیں اور وہ اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور اس نے ابن ابی عمر کو اپنا حاجب اور بجایہ اور اس کے مضافات کا والی اور جنگِ قسطنطینہ کا سالار مقرر کیا اور وہ اسی سال کے رجب کے مہینے میں بجایہ میں داخل ہو گیا اور سلطان نے موسیٰ بن ابراہیم سر دیکش کی ولایت اور بنی بادر کی ایک فوج کے ساتھ جو اس نے قسطنطینہ کو تنگ کرنے اور وطن کا خراج لینے کے لئے تیار کی ہوئی تھی اترنے کا اشارہ کیا اور یہ سب بجایہ میں حاجب کی نگرانی کے لئے کیا جا رہا تھا اور ابو عمر تاشفین بن سلطان ابوالحسن بنی مرین

کے واقعہ سے قسطنطین میں قید تھا اور وہ اپنی قوم میں فاتر العقول اور جنونی مشہور تھا اور امرائے قسطنطین نے اس کی قید کے زمانے میں اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کے نسب کے مطابق اس سے سلوک کیا۔ پس جب بنی مرین کی فوجوں نے بنی یادرار پر چڑھائی کی جو بجایہ کی عملداری کے آخر میں ہے اور انہوں نے قسطنطین اور وہاں کی جنگوں اور حصار کو ذلیل کر دیا اور ابو زید نے اس فاتر العقول ابو عمر کو بنی مرین کے جوانوں کو جو بجایہ اور یادرار کی فوج میں تھے بلانے کے لئے مقرر کیا اور اسے ہتھیار مہیا کر کے دیئے اور انہوں نے اس بارے میں ایک دوسرے سے گفتگو کی اور ان کا سردار فریادری کے لئے ان کے پاس آیا اور امیر ابو زید کا حاجب نبیل بونہ کے ان ضہاجہ سردیکش اور زواوہہ کے پاس گیا جو اس کی دعوت پر قائم تھے پس اس نے ان کو اکٹھا کیا اور ان سب نے بجایہ پر چڑھائی کر دی اور بجایہ میں حاجب کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے زواوہہ کو ان کے سرمائی صحرائی مقامات میں اطلاع بھیجی تو وہ اس کے پاس آ گئے یہاں تک کہ تلواروں میں فروکش ہو گئے اور ابو دینار بن علی بن احمد نے اس کے پاس جا کر اسے قسطنطین پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا پس وہ اپنی ایک ایک فوج کے پاس گیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور بیچ ۵۷۵ھ میں بجایہ سے نکلا پس ابو بکر اور اس کے ساتھیوں نے قسطنطین کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کر دیا اور حاجب نے بنی مرین، زواوہہ اور سردیکش کے ساتھ حملہ کیا اور نبیل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے جنگ کی مگر اس نے شکست کھائی اور بونہ کے اموال کا ضحایا ہو گیا اور ابن ابی عمر اپنی فوجوں کے ساتھ قسطنطین کی طرف لوٹ آیا اور سات روز تک وہاں مقیم رہا پھر وہاں سے میلہ کی طرف چلا گیا اور یعقوب بن علی نے فریقین کی اس شرط پر صلح کرادی کہ وہ اسے ابو عمر فاتر العقول پر قابو دلادیں پس انہوں نے اسے اس کے بھائی سلطان ابو عنان کے پاس بھیجا تو اس نے اسے ایک کمرے میں اتارا اور اس پر پھرے دار مقرر کر دیئے اور حاجب اپنی عملداری کے نواح میں گیا اور میلہ تک پہنچ گیا اور وہاں کا خراج حاصل کیا پھر وہ بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور ۵۷۶ھ کے آغاز میں اس پر قبضہ کر لیا اور قسطنطین پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہ کر سکا تو بجایہ کی طرف واپس آ گیا۔

پھر اس نے اگلے سال ۵۷۷ھ میں دوبارہ حملہ کیا اور وہاں منجیقین نصب کر دیں مگر اسے سر نہ کر سکا اور اس کی فوج میں سلطان کی وفات کی افواہ پھیل گئی تو وہ منتشر ہو گئی اور اس نے اپنی منجیقوں کو چلا دیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے بنی یادرار کے دستوں کو موسیٰ بن ابراہیم پر نیانی عامل سردیکش کی نگرانی کے لئے ٹھہرایا یہاں تک کہ اس پر اور اس کی فوج پر حملہ نہ ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

جنگ طرابلس کے واقعہ اور نصاریٰ پر اسکے غلبہ اور پھر ابن مکی کی طرف اسکی واپسی کے حالات:
قدیم حکومتوں کے زمانے سے طرابلس ایک سرحد ہے جس کی حفاظت کی طرف وہ توجہ دیا کرتی تھیں کیونکہ وہ میدانی علاقہ میں ہے اور اس کے مضافات قبائل سے خالی پڑے ہیں اور اہل عقلیہ کے نصاریٰ اکثر اس کی حکومت کے متعلق آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور میخائیل انطاکی جو اسلول رجا کا حکمران تھا اس نے اسے بنی حرزوق کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اور بنی حرزوق مغاروہ میں سے تھے اور یہ ان کی اور ضہاجہ کی آخری حکومت تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر ابن مطروح نے طرابلس کو واپس لے لیا اور یہ موحدین کی دعوت میں شامل ہو گیا اور ایک زمانہ گزرنے کے بعد ابن ثابت اس

کا خود مختار حاکم بن گیا اور اس کے بعد ۵۷۰ھ میں اس کا بیٹا الحضرة سے الگ ہو کر اور دعوت کے آداب کو قائم کر کے اس کا والی بن گیا اور جو نئی تاجریہاں آیا کرتے تھے پس انہوں نے اس کی کمزوریوں پر اطلاع پالی اور اس کے ساتھ جنگ کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور اس جنگ کے لئے جگہ بھی مقرر کر لی پس وہ ۵۷۵ھ میں یہاں آئے اور اپنے اپنے کاموں کے لئے شہر میں پھیل گئے پھر انہوں نے ایک شنبہ اس پر شب خون مارا اور اس کی فسیلوں پر چڑھ گئے اور ان پر قبضہ کر لیا اور ان کے ایک آدمی نے جنگ کا نعرہ لگایا حالانکہ وہ ہتھیار بند تھے پھر بھی ڈر گئے اور اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے پس جب انہوں نے ان کو فسیلوں پر قبضہ کئے ہوئے دیکھا تو انہیں اپنی جانیں بچانے کا خیال آیا اور ان کے پیش رو ثابت بن محمد نے اپنے وطن کے اعراب کے خیمے میں پناہ لے کر اپنی جان بچائی مگر زخم لگنے کے باعث ہلاک ہو گیا اور اس کے دونوں بھائی اسکندریہ چلے گئے اور نصاریٰ نے اسے لوٹ لیا اور انہیں وہاں پر جو مال و متاع اونٹ اور قیدی ملے وہ کشتیوں پر لاد کر لے آئے اور وہاں اقامت پزیر ہو گئے اور والی قابس ابو العباس بن مکی نے اس کے فدیہ کی بات کی تو انہوں نے اس کے ساتھ پچاس ہزار کے سونے خالص کی شرط لگائی۔

پس اس نے شاہ مغرب کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ رقم دے دے پھر انہوں نے جلدی کی تو اس کے پاس جو کچھ تھا اس نے جمع کر دیا اور باقی قابس جامہ اور بلاد جرید سے لیا اور سب مال باوجود مال کی رغبت کے انہیں جمع کر کے دے دیا اور نصاریٰ نے اسے طرابلس پر قبضہ دے دیا پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے کفر کی میل کو دور کیا اور سلطان ابو عنان نے بھی اس کو مال بھیج دیا کہ وہ اسے ان لوگوں کو دے دے جنہوں نے اس کو مال دیا ہے اور وہ اسکندریہ کا فدیہ دینے میں منفرد رہے مگر چند لوگوں کے سوا سب نے مال لینے سے انکار کر دیا اور اس نے مال کو ابن مکی کے پاس رکھ دیا اور ابن مکی ہمیشہ اس کا امیر رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں ان کا ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امیر المؤمنین سلطان ابو العباس کی بیعت اور قسطنطینہ میں اپنی حکومت کا آغاز کرنے والے کے حالات : امیر ابو زید نے اپنے باپ امیر ابو عبد اللہ کے بعد اپنے دادا خلیفہ ابو بکر کی حکومت کو سنبھالا اور اس کے سب بھائی اس کے مددگار تھے اور ان میں امیر المؤمنین سلطان ابو العباس بھی شامل تھا جو اپنے باپ کی وفات کے وقت سے دعوت فحشی کے دینے میں منفرد تھا ان کا خیال تھا کہ وراثت ان کے لئے ہے اور حکومت بھی ان کے لئے ہے اور اپنے زمانے کے مشہور شیخ وقت ولی ابی ہادی سے بیان کیا جاتا ہے کہ جو صاحب کشف آدمی تھا کہ اس نے ایک روز جب کہ یہ سب بھائی اپنے اور اپنے اسلاف کے دستور کے مطابق اولیاء سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کی ملاقات کو آتے رہتے تھے اس نے ان کے لئے دعا کر کے کہا کہ ان شاء اللہ برکت اس گھرانے میں رہے گی اور ان سب بھائیوں کی طرف اشارہ کیا اسی طرح خدایا اور ختم بھی یہی اطلاع دیتے تھے اور ابو العباس میں انہیں اس بات کے آثار و علامات نظر آتے تھے پھر جب ۵۷۵ھ میں تونس میں اس کی اپنے بھائی ابو زید کے ساتھ جنگ ہوئی تو وہ وہاں سے چلا گیا اور اس نے ان افواہوں کے باعث قسطنطینہ واپس جانے کا ارادہ کر لیا تا کہ سلطان ابو عثمان سے دریافت کرے کہ اصل واقعہ کیا ہے اور اس نے اپنی عملداری کے آخری میں جو بجائیہ کی سرحدوں کے ساتھ ہے چڑھائی کی اس وقت اس بات کی طرف اسے اولاد مہملہ نے

رغبت دلائی تھی جو عربوں میں سے اس کے مددگار اور پیروکار تھے اور ابوالعباس بن مکی نے جو قابس کی عملداری کا حکمران تھا اس کی مصاحبت کی کہ وہ اس کے بھائیوں میں سے کسی کو ان پر عامل مقرر کر دے جو ان کے ساتھ رہ کر محاصرہ کے ذریعے تونس کو دوبارہ واپس لے پس اس نے اس کے بھائی مولانا عباس کو بھیجا پس وہ اس کام کے لئے ان کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور اس کے مددگاروں میں اس کا حقیقی بھائی ابونجی بھی شامل تھا پس ان دونوں نے قابس میں اقامت اختیار کر لی اور حاکم طرابلس محمد بن ثابت نے محاصرہ کے لئے اپنا بحری بیڑا بھیجا ہوا تھا۔

پس امیر ابوالعباس اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ میں داخل ہو گیا اور وہاں سے وہ سمندر میں گھس گئے پس ابن ثابت کی فوج بھاگ گئی اور قلعے کو چھوڑ گئی پھر سلطان قابس کی طرف واپس آ گیا اور عرب اولاد مہملہ نے تونس پر چڑھائی کر کے کئی روز تک اس کا محاصرہ جاری رکھا مگر اس سر نہ کر سکے اور وہ الجزیرہ کے مضائقہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے اپنے بھائی ابوزکریا یحییٰ کو ۵۷۵ھ میں سلطان کے پاس داد خواہ بنا کر بھیجا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور اچھا انعام دیا اور اس کے ساتھ بہت اچھے وعدے کئے اور وہ وہاں سے اپنے وطن لوٹ آیا اور قسطنطین کو چھوڑتے وقت وہ حاجب الی عمر کے پاس سے گزرا اور قاصیہ افریقہ میں اپنے بھائی کے پاس چلا گیا اور دونوں اپنے حق کے طلب کرنے میں متفق ہو گئے اور اس دوران میں ابو محمد بن تافراکین حاکم تونس اور اولاد ابواللیل کے سردار خالد بن حمزہ کے درمیان خرابی پیدا ہو گئی تو وہ اس کو چھوڑ کر اس کے ہمسروں اور اولاد مہملہ کے پاس چلا گیا اور انہیں مدد کے لئے بلایا پس وہ اس کے پاس اگلے اور خالد سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا اور انہوں نے اس کے ساتھ تونس پر چڑھائی کی اور ۵۷۵ھ میں اس سے جنگ کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکے اور اسے چھوڑ کر چلے گئے اور اس کے بعد اس کے بھائی ابوزید نے اسے بلایا تا کہ وہ بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس کی مدد کرے کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ اس بارے میں خط و کتابت کی تھی اور اس کا محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے انہیں جواب دیا اور اس کے پاس خالد اور اس کی قوم کے ساتھ آیا اور امیر ابوزید خالد کے ساتھ تونس سے جنگ کرنے گیا اور اس نے قسطنطین پر اپنے بھائی ابوالعباس کو نائب مقرر کیا۔

پس وہ اس میں داخل ہو گیا اور شاہی محلات میں جا اتر اور ایک مدت تک وہاں مقیم رہا اور بنی مرین کی فوجوں نے الضاحیہ کو بھر دیا پس اس نے آغاز کار میں اسے خود مختاری کی طرف دعوت دی اور اس نے حفاظت و مدافعت میں بہت زور لگایا کیونکہ انہیں توقع تھی کہ بجایہ کی جانب سے فوجیں ان پر حملہ کریں گی اور ۵۷۵ھ میں اس کی وہاں بیعت ہو گئی اور اس کی حکومت قائم ہو گئی اور اسی سال حاکم بجایہ عبداللہ بن علی نے قسطنطین پر حملہ کیا اور ۵۷۵ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور تحقیق نصیب کر دیں اور آخر میں بھاگ گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور قسطنطین کا حصار ٹوٹ گیا اور اس کا بھائی امیر ابوزید جب خالد کے ساتھ تونس کی طرف گیا اور اس سے جنگ کی تو وہ اسے سر نہ کر سکا اور واپس لوٹ آیا اور اس کا بھائی قسطنطین کا خود مختار حاکم بن گیا پس وہ بونہ کی طرف آیا اور اس نے ابو محمد تافراکین کو الحضرة بھیجا اور ان کے لئے بونہ کو چھوڑ دیا۔ تو اس نے اسے جواب دے دیا اور امیر ابوزید نے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے لئے بونہ کو چھوڑ دیا اور تونس کی طرف چلا آیا تو انہوں نے اس کو بہت سے گھر اور وظائف اور انعامات دیئے اور وہ اپنے چچا کی طرف سلطان ابواسحاق کے لئے بونہ کو چھوڑ گیا اور تونس

کی طرف چلا آیا تو انہوں نے اس کو بہت سے گھر اور وظائف اور انعامات دیئے اور وہ اپنے چچا کی کفالت میں قیام پزیر رہا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

موسیٰ بن ابراہیم کے واقعہ اور اس کے بعد ابو عنان کا قسطنطینہ پر قبضہ کرنا اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات: جب سلطان ابو العباس نے مستقل حکومت قائم کر لیا اور بجایہ اور بنو مرین کی فوجیں اس کے مقابلہ میں گئیں تو اس نے اپنے شہر کا شاندار دفاع کیا اور اہل ضاحیہ کو اس میں غلبہ کے آثار نظر آئے پس سد ویکش کے جوانوں نے جو مہدی بن یوسف کی اولاد میں سے تھے اسے موسیٰ بن ابراہیم اور اس کے دوستوں کے ساتھ جو بنی یاورار میں سے تھے شامل کر دیا اور انہوں نے میمون بن علی بن احمد کو اس کی طرف دعوت دی اور وہ اپنے بھائی یعقوب سے جو بنی مرین کا مددگار اور خیر خواہ تھا منحرف تھا۔ پس اس نے بات کو قبول کر لیا اور سلطان نے اپنے بھائی ابو زکریا یحییٰ کو اس کی ساتھی فوجوں میں بھیجا اور ان پر دور دور تک غارت گری کی، پس جب وہ ان کے قریب ہوئے تو وہ سوار ہو کر ان کے پاس آئے۔ پس وہ آگے بڑھے پھر وہ رک گئے اور ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور ان کا گھیراؤ ہو گیا اور فوج کے سالار موسیٰ بن ابراہیم نے زخم لگا کر خوب خونریزی کی اور اس کے بیٹوں زیان اور ابو القاسم اور ان کے ساتھیوں نے جو بڑے جنگجو تھے خوب جنگ کی اور قتل کرتے ہوئے اور لوٹ مار کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی بیچ کئی ہو گئی اور ان کا ایک دستہ بھاگ کر بجایہ پہنچ گیا اور سلطان ابو عنان کے ساتھ جا ملا اور جب اسے اطلاع ملی تو وہ اپنے سواروں کی خبر گیری کے لئے اٹھا اور عطیات کے دفتر کو کھولا اور وزراء کو حیات میں فوج اکٹھی کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے فوجوں کو تیار کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور موسیٰ بن ابراہیم نے اس سے عبد اللہ بن علی کے متعلق شکایت کی کہ وہ اپنے ارادے کو پورا کئے بغیر بجایہ میں بیٹھا ہے تو وہ اس سے ناراض ہوا اور اسے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ یحییٰ بن میمون بن محمود کو مقرر کیا اور اس کے بعد وہ ایک ماہ تک فوجوں کی تیاری میں لگا رہا اور سلطان ابو العباس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو داد خواہی کے لئے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے پاس بھیجا اور ابو عنان اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہو گیا پھر اس نے اس کے ہراول میں اپنے وزیر فارس بن میمون بن ودرار کو بھیجا اور وہ ربیع ۵۸ھ میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور جلدی سے قسطنطینہ کی طرف گیا اور اس کے وزیر ابن ودرار نے اس سے قبل اس کے ساتھ جنگ کی پس جب وہ اس کے میدان میں اترا اور انہوں نے زمین کو اپنی فوجوں اور اہل شہر کے ساتھ ڈھانپ دیا تو وہ حیران رہ گئے اور بھاگ گئے اور اس کے پاس سے کھسک گئے اور سلطان ابو العباس نے قصبہ کی طرف جا کر وہاں تحفظ اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس نے اپنے متعلق عہد حاصل کر لیا پھر وہ اس کے پاس گیا تو وہ اسے نہایت احترام کے ساتھ ملا اور اپنے پڑوس میں اس کے لئے قیمتی خیمے لگوائے پھر اس نے تھوڑے دنوں کے بعد اپنے عہد کو توڑ دیا اور اس نے اسے جہاز میں سوار کروا کر مغرب کی طرف بھیج دیا اور اس میں اتار کر اس پر پہرے دار مقرر کر دیئے اور اس دوران میں اس نے بونہ کی طرف فوج بھیجی کیونکہ بونہ اس کی اطاعت سے پیش کش ہو گیا تھا اور وہاں الحضرة کے عامل بھاگ گئے اور جب وہ غالب آ گیا تو اس نے قسطنطینہ پر منصور بن مخلوف کو امیر مقرر کیا جو بنی مرین سے قبل بنی بابان کا شیخ تھا پھر اس نے اپنے ایلچیوں کو ابو محمد بن تافراکین کی طرف بھیجا کہ وہ اس کی اطاعت اختیار کرے اور تونس کی ولایت کو چھوڑ دے پس اس نے ان

کو واپس کر دیا اور اس کے سلطان نے مولیٰ ابواسحاق کو اولاد ابواللیل اور اس کے ساتھی عربوں کے ساتھ نکال دیا کیونکہ اس نے اس کے مقابلہ میں فوج کو تیار کر کے اور ضروری ہتھیار دے کر بھیجا تھا اور وہ خود تونس میں قیام پزیر ہو گیا اور ابو عنان نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اولاد مہملہ اس کام پر اسکا نے کے لئے اس کے پاس گئی پس اس نے ان کے ساتھ یحییٰ بن رحو بن تاشیفین کی نگرانی کے لئے ایک فوج بھیجی اور دوسری فوج کو محمد بن یوسف کی نگرانی کے لئے بھیجا جو ایکم کے نام سے مشہور تھا اور بنی احمر میں سے تھا جو اندلس کے بادشاہوں کے بیٹے تھے پس بحری بیڑے نے سبقت کی اور انہوں نے تونس پر حملہ کر دیا اور ڈیڑھ دن تک اس سے جنگ کی اور غلبہ ان کے لئے مقدر تھا پس ابو محمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر مہدیہ چلا گیا اور رمضان ۵۸ھ میں بنی مرین کی فوجیں تونس پر قابض ہو گئیں تو ابو محمد بن تافراکین وہاں سے نکل کر یحییٰ بن رحو کی فوج میں شامل ہو گیا پس وہ شہر میں داخل ہوا اور اس نے اس میں سلطان کے احکام کو نافذ کیا پھر اولاد ابومہملہ نے اسے اولاد ابواللیل اور ان کے سلطان پر اچانک حملہ کرنے کی دعوت دی تو وہ اس کام کے لئے ان کے ساتھ چلا گیا اور اس دوران میں ابن احمر اور بحری بیڑے والے شہر میں ٹھہرے رہے۔

جب یعقوب بن علی کو سلطان ابو عنان کی ناپسندیدگی اور عربوں کے لئے اس کی تلوار کی تیزی اور ان کے یرغمال کے مطالبہ اور خراج سے ان کے ہاتھوں کو روکنے کا علم ہوا تو اس نے اعلانیہ مخالفت شروع کر دی اور اس نے اس کی مدارات کی مگر اس نے اس بات کو قبول نہ کیا پس یعقوب الرمل چلا گیا اور سلطان نے اس کا پیچھا کیا تو اس نے اسے در ماندہ کر دیا پس اس نے اس کے صحرائی اور شہری محلات پر حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا پھر وہ قسطنطیلہ کی طرف آ گیا اور وہاں سے افریقہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا اور مولیٰ ابواسحاق اپنے عرب ساتھیوں کے ساتھ اس کی ملاقات کو گیا اور وہ قلعے تک پہنچ گئے پھر بنی مرین کے آدمی پیادہ پا چل پڑے اور انہوں نے اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں انہیں بھی افریقہ میں وہ مصیبت نہ پہنچ جائے جو ان سے پہلے لوگوں کو پہنچی تھی آپس میں مشورہ کیا۔

پس وہ چوری چھپے مغرب کی طرف چلے گئے اور جب فوج چلی تو اس نے افریقہ آنے میں کوتاہی سے کام لیا تو وہ اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف واپس آ گیا اور عربوں نے اس کا تعاقب کیا اور ابو محمد بن تافراکین کو مہدیہ سے نکل کر اپنی پناہ گاہ میں اس بات کی خبر مل گئی تو وہ تونس چلا گیا اور جب اہل شہر نے بنی مرین اور اس کے عمال کی فوج پر دست درازی شروع کر دی تو وہ بحری بیڑے کی طرف بھاگے اور ابو محمد بن تافراکین الحضرة کی طرف چلا گیا اور اس نے حکومت کو دوبارہ قائم کیا اور سلطان ابواسحاق بھی امیر ابوزید کی فوج کے ساتھ بنی مرین کے تعاقب کرنے اور قسطنطیلہ سے جنگ کرنے کے بعد اس کے پاس چلا گیا پس اس نے ان کی عملداری کی سرحدوں تک ان کا تعاقب کیا اور ابوزید قسطنطیلہ کی طرف واپس آ گیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا مگر وہ اس پر فتح نہ پاسکا تو الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور اپنی وفات تک وہیں مقیم رہا اور اس کا بھائی یحییٰ بن زکریا اس سے قتل داد خواہ بن کر تونس گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس جب انہیں پتہ چلا کہ قسطنطیلہ کا محاصرہ ہو گیا ہے تو وہ اس کے ساتھ منسلک ہو گئے اور ان کے غلاموں اور پروردہ لوگوں کا ایک دستہ بھی ان کے ساتھ آ ملا اور وہ اس کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے خیر و سعادت کے اسباب پیدا کر دیئے

اور سلطان نے ابو عنان کی وفات کے بعد دوبارہ ابو العباس کو حکومت دے دی پس اس نے عدل و انصاف اور امن و امان اور عافیت و احسان کے ساتھ رعایا کی دیکھ بھال کی اور ظلم و زیادتی کا قلع قمع کر دیا اور لوگ اور حکومت آسودہ حالی میں بڑھ گئے جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

مہدیہ میں امیر ابو یحییٰ زکریا کے بغاوت کرنے اور ابو عنان کی حکومت میں شامل ہونے پھر اطاعت کو خیر باد کہنے اور گردش احوال کے حالات: حاجب ابو محمد نے الحضرہ کی طرف واپس ہوتے ہی مہدیہ کو مضبوط کرنے کی طرف اپنی توجہ پھیر دی وہ اسے مغرب اور اہل مغرب کی طرف سے متوقع حملوں کے پیش نظر حکومت کے لئے ایک بوجھ خیال کرتا تھا پس اس نے اس کی فسیلوں کو مضبوط کیا اور اس کے خزانوں کو رسد اور اسلحہ سے بھر دیا اور احمد بن خلف اس کا دوست وہاں پر خود مختار حاکم تھا۔ پس وہ سال یا سال کا کچھ حصہ وہاں حاکم رہا پھر ابو یحییٰ زکریا اس کی خود مختاری سے اکتا گیا۔ پس احمد بن خلف نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ابو العباس احمد بن مکی حاکم جبرہ اور قابس کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کی رسم حجاب کو ادا کرے کیونکہ وہ ابو محمد بن تافراکین سے دشمنی رکھتا تھا پس وہ اس کے پاس پہنچ گیا اور لوگوں نے حاکم مغرب سلطان ابو عنان کو بھی خبر پہنچادی اور انہوں نے اپنی بھی اسے بھیج دیں اور اسے اپنے دادخواہ کی امداد اور اپنی حکومت کی خرابی کے متعلق اکسایا اور ابو محمد بن تافراکین نے اس کی طرف فوج بھیجی تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور مولیٰ ابو یحییٰ زکریا قابس چلا گیا اور ابو محمد بن تافراکین نے محمد بن ابی بکر کو اس کا امیر مقرر کیا کیونکہ وہ ابن ثابت کا قریب تھا اس نے اسے حادثہ طرابلس کے وقت چن لیا تھا اور وہ اس کے پاس چلا گیا پس اس نے اور اسے مہدیہ پر عامل مقرر کیا اور جب ابو عنان کو مہدیہ کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے جانبازوں اور جوانوں سے ایک بحری بیڑا بھر کر بھیجا اور غلاموں اور خواص کو مقرر کیا تو وہ الحضرہ کی حکومت میں واپس آ گیا اور ابن الجلیجاک نے وہاں پہنچ کر قیام کیا اور نہایت اچھا کام کیا اس کا حال ہم آئندہ بیان کریں گے اور امیر زکریا نے قابس میں قیام کیا اور ابو العباس بن مکی اسے تونس لے آیا پھر انہوں نے اسے زواودہ کے ساتھ بھیج دیا اور وہ یعقوب بن علی کے ہاں اترا اور اس کے بھائی سعید کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اسے وہاں کا والی مقرر کر دیا اور جب اس کا بھائی ابو اسحاق بجایہ پر غالب آیا تو اس نے اسے سد دیکش کا عامل مقرر کیا۔

بجایہ پر سلطان ابو اسحاق کے قبضہ کرنے اور دعوت حفصی کے دوبارہ بجایہ کی طرف آنے کے

حالات: جب سلطان ابو عنان قسطنطینہ سے مغرب کی طرف آیا تو شام کے وقت گیا اور اس نے اگلے سال اپنے وزیر بن داؤد کی نگرانی کے لئے اپنی فوجوں کو بھیجا پس وہ قسطنطینہ کے نواح میں گیا اور اس کے ساتھ میمون علی بن احمد بھی تھا جسے اس کی قوم زواودہ پر یعقوب سے حکومت ملی تھی اور شیخ اولاد سباع، عثمان بن یوسف بھی اس میں سے تھا اور ان کے ساتھ الزاب کا عامل یوسف بن مری بھی موجود تھا۔ جسے سلطان نے اس طرف اشارہ کیا تھا پس اس نے جیات پر قبضہ کر لیا اور بونہ کے علاقے کے آخر تک جا پہنچا اور خراج لیا پھر مغرب کی طرف لوٹ آیا اور اس کی واپسی کے بعد ۵۹۵ھ میں سلطان ابو عنان فوت ہو گیا اور مغرب کی حالت دگرگوں ہو گئی پھر وہ اس کے بھائی سلطان ابو سالم کی اطاعت پر کمر بستہ ہو گیا اور اہل بجایہ اپنے

عامل یحییٰ بن میمون سے جو سلطان ابوعنان کا خاص آدمی تھا ناراض تھے کیونکہ وہ بد اخلاق اور سخت گیر آدمی تھا پس انہوں نے باوجود دوری کے ابو محمد بن تافراکین کو اس پر حملہ کرنے میں شامل کیا اور سلطان ابواسحاق نے ان کے پاس ضرورت کے مطابق فوج بھیجی اور یعقوب بن علی فوج سے ملا اور اس کی مدد کی اور اس کا بھائی ابودینار بھی ان میں شامل ہو گیا اور جب وہ بجایہ گیا تو عوام نے یحییٰ بن میمون پر حملہ کر دیا جو سلطان ابوعنان کے زمانے سے ان کا عامل تھا پس اس نے اسے اور اس کی قوم کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور کشتیوں پر سوار ہو کر الحضرہ آ گئے اور ابو محمد بن تافراکین نے ان کو عزت کے ساتھ اور وظیفہ مقرر کر کے اپنے قید خانوں میں ڈال دیا اور اس کے بعد ان پر احسان کر کے انہیں چھوڑ دیا اور مغرب کی طرف بھجوا دیا اور سلطان ابواسحاق ۶۱ھ میں بجایہ میں آیا اور وہاں پر کچھ خود مختاری حاصل کر لی اور اس کا حاجب اور کفیل ابو محمد الحضرہ سے اس کا انتظام کرتا تھا پھر اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور اسے سلطان ابو محمد بن عبد الواحد بن محمد بن الکماقربی کا وزیر مقرر کر دیا جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا اور وہ اس کی رسم حجاب کو ادا کرتا تھا اور اس نے شہر کے ایک عام آدمی علی بن صالح کے معاملے کو سنبھالا جو بجایہ کے مخلوط آدمیوں میں سے تھا جس سے بغاوت اور خباثت لپٹی ہوئی تھی اور اسے ان لوگوں کے باعث حکومت پر قوت و شوکت حاصل تھی اس کا حال ہم آئندہ بیان کریں گے۔

جرہ کی فتح اور اس کے الحضرہ کے حاکم سلطان ابواسحاق کی دعوت میں شامل ہونے کے حالات یہ
جزیرہ اس سمندر کے جزیروں میں سے ایک ہے جو قابس کے قریب ہے اور اس سے تھوڑا مشرق میں ہے اور مغرب سے مشرق تک اس کا طول ساٹھ میل ہے اور مغرب کی جانب سے اس کا عرض بیس میل اور مشرق کی جانب سے پندرہ میل ہے اور مغرب کی جانب اس کی دونوں بندرگاہوں کے درمیان ساٹھ میل کا فاصلہ ہے اور وہاں پر انجیر، کھجور، زیتون اور انگور کے درخت پائے جاتے ہیں اور کپڑوں کی بنائی اور اون کے کام کے لئے مشہور ہے۔

پس لوگ اس سے اوڑھنے کے لئے منقش چادریں اور لباس کے لئے غیر منقش چادریں بناتے ہیں اور وہاں سے دوسرے علاقوں میں بھی لے جاتی ہیں پس لوگ انہیں لباس کے لئے پسند کر لیتے ہیں اور وہاں کے باشندے برابر ہیں جو کتامہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس وقت تک ان میں سد دیکش اور صدغیان بھی ان کے بطون میں پائے جاتے ہیں اور ہوارہ اور بربر کے باقی ماندہ قبائل بھی موجود ہیں اور وہ قدیم سے خوارج کے مذہب پر ہیں اور اب بھی وہاں دو فرقے موجود ہیں جن میں سے ایک ابوہیلہ ہے۔ یہ غریبی جانب رہتے ہیں اور ان کی سرداری بنی سمر میں ہے اور دوسرا الزکارہ ہے یہ مشرقی جانب رہتا ہے اور جرہ ان دونوں کے درمیان حد فاصل ہے اور ان دونوں پر بنی حمار کو ریاست اور غلبہ حاصل ہے جو مصری انصار ہیں، حضرت معاویہ نے ۴۶ھ میں اسے طرابلس کا والی مقرر کیا پس وہ افریقہ آیا اور ۴۷ھ میں اس نے جرہ کی فتح کیا اور فتح میں حسین بن عبد اللہ صنعانی بھی موجود تھا اور وہ برقہ کی طرف واپس چلا گیا اور وہیں فوت ہوا اور یہ ہمیشہ ہی مسلمانوں کی ملکیت میں رہا یہاں تک کہ خارجی مذہب بربریوں کے پاس آیا تو انہوں نے اسے اختیار کر لیا اور جب ۳۳۱ھ میں ابو زید کا معاملہ پیش آیا تو انہوں نے اس کے بزور برقہ میں داخل ہونے کے بعد اس کے دین کو اختیار کر لیا اور ان دنوں یہاں کا امیر ابن کلوس قتل کر دیا گیا اور اسے صلیب دیا گیا پھر منصور بن اسماعیل نے برقہ کو واپس لے لیا اور ابو زید کے اصحاب مارے

گئے اور جب شہباجی عربوں نے اس پر غلبہ پایا تو اہل جربہ بحری بیڑے تیار کرنے اور ساحل سے جنگ کرنے میں مصروف ہو گئے پھر علی بن یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس نے ۵۰۹ھ میں اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ ان سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت قبول کر لیا اور خسارہ ختم کرنے کی ضمانت دی اور حالات درست ہو گئے۔

پھر ۵۲۹ھ میں نصاریٰ نے اس وقت اس پر غلبہ پایا جب انہوں نے سواحل افریقہ پر غلبہ پایا پھر اہل افریقہ ان کے خلاف بھڑک اٹھے اور انہوں نے انہیں ۵۳۸ھ میں نکال باہر کیا پھر انہوں نے دوبارہ اس پر قبضہ کیا اور وہاں کے باشندوں کو قید کر لیا اور رعیت پر اہل علم کو عامل مقرر کیا پھر یہ علاقہ مسلمانوں کو واپس مل گیا اور ہمیشہ ہی یہ مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ عبدالمومن بن علی کے زمانے میں اس پر غلبہ حاصل ہوا اور اس کی حالت درست ہو گئی پھر افریقہ میں امرائے بنی حفص خود مختار بن گئے پھر کچھ عرصے بعد ان میں انتشار پیدا ہو گیا اور مولیٰ ابی زکریا بن سلطان ابو اسحاق غربی جانب خود مختار حاکم بن گیا اور الحضرة کا حاکم اپنے کاموں میں مصروف رہا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پس ۶۸۸ھ میں اس جزیرہ پر اہل حقلیہ نے غلبہ حاصل کر لیا اور انہوں نے وہاں پر مریع شکل کا قشتیل نامی قلعہ بنایا جس کی ہر جانب ایک برج تھا اور دونوں جانبوں کے درمیان ایک برج تھا جس کے ساتھ ایک گڑھا اور دو فصیلیں تھیں اور اس جزیرہ نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا اور ہمیشہ ہی الحضرة کی فوجیں یہاں آتی رہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہاں تک کہ یہ سلطان ابوبکر کے زمانے میں ۳۸ھ میں مخلوف بن کمد کے ہاتھ پر فتح ہو گیا جو سلطان کے خواص میں سے تھا اور ابن کی حاکم قابس نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا تو اس نے اسے دے دیا اور اسے اس پر حاکم مقرر کر دیا اور وہ سلطان کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی اس کی عملداری میں رہا اور ابو محمد بن تافراکین اور ابن کی کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی اور حاجب ابو محمد بن تافراکین نے اپنے باپ ابو عبد اللہ کے پاس آدمی بھیجا جو بجایہ میں سلطان کے خواص میں سے تھا اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے فوجوں کے ساتھ جربہ کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا جہاں کے باشندے ابن کی کے کردار کی وجہ سے اس سے نالاں تھے انہوں نے ابو محمد بن تافراکین کے ساتھ سازش کی تو اس نے ۶۳ھ میں اپنے بیٹے کو فوج دے کر بھیجا اور احمد بن مکی طرابلس میں موجود نہ تھا اور جب سے اس نے نصاریٰ کے ساتھیوں سے جربہ کو چھینا تھا تو اس نے اسے دارالامارت بنا کر وہیں رہائش اختیار کر لی تھی پس ابو عبد اللہ جب ابی محمد کی نگرانی کے لئے الحضرة سے فوج اٹھی اور بحری بیڑے میں بیٹھ کر جزیرہ میں آ گئی اور اس نے محاصرہ سے قشتیل کا ناطقہ بند کر دیا اور اس پر غالب آ گئی اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی اور ابو عبد اللہ بن تافراکین نے اپنے کاتب محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کے آغاز سے ہی اس کا تھا اور اس کی اس کے باپ ابو عبد العزیز حاجب سے قرابتداری بھی تھی اس کا عامل مقرر کیا جو ترقی کرتے کرتے تونس میں اشغال کا والی بن گیا اور ان دنوں وہ ابو القاسم بن طاہر سے جو وہاں کا والی تھا ہمسری کرتا تھا اور یہ ابن طاہر کا معاون تھا یہاں تک کہ ابن طاہر فوت ہو گیا اور یہ ابو محمد حاجب کے زمانے سے وہاں خود مختار ہو گیا اور اس کے بیٹے نے بھی ابن حاجب کی خدمت سے رابطہ رکھا اور اس کا کاتب بن گیا یہاں تک کہ اس نے اسے جربہ کا عامل بنا دیا اور وہ الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور محمد بن العیون مسلسل اس کا والی رہا پھر اس نے حاجب کی وفات کے بعد سلطان کے مقابلہ میں خود

مختاری اختیار کر لی یہاں تک کہ میں نے اس پر غلبہ پالیا۔

مغرب کے امراء کی دعوت اور سلطان ابو العباس کے قسطنطینہ پر قبضہ کرنے کے حالات جب سلطان ابو عنان فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے وزیر حسن بن عمر نے اس کی حکومت کو سنبھالا اور اپنے بیٹے محمد سعید کو امیر مقرر کیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور وہ بجایہ کے امیر ابو عبد اللہ کے ساتھ کینہ رکھتا تھا پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز ہی میں اسے پکڑ کر اس خوف سے قید کر دیا کہ کہیں وہ اس کی عملداری پر حملہ نہ کر دے اور جب سے سلطان ابو عنان نے سلطان ابو العباس کو ستبہ میں بھیجا تھا وہ وہیں پر مقیم تھا اور اس نے اس پر پہرہ لگایا ہوا تھا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں پس جب اس نے منصور بن سلیمان پر جو اس کی حکومت کے اعیاض میں سے تھا حملہ کیا اور نئے شہر کے ساتھ جو دار السلطنت تھا مقابلہ کیا اور دیگر ممالک اور عملداریاں اس کی اطاعت میں شامل ہو گئیں تو اس نے سلطان ابو العباس کے متعلق پیغام بھیجا اور اسے ستبہ سے بلایا پس وہ اس کی طرف چل پڑا اور طنز پہنچا اور سلطان ابوسالم نے اپنی حکومت طلب کرنے کے لئے اس سے موافقت کی اور مغرب کی عملداریوں میں سب سے پہلے اس نے طنز اور ستبہ کی حکومت پر قبضہ کیا پس سلطان ابو العباس نے اس سے رابطہ کیا اور اس کی مدد کی یہاں تک کہ قبیلہ بنی مرین، منصور بن یحییٰ المشرقی کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گیا اور اس کی حکومت منظم ہو گئی اور وہ فاس میں داخل ہو گیا اور اس نے امیر ابو عبد اللہ کو حسن بن عمر کی قید سے چھڑا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے سلطان ابو العباس کے قدیم و جدید تعلقات کا لحاظ کیا اور اس کو اعلیٰ رتبہ دیا اور اس کے وظیفہ میں اضافہ کیا اور اس کے ساتھ مدد کا وعدہ کیا اور وہ سب اس کی حکومت میں شامل ہو گئے یہاں تک کہ سلطان ابوسالم کو تلمان اور مغرب اوسط پر غلبہ حاصل ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور اس کے ساتھ ہی اہل بجایہ نے اپنے عامل یحییٰ بن میمون کے خلاف بغاوت کر دی تو وہ غضبناک ہو گیا اور جب وہ مشرق کی طرف لوٹا تو اس نے مشرقی عملداریوں سے اپنا ہاتھ جھاڑ دیا اور اس نے دارالامارت قسطنطینہ کو سلطان ابو العباس کے لئے چھوڑ دیا اور اس نے اس کے عامل منصور بن مخلوف کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے لئے معزول ہو جائے اور اس نے اسے قسطنطینہ کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ اپنے عمرا امیر ابو عبد اللہ کو اپنے حق سے مطالبہ کے لئے اور اپنے چچا سلطان عبدالحق پر چڑھائی کرنے کے لئے بجایہ بھیجا کیونکہ اس کی فتح کے وقت بنی مرین سے اسے تکلیف پہنچی تھی اور وہ جمادی ۱۱۱۷ھ میں تلمان سے کوچ کر گئے اور وہ اپنی حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا اور اس کی واپسی سے اس کے محلات کے راستے شادمان ہو گئے اور یہ اسکی بادشاہت کا آغاز اور سعادت کا مظہر تھا۔

جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور امیر ابو عبد اللہ حاکم بجایہ پہلے اپنے وطن گیا اور اس کے مضافات اور جنگلات سے زواوہ میں سے اولاد سباع اس کے پاس آ گئی پھر اس نے اس پر چڑھائی کی اور کئی روز تک جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا تو وہ وہاں سے کوچ کر کے بنی یاورار کی طرف چلا گیا اور اس نے اولاد محمد بن یوسف اور عزیز کو جو سد و یکش میں سے اہل مضافات کے درمیان رہتے تھے اپنا خادم بنایا پھر وہ اسے چھوڑ کر بجایہ میں اس کے چچا کے پاس چلے گئے۔ پس وہ زواوہ کے ساتھ جنگل کی طرف چلا گیا اس کے حالات کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔

امیر ابو یحییٰ زکریا کے تونس سے پہنچنے اور بوندہ کو فتح کرنے اور اس پر غلبہ پانے کے حالات: جب سے امیر ابو یحییٰ زکریا کو اس کے بھائی ابو العباس نے اپنے چچا سلطان ابواسحاق کے پاس دادخواہ بنا کر بھیجا تھا تو وہ تونس میں مقیم تھا اور تونس میں ہی اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان ابو عنان نے قسطنطینہ پر قبضہ کر لیا ہے پھر جب مولانا ابو العباس مغرب سے واپس آیا اور اس نے قسطنطینہ پر قبضہ کر لیا تو حاجب ابو محمد بن تافراکین اس کے حملہ سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے سمجھا کہ وہ اپنے بھائی سے شفقت کرے گا اور اس سے عہد و پیمان کرے گا پس اس نے اسے قصبہ میں قید کر دیا اور سلطان ابوالحسن نے صلح کے متعلق کافی جھگڑا کرنے کے بعد اس کے بارے میں پیغام بھیجا تو اس نے اسے رہا کر دیا اور ان کے درمیان صلح ہو گئی اور جب امیر ابو یحییٰ اپنے بھتیجے کے پاس قسطنطینہ پہنچا تو اس نے اسے فوج کا سالار مقرر کر دیا اور اسے اپنی عملداری کا حصہ بنا لیا اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ذکر ہم کریں گے۔

امیر ابو عبد اللہ کے بجایہ اور اس کے بعد تدلس پر قبضہ کرنے کے حالات: جب سلطان ابو عبد اللہ مغرب سے آ کر بجایہ میں اترتا تو وہ اسے سر نہ کر سکا اور عرب قبائل کی طرف چلا گیا اور اسکے ساتھی مسلسل وہاں آنے کے بعد یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد کے ساتھ رہنے لگے اور یہ ان کے درمیان اور ان کے خیموں میں ٹھہر گیا اور بجایہ کی جستجو میں اپنے اہل و عیال کے اخراجات کے لئے گرمی اور سردی کے سفر کا انتظار کرنے لگا اور انہوں نے اسے سیلہ میں اتارا اور اسے وہاں کا خراج بھی بخوشی ادا کر دیا اور وہ اس حال میں پانچ سال تک رہا اور ہر سال بجایہ سے کئی بار جنگ کرتا اور پانچویں سال وہ ان کو چھوڑ کر علی بن احمد کی اولاد کے پاس آ گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں اتر آیا اس نے اسے اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر میں ٹھہرایا یہاں تک کہ اس کے چچا مولیٰ ابواسحاق کو معلوم ہوا کہ وہ اپنے کفیل محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد تونس جانے کا ارادہ رکھتا تھا پس اسے ایک فوجی نے قید کر لیا تو اس نے اسے اپنی غیر حاضری سے ڈرایا اس سے اہل بجایہ کے دل میں اس کے انحراف کرنے کے متعلق خیال آیا اور انہوں نے اپنے پہلے امیر ابو عبد اللہ سے مراسلت کی اور اس معاملے میں یعقوب بن علی نے اس کی مدد کی اور اس نے اس سے سند دیکش اور اہل ضلع کے متعلق عہد لیا اور وہ اس کے ساتھ بجایہ چلے گئے اور اس نے کئی روز تک بجایہ سے جنگ کی پھر عوام کو یہ یقین ہو گیا کہ ان کا سلطان ان کے پاس سے چلے جانے کا عزم رکھتا ہے اور وہ اپنے نمبردار علی بن صالح کی عادات سے اکتا گئے تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے عہد کو توڑ دیا اور اسے چھوڑ کر امیر ابو عبد اللہ کے پاس حرسہ میں چلے گئے جو شہر کے میدان میں تھا پھر وہ اپنے چچا ابواسحاق کو اس کے پاس لے آیا۔ پس وہ اس کے پاس سے گزرا اور اس نے الحضرۃ تک اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ وہاں چلا گیا اور ابو عبد اللہ رمضان ۶۵۷ھ میں اس کے دارالامارت بجایہ پر قابض ہو گیا اور اس نے علی بن صالح اور اس کے ساتھیوں کو جو فتنہ پرداز عوام کے سر غننے تھے گرفتار کر لیا پس اس نے ان کے تمام اموال چھین لئے پھر ان کے قتل کا حکم دے دیا پھر اس سے بجایہ سے تدلس پر حملہ کیا جو دو ماہ تک جاری رہا پس عمر بن موسیٰ نے جو بنی عبدالواد کا عامل تھا غلبہ پالیا اور ان سے قبل اعتاص نے اس پر قبضہ کیا تھا اور اس نے ۵۷۰ھ کے آخر میں اس پر قبضہ کیا اور میرے متعلق اندلس سے پیغام بھیجا اور میں وہاں پر مسافرت میں سلطان ابو عبد اللہ بن ابی الحاج بن احمر کا مہمان تھا اور سلطان ابوسلم کی خط و کتابت کی ترسیل و توفیق اور مظالم وغیرہ کے معاملے میں غور و فکر کرتا تھا۔

پس جب مجھے امیر ابو عبد اللہ نے بلایا تو میں نے اس کی تعمیل میں جلدی کی پس میں نے جمادی ۶۱۷ھ میں سمندر پار کیا اور اس نے مجھے اپنی حجابت اور امور مملکت کا کام سپرد کیا اور میں اس قابل رشک عہدے پر قائم رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت کے خاتمے کا حکم دے دیا۔

حاجب ابو محمد بن تافراکین کی وفات اور اسکے بعد اسکی حکومت کے خود مختار ہونے کے حالات:

سلطان ابواسحاق نے بجایہ میں اپنی حکومت کے آخر میں اپنے خود مختار حاجب ابو محمد بن تافراکین کی حکومت پر بزور قبضہ کر لیا کیونکہ اہل ضہاجہ کے نجومی اسے یہ بات بتایا کرتے تھے پس اس نے بجایہ جانے کا ارادہ کر لیا اور اہل بجایہ اس کو چھوڑ کر اس کے بھتیجے کے پاس چلے گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے اس پر غلبہ پالیا اور پھر اس الحضرة کی طرف بھیج دیا اور وہ رمضان ۶۱۵ھ میں وہاں پہنچ گیا اور ابو محمد بن تافراکین نے اس سے ملاقات کی تو اسے بجایہ کی خود مختاری کے لئے شمشیر براں پایا پس اس نے اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور اسے اونٹنیاں، ذخائر اور اموال دیئے اور اس کے لئے خراج سے بھی الگ ہو گیا پھر سلطان نے اس کی بیٹی سے رشتہ داری کی اور اسے بجایہ کا حکم بنا دیا اور سلطان نے وہاں شادی کی پھر اس کے بعد ۶۱۶ھ کے آغاز میں اس کی وفات ہو گئی پس سلطان کو اس کی موت کی خبر سن کر بہت غم ہوا اور اس کے جنازہ میں حاضر ہوا اور اس کے لحد میں اتارنے تک وہیں رہا اور اس کی قبر اس مدرسہ میں تیار کی گئی جو اس نے شہر کے وسط میں علم حاصل کرنے کے لئے بنایا تھا اور وہ اس کی قبر پر کھڑا ہو کر روتا رہا اور اس کے خواص مٹھیوں میں خاک لے کر اس کی قبر پر ڈالتے رہے پس اس نے اس کے ساتھ وفاداری کی جس کا لوگوں میں چرچا ہوا اور اس کے بعد اس نے خود مختار حکومت قائم کر لی اور حاجب ابو عبد اللہ الحضرة میں موجود نہ تھا اور وہ فوج کے ساتھ خراج اکٹھا کرنے اور ملک کی اصلاح کرنے کے لئے نکلا پس جب اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی تو اسے بدگمانی ہو گئی اور اس نے خوف محسوس کیا اور فوج کو الحضرة کی طرف بھیج دیا اور بنی سلیم کے حکیم کے ساتھ اوپر کے علاقے کو چلا گیا اور افریقہ کے ان قلعوں میں چلا گیا جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ خالص ان کے لئے ہیں اور اس کے کاتب محمد بن ابی العیون نے اسے اس کے عزم سے باز رکھا پس حکیم نے اس کے سلوک کی تعریف کی اور وہ انہیں محل میں لے گیا اور سلطان نے اسے اس کی مرضی کے مطابق امان دے دی اور اس نے بھاگنے کے بعد اسے مصاحب بنالیا اور وہ جلدی سے الحضرة کی طرف گیا تو سلطان نے اس کو خوش آمدید کہا اور اسے اپنی حجابت سپرد کر دی اور اسے معزز عہدے دیئے اور حاجب بننے کی وجہ سے اسے سلطان کا لوگوں کے ساتھ ملنا ناگوار محسوس ہوتا تھا اور وہ ہمیشہ ہی اپنے باپ کے زمانے سے خود مختاری سے مالوف ہونے کی وجہ سے اسے پھیلاتا رہا۔ پس سلطان اور اس کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور اس کے نرم بستر کے لئے چغلیاں ہونے لگیں پس وہ بھیس بدل کر تونس سے نکلا اور قسطنطینہ چلا گیا اور سلطان ابو العباس کے ہاں اترا اور اسے تونس کی حکومت کے حصول پر اسکا نے لگا تو اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ بجایہ کے معاملہ سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ افریقہ جائے گا کیونکہ اس کے اور اس کے بہراز کے درمیان جنگ جاری تھی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے اور سلطان ابواسحاق ابن تافراکین کے فرار کے بعد خود مختار بن گیا اور اس نے اپنی حکومت کے اطراف پر نظر کی اور اپنی حجابت پر احمد بن ابراہیم مالٹی کو مقرر کیا جو حاجب ابو محمد کا پروردہ تھا جو طبقہ اعمال میں

سے تھا اور فوج اور جنگ پر اس نے اپنے غلام منصور سریر اور معلوجی کو مقرر کیا اور اس نے اپنے اور ارباب حکومت اور اپنی حکومت کے پروردہ لوگوں کے درمیان حجاب اٹھادیئے یہاں تک کہ اس نے خود خرانج لیا اور نوکرانوں کے نمبرداروں سے ملا اور اس نے ان کو اپنے ساتھ ملایا اور اس نے اپنی وفات تک اپنے اور لوگوں کے درمیان وساطت کو لغو قرار دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

بجایہ پر سلطان ابو العباس کے غالب آنے اور اپنے عمراد کو اس کا حاکم بنانے کے حالات : جب امیر ابو عبد اللہ نے بجایہ پر قبضہ کر کے وہاں خود مختار امارت قائم کر لی تو وہ رعیت کے ساتھ بگڑ گیا اور اس نے سب کو تلوار کی دھار پر رکھ کر بری سیرت اختیار کر لی اور خواص کر دیا پس لوگوں کے دل اس سے بگڑ گئے اور ان میں نفرت مستحکم ہو گئی اور صاغیہ عمراد سلطان ابو العباس کے پاس قسطنطیلہ چلا گیا کیونکہ وہ اس کا مخالف تھا اور اس نے اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا اور آباؤ اجداد کے زمانے سے دونوں عملدار یوں کی سرحدوں میں حسد کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان جنگیں جاری تھیں اور سلطان ابو العباس سلطان ابوسالم کے ہاں اترنے کے زمانے میں جو اس کی مسافرت کا ٹھکانہ تھا بہت اچھی سیرت کا حامل تھا اور بسا اوقات وہ اپنے عمراد سے قابل ملامت افعال پر ناراض ہو جاتا تھا۔ پس وہ اس کی صحبت میں رہا اور جب وہ بجایہ پر غالب آیا تو فتنہ میں پڑ گیا اور اس نے آگاہ ہو کر اپنے عمراد کو تیار کر لیا اور یعقوب بن علی نے سلطان ابو العباس کے خلاف درددینے کے متعلق اس سے عہد کیا مگر وہ اس کے کچھ کام نہ آیا اور یعقوب نے اپنے سلطان سے بات کی پھر اس نے قسطنطیلہ کی سرحدوں سے جنگ کرنے کے لئے بجایہ سے فوج بھجوائی جس میں مولانا ابو العباس بھی شامل تھا۔

پس اس نے بنفس نفیس دوبارہ فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور اولادِ سباع بن یحییٰ کے عرب واپس آ گئے اور اس نے اولادِ محمد کو اکٹھا کیا اور وہ ان میں اور زنانہ کی فوج میں آ گئے بڑھا اور سطیف کی جانب دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا اور اہل بجایہ کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گئے اور سلطان ابو العباس نے تکرارت تک ان کا تعاقب کیا اور اپنی عملداری اور وطن میں گھوما اور اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا اور امیر ابو عبد اللہ بجایہ کی طرف گیا اور اس کے اور اہل شہر کے درمیان بڑی نفرت پیدا ہو گئی پس انہوں نے سلطان ابو العباس سے سازش کر کے اسے اپنے پاس آنے کو کہا تو اس نے ان سے آئندہ سال آنے کا وعدہ کیا اور اس نے ۶۷۱ھ میں اپنی فوجوں اور ان پیروکاروں کے ساتھ جو زوادہ اولادِ محمد میں سے تھے حملہ کیا اور اولادِ سباع جو پڑوس کی وجہ سے بجایہ کے مددگار تھے وہ بھی سابقہ تعلقات کی وجہ سے اپنے سلطان کے خراب حالات کو دیکھ کر اس کے ساتھ مل گئے اور امیر ابو عبد اللہ نے اپنے تھوڑے سے مددگاروں کے ساتھ لیز و امین پڑاؤ کیا اور اپنے عمراد کی مدافعت کی امید پر وہاں قیام پزیر ہو گیا پس لیز و امین سلطان نے اس کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور دور دور تک غارت گری کی پس اس کی فوج منتشر ہو گئی اور اس کا گھیراؤ ہو گیا اور پڑاؤ لٹ گیا اور وہ بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور راستے ہی میں پکڑا گیا اور نیزہ لگنے سے فوراً ہلاک ہو گیا اور سلطان ابو العباس جلدی سے بجایہ گیا اور اس نے ۱۹ شعبان ۶۷۱ھ کو وہاں جمعہ کی نماز پڑھی اور میں بھی شہر میں مقیم تھا پس میں سرداروں کے ساتھ نکلا تو وہ مجھے بہت اچھی طرح ملا اور میری عزت افزائی کی اور مجھے منتخب کر لینے کے متعلق بتایا اور بنوی سرحدوں میں اس کے دادا امیر ابو زکریا کی حکومت اس کے لئے منظم ہو گئی اور

میں چند ماہ اس کی خدمت میں رہا پھر مجھے ناراضگی پیدا ہو گئی تو میں نے اس سے جانے کی اجازت چاہی تو اس نے فراخ دلی کے ساتھ مجھے اجازت دے دی اور میں یعقوب بن علی کے ہاں مہمان اُترا پھر میں وہاں سے ہسکرہ آ گیا اور علی بن موسیٰ کے ہاں مہمان اُترا یہاں تک کہ فضا صاف ہو گئی اور میں نے تیرہ سال بعد اس سے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے مجھے اجازت دی اور میں اس کے پاس پہنچ گیا تو اس نے میری بہت مدارت کی اس کا تذکرہ ہم بعد میں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

بجایہ پر حمود اور بنی عبدالواد کے حملہ کرنے اور اس پر مصیبت ڈالنے اور اس کے بعد ان کے ہاتھوں تدلس کے فتح ہونے کے حالات: امیر ابو عبد اللہ حاکم بجایہ اور اس کے چچا سلطان ابو العباس کے درمیان (جبکہ اس کے اور بنی عبدالواد کے درمیان اس کے تدلس میں ان پر غالب آنے کی وجہ سے جنگ جاری تھی۔) جب جنگ نے شدت اختیار کر لی تو اسے عداوت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

پس وہ بنی عبدالواد کے ساتھ مصالحت کرنے کے لئے مائل ہوا تو اس نے ان کی خاطر تدلس کو چھوڑ دیا اور فوج کے اس سالار کو تدلس پر قبضہ دے دیا جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا نیز اس نے اپنے ایلچیوں کو تلمسان میں ان کے بادشاہ ابو حمو کے پاس بھیجا اور ابو حمو نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کیا پس اس نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کے پاس اس جیسا سلطان بھیجا پس جب سلطان ابو العباس نے اسے بجایہ پر غالب کیا اور وہ میدان جنگ میں مارا گیا تو ابو حمو رشتہ داری کی وجہ سے اس کی خاطر غضب ناک ہو گیا اور اس نے اس بات کو بجایہ پر چڑھائی کا ذریعہ بنایا اور وہ اپنی قوم کے ہزاروں آدمیوں اور فوجوں کے ساتھ تلمسان سے چل پڑا اور عرب بھی واپس آ گئے یہاں تک کہ وہ حمزہ کے وطن تک پہنچ گیا پس ابو اللیل موسیٰ بن زعلی اپنی قوم بنی یزید کے ساتھ اس کے آگے آ گئے بھاگ کھڑا ہوا اور انہوں نے زواودہ کے ان پہاڑوں میں پناہ لے لی جو وطن حمزہ پر جھانکتے ہیں اور اس نے اس کی اطاعت کے حصول کے لئے اس کی طرف اپنے ایلچی بھیجے تو اس نے ان کی مشکیں کس دیں اور ان میں ابو حمو صالح کا پوتا بچا بھی تھا جو سلطان ابو العباس سے الگ ہو کر ابو حمو کی طرف چلا گیا تھا اور وہ ابو اللیل کے غازیوں پر جاسوس مقرر تھا کیونکہ ان کے درمیان محبت پڑوس اور وطن کے تعلقات پائے جاتے تھے اور وہ ابو حمو کے سفارتی وفد میں بھی آیا تھا پس اس نے ممبران وفد اور اس کو گرفتار کر لیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو بجایہ کی طرف بھجوا دیا اور وہ ابو حمو اور اس کی فوجوں کے سامنے ڈٹ گیا پس وہ بجایہ آئے اور اس کی فوج بجایہ کے میدان میں اتر پڑی اور کئی روز تک وہ اس کے ساتھ جنگ کرتا رہا اور اس نے محاصرہ ہتھیاروں کو جمع کر لیا اور سلطان ابو العباس شہر میں تھا اور اس کی فوج اس کے غلام بشیر کے ساتھ تاکرارت میں تھی اور ان کے ساتھ ابو زیان بن عثمان بن عبد الرحمن بھی تھا اور وہ ابو حمو کا چچا تھا اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ وہ مغرب سے نکلا جیسا کہ ہم اس کے حالات یہاں بیان کریں گے اور الحصرۃ میں سلطان ابو اسحاق کے پاس آیا اور ابو حمو حاجب نے اس کی خوب عزت کی اور جب امیر ابو عبد اللہ تدلس پر غالب آ گیا تو اس نے اسے تونس سے بھیجا کہ اسے تدلس کا امیر مقرر کر دے اور وہ اس کے اور حمو کے درمیان مددگار بن جائے اور وہ قسطنطینہ پر حملہ کے لئے فارغ ہو جائے پس اس نے جواب میں جلدی کی اور تونس سے نکلا اور سلطان ابو العباس قسطنطینہ میں اس کے مکان کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کا راستہ روک لیا اور وہ عزت کے ساتھ اس کے پاس قیدی بن کر رہا پس جب وہ بجایہ پر غالب آ گیا

اور اسے ابوحمو کے حملے کی خبر ملی تو اس نے اسے اپنی قید سے رہا کر دیا اور اس کی خوب عزت کی اور عطیات دیئے اور اسے بادشاہ مقرر کر دیا اور اس کے لئے کچھ ہتھیار بھی تیار کئے اور اس کا غلام بشیر اپنی فوج کے ساتھ نکلا تا کہ اسے اپنے عہد اور ابوحمو سے بنو عبدالواد کو روکے کیونکہ وہ اس کی حکومت اور اس سے تنگ آ گئے تھے اور مغرب اوسط کے زغبی عرب ابوحمو کی فوج میں تھے۔ پس انہوں نے ابوزیان سے مراسلت کی اور فوج میں افواہیں اڑانے کے متعلق مشورہ کیا پھر انہوں نے اہل شہر اور فوجیوں کے درمیان جنگ کا وقت مقرر کیا اور ۵ ذوالحجہ کو بھاگ گئے اور فوج منتشر ہو گئی اور شہر کے میدان کے تنگ راستوں میں چلی گئی۔ پس ان کی بھیڑ سے راستے بند ہو گئے اور ان میں سے بہت سے آدمی مر گئے اور اپنے پیچھے اس قدر مال و متاع اہل و عیال ہتھیار اور گھوڑے چھوڑ گئے جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا اور ابوحمو نے اپنے اموال و عیال کو چھوڑ دیا اور وہ بھی لوٹ لئے گئے اور اس کے حصے سلطان کو بھی ملے تو اس نے انہیں اپنے عہد کو دے دیا اور ابوحمو کا دل بھیڑ میں پھنس جانے کے بعد خراب ہو گیا مگر وہ خود بیخ گیا تو اس کا وزیر عمران بن موسیٰ اس کے لئے اپنی سواری سے اتر پڑا اور اس کی نجات اس کی منت ہے اور وہ الجزائر میں اترے اور وہاں سے تلمسان چلا گیا اور ابوزیان بھی اس کے پیچھے پیچھے گیا اور مغرب اوسط کا حال خراب ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور سلطان ابو العباس اس واقعہ کے بعد بجایہ سے نکلا اور تدلس کے ساتھ جنگ کی اور اسے فتح کیا اور بنی عبدالواد کے جو عمال بھی وہاں موجود تھے ان پر غالب آ گیا اور تمام مغربی سرحدیں اس کی سلطنت میں شامل ہو گئیں جیسا کہ اس کے دادا امیر ابوزکریا اوسط کی حکومت میں اس وقت شامل تھیں جب اس نے دعوت حفصی کو بانٹا تھا اس کے بعد حالات کو ہم ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

تونس پر فوجوں کی چڑھائی کے حالات: ابو عبد اللہ بن حاجب ابو محمد بن تافراکین جب الحضرہ کے حاکم سلطان ابواسحاق سے الگ ہوا تو عرب اولاد مہمل کے خیموں میں چلا گیا اور وہ ۶۷ھ کے آغاز میں سب کے سب سلطان ابو العباس کے پاس گئے اور اسے اس کی حکومت کی رغبت دلانے لگے تو اس نے اپنے بھتیجے کے ساتھ جو بجایہ کا حاکم تھا جنگ کی وجہ سے ان سے معذرت کی اور اس نے کی فوج میں اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے پس جب بجایہ کی فتح مکمل ہو گئی تو اس نے اپنے بھائی مولانا ابو یحییٰ زکریا کی فوجوں سمیت ان کے ساتھ بھیجا پس وہ اس کے ساتھ الحضرہ کی طرف گئے اور ابن تافراکین بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا پس انہوں نے کئی روز تک الحضرہ سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکے اور الحضرہ کے حاکم اور ان کے درمیان صلح ہو گئی اور وہ وہاں سے چلے آئے اور مولانا ابو یحییٰ بھی اپنی فوج کے ساتھ اپنی عملداری میں واپس آ گیا اور ابن تافراکین سلطان کے پاس چلا گیا اور وہ تونس کی فتح تک اس کے ساتھ رہا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

الحضرہ کے حاکم سلطان ابواسحاق کی وفات اور اسکے بعد اس کے بیٹے کی ولایت کے حالات: اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب سلطان ابواسحاق الحضرہ میں آیا اور اس نے سلطان ابو العباس کے ساتھ صلح کرنے سے کئی بار تکلف کیا اور ان کی حکومت کے لئے منصور بن حمزہ بن امیر ابی کعب کو چنا جس سے وہ اپنی حکومت کے لئے مدد مانگتا تھا اور اس کے مشورہ اور شوکت سے مدد لیتا تھا پس وہ باقی ماندہ ایام میں اس کا مخلص دوست رہا اور اس نے ۶۹ھ

میں اپنے بیٹے خالد کو فوج کا سالار مقرر کیا تاکہ وہ محمد بن رافع کو مغرادی فوج کے طبقات میں کیونکہ وہ اس کے بیٹے کے مقابلہ میں خود مختار بنا ہوا تھا اور اس نے اسے منصور بن حمزہ اور اس کی قوم کے ساتھ بھیجا اور انہیں یونہی کے مضافات پر قبضہ کرنے اور اس کی نعمتوں کو حاصل کرنے اور اس کے مضافات کے خراج کو حاصل کرنے کا اشارہ کیا پس وہ اس کی طرف گئے اور امیر ابو یحییٰ زکریا حاکم یونہی نے اپنی فوج کو اہل ضاحیہ کے ساتھ بھیجا تو اس نے ان کی مدافعت کی اور وہ اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ آئے اور یہ ان کے غلبہ کا آخری زمانہ تھا اور جب وہ الحضرة کی طرف واپس آئے تو سلطان سالار فوج محمد بن رافع سے بکڑ گیا پس وہ الحضرة سے نکل گیا اور معاویہ تونس کے مضافات سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے مقام پر گیا اور سلطان نے اسے رضامند کرنے کے بعد بلایا اور جب وہ آیا تو اس نے اُسے گرفتار کر لیا اور قید میں ڈال دیا اور اس کے بعد ۷۰۰ھ میں ایک رات گفتگو کے بعد سلطان کی وفات ہو گئی اس رات کے آخر میں اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور وہ سو گیا اور جب خادم نے اسے جگایا تو مردہ پایا پس اس کا سر در جاتا رہا اور غم بڑھ گیا اور خواص پر حیرت طاری ہو گئی پھر انہوں نے اپنی عقل سے غور و فکر کیا اور حیرت کو دور کیا اور انہوں نے اس کے بیٹے امیر ابو البقاء خالد کی بیعت کر کے اپنے معاملے کی تلاقی کی اور اس کے غلام منصور سریحہ معلوجی اور اس کے حاجب احمد بن ابراہیم الیالقی نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور انہوں نے سب سے پہلے قاضی محمد بن خلف اللہ فقیہ کو گرفتار کر لیا۔ پس اس نے اس کے اپنے پاس آنے کا لحاظ کیا اور اس نے اسے ابو علی عمر بن عبد الریغ کی وفات کے بعد تونس میں قاضی مقرر کر دیا پھر اس نے اسے بلاد جریڈ کی طرف فوجوں کو لے کر جانے اور ان سے جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اسے ان سے تکلیف اٹھانی پڑی اور کئی بار انہوں نے اپنے خراج سے اس کی مدد کی جس سے وہ سلطان کو دیا کرتے تھے اور کئی بار انہوں نے اپنے خراج پڑاؤ میں افواہیں اڑا دیں اور ابن الیالقی سلطان کے ہاں اس کے عہدہ پانے سے ناراض تھا پس جب اس نے اس کے بیٹے پر سختی کی تو اس کے متعلق چغلیوں میں اضافہ ہو گیا اور اس نے اسے گرفتار کر کے محمد بن علی بن رافع کے ساتھ قید میں ڈال دیا پھر اس نے ان دونوں کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ مل کر قید سے بھاگنے کی سازش تیار کرے اور انہوں نے اس کے ساتھ مل کر غور و فکر کیا اور اس نے ان کے حال سے مطلع ہو کر ان دونوں کو قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا پھر ابن الیالقی نے لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنا اور ان کے اموال لوٹنا اور اشراف کو ذلیل کرنا شروع کر دیا تو انہوں نے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ انہیں اس کی حکومت سے نجات دے تو یہ بات مولانا سلطان ابو العباس کے ہاتھوں ہوئی جس کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔

تونس پر سلطان کے قبضہ کرنے اور افریقہ کی دیگر عملدار یوں اور ممالک میں خود مختارانہ رنگ

میں دعوت حفصی دینے کے حالات جب الحضرة کا حاکم سلطان ابو اسحاق ۷۰۰ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے غلام منصور سریحہ اور اس کے ساتھی الیالقی نے حکومت کو سنبھالا اور اس کے نابالغ بیٹے امیر خالد کو امیر مقرر کیا مگر وہ اس کی حکومت کو اچھی طرح چلا سکے اور انہوں نے اپنا وقت پاس کرنے کے لئے منصور بن حمزہ کو چین لیا جو الضاحیہ پر غالب آنے والے بنو کعب کا امیر تھا پھر انہوں نے اپنی بے تدبیری سے اسے اپنے ساتھ حکومت میں شامل کرنے کا لالچ دیا پھر اس سے منحرف ہو گئے تو وہ ان پر ناراض ہوا اور سلطان ابو العباس کے پاس چلا گیا جو غربی سرحدوں پر ان پر حملہ کرنے کے لئے تیار بیٹھا تھا پس

اس نے اسے ان کی حکومت کے حاصل کرنے اور اس کے تدارک کرنے اور اس کے بگاڑ کی اصلاح کرنے پر آمادہ کیا اور وہ اپنی شرافت نفس اور جلالت اور حکومت کی مضبوطی اور عدل و انصاف اور حسن سیرت کی وجہ سے اس کا سب سے بڑا حقدار تھا اور جب اس کی حکومت کے لوگوں نے اس کے سوا کسی اور کو خود مختار دیکھا تو اس نے اس کے دادخواہ کو جواب دیا اور جملہ کے لئے اپنے عزم کو تیار کیا اور اہل قسطنطنیہ نے بھی اسی طرح ایک دادخواہ کو بھیجا تھا۔ پس اس نے ابو عبد اللہ بن حاجب ابو محمد بن تافراکین کو ان کی اطاعت کا حال معلوم کرنے اور ان کے اندرون آرائش کرنے کے لئے ان کے پاس بھیجا پس وہ ان کے پاس گیا اور ان کی سمع و اطاعت کو حاصل کیا تو زر کا سردار یحییٰ بن یملول اور خلف بن خلف نقطہ کا سردار بھی وہاں گئے تو انہوں نے برضا و رغبت اطاعت کر لی اور یہ ان کے پاس سے واپس آ گئے اور سلطان کی دعوت سے متمسک ہو کر اسے شہروں میں قائم کرنے لگے پھر سلطان بجایہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور جلدی سے میلہ کی طرف گیا جہاں ابراہیم بن امیر ابی زکریا الاخیر ہوتا تھا پس اسے زواودہ میں سے اولاد سلیمان بن علی نے تلمسان میں اپنی جائے غربت سے جواب دیا اور اسے اپنے بھائی امیر ابو عبد اللہ کے بعد بجایہ میں اپنے حق کے مطالبہ کے لئے امیر مقرر کیا اور یہ سب کچھ حاکم تلمسان ابو حمو کی مداخلت اور اس کے مختلف امدادی وعدوں کے باعث ہوا پس جب سلطان میلہ پہنچا تو انہوں نے ابراہیم کے عہد کو چھوڑ دیا اور اس سے بیزاری کا اظہار کیا اور جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے گئے اور سلطان بجایہ کی طرف واپس آ گیا پھر وہاں سے الحضرة آیا تو اسے افریقہ کے وفود اطاعت کرتے ہوئے ملے اور اس نے پہنچ کر اس کے میدان پر کئی روز تک خیمے لگائے رکھے اور صبح و شام اس سے جنگ کرتا رہا پھر اس نے اس کی سچائی سے پردہ اٹھایا اور اس کی فسیلوں پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی اور بہت سے خواص اور مددگار پیادہ تھے پس وہ ان کے سامنے نہ ٹھہر سکے یہاں تک کہ اس الطابیہ کے باغات سے فسیلوں پر چڑھ گئے پس جانبازوں نے فسیلوں کو چھوڑ دیا اور شہر کے اندر کی طرف دوڑے اور لوگوں پر حیرت طاری ہو گئی اور ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے اور ارباب حکومت اپنی سواری میں قصبہ کے دروازوں میں سے باب العذر نہیں کھڑے تھے پس جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ ایڑیوں کے بل بھاگے اور باب الجزیرہ کا رخ کیا پس انہوں نے اس کے سامنے نعرہ تکبیر بلند کیا اور سب اہل شہر نے ان پر حملہ کر دیا پس تھوک خشک ہونے کے بعد انہوں نے شہر میں ان کا محاصرہ کر لیا اور فوج ان کے تعاقب میں گئی اور احمد بن الیاتی کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کا سر سلطان کے پاس لایا گیا اور اس نے امیر خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور منصور سریحہ راس الحمہ میں بھاگ گیا اور دوستوں کے تحفظ میں جنگ کرنے سے ناکام رہا اور سلطان محل میں داخل ہو کر اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور فساد یوں نے ارباب حکومت کے گھروں میں ہاتھ مارے اور لوگوں نے ان سے کینہ کے باعث ان کے اموال لوٹ لئے کیونکہ وہ رعیت پر ظلم کرتے اور ان کے اموال غضب کیا کرتے تھے اور فساد کی آگ ان کے گھروں اور راستوں میں بھڑک اٹھی اور وہ بجھنے میں نہ آتی تھی اور بعض اہل عافیت کو بھی عام لوٹ مار کی رو سے تکلیف پہنچی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کی برکت اور اس کی حسن نیت اور اس کی حکومت کی سعادت سے اسے ٹھنڈا کیا اور لوگوں نے رحمدل اور عادل سلطان کے سایہ میں پناہ لی اور اس پر شیخ کے پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑے اور اس کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور اس کے لئے پر زور دعائیں کرنے لگے اور اس کے کارناموں پر رشک

کرنے لگے یہاں تک کہ رات چھائی اور سلطان اپنے محلات میں داخل ہو گیا اور اس نے امیر خالد کو بحری بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بھیجا تو سخت آندھی چلی اور کشتی میں سوراخ ہو گیا اور وہ موجوں کی نذر ہو کر ہلاک ہو گیا اور سلطان خود مختار حاکم بن گیا اور اس نے اپنے بھائی امیر ابوبیخی کو اپنا حاجب مقرر کیا اور ابن تافراکین کے حق کا لحاظ کرتے ہوئے کیونکہ وہ اس کے پاس چلا آیا تھا اسے اپنے بھائی کا معاون مقرر کر دیا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ وہ صورت حال پیدا ہو گئی جس کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

منصور بن حمزہ کے بغاوت کرنے اور چچا ابوبیخی زکریا کے ساتھ چڑھائی کرنے اور اس کے بعد ابن تافراکین کی مصیبت کے حالات: منصور بن حمزہ بنی سلیم میں سے امیر شہر تھا اور سلطان ابوبیخی اس پر مزید بھی کرتا تھا اور اس کی قوم پر اسے امتیاز بخشا تھا اور جب سے بنو حمزہ نے افریقہ میں سلطان ابوالحسن پر غلبہ پایا تھا اور اسے وہاں سے دھکے کاردیتا تھا تو اس نے وہاں پر دست درازی شروع کر دی تھی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر لیا تھا اور الحضرہ کے امراء نے انہیں خراج کے دو حصے رشتہ داری اور اقامت دعوت اور غربی سرحدوں کے باشندوں کی حفاظت سے مالوف کرنے کے لئے زائد دیئے تھے پس انہوں نے اس کے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان کے دو حصے زائد ہو گئے اور جب سلطان ابوالعباس نے الحضرہ پر قبضہ کیا اور دعوتِ حسی کے لئے مخصوص ہو گیا تو اس نے تغلب و اختصاص سے ان کی لگاموں کو روکا اور ان کے ہاتھوں سے وہ شہر اور عملداریاں چھین لیں جو پہلے سلطان کے لئے تھیں اور انہیں وہ کچھ معلوم ہوا جو ان کے گمان میں بھی نہ تھا تو اس بات نے انہیں برا فروختہ کر دیا اور اس کی پوزیشن نے انہیں فکر مند کر دیا اور منصور بن حمزہ بگڑ گیا اور اطاعت سے دستکش ہو گیا اور مخالفت میں لگ گیا اور سلطان کے خلاف خروج کرنے میں ابومعنہ احمد بن محمد بن عبد اللہ بن مسکین نے اس کی موافقت کی جو شیخ تھا اور وہ اپنے قبائل کے ساتھ زواوہ کے پاس دادخواہ بن کر اور امیر ابوبیخی بن سلطان ابوبکر کے پاس مہدیہ سے لوٹتے وقت اور وہاں سے اپنے بھائی مولانا ابواسحاق کے پاس جاتے وقت ملک مانگنے گیا پس اس نے اسے امیر بنایا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور وہ ان کے ساتھ کوچ کر گیا اور وہ تمام چلتے ہوئے تونس گئے اور منصور بن حمزہ انہیں اپنے گھرانوں کے قبیلوں میں ملا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور انہوں نے اپنے مشائخ کو بیخی بن غلول کے پاس بھیجا جو مخالفت کی گمراہی کا بلند غبار تھا کہ وہ اسے اطاعت اور مدد پر آمادہ کریں اور اس نے ان کے ساتھ جھوٹے وعدہ کئے اور انہیں مہلت دی اور جب انہوں نے اپنے ہاتھوں کو نفاق و اختلاف میں ڈبولیا تو وہ اپنے مال کے ساتھ انہیں اپنی حمایت کے وعدوں سے ٹالتا رہا پس منصور نے اپنے دل میں اس روز اطاعت کی طرف رجوع کرنے کا عزم کر لیا پھر وہ الحضرہ پر چڑھائی کرنے کے لئے چلے گئے اور سلطان ابوالعباس نے اپنے بھائی امیر ابوبیخی زکریا کو فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کو بھیجا تو منصور کو سلطان کی فوج اور اس کے مددگاروں پر فتح حاصل ہوئی اور سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ اس کے حاجب ابو عبد اللہ بن تافراکین نے انہیں شہر پر شب خون مارنے میں شامل کیا ہے تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے سمندری سفر کے ذریعہ قسطنطنیہ بھجوا دیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۷۵ھ میں ہوئی وہاں قید رہا پھر سلطان نے اپنے اموال عربوں کو دیئے اور منصور کی قوم نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کا حال خراب ہو گیا تو سلطان نے اس کا وظیفہ مقرر کر

دیا تو اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو یرغمال رکھا اور سلطان زکریا کے بعد عہد کو توڑ دیا اور اس نے اسے اس کی اولاد زواودہ کے پاس واپس بھیج دیا اور اس نے سلطان کی امداد اور اطاعت سے وابستگی اختیار کر لی یہاں تک کہ لڑکھ میں فوت ہو گیا، اسے محمد بن افیہ نے آپس کے ایک جھگڑے میں قتل کر دیا اس نے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا یہ زخمی ہو کر اپنے گھر کی طرف لوٹا اور گھر پہنچنے سے قبل ہی اس دن کے آخری حصے میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو کعب کی حکومت صولہ بن احیہ خالد نے سنبھالی اور مولانا سلطان نے اسے ان کا امیر مقرر کیا اور یہ صورت حال یوں ہی قائم رہی یہاں تک کہ وہ حال ہو گیا جس کا ہم تذکرہ کریں گے۔

سوسہ اور مہدیہ کی فتح کے حالات: جب سے قیروان میں بنی مرین کا واقع ہوا تھا اس وقت سے عربوں نے عملدار یوں پر قبضہ کر لیا تھا اور سلطان ابوالحسن نے خلیفہ عبداللہ بن مسکین کو سوسہ اور ان شہروں اور جاگیروں میں دے دیا تھا جو ان کے لئے نہ تھیں پس یہ خلیفہ اس پر قابض ہو گیا اور وہاں اتر اور خود اس کے خراج کو لینے لگا اور سلطان کے مقابلہ میں خود مختار بن گیا اور اپنی وفات تک اسی پوزیشن میں رہا اور اس کی قوم کی امارت عامر بن عمہ محمد بن مسکین نے ابو محمد بن تافراکین کے عہد میں سنبھالی اور اس نے بھی اسے اسی طرح حکومت دی اور وہ اپنے قتل سے خوف زدہ رہا پھر بنو کعب نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد حکیم کی امارت احمد نے سنبھالی جس کا لقب ابو معنویہ بن محمد تھا جو خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین کا بھائی تھا پس وہ سوسہ میں سلطان کے بالمقابل خود مختار بن گیا اور اس کے دارالامارت میں بیٹھ گیا اور بسا اوقات وہ الحضرة کے حاکم کے خلاف بغاوت بھی کر دیتا اور سوسہ سے اس پر چڑھائی کرتا اور اس کے نواح میں لوٹ مار کرتا یہاں تک کہ اس نے ایک روز منصور سریرہ مولیٰ سلطان ابوالسحاق اور اس کی فوج کے سالار پر حملہ کر دیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے سوسہ میں چند روز قید کر دیا پھر اس پر احسان کر کے اسے رہا کر دیا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور ہمیشہ ان کا یہی وطیرہ رہا اور وہ رعایا کے ساتھ قبیح اور بری حرکات کرتے اور رعایا کے لوگ ہمیشہ ہی اللہ سے دعا کرتے رہے کہ وہ ان کے ظلم و جور سے انہیں نجات دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اہل افریقہ کو اطلاع دی اور مغرب کے تمام نواح میں غلبہ کی ہوا چل پڑی اور اہل سوسہ اپنے عامل ابو معنویہ سے بگڑ گئے اور اس نے بھی ان کے بگڑنے کو محسوس کر لیا پس وہ ان کو چھوڑ کر چلا گیا اور سلطان کی خاطر شہر سے الگ ہو گیا اور عوام نے اس کے عمال پر حملہ کر دیا اور ان پر غالب آ گئے اور سلطان کے عمال وہاں اترے پھر اس کے بعد مولیٰ ابی یحییٰ اسے طرابلس کے نواح پر چڑھائی کرنے کے لئے لے گیا اور اس نے اس کی جیات پر قبضہ کر لیا اور اس کی عملداریوں کے خراج کو حاصل کیا اور مہدیہ میں محمد بن الحکجاک کو حاجب ابو محمد بن تافراکین نے اس وقت عامل مقرر کیا تھا جب اس نے اسے ابو العباس بن کی اور امیر ابو یحییٰ زکریا المستنزی بن مولانا سلطان ابوبکر کے ہاتھوں سے واپس لیا تھا اور حاجب کی موت کے بعد بھی ابن الحکجاک وہاں کا امیر مقرر رہا پس جب حکومت کی درازی کا کاٹنا اسے چھپا اور فوج کا غبار اس کی طرف بڑھا تو وہ اس پر قابض رہنے سے ڈر گیا اور اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر طرابلس آ گیا اور امیر طرابلس ابوبکر بن ثابت کے ہاں قدیم رشتہ داری، تعلقات کی وجہ سے اتر اور مولانا سلطان نے مہدیہ کے سپرد کرنے میں جلدی کی اور وہاں اپنے عمال کو بھیجا اور وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گیا اور غلبہ اور کامیابی کے اموال درست ہو گئے اس کے بعد کے واقعات کو ہم آئندہ بیان

کریں گے ان شاء اللہ۔

جربہ کی فتح اور سلطان کی حکومت میں اس کے شامل ہونے کے حالات: جب سے ابو عبد اللہ محمد بن تافراکین نے محمد بن ابی القاسم بن ابی العیون کو اس جزیرہ کا والی بنایا تھا اس نے اپنے پڑوسیوں اہل قابس، اہل طرابلس اور الجربہ کے دیگر علاقوں کے طریقوں کو قبول کر لیا تھا کہ سلطان کی بات کو نہ مانا جائے اور خود مختاری اور امارت حاصل کی جائے اور اس کے بڑے حالات کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں اور اس کا والد حاجب ابو محمد بن تافراکین کے زمانے میں الحضرہ میں اشغال کا امیر تھا اور وہ اس کے بیٹے ابو عبد اللہ کو جو جربہ کا حاکم تھا کتابت سکھاتا تھا اور اس نے مولانا ابو اسحاق سے بھاگتے وقت اس کا قصد کیا تا کہ جربہ میں قدیم تعلقات کی وجہ سے اترے تو اس نے اسے روک دیا پھر اس نے جربہ کے شیوخ کو بھی سلطان کی بات نہ ماننے اور اپنی خود مختار حکومت قائم کرنے میں شامل کر لیا اور وہ مولانا سلطان اور اس کے بعد اس کے بیٹے کی حکومت میں محفوظ رہا اور جب مولانا سلطان ابو العباس نے تونس پر قبضہ کیا تو اسے خوف اور دہشت محسوس ہونے لگی اور جربہ کے رؤساء کے مقابلہ میں مدافعت میں مدد کرنے کے لئے گیا اور سلطان کی بات ماننے، اطاعت کرنے اور خراج کو روکنے میں بہت بری مثال پیش کی جس سے سلطان کو غصہ آ گیا اور جب اس نے ساحلی شہروں اور ان کی سرحدوں کو فتح کیا تو اس نے اپنے بیٹے ابو بکر کو فوج دے کر جربہ کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ حکومت کا خلیفہ ساتھی محمد بن علی بن ابراہیم بھی تھا۔ جو شیخ الموحدین ابو ہلال کی اولاد میں سے تھا اور المستقر کے زمانے میں بجایہ کا حاکم تھا اور اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں اور اس نے اس کو اس کے محاصرہ کے لئے بحری بیڑے سے مدد دی اور امیر اپنی فوج کے ساتھ اس کے راستے میں اتر پڑا اور بحری بیڑا اس کے محافظوں تک پہنچ گیا۔ پس اس نے قلعہ قشیل کا محاصرہ کر لیا اور ابن ابی العیون نے اس کی دیواروں کی پناہ لے لی اور جزیرہ کے بربری شیوخ اس سے الگ ہو گئے اور اس کی فوج کے خاص آدمی اس کے پاس آ گئے اور جب انہوں نے وہ بات دیکھی جس کی انہیں طاقت نہ تھی۔

نیز یہ کہ سلطان کی فوجوں نے بروجر سے ان کا گھیراؤ کر لیا ہے تو وہ بحری بیڑے کے پاس آئے اور اس کے گھر پر قابض ہو گئے اور جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور واپس سلطان کی طرف چلے گئے اور محمد بن ابی العیون الحضرہ کی طرف چلا گیا اور کچہری میں اتر اور اسے ملک میں اونٹ پر سوار کروا کر شہر کے بازاروں میں پھرایا گیا تا کہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی سزا اس پر نازل ہوتی ہے اور سلطان نے اسے بلایا اور امرائے جربہ کے گمراہوں کے ساتھ شامل ہو کر اس کے انحراف کرنے پر توبیخ کی پھر اس کی خونریزی سے الگ ہو گیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ ۹۷۰ھ میں فوت ہو گیا۔

غربی سرحدوں کی ولایت پر امرائے ابناء کی خود مختاری کے حالات: جب سلطان نے اہالیان افریقہ کے براہمجتہ کرنے پر اور شیخ منصور بن حمزہ کے رغبت دلانے پر افریقہ کی طرف سفر کرنے کا عزم کر لیا تو اسے غربی سرحدوں کے حالات نے فکر مند کر دیا اور اس نے ان سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے اپنے بیٹوں کے حالات کا جائزہ لینا شروع کیا تو سب سے پہلے اس کی نظر اپنے بڑے بیٹے امیر ابو عبد اللہ پر پڑی اور اس نے اسے بجایہ اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا اور اسے بادشاہ کے محلات میں اتارا اور خراج کے مال اور فوج کے رجسٹر میں اس کے حالات کو کھول دیا اور اس نے قسطنطینہ

حصہ یازدہم

اور اس کے مضافات پر اپنے غلام بشیر کو عامل مقرر کیا جو اس کی حکومت کی تلوار اور جنگ کی مہار اور اس کے ارادے کو ابھارنے والا اور اس آدمی میں رائے کی چنگی اور خودداری پائی جاتی تھی اور بسا اوقات اسے قسطنطیہ آنے پر بڑی مشقت اور قید برداشت کرنی پڑی جس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے اسے خوش عطا کی اور اس نے اپنی خواہش کے مطابق عہدے حاصل کئے اور سلطان فوج میں اس کی نگرانی پر بڑا اعتماد کرتا تھا اور اسے جنگوں کے ہر اول دستوں میں بھیجتا تھا، سلطان نے بجایہ پر قبضہ کے وقت اسے قسطنطیہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابواسحاق کو اتارا اور اس کی وجہ سے اس کا گارڈین مقرر کیا پھر افریقہ جاتے وقت اسے فوج کے ساتھ بھیجا پس وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو کر گیا اور فتح میں اس کے ساتھ رہا پھر اس نے اسے قسطنطیہ میں مزید آزادی اور اختیارات دے کر واپس کر دیا اور وہ اپنی وفات تک اسی مقام پر رہا اور سلطان نے اپنے بیٹے ابواسحاق کو ملک بن مقرب اور سلطان عبدالعزیز کے پاس بھیجا تا کہ وہ انہیں تلمسان کو فتح کرنے کی مبارک باد دے اور رشتہ محبت کو استوار کرے اور اس کے ساتھ شیخ الموحدین کو بھی بھیجا جو ابواسحاق بن ابی ہلال کا گارڈین تھا پس ملک بن مقرب ان دونوں سے نہایت تپاک سے ملا اور انہیں ۳۷ھ میں اس حال میں واپس کیا کہ یہ اس کا ذکر خیر کرتے تھے اور امیر ابواسحاق قسطنطیہ میں اپنے دارالامارت میں اترا اور سلطان نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کیا اور قائد بشیر جو اس کے باپ کا غلام تھا اس کی صغریٰ کی وجہ سے اس پر حاوی تھا اور جب امیر ابواسحاق کی حالت ٹھیک ہو گئی تو بشیر ۸۷ھ میں فوت ہو گیا پس سلطان نے اسے ازسرنو امارت سے سرفراز کیا اور اس نے نہایت احسن رنگ میں اپنے فرائض کو ادا کیا اور اس نے اس کے خیالات کو اپنے بارے میں سچ کر دکھایا۔

پس یہ دونوں امیر بجایہ اور قسطنطیہ کے عہد میں مستقل رہے اور ان کے مضافات کے امور بھی انہیں کے سپرد تھے اور انہیں ہتھیار بنانے اور شاہانہ آداب قائم کرنے اور شاہانہ سامان تیار کرنے کی اجازت تھی اور اسی طرح امیر ابو زکریا جو ایک شریف بھائی تھا بونہ پر مستقل امیر مقرر تھا۔ پس جب وہ فتح کے سال افریقہ کی طرف گئے اور ابویحییٰ کو اپنی طویل کے باعث یہ یقین ہو گیا کہ سلطان اس کے بھائی کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے پس اس نے اپنے بیٹے امیر عبداللہ محمد کو سہانہ کا امیر مقرر کیا اور اسے اپنے محل میں اتارا اور اسے امارت میں ایسے امور سپرد کئے جن کی وجہ سے اس کا ذکر خیر ہونے لگا اور یہ صورت حال ۸۳ھ تک قائم رہی۔

قصہ اور تو زکر کی فتح اور قسطنطیہ کے مضافات کے سلطان کی اطاعت میں آنے کے حالات:

سلطان ابوبکر کی حکومت سے قبل الحریہ کی حکومت کے معاملات شہروں کے رؤساء کے مشورے سے طے پاتے تھے کیونکہ اس وقت حکومت تقسیم ہو کر ختم ہو چکی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس جب سلطان ابوبکر دعوتِ خمس کے لئے مخصوص ہو گیا اور دیگر شواغل سے فارغ ہو گیا تو اس نے اپنی نظر ان کی طرف پھیری اور اس کی فوج نے انہیں روند دیا پھر شوریٰ کے بعد وہ خود آیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو اس کا امیر مقرر کر دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور جب اس کی وفات کے بعد افریقہ کے حالات کے دگرگوں ہوئے اور اعراب کے اس کے نواح پر غالب آنے کا واقعہ ہوا تو یہ سب کچھ سلطان ابوالحسن کی شکست اور ان کے رؤساء کے جھگڑنے کے بعد بازاری آدمیوں کی طرح حکومت چلانے کی وجہ سے حالانکہ وہ تختوں پر بیٹھے تھے اور

راستوں ہی میں سواریاں کرتے تھے اور جنگ کے دنوں میں ہتھیار تیار کرتے تھے جو گردشِ زمانہ سے عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک نشان ہوتے تھے اور وہ شام کے علاقوں کے بن گئے یہاں تک کہ ان کے نفوس کو القابِ خلافت کے اختیار کرنے کی سوجھی پس جب سلطان ابوالعباس افریقہ اور اس کے مضافات کا خود مختار حاکم بن گیا تو وہ الحضرة کا باز اور اپنی کچھار میں رہنے والا شیر بن گیا اور منافقت اور مخالفت کرنے والے اصحاب اس طرح اس کے عزائم کو مضبوط کرنے اور ان کا خوف ان کی مہلت کی رسی کو ڈھیلا کر دینا اور وہ معاہدات اور وعدہ کے ذریعے الفت کے میدان کو اس امید پر کھلا دیتا کہ یہ اطاعت کی طرف واپس آجائیں مگر یہ عناد و نفاق میں بڑھتے گئے۔

پس اس نے ان کے عزائم کا پردہ چاک کیا اور ان کے عہد کو برابری کی سطح پر توڑ دیا اور وہ مجھے میں اپنی فوج کے ساتھ جو موحدین، موالیٰ، قبائل، زناتہ، اولادِ مہمل اور حکیم سا تھی عربوں اور ابواللیل کے رشتہ داروں پر مشتمل تھی الحضرة اہل جرید کی مدافعت کے لئے چلا اور انہوں نے کئی روز سلطان سے موافقت کی پھر اس کے آگے بھاگ اٹھے اور سلطان ان کی رعایا پر غالب آ گیا اور وہ بنی کا بقایا تھا جنہوں نے ہوارہ، نفوسہ اور مغرہ کے مسافروں کے ساتھ افریقہ کے مضافات کو آباد کیا تھا اور سلطان نے ان پر بڑے ٹیکس لگائے تھے۔ پس جب مقرب افریقی میدان پر غالب آ گیا اور وہ جاگیروں میں ایک دوسرے سے حسد کرنے لگے تو یہ مقام اولادِ حمزہ کی جاگیروں میں آ گیا اور انہیں یہاں سے وافر خراج اور مال حاصل ہو جاتا تھا اور یہ ان کی مال، گھوڑوں، زروہوں، چمڑوں اور سواروں سے مدد کرنے اور ان میں سے کچھ لوگوں سے وہ سلطان کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد مانگتے پس سلطان اس سال ان پر غالب آ گیا اور انکے سب اموال کو لے گیا اور اس نے ان کے جوانوں کو قید کر کے الحضرة کے قید خانوں میں ڈال دیا اور ان کے سب سے بڑے امدادی مواد کو ختم کر دیا جس سے ان کی سرکشی ٹھنڈی پڑ گئی اور ہمیشہ کے لئے ان کا بازو ٹوٹ گیا اور وہ کمزور پڑ گئے۔ پھر سلطان الحضرة کی طرف آیا اور اس کے پیر و کار منتشر ہو گئے اور ابو نے ان سے علیحدگی کر لی اور اولادِ ابواللیل کا بتاؤٹی دوست بن گیا اور انہوں نے الحضرة پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس کے میدان میں فروکش رہے اور اس پر غارت گری کرتے رہے پھر وہاں سے چلے گئے اور یہ موسم سرما کے آغاز میں ان کے پیچھے پیچھے گیا اور سوسہ اور مہدیہ کے ساحل پر اتر اور ان اطمان سے خراج طلب کیا جو ابی کے تحت تھے پھر قیروان کی طرف واپس آ گیا اور وہاں سے آ گیا اور اولادِ ابواللیل کو اس کی مدافعت کے لئے جمع کیا اور حاکم تو زرنے ان میں اموال تقسیم کئے مگر یہ اس کے کچھ کام نہ آئے اور سلطان نے ققصہ پر چڑھائی کی اور تین روز تک اس سے جنگ کی اور وہ اپنی سرکشی پر ڈٹے رہے اور مجمع ہو کر اس سے جنگ کی اور رعیت اپنی جگہوں سے اٹھ کر اس کے پاس آ گئی اور انہوں نے ان کے لیڈر احمد بن قاسم اور اس کے بیٹے کو اس کی کبر سنی اور دخول کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ پس وہ سلطان کے پاس گیا اور اس نے مرضی کے مطابق اس سے اطاعت اور خراج کی شرط مقرر کیں اور یہ شہر کی طرف واپس آ گیا اور اہل شہر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور انہوں نے بغاوت کرنے کا ارادہ کر لیا پس اس کا بیٹا احمد جو اپنے باپ پر حاوی تھا ان سے آگے بڑھ گیا اور سلطان نے اپنے بھائی ابویحییٰ کو خواص اور مددگاروں کے ساتھ شہر کی طرف بھیجا تو اس کے میدان کے نواح میں محمد اسے ملا تو اس نے اسے سلطان کے پاس بھجوا دیا اور وہ قصبہ میں داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا اور سلطان نے محمد بن قائد کو اسی وقت

گرفتار کر لیا اور اس کے احمد کو بھی شہر سے اس کے پاس لایا گیا تو وہ اس کے ساتھ رہا اور اس کے گھر اور ذخائر پر قابض ہو گیا اور فوج اور اہل شہر اکٹھے ہو کر سلطان کے پاس آئے اور اس کی بیعت کر لی اور اس نے اپنے بیٹے ابو بکر کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور اس کے بعد تو زور چلا گیا اور قفصہ کی فتح کی خبر ابن یملول کو ملی تو وہ اسی وقت سوار ہو کر اور اپنے اہل و عیال اور تھوڑے سے ذخائر کو اٹھا کر انراب چلا گیا اور اہل تو زور نے یہ اطلاع سلطان تک پہنچادی تو اس نے راستے ہی میں اس سے ملاقات کی اور شہر کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے ذخیرہ پر ابن یملول قابض ہو گیا اور اس کے محلات میں اترتا تو اس نے وہاں استعمال کی اشیاء، متاع و سلاح اور سونے چاندی کے ایسے برتن جو روئے زمین کے کسی بڑے بادشاہ کے لئے بھی تیار نہیں کئے گئے اور بعض لوگوں نے جواہرات، زیورات اور کپڑوں کی وہ امانتیں بھی لادیں جو ان کے پاس پڑی تھیں اور ان سے علیحدگی اختیار کر کے سلطان کے پاس چلے گئے اور سلطان نے تو زور پر اپنے بیٹے المنصر کو امیر مقرر کیا اور اسے ابن یملول کے محلات میں اتارا اور اسے تو زور کی امارت دی اور اس نے سلطان خلف بن خلف کو بلایا تو اس نے آ کر اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اسے تو زور میں اپنے بیٹے کی حجابت پر مقرر کر دیا اور اسے اس کے ساتھ اتارا اور خود الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور الحرید کے شہروں پر قبضہ کے وقت اس کے عرب مخالفین تملول کی طرف چلے گئے۔

پس جب اس نے الحضرۃ جانے کا قصد کیا تو انہوں نے راستے میں روکا تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے عزائم کو توڑ دیا اور وہ غربی حیات کی طرف کامیابی کی امید پر بھاگ گئے کیونکہ ابن یملول ان کو حاکم تلمسان کی خدمت میں کمک حاصل کرنے کے لئے لایا تھا پس ان میں سے منصور بن خالد اور نصر جو اس کے چچا منصور کا بیٹا تھا دونوں دادخواہ بن کر ابوتاشفین کے پاس آئے تو اس نے ان سے وعدہ کر کے انہیں واپس کر دیا اور وہ اس کی در ماندگی کو دیکھ کر واپس چلے گئے اور اپنے متعلق عہد و پیمان لینے کے بعد، صولہ سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کی قوم پر اپنی مرضی کی شروط عائد کیں اور وہ ان کے پاس واپس آ گیا مگر وہ اس کی شروط سے راضی نہ ہوئے اور سلطان، فوجوں اور عرب مددگاروں کے ساتھ الحضرۃ سے حملہ کرنے گیا تو وہ ان پر آگے بھاگ کھڑے ہوئے تو اس نے ان کا تعاقب کیا اور تین بار ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کر قیروان چلے گئے اور ان کا وفد سلطان کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق شرائط عائد کرے پس اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور انہیں عام معافی دے دی اور وہ سلطان کی اطاعت اختیار کر کے اس کی مرضی کے مطابق چلنے لگے۔

اہل قفصہ کی بغاوت اور ابن خلف کی وفات کے حالات: جب خلف بن خلف، المنصر ابن سلطان کی حجابت پر با اختیار ہو گیا اور اس نے اس کے ساتھ ہی اسے نقطہ کا امیر مقرر کر دیا تو اس نے اپنے عامل کو اس پر جاشین مقرر کیا اور خود المنصر کے ساتھ تو زور میں فروکش ہو گیا پھر اس کے متعلق چغلی ہوئی کہ وہ ابن یملول کے ساتھ ساز باز کرتا اور اس سے مراسلت کرتا ہے پس اس نے اس کے خلاف جاسوس مقرر کئے اور اس کے ایک خط پر مطلع ہو گیا جو اس کے مشہور کاتب کی تحریر میں تھا جو اس نے ابن یملول اور امیر زواودہ یعقوب علی کی طرف تھا جس میں ان دونوں کو جنگ کی ترغیب دی گئی تھی۔ پس اس نے اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے عمال کو نقطہ کی طرف بھیج دیا اور اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا اور اس کے باپ کے ساتھ اس کے متعلق گفتگو کی۔ پس اس نے اس کی مخالفت اور اس کے اطاعت کے واضح ہو جانے کے

تاریخ ابن خلدون بعد اسے مہلت دے دی اور نفظ کی فتح سے قبل نفظ کے گھرانوں میں سے احمد بن ابی یزید کا گھرانہ سلطان کے پاس آ گیا اور اس کی رکاب میں اس کی طرف گیا تھا۔

پس جب اس نے شہر پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے پاس آنے کی وجہ سے اس کا لحاظ کیا اور اس نے اپنے بیٹے ابو بکر کو وصیت کی اور وہ اس کے مشورہ اور اس کے حل و عقد پر حاوی ہو گیا پھر اس کے دل میں خود مختار ہونے کا خیال آیا اور اس نے اس کے لئے وقت مقرر کیا اور اتفاق سے امیر ابو بکر نفظ سے اپنے بھائی المختصر سے ملاقات کے لئے توڑ گیا اور شہر میں اپنے غلام عبداللہ ترکی کو جانشین بنایا اور سلطان نے اسے اپنے ساتھ اتارا اور اسے اپنی حجابت سپرد کی پس جب امیر شہر سے دور چلا گیا تو ابن ابی یزید نے کچھ کمینے لوگوں سے ساز باز کی اور شہر کی گلیوں میں گھوما اور بغاوت کرنے اور اطاعت چھوڑنے کے نعرے لگائے اور قصبہ کی طرف بڑھا پس قائد عبداللہ نے قصبہ کو آزاد کر دیا اور اس نے قصبہ سے جنگ کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکا اور عبداللہ نے قصبہ میں ڈھول بجایا تو بستیوں کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے انہیں قصبہ کے اس دروازے سے داخل کیا جو جنگل تک لے جاتا تھا پس وہ لوگ بہت زیادہ ہو گئے اور اس نے ابن یزید کو روک دیا اور لوگ اس کے پاس سے چپکے سے کھسک گئے پس وہ روپوش ہو گیا اور قائد قصبہ سے نکلا اور اس نے بہت سے باغیوں کو پکڑ لیا اور انہیں قید میں ڈال دیا اور شہر پر قابض ہو گیا اور گھبراہٹ کا خاتمہ ہو گیا اور مولیٰ ابو بکر تک اطلاع پہنچی تو وہ بسرعت تمام قصبہ کی طرف واپس لوٹا اور اس کے داخل ہوتے ہی باغی قیدیوں کو قتل کر دیا گیا اور اس نے منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں ابن ابی یزید اور اس کے بھائی سے بیزاری کا اظہار کا اعلان کرے اور اس کی آمد کے دنوں میں دروازے کے پاس عورتوں کے لباس میں چھپ کر بیٹھنے والے پہرے داروں کو ان دونوں کے متعلق اطلاع ملی تو انہوں نے ان کو پکڑ لیا اور امیر کے پاس لے گئے تو انہیں قتل کر کے کھجور کے تنوں پر صلیب دیا گیا اور وہ دونوں بڑے مالدار تھے اور لوگوں کے لئے عبرت کا سامان بن گئے اور ان کا دین و دنیا برباد ہو گئی اور یہ بہت بڑا نقصان ہے اور حاکم توڑا المختصر کو اس وقت ابن خلف کے متعلق شک گذرا تو وہ اس کی روپوشی کے حالات سے محتاط ہو گیا اور اس نے اسے قید خانے میں قتل کر دیا اور بے رحمی کا طریقہ اختیار کیا اور سلطان نے تمام شہروں کو اپنی اطاعت میں شامل کر لیا اور اس کا غلبہ مسلسل قائم رہا یہاں تک کہ وہ صورت حال پیدا ہو گئی جس کا تذکرہ ہم ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

قابس کی فتح اور اس کے سلطان کی سلطنت میں شامل ہونے کے حالات: یہ شہر ہمیشہ باہمی بنی کی خصوصی حکومت میں شامل رہا جن کی شہرت ان زبانوں میں بہت تھی اور عنقریب ان کے حالات نسب اور اولیت کا ذکر ایک الگ فصل میں ہو گا اور ان کی ریاست کا اصل یہ ہے کہ قابس کی ولایت کے ابتدائی ایام میں ۶۳۳ھ میں ان کا اتصال امیر ابو بکر کی خدمت سے ہو گیا پس یہ اس کے ساتھ شخص ہو گئے اور جب اس نے ان سے ابو محمد عبداللہ کے خلاف بغاوت کرنے میں شمولیت کے لئے کہا تو انہوں نے اس بات کو قبول کیا اور اس کے پیچھے چل پڑے اور جب اسے افریقہ میں خود مختاری ملی تو اس نے ان کی پاسداری کی اور انہیں اپنے ملک میں شورائی کی سرداری کے لئے الگ کر دیا اور جب حکومت غریبی سرحدوں کے علیحدگی اختیار کرنے اور فتنوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے نافرمانوں کے مقابلہ میں ناکام ہو گئی تو یہ خود مختاری کی

طرف بڑھنے لگے اور ہمیشہ ہی خود مختاری حاصل کرنے اور سلطان کے خلاف بغاوت کرنے اور باغیوں کے مداخلت کرنے اور الحضرة پران کے چڑھائی کرنے کی طرف مائل رہے اور اس دوران میں حکومت ان سے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں سے طویل زمانوں سے غافل تھی کیونکہ حکومت تقسیم ہو چکی تھی اور غربی سرحدوں کا حکمران الحضرة کے مطالبہ پر مصر تھا پھر مولانا سلطان ابوبکر نے افریقہ کی دوسری عملداریوں میں دعوت حفصی کا مستقل داعی بن گیا اور وہ حاکم تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے اور بجایہ کی سرحد سے مقابلہ کرنے اور بنی عبدالواد کی فوجوں کو یکے بعد دیگر عربوں اور بنی حفص کے اعیال کے ساتھ افریقہ کی طرف بھیجنے سے غافل ہو گیا ان دنوں قابس کی ریاست کا متولی عبدالملک بن مکی بن احمد بن عبدالملک تھا اور اس کام میں اس کا معاون اس کا بھائی احمد تھا اور یہ دونوں حاکم تلمسان ابوتاشیفین کے ساتھ ساز باز کرتے تھے کہ وہ اپنی فوجوں اور اپنے ساتھ آنے والے باغیوں کے ساتھ الحضرة پر چڑھائی کرے اور بسا اوقات سلطان الحضرة میں موجود نہ تھا تو یہ الحضرة کی طرف جانے میں سلطان کی مخالفت کرتے جیسا کہ انہوں نے عبدالواحد کے ساتھ کیا تھا جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے پس جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا اور بنی زیان کے آثار مٹ گئے تو سلطان ان باغی سرداروں کو بھگانے سے گھبرا گیا جو دیگر ایام میں بغاوت کرتے رہتے تھے اور اس نے قصصہ پر چڑھائی کر کے اس پر قبضہ کر لیا تو وہ ڈر گئے اور احمد بن مکی مقرب سے حجازی قافلے کے ساتھ قابس کے پاس سے گزرنے کے بعد سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی سفارش کے بیان پر چلا گیا جہاں سلطان کے کریم آدمی موجود تھے جنہوں نے ان کو اور قافلے کے دوسرے لوگوں کو خوب عطیات دیئے اور اس کی خوب مہمان نوازی کی اور انہوں نے اس بات کو اس کے ہاں جانے کا وسیلہ بنایا۔

پس سلطان نے ان کے وسیلوں کو قبولیت بخشی اور مولانا سلطان ابوبکر کی طرف سلطان کے عہد اور رشتہ داری کی بنا پر ان کے متعلق سفارش کرتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اس کی سفارش کو قبول کر لیا اور ان کے انتقام سے درگزر کیا پھر سلطان ابوبکر فوت ہو گیا اور فتنہ کا سمندر موجیں مارنے لگا اور حکومت دوبارہ تقسیم کی حالت کی طرف لوٹ آئی اور الحضرة کے حاکم کے لئے ان سے انتقام لینے کے راستے بند ہو گئے پس بنوکی اور الجرید کے دیگر رؤساء حکومت کے مقابلہ میں خود مختار ہونے اور اطاعت ترک کرنے اور اخراج روکنے کی حالت کی طرف پلٹ آئے۔ پس جب مولانا سلطان ابوالعباس دعوت حفصی اور اتفاق کے لئے مختص ہو گیا اور بہت سی باغی ریاستوں پر قابض ہو گیا تو الجرید کے اس زمانے کے لوگوں نے آپس میں مراسلت کی اور اچانک جو مصیبت ان پر آ پڑی تھی اس کے متعلق گفتگو کی اور اس سے نجات پانے کا راستہ تلاش کیا اور عبدالملک بن مکی جنگوں کی مراسلت کے طویل ہو جانے اور اس کے باغیوں کی طرف چلے جانے کی وجہ سے انہیں روکے ہوئے تھے اور اس کا بھائی احمد جو اس کا معاون بھی تھا ۶۵ھ میں فوت ہو گیا اور وہ قابس کا منفرد سردار بن گیا پس انہوں نے اس کے ساتھ اور اس نے ان کے ساتھ مراسلت کی اور سب نے سلطان کے خلاف عربوں کو جتھہ بند کرنے اور اموال تقسیم کرنے اور افریقہ کی حکومت میں حاکم تلمسان کو راغب کرنے میں مدد دیئے پر اتفاق کیا۔ پس سب نے اس بات کا جواب دیا اور انہوں نے ہر کارے کو حاکم تلمسان کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں اپنی طرف سے امید دلائیں اور جھوٹے وعدوں سے بہلایا اور سلطان ابوالعباس اپنی تیاری پر توجہ مرکوز کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ اولاد ابواللیل پر غالب آ گیا جو ان کے ساتھ ان

کی مدافعت میں جنگ کیا کرتی تھی اور اس نے قفصہ، توزر اور نقطہ کوچ کر لیا اور ان پر واضح ہو گیا کہ حاکم تلمسان ان کی مدد سے در ماندہ ہو چکا ہے۔

پس اسی وقت عبدالملک نے سلطان کی طرف مراسلہ لکھنے میں جلدی کی اور اسے اپنی طرف سے اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے کا وعدہ کیا اور اس کے بعض نوکروں چاکروں نے اس سے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے ادا کر دیا اور اس نے اپنا معاملہ اسے بھیج دیا اور اس کی انتظار میں الحضرۃ واپس لوٹ آیا پس ابن مکی نے اس کے پیش کرنے میں دیر کی اور اسے وعدہ کر کے واپس کر دیا پھر اس کی حکومت میں خرابی پیدا ہو گئی اور اہل ضاحیہ بنو احمد نے اس کے خلاف بغاوت کر دی جو ذباب کا ایک لٹن ہیں اور وہ سوار ہو کر اس کی طرف گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر سختی کی اور انہوں نے حاکم قفصہ امیر ابوبکر سے مدد مانگی تو اس نے اپنی فوج اور سالار کے ساتھ انہیں مدد دی پس انہوں نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور محاصرہ ختم کر دیا اور ابن مکی نے بعض اہل شہر پر سازش کا الزام لگایا پس اس نے انہیں ان کے گھروں میں بند کر کے قتل کر دیا اور رعیت اس سے بگڑ گئی اور اس کا اندام حال ہو گیا اور اس نے بنی علی کے بعض عرب مفسدہ پردازوں سے اس فوج پر جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے شیخون مارنے کی سازش کی اور اس سے یہ شرط کی کہ تم جس قدر چاہو مال لے لینے پس انہوں نے اکٹھے ہو کر ان پر شب خون مارا تو منتشر ہو گئے اور ان سے تکلیف اٹھائی اور سلطان کو ان کی خبر ملی تو وہ برا فروختہ ہو گیا اور اس نے قابس پر چڑھائی کا عزم کر لیا اور جب ۸۱ھ میں الحضرۃ کے باہر کئی روز تک پڑاؤ ڈال دیا یہاں تک کہ عطیات لئے اور فوجیں اس کے مددگاروں کے قبائل کے پاس آئیں جو اولاد بھلہل اور سلیم کے دیگر قبائل میں سے تھے پھر وہ قیروان کی طرف اور وہاں سے قابس چلا گیا اور اس نے تیاری مکمل کر لی اور ذباب کے مشائخ جو بنی سلم کے اعراب تھے انہوں نے اس کی ملاقات اور اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور ان میں سے خالد بن سباع بن یعقوب شیخ الحامید اور اس کا عزم اعلیٰ بن راشد دیگر لوگوں کے ساتھ اسے قابس سے مقابلہ کرنے پر آمادہ کرنے لگے پس وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس نے اپنے آگے آگے اپنے ایلچیوں کو ابن مکی سے معذرت کرنے کے لئے بھیجا اور وہ اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے انہیں انقیاد و اطاعت کے ساتھ واپس کیا پھر اس نے اپنی سوار یوں اور ذخائر کو اٹھایا اور شہر سے باہر نکل گیا اور وہ اور اس کا بیٹا بچا اور پوتا عبدالوہاب ذباب کے قبائل کے ہاں اترے اور سلطان کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ جلدی سے شہر کی طرف آیا اور اسی سال ذوالعقدہ میں اس میں داخل ہو گیا اور ابن مکی نے مکانات اور محلات پر قابض ہو گیا اور اہل شہر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو اس کا والی مقرر کیا اور حاکم طرابلس ابوبکر بن ثابت نے سلطان کو اپنی اطاعت اور طر فدار ی کی اطلاع بھیج دی اور اس کے ایلچی سے قابس سے درے ملے پس جب اس نے اسے مکمل طور پر فتح کر لیا تو اس نے اپنے بعض خاص آدمیوں کو اس بات کی خاطر اس کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں اطاعت کے ساتھ واپس بھیجا اور عبدالملک بن مکی نے قابس سے خروج کے بعد چند راتیں عرب قبائل کے درمیان گزاریں پھر اسے موت نے آیا اور وہ وفو ہو گیا اور اس کا بیٹا اور پوتا طرابلس چلے گئے پس ابن ثابت نے انہیں اپنے پاس آنے سے روکا تو وہ بڑ تر و بستی میں الجواری کی کفالت میں جو ذیاب کا لٹن ہے اترے اور جب سلطان نے فتح اور اس کے معاملات کو مکمل طور پر طے کر لیا تو الحضرۃ کی

طرف واپس آ گیا اور ۸۲ھ کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا اور اس کا ایلچی طرابلس سے ابن ثابت کا تحفہ جو سامان اور غلاموں پر مشتمل تھا لے کر آیا اس تحفہ میں اس نے اپنے خیال کے مطابق اس کے خراج کو پورا کر دیا اور الحضرۃ میں انسقاء کے بعد اولاد ابو اللیل کے ایلچی اس کے پاس عفو اور قبولیت چاہتے ہوئے آئے تو اس نے ان کی بات قبول کر لی اور ان کا شیخ صولہ بن خالد گیا اور حکیم کے شیخ ابو صغونہ نے اسے قبول کر لیا اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو وفاداری کی تربیت دی اور وہ اطاعت پر قائم رہے اور کامیابی اور غلبہ ان کے شامل حال رہا اور ۸۳ھ کے آغاز تک ان کا یہی حال رہا۔

اولاد ابو اللیل کی بغاوت اور پھر ان کے اطاعت کی طرف رجوع کے حالات: جب سلطان فتح قابس کے بعد واپس آیا تو ہم اولاد ابو اللیل کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات کو ہم بیان کر چکے ہیں اور وہ الحضرہ میں اس کے پاس گئے تو اس نے ان کو قبول کیا اور ان کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیا اور اس نے اطاعت اختیار کرنے پر ان کے بیٹوں کو بطور ریغمال طلب کیا اور اس نے وفاداری کرنے ان سے قسمیں طلب کیں اور ابو یحییٰ زکریا ہوارہ سے خراج لینے کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا جسے ان فتنوں کی مدت میں انہوں نے مختص کر لیا تھا اور اولاد ابو اللیل اور ان کے حلیف جو حکیم قبیلے سے تھے اس کے ساتھ گئے یہاں تک کہ اس نے اپنا خراج لیا اور اپنی عملداری کے علاقوں میں گھوما اور پھر الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور وہ سلطان کے پاس گئے تاکہ اس سے فوج لے کر بلاد الجریڈ سے حسب عادت اپنا خراج وصول کریں پس سلطان نے اس کام کے لئے ان کے ساتھ اپنے بیٹے ابو فارس کو بھیجا اور وہ اس کے ساتھ ان کے قبائل میں گئے اور ان سے پہلے ابن مزنی اور ابن یملول اور یعقوب بن علی بکثرت ان کے ساتھ خط و کتابت کرتے تھے اور انہیں انحراف اختیار کرنے اور حاکم تلمسان کی مدد کی دعوت دیتے تھے اور جب انہوں نے ابو زیان کو بسکرہ میں قید کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اولاد ابو اللیل کی رگوں میں مخالفت نے جوش مارا تو وہ یعقوب بن علی سے تعلق پیدا کرنے کی طرف مائل ہوئے کیونکہ انہیں حاکم تلمسان کے ساتھ آپ نے بات کی مضبوطی اور افریقہ کے مضافات پر دوبارہ غلبہ پانے سے مایوسی ہو چکی تھی پس انہوں نے امیر فارس کو قفسہ میں اس کی امن گاہ تک پہنچانے کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور الزاب کی طرف اپنے قبیلوں میں چلے گئے۔

پس انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا اور وہ یعقوب اور ابن مزنی سے بھی ملے اور ان کے پاس ابی حمو کا ایلچی پیغام لے کر آیا کہ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتا اور امیر ابو زیان انہیں چھوڑ کر اسی راستے پر چلا گیا اور انہیں اپنی حکومت سے پیٹھ پھرنے پر دوبارہ ندامت ہوئی اور یعقوب نے انہیں دوبارہ سلطان سے گفتگو کرنے پر آمادہ کیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو الفرج بن ابی عبد اللہ محمد بن ابی جلال کے ساتھ بھیجا تو اس نے انہیں قبول کیا اور ان سے اچھی طرح درگزر کیا اور اس نے اپنے بھائی یحییٰ کو انہیں امان دینے اور ان سے انس پیدا کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے ان پر ان کی توقع سے بھی بڑھ کر ان کی رضامندی کے لئے خرچ کیا اور کامیابی اور غلبہ آپس میں باہم ملے گئے۔

ابن یملول کے بیٹے کا توزر پر غلبہ اور توزر کا امن سے واپس ہونا: قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب یحییٰ بن یملول بسکرہ میں فوت ہو گیا تو اس نے ابو یحییٰ کے نام ایک بچہ پیچھے چھوڑا اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس نے

۸۲ھ میں اعراب اور ریح مرد اس کی فوجوں کے ساتھ توزر پر کیسے چڑھائی کی اور جب اس کے بعد ۸۳ھ کا سال آیا تو سلطان اور کعب کی اولاد مہملہل کے درمیان ناراضگی پیدا ہو گئی اور اپنے صحرائی سرمائی مقامات میں آ گئے۔ پس ان کے امیر یحییٰ بن طالب نے اس بچے ابو یحییٰ کے متعلق بسرہ سے آدمی بھیجا اور وہ توزر کے میدان میں اپنے قبائل میں اتر ا اور بچے کو اس کے حصار میں پھینک دیا اور شہر کے نواح سے اس کے مددگار اور صحرائی عربوں کے اشراف اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے شہر پر چڑھائی شروع کر دی اور اس کے باشندوں سے جنگ شروع کر دی اور وہاں پر المنصر یحییٰ ابی بن طالب کے گھر بھاگ کر آیا تھا اور اس سے پناہ لی تھی پس اس نے اسے پناہ دی اور اسے اس کے مامن قفصہ میں پہنچا دیا جہاں کا عامل عبداللہ التریکی تھا اور ابن یملول نے توزر پر قبضہ کر لیا اور اس کے پاس جو کچھ تھا اور اس نے توزر کے ذخائر سے جو کچھ نکالا تھا عربوں کو عطیات دینے میں ختم کر دیا اور انہیں پورے ایک سال کا خراج زادہ بھی ادا کیا اور اس نے فوج کو درست کیا اور اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور اربص کی طرف کوچ کر گیا اور وہ اعراب کو دوست بنانا اور اولاد مہملہل جنگ کرنے کے لئے ان جیسے لوگوں اور ان کے دشمنوں اولاد ابو اللیل اور ان کے حلیفوں کو جمع کرتا یہاں تک کہ وہ سب کے محل میں اتر ا اور انہیں کئی روز تک آرام دیا یہاں تک کہ ہر جانب سے اسے مدد پہنچ گئی اور وہ توزر جانے کے ارادے سے اٹھا اور جب وہ قفصہ میں اتر ا تو اس نے اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ اور اس کے بیٹے امیر المنصر نے فوج کا سالار بنایا اور اس کے ساتھ صولہ بن خالد بھی اپنی قوم اولاد ابو اللیل کے ساتھ موجود تھا اور یہ ان کے پیچھے تیاری کر کے چلا اور جب اس کا بھائی اور اس کا بیٹا توزر پہنچے تو انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ خوب سختی کی پھر سلطان پہنچ گیا تو فوجوں نے اس کی اطراف سے حملہ کیا اور ایک روز شام تک اس سے جنگ کرتے رہے پھر انہوں نے صبح سویرے جنگ شروع کر دی اور ابن یملول کا بیٹا اپنے ساتھیوں کو بے یار و مددگار چھوڑ گیا اور انہوں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اپنی جان بچاتے ہوئے عربوں کے خیموں میں گیا اور سلطان نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو اس کے دارالامارت میں پہنچا دیا اور خود قفصہ کی طرف واپس آ گیا پھر ۸۴ھ کے نصف میں وہاں سے تونس آ گیا۔

امیر زکریا بن سلطان کا توزر کا والی ہونا۔ پھر اگلے سال ابن یملول توزر پر چڑھائی کرنے کے لئے دوبارہ واپس آیا اور سلطان بھی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو وہ الزاب کی طرف واپس لوٹ گیا اور سلطان قفصہ میں آیا تو وہاں اس کا بیٹا المنصر اسے ملا اور اہل توزر نے المنصر کے حاجب ابو القاسم شہر زوری کی شکایت کی پس اس نے ان کی شکایت کو سنا اور خواص نے بھی اسے اس کی بد اخلاقی اور قبیح افعال کی اطلاع دی تو اس نے اسے قفصہ میں گرفتار کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال کر تونس لایا گیا تو اس بات سے المنصر ناراض ہو گیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ توزر کا والی نہیں بنے گا اور وہ سلطان کے ساتھ تونس گیا اور سلطان نے امیر زکریا کو توزر کا والی بنایا جو اس کے چھوٹے بیٹوں میں سے تھا کیونکہ وہ اس سے نجابت کے آثار دیکھتا تھا۔ پس اس کے بارے میں اس کی فراست درست نکلی اور اس نے اس کی حکومت سنبھالی اور اس کی خوب مدافعت کی اور اس نے عربوں کے بھاگ جانے والے قبائل اور ان کے امراء کے ساتھ موانست کی یہاں تک کہ اس کی حکومت بہتر ہو گئی۔

حاکم بجایہ امیر ابو عبد اللہ کی وفات: جب سلطان تونس فتح کے لئے چلا تو جیسے بیان ہو چکا ہے کہ اس نے بجایہ پر اپنے بیٹے محمد کو والی بنایا اور اس کا حاجب مقرر کیا اور اسے وصیت کی کہ وہ شہر کے لیڈر اور اہل خطارہ اور جوالیہ کے بحری بیڑے کے پہلے سالار اور ان کے تیر اندازوں کے سردار محمد بن ابی مہدی کی طرف رجوع کرے۔ پس امیر ابو عبد اللہ نے بجایہ میں نہایت شاندار طریق پر حکومت قائم کی اور ابن مہدی کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا پس وہ اس کے محلات میں چلتا پھرتا اور اس کی مہمات میں اسے کفایت کرتا اور سلطان کے احوال میں اس کی رضامندی کا خیال رکھتا اور امیر بھی اس کی اس بات کو سمجھتا اور اسے اس کا حق دیتا یہاں تک کہ ۸۵ھ کے اوائل میں موت نے اسے آلیا اور وہ اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور اس کے باپ کو تونس میں اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے اپنے بیٹے کی جگہ اس کے بیٹے ابو العباس احمد کے لئے بجایہ کی ولایت کے عہد کو نافذ کرنے کے لئے جلدی کی اور اس کی حکومت کا کفیل ابن ابی مہدی کو بنایا جو اس پر حاوی تھا اور اس کے باعث اس کے معاملات دستور ہو گئے۔

الزباب پر سلطان کی چڑھائی: میں نے کتاب کی تالیف کو ابن یملول کے ہاتھوں سے تو زکوہ واپس لینے تک پہنچا دیا ہے اور میں ان دنوں میں تونس میں مقیم تھا پھر میں ۸۴ھ کے نصف میں فرض کی ادائیگی کے لئے سمندری سفر کے ذریعے بلاد مشرق کی طرف گیا اور اسکندریہ اور پھر مصر میں اترا پھر ہمیں آنے والوں کی زبان سے مقرب کی خبریں ملنے لگیں اور سب سے پہلے ہمیں ۸۵ھ میں بجایہ میں اس امیر ابن سلطان کی وفات کی خبر ملی پھر اس کے بعد ۸۶ھ میں ہمیں الزباب کی طرف سلطان کی طرف چڑھائی کی خبر ملی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بںکرہ اور الزباب کا حاکم احمد بن مزنی اپنے عہد میں اطاعت کے معاملہ میں مضطرب تھا اور اکثر سالوں کا خراج ان عربوں کی مدافعت پر اعتماد کرتے ہوئے روک لیتا تھا جو الزباب کے نواح اور تلول کی حفاظت میں ہلاک ہو گئے تھے اور اس بارے میں اس کا اعتماد یعقوب بن علی اور اس کی زواودہ قوم پر تھا اور اس کے کچھ عجیب و غریب حالات حکومت کے حالات میں سو لکھے گئے ہیں اور ابن یملول نے اس کے شہر میں پناہ لی تھی اور اس کی فضا میں ایک بسیرا بنایا تھا اور اس نے اس کے مشورے اور مدد سے کئی بار تو زکوہ پر چڑھائی کی جس سے سلطان کو غصہ آ گیا اور اس نے اسے اپنے عزائم سے آگاہ کیا پھر وہ ۸۶ھ میں فوجوں کے جمع کرنے کے بعد الزباب جانے کے لئے تیار ہوا اور بنی سلیم کے عربوں سے دوستی کی پس وہ سب اس کے ساتھ چل پڑے اور وہ محض تیسہ سے گزرا پھر جبل اور اس کی طرف بہودہ شہر کی طرف چلا گیا جو الزباب کے مضافات میں سے ہے اور اس نے زواودہ اور ان کے ساتھی ریاحی قبائل کو بنی سلیم کی غیرت سے بںکرہ اور الزباب کی مدافعت کے لئے اکٹھا کیا کہ وہ شبل زواودہ میں سے بنی سراج کے سوا ان کے اوطان اور چراگا ہوں میں نہ چلے جائیں کیونکہ وہ سلطان کے طرفدار بن گئے تھے اور ابن مزنی اپنے وطن کے مخالفوں اور اپنی قوم کے جوانوں کے ساتھ نکلا پس انہوں نے اپنی فوجوں کے ساتھ بںکرہ کو بھڑ دیا اور فریقین ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور سلطان نے کئی روز تک ان سے جنگ کی اور وہ یعقوب بن علی سے بھی مراسلت کرتا رہا کیونکہ وہ اسے لالچ دیتا رہتا تھا کہ وہ ابن مزنی کے خلاف اس کی مدد کرے گا اور یعقوب اس کی قوم کو اس سے منحرف کر کے اور انہیں ابن مزنی کے ساتھ شامل کر کے اسے دھوکا دیتا رہا اور اس کی اطاعت قبول کرنے میں اسے رغبت دلاتا رہا اور اس

نے رباح کے ساتھ جنگ ختم کر دی یہاں تک کہ اسے جنگ کا موقع مل گیا تو سلطان نے اس کے مشورے کو قبول کر لیا اور ابن مزنی اور رباح نے اس سے نگاہ پھیر لی اور اس نے اس کی اطاعت اور اس کا معین خراج قبول کر لیا اور وہ واپس لوٹ آیا اور اس کے پاس سے گزرا پھر قسطنطین آیا اور وہاں آرام کیا پھر تونس کی طرف کوچ کر گیا اور ۸۶ھ کے نصف میں وہاں پہنچ گیا۔

قابس کی طرف سلطان کی چڑھائی: سلطان نے ۸۱ھ میں قابس کو فتح کر کے اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور وہاں سے بنی مکی کو بھگا دیا پس یہ طرابلس کی طرف گیا اور ان کے بڑے سردار عبدالملک اور عبدالرحمن جو اس کے بھائی احمد کا لڑکا فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا یحییٰ حج کے لئے چلا گیا اور عبدالوہاب نے تو زریں اقامت اختیار کر لی پھر وہ اپنے ملک کے متعلق کوشش کرتا ہوا جہاں قابس کی طرف لوٹ آیا اور اس کا یہ کام اس وجہ سے درست ہو گیا کہ اہل شہر کی ایک جماعت نے وہاں کے عامل یوسف بن الابرار پر اس کی بدکرداری اور بری سیاست کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا پس انہوں نے ابن مکی کے پیروکاروں کی ایک جماعت کو قابس کے مضامات اور اس کی بستیوں میں داخل کیا اور ان سے وعدے کئے پس وہ اپنی معیاد مقررہ پر آئے اور عبدالوہاب بھی ان کے ساتھ تھا اور انہوں نے دروازے میں گھس کر دربان کو قتل کر دیا اور ابن الابرار کو ۸۲ھ میں اس کے مسکن پر قتل کر دیا اور عبدالوہاب نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اپنے اسلاف کی طرح وہاں خود مختار بن گیا اور اس کا بھائی یحییٰ مشرق سے آیا تو اس نے کئی بار اس سے شہر کی حکومت لینے کے لئے اس پر چڑھائی کی مگر وہ اسے نہ ملی اور وہ الحامہ کے حاکم کے ہاں اترا اور اس کے ہاں قیام کر کے اس سے شہر کی حکومت لینے کی کوشش کرنے لگا پس عبدالوہاب نے الحامہ کے حاکم کو پیغام بھیجا اور اسے مال دیا کہ وہ اسے اس پر قابو دے دے تو اس نے اسے اس کی طرف بھیجا تو اسے بعض عروسیوں نے قید کر لیا اور وہ سلطان کو اطاعت کے متعلق ورغلانے لگا اور الضاحیہ کے اعراب میں جو ذتاب وغیرہ سے تھے اپنا مال خرچ کرنے لگا تا کہ وہ اس کی موافقت کریں اور اس نے اس خراج کو بھی روک لیا جو وہ اطاعت کے ایام میں سلطان کو ادا کرتے تھے اور سلطان اپنی فکر مندی میں ان سے غافل تھا۔

پس جب وہ افریقہ اور الزاب میں اپنے مشاغل سے فارغ ہوا تو اس نے ۸۹ھ میں اپنی فوج تیار کرنے کے بعد اس پر چڑھائی کی اور عربوں میں اپنے دوست بنائے اور انہیں عطیات دیئے اور قابس میں اترا اور اس نے اس کے محاصرے کے لئے ہتھیار جمع کئے اور اس کے نواح کو لوٹا اور اس سے جنگ کرتا ہوا اس کی کھجوروں کے درختوں کو کاٹتا ہوا اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ بہت سے لوگوں کو واضح طور پر واپس لے آیا اور اس کے میدان میں خواہش موجہیں مارنے لگی اور وہ درختوں کے درمیان گھنے سایوں میں اس کے روپوش ہونے اور نقصان کی وجہ سے اسے مضمر صحت خیال کرنے لگے پس وہ گند جسے وہ وہاں دیکھا کرتا تھا اللہ کی رحمت سے ختم ہو گیا اور بسا اوقات بیماریوں سے بھی جسم تندرست ہو جاتے ہیں اور جب ان کا محاصرہ شدت اختیار کر گیا اور ابن مکی کو اپنے محصور ہو جانے کا خیال آیا تو اس نے سلطان سے اس کی رضامندی اور امان طلب کی تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے امان دے دی اور اپنے بیٹے کو اطاعت اختیار کرنے اور خراج دینے پر رغبت بنایا اور سلطان نے اس کا محاصرہ چھوڑ دیا اور تونس واپس لوٹ آیا اور ابن مکی کے

حالات درست ہو گئے یہاں تک کہ اس کا چچا بچی اس پر غالب آ گیا جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

المنصر کا تو زور میں اپنی حکومت کی طرف واپس آنا اور اس کے بھائی زکریا کا نطفہ اور نفرادہ کا حکمران ہونا: جن دنوں المنصر تو زور پر حکمران تھا، عرب اس کی سیرت کی تعریف کرتے اور اس کے ساتھ محبت کرتے اور اس کی پیروی کرتے تھے پس جب سلطان قابس سے واپس لوٹا تو وہ اس کے راستے میں کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس نے المنصر کو بلاد جرید کا والی بنا دیا اور جو بھی وہ اس کی عملداری تو زور میں آیا تو اس نے اس کی ولایت بنو مہملہ کو دے دی اور انہوں نے اپنی عورتوں کو اونٹنیوں کے کجادوں میں سوار کر لیا اور وہ ان کے منہ پر ہنہ کر کے ان کے ساتھ سلطان کو ملے کہ وہ دوبارہ المنصر کو تو زور بھیجے کیونکہ اس میں ان کا فائدہ ہے پس سلطان نے ان کی بات کو قبول کیا اور اسے تو زور کی طرف واپس کر دیا اور اس نے اپنے بیٹے زکریا کو نطفہ کی طرف منتقل کر دیا اور اس کے ساتھ نفرادہ کی عملداری بھی شامل کر دیا پس وہ وہاں گیا اور اس نے وہاں جا کر خوب کام کیا اور قوت حاصل کیا جس کا لوگوں میں چرچا ہوا اور اس کی ولایت ۹۰ھ کے آغاز میں تھی۔

قسطیطہ کے حاکم امیر ابراہیم کی زواوہ کے ساتھ جنگ اور یعقوب بن علی اور امیر ابراہیم کی وفات: زواوہ کو قسطیطہ میں حسب مراتب مقررہ عطیات ملتے تھے اور سلطنت کے خاتمہ کے ساتھ ان کے ہاتھوں میں تلوار اور الزاب کے کچھ شہر زائد آ گئے تھے اور اس عہد میں حکومت کا حلقہ تنگ ہو گیا اور خراج بھی کم ہو گیا اور عرب میل میں اپنے شہروں میں اپنی اراضی کا شت کرنے لگے اور اس کے خراج کا خیال نہ رکھتے پس ان کے خراج روکنے سے آمدنی کم ہو گئی اور ان کی اطاعت میں خرابی پیدا ہو گئی اور ان کے ہاتھ فساد اور لوٹ مار کرنے لگے اور جب امیر ابراہیم اپنی باپ کی رکاب میں اپنی چڑھائی سے قابس کی طرف لوٹا تو سالوں سے اس کے خراج میں کمی آ گئی تھی اور وہ انہیں وعدوں سے بہلانے لگا پس جب وہ قابس سے لوٹا تو وہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس سے اپنا عطیہ مانگا تو وہ ان پر سوار ہو گیا اور واپسی پر اس کے پاس ابن علی آیا تو اس نے اسے کہا کہ عربوں کے مطالبات میں انصاف سے کام لو تو اس سے منہ پھیر لیا اور ایک طرف چلا گیا اور اسے چھوڑ دیا اور اس نے عربوں میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کیا اور اس سے اس کا مقصد اس کے دشمنوں کو جمع کرنا تھا پس اولاد سباع بن یحییٰ اور ان کے ذوی بانی اور ریاحی بدوؤں میں سے بہت سے آدمیوں نے اسے جواب دیا اور یعقوب سے نکل کر نفاوس میں اترے اور وہاں قیام کیا اور اس کی قوم تلوار قسطیطہ میں لوٹ مار کرنے لگی اور کھیتوں کو اجاڑنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے عوام کے اموال کا صفایا کر دیا اور وہ لتھڑے ہاتھوں اور بو جھل کر کے ساتھ اس کے ساتھ جا ملے پھر اسے بیماری لاحق ہو گئی اور وہ ۹۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے جسم کو مسکراہ لاکر دفن کر دیا گیا اور اس کی جگہ اس کی قوم میں اس کا بیٹا محمد کھڑا ہوا اور مسلسل سرکشی پر قائم رہا اور ۹۱ھ کے نصف میں کی طرف گیا اور امیر ابراہیم نے اس کے زواوہ دی دشمنوں سے دوستی کر لی اور ستہ بن عمر نے جو یعقوب بن علی کا بھائی تھا اولاد عائشہ ام عمر کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور اس کا بھائی صمیٹ اس کی مخالفت میں محمد بن یعقوب کی طرف چلا گیا اور انہوں نے امیر ابراہیم کے ساتھ جنگ کی پس انہوں نے اسے شکست دی اور ابوسہ قتل ہو گیا پھر سلطان نے ان سے جنگ کرنے کے لئے اکٹھا کیا

اور انہیں سے دیا اور اس سال انہیں ان کے گرامائی مقام میں آنے سے روک دیا اور وہ اپنے سرمائی مقامات میں چلے گئے اور اس کے بعد التلول کی طرف آنے سے در ماندہ ہو گئے اور انہوں نے گرمی کا موسم الزاب میں گزارا اور وہاں سے سرمائی مقامات آ گئے اور ان کے پاس خوراک ختم ہو چکی تھی اور انہوں نے الزاب کے نواح میں کھیتوں کو اجاڑ دیا اور قریب تھا کہ ان کے اور ابن مزنی کے درمیان جو اس فتنہ کے خلاف انہوں نے مدد کی تھی اس کا معاملہ خراب ہو جاتا پھر وہ التلول کی طرف چلے گئے اور امیر ابراہیم نے اسے اپنے سے دور کرنے کے لئے اکٹھ کیا اور اسی دوران میں اسے ایک بیماری لاحق ہو گئی اور وہ ۹۲ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی اور محمد بن یعقوب بسرعت تمام قسطنطیہ کے نواح میں گیا اور وہاں اطاعت کا اظہار کرتے اور مخالفت سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے فروکش ہو گیا اور اس نے اہل شہر میں امان اور امارت کا اعلان کر دیا۔

پس رعایا اور راستوں کے احوال درست ہو گئے اور انہوں نے سلطان کے پاس تونس میں امان اور رضامندی طلب کرتے ہوئے آدمی بھیجا پس اس نے انہیں امان اور اپنی رضامندی دے دی اور اس نے ابراہیم کی جگہ اس کے بیٹے کو قائم کیا اور اسکی کفالت اور اس کی حکومت کے قیام کے لئے الحضرة سے اپنے غلام بشیر کے لڑکے محمد کو بھیجا پس اس سے قسطنطیہ کی حکومت کو سنبھالا اور اس کے احوال درست ہو گئے۔

افرنجی نصاریٰ کی مہدیہ سے جنگ: فرنجی قوم بحر روم کے پرے شمال میں رہتی تھی اور رومی حکومت کے خاتمہ کے بعد انہیں غلبہ اور حکومت حاصل ہو گئی تھی پس انہوں نے اس کے جزائر اور سرانیہ، میورقہ اور صقلیہ پر قبضہ کر لیا اور ان کے بحری بیڑوں نے اس کی فضا کو پر کر دیا اور انہوں نے سواحل شام اور بیت المقدس کی طرف آ کر ان پر قبضہ کر لیا اور اس سمندر میں دوبارہ ان پر غلبہ کا دبدبہ چھا گیا حالانکہ اس میں مسلمانوں کا دبدبہ تھا اور موحدین کی حکومت کے آخر تک اس کے بحری بیڑوں اور جہازوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا پس فرنج نے ان کو مغلوب کر لیا اور دوبارہ ان کو غلبہ حاصل ہو گیا اور مقرب کے بحری بیڑے ایک زمانے تک اس سے دور رہے پھر فرنج کی ہوا اکٹھ گئی اور افرنسہ میں ان کی حکومت کے مرکز میں کھلبلی مچ گئی اور اہل برشلونہ، جنوہ اور بادقہ وغیرہ کی افرنجی نصرانی پارٹیاں منتشر ہو گئیں اور کئی حکومتیں بن گئیں اور سواحل افریقہ کے شہروں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کے بہت سے عزائم پورے ہو گئے اور اہل بجایہ نے تیس سال سے اس کا آغاز کر دیا ہوا تھا پس سمندری غازیوں کا ایک طائفہ اکٹھا ہو جاتا اور وہ بحری بیڑے کو انتخاب کرتے پھر اس کے لئے بہادر جوانوں کو منتخب کرتے پھر اس پر سوار ہو کر غفلت کے وقت سواحل افرنج اور ان کے جزائر کی طرف چلے جاتے اور جو کچھ وہاں سے ملتا اسے اچک لیتے اور کافروں کا بحری بیڑوں سے جنگ کرنے اور اکثر انہیں غلبہ حاصل ہو جاتا اور یہ غنائم اور قیدیوں کے ساتھ واپس لوٹتے یہاں تک کہ بجایہ کی مغربی سرحدوں کے سواحل ان کے قیدیوں سے بھر گئے اور جب وہ اپنی حاجات کے لئے منتشر ہوتے تو شہروں کے راستے زنجیروں اور بیڑیوں کے زور سے گونج اٹھتے اور وہ ان کا بہت گراں فدیہ مانگتے جس کی ادائیگی اس کے لئے مشکل ہوتی پس یہ بات فرنجی قوم کو گراں گزری اور ان کے دل ذلت اور حسرت سے لبریز ہو گئے اور وہ اس کے بدلہ سے عاجز آ گئے اور باوجود دوری کے انہوں نے

سلطان کے پاس افریقہ میں شکایت کی مگر وہ اس کے سننے سے بہرہ ہو گیا اور انہوں نے آپس میں اپنے حصول اور غالب آنے والے جوانوں کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے اور ان سے بدلہ لینے کے لئے ایک دوسرے کو پکارا اور ان کی تیاری کی خبر سلطان تک پہنچ گئی تو اس نے اپنے بیٹے ابو فارس کو اہل نواحی کو جمع کرنے کے لئے بھیجا نیز یہ کہ وہ بحری بیڑے کی نگرانی کرے اور جزو اور برشلونہ اور ان کے پرے کے بحری بیڑے اکٹھے ہو گئے اور ان کے پڑوس میں نصرانی اقوام تھیں اور وہ خواہ سے چلے اور ۹۲ھ کے وسط میں مہدیہ کی بندرگاہ میں اترے اور غفلت کے وقت رات کو وہاں آ گئے اور وہ راستہ خشکی کی جانب سے سمندر میں یوں داخل ہوتا تھا جیسے منہ سے باہر نکلی ہوئی زبان ہوتی ہے۔

پس وہ وہاں لنگر انداز ہو گئے اور انہوں نے پہلے راستے کے پاس اس کے اور خشکی کے درمیان لکڑی کی دیوار بنا دی یہاں تک کہ وہ ان کی حکومت کی پناہ گاہ بن گئی اور اس کے اوپر انہوں نے برج بنائے اور انہیں جانبازوں سے بھر دیا تا کہ وہ شہر کے جانبازوں اور مسلمانوں کے شہروں سے ان کے پاس آنے والوں سے اچھی طرح لڑ سکیں اور انہوں نے لکڑی کا ایک برج قلعے کی طرف بنایا جو پناہ گاہ کی پناہ گاہ دیواروں پر جھانکتا تھا تا کہ ان کی مصیبت بڑھ جائے اور اہل شہر قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے بڑی دلجمعی اور ثواب کے حصول کی خاطر ان سے جنگ کی اور شہر کے نواح سے ان کے پاس فوج بھی آ گئی اور ان کے درمیان فرنجی حائل ہو گئے اور یہ خبر سلطان کو بھی مل گئی تو وہ فکر مند ہو گیا اور اس نے اس کی امداد کے لئے پے درپے فوجیں بھیجیں پھر اس کا بھائی ابو زکریا بھیجی اور باقی ماندہ بیٹے موجودہ فوج کے ساتھ اس دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلے اور اعراب کے جنگجو وغیرہ بھی آ گئے اور اس کے میدان میں جمع ہو گئے جہاں ان کے مسلمانوں کے درمیان جنگ جاری تھی جس سلطان کے بیٹے بڑے نمایاں تھے اور اگر الہی حمایت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ امیر ابو فارس مشکل میں پھنس جاتا پھر شہر کی فصیلوں سے ان پر پتھر تیر اور پٹرول پڑا اور سمندر کی طرف جھانکنے والا برج جل گیا پس وہ اس کے جلنے سے غمگین ہو گئے پھر دوسرے دن اپنے بحری بیڑے پر سوار ہو کر اپنے ملک کو چلے گئے اور اہل مہدیہ ایک دوسرے کو نجات کی خوشخبری دیتے ہوئے اور امراء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر نکل آئے اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو ان کے غصے سمیت واپس کر دیا اور انہوں نے کوئی حاصل نہ کی اور فوجوں کو اللہ ہی جنگ کے لئے کافی ہو گیا اور امیر ابو یحییٰ نے فصیلوں کی مرمت کا حکم دے دیا اور ان کی خرابی کو درست کر دیا گیا اور وہ تونس کی طرف واپس آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادے کو پورا کیا اور انہیں اپنے اور ان کے دشمن پر کامیابی دی۔

قفصہ کی بغاوت اور اس کا محاصرہ: سلطان ابو العباس نے قفصہ پر قبضہ کرتے وقت اپنے بیٹے امیر ابو بکر کو اس کا والی بنایا اور اس کی خدمت کے لئے اپنی حکومت کے آدمیوں میں سے عبد اللہ الزکی کو کھڑا کیا جو ان کے دادا سلطان ابو یحییٰ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا پس اس نے اس کی حکومت کو منظم کیا اور ایک سال تک وہاں رہا پھر وہاں کی امارت سے الگ ہو گیا اور ۸۲ھ میں اس کے باپ کے پاس تونس آ گیا پس سلطان نے قفصہ کی حکومت عبد اللہ الزکی کو دے دی اور اسے اس اعتماد پر وہاں والی مقرر کیا کہ وہ اس کے امور کو سرانجام دے سکے گا اور وہ اپنی وفات تک جو ۹۴ھ میں ہوئی وہاں کا والی رہا اور سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو والی بنایا اور اس کے بھائی بھی تھے جو بہت زبردست تھے پس

اس پر ایسی مصیبت نہیں آئی جیسے اس کی قوم پر آئی اور سلطان نے اُسے ملک کی حکومت پر باقی رکھا پس ان بھائیوں نے اپنے کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اور انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر لیا اور سرکشی کا اظہار کیا پھر شہر کے بڑے آدمیوں نے اسے بنی عبداللہ الزبکی سے بیزار کی کے اظہار پر آمادہ کیا کیونکہ انہیں ان کے متعلق شک تھا کہ وہ دوبارہ سلطان کی اطاعت کر لیں گے پس اس نے ان پر حملہ کیا اور انہیں باہر نکال دیا اور ان کا صفایا کر دیا اور اپنی قوم کی طرح خود مختار رئیس بن بیٹھا پھر اس نے اپنی فوجوں کو جمع کیا اور اعراب سے دوستی کی اور بہت عطیات دیئے اور قفصہ پر حملہ کر دیا اور ۹۵ھ کے نصف میں اس کے میدان میں جا اترے اور انہوں نے بھی تیاری کر لی اور قلعہ بند ہو گئے پس اس نے ان کے ساتھ مسلسل جنگ کی اور انہیں عذاب کا مزہ چکھایا اور اس کی رسد بند کر دی اور ان کا گلا گھونٹ دیا پھر اس نے ان کی کھجوروں کو کاٹ دیا یہاں تک کہ ان کے تنے گر گئے اور میدان کھلا ہو گیا اور ان کا گلا گھٹ گیا۔

پس ان کا شیخ دیندین سلطان کے پاس اپنے شہر اور قوم کی صلح کے لئے آیا تو اس نے اس سے دھوکہ کیا اور اسے اس امید پر قید کر دیا کہ وہ شہر پر قبضہ نہ کرے اور بنی العابد کا ایک آدمی جس کا نام عمر بن حسن تھا ان کی مصیبت کے ایام میں قفصہ سے چلا گیا اور مقرب میں بہت دور تک چلا گیا۔ پھر واپس آ کر الزاب کی اطراف میں اتر گیا اور جب دیندین قفصہ میں مستقل حاکم بن گیا تو وہ اس کے پاس آیا تو اس نے کئی روز تک اسے اپنے ساتھ رکھا پھر اسے اس کے متعلق شک پیدا ہو گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور قید کر دیا پس جب سلطان نے اس سے دھوکہ کیا تو مشائخ نے اکٹھے ہو کر اسے امارت دے دی اور انہوں نے عربوں کی طرف آدمی بھیجے جو ان سے اپنے ان ذخائر کے متعلق مہربانی کے طالب تھے جو ان کے پاس پڑے تھے اور انہوں نے ان کو اموال دیئے۔ پس صولہ بن خالد بن حمزہ امیر اولاد ابو اللیل نے ان کے دفاع کی ذمہ داری سنبھالی اور اپنی فوج کے ساتھ شہر کے باہر سے سلطان پر چڑھائی کرنے گیا اور اس کے عرب مددگار جیات میں اپنے اونٹوں کے لئے گھاس تلاش کرنے کے لئے اس سے بہت دور چلے گئے پس اس سے اس بات نے خوفزدہ کر دیا کہ صولہ اپنی قوم میں اپنے جھنڈے کے ساتھ نکلا ہے پس وہ بھاگ گیا اور اس کی قوم نے اس کی اتباع کی اور وہ اپنے بیٹوں اور خواص کے ساتھ مسلسل ان پر حملے کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے ان کو ایڑیوں کے بل واپس لوٹا دیا اور وہ بسرعت تمام تونس کی طرف چلا گیا اور وہ بھی اس کے تعاقب میں تھے مگر وہ تلواریں اور نیزے مارنے کے سوا اس سے ایک رسی بھی حاصل نہ کر سکے یہاں تک کہ وہ الحضرہ پہنچ گیا پھر صولہ اپنے کئے پر پچھتایا اور سلطان سے اپنی اطاعت کے متعلق مراسلت کی مگر وہ نہ مانا اور ۹۶ھ میں اپنے سرمائی مقام کی طرف آ گیا اور ابن یملول نے صولہ کو بلایا اور اسے تو زر کے محاصرہ پر آمادہ کیا اور وہاں اس کے ساتھ اپنی قوم کو بھی اتارا پس امیر المنصر بن سلطان ان کے دفاع کے لئے آیا یہاں تک کہ یہ ناامید ہو گئے اور ان کی آراء میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ تو زر سے الگ الگ ہو کر چلے آئے اور صولہ گرمی گزارنے کے لئے شمال چلا گیا اور اس نے سلطان کو دوبارہ اپنی اطاعت کے متعلق رغبت دلائی اور جب سلطان قفصہ سے بھاگا تھا دیندین نے اسے اس جانب میں چھوڑ دیا تھا۔ پس جب وہ تونس پہنچا تو اہل قفصہ نے اسے واپس آنے کے لئے پیغام بھیجا تو اس کے بعض پیروکاروں نے انہیں جواب دیا اور وہ شہر میں داخل ہو گیا پس عمر بن العابد نے جلدی سے اسے اس مکان میں پکڑ لیا جہاں

وہ اتر اٹھا اور اسے قتل کر دیا اور وہ قفسہ کا خود مختار سردار بن گیا اور اہل قفسہ سلطان کے حملہ اور نافرمانی کے برے انجام سے ڈر گئے پس انہوں نے سلطان کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیج دی اور اس نے ان پر اپنے عامل کے آنے کی شرط لگائی یہ ہماری ان کے متعلق آخری اطلاع ہے۔

عمر بن سلطان کی سفاقت پر حکمرانی اور وہاں سے قابض اور جزیرہ جربہ پر اس کا قبضہ کرنا: امیر عمر بن سلطان قسطنطینہ کے امیر ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا اور یہ اپنے بھائی ابراہیم کی کفالت میں رہتا تھا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا سلطان کے پاس چلا گیا اور یہ اس کے پاس قیام پزیر ہو گیا اور جب شیخ طرابلس ابو بکر بن ثابت کی وفات کے بعد اس کی قوم پریشان ہو گئی اور ان کا رئیس ابن خلف سلطان کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ اپنے بیٹے عمر کو ۹۲ھ میں طرابلس کے محاصرہ کے لئے بھیجا اور اس نے ایک سال تک ان کا محاصرہ جاری رکھا اور اس کی رسد بند کر دی یہاں تک کہ وہ اکتا گئے اور یہ خود بھی طویل قیام سے اکتا گیا پس انہوں نے اسے ٹیکس ادا کیا تو یہ ۹۵ھ میں اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور اسے قفسہ کے ارد گرد چکر لگاتا ملا جب لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور وہ راستے میں جربہ کے پاس سے گزرا اور اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اس کے باپ کے عامل نے جو مغربی موالی میں سے تھا اسے داخل ہونے سے روک دیا تو اس نے اس بات سے برا منایا اور اپنے باپ کے پاس شکایت کی تو اس نے اسے سفاقت کا والی بنا دیا اور اس کے ساتھ برجہ کی ولایت کا وعدہ کیا اور یہ سمندر پار کر کے جزیرہ جربہ میں پہنچا اور وہاں کے تمام قبائل اس کے ساتھ مل گئے اور منصور عامل اس کے قلعے میں جسے افرنج کی زبان میں قشتیل کہتے تھے قلعہ بند ہو گیا یہاں تک کہ اس نے سلطان سے خط و کتابت کی پس اس نے اسے حکم دیا کہ وہ قلعے سے اپنے بیٹے پر قابو دے دے اور جزیرہ سے الگ ہو جائے۔ پس وہ وہاں خود مختار ہو گیا پھر امیر عمر شاہ قابض کی طرف گیا اور الحامہ کے باشندوں سے اس معاملے میں سازبازی تو انہوں نے اس بات کو قبول کیا اور ۹۶ھ میں اپنی فوجوں سمیت اس کے ساتھ چل پڑے پس اس نے اس پر شب خون مارا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے رئیس یحییٰ بن عبد الملک کی کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور قابض سے بنی مکی کی حکومت کا انتہہ ہو گیا اور وہاں امیر عمر خود مختار حاکم بن گیا۔

سلطان ابو العباس کی وفات اور اس کے بیٹے ابو فارس عزوز کی حاکمیت: سلطان ابو العباس کو نفرس کا پرانا درد تھا اور اکثر سفروں میں اسے نچروں پر سوار کرایا جاتا پھرتا آخری عمر میں مرض شدت اختیار کر گیا اور ۹۶ھ میں وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا اور اس کا بھائی زکریا حکومت میں اس کا معاون اور اس کے بعد ولی عہد تھا اور اس کا بیٹا محمد بونہ کا والی تھا پس اس نے پہلے اپنی امارت کو چھوڑ دیا اور سلطان کے بہت سے لڑکے تھے جو اپنے باپ پر زیادتی کرتے تھے اور اپنے چچا زکریا سے ناراض تھے اور اپنے باپ کے بعد اس کے حملہ سے ڈرتے تھے پس جب سلطان قریب المرگ ہوا تو وہ اپنے چچا سے زیادہ گھبرانے اور خوف کھانے لگے اور سلطان نے اپنے عہد میں ان کے بڑے بھائی کو قسطنطینہ بھیجا تو وہ اس کی موت سے پہلے ان کے پاس چلا گیا اور اس کے بعد باقی بھائی اپنے بڑے بھائی ابو فارس عزوز کے پاس جمع ہو گئے پس انہوں نے اپنے چچا زکریا کو اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ اپنے بھائی کی عیادت کے لئے آیا اور اسے ایک کمرے میں بند کر

دیا اور اس پر پہرہ لگا دیا اور سلطان اس کے تین روز بعد فوت ہو گیا تو انہوں نے ۴ شعبان ۸۶ھ کو اپنے بھائی ابو فارس کی بیعت کرنی اور اہل شہر خواہ وہ سردار تھے یا عوام اس کی بیعت کو جوق در جوق آئے اور اس کی بیعت مکمل ہو گئی اور اس نے حکم دیا کہ اس کے چچا کے گھر جو اموال اور ذخائر ہیں انہیں اٹھا کر اس کے محل میں لے جایا جائے یہاں تک کہ اس نے سب کچھ لے لیا اور قید خانے میں اس پر سختی کی گئی اور وہ اپنی سلطنت کے سنبھالنے کے لئے کمر بستہ ہو گیا اور اس نے اپنے بعض بھائیوں کو افریقہ میں اپنی عملداریوں کے منابر کا والی بنایا اور اس نے اپنے بھائی اسماعیل کی تونس کی حکومت کے قیام میں مدد کی اور یقینہ بھائیوں کو شوریٰ اور مذاکرات کے مقام میں اتارا اور اسکے بھائی المنصر کو توزر میں خبر ملی تو اس کی حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ الحامہ چلا گیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا اور اسی طرح اس کا بھائی زکریا نقطہ میں تھا پس وہ جبال نفزادہ میں چلا گیا اور اس کا بھائی ابو بکر جب اپنے باپ کی وفات سے اپنے باپ کی ولایت کے لئے قسطنطینہ گیا اور بونہ سے گزرا تو وہاں کے امیر محمد نے جو اس چچا زکریا کا بیٹا تھا اس کی بہت عزت کی اور وہ قسطنطینہ چلا گیا تو وہاں کے ذمہ دار لوگوں نے اس سے سلطان کی چٹھی طلب کی تو اس نے انہیں وہ چٹھی پڑھادی تو انہوں نے اس کے لئے دروازے کھول دیئے تو وہ اس میں داخل ہو کر اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور وہ سلطان ابو فارس عبدالعزیز کا جو اپنے باپ سلطان ابو العباس بن سالم کی وفات کے بعد جو صفر کے مہینے میں ہوئی، مقرب کا متولی بنا مخلص دوست تھا اور وہ اس کے پاس اس کی شان کے مناسب ہدایا اور تحائف لے کر گیا پس جب وہ مسیلہ پہنچا تو اس کے بھیجے والے نے اسے سلطان کی وفات کی خبر بھیجی اور امیر ابو بکر نے قسطنطینہ سے اسے اپنے پاس واپس آنے کا اشارہ کیا پس وہ اپنے تحائف کے ساتھ واپس آ گیا اور اس کے پاس مقیم ہو گیا اور یہ صحیح واقعات ہیں جو ان کے حالات کے متعلق ہم تک پہنچے ہیں۔

امراء بکسرہ بنی مزنی اور الزاب کے حالات: اس عہد میں بکسرہ الزاب کو روندنے کے لئے ہیڈ کوارٹر کی حیثیت رکھتا ہے اور مقرب میں اس کی حد قصر الدون سے لے کر مشرق میں ہولہ اور بارس کے محلات تک ہے اور اس کے اور الحضر کے درمیان جبل حاتم مقرب سے برقہ کے سامنے تک حد فاصل ہے اور اس کے مشرق میں جبل اور اس ہے جو اس میدان میں قبلہ سے اندر کی طرف چوڑائی میں پھیلا ہوا ہے اور یہ ایک مشہور پہاڑ ہے جس کے حالات اس کے بعض باشندوں کی زبانی آگے بیان ہوں گے اور الزاب ایک بڑا علاقہ ہے جو متعدد بستیوں پر مشتمل ہے جو ایک دوسرے کے پڑوس میں اکٹھی آباد ہیں اور ان میں ہر ایک بستی الزاب کے نام سے مشہور ہے اور ان میں سب سے پہلی بستی زاب الدون ہے پھر زاب طلوق پھر زاب ملیان اور زاب بکسرہ اور زاب لمبودہ اور زاب بادس ہے اور بکسرہ ان سب بستیوں کی ماں ہے اور غالبہ اور کے بعد قہیم زمانے میں ان کے مشائخ بنی رسان کے مملوک قلعہ تھا جو یہاں کے باشندوں میں سے تھے کیونکہ وہی اس کے اکثر باشندے تھے اور انہوں نے اس کی جاگیروں پر قبضہ کیا ہوا تھا اور ان میں سے بن ابی رسان کی بہت شہرت تھی اور بسا اوقات انہوں نے صاحب قلعہ بلکین بن محمد بن حماد کی اطاعت کو ۴۵ھ میں چھوڑ دیا اور شہر پر غلبہ حاصل کر کے اس میں محفوظ ہو گئے اور اس امر میں جعفر بن ابی امانہ نے بڑا پارٹ ادا کیا اور ان کے ساتھ ضہاجہ کی فوجوں نے خلف بن ابی حدیدہ کی نگرانی میں جو حکومت کا پروردہ تھا جنگ کی۔ پس اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں اٹھا کر قلعہ کی

طرف لے گیا اور بلکین ان سب کو قتل کر دیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے انہیں عبرت بنادیا اور اس نے وہاں کے اہل میں سے بنی سندی کو شوریٰ کا ممبر بنایا اور ان میں سے عروس نے حکومت کے سکنے اور اس کی ہوا اکھڑ جانے کے بعد حکومت کی اطاعت میں خلوص دکھایا اور اسی نے المنصر بن حوز زبانی پر اس کے مشرق سے پہنچنے پر حملہ کیا اور اسے اس کی قوم مغرادرہ کے سلطان کے پاس آیا اور اس نے بنی عدی اور بنی ہلال کو بھڑکایا تو سلطان نے اس کے ساتھ تدبیر کی اور اسے الزاب اور ریفہ کے نواح میں جا گیر دے دی اور عروس کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی سازش کی اور اس نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہم اہل حماد کے حالات میں بیان کر آئے ہیں اور بنی سندی کی ریاست افریقہ میں امرائے ضہاجہ کے خاتمہ کے ساتھ ختم ہو گئی اور موحدین کی حکومت آگئی اور بنی زیان کے گھرانے کو شہرت حاصل ہو گئی اور بنو مزنی، اعراب کے دوستوں میں سے تھے۔ جو پانچویں صدی میں بنی ہلال بن عامر کے ہر اول حلیف بن کر افریقہ پہنچے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ان کے دُعم میں ان کا نسب زیان میں ہے جو فزارہ سے تعلق رکھتا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ لطیف میں شامل ہیں پھر بنی جزئی بن علوان بن محمد بن لقمان بن خلیفہ بن لطیف سے ہیں اور ان کے باپ کا نام مزنہ بن قفل بن مجاہد بن جزئی تھا اور اس نے کی یہی تلقین کی تھی اور اسی بات کی گواہی موطی نے دی ہے کیونکہ الزاب کے تمام باشندے ان گروہوں میں سے ہیں جو سفر سے عاجز آ گئے تھے اور فتح کے زمانے کے ابتدائی لوگ وہاں رہتے تھے انہوں نے ان کی مہمان نوازی کی اور وہ اس نصف کو چھوڑ کر فزارہ کی طرف جاتے ہیں کیونکہ اہل اور الزاب ان سے خراج لینے آئے تھے اور وہ اس بات سے برا مناتے ہوئے عجیب و غریب انساب کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور بسکرہ کی جس بستی میں سب سے پہلے ان کی آمد ہوئی اس کا نام خساس ہے پھر وہ بکثرت ہو گئے اور انہوں نے اہل بسکرہ سے بیابانوں اور پانیوں کی کثرت سے وافر حصہ لیا پھر وہ شہر کی طرف منتقل ہو گئے اور مکانات اور آسودگی سے متمتع ہوئے اور اس کے اہل سے شیریں اور تلخ کا حصہ لیا اور ان کے بڑے آدمی مشائخ سے ارباب شوریٰ میں شامل ہو گئے پھر بنو زیان نے ان کے اپنے ساتھ تو شامل ہونے سے برا منایا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو فضل کیا تھا اس کی وجہ سے ان پر حسد کیا اور انہیں اپنے آپ سے خوفزدہ کیا۔ پس ان کے درمیان کہنے کی آگ بھڑک اٹھی اور اس کی ابتداء افریقہ میں ابی حفص کے استقلال اور امیر ابو زکریا اور اس کے بیٹے سلطان المنصر کے زمانے میں تونس میں سلطنت کے چبوترے پر پہنچنے کے متعلق گفتگو سے ہوئی پھر انہوں نے جنگ کی اور شہر کی گلیوں میں ایک دوسرے پر حملہ کیا اور حکومت کا صاعیہ بنی زیان کے ساتھ انہیں شہر میں ملا تھا اور جب امیر ابو اسحاق نے اپنے بھائی محمد کے خلاف اس کی بیعت کے آغاز میں خروج کیا تھا اور زواوہ عربوں کے ساتھ جا ملا تھا۔ ان دنوں صحرا کے امیر موسیٰ بن محمد بن مسعود نے اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ بسکرہ اور بلاد الزاب کی زیارت کو آیا اور وہاں اپنی جماعت کو بٹھادیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ فضل بن علی بن احمد بن حسن بن علی بن حرنی اس کی دعوت لے کر کھڑا ہوا اور اہل شہر میں سے کچھ لوگوں نے اس کی اطاعت کا اعلان کر دیا اور لوگوں نے بکثرت اس کی اتباع کی پھر جلد ہی سلطان کی فوجوں نے انہیں آ لیا اور انہیں الزاب سے دور کر دیا۔

پس وہ فضل بن علی کے ساتھ چٹ گیا اور اس کے دامن سے وابستہ ہو گیا اور اندلس کی طرف جاتے ہوئے

راستے میں اس کی مصاحبت کی اور اس کے دار غربت میں بھی اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس کا بھائی المختصر فوت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے خلافت دے دی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جب اس کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور وہ تونس میں تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے فضل بن علی اور اس کے بھائی عبدالواحد کو ان کی خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے الزاب اور بلاد الجریڈ کا والی مقرر کیا نیز اس نے ناصوفاق مقام میں ان کے محبت کرنے کا ذکر کیا پس وہ حاکم بن کر الزاب آیا اور بسکرہ میں داخل ہوا اور بنو زیان اس کے حملے سے عاجز ہو گئے اور حکومت کی مرضی کے تابع ہو گئے اور انہوں نے اس کی شان کے متعلق کوئی بات نہ کی اور اس نے اس حکومت سے حسب منشاء الہی حکومت حاصل کی پھر داعی بن ابی عمارہ اور اس کے اشتباہ کا معاملہ پیش آیا اور سلطان ابواسحاق اس کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا پھر سلطان ابو حفص نے اس سے اپنے بھائی کا بدلہ لیا اور اپنی ضائع شدہ حکومت کو واپس لیا اور وہ اس کی حفاظت پر اعتماد کرتا اور الزاب کے معاملہ میں اس کی کفایت پر بھروسہ کرتا تھا اور اس کے دور حکومت میں اس کے دشمن بنو زیان ترقی کر گئے اور انہوں نے حر کے لڑکوں کے ساتھ جواخانج کے ایک بطن سے تھے اور باشاش بستی میں اترے ہوئے تھے شہر کو تنگ کرنے کے لئے اس وقت سازش کی جب وہ سفر کرنے سے عاجز آ گئے اور انہوں نے اہل شہر اپنے احوال میں شامل کر لیا اور نسب و رشتہ میں ان سے مل جل گئے پس انہوں نے ان کو فضل بن علی کے خلاف اکسایا کہ انہیں اس پر حملہ کرنے میں تقسیم حاصل ہوا اور اس کے ہاتھ سے حکومت لے لیں نیز باشاش بستی سے ان کے گھروں کو برباد کر دیں تاکہ ان سے سکون حاصل کریں نیز اس کے عہد و دوستی سے مطمئن ہوں جو انہوں نے ان سے فریب کرتے ہوئے طے کیا تھا اور جب انہوں نے ۸۳ھ میں اس کے سوار ہونے کے روز شہر سے باہر اس پر حملہ کیا اور الزاب حکومت لے لی جو وہ انہیں نہیں دیتا تھا تو اس عہد دوستی پر دو سال گزرنے پر بنو زیان اس سے بگڑ گئے اور ان کے عہد کو توڑ دیا۔ پس وہ شہر کو چھوڑ کر باہر چلے گئے اور وہاں جو ان کے قریبی تھے انہیں کھو دیا اور بلاد ریفہ میں منتشر ہو گئے اور بنو زیان، بسکرہ اور الزاب کے شوریٰ میں خود مختار ہو گئے اور ان کے اور سلطان کے اور زواوہ کے خلاف بغاوت کر دی اور انہوں نے اس پر اور اس کے پہرے نشینی شہروں، نقلوس مقررہ اور مسیلہ پر غلبہ پالیا اور منصور بن فضل بن علی الحضرة میں اپنے باپ کی وفات کے وقت اپنے بعض کاموں میں مصروف تھا پس جب اس کا باپ فوت ہو گیا اور بنو زیان اس کے بعد خود مختار ہو گئے تو انہوں نے الحضرة میں سلطان کے پاس اس کی چڑھیاں کیں جو کامیاب ہو گئیں اور اس نے اسے گرفتار کر لیا اور سلطان ابو حفص کے عہد میں قید رہا اور جب مولیٰ ابو زکریا یحییٰ بن امیر ابواسحاق بجایہ شیطط اور بوندہ پر غالب آیا اور ان علاقوں کی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور آل ابی حفص کی حکومت تقسیم ہو گئی اور منصور بن فضل بن علی تونس سے اپنے قید خانے سے بھاگ گیا اور حاجب قائم ابی الحسین سید الناس کی وفات اور اس کی جگہ سلطان ابو زکریا کا والی بننے کے بعد بجایہ چلا گیا اور ابوالقاسم بن ابی یحییٰ نے ۶۹ھ میں اس سے خط و کتابت کی تو وہ اس کی خدمت میں لگ گیا اور اس نے کئی قسم کے تحائف دے کر اس سے حسن سلوک کیا اور اس نے الزاب میں اس کی سلطنت کی دعوت کو لے جانے اور خراج اموال کو اس کی طرف بھجوانے کی ذمہ داری لی تو اس نے اسے الزاب کا امیر مقرر کر دیا اور فوج سے مدد دی تو اس نے بسکرہ کے ساتھ جنگ کی اور وہاں کے باشندے بنو زیان بجایہ میں سلطان کی بیعت کے لئے گئے تو اس نے

انہیں ان کے عامل منصور کی طرف ایڑیوں کے بل واپس کر دیا اور اس ان کی بیعت قبول کرنے کے متعلق لکھا اور وہ ۹۳ھ میں شہر میں داخل ہوا اور اس نے اپنے پیر و کاروں کے لئے ایک محل بنانے کے بارے میں ان سے چال چلی اور فوج نے اس کی فہم میں پناہ لے لی پھر اس نے ان کے عہد کو توڑ دیا اور ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہر سے جلا وطن کر دیا اور وہاں اس کی امارت کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور سلطان کا خراج بڑھ گیا اور اس کی عملداری کا حلقہ وسیع ہو گیا اور اس نے الزاب کی عملداری میں جبل اور اس اور ریفہ کی بستیوں اور دار کلی کے شہر اور الحصنہ کی بستیوں مقررہ نقادوں اور میلہ کو بھی شامل کر لیا اور سلطان نے اسے ان سب بستیوں پر امیر مقرر کر دیا اور اس سے ان خراج لینے اور ان کے گوشت کو نوچنے کے لئے عربوں سے مزاحمت کرنے کے لئے بھیج دیا کیونکہ انہوں نے باقی ماندہ مضافات پر قبضہ کر لیا تھا پس اس نے ان کے خراج کے متعلق ان سے حصہ داری کی اور حکومت کے اموال میں اضافہ کر دیا اور خراج کو پہنچایا اور سلطان کے آدمیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا تو انہوں نے اس سے محبت کی اور اس کے بازو کو حسن سلوک کے انتہائی مراتب تک پہنچ کر لے گئے تو وہ مالدار ہو گیا اور اس نے اموال کو روک لیا اور بسکرہ میں اس کی عزت اور ریاست مستحکم ہو گئی اور مولیٰ ابو زکریا وسط ساتویں صدی میں فوت ہو گیا اور انہوں نے اس کی جگہ اس کے بیٹے امیر ابو البقاء خالد کو والی بنایا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کی حکومت کو اس کے ساتھی ابو عبد الرحمن بن عمر نے سنبالا اور منصور بن فضل اس سے خاص ہو گیا اور اس کے حاجب کے ہاتھ سے چمٹ گیا پس وہ اس سے مانوس ہو گیا اور سلطان کے مقبوضات کے باقی ماندہ نواح کو اس کی نگرانی میں دے دیا اور اتل کے بلاد پر جو سد دیکش اور عیاض کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اسے امیر مقرر کر دیا پس اس نے انہیں اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور اس کے خراج کے حصول کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔

پس اس علاقے کی بانجھ حاملہ ہو گئی اور اس کے چشمے پھوٹ پڑے پھر اس کے اور حکومت کے درمیان منافرت پیدا ہو گئی اور وہ یحییٰ بن خالد بن سلطان ابی اسحاق کے ذریعے اس کے حاجب کو تلمسان سے قسطنطینہ پر پڑھالایا اور اس کی بیعت کر لی اور اس کی مدد کے لئے زواوہ سے دوستی کر لی اور اس کے ذریعے قسطنطینہ سے جنگ کی پھر اس نے دشمن کی پوشیدہ جگہوں پر اطلاع پائی تو اس کا عقدہ حل ہو گیا اور وہ بسکرہ چلا گیا اور اس نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور یحییٰ بن خالد نے اس کو گرفتار کر لیا یہاں تک کہ ۲۵ھ میں اس کی وفات ہو گئی اس کے اور اہل سنت کے عرب مرابطین کے درمیان جو سعادت کے اتباع تھے مشہور جنگیں ہوئیں اور انہوں نے رعیت پر زہری کرنے اور اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لئے جس پردہ گامزن تھے اس سے خراج اور ٹیکس کی وصولی کا کام ترک کرنے کا مطالبہ کیا اور اس بات کی خاطر انہوں نے بسکرہ میں اس سے کئی جنگیں کیں پھر سعادت ایک جنگ میں بہت آمدورفت والے رستے پر ہلاک ہو گیا جیسا کہ اس ذکر میں ۵۷ھ میں بیان ہو چکا ہے اور منصور بن مزنی نے مرابطین کے لئے فوج کو جمع کیا اور اس نے اپنے بیٹے علی بن منصور اور زواوہ کے شیخ علی بن احمد کی قیادت میں بھیجا اور مرابطین کے سالار شیخ اولاد عسا کر ابو یحییٰ بن ادربین اور عطیہ بن سلیمان اور شیخ اولاد طلحہ حسن بن سالمہ تھے پس انہوں نے ابن مزنی کی فوج کو شکست دی اور اس کے بیٹے علی کو قتل کر دیا اور علی بن احمد کو گرفتار کر لیا پھر انہوں نے اس پر احسان کر کے اسے چھوڑ دیا اور بسکرہ کی طرف واپس آ گئے اور اس سے جنگ کی اور اس

کے کچھوروں کے درختوں کو کاٹ دیا پھر انہوں نے دوسری اور تیسری بار اس سے جنگ کی اور اس کے باقی ماندہ ایام میں اس کے اور مرابطین کے درمیان مسلسل جنگیں جاری رہیں اور حاجب عمر نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا تھا اور اسے با اعتماد مقام دیا تھا جب سلطان ابوالبراء نے تونس پر حملہ کیا تو حاجب نے بھی دیگر خواص کے ساتھ اس مصاحبت کی یہاں تک کہ جب اس نے سلطان کے پاس جانے کی تدبیر کی تو اسے اس تدبیر میں شریک کیا یہاں تک کہ وہ تدبیر مکمل ہو گئی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور حاجب قسطنطین کی طرف واپس آ گیا اور اس نے اسے اس کی عملداری الزاب میں واپس بھیج دیا اور وہ بجایہ میں اس کے پاس ملاقات اور اس کے کاموں کو دیکھنے کے لئے آیا کرتا تھا یہاں تک کہ عرب نے راستے میں اس سے خیانت کی اور زواہدہ کے امراء احمد بن عمر بن محمد بن مسعود اور سلیمان بن علی بن سباع بن یحییٰ کو اس وقت گرفتار کر لیا جب اس نے عثمان بن سباع بن سل بن موسیٰ بن محمد کے ساتھ سے امارت حاصل کی اور ان دونوں کی قوم نے زواہدہ کی ریاست کو تقسیم کر لیا۔

پس ان دونوں نے عامل منصور بن فضل پر جبکہ وہ اپنی عملداری سے واپس آ رہا تھا قابو پا لیا اور اسے باندھ دیا اور اس کے قتل کا ارادہ کیا پس اس نے سونے کے پانچ قطارندہ دیا اور انہوں نے ان کی ریاست کے سرداروں سے اسے بیچ کر ہزار روپیہ لیا اور اس کے بعد منصور بن فضل نے اسے سفر کرنے سے روک دیا اور وہ عربوں سے گروی لینے کے بعد کبھی کبھی پیچھے جاتا یہاں تک کہ مولانا سلطان ابویحییٰ نے اسے اس میں تونس پر پہلی بار حملہ کیا اور اس کے ساتھ یعقوب بن عمر نے جبکہ وہ بجایہ کی سرحد پر تھا اخراجات و عطیات کے لئے اموال کا مطالبہ کیا پس اس نے منصور بن فضل کو اس کی طرف بھجوا دیا اور اسے اشارہ کیا کہ وہ اس کو اپنی حاجت پر مقرر کر لے تاکہ وہ اس کی حکومت کو سنبھالے اور امور ہمہ میں اسے کافی ہو اور منصور نے اس بات کو ابن عمر کے خلاف خیال کیا تو اسے بدگمانی پیدا ہو گئی اور ابن عمر اس سے بگڑ گیا اور اس کی محبت کا رنگ بدل گیا اور سلطان تونس کے باہر اپنی فوجوں کے ساتھ پڑاؤ کرنے کے بعد واپس آ گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب اس نے قسطنطین میں رہائش کی تو اسے حاکم سرحد یعقوب بن عمر سے رکاوٹ کے آثار نظر آئے تو وہ اس کے پاس جانے سے رک گیا اور ان کے درمیان اپیلی آنے جانے لگے اور ابن عمر نے منصور بن فضل کے بارے میں پیغام بھیجا تو اس کے داعی نے اسے جواب دے دیا اور سلطان کاجرنیل محمد بن ابی الحسن بن سید الناس کے پاس گیا اور وہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اپنے شہر کی طرف مڑ گیا اور جرنیل نے اس کے متعلق ارادہ کیا تو اس کے عرب مددگاروں عثمان بن ناصر شیخ اولاد حرب اور یعقوب بن ادریس شیخ اولاد خضر اور ان کے ساتھیوں نے اسے پناہ دی اور وہ مسکرا چلا گیا اور ابن عمر کو اطلاع پہنچی تو اس نے ندامت سے اس پر دانت پیسے اور منصور بن مزنی ان کے دشمن صاحب تلمسان ابوتاشقین کے ہمراہ گیا اور اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے یوسف کو اس کے پاس اطاعت اور تحائف کے ساتھ بھیجا اور اس دوران میں سلطان نے تونس اور باقی ماندہ بلاد افریقہ پر قبضہ کر لیا اور ابن عمر ۸۹ھ میں فوت ہو گیا اور منصور بن مزنی ہمیشہ ہی حکومت کے لئے ناممکن الحصول رہا اور فوجیں بجایہ اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آئیں یہاں تک کہ وہ ۲۵۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت کو اس کے بیٹے عبدالواحد نے سنبھالا اور سلطان نے اسے اس کے باپ کی عملداری

الزباب پر امیر مقرر کر دیا اور صحرائی علاقے کی بستیاں ریفہ اور دارکلی بھی اس کے ساتھ شامل کر دیں اور ابن عمر کی وفات کے بعد سلطان نے محمد بن ابی الحسین بن سید الناس کو سرحد کا امیر مقرر کیا اور اسے اپنے بیٹے یحییٰ کا کفیل بھی بنایا اور اسے اس کے پاس بھیج دیا عبدالواحد اور امیر سرحد کے درمیان سلطان کے ہاں مرتبہ میں حسد کی وجہ سے نئے سرے سے دھشت پیدا ہو گئی کیونکہ یہ سب حاجب ابن عمر کے پروردہ اور خاص لوگ تھے اور اس نے فوجوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے قلعے سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا اور عبدالواحد نے آل زیان کو جو حکومت کو اطراف سے کم کر رہے تھے اپنی اطاعت کی رسی کا سرا پکڑ دیا اور اس نے اپنی آخری عمر میں اپنے بیٹے کے مذہب کو قبول کر لیا اور وہ فوجوں کو اس کے خلاف براہیختہ کرنے لگا یہاں تک کہ عبدالواحد نے اسے اپنی بیٹی کا رشتہ دے کر اس سے پناہ لی اور اس نے صلح کرنے اور خراج دینے کی شرط لگائی اور وہ اپنے کام میں لگ گیا یہاں تک کہ اس کے بھائی یوسف نے ان کے خواص کے ساتھ جو بنی سباط اور بنی ابی کویہ سے تھے سازش کر کے اسے ۲۹ھ میں قتل کر دیا اور جب اس کے متعلق ان کی سازش پختہ ہو گئی تو اس نے اسے عشاء کے وقت بعض امور ہمہ میں مشورہ کے لئے بلایا اور اسے خنجر مار دیا جس سے وہ اسی وقت ہلاک ہو گیا اور یوسف بن منصور الزباب کا خود مختار امیر بن گیا اور حسب دستور اس کے پاس سلطان کا پروانہ تقرری اور علیحدگی پہنچا اور اس کی عملداری کے منابر پر اس کے لئے دعا کرنے کا قانون بھی چالو ہو گیا اور سلطان نے بجایہ کی سرحد سے محمد بن سید الناس کو بلایا اور اسے اس کی حکومت کے کام سپرد کئے پس اس کے اور الزباب کے عامل یوسف بن منصور کے درمیان پرانے کیڑوں کی آگ بھڑک اٹھی اور حاجب ۳۲ھ میں سلطان کی مصیبت میں ہلاک ہو گیا اور اس نے محمد بن حکیم کو جرنیل مقرر کر دیا اور فوجوں کی باگ دوڑ بھی اس کے ہاتھ میں دے دی اور دیگر بستیاں اور مضافات بھی اس کے حوالے کر دیئے۔ پس اس نے اپنی حکومت میں اپنا حکم چلایا اور جب سلطان اپنے دشمن کی مدافعت سے فارغ ہوا تو یہ اپنی حکومت پر غالب آ گیا اور حکومت کے کندھوں پر ان کا جو کام بھی تھا اس نے اسے چھوڑ دیا اور سلطان ابوالحسن نے آل پر حملہ کر کے ان کے ناخن ختم کر دیئے اور ان کے عزائم کی دھار کو کاٹ دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

پس قائد محمد بن حکیم نے یوسف بن منصور کے ساتھ مل کر عداوت کی آگ جلائی اور اس نے سلطان کے پوشیدہ غصے کو ابھارا اور اس کے عزائم کو صحیح راستے پر ڈالنے اور اطاعت کے معاملہ میں راست روی اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور تین بار فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جس میں اس نے ہر بار خراج دے کر اس کا دفاع کیا پھر اس کے اور زواوہ کے سردار علی بن احمد کے درمیان جنگیں ہوئیں جس کا باعث یہ بات تھی کہ اسے خراج میں ترجیح حاصل تھی پس اس نے اس کے ساتھ جنگ چھوڑ دی اور عربوں کی سنت کے مطابق دعا کرنے کے فریب میں اس کے مقابلہ کے لئے بلایا اور اس امر کے لئے اہل ریفہ کو اکٹھا کیا اور اس سے جنگ کی اور اس کا بیٹا یعقوب اس سے مخرف ہو گیا اور بکسرہ چلا گیا تو ابن مزنی نے اپنی بہن منصور بن فضل سے اس کا رشتہ کر دیا اور اسے بکسرہ کا امیر بنا دیا پس اس نے اس کا بہت اچھا دفاع کیا اور ابن مزنی نے سلیمان بن علی رئیس اولاد سباع اور علی بن احمد کے متعلق پیغام بھیجا یہ بکسرہ میں اس کے پس صبح و شام جنگ کے لئے جاتا یہاں تک کہ ابن مزنی محفوظ ہو گیا اور علی بن احمد بکسرہ سے چلا گیا اور آٹھویں صدی کے چالیسویں سال تک ابن مزنی کے

ساتھ اتفاق اور صلح کے ساتھ رہا پھر قائد بن حکیم کے غازی اس کے پاس آ گئے اور یہ بلاد الجریڈ سے جنگ کے بعد افریقہ سے اٹھا اور ان سے اطاعت اور خراج کا مطالبہ کیا اور ابن یملول کے بیٹے کو بطور یرغمال طلب کیا پھر اپنی فوجوں کے ساتھ الزاب کی طرف چلا گیا اور سلم کے عرب بھی اس کے ساتھ تھے پس یہ الزاب سے بھاگ کر اس کی ایک بستی اوماش میں آیا اور زواوہ کے عرب اور باقی ماندہ ریاہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور یوسف بن مزنی نے اوماش میں اسے تحائف دے کر واپس کر دیا اور یہ وہاں سے بلاد ریفہ کی طرف چلا گیا۔ پس اس نے ان کے قلعہ کو فتح کر لیا اور لوٹ لیا اور اس کی باقی ماندہ عملداریوں پر بھی قبضہ کر لیا اور تونس کی طرف واپس آ گیا اور سلطان نے اپنے جرنیل محمد بن حکیم کو ۳۴ھ میں برطرف کر دیا اور اس کے بیٹے ابو حفص عمر کو والی بنایا اور حاجب ابو محمد بن تافراکین اس کے حملے اور اس کے خواص کی چغلیوں سے ڈر گیا پس وہ شاہ مقرب کے پاس چلا گیا جس کی دھار سے خوف کھایا جاتا تھا اور جو ابوالحسن کے قبائل پر جھانکتا تھا اور اس نے اسے افریقہ کی حکومت کے متعلق اس کا کیا اور اسے وہاں کھینچ کر لے گیا اور اس نے ۳۶ھ میں بڑی بڑی اقوام پر حملہ کر دیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اور یوسف بن منصور امیر الزاب اپنی بنی حسن کی فوج کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس نے اسے اپنے خواص کے ساتھ قسطنطیہ کی طرف چلنے کو کہا۔ پھر اسے الزاب اور اس کے پرے ریفہ اور دارکلی کی بستیوں کا امیر مقرر کر دیا اور اسے اس کی عملداری میں بھیج دیا اور یہ تونس آ گیا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ مقرب اقصیٰ سے آنے والے عمال کے ساتھ اس کے پاس منصفانہ طور پر خراج بھیج دے تو یہ اس کام کے لئے مستعد ہو گیا اور جب اس نے ان کے پہنچنے کے متعلق سنا تو انہیں قسطنطیہ میں جاملایا اور اچانک وہاں سب کو قیروان پر سلطان کی مصیبت کی خبر ملی تو اس نے اپنے شہر جانے کا عزم کر لیا اور امیر صحرایہ یعقوب بن علی بن احمد نے افریقہ کی غربی جانب اس رشتہ داری اور دوستی کی وجہ سے جوان دونوں کے درمیان تھکی بندی کر لی اور قسطنطیہ میں سلطان کے جو مددگار خواص اور عمال موجود تھے اور طاعیہ کے اچلی اور اس کے چھوٹے بیٹے عبداللہ کے ساتھ آنے والے سوڈانی ان کے پاس آ گئے اور ان سب کو یوسف بن منصور نے اپنے ہاں جگہ دی اور انہیں اپنے شہر میں اتارا اور مہینوں ان کی ضروریات پوری کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان قیروان سے تونس گیا اور یہ یعقوب بن علی کی معیت میں اس کے ساتھ مل گئے اور یہ منصور نے سلطان ابوالحسن کے ساتھ ایک احسان کیا تھا اور بقیہ ایام میں بھی اس سے ملتا رہا پھر اس کے بعد افریقہ کے نواح کے رؤساء کے درمیان اس کے خلاف بغاوت کرنے میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ اس کی اطاعت سے وابستہ رہا اور جب وہ سمندری مصیبت سے بچ کر وہاں آیا تو وہ تونس اور الجزائر سے اس کے پاس اموال بھیجتا رہا جیسا کہ ہم اس کے حالات کو بیان کریں گے اور وہ اپنے منابر پر اس کے ملک کی واپسی کے لئے دعائیں کرتا تھا یہاں تک کہ سلطان ۵۲ھ میں مقرب اقصیٰ کے جبل میں وفات پا گیا اور اس کے بیٹے سلطان ابو عنان کے لئے مرینی حکومت کا معاملہ درست ہو گیا اور جب اس نے اپنی حکومت کے ساتھ تلمسان اور محام کی حکومت کو شامل کیا تو بنو عبدالوادی نے وہاں از سر نو اپنی حکومت کے قانون بنائے اور زناہ کو متفق کیا اور وہ ۵۳ھ میں بلاد شرقیہ کی طرف گیا تو یوسف بن منصور نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی پس اس نے رضا و رغبت سے بیعت کی اور اس نے اپنے ایلیچوں کو اپنی بیعت کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجا پھر وہ خود

دوسری دفعہ اپنے حاجب کا تب ابو عبد اللہ محمد بن ابی عمر کے ساتھ اس کے پاس گیا اور اس نے اسے افریقہ پر قبضہ کرنے اور اپنی بجایہ کی حکومت کو درست کرنے کے لئے فوجوں کے ساتھ بھیجا جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے اور ۵۴ھ میں اس کے پاس قبائل کے امراء اور نواح کے رؤساء آئے اور ان میں یوسف بن منصور امیر الزاب اور یعقوب بن علی امیر صحرا اور زواودہ کے باقی ماندہ رؤساء بھی آئے اور سلطان انہیں بڑی عزت کے ساتھ ملا کیونکہ وہ اہل افریقہ کے درمیان اس کے باپ اور اس کی قوم سے مخلص تھے اور اس نے انہیں قیمتی تحائف دیئے اور اس نے یوسف بن عمرنی کو الزاب بلا در یفہ اور دار کلی کا امیر مقرر کیا اور وہ شادان و فرحاں واپس لوٹا اور سلطانی دوستی سے اسے بہت حصہ ملا اور اس کی مجلس میں اس کا مقام بلند ہو گیا اور جب سلطان نے ۵۸ھ میں قسطنطینہ کے فتح کرنے کے لئے افریقہ پر چڑھائی کی تو یوسف بن منصور قسطنطینہ میں اسے ملا اور اس نے اسے اپنے مددگاروں اور طبقہ وزراء میں شامل کر لیا اور ان دنوں یعقوب بن علی نے اس سے وحشت محسوس کی کیونکہ اس نے اسے اور اس کی قوم کو پرغمال بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔

پس اس نے بغاوت کر دی اور اس کے قبائل بلا د الزاب اور اس کے پرے کے صحرا میں بھاگ گئے اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی تلاش میں گیا یہاں تک کہ بلا د الزاب میں اترتا اور اس نے الزاب اور اہل میں یعقوب بن علی کے شہروں کو درخت کاٹ کر اور پانی خشک کر کے اور عمارت کو گرہ کر اور آثار مٹا کر برباد کر دیا اور یعقوب اپنے قبائل کے ساتھ اہل میں داخل ہوا اور انہوں نے سلطان کو عاجز کر دیا پس وہ واپس لوٹ آیا اور سکرہ کے باہر فروکش ہو گیا اور اس نے فوجوں کو آرام پہنچانے اور سفر کی مشقت اور صحرا کے غبار سے ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے تین دن قیام کیا پس یوسف بن منصور نے اپنی فوج کو اپنے قیام کے ایام میں بستیوں میں پھیلا دیا اور انہیں چارہ گندم گوشت اور چمڑے دے دیئے جس سے وہ آسودہ حال ہو گئے اور لوگوں نے مدتوں اس کا چرچا کیا اور اس سال کا خراج اسے سونے کے قطاروں میں دیا گیا جسے اس نے قفصہ کے قہرمانوں کے بیت المال میں بھیجا جو اس کے با اعتماد آدمیوں میں سے تھا اور سلطان نے اسے اس کا بہت بدلہ دیا اور اسے اپنا لباس عطا کیا اور اس کے عیال کو اپنی بیویوں کا لباس اور اپنے نخل کے کپڑے دیئے اور وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا پھر موسیٰ بن منصور نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے فاس کے منبر سے سلطان کے پاس اس وقت بھیجا جب اس کا وزیر سلیمان بن داؤد ۵۹ھ میں افریقہ پر چڑھائی کے بعد واپس آیا اور اس نے اس کے ساتھ اصیل گھوڑے اور بہترین غلام تحفہ کے طور پر بھیجے اور اس نے نہایت عزت کے ساتھ وہاں قیام کیا یہاں تک کہ سلطان ۵۹ھ کے خاتمہ پر فوت ہو گیا اور اس کے بعد حکومت سنبھالنے والے بھی اسے خواب انعام و اکرام سے نوازا اور اسے اس کی عملداریوں کی طرف واپس بھیج دیا اور اس کے متعلق نواح اور سرحدوں کے امراء کو وصیت کی کہ وہ اس کا راستے میں خیال رکھیں اور سلطان کی وفات کے بعد خوارج حیات سے نکل آئے تو وہ اپنی تکلیف کے بعد اور نجات سے مایوس ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آ گیا حالانکہ اس سے قبل وہ ابو جوسلطان بنی عبدالواد کے تلمسان پر قبضہ کرنے کے موقع پر اس کے قبضہ میں آ گیا تھا جہاں وہ بنی مرین کے ساتھ مقیم تھا اور وہ اپنے وطن جاتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا پس صغیر بن عامر زغبی نے اسے اس کے بیٹے یوسف حاکم صاحب الزاب کے عہد کا لحاظ کرتے ہوئے اور عربوں کو اس میں اور اس کے

اعمال میں رغبت دلانے کے لئے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی اور اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے لئے مال خرچ کیا جسے بنو مرین نے اپنے ذخائر سے اسے بھیجا تھا اور صغیر نے اس کے ساتھ اپنی قوم کا ایک وفد بھیجا جس نے اسے اس کے مامن تک پہنچا دیا اور یہ اس کے نجات پانے کا ایک عجیب واقعہ ہے اور موحدین نے بجایہ اور قسطنطین کی اپنی سرحدیں بنی مرین کے قبضہ سے واپس لے لیں اور ان کے قبائل کے جو لشکر وہاں گھرے ہوئے تھے انہیں وہاں سے بھگادیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس یوسف بن منصور نے ان کو دوبارہ اطاعت اختیار کر لی یہاں تک کہ ۶۷۱ھ میں عاشورہ کے روز فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کو اس کے بیٹے نے سنبھالا اور اس کے طریق کے مطابق چلا اور آج کل وہ اپنے باپ کی جگہ الزاب کا امیر ہے اور اپنے باپ کے طریق کے مطابق چل رہا ہے ہاں اس کا باپ کا خلق طبعی تھا اور اس کا تقلیدی ہے کیونکہ وہ ظریف اور ہشیار بنتا ہے اور ان کے لڑکے بھی ہیں جن میں سے بڑا ابو یحییٰ ہے اور محمد بن یملول کی بیٹی سے یحییٰ کی ایک بہن ہے جو آج کل مرتبہ کے قابل ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اہل جرید پر مصیبت نازل ہوئی ہے اور یحییٰ بن یملول کی وجہ سے اس کے وطن پر نحوست نازل ہوئی اور وہ سلطان سے خوف محسوس کرنے لگا پس اس نے عربوں کو اموال دیئے اور اپنے ہاتھ کو حاکم تلمسان کی رسی کے پکڑنے کے لئے بڑھایا مگر اس نے اسے قاصر پایا اور وہ اپنی حکومت میں ایک آدمی کو مقدم اور دوسرے کو موخر کرتا پھر اس نے نور ہدایت کو اس کے دل کے قریب کیا اور اسے اس کے رشد کی سند دکھائی اور اس نے اطاعت میں استقامت اور فریب سے انحراف کرنے میں جلدی کی پس سلطان ابو العباس نے شیخ الموحدین ابو العباس بن ابی ہلال کو بھیجا اور اس نے اس کے لئے اعلانیہ دوستی کا اظہار کیا اور اس نے اس کے ساتھ ایک وفد اپنے تحائف اور استقامت کے ساتھ بھیجا اور سلطان نے اسے قبول کر لیا اور اسے دوبارہ خوشحال کر دیا۔

باب : ۷۰

بنی یملول بنی خلف بنی ابی المنیع

تو زمر میں بنی یملول اور نقطہ میں بنی خلف اور الحامہ میں بنی ابی المنیع کی امارت کے حالات : علاقہ کی وسعت اور شہر کے متمدن ہونے اور اس علاقہ کی بستیوں کی ام القریٰ میں رہنے کی وجہ سے ان رؤسا کا لیڈر ابن یملول تھا جس کا نام یحییٰ بن محمد بن احمد بن محمد بن یملول تھا اور ان کے خیال میں ان کا نسب تنوخ کے ان عربوں سے ملتا ہے جو آغاز میں یہاں آئے تھے اس کے بیٹے فتح کے آغاز سے اس علاقہ میں رہ رہے تھے اور یہاں جڑ پکڑ گئے تھے اور ان کی اولاد نسب اور رشتہ داری کے لحاظ سے پھیل گئی یہاں تک کہ وہ شوریٰ کے ان گھرانوں میں شامل ہو گئے جو بادشاہوں کے پاس جاتے تھے۔ اور دار الخلافہ سے آنے والے عمال کو ملتے تھے اور آل حماد کے زمانے میں قلعہ میں اور آل عبدالرحمن کے زمانے میں مراکش میں اور آل ابی حفص کے زمانے میں تونس میں تمام لوگوں کے مصالح پر نظر رکھتے تھے جیسے بنی واطاس بنی فرقان بنی مارہ اور بنی عوض تھے اور عبداللہ شیبی کے زمانے میں ان میں ابن فرقان کو تقدم حاصل تھا جس نے ابو یزید کے متعلق یہ پتہ چلتے ہی کہ وہ ابو القاسم پر نگران بننا چاہتا ہے اسے باہر نکال دیا اور آل حماد کے زمانے میں یحییٰ بن واطاس کو تقدم حاصل ہوا جو آل زیری کی حکومت کے وقت قیروان کے ملوک سے اہل قسطنطنیہ کی اطاعت کو ان کی طرف لے آیا تھا پھر ان کی حکومت میں انتشار پیدا ہو گیا پھر موحدین کے آغاز میں بنی مردان کو دوبارہ امارت مل گئی اور ان میں وہ شخص بھی تھا جو عبدالمومن سے ملا اور اس نے اپنی اور تو زمر کے باشندگان کی اطاعت اس کی خدمت میں پیش کی تو اس نے اسے قبول کیا اور انعام دیا اور حکومت موحدین کو حاصل ہو گئی پس انہوں نے وہاں سے سرداری اور خود مختاری کے آثار منادیئے اور احمد نے اس عظمت کو اس علاقے میں مسلسل سرداری کی طرف لے جاتے پرورش پائی اور شہر کے سرداروں اور وطن کے اشراف کا دفاع کرتا رہا اور سلطان ابو حفص محمد فازاری کے زمانے میں شیخ الموحدین اور فوج کے سالار کے پاس اس کی چٹلی کی گئی تو اس نے اسے

برطرف کر دیا اور اس نے اس سے اصرار کے ساتھ مال کا مطالبہ کیا جو اس نے بطور آزمائش اس سے مانگا تھا اور یہ اس کی پہلی مصیبت تھی جس نے اس کے چہنماں سے آگ نکالی اور اس کے انگارے سے آگ لگائی اور وہ الحضرہ کی طرف چلا گیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ دار الخلافہ میں ٹک جائے گا۔ پس اس نے اسے ایک زمانے تک اپنا وطن بنائے رکھا اور وہ صبح سویرے وزراء اور خواص کے دروازوں پر جاتا اور معاونین اور خواص کے ہاتھ پاؤں چومتا یہاں تک کہ اسے سمندری کونسل کا عامل مقرر کر دیا پس اس نے دار الحرب کے تاجروں سے عشر لینے کے لئے عمال کو کشتیوں میں بٹھایا پھر اس نے الحضرہ کے باقی ماندہ عمال سے بھی مدولی اور خراج اور ٹیکس کی وصولی کا انچارج بن گیا اور مسلسل اس کا یہی حال رہا اور اس کا فائدہ بڑھ گیا اور وہ مالدار بن گیا اور اس نے مال کو کھینچا اور حسن سلوک اور سخاوت کے ساتھ چغل خوروں کی زبانوں کو بند کرنے کے لئے ذخیرے کو نکالا یہاں تک کہ مال نے اسے سرکش بنا دیا اور اس کے مقام کے خلاف بغاوت ہوئی اور اس کا معاملہ حاجب تک پہنچا تو اس نے سلطان ابوبکی کے دور میں اس کی گرفتاری اور اس کے مال کی ضبطی کے آرڈر کروائے اور دوبارہ برطرف کر دیا اور اس کے ہزاروں ذخائر میں سے سینکڑوں کو اصرار کے ساتھ طلب کیا گیا اور وہ آزمائش میں پڑ گیا اور اس نے خط پڑھتے ہی اپنا لباس فروخت کر دیا اور تنگ دھڑنگ ان لوگوں کی طرف گیا جو اس کے عمال کی خدمت اور صبح و سویرے ان کے دروازوں پر جانے کی وجہ سے ناک بھوں چڑھاتے تھے اس دوران میں غریب سرحدوں اور ان کے امراء نے الحضرہ کو مشغول کر لیا اور ان لوگوں سے حکومت کا سایہ کچھ سکڑ گیا اور وہ رعایا بلاد الجزائر میں چلی گئی اور ان کی حکومت کا معاملہ شوری کے سپرد ہو گیا۔

پس جب احمد اس شوری کو ملا جس کے لئے وہ پانی کے حباب کی طرح اٹھتا تھا تو اس کا سینہ ٹھنڈا ہو گیا اور اس کی کوشش کامیاب ہو گئی اور وہ تو زر کا خود مختار سردار بن گیا اور اٹھارہ میں وفات پا گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ اس کے طریق پر چلا جو مرتبے کا بڑا حریص خود مختاری کا شوقین اور مصری گھرانوں کے ساتھ مزاحمت کرنے والا تھا اور بقیہ عمر اس نے کمینوں اور بدکاروں کے ساتھ شراب نوشی کرنے اور اپنے ہمسروں پر غلبہ حاصل کرتے گزاری یہاں تک کہ کچھ قتل ہو کر اور کچھ جلاوطن ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے اور اسے سلطان اور تقویٰ کے جذبہ نے نہ روکا یہاں تک کہ اس کے لئے فضا صاف ہو گئی اور حکومت مضبوط ہو گئی اور وہ شہر اور ملک کے معاملات میں اپنے باپ سے بھی زیادہ خود مختار بن گیا اور اس کی وفات خود مختاری کے پانچویں سال ہوئی اور اس کے بھائی محمد نے جو سرداری کے میدان میں اس کا ہمسر تھا اس سے گیند لے لی پس وہ اسے انتہا تک لے گیا اور تخت حکومت پر بیٹھ گیا اور مشائخ کے آثار کو درست کیا اور صحرا کے امراء اور اولاد ابواللیل سے حسن سلوک کیا اور ان سے رشتہ کا تعلق پیدا کیا جسے اس کے باپ احمد نے ان کے نانا ابواللیل کی بہن یا پھوپھی سے کیا تھا اور وہ حکومت میں اس کے مددگار بن گئے پس اس کی شہرت پھیل گئی اور غلبہ بڑھ گیا اور اس کی حکومت کا دور لمبا ہو گیا اور جرنیل محمد بن حکیم اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے عذر پر درگزر کرتے ہوئے اس کی اطاعت قبول کر لی کیونکہ اس نے اس کے خلوص کی آزمائش کر لی تھی اور وہ اسی حال پر قائم رہا یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے چالیسویں سال میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عبداللہ حکومت کے قیام کے درپے ہو گیا تو اس کے چچا ابو زید بن احمد نے اس پر حملہ کر کے اسے اس کے باپ

کی قبر پر قتل کر دیا مگر اس کا وارث نہ ہوسکا۔

پس عوام اسی وقت اس کے خلاف بھڑک اٹھے اور وہ خوزیری کرتے عزتوں کو لوٹنے اور اموال کو غصب کرنے پر مصر تھا یہاں تک کہ اسے کبھی جنون اور کبھی کفر کی طرف منسوب کیا جاتا تھا پس ان کا معاملہ خراب ہو گیا اور ان کے دلوں پر اکتاہٹ مستولی ہو گئی اور اس کا بھائی ابوبکر الحضرہ میں قید تھا۔ پس اہل توزر نے خفیہ طور پر اس سے مراسلت کی اور سلطان نے اسے اطاعت کرنے اور پورا خراج ادا کرنے کے عہد کے بعد اپنے قید خانے سے رہا کر دیا پس وہ اپنی پارٹی کے عربوں کے پاس گیا اور اس نے نفراہ اور ان کے قرب و جوار کی بستیوں سے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان پر چڑھائی کر دی۔ پھر اس نے الحضرہ پر شب خون مارا اور اس میں گھس گیا اور لوگوں نے اس کے بھائی یملول کو گرفتار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا پس اس نے اسے اپنے گھر میں قید کر دیا اور اس کے خون سے برأت کا اظہار کیا اور قید کے تیسرے روز وہ اس کے قید خانے میں مر گیا جب جرید کی حکومت شوری کے سپرد ہوئی تو قفسہ میں یحییٰ بن محمد بن علی عبدالجلیل بن العابد بن خود مختار بن گیا اور ان کے خیال میں ان کا نسب بلی میں ہے نیز شرید کے ساتھ ان کا معاہدہ ہے جو سلیم کے بطون میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ قفسہ میں سب سے پہلے ان کی آمد کب ہوئی یہاں تک کہ وہ اس کے اہل سے مل جل گئے اور وہاں پر امیر ابو زکریا اعلیٰ کے دور میں ابی حفص کا ایک گھرانہ تھا جسے وہ جرید کے خراجی اموال پر عامل مقرر کیا کرتا تھا پھر اس کے متعلق اس کے پاس شکایت ہوئی کہ وہ ان کے اموال میں سے کچھ مال کھا جاتا ہے تو اس نے اسے برطرف کر دیا اور اس سے ہزاروں کا مال کا پُر زور مطالبہ کیا گیا تو اس نے اسے ادا کیا اور ان کی ریاست ان کے نوں میں تقسیم رہی اور جب شہر میں عصیت پیدا ہو گئی تو جرید کی حکومت شوری کے سپرد ہو گئی اور ان میں بنو العابد دوسروں سے زیادہ عصیت والے تھے اور ان کا سردار یحییٰ بن علی جرید میں خود مختار بن بیٹھا پس جب سلطان زناتہ کے کاموں سے فارغ ہوا اور سلطان ابوالحسن نے تلمسان کے خلاف خیمے لگائے تو اس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا اور سلطان نے اپنے ملک اور اپنی سرحدوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی اور اس نے قفسہ سے جنگ کا آغاز کیا اور اس نے ۳۵ھ میں موحدین اور عرب مددگاروں کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور تقریباً ایک ماہ تک اس کا محاصرہ جاری رکھا اور اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور محاصرے سے ان کا قافیہ تنگ ہو گیا اور اطاعت کے بارے میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے سلطان کے پاس اطاعت کے لئے گئے اور بنی العابد کے بہت سے آدمی بھاگ کر قابس میں ابن کی کی پناہ میں چلے گئے اور اہل شہر نے سلطان کی حکومت تسلیم کر لی تو اس نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان سے نہایت احسن رنگ میں درگزر کیا اور ان کے ساتھ انصاف کیا اور ضرورت مندوں کی امیدوں کو پورا کیا اور اپنے مخصوص بیٹے امیر ابوالعباس کو ولی عہد بنا کر اور ان میں ٹھہرا کر واپس الحضرہ آ گیا اور اسے بلاد جرید کا امیر مقرر کر دیا اور روضہ کے سردار یحییٰ بن علی کو الحضرہ لے آیا اور وہ اپنی وفات تک جو ۳۴ھ میں ہوئی وہیں رہا اور امیر ابوالعباس الجرید کا خود مختار حاکم بن گیا اور نقطہ پر قابض ہو گیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بنی کلف جو مدافع ابوبکر عبداللہ اور محمد اور اس کا بیٹا احمد بن محمد چار بھائی ہیں اور ان کا بھتیجا مدافع کے بنو خلف ہیں اور ان کا نسب عمان سے جا ملتا ہے جو ان ابتدائی عربوں میں سے ہیں جن کا دادا نفراہ کی ایک بستی سے نقطہ میں آیا تھا اور وہیں

لک گیا تھا اور وہاں اس کے بیٹوں کا ایک گھرانہ تھا۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ چاروں بھائی شوریٰ کے زمانے میں خود مختار بن گئے تھے۔ اور جب سلطان ابوبکر نے جریدہ پر قبضہ کیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو قفسہ میں اتارا اور اسے دیگر شہروں کا بھی امیر مقرر کیا اور ان کی اطاعت کروائی تو یہ اطاعت سے رکے رہے تو اس نے اپنے وزیر ابوالقاسم بن عتو کو جو موحدین کے مشائخ میں سے تھا ان کی طرف بھیجا اور اسے الحضرة سے فوجیں تیار کر کے دیں تو اس نے قفسہ کے ساتھ جنگ کی اور اس کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے اور باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی اور بزور غالب آنے والے بنی مدافع کو چھوڑ دیا پس اس نے انہیں قتل کر دیا اور انہیں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشان بنا کر کھجور کے تنوں پر صلیب دے دی اور اس نے ان کے چھوٹے علی کو تلواریں سے بچا دیا اس لئے کہ اس نے اس کے متعلق ابوالقاسم بن عتو سے عہد کیا تھا کیونکہ وہ جنگ سے پہلے ہی اس کے پاس آ گیا تھا اور یہ بات اسے موت سے بچانے کا باعث بن گئی اور امیر ابوالعباس نطفہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا پھر ابوبکر بن یملول نے اس کی اطاعت میں کمزوری دکھائی تو سلطان ابوبکر نے ۴۵ھ میں تونس سے اس پر چڑھائی کی اور فتح حاصل کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ابوبکر بن یملول، بسکرہ چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ اس نے توزر پر چڑھائی کی تو یوسف بن مزنی نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور ابن یملول کی وادی کے قلعوں میں منتقل ہو گیا جو توزر کے قریب تھے اور ۴۶ھ میں فوت ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالعباس بھی جو جریدہ کے مضافات کا حاکم تھا ۴۷ھ میں فوت ہو گئے۔

پس احمد بن عمر بن العابد قفسہ سے ابن مکی کی پناہ میں واپس آ گیا اور اپنے عزا دیکھی بن علی کی جگہ اس کے شہر پر قابض ہو گیا اور علی بن خلف نطفہ کی طرف لوٹ آیا اور وہاں خود مختار بن گیا اور دیکھی بن محمد بن احمد بن یملول اپنی جائے غربت بسکرہ سے جہاں وہ طفلی کے زمانے میں اپنے چچا ابوبکر کے ساتھ گیا تھا توزر کی طرف واپس آ گیا پس جریدہ امارت سے خالی ہو گیا تو دیکھی اپنے گھونسلے سے یوسف بن منصور بن مزنی کی پناہ میں چلا گیا اور اس نے اولاد مہملہل سے حسن سلوک کرنے اور انہیں حصہ دار بنانے اور ان کے بیٹوں کو پرغال بنانے کے لہذا اسے ان کے ساتھ رہا کر دیا پس انہوں نے اسے اس کی امارت گاہ توزر میں پہنچا دیا اور اس کے پیروکاروں اور اس کے باپ کے دوستوں نے اسے امیر مقرر کر دیا اور الجزیرہ کی تمام حکومت پہلے کی طرح اس کے پاس واپس آ گئی اور جب سلطان ابوالحسن افریقہ سے واپس آیا تو یہ اس کے پاس گئے اور اسے دھران مقام پر ملے تو وہ انہیں تپاک اور عزت سے ملا اور ہر کوئی اپنے شہر کی طرف واپس آ گیا اور الجزیرہ کی آزمائش کے بعد اس کی ریاست سنبھال لی اور خوب جاگیریں دیں اور چیک اور اقرار نامے جاری کئے پس دیکھی بن محمد بن احمد بن یملول جب کہ وہ جوان بچہ تھا توزر کی طرف اور علی بن خلف نطفہ کی طرف اور احمد بن العابد قفسہ کی طرف لوٹ آئے اور ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے شہر کے عامل اور محافظ بن گیا اور اس نے جریدہ کے سب علاقے پر مسعود بن ابراہیم بن عیسیٰ ہرناتی کو جو طبقہ وزراء میں سے تھا عامل مقرر کیا اور ان سب رؤساء کو اپنے پڑوس کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کی یہاں تک کہ ۴۹ھ میں قیروان میں سلطان پر مصیبت پڑی اور جریدہ کا عامل مسعود بن ابراہیم کوچ کر کے اپنے عمال اور محافظ ساتھیوں کے ہمراہ مقرب میں چلا گیا اور کرفہ کے اعراب کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے الزاب کے علاقے سے درے سفر کے دوران اس پر

حملہ کر دیا اور اس کے اور اس کے محافظوں کے ساتھ جنگ کی اور ان کے خیموں، ذخیروں اور گھوڑوں پر قبضہ کر لیا اور یہ رؤساء اپنے اپنے شہروں میں خود مختار ہو گئے اور بیمار بن کر واپس آ گئے اور اپنے منابر پر الحضرة کے والی کے لئے دعا کا اعلان کرنے لگے اور اسی روش پر مسلسل قائم رہے اور یحییٰ بن محمد بن یملول ملک کے ساتھ جانوروں کے سدھانے اور ہتھیاروں کے بنانے اور نماز کے لئے مسجد تیار کرنے اور تختوں پر بیٹھنے اور داستان سرائی کے لئے مقابلہ کرنے لگا اور بے حیائی اور لذت کے حصول کا میدان وسیع ہو گیا اور وہ سیاست اور سلطنت کا اکٹھ گردش جام، چینیلی کے بستر، لوگوں سے پوشیدگی اور ندمیلول اور ہمنشیوں پر فدائی کرنے میں ہے اور اس کے ساتھ اس نے رعیت پر ظلم و ستم کا دروازہ کھول دیا اور اس نے ان میں سے مشاہیر کے ایک گھر پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا اور اس کی حکومت کا زمانہ ان کاموں کو کرتے لمبا ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس افریقہ پر قابض ہو گیا اور اس کی حکومت کے حالات کو ہم بیان کریں گے اور اس کا اجنبی پڑوسی علی بن خلف نے خود مختار امیر بننے میں جج کیا اور یحییٰ اور رضا اور انصاف کے راستوں کو اختیار کیا اور ۹۵۶ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد والی بنا اور اس کے طریقوں پر چلا اور ایک سال حکمرانی کرنے کے بعد وفات ہو گیا اور اس کے بھائی عبداللہ بن علی نے اس کی حکومت کو سنبھالا پس اس نے اپنی سیاست کی آگ جلائی اور اپنی دانائی دکھائی اور لوگوں کے لئے اپنی دھار کو تیز کیا تو انہوں نے اس کی سیرت پر برا منایا اور اس کی گردن پر چڑھ گئے اور قاضی محمد بن خلف اللہ نے جو شرف اور ملک کی نرداری میں ان کا ہمسر تھا الحضرة کے حاکم پر ایک عہد کی وجہ سے غلبہ پالیا جو اسے قدیم سے حاصل تھا اور اس نے اسے الحضرة میں فضا کے کاموں پر لگا دیا اور اسے اپنے ہاں مرتبہ اور صحبت میں ترجیح دی پس اس نے اس عبداللہ کے متعلق خلیفہ کے پاس چغلی کی اور اسے اس کی ہلاکت کی پوشیدہ جگہوں کے متعلق بتایا اور اسے اس کے ملک کی کمزوریوں سے آگاہ کیا اور پیشوائی میں سلطان کی فوجوں کو اس کی طرف لانے کے متعلق بتایا اور جب وہ شہر کے باہر اتر تو اس کا رئیس عبداللہ بہت زیادہ طاقتور اور زیادہ فوج والا تھا اور اپنے ارادے کو بہت تیزی کے ساتھ کر گزرنے والا تھا اور اس کے بھائی خلف بن علی بن خلف نے اسے چھوڑ کر مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ دوستی کی اور انہیں اس کے خلاف برا بھانت کیا اور قاضی کو بھی اس پر شب خون مارنے میں شامل کیا اور وہ اپنی گھات لگائے بیٹھا تھا یہاں تک کہ بیعت ہوئی تو ایک کم عقل نے خفیہ طور پر اس کے بھائی عبداللہ کے قتل کے متعلق اسے بتا دیا اور اس نے قاضی اور فوج کے متعلق سازش کی اور ان کے لئے رکاوٹ بن گیا اور ان کے درے پناہ لے لی اور اپنے شہر کی ریاست میں خود مختار ہو گیا اور سیرت میں ابن یملول کا مقابلہ کرنے لگا اور اس کے بہت سے کاموں میں بھی اس کا مقابلہ کرنے لگا اور اسے ایسی تعریف حاصل ہوئی جو اپنی حد کو پہنچی ہوئی تھی اور احمد بن عمر بن العابد جب سے اپنے شہر قفصہ میں خود مختار بنا تھا، گمنامی کے راستے پر چل رہا تھا اور تکبر سے دور تھا اور لباس اور سواری اور عدل و انصاف میں اہل خیر کے مذاہب کو اپنائے ہوئے تھا اور کی طرف مائل تھا اور جب وہ بڑی عمر کا ہوا تو اس کے بیٹے محمد نے اپنے آپ کو اس پر ترجیح دے لی اور بعض حالات میں اپنے باپ سے بڑھ گیا اور سرمایہ دار رؤساء سے مقابلہ کرنے لگا، اسی دوران میں ان رؤساء نے سلطان کے مقابلہ میں خود مختاری حاصل کر لی تھی انہوں نے بادشاہوں کے اخلاق اپنا لئے اور رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگے اور نئے نئے ٹیکس لگانے لگے اور بعض اوقات سلطان ابوالعباس نے الحضرة میں اپنے عزائم کے تیر کو موڑتے

ہوئے انہیں خاص طور پر کہا کہ وہ مخصوص طور پر اس کی دعوت دیں تو انہوں نے غزوہ ہو کر سر جھکا لئے اور اس سے خوف محسوس کرنے لگے اور باہم اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا مشورہ کرنے لگے حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے الحضرة کی طرف جانے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور باوجود دور ہونے کے اس کی طرف پیغام بھیجتے تھے کہ وہ الحضرة کے حاکم کے خلاف اس کے ساتھ ہیں۔

پس جب سلطان ابو العباس دعوت میں اپنے آپ کو ترجیح دینے لگا تو انہیں اپنے معاملے میں شک پڑ گیا اور انہوں نے سلطان کے مخالف اعراب کو جو کعب میں سے تھے۔ اس توقع پر اموال دیئے کہ وہ ان کی مدافعت کریں گے پس ابو اللیل کی اولاد مدافعت کے لئے تیار ہو گئی کیونکہ ان کے اور سلطان کے درمیان نفرت پائی جاتی تھی پس سلطان نے اس پر حملہ کر دیا اور افریقہ کے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا جن کا خراج انہیں ملتا تھا اور اس نے ان کی قوت کو کمزور کر دیا پھر دوسری بار اس نے بلاد جرید پر حملہ کیا تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور سلطان نے اپنی فوجوں اور عرب مددگاروں کو جو اولاد مہملہل سے تھے قفصہ کے مقابلے میں بٹھا دیا پس اس نے ایک دن یادن کا کچھ حصہ اس کا مقابلہ کیا اور دوسری بار اس نے ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹ کر ان پر زیادتی کی گویا وہ ان کی ان کی آنتوں کو کاٹ رہا ہے اور انہوں نے اپنے لیڈر سے بیزارگی کا اظہار کیا اور اسے اس بات کا پتہ چلا گیا تو وہ جلدی سے سلطان کے پاس آیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا پس اس نے اسے اور ان کے بیٹے کو ذوالعقدہ ۸۰ھ میں گرفتار کر لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا اور ابن العابد کے دیار پر ہر چیز بسمیت قابض ہو گیا اور اس کے غلبے کو اس کی ولایت کی مدت کی طوالت کی وجہ سے بیان نہیں کیا جاسکتا اور اس نے اموال کو بہت اکٹھا کیا اور سلطان نے قفصہ پر اپنے بیٹے ابو بکر کو امیر مقرر کیا اور خود توزر کی طرف چلا گیا اور وہ بکسرہ چلا گیا جو اس کی مصیبتوں کا ٹھکانہ اور اس کے ٹھہرنے کی آخری جگہ تھی پس وہ وہاں احمد بن یوسف بن مزنی کے ہاں اتر اور اس توقع پر وہاں قیام کیا کہ سلطان اس سے اس کا مطالبہ کرے گا اور ابن مزنی اسے اموال کے خسارہ سے بچائے گا اور وہ اسی سال میں یا ان کے پاس سے جانے کے بعد فوت ہو گیا اور انہوں نے سلطان کو پیغام بھیجا پس وہ اسے راستے میں ملا اور شہر کی طرف آ گیا اور یملول کے محلات میں اتر اور اس کے ذخیرے پر قابض ہو گیا اور اہل شہر کے پاس اس کی جو امانتیں خالص ذخیرہ سے تھیں انہوں نے وہ سلطان کو دے دیں اور اس نے اپنے بیٹے المنصر کو توزر کا امیر مقرر کیا اور اس نے خلف بن خلف کو نقطہ سے بلایا اور وہ اطاعت کرنے میں اس کے اصحاب کی مخالفت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی پس جب ان کا محاصرہ ہو گیا تو وہ حیران رہ گیا اور اس نے سلطان کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور وہ اطاعت کے سچے اس کے پاس حاضر ہوا تو سلطان نے اس کے ظاہری اطاعت کرنے کو قبول کر لیا اور اسے اس کے سدھرنے کی امید پر دوسری جگہ دے دی اور اسے اپنے بیٹے المنصر کی حجابت سے ہٹا دیا اور اسے اس کے ساتھ توزر میں اتار دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے نقطہ شہر پر اپنا چائشین بنائے اور اسے نقطہ کا حاکم مقرر کر دیا اور الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور ابن خلف نے اپنے معاملے میں دلیری کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ ہلاکت کے کھنور میں پھنس گیا ہے پس اس نے توزر سے ابن یملول سے مراسلت کی اور سلطان کے مددگاروں کو اس کے اس خط کے متعلق اطلاع مل گئی جو اس نے ریاچ کے شیخ یعقوب بن علی کو لکھا تھا جس میں ابن یملول کو اس کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی

تھی پس انہوں نے اسے گرفتار کرنے میں جلدی کی اور نقطہ پر اس کی طرف سے حاکم مقرر کر دیا اور انہوں نے سلطان سے بدلہ لینے کو کہا اور وہ سفر کی تیاری کرنے لگا کہ قفسہ کا واقعہ پیش آ گیا پس امیر المنصور نے اس کے قتل میں جلدی کی اور قفسہ کا واقعہ یہ ہے کہ ابن ابی زید وہاں کے مشائخ میں سے تھا اور وہ اور اس کا بھائی بنی العابد کے ساتھ حد کی وجہ سے فتح سے قبل ہی سلطان کے پاس جاتے تھے اور وہ محمد اور احمد بن عبد العزیز اور ابن عبد اللہ بن احمد بن علی بن عبد اللہ بن عمر بن ابی زید تھے اور قبل ازیں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ امیر ابو زکریا اعلیٰ کے عہد میں ان کے سلف کو جرید کے خراج کو اکٹھا کرنے پر مقرر کیا گیا تھا۔

پس جب سلطان نے ملک پر قبضہ کیا تو اپنی قوم کے ساتھ مدد کرنے اور اطاعت کرنے کی وجہ سے ان دونوں کا لحاظ کیا تو اس نے قفسہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ ان دونوں کے لئے حکم دیا کہ وہ قفسہ میں رہیں اور اس کا بڑا سردار اس کے حاجب عبد اللہ کا معاون تھا جو ترک غلاموں میں سے تھا اور سلطان کی اطاعت میں شہر کے امور کا منتظم تھا پھر شیطان نے اس کے دل میں خود مختاری کی بات ڈالی اور اس کام کے لئے وقت مقرر کرنے لگا اور امیر ابو بکر تو زمر میں اپنے بھائی کی ملاقات کو گیا تو اس نے اس سے پیچھے رہنے کی تدبیر کی اور کہنے لگوں کو جمع کر لیا اور انہیں قصبہ کی طرف لے آیا اور عبد اللہ ترکی پر حملہ کرنے کے لئے بستیوں میں داد خواہ بھیجا اور اس نے ان کے ساتھ دن کا کچھ حصہ جنگ کی یہاں تک کہ اسے مدد پہنچ گئی پس جب وہ مدد سے مضبوط ہو گیا تو انہیں حیرت نے آیا اور شہر اس کے ارد گرد سے بھاگ گئے اور شہر کے مکانوں میں روپوش ہو گئے اور جن لوگوں کو انہوں نے بغاوت میں شامل کیا تھا ان میں سے بہت سے لوگ گرفتار ہو گئے اور امیر ابو بکر کو تو زمر میں یہ اطلاع پہنچی تو وہ جلدی سے اپنی جگہ پر آیا اور اس کے دل کو سکون تھا اور جن لوگوں کو اس کے حاجب نے گرفتار کیا تھا ان سب کو قتل کر دیا اور لوگوں میں ابن ابی زید سے برأت کا اعلان کر دیا پس لوگوں نے بھی اس سے برأت کا اظہار کیا اور پھرے داروں کو اطلاع ملی کہ وہ اور اس کا بھائی دونوں عورتوں کے لباس میں شہر کے دروازوں سے باہر جا رہے ہیں تو وہ انہیں پکڑ کر اس کے پاس لے آئے اور اس نے انہیں منگہ کرنے کے بعد قتل کر دیا۔ پس سلطان جرید میں خود مختار بن گیا اور وہاں سے بدی کے آثار مٹ گئے۔

اور الحامہ کا شہر قسطلیہ کی عملداری میں شامل تھا اور حامہ قابس کے نام سے مشہور تھا اور حامہ عطماط کی نسبت اس کے باشندوں کی طرف تھی جو بربری تھے کہتے ہیں کہ انہوں نے ہی اس شہر کی حد بندی کی تھی اور اب تک اس میں تو جزر اور بنی ورتاجن کے تین قبائل پائے جاتے ہیں اور وہ عصبیت کے لحاظ سے دو گروہ ہیں اولاد یوسف اور اولاد حجاج اولاد یوسف کی امارت اولاد ابو منیع میں ہے اور اولاد حجاج کی امارت اولاد وشارح میں ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کے دو گروہ بننے کا سبب کیا ہے اور ابو منیع کے قوم میں سردار ہونے کے متعلق یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ ان کے دادا رجا بن یوسف کے تین بیٹے تھے بوشاک ابو محمد اور ملالہ اور اس کے بعد اس کی امارت اس کے بیٹے بوشاک پھر اس کے بعد ابو منیع پھر اس کے بیٹے محمد بن حسن پھر اس کے بھائی موسیٰ بن حسن پھر ان دونوں کے بھائی ابو عنان کے پاس تھی یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جس کا ذکر ہم کریں گے اور اولاد حجاج کی امارت ابتداً محمد بن احمد بن وشارح کے پاس تھی اور اس سے پہلے اس کا ماموں قاضی محمد بن کلمی امیر تھا اور الحضرة سے باری باری ان کے پاس عمال آتے تھے یہاں تک کہ سلطان نے ان سے تمام ٹیکس اور خراج ساقط کر

دیئے اور سلطان ابوبکر کی حکومت کے آغاز میں ان کا سردار ابو مہنیع کی اولاد میں سے موسیٰ بن حسن تھا اور سلطان کا بیٹا المدیونی ان کا والی تھا اسے ایک روز ان کے متعلق شک گزرا اور انہوں نے بغاوت کرنا چاہی پس سلطان کے پاس اس بارے میں خفیہ رپورٹ ہوئی تو اس نے بنفس نفیس جنگ کی تو یہ بھاگ گئے اور یوسف کی اولاد میں سے سات آدمی پکڑے گئے جنہیں قتل کر دیا گیا پھر امیر واپس آ گیا اور موسیٰ بن حسن کو والی بنایا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا بھائی ابو عنان والی بنا اور اس کی ولایت کا زمانہ دیر تک قائم رہا اور وہ بہت اچھا اور پاکباز آدمی تھا اور اس کی وفات ۴۲ھ میں ہوئی اور اس کے بعد اس کا دوسرا بیٹا ابو زیان والی بنا پھر ان دونوں کے بعد ان کا عمو امولہم بن محمد والی بنا اور وہ اہل جرید کے ایک وفد کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے پاس گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کے عمو ادوں میں سے حسان بن ہجرس والی بنا اور اولاد دجاف میں سے محمد بن احمد بن وشاح نے اس پر حملہ کر کے اسے معزول کر دیا اور اس نے ۲۸ھ تک حکمرانی کی پس الحامہ میں اس پر حملہ کیا گیا اور انہوں نے عمر بن کلبی العاصی کو قتل کر دیا اور حسان بن ہجرس کو ان کا والی مقرر کیا اور یوسف نے اس پر حملہ کر کے اسے قید کر دیا اور یہ یوسف بن عبد الملک بن حجاج بن یوسف بن وشاح تھا جو عامل بجایہ کو بلاتا اور المصدوقیہ اور غلبے اور قبضے کے متعلق دھوکہ دیتا اور اس نے اسے سب طرف سے گھیر لیا اور مجھے ان کے بعض نسابوں نے بتایا ہے کہ الحامہ کے باشندوں کے مشائخ بنی بوشاک اور پھر بنی تامل میں ہیں جو بوشاک میں سے اور تامل ان کا سردار تھا اور وشاح تامل کے لڑکوں میں سے ہے اور ان کے دو گروہ ہیں بنو حسن اور بنو یوسف اور حسان بن ہجرس اور مولاہم اور عمر ابوعلان یہ سب کے سب بنو حسن میں سے ہیں اور محمد بن احمد بن وشاح بنی یوسف میں سے ہے اور یہ بات پہلی بات کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان کے بارے میں صحیح بات کو جانتا ہے اور نفرادہ اور قسطلیلہ کے مضافات اس عہد میں تو زور کی طرف منسوب ہوتے تھے اور یہ بہت سی بستیاں ہیں ان کے اور تو زور کے درمیان قبلہ کی طرف مشہور مگر مجھ پائے جاتے ہیں جو حد درجہ ظالم ہیں اور ان کے لئے لکڑی کے نشانات لگائے گئے ہیں جن کے ذریعہ راہرو کو راستہ معلوم ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ بھول بھی جاتا ہے تو مگر مجھ اسے نکل جاتے ہیں اور ان بستیوں میں ایک قوم رہتی ہے جو بربری نفرادہ کا بقایا ہے جو اپنے جہور کے خاتمہ کے بعد وہاں باقی رہ گئے تھے اور عرب بربریوں کے دیگر بطون کے ساتھ مل جل گئے اور ان کے ساتھ فرنجی معاہدہ بھی تھے جو سردانیہ کی طرف منسوب ہوتے تھے جنہوں نے امان اور جزیہ پر وہاں رہائش اختیار کی تھی اور اب بھی وہاں ان کی اولاد موجود ہے پھر ان کے پاس شدید کے اعرابی اور بنی سلیم کے زغب آئے یہ سب جنگ سے معذور تھے انہوں نے وہاں جنگلات اور پانیوں پر قبضہ کر لیا اور نفرادہ بکثرت ہو گئے اور وہی اس عہد میں وہاں کے عام باشندے ہیں۔ اور ان نفرادہ کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی سرداری نہیں کیونکہ اکثر یہ لوگ تو زور کے مضافات میں واپس چلے جاتے ہیں اور ان کی سرداری کا یہ حال ان کے متقدمین کا ہے جو شخصی حکومت میں بلاد جرید میں رہتے تھے ہم نے ان کے حالات کو اس حکومت میں بیان کیا ہے کیونکہ وہ اس کے پروردہ ہیں اور اس کے والیوں اور موالیوں میں شمار ہوتے ہیں۔

قابس اور اس کے مضافات کے رؤسائے بنی مکی کے حالات

یہ قابس افریقہ کی سرحدوں اور اس کی عملداریوں میں شامل تھا اور اس کے والی اغالبہ اور عبیدیوں کے زمانے میں قیروان سے آتے تھے اور فتح کے زمانے سے ضہاجہ کے والی ہوتے تھے اور جب ہلالی افریقہ میں آئے اور اس کے حالات خراب ہوئے تو ضہاجہ الطوائف کی حکومت جو قابس میں تھی تقسیم ہو گئی اور ضہاجہ المعز بن محمد ضہاجی سے یونس بن یحییٰ ضمری نے جو مرد اس ریاح سے تھا حکومت لے کر اپنے بھائی ابراہیم کو دے دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کا بھائی قاضی بن ابراہیم والی بنا پھر اہل قابس نے اس سے جنگ کی اور انہوں نے اسے تمیم بن المعز بن بادیس کے زمانے میں قتل کر دیا پس انہوں نے عمر بن المعز بن بادیس کی بیعت کر لی جو اپنے بھائی کا مخالف تھا یہ ۳۸۹ھ کا واقعہ ہے پھر اس کے بھائی تمیم نے قابس پر قبضہ کر لیا اور وہ عربوں سے محبت کرتا تھا اور قابس اور اس کے مضافات زعنبہ کے حصے میں تھے جو ہلالی عربوں میں سے تھے پھر وہاں ان پر ریاح نے غلبہ پالیا اور بنی دھمان میں سے دکن بن کامل بن جامع اور اس کا بھائی مارع آیا اور یہ دونوں معا بنی علی میں سے تھے جو ریاح کا ایک بطن ہے پس اس نے وہاں پر اپنی قوم بنی جامع کے لئے ایک حکومت بنائی اور اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا یہاں تک کہ افریقہ پر موحدین نے قبضہ کر لیا اور عبدالمومن نے قابس کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں تو وہاں سے مدافع بن رشید بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے اس کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور بنی جامع کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور قابس اور اس کے مضافات موحدین کے لئے ہو گئے اور افریقہ کے والی جو سرداروں میں سے ہوتے تھے اس پر موحدین کو والی بناتے تھے یہاں تک کہ بنی غالبہ اور قرقرش طرابلس اور قابس اور اس کے مضافات پر غالب آ گئے اور ہم نے ان کے حالات میں اس بات کا ذکر کر دیا ہے پھر موحدین نے یحییٰ بن غائبہ کو اس پر غالب کر دیا اور انہوں نے اپنے عمال کو وہاں اتارا اور جب شیخ ابی محمد عبد الواحد کی وفات کے بعد بنو ابی حفص سے دوسری مرتبہ افریقہ کی طرف بلایا اور حائل نے افریقہ پر اپنے بیٹے ابو محمد عبد اللہ کو امیر مقرر کیا تو اس کے ساتھ قابس پر امیر ابو زکریا نے اپنے بھائی کو مقرر کیا اور وہ وہاں پر امیر بن گیا پھر اس نے خود مختار بن کر اپنے بھائی کو معزول کر کے اور بنی عبدالمومن کی اطاعت کر کے جو کچھ کہا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور اس عہد میں قابس کی اس کے ایک گھرانے میں تھی اور وہ بنو مسلم کا گھرانہ تھا مجھے یاد نہیں کہ ان کا نسب کس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور بنو مکی کا نسب لواتہ میں ہے اور وہ مکی بن قرح بن زیاد کے اللہ بن ابی الحسن بن محمد بن زیادہ اللہ بن الحسین اللواتی ہے اور یہ بنو مکی امیر ابو زکریا کے مخلص دوست تھے اور جب اس نے خود مختار بننے کا عزم کیا تو ابو القاسم عثمان بن ابی القاسم بن مکی آیا اور لوگوں سے اس کی بیعت لینے کا متولی بن گیا اور اس وجہ

سے اسے اور اس کی قوم کو مولیٰ الیٰ ذکر کیا کے ہاں ایک مقام حاصل تھا اس نے اس بات کے باعث ان کے مراتب کو بلند کیا اور ان کا لحاظ رکھا اور بنو سلیم نے شہر کی سرداری میں کینہ رکھنے کی وجہ سے اپنے ہمسروں کو ابن غانیہ کی طرف بھیج دیا پس اس نے اپنے مال سے ان کے کینوں کو ختم کر دیا اور وہ اپنے شہر کی شورئی میں آزاد ہو گئے اور وہ مولیٰ ابو زکریا اول اور اس کے بیٹے المستنصر کے زمانے میں اسی حالت پر قائم رہے پھر وہ واقعہ ہوا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور واثق بن المستنصر اور اس کے بیٹے اپنے چچا سلطان ابو اسحاق کے ہاتھوں جام مرگ نوش کر گئے اور یہ کام داعی بن ابی عمارہ کے حکم سے ہوا اور اس نے کس طرح اپنے غلام نصیر کی تدبیر سے فضل بن مخلوع کے ذریعہ لوگوں پر یہ بات مشتہر کر دی اور اس نے اس تدبیر سے ان کے قاتل سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا اور جب اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ کیا تو اس کی تدبیر مکمل ہو گئی اور جب نصیر نے اپنی حقیقت کو واضح کیا اور عرب اس کی بیعت کو چل پڑے تو اس نے سب سے پہلے قابس کے اس دور کے رئیس کو مخاطب کیا جو بنی کنی میں سے تھا اور اس کا نام عبد الملک بن عثمان بن مکی تھا تو اس نے اس کی اطاعت کرنے میں جلدی کی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت پر آمادہ کیا اور اس بات کی وجہ سے اسے حکومت میں بڑا رسوخ حاصل ہو گیا اور جب داعی بن ابی عمارہ نے ۸۱ھ میں تخت خلافت پر ایک جسم کو ڈال دیا تو اس نے اسے الحضرة میں خراج کے جمع کرنے کا کام سپرد کیا اور بیت المال سے اسے بہت سے عطیات دیئے اور اس کے روزینہ میں اضافہ کر دیا اور محل سے اس کی طرف لونڈیاں ہدیہ بھیجنے کے بعد اسے الحضرة میں حکمران کرنے، معزول کرنے، ٹیکس عائد کرنے اور حساب کے کام میں خود مختار بنا دیا اور جب داعی فوت ہو گیا اور خلافت کے قدم جمع گئے جیسا کہ ہم ۸۲ھ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں تو عبد الحق بن مکی حکومت کی ہوا اکھڑنے کے بعد اپنے شہر میں چلا گیا اور وہاں جا کر محفوظ ہو گیا اور اس کی اطاعت میں کنزوری دکھانے لگا اور اس نے اہل حکومت کو خلیفہ کے واسطے دعا کرنے کے لئے اپنے منابر پر بھیجا پھر ۹۳ھ میں اس نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی اور اس نے اپنی اطاعت حاکم سرحدات مولیٰ ابو زکریا اوسط کو بھیجی اور اس کا بیٹا احمد جو ولی عہد تھا ۹۶ھ میں فوت ہو گیا پھر اس کے بعد وہ خود بھی ساتویں صدی کے سر پر فوت ہو گیا اور اس کا پوتا اس کی اولاد میں سے حکومت کے لئے پیچھے رہ گیا اور اس کے عمراد یوسف بن حسن نے اس کی کفالت کی اور اس نے خود مختار بن کر حکومت سنبھال لی یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اسے احمد بن لیدان کی کفالت میں چھوڑ گیا جو اہل قابس، اصہبان اور بنی کنی کے گھرانوں میں سے تھا اور یوسف کے مرنے سے ان کا کام مکمل ہو گیا پس سلطان نے اب لیمانی کو الحضرة کی طرف بھیجا اور انہوں نے وہاں کئی دن تک قیام کیا پھر اس نے اپنی تونس سے علیحدگی اور قابس کی جانب روانگی کے زمانے میں انہیں ان کے شہر میں واپس کر دیا پھر اس دوران میں کی فوت ہو گیا اور دونو جوان بچے عبد الملک اور احمد کو پیچھے چھوڑ گیا پس ابن نے ان کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ جوان اور ادھیڑ عمر کے ہو گئے اور ان دونوں کو حکومت اور علاقے کے معاملات میں دخل اندازی کی رکاوٹ تھی اور ان کا کام اپنے باپ کی طرح صرف خلیفہ کے لئے دعا کرنا تھا۔ کیونکہ ان کے علاقے سے حکومت کا سایہ سمٹ چکا تھا اور سلطان کے دفاع اور ان کی فوجوں کو غریب سرحدوں سے ہٹانے اور اعز اور کو الحضرة سے جلا وطن کرنے میں مشغول رہا اور جب سلطان ابو یحییٰ الحمیانی مصر میں فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبد الواحد

مغرب کی طرف حکومت کے اسباب تلاش کرتا ہوا واپس آ گیا اور ان کے صحن میں اترا کیونکہ اس کے باپ کے ان پر احسانات تھے پس انہوں نے عہد کو یاد کیا اور حق کو واجب کیا اور انہوں نے ان کے بڑے سردار عبدالملک کی بیعت اس کے حکم سے کر لی اور لوگوں کو بھی اس کی اطاعت کی دعوت دی اور جب سلطان ابو یحییٰ ۳۳۵ھ میں سرحدوں کی حفاظت کے لئے گیا تو اس نے اس کی مخالفت کی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پس وہ الحضرۃ میں آیا اور نصف ماہ تک وہاں رہا اور سلطان کو ان کے متعلق خبر ملی تو وہ واپس آ گیا اور قابس میں اپنی جگہ کی طرف بھاگ گئے اور حکومت ان کو ترجیحی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور ان پر گردش کی منتظر تھی یہاں تک کہ سلطان تلمسان پر غالب آ گیا اور آل مٹ گئی حکومت کو ان سے فراغت حاصل ہو گئی اور عمر نے صفائش کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسے حاصل کر لیا اور وہ ۳۵۵ھ میں اس پر غالب آ گیا اور سلطان ابو عثمان فوت ہو گیا اور ابن تافراکین جو الحضرۃ پر غالب آ گیا تھا اس کا سینہ ان دونوں کی عداوت سے بھرا ہوا تھا پس اس نے ان دونوں کو برومجر واپس کر دیا یہاں تک کہ ۳۶۴ھ میں جزیرہ جربہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا اور ان دونوں پر اپنے بیٹے محمد کو امیر مقرر کر دیا تو اس نے وہاں اپنے کاتب محمد بن ابوالقاسم بن ابی العیون کو جو حکومت کا پروردہ تھا جانشین مقرر کر دیا اور احمد بن مکی حاجب بن تافراکین کی موت کے سائے ہی میں الحضرۃ میں فوت ہو گیا گویا ان دونوں نے مرنے کے لئے وقت مقرر کیا ہوا تھا اور اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو اپنے غلام ظافر علی کی کفالت میں پیچھے چھوڑا اور ظافر اس کی موت کے بعد فوت ہو گیا اور عبدالرحمن طرابلس میں خود مختار بن گیا اور اس نے بری سیرت اختیار کر لی یہاں تک کہ ابو بکر بن محمد بن ثابت نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جیسا کہ ہم ۳۷۲ھ کے حالات میں ذکر کریں گے اور اس پر بربریوں اور عرب ہم وطنوں کو چڑھالایا پس اہل شہر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس پر حملہ کر دیا اور ابو بکر نے اس پر حملہ کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے اسے امراء ذتاب میں سے ایک امیر کے سپرد کر دیا اور اس نے اسے پناہ دی یہاں تک کہ اس نے اسے اس کے مامن میں پہنچا دیا جو اس کی فرد گاہ اور قابس میں اس کے چچا کی رعیت میں تھا یہاں تک کہ وہ ۳۷۵ھ میں فوت ہو گیا اور عبدالملک مسلسل ۸۱ھ تک قابس پر والی رہا اور اس کا بیٹا یحییٰ اس کی وزارت پر مخصوص رہا اور اس کا پوتا عبدالوہاب اس کے بیٹے مکی کا معاون رہا ان کے احوال پلٹ گئے اور ان کے ہاتھ سے وہ عملداریاں بھی جاتی رہیں جو اس کے بھائی احمد کے عہد میں ان کے پاس تھیں جیسے طرابلس، جزیرہ جربہ اور صفائش اور اس قسم کی دیگر عملداریاں حتیٰ کہ تخت بھی جاتا رہا جو صرف اس کے بھائی کے لئے تھا اور یکن صرف اس کے حملہ کے قرب کی وجہ سے قائم تھا اور ان دونوں کی سیرت عدل کرتا تھی اور ان میں سے ہر ایک اپنے اہل عصر کے دوران فقیہ کہلاتا تھا کیونکہ وہ مذاہب خیر میں دلچسپی رکھتے تھے اور احمد کو ادب سے بھی بہرہ حاصل تھا اور بہت اچھے اشعار بھی کہتا تھا اور اسے خوش الحانی سے پڑھنے اور بلاغت میں بھی حصہ حاصل تھا اور وہ اہل مشرق کی طرح حروف کی اشکال اور اوضاع بناتا تھا اور اس کے بھائی عبدالملک کو بھی اس میں بہرہ حاصل تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے زمانے کے نقادوں میں شامل تھا اور جب سلطان ابوالعباس نے افریقہ کے شہروں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور اپنی قوم کو دعوت ہنسی دینے میں مخصوص ہو گیا تو اہل جربہ کو اس سے خوف آنے لگا اور وہ امتناع کے متعلق اس سے معارضہ

کرنے آئے تو اس نے انہیں اس میں داخل کر لیا اور انہوں نے افریقہ میں صاحب تلمسان کو ترغیب دینے کی طرف اشارہ کیا تو وہ ان سے عاجز آ گیا اور انہوں نے اس کے ساتھ ضد کی تو وہ عداوت سے باز آ گیا اور اس دوران میں مولانا سلطان نے جرید کی طرف چڑھائی کی اور نقطہ قفصہ اور توزر پر قبضہ کر لیا پس ابن کی نے استقامت کے لئے اشتباہ پیدا کرنے میں جلدی کی اور اسے اپنی اطاعت کا پیغام بھیج دیا پھر الحضرة کی طرف واپس آ گیا اور وہ المصدوقہ سے واپس آ گیا اور اہل شہر انہیں حیلہ بہانے سے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے بعض کو پکڑ لیا اور دوسرے چلے گئے اور بنو احمد جو ذتاب میں سے اس کے مضامفات میں رہتے تھے اس کے خلاف بغاوت کر دی پس انہوں نے اس سے جنگ کی اور قفصہ میں امیر اکبر کو اطلاع دی کہ وہ فوج کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے پس اس نے ان کی طرف فوج بھیجی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر موقع سے فائدہ اٹھا کر بنی علی کے بعض عرب پڑاؤ پر شب خون مارنے میں شامل ہو گئے اور اس نے اس کام کے متعلق ان کے لئے مال خرچ کیا پس انہوں نے اس پر شیخون مارا اور وہ چلا گیا اور سلطان کو ایہ اطلاع پہنچی تو وہ الحضرة سے ۸۱ھ میں نکلا اور قیروان میں اتر اور دونوں فریق مل گئے اور اس نے اپنے اہلچویں کو معذرت کے لئے بھیجا تو ابن کی نے اطاعت کے ساتھ انہیں واپس کر دیا۔ پس اس نے اپنے کجاووں کو اٹھایا اور عرب قبائل میں جا اتر اور سلطان جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کے محلات پر قابض ہو گیا اور اہل بلد نے بیعت کر لی اور اس نے اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو ان پر امیر مقرر کیا اور خود تونس کی طرف واپس لوٹ آیا اور عبدالملک تھوڑے دنوں میں عرب قبائل کے درمیان فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا عبدالرحمن اور اس کا بھتیجا احمد جو اپنے باپ کے بعد طرابلس کا حکمران تھا وہ بھی فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا یحییٰ اور اس کا پوتا عبدالوہاب طرابلس چلے گئے تو ابن ثابت نے انہیں اپنے شہر میں اترنے سے روک دیا کیونکہ وہ سلطان کی اطاعت سے وابستہ تھا پس وہ بلاد ذتاب میں سے زنزور میں اترے جو اس کے نواح میں تھا اور وہیں قیام پزیر ہو گئے اور شرقی نواح سلطان کی اطاعت پر قائم رہے اور اس کی دعوت میں شامل ہو گئے پھر یحییٰ بن عبدالملک اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف گیا اور عبدالوہاب جبال میں برانس کے قبائل میں مقیم رہا اور جس والی کو سلطان نے قابس میں چھوڑا تھا اس کا وہاں کے باشندوں پر برا اثر پڑا تو اس کی پارٹی نے عبدالوہاب کے ساتھ اس بارے میں سازش کی اور وہ البلد کی طرف آیا اور اس پر شب خون مارا اور انہوں نے والی پر حملہ کر کے اسے ۸۳ھ میں قتل کر دیا اور عبدالوہاب نے قابس پر قبضہ کر لیا اور اس کا بھائی یحییٰ اپنے فرض کی ادائیگی کے بعد مشرق سے آیا تو اس نے اس پر اس کی حکومت حاصل کرنے کے لئے کئی بار چڑھائی کی اور اس کی مشکلیں باندھ دیں اور اسے اس کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے قصر الحد میں قید کر دیا اور وہ کئی سال قید خانے میں رہا پھر وہاں سے بھاگ گیا اور الحامہ کے حاکم ابن وشاہ سے مدد طلب کرتا ہوا الحامہ چلا گیا جو قابس سے ایک دن کے فاصلہ پر ہے تو اس نے اس کی مدد کی اور وہ مسلسل قابس کے نواح پر چڑھائی کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے بھائی یحییٰ کے بیٹے عبدالوہاب کو گرفتار کر لیا اور ۹۷ھ میں اسے قتل کر دیا اور وہ ۹۷ھ تک وہاں خود مختار رہا اور عمر بن سلطان ابو العباس کو اس کے باپ نے طرابلس کے محاصرہ کے لئے بھیجا تو ان لوگوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے یہاں

تک کہ اس کے باشندوں نے اطاعت اختیار کر لی اور ٹیکس ادا کئے تو وہ وہاں سے چلا گیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور اس نے صفات کے مضافات کا والی بنا دیا اور وہ وہاں خود مختار ہو گیا پھر اس نے الحامہ کے باشندوں کو قابس کی سلطنت میں شامل کر دیا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس کے ساتھ چل پڑے پس اس نے اس پر شب خون مارا اور اس میں داخل ہو گیا اور یحییٰ بن عبد الملک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور قابس سے ابن مکی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

واللہ الامر من قبل و من بعد و هو خیر الوارثین

